فتاویٰ مفتی محمود

جلد دوم

فقیہِ ملت مفکرِ اسلام مولانا مفتی محمود
شیخ الحدیث جامعہ قاسم العلوم ملتان

متصل مسجد پائلٹ ہائی سکول، وحدت روڈ لاہور۔ فون: ۲-۵۴۲۴۹۰۱-۰۴۲

Fatawa Mufti Mahmood Vol.2
By
Maulana Mufti Mahmood

ISBN : 969-8793-20-8

فتاویٰ مفتی محمود کی طباعت و اشاعت کے جملہ حقوق زیر قانون کاپی رائٹ ایکٹ ۱۹۶۲ء
حکومت پاکستان بذریعہ نوٹیفکیشن NO F21-2365/2004LOPR
رجسٹریشن نمبر 17227-Copr to 17233-Copr کے تحت ناشر محمد ریاض درانی محفوظ ہیں

قانونی مشیر : سید طارق درانی (ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

ضابطہ

نام کتاب	:	فتاویٰ مفتی محمود (جلد دوم)
اشاعت اول	:	مئی ۲۰۰۲ء
اشاعت پنجم (جدید)	:	جنوری ۲۰۱۱ء
ناشر	:	محمد ریاض درانی
باہتمام	:	محمد بلال درانی
سرورق	:	جمیل حسین
کمپوزنگ	:	رشید احمد صدیقی
مطبع	:	اشتیاق اے مشتاق پریس لاہور
قیمت	:	400/- روپے
[illegible]	:	[illegible] لاہور

انتساب

والدِ مکرم

استاذ العلماء

حضرت مولانا مہابت خان رحمۃ اللہ علیہ

کے نام

تحقیق وتخریج

زیر سرپرستی

حضرت مفتی روزی خان، امام مسجد (دار القادریہ ٹاؤن)

مرتبین

مولانا نجم الدین مدظلہم (استاذ الحدیث جامعہ حنفیہ لاہور)

مولانا عبید الرحمن (خطیب جامع مسجد عثمانی موڑ سمن آباد لاہور)

حافظ محمد ریاض درانی (خطیب جامع مسجد پاک پائلٹ سکول، وحدت روڈ، لاہور)

تصحیح

مولانا محمد عارف (استاذ جامعہ حنفیہ لاہور)

فہرست

عرض ناشر	محمد ریاض درانی	۳۳
تشکر نامہ	محمد ریاض درانی	۳۵
تقریظ	ڈاکٹر مفتی نظام الدین شامزئی شہید	۳۷
پیش لفظ	مولانا فضل الرحمٰن امیر جمعیت علماء اسلام پاکستان	۳۹

باب الامامت

- کیا تاش کھیلنے، فلمیں گانے سننے اور قرآن غلط پڑھنے والا امامت کے لائق ہے؟ ۴۴
- کیا کبیرہ گناہوں میں مبتلا شخص کے پیچھے نماز جائز ہے ۴۵
- امامت سے معذوری کی بناء پر سبکدوش ہونے کے بعد کیا سابقہ امام کسی چیز کا مطالبہ کر سکتا ہے ۴۷
- جس شخص میں فسق وفجور والے تمام نقائص ہوں اس کی امامت کا حکم؟ ۵۰
- گانے سننے والے کی امامت کا حکم؟ ۵۲
- لہو ولعب میں مشغول رہنے والے کی امامت کا حکم؟ ۵۳
- قوالی اور گانے سننے والے کی امامت کا حکم؟ ۵۳
- ٹیلی ویژن دیکھنے والے کی امامت کا حکم؟ ۵۴
- کبوتر باز، گولیاں کھیلنے والے کی امامت کا حکم؟ ۵۵
- نادرست چال چلن والے کی امامت کا حکم؟ ۵۶
- حقہ نوشی، چھوٹی داڑھی اور غلط قرآن پڑھنے والے کی امامت کا حکم؟ ۵۷
- تارک نماز کی امامت کا حکم؟ ۵۸
- شادی پر رقص وسرود کرانے والے کی امامت کا حکم؟ ۵۹
- جس شخص پر مختلف اعتراضات ہوں اس کی امامت کا حکم؟ ۶۰

- گانے سننے والے، تاش کھیلنے والے کی امامت کا حکم؟ ۶۳
- فسق و فجور میں مبتلا جاہل شخص کی امامت کا حکم؟ ۶۴
- سگریٹ نوشی کرنے والے کی امامت کا حکم؟ ۶۶
- مختلف عادات ذمیمہ کے حامل شخص کی امامت کا حکم؟ ۶۸
- فاسق شخص کی امامت کا حکم؟ ۶۹
- بیہودہ باتیں کرنے والے کی امامت؟ ۷۰
- فاسق و فاجر شخص کی امامت کا حکم؟ ۷۱
- ایک شخص نے اپنی لڑکی اہل تشیع کو دی، شیعہ تمام صحابہ امہات المؤمنین رضی اللہ عنہم کو سب (گالی) بکتا ہے) وہاں کے جنازے میں شریک ہوتا ہے ایسے شخص کی امامت کا حکم؟ ۷۳
- کیا شیعوں کی مجالس میں جانے والے کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے؟ ۷۳
- امام کا مرزائی سے تعلق رکھنے کا حکم؟ ۷۵
- مرزائی کی نماز جنازہ پڑھ جانے والے کی امامت کا حکم؟ ۷۶
- مرزائی کا نکاح پڑھانے والے کی امامت کا حکم؟ ۷۷
- مرزائیوں سے تعلقات رکھنے والے کی امامت کا حکم؟ ۸۱
- شیعہ سے تعلقات رکھنے والے کی امامت کا حکم ۸۳
- صحابی رسول کو برا کہنے اور اہل اسلام کو کافر کہنے والے کی امامت کا حکم؟ ۸۳
- شیعہ کا سنیوں کی مسجد میں نماز پڑھنے کا حکم؟ ۸۳
- شیعہ کی امامت میں پڑھی گئی نماز کا حکم؟ ۸۴
- مرزائی متولی کی ولایت میں امامت درست نہیں ۸۵
- اپنے کو مرزائی کہنے والے کی امامت ۸۶
- مرزائیوں سے تعلق رکھنے والے کی امامت کا حکم؟ ۸۹
- گنجے آدمی کی امامت درست ہے؟ ۸۹
- ڈاکو کی امامت کا حکم؟ ۹۰
- جھوٹے کو امام بنانے کا حکم ۹۱
- ناجائز قسمیں کھانے والے کی امامت کا حکم ۹۳

- جھوٹ بولنے والے اور اپنی بیوی پر ظلم کرنے والے کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم؟ ۹۳
- بد معاملگی کرنے والے کی امامت کا حکم؟ ۹۵
- جھوٹ بولنے، غیر محرم کو جھانکنے والے اور ٹی وی کا شغل کرنے والے کی امامت کا حکم؟ ۹۷
- نمازوں کی پابندی نہ کرنے والے، جھوٹ بولنے والے اور دیگر غیر شرعی معاملات کے حامل شخص کی امامت کا مسئلہ؟ ۹۸
- حج نہ کرنے اور بعض مخصوص افعال کرنے والے کی امامت کا حکم؟ ۱۰۰
- ایسے شخص کی امامت کا حکم جس میں کئی عیب پائے جاتے ہوں؟ ۱۰۲
- مقتدیوں کی ناپسندیدگی کے باوجود امامت کرانے کا حکم؟ ۱۰۳
- حسد، بغض اور کینہ رکھنے والے کی امامت کا حکم؟ ۱۰۵
- جھوٹا دعویٰ کرنے والے کی امامت کا حکم؟ ۱۰۶
- اپنے آپ کو سید ظاہر کرنے والے کی امامت کا حکم؟ ۱۰۶
- طلاق دے کر مکر جانے والے کی امامت کا حکم؟ ۱۰۷
- بد اخلاقی اور جھوٹ کے مرتکب کی امامت کا حکم؟ ۱۰۸
- جھوٹی قسم کھانے والے کی امامت کا حکم؟ ۱۱۰
- جھوٹی گواہی دینے والے کی امامت کا حکم؟ ۱۱۱
- جھوٹی تہمت لگانے والے کی امامت کا حکم؟ ۱۱۳
- قرابت داروں سے قطع تعلقی کرنے والے کی امامت کا حکم؟ ۱۱۴
- ماں کے نافرمان اور اپنے بیٹے سے ناراض شخص کی امامت کا حکم؟ ۱۱۵
- بااثر شخص کی دعوت دینے والے کی امامت کا حکم؟ ۱۱۶
- جھوٹ بول کر اپنی بیوی کو ... کرنے والے کی امامت کا حکم؟ ۱۱۹
- متولی کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم؟ ۱۲۰
- قتل کا جرم کرنے والے (مقتول) کا حق قاتل جب ادا نہ کرے اس کی امامت کا حکم؟ ۱۲۲
- دوسرے شخص کی منکوحہ عورت سے نکاح پڑھانے والے کی امامت کے متعلق حکم؟ ۱۲۳
- ایسے شخص کی امامت کا حکم جس پر علاقہ کا زنا کا الزام ہو ۱۲۵
- دین پر حق میں جھگڑالو شخص کی امامت کا حکم؟ ۱۲۶

- ایسے شخص کی امامت کا حکم جس پر تہمت اغلام کی ہو؟ ۱۲۸
- جس امام نے قطع رحمی کی ہو اور معافی مانگنے پر بھی صلح سے انکار کرے تو اس کی امامت کا حکم؟ ۱۲۹
- ایسے شخص کی امامت کا حکم جس کی بیوی سے کام نہ رکھتا ہو؟ ۱۳۰
- ناجائز تعلقات رکھنے والے کی امامت کا حکم؟ ۱۳۰
- امامت کے لئے موزوں غیر شادی شدہ اور شادی شدہ شخص کی امامت کا حکم؟ ۱۳۱
- ولد الزنا کی امامت کا حکم؟ ۱۳۲
- غیر محرم عورتوں سے بے پردہ ملنے والے کی امامت کا حکم؟ ۱۳۳
- مودودی جماعت کی شرکت اور مودودی نظریات کے حامل شخص کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم؟ ۱۳۴
- مودودی عقائد رکھنے والے کی امامت کا حکم؟ ۱۳۵
- مودودی خیالات رکھنے والے کی امامت کا حکم؟ ۱۳۷
- کسی کے متعلق ایسے شخص کی امامت کا حکم جو مودودی صاحب کے نظریات رکھتا ہو ۱۳۷
- مودودی جماعت کے رکن کی امامت کا حکم؟ ۱۳۸
- مودودی نظریات رکھنے والے کی امامت کا حکم؟ ۱۳۹
- مودودی کی کتابوں سے متاثر ایک شخص کی امامت کا حکم؟ ۱۴۱
- مودودی خیالات رکھنے والے کی امامت ۱۴۲
- بارہ سال کی عمر کے لڑکے کے پیچھے نماز تراویح پڑھنے کا حکم؟ ۱۴۳
- ایسے نوجوان کا جس کی داڑھی نہ نکلی ہو، کی امامت کا حکم؟ ۱۴۴
- ایسے لڑکے کی امامت کا حکم جس کی عمر پندرہ سال ہو؟ ۱۴۵
- نابالغ کی امامت فرائض و تراویح کا حکم؟ ۱۴۶
- نابالغ کی اقتداء میں تراویح کا حکم؟ ۱۴۷
- تراویح میں نابالغ کی امامت کا حکم؟ ۱۴۸
- لڑکے کے بالغ ہونے کی علامت ۱۴۹
- داڑھی کٹوانے والے حافظ کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم؟ ۱۴۹

- قبضہ سے کم داڑھی والے امام کی امامت کا حکم؟ ۱۵۰
- فاسق کی امامت کا حکم؟ ۱۵۲
- ایک مشت سے کم داڑھی والے کے پیچھے نماز کا حکم؟ ۱۵۳
- ایک مشت سے کم داڑھی والے حافظ کی تراویح میں امامت کا حکم؟ ۱۵۴
- جہاں تنانوے فیصدی داڑھی منڈ ہونے یا کترانے والے ہوں تو امام کون بنے؟ ۱۵۵
- امام کن صفات کا حامل ہونا چاہیے؟ ۱۵۶
- داڑھی منڈانے، کتانے والے صرف رمضان میں رکھ لینے والوں کی امامت کا حکم ۱۵۷
- داڑھی کترانے والے، ناظرہ خواں، واقف از مسائل میں سے نماز پڑھانے کے لیے کسے آگے کیا جائے؟ ۱۵۹
- بوری رکھے ہوئے شخص کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم؟ ۱۶۱
- امام و مقتدی سب داڑھی منڈے ہوں؟ ۱۶۲
- سونے کی انگوٹھی استعمال کرنے والے کی امامت کا حکم ۱۶۳
- داڑھی منڈانے والے کی امامت کا حکم؟ ۱۶۴
- عارضی داڑھی والے کی تراویح میں امامت کا حکم؟ ۱۶۷
- داڑھی منڈانے سر کے بال خوب بڑھانے والے کی امامت کا حکم؟ ۱۶۸
- جاہل داڑھی منڈانے والے کے پیچھے نماز کا حکم؟ ۱۶۹
- بے ریش کی امامت کا حکم؟ ۱۷۱
- بوقت ضرورت داڑھی منڈے کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم؟ ۱۷۳
- داڑھی کی شرعی حیثیت ۱۷۳
- ایک مشت داڑھی رکھنا واجب ہے، کیا داڑھی منڈانے والے کو قتل کیا جائے؟ ۱۷۵
- دوسروں کو قبضہ سے کم داڑھی کرنے پر اکسانے والے کی امامت کا حکم ۱۷۶
- سر پر انگریزی بال رکھنے والے کی امامت کا حکم؟ ۱۷۷
- داڑھی کٹانے سے توبہ کر لے تو کب امام بنایا جائے؟ ۱۷۸
- داڑھی منڈانے والے قرآن پاک درست پڑھ سکتے ہوں اور داڑھی والوں کا تلفظ درست نہ ہو تو امام کس کو بنایا جائے ۱۸۱

- [illegible] ۱۸۱
- [illegible] ۱۸۴
- [illegible] ۱۸۵
- [illegible] کا حکم ۱۸۶
- [illegible] ۱۸۷
- [illegible] کا حکم ۱۸۸
- [illegible] ۱۸۹
- [illegible] ۱۹۰
- [illegible] کا حکم ۱۹۱
- [illegible] ۱۹۲
- [illegible] ۱۹۳
- [illegible] کا حکم ۱۹۴
- [illegible] ۱۹۵
- [illegible] ۱۹۶
- [illegible] کا حکم ۱۹۷
- [illegible] ۱۹۸
- [illegible] کا حکم ۲۰۰
- [illegible] کا حکم ۲۰۱
- [illegible] ۲۰۲
- [illegible] ۲۰۵
- [illegible] ۲۰۶
- [illegible] ۲۰۷
- [illegible] ۲۰۸
- [illegible] کا حکم ۲۰۸
- [illegible] ۲۰۹

○ [illegible] ہے؟ ۲۱۱
○ [illegible] کی امامت کا حکم ۲۱۳
○ امامت کا زیادہ حقدار کون ہے ۲۱۴
○ [illegible] کا حکم ۲۱۶
○ حق بالامامت کون ہے؟ ۲۱۷
○ [illegible] ہے؟ ۲۱۸
○ [illegible] کی امامت کا حکم ۲۱۹
○ [illegible] کا حکم ۲۲۰
○ [illegible] کی امامت کا حکم ۲۲۱
○ [illegible] کا مستحق ۲۲۵
○ مؤذن کی امامت کا حکم ۲۲۵
○ [illegible] کی امامت کا حکم ۲۲۷
○ [illegible] کی امامت کا حکم ۲۲۸
○ [illegible] کی امامت کا حکم ۲۲۹
○ [illegible] کی امامت کا حکم ۲۳۱
○ [illegible] کا حکم ۲۳۳
○ [illegible] کی امامت کا حکم ۲۳۴
○ [illegible] کی امامت کا حکم ۲۳۵
○ [illegible] کی امامت ۲۳۶
○ [illegible] کی امامت کا حکم ۲۳۷
○ [illegible] کا حکم ۲۳۹
○ [illegible] کی امامت کا حکم ۲۴۰
○ [illegible] کی امامت کا حکم ۲۴۱
○ [illegible] کا حکم ۲۴۲
○ [illegible] کا حکم ۲۴۵

- غیر شادی شدہ و جبہ پہننے والے کی امامت کا حکم ۴۴۵
- بیٹی کو خاوند کے گھر نہ بھیجنے والے کی امامت کا حکم ۴۴۶
- مسئلہ شرعیہ پر عمل نہ کرنے والے کی مانی ہوئی مسجد میں امامت کا حکم ۴۴۷
- جس کے اہل خانہ کا چال چلن درست نہ ہو اس کی امامت کا حکم ۴۴۸
- جوان لڑکی کو بیچنے کی تجویز کرنے والے کی امامت کا حکم ۴۴۹
- امام مسجد کی بیوی اگر بے پردہ ہو تو امامت کا حکم ۴۵۱
- جھگڑالو اور رشوت کھانے والے شخص کی امامت کا حکم ۴۵۲
- داماد کی بدعملی کے سبب بیٹی کو رخصت نہ کرنے والے کی امامت کا حکم ۴۵۳
- مطلقہ کی عدت پوری ہونے سے قبل نکاح کر دینے والے کی امامت کا حکم ۴۵۴
- بہن کی رخصتی نہ کرنے والے کی امامت کا حکم ۴۵۶
- ایسے شخص کی امامت کا حکم جس کی بیوی کے اس کے داماد سے ناجائز تعلقات کا شبہ ہو؟ ۴۵۸
- ایسے شخص کی امامت کا حکم جو نماز قرآن پاک پڑھتے ہوں اس کی بیوی بے پردہ پھرتی ہے؟ ۴۵۹
- تعزیہ بازیوں میں شرکت اور تعاون کرنے والے کی امامت کا حکم ۴۵۹
- بعد از طلاق بدون حلالہ عورت کو گھر میں رکھنے والے کی امامت کا حکم؟ ۴۶۲
- جس شخص کی ایک بیوی اپنے حق شب باشی سے دوسری کے حق میں دستبردار ہو جائے اس کی امامت کا حکم؟ ۴۶۳
- ناشزہ بیوی کو بسائے رکھنے، مطلقہ کو طلاق بائن دینے، جھوٹ بولنے کا فون میں عید شریک کرنے اور الٹی طلاق پر نکاح پڑھانے والے کی امامت کا حکم ۴۶۵
- لڑکی روکے رکھنے والے کی امامت کا حکم ۴۶۸
- بغیر طلاق کسی کی عورت رکھنے والے کی امامت کا حکم ۴۶۹
- اپنی بیوی کو معلق چھوڑ دینے والے کی امامت کا حکم ۴۷۰
- جوان لڑکی کو بعد از نکاح رخصتی سے روکنے والے کی امامت کا حکم؟ ۴۷
- غلط مسائل بتانے والے کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم ۴۷۲
- غلط عقیدہ بیان کرنے والے خطیب کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم ۴۷۳
- غلط مسائل کی تبلیغ کرنے والے کی امامت کا حکم ۴۷۴

- کفار و مشرکین کے جہنم میں دخول کا عقیدہ نہ رکھنے والے کی امامت کا حکم ۲۷۵
- صرف ٹوپی پہن کر نماز پڑھانے کا حکم ۲۷۷
- حضرت حسینؓ کو تمام اصحاب رسول پر فضیلت دینے والے کی امامت کا حکم ۲۷۸
- غلط مسائل بتانے والے کا امام بننا؟ ۲۷۹
- بے تحقیق فتوے لگانے والے کی امامت ۲۸۰
- ایسی حرکات کرنے والے کی امامت کا حکم جن سے شبہات پیدا ہوتے ہیں۔ ۲۸۱
- غلطی سے نکاح درج کردینے پر تائب شخص کی امامت کا حکم ۲۸۳
- مسجد کے چندہ سے کچھ رقم چھپا لینے کے بعد توبہ کر لینے والے کی امامت کا حکم ۲۸۳
- بدکاری کے ارتکاب کے بعد تائب شخص کی امامت کا حکم ۲۸۴
- ناجائز چندہ جمع کرنے کے الزام کے بعد امامت کرنے کا حکم ۲۸۵
- مرزائیوں کے خلاف تحریک میں جیل جانے کے بعد معافی پر رہائی حاصل کرنے والے کی امامت کا حکم ۲۸۶
- ایسے استاذ کی امامت کا حکم، جس نے طلبہ کو مباح کام کا حکم دیا اور طلبہ مباح سے تجاوز کر گئے ۲۸۶
- فسق و فجور سے توبہ کر لینے والے کی امامت کا حکم ۲۸۷
- نامرد ہو جانے والے اور زنا سے توبہ کرنے والے کی امامت کا حکم ۲۸۹
- کیا مردے نہلانے کا کام کرنے والے کے پیچھے نماز جائز ہے؟ ۲۹۰
- مردہ شوئی کا کام کرنے والے کی امامت کا حکم ۲۹۰
- مردے نہلانے کے کام کو اپنا ذریعۂ معاش قرار دینے والے کی امامت کا حکم ۲۹۲
- میت کو غسل دینے والے کی امامت کا حکم ۲۹۳
- میت کو نہلانے والے کی امامت کا حکم، کیا چالیس مردے نہلانے والا جنتی ہے؟ ۲۹۵
- میت کو نہلانے والے کا جنازہ میں امام بننے کا حکم ۲۹۶
- مردے نہلانے والے کی امامت کا حکم ۲۹۷
- کیا فحش غلطیاں کرنے والے کو امام بنانا جائز ہے؟ ۲۹۸
- قرآن پاک غلط پڑھنے والے، مسائل نماز سے بے پرواہ کی امامت کا حکم ۲۹۹

○ قرآن پاک غلط پڑھنے والے کی امامت	۳۰۲
○ [illegible] کا حکم	۳۰۳
○ [illegible] کا حکم	۳۰۳
○ [illegible] کی امامت کا حکم	۳۰۶
○ [illegible] کی امامت	۳۰۶
○ [illegible] کی امامت کا حکم	۳۰۷
○ [illegible] کی امامت کا حکم	۳۰۸
○ [illegible] کی امامت کا حکم	۳۰۹
○ [illegible] کی امامت کا حکم	۳۰۹
○ [illegible] کی امامت کا حکم	۳۱۰
○ [illegible] کی امامت کا حکم	۳۱۲
○ خنثیٰ کی امامت کا حکم	۳۱۲
○ [illegible] کی امامت کا حکم	۳۱۳
○ [illegible] کی امامت کا حکم	۳۱۴
○ [illegible] کی امامت کا حکم	۳۱۶
○ [illegible] کی امامت	۳۱۸
○ [illegible] کی امامت کا حکم	۳۱۹
○ [illegible] امامت کا حکم [illegible]	۳۲۰
○ [illegible] کی امامت کا حکم [illegible]	۳۲۱
○ [illegible] کی امامت کا حکم	۳۲۲
○ [illegible] کی امامت	۳۲۲
○ [illegible] کی امامت کا حکم	۳۲۳
○ [illegible] کی امامت کا حکم	۳۲۴
○ [illegible] کی امامت کا حکم	۳۲۵
○ [illegible] کی امامت کا حکم	۳۲۷

- دورانِ نماز امام مر گیا تو نماز کا حکم ۳۲۹
- معذور اور زبان میں لکنت والے کی امامت کا حکم ۳۲۹
- لنگڑے شخص کی امامت کا حکم ۳۳۱
- دونوں پاؤں سے معذور شخص کی امامت کا حکم ۳۳۱
- ایک پاؤں سے معذور شخص کی امامت کا حکم ۳۳۲
- قیام سے معذور شخص کا حکم ۳۳۳
- معذور شخص کی امامت کا حکم ۳۳۴
- غیر قادر علی القیام کی امامت کا حکم ۳۳۵
- ایسے بہرے امام کی امامت کا حکم جو بتائی جانے والی غلطی نہ سن سکے ۳۳۵
- عالموں کی موجودگی میں نابینا شخص کی امامت کا حکم ۳۳۶
- پرہیزگار نابینا کی امامت کا حکم ۳۳۷
- عالم امام کے ہوتے ہوئے نابینا کا امامت کی خواہش کرنا ۳۳۸
- نابینا کی امامت کا حکم ۳۳۹
- نابینا کی امامت کا حکم ۳۴۰
- امی کی امامت کا حکم ۳۴۱
- نابینا حافظ کی امامت کا حکم ۳۴۱
- بالکل اندھے اور لنگڑے شخص کی امامت کا حکم ۳۴۲
- صفائی ستھرائی کا خیال رکھنے والے نابینا کی امامت کا حکم ۳۴۳
- عقلمند نابینا شخص کی امامت کا حکم ۳۴۴
- مجنون کا علاج کرنے والے کی امامت کا حکم ۳۴۵
- ’’[illegible]‘‘ کہنے والے کی امامت کا حکم ۳۴۶
- حفظ قرآن کے عادی نابینا قاری کی امامت دوسروں کے ہوتے ہوئے ۳۴۷
- امام صبی کی اقتداء میں نماز کا حکم ۳۴۸
- امام صبی کی اقتداء میں ادا کی گئی نمازوں کا حکم ۳۴۹
- [illegible] کی اقتداء کا حکم ۳۵۰

- ایسے علماء کے اس عمل کی وجہ سے مسلمانوں کے درمیان افتراق، ان کی اقتداء میں نماز کا حکم ٣٥٠
- علماء دیوبند کی اقتداء میں نماز کا حکم ٣٥١
- محمد بن عبد الوہاب کو برا کہنے والوں کا حکم ٣٥١
- غیر مقلدین اور محمد بن عبد الوہاب سے عقیدت رکھنے والوں کی اقتداء میں نماز کا حکم ٣٥٢
- ایسے امام کی اقتداء کا حکم جس کا عقیدہ درست نہ ہو، تعویذ دینے والے اور تعلیم قرآن پر اجرت لینے والے کی امامت کا حکم ٣٥٣
- قرآن خوانی پر معاوضہ اور اجرت لینے والے کی امامت کا حکم ٣٥٤
- امامت پر مقرر ہونے والے خطیب کی امامت کا حکم ٣٥٥
- امام کی مجلس میں ہونے والی گفتگو، اوقاف سے تنخواہ لینے کا حکم ٣٥٦
- صدقۂ فطر اور قربانی کی کھال وصول کرنے والے امام کا حکم ٣٥٦
- منکرین حدیث سے تعلق و ارتباط رکھنے والے کی امامت کا حکم ٣٥٧
- پردہ کی پابندی نہ کرانے والے کی امامت کا حکم ٣٥٨
- حرمت الٰہی کے منکر کی امامت کا حکم ٣٥٩
- مرحوم کی روح کے لئے اجتماعی قرآن خوانی کرنے والے کی امامت کا حکم ٣٦٠
- ایسے شخص کی امامت کا حکم جو ہوتے ہوئے صدقہ ایصال ثواب کا انتظام کرے ٣٦١
- ایسے شخص کی امامت کا حکم جس کی بیوی بے پردہ رہتی ہو ٣٦٢
- غیر شادی شدہ کی امامت کا حکم ٣٦٣
- گھر میں اہل وعیال کو ساتھ ملا کر جماعت کرانے کا حکم ٣٦٤
- عورت کی امامت کا حکم ٣٦٤
- عورتوں کے مسجد میں جانے کا حکم ٣٦٥
- غیر مقلد کی اقتداء میں نماز کا حکم ٣٦٦
- مسجد کے مقرر امام سے پہلے کسی دوسرے کے جماعت کرانے کا حکم ٣٦٧
- جماعت میں اختلاف کرکے دوسری جماعت کرانا درست نہیں ٣٦٨
- جماعت ثانیہ کا حکم ٣٦٩
- احناف کی مسجد میں غیر مقلدین کا دوسری جماعت کرانا ٣٧٠

○ کسی شرعی عذر کی وجہ سے مسجد کی جماعت سے رہ کر دوسری جماعت کرانا درست نہیں	۳۷
○ پہلی جماعت کا عمداً ترک کر کے دوسری کرانے کی دوسری میں اقتدا کرنے والوں کی نماز کا حکم	۳۷۲
○ قصداً جماعت کی ترک پر تنبیہ نہ کرنے والے کا حکم	۳۷۳
○ جماعت اولیٰ کی نیت سے رہ کر دوسری جماعت کرانے والے کا حکم	۳۷۴
○ داڑھی کٹوانے والے مؤذن کی امامت کا حکم	۳۷۶
○ داڑھی بہت چھوٹی کرانے والے کی امامت کا حکم	۳۷۷
○ اس شخص کی امامت کا حکم جس پر مکروہ انتساب ہونے کا الزام لگایا گیا ہو	۳۷۸
○ بچہ پیدا ہونے سے متعلق اس کے بارے میں غلط بات اختیار کرنے والی کی امامت کا حکم	۳۷۹
○ جمعہ کی نماز غیر عالم کے پیچھے	۳۷۹
○ ترجیح میں امامت کا حقدار کون ہے	۳۸۱
○ عالم کی نماز غیر عالم حافظ کی اقتدا میں	۳۸۲
○ مستقل امام کے ہوتے ہوئے اس کی اجازت کے بغیر دوسرے شخص کے نماز پڑھانے کا حکم	۳۸۳
○ بیاہی کے انکار پر بالغ کا امام بننے کا حکم	۳۸۴
○ امامت کا حقدار کون ہے؟	۳۸۴
○ کیا محلہ کے علاوہ کوئی اور شخص امامت کا حق رکھتا ہے؟	۳۸۶
○ امامت کے لیے اصل کیا ہے؟	۳۸۷
○ ایسے شخص کی امامت کا حکم جس پر الزام لگایا گیا ہو	۳۸۹
○ الزام لگنے پر تحقیق نہ کرنے کے بعد امامت پر بحال کرنے کا حکم	۳۹۰
○ جس پر الزام ہو اس کی امامت	۳۹۰
○ متہم بدچلن شخص کی امامت کا حکم	۳۹۵
○ متہم شخص کی امامت کا حکم	۳۹۷
○ حرام کا مال کھانے والے متہم شخص کی امامت کا حکم	۳۹۷
○ قاتل کی امامت کا حکم	۳۹۸

باب فی تسویۃ الصفوف

- ضرورۃً صف میں اتصال رکھنے کا حکم ۔۔۔ ۴۰۳
- بجماعت نماز میں دو ستون کے بیچ میں کھڑا ہو کر صف بنانے کا حکم ۔۔۔ ۴۰۴
- صحن میں جماعت کرانے کی صورت میں امام کہاں کھڑا ہو، جماعت خانہ کا حکم ۔۔۔ ۴۰۵
- کیا صحن میں جماعت کرانے کا ثواب مسقف حصہ کے برابر ہے؟ ۔۔۔ ۴۰۶
- بوقت اقامت نماز کے لیے کب کھڑا ہو ۔۔۔ ۴۰۷
- پہلی صف مکمل ہونے پر دوسری صف کے لیے ایک نمازی ہو تو کیا حکم ہے ۔۔۔ ۴۱۰
- اقامت کے وقت کب کھڑا ہو ۔۔۔ ۴۱۱
- جماعت کے لیے امام کس جگہ کھڑا ہو ۔۔۔ ۴۱۲
- نمازی کے آگے سے کوئی چیز اٹھانے کا حکم ۔۔۔ ۴۱۳

باب فی اللاحق والمسبوق

- مسبوق نے سہواً امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو کیا حکم ہے ۔۔۔ ۴۱۷
- لاحق اپنی رہ جانے والی رکعت کب ادا کرے ۔۔۔ ۴۱۸
- کسی رکعت میں شک کرنے کی صورت میں امام سے رہ جانے والے کا حکم ۔۔۔ ۴۱۹
- نماز کے اعادہ کے وقت نئے نمازیوں کی شمولیت کا حکم ۔۔۔ ۴۲۰
- مسبوق سے متصل ہونے پر تنہا کھڑا ہو یا کسی کو ساتھ ملائے ۔۔۔ ۴۲۱
- امام کے سجدہ سہو کے وقت مسبوق کے لیے کیا حکم ہے ۔۔۔ ۴۲۳
- مسبوق کے لیے امام کی اتباع ۔۔۔ ۴۲۴
- مسبوق کے التحیات میں شامل ہونے پر امام کھڑا ہو گیا تو مسبوق التحیات پڑھ کر
  اٹھے یا بغیر پڑھے ۔۔۔ ۴۲۵
- دو رکعت لاحق نماز کہاں سے شروع کرے ۔۔۔ ۴۲۶
- مسبوق امام کے سہو کے بعد اور سجدہ میں اتباع امام کرے یا صرف سجدہ کرے ۔۔۔ ۴۲۶

باب فی الذکر بعد الصلوۃ

- نمازی کے پاس بآواز بلند قرآن پاک یا درود شریف پڑھنے کا حکم ۔۔۔ ۴۳۰
- بعد نماز اجتماعی ذکر کی شرعی حیثیت ۔۔۔ ۴۳۲

- نمازوں سے قبل یا بعد ذکر بالجہر کی شرعی حیثیت ۴۳۳
- نمازوں کے بعد جہراً درود شریف پڑھنے کی شرعی حیثیت، نیز افضل درود کون سا ہے ۴۳۵
- بغیر التزام کے نمازوں کے بعد درود شریف پڑھنے کی شرعی حیثیت ۴۳۶
- نماز عصر کے فوراً بعد درسِ قرآن کا حکم ۴۳۹
- اقامت سے قبل صلوٰۃ کے اعلان کا حکم ۴۳۹

باب فی السنن والنوافل

- جماعت کھڑی ہونے پر فجر کی سنتوں کا حکم ۴۴۳
- فجر کی جماعت قائم ہو چکنے کے بعد سنتیں پڑھنے کا حکم ۴۴۴
- فجر کی جماعت ملنے کی امید ہو تو سنتیں پڑھ لے ۴۴۵
- سنتیں پڑھے بغیر جماعت میں شامل ہونے والا سنتیں کب پڑھے ۴۴۶
- سنت فجر کے لیے جگہ مختص کرنے کا حکم ۴۴۷
- جمعہ کے فرضوں کے بعد والی سنتوں کا حکم ۴۴۹
- فجر کی جماعت کے وقت سنتیں پڑھنے کا حکم ۴۵۰
- عرفہ کے روز نوافل کا حکم ۴۵۱
- کیا عشاء کے بعد پڑھے گئے نوافل کو تہجد میں شمار کرنا درست ہے ۴۵۲
- فجر کے فرضوں کے بعد سنتیں ادا کرنے کا حکم ۴۵۲
- سنتِ غیر مؤکدہ کے پہلے قعدہ میں درود شریف اور تیسری رکعت میں ثناء کا حکم ۴۵۳
- چاروں فرضوں کے بعد کتنی رکعات سنت ہیں ۴۵۳
- شکرانے کے نوافل کی جماعت کا حکم ۴۵۵
- فجر کی جماعت سے قبل اور عصر و مغرب کے درمیان نوافل کا حکم ۴۵۵
- رمضان شریف کے شبینہ کا حکم ۴۵۷
- تمام عمر کی قضا ادا کر کے دعا مانگے ۴۵۸

باب فی الدعاء بعد الصلوٰۃ

- سلام پھیرنے کے بعد امام کس جانب رخ کرکے بیٹھے ۴۶۳
- سنن کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کی شرعی حیثیت ۴۶۳
- مقتدی دعا میں امام آمین کہے یا خود بھی دعا مانگے ۴۶۴
- بعد از فرائض دعا کی شرعی حیثیت ۴۶۶
- نماز فجر کے بعد جمع ہو کر دعا کرنے کا ثبوت حدیث شریف سے ۴۶۷
- حدیث شریف میں وارد الفاظ ... الصلاۃ میں اضافے کا حکم ۴۶۹
- فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا کا ثبوت ۴۷۰
- کسی نماز میں مقتدیوں کی طرف سے دعا مانگنا ۴۷۳
- سنن و نوافل کے بعد ہیئت اجتماعیہ سے دعا کرنے کی شرعی حیثیت ۴۷۴
- تراویح کے ختم پر دعا کا حکم ۴۷۵

باب فی الذکر بعد الصلوٰۃ

- بعد نماز ذکر بالجہر کرنے کا شرعی حکم ۴۷۹
- اذکار کو جماعت سے ادا کرنے کی شرعی حیثیت ۴۷۹
- تسبیح پڑھنے کی شرعی حیثیت ۴۸۰
- کیا فرض نماز کے بعد دعاؤں میں اذکار کا اہتمام خلاف سنت ہے ۴۸۱
- تسبیح میں پتھر کے استعمال کا حکم ۴۸۱
- نمازی کی آواز پر اقتدا کا حکم ۴۸۲
- اذکار میں ... کا حکم ۴۸۳

باب فی القراءۃ

- قراءۃ کا بیان ۴۸۷
- جمعہ کی نماز میں سورۃ الاعلیٰ اور سورۃ الغاشیہ پڑھنے کا حکم ۴۸۷
- نماز میں قصار سور ... کو ترتیب سے پڑھنا ۴۸۸
- سورت کا تکرار کیسا ہے ۴۹۳
- قراءۃ میں ... کا حکم ۴۹۵

- حدیث کے مخرج و صفحات کا حوالہ دینے کا طریق ۴۹۵
- نمازوں میں قرآن کی سورتوں کے بجائے ترتیب سے ہٹ کر قرآن پڑھنے کا حکم ۴۹۷
- ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف پڑھنے سے نماز کا حکم ۴۹۷
- تہجی حروف پڑھنے کا حکم ۴۹۸
- نماز کی تلاوت میں درمیان سے ایک سورت چھوڑ کر پڑھنا ۵۰۰
- نمازوں میں زیادہ بلند آواز سے تلاوت کرنے کا حکم ۵۰۱
- ضاد کو دال یا ظاء کے مشابہ پڑھنے کا حکم ۵۰۲
- نماز میں دوسری قراءت کے مطابق پڑھنے کا حکم ۵۰۳
- ضاد کو دال پڑھنے والے کا حکم ۵۰۵
- ضاد کو حسب باقاعدہ مشابہ بدال پڑھنے والے کے پیچھے نماز کا حکم ۵۰۶
- تحقیق ثانی ۵۰۷
- فرض نماز میں تلاوت کے دوران امام کو غلطی بتانے کا حکم ۵۰۸
- کیا "ضاد" کے مخرج یا صفات میں اختلاف ہے ۵۰۹
- دو رکعتوں کی تلاوت میں چھوٹی سورت سے فصل کرنے کا حکم ۵۱۵
- تحقیق مسئلہ فاتحہ خلف الامام ۵۱۷
- نمازوں میں جہر اور سر کی وجہ ۵۱۹
- نمازوں میں تلاوت سے قبل تعوذ کا حکم ۵۲۰
- کیا کسی کے آمین کہنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے ۵۲۰
- ثناء و تسمیہ کو ہر رکعت میں پڑھنا چاہیے ۵۲۱
- قراءت خلفی کی شرعی حیثیت ۵۲۲
- مقتدی کے لیے تعوذ و تسمیہ کی رخصت ۵۲۳
- سبحان ربی الاعلیٰ کی جگہ سبحان ربی العظیم پڑھنے کا حکم ۵۲۴
- فاتحہ خلف الامام کی حدیث کا مقام ۵۲۴

باب الجمعہ

- بارہ سو کی آبادی میں جمعہ کا حکم ۵۳۱
- ایک مسجد میں جمعہ کی سنتیں پڑھ کر دوسری میں فرض ادا کرنے کا حکم ۵۳۳
- پانچ سو افراد کی آبادی میں جمعہ کا حکم ۵۳۵
- جمعہ کا وقت اختتام ۵۳۶
- پانچ سو افراد کی آبادی میں جمعہ کا حکم ۵۳۷
- قصبہ سے ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر واقع گاؤں میں جمعہ کا حکم ۵۳۹
- ایسی آبادی میں جمعہ کا حکم جس میں بازار وغیرہ نہ ہو ۵۴۰
- بستی کے بغیر کنویں پر واقع مسجد میں جمعہ کا حکم ۵۴۳
- فوجی ٹریننگ کے سلسلہ میں جنگل میں مقیم افواج کے لیے جمعہ کا حکم ۵۴۵
- قیام جمعہ کی افضلیت عیدگاہ یا مسجد میں ۵۴۶
- چودہ سو کی آبادی میں جمعہ کا حکم ۵۴۸
- ساتھ ساتھ واقع دو بستیوں کی آبادی کے کثیر ہونے کے سبب جمعہ کا حکم ۵۴۹
- ایک سو مکانات پر مشتمل بستی میں جمعہ کا حکم ۵۵۰
- پچاس مکانات کی آبادی میں جمعہ کا حکم ۵۵۰
- شرط جمعہ نہ پائے جانے کے باوجود شروع کرایا ہوا جمعہ بند کیا جائے یا نہ ۵۵۲
- جمعہ کی اذان ثانی کے جواب کا حکم ۵۵۳
- جمعہ کا افضل وقت ۵۵۴
- ایک سو اسی گھروں کی آبادی میں جمعہ کا حکم ۵۵۴
- شہر سے تین میل کے فاصلہ پر واقع بستی میں جمعہ کا حکم ۵۵۵
- چار سو مکانات کی آبادی پر مشتمل بستی میں جمعہ کا حکم ۵۵۷
- تین ہزار کی آبادی میں جمعہ کا حکم ۵۵۸
- دو ہزار نفوس پر مشتمل آبادی میں جمعہ کا حکم ۵۵۹
- تیرہ سو افراد پر مشتمل آبادی میں جمعہ کا حکم ۵۶۰
- مسجد سے باہر جمعہ کی شرعی حیثیت ۵۶۱

- جس جگہ جمعہ کی شرائط نہ پائی جاتی ہوں لیکن جمعہ ہوتا چلا آ رہا ہو تو کیا وہاں جمعہ جائز ہے ۵۱۱
- جمعہ کی دوسری اذان خطیب کے قریب ہونی چاہئے یا مسجد سے باہر ۵۱۲
- اس گاؤں میں جہاں عارضی طور پر بہت سے لوگ جمع ہو جاتے ہیں کیا جمعہ جائز ہے ۵۱۳
- کیا شہر سے ایک میل کے فاصلے پر کم آبادی والے علاقے میں جمعہ جائز ہے ۵۱۳
- کیا جمعہ کے قصبوں سے آبادی دور ہو جائے تو جمعہ جائز ہوگا ۵۱۵
- کیا ایک ہزار سے زائد کی آبادی والے گاؤں میں جمعہ جائز ہے ۵۱۵
- جمعہ کے فرضوں کے بعد احتیاطی ظہر پڑھنے کا حکم ۵۱۶
- ڈیڑھ دو ہزار کی آبادی والے گاؤں میں نماز جمعہ کا حکم ۵۱۷
- شہر سے دو میل دور کی آبادی میں جمعہ کا حکم ۵۱۷
- دو سو مکانوں پر مشتمل گاؤں میں جمعہ کا حکم ۵۱۸
- پچیس گھروں پر مشتمل آبادی والے گاؤں میں جمعہ کا حکم ۵۱۹
- کم آبادی کے دیہات میں کس حد تک جمعہ جائز ہے ۵۲۱
- جس قریہ صغیرہ میں جمعہ شروع کیا گیا ہو کیا علم ہونے پر اسے بند کر دیا جائے ۵۲
- اٹھارہ سو مکانوں کی آبادی میں جمعہ کا حکم ۵۲۳
- سو گھرانوں پر مشتمل آبادی کے گاؤں میں جمعہ کا حکم ۵۲۳
- تین ہزار کی آبادی والے قصبے میں جمعہ کا حکم ۵۲۷
- شہر سے ساڑھے تین میل دور ایک ہزار کی آبادی والی بستی میں جمعہ کا حکم ۵۲۸
- خطبہ جمعہ عربی میں پڑھنے کے بعد اس کا ترجمہ اردو میں کرنے کا حکم ۵۲۹
- جس بستی کی طرف جانے کا راستہ نہ ہو اس بستی میں جمعہ کا حکم ۵۳۰
- شہر سے میل کے فاصلے پر دو ہزار آبادی پر مشتمل بستی میں جمعہ کا حکم ۵۳۰
- جمعہ کے لئے شہر ہونے کی شرعی حیثیت ۵۳۱
- تین سو کی آبادی والی بستی میں جمعہ جاری رکھنے کا حکم ۵۳۲
- سات سو کی آبادی والی بستی میں جمعہ قائم کرنے کا حکم ۵۳۳
- جمعہ کے فرضوں کے بعد کتنی رکعات سنت مؤکدہ ہیں ۵۳۳
- تحصیل [illegible] ضلع [illegible] کی بستی میں جمعہ کا حکم ۵۳۴

- تحقیق کرنے اور چندہ اکٹھا کرنے کی غرض سے چھوٹی بستی میں جمعہ قائم کرنے کا حکم ۵۸۵
- جمعہ پڑھ کر احتیاط الظہر پڑھنے کا حکم ۵۸۶
- سولہ سو بیس افراد کی آبادی سے تین میل کی مسافت پر واقع بستی میں جمعہ کا حکم ۵۸۷
- آٹھ سو افراد پر مشتمل آبادی والی جگہ میں جمعہ کا حکم ۵۸۸
- چودہ پندرہ گھروں کی آبادی والے گاؤں میں جمعہ کا حکم ۵۸۹
- دس بارہ افراد کی آبادی میں جمعہ قائم کرنے کا حکم ۵۹۱
- چھ سات گھروں کی آبادی والی جگہ پر جمعہ کا حکم ۵۹۲
- چار سو مکانات پر مشتمل آبادی میں جمعہ کا حکم ۵۹۳
- پانچ سو کی آبادی والے قصبہ میں جمعہ کا حکم ۵۹۶
- سولہ سو کی آبادی والے قصبہ میں جمعہ کا حکم ۵۹۷
- تیس چالیس گھروں پر مشتمل آبادی والی بستی میں جمعہ کا حکم ۵۹۹
- ایک ہزار کی آبادی والے گاؤں میں جمعہ کا حکم ۶۰۰
- کیا جمعہ گاؤں میں بھی واجب ہوتا ہے ۶۰۱
- گردونواح سمیت دو ہزار کی آبادی والی بستی میں جمعہ کا حکم ۶۰۲
- جس گاؤں کی مسلم و غیر مسلم آبادی ڈھائی ہزار ہو اس میں جمعہ کا حکم ۶۰۳
- جمعہ کی اذان ثانی کا مستحب وقت کون سا ہے ۶۰۵
- ایک سو تیس گھرانوں پر مشتمل آبادی میں جمعہ کا حکم ۶۰۵
- ایک ہزار کی آبادی پر مشتمل گاؤں میں جمعہ کا حکم ۶۰۶
- سات سو افراد پر مشتمل بستی میں جمعہ کا حکم ۶۰۷
- پانچ ہزار کی آبادی والے شہر سے تین میل کے فاصلے پر واقع تین سو آبادی والے گاؤں میں جمعہ کا حکم ۶۰۸
- جنازہ گاہ میں جمعہ نماز پڑھانے اور قائم کرنے کا حکم ۶۰۹
- جیل میں جمعہ قائم کرنا نیز جیل میں عمر قید کی سزا پانے والے کا تنہا جمعہ میں امامت ۶۱۰
- سات سو آبادی والی ایسی بستی میں جمعہ کا حکم جس سے ایک میل کے فاصلے پر سات ہزار کی آبادی ہو ۶۱۱

- ایک شہر میں کئی مقام پر جمعہ قائم کرنے کا حکم ٦١١
- چار سو گھروں کی آبادی والی بستی میں جمعہ قائم کرنے کا حکم ٦١٢
- ایک ہزار کی آبادی والی بستی میں جمعہ کا حکم ٦١٣
- کسی کو پانچوں نمازوں اور جمعہ کے لیے آنے سے روکنا کیا اذن عام کے خلاف ہے ٦١٤
- ساٹھ گھروں کی آبادی والی بستی میں جمعہ کا حکم ٦١٣
- ایک وسیع مسجد ہوتے ہوئے دوسری مسجد بنا کر جمعہ ادا کرنے کا حکم ٦١٥
- پانچ سو کی آبادی والے قصبہ میں جمعہ کا حکم ٦١٦
- ایک ہزار کی آبادی والی ایک بستی میں جمعہ کا حکم جس سے فرلانگ دو فرلانگ کے فاصلہ پر اور بستیاں ہوں ٦١٧
- جامع مسجد کو ویران کرنے کی غرض سے دوسری چھوٹی مسجد میں جمعہ شروع کرنے کا حکم ٦١٧
- چار سو کی آبادی والے چک میں جاری جمعہ کو بند کرنے کا حکم ٦١٨
- ڈیڑھ صد گھروں کی آبادی والے گاؤں میں جمعہ کا حکم ٦١٩
- جمعہ کی دو رکعتیں فرض ہیں یا واجب ٦٢٠
- شہر سے دو میل کے فاصلہ پر ایک سو کی آبادی والی بستی میں جمعہ کا حکم ٦٢١
- کیا جمعہ کی نماز پڑھنے کے بعد ظہر کی نماز ادا کرنا ضروری ہے ٦٢٢
- شہر کی ایک مسجد میں جمعہ کا حکم کہ جس میں پانچ وقت کی باجماعت نماز نہ ہوتی ہو ٦٢٣
- پانچ سو کی آبادی والے چک میں جمعہ کا حکم ٦٢٥
- کیا نص قرآنی کی رو سے ہر جگہ جمعہ جائز ہے ٦٢٦
- جیل میں نماز جمعہ کا حکم ٦٢٩
- گیارہ سو کی آبادی والے گاؤں میں نماز جمعہ کا حکم ٦٢٩
- کنویں پر تین چار گھروں کی آبادی میں جمعہ کا حکم ٦٣١
- جمعہ فی القریٰ کا حکم ٦٣١
- شہر سے پانچ میل کے فاصلے پر واقع چالیس گھروں کی آبادی میں جمعہ کا حکم ٦٣٢
- ایک سو ستر گھروں کی آبادی والے گاؤں میں جمعہ کا حکم ٦٣٣
- اسّی چالیس باشندوں کی بستی میں جمعہ کا حکم ٦٣٣

○ شہر سے دو میل کے فاصلے پر واقع مضافاتی علاقہ اور اس کی آبادی والی بستی میں جمعہ کا حکم	۲۳۵
○ چار سو افراد پر مشتمل آبادی والے گاؤں میں جمعہ کا حکم	۲۳۶
○ ملکی قوانین پر عمل ... تین شرعی شخصوں کے لیے شہر جانے تو وہاں جمعہ کا حکم	۲۳۸
○ نیز جمعہ کی نماز کے بعد احتیاطی ظہر پڑھنا ضروری ہے	۲۳۸
○ پانچ سو افراد کی آبادی والی بستی میں جمعہ کا حکم	۲۴۰
○ شہر سے تین میل کے فاصلے پر واقع بستی میں جمعہ کا حکم	۲۴۲
○ ایک قصبہ سے دو تین کلو میٹر دور بستی میں جمعہ کا حکم	۲۴۳
○ قصبہ کے قریب گاؤں میں چند افراد کے جمعہ کا حکم	۲۴۵
○ تین ہزار کی آبادی میں جمعہ کا حکم	۲۴۶
○ دو سو افراد کی آبادی والے گاؤں میں جمعہ کا حکم	۲۴۸
○ چالیس پچاس گھر والی آبادی والے ... میں جمعہ کا حکم	۲۴۹
○ تین سو کی آبادی میں جمعہ کا حکم	۲۵۰
○ چھوٹے گاؤں میں جمعہ کا حکم جبکہ ... قریب دوسرا گاؤں بھی ایک ہزار کی آبادی ...	۲۵۲
○ ۱۲۰۰ سو افراد پر مشتمل آبادی میں جمعہ کا حکم	۲۵۳
○ کیا جمعہ کی ادائیگی ان تمام کی صحت کی شرط ہے	۲۵۴
○ ایک ہزار کی آبادی والی بستی میں جمعہ کا حکم	۲۵۵
○ کیا آج کے حالات میں جمعہ جائز ہے	۲۵۷
○ جمعہ کے بعد ... ظہر پڑھنے کا حکم	۲۵۸
○ ... افراد کی آبادی والی بستی میں جمعہ کا حکم	۲۵۹
○ قرآن ... مصر جامع سے شہر مراد ہے	۲۵۹
○ ایک ہزار کی آبادی والے چک میں جمعہ کا حکم	۲۶۱
○ ساڑھے تین سو افراد کی آبادی میں جمعہ کا حکم	۲۶۲
○ چھ سو افراد کی آبادی میں جمعہ کا حکم	۲۶۴
○ جمعہ کی اذان ثانی کے جواب کا حکم	۲۶۴
○ کیا جمعہ کے فرضوں کے بعد کی چار سنتیں مؤکدہ ہیں	۲۶۵

- سات ہزار کی آبادی میں جمعہ کا حکم ۶۶۷
- ایسی بستی میں جمعہ کا حکم جس پر مصر کی تعریف صادق نہ آتی ہو ۶۶۹
- ان مساجد و مدارس کے مرکز میں جمعہ کا حکم جن کی آبادی تین ہزار تک ہو ۶۷۰
- چالیس گھروں کی آبادی والی بستی میں جمعہ کا حکم ۶۷۳
- تین سو گھروں کی آبادی والے قصبہ میں جمعہ کا حکم ۶۷۵
- جمعہ کے خطبہ میں آیت قرآنیہ کا ترجمہ کرنے کا حکم ۶۷۶
- کیا عورت جمعہ کی امامت کر سکتی ہے ۶۷۸
- دو سو گھروں پر مشتمل آبادی والے گاؤں میں جمعہ کا حکم ۶۷۹
- پچاس گھروں کی آبادی کی مسجد میں جمعہ کا حکم ۶۸۰
- چھوٹے گاؤں میں جمعہ کا حکم ۶۸۱
- عام پہاڑوں میں جمعہ کا حکم ۶۸۳
- پانچ سو کی آبادی میں جمعہ کا حکم ۶۸۵
- خطبہ میں سلطان وقت کا نام لینے کا حکم ۶۸۶
- ڈیڑھ سو گھر کی آبادی میں جمعہ کا حکم ۶۸۸
- بڑے گاؤں سے ملحق چھوٹے گاؤں میں جمعہ کا حکم ۶۸۸
- جمعہ کے فرضوں کے بعد سنتوں کی تعداد ۶۸۹
- جمعہ کی اذان ثانی مسجد میں دیے جانے کا حکم ۶۹۰
- جس جگہ جمعہ جائز ہو تو کیا ایک محلّہ کی مختلف مساجد میں ہو سکتا ہے یا صرف جامع مسجد میں ۶۹۰
- پانچ ہزار کی آبادی میں جمعہ کا حکم ۶۹۲
- جیل میں جمعہ قائم کرنے کا حکم ۶۹۳
- جس گاؤں میں تمام ضروریات پوری نہ ہوتی ہوں اس میں جمعہ کا حکم ۶۹۵
- چند افراد کے قید ہونے پر جمعہ قائم کرنے کا حکم ۶۹۶
- بڑے گاؤں سے ملحق آبادی میں جمعہ ادا کرنے کا حکم ۶۹۷
- جامع مسجد کے ہوتے ہوئے عیدگاہ میں جمعہ پڑھانے کا حکم ۶۹۹
- تین سو افراد کی آبادی میں عرصہ کئی سال سے جمعہ پڑھا جا رہا ہے ۷۰۰

- نماز جمعہ کے ترک سے نہ روکنے والے امیر کا حکم ۷۰۰
- کیمپ پر جانے والی فوج کے لیے جمعہ کا حکم ۷۰۲
- تین گھروں کی آبادی والی بستی میں جمعہ کا حکم ۷۰۳
- کیا جمعہ ظہر کا بدل ہے ۷۰۴
- کسی مسجد میں فوج کے علاوہ دیگر لوگوں کو جمعہ کی نماز کے لیے اجازت نہ دینے پر جمعہ کا حکم ۷۰۵
- شہر سے تین میل دور دو سو گھروں کی آبادی والے گاؤں میں جمعہ کا حکم ۷۰۶
- پانچ سو افراد کی آبادی والے دیہات میں جمعہ کا حکم ۷۰۸
- جمعہ کے روز اذان اول سے قبل ''صلوٰۃ'' کے نام سے اذان کہنے کا حکم ۷۰۹
- شرائط پائے جانے کے باوجود جاری کیے گئے جمعہ کا حکم ۷۱۲
- کیا جمعہ کے فرضوں کے بعد والی چار رکعات سنت مؤکدہ ہیں ۷۱۳
- پچاس گھروں کی آبادی میں جمعہ کا حکم ۷۱۴
- جمعہ کے روز وعظ کی صورت میں اذان، وعظ اور عربی خطبہ کی بہتر ترتیب ۷۱۵
- علامات شہر ۷۱۶
- کیا نماز جمعہ کے بعد نماز احتیاطی ضروری ہے ۷۱۷
- آٹھ سو کی آبادی میں جمعہ کا حکم ۷۱۹
- جواز جمعہ کے لیے قریبی بستیوں کو ملانے کا حکم ۷۲۰
- تین سو بالغ و نابالغ افراد کی آبادی میں جمعہ کا حکم ۷۲۱
- کیا جمعہ کے صحیح ہونے کے لیے خطبہ سننا شرط ہے ۷۲۲
- ڈیڑھ درجن مکانات کی آبادی میں جمعہ کا حکم ۷۲۳
- کیا جمعہ کے دن کام کاج کی چھٹی کرنا بدعت ہے ۷۲۴
- ایسے گاؤں میں جمعہ کا حکم جہاں ایک ہی نماز میں سارے اشخاص اکٹھے ہو جائیں ۷۲۶
- فوجی شہر سے دور کیمپ پر ہوں تو جمعہ کا حکم ۷۲۸
- جمعہ اور جنازہ اکٹھے ہو جائیں تو پہلے کسے ادا کیا جائے ۷۲۹
- نئی آبادی میں جمعہ کا حکم ۷۳۰
- ایک ایک میل کے فاصلے پر واقع چار بستیوں میں تین سو تیس گھر ہوں تو جمعہ کا حکم ۷۳۰

- چالیس لوگوں کی آبادی میں جمعہ کا حکم ۴۳۱
- تین سو لوگوں کی آبادی میں جمعہ کا حکم ۴۳۲
- تین ہزار کی آبادی میں جمعہ کا حکم ۴۳۳
- چھوٹے سے قریہ کی آبادی میں جمعہ کا حکم ۴۳۴
- کئی گھروں کی آبادی میں جمعہ کا حکم ۴۳۵

باب سجود السہو

- مسائل سجدہ سہو ۴۳۶
- قعدہ اولیٰ بھول کر امام کھڑا ہو یا اقرب قیام ہو جائے تو؟ ۴۳۹
- آیات میں غلطی کرنے سے سجدہ سہو کا حکم ۴۴۰
- بلا وجہ قرأت دراز کرنے سے واجب سجدہ سہو کا حکم ۴۴۱
- دوران نماز ... کی جگہ ... کے سبب سجدہ سہو کا حکم ۴۴۲
- دوران نماز خیالات و وسواس آنے کا حکم ۴۴۳
- سجدہ سہو کے لیے سلام ایک جانب پھیرا جائے یا دونوں جانب ۴۴۴
- فرضوں کی تیسری یا چوتھی رکعت میں یا تشہد کی جگہ الحمد پڑھنے سے سجدہ سہو کا حکم ۴۴۶
- نماز عیدین کی تکبیرات چھوٹ جانے پر سجدہ سہو کا حکم ۴۴۷
- رکعات کی تعداد میں شک کا حکم ۴۴۹
- سجدہ سہو کرنا بھول گیا، امام کھڑے ہو گئے تو مقتدی کیا کرے ۴۵۰
- مقتدی کے سہو کا حکم ۴۵۱

باب فی احکام اللباس

- نجاست لگے کپڑوں میں پڑھی گئی نماز کا حکم ۴۵۵
- نماز پڑھتے یا نہ پڑھتے وقت ... کے لئے ... استعمال کی شرعی حیثیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کس کس رنگ کا عمامہ استعمال فرمایا ۴۵۶
- کیا بغیر ٹوپی کے نماز پڑھنا درست ہے ۴۵۹
- رومال باندھ کر نماز پڑھے جانے کی شرعی حیثیت ۴۶۰
- ... ٹخنے سے نیچے ... سے متعلق ... کا حکم ۴۶۱

- ہندوستانی پائجامہ میں نماز کا حکم ۷۶۳
- پنڈلی کھلی ہوتے ہوئے نماز کا حکم ۷۶۴
- جیب میں فوٹو اور ہاتھ میں لوہے کی گھڑی پہنے ہوئے نماز کا حکم ۷۶۵
- جائے نماز پر غیر ذی روح کی تصویر کا حکم ۷۶۶
- سر پر بغیر باندھے رومال رکھ کر نماز پڑھنے کی شرعی حیثیت ۷۶۷
- جائے نماز پر بنے ہوئے نقوش کے ادب کا حکم ۷۶۸

باب فی احکام المسجد

- مسجد کی چھت پر نماز کا حکم ۷۷۱
- مسجد میں سونے کا حکم ۷۷۱
- مسجد میں ذکر و مراقبہ کی شرعی حیثیت ۷۷۲
- گرمی کے سبب مسجد کی چھت پر نماز پڑھنے کا حکم ۷۷۳
- جماعت کی نماز حاصل کرنے کی غرض سے مسجد میں بھاگنے کی شرعی حیثیت ۷۷۳
- تنگی جگہ کے سبب ایک مسجد کو چھوڑ کر دوسری مسجد میں نماز پڑھنے کا حکم ۷۷۷
- بلا ضرورت مسجد کی چھت پر جماعت ادا کرنے کا حکم ۷۷۸
- کیا وقف مسجد میں کسی طرف نماز پڑھنے کا ثواب ایک جیسا ہے ۷۷۸
- تکبیر تحریمہ کہہ کر ہاتھ نہیں باندھے رکوع میں چلا گیا ۷۸۰
- نماز عشاء کا وقت جواز و استحباب ۷۸۱

باب فی التراویح والوتر

- تراویح کی رکعات ۷۸۵
- عشاء کی نماز تنہا ادا کرنے والے کی وتر کی جماعت میں شرکت کا حکم ۷۸۶
- تراویح میں عورت کی امامت کا حکم ۷۸۷
- چندہ کی خاطر تراویح پڑھانے والے کا حکم ۷۸۸
- تراویح میں ایک جگہ قرآن پاک ختم کرکے دوسری جگہ سنانے کا حکم ۷۹۰
- باجماعت تہجد کے نوافل میں ختم قرآن کا حکم ۷۹۱
- تراویح میں ختم قرآن پر ہدیہ لینے کا حکم ۷۹۳

- بیس رکعات تراویح کا ثبوت حدیث سے ۷۹۳
- بیس رکعات تراویح ۷۹۶
- گھر میں تراویح باجماعت کا اہتمام اور اس میں خواتین کی شرکت کا حکم ۸۰۰
- تراویح کو غیر ضروری کہنے والے کا حکم ۸۰۱
- کیا عورتوں کو تراویح کی نیت سے آٹھ رکعات کا پڑھنا جائز ہے ۸۰۳
- رمضان المبارک کی ستائیسویں شب میں خاص خاص سورتوں کے پڑھنے اور عید کے روز مصافحہ، معانقہ کا حکم ۸۰۳
- مروجہ شبینہ کا حکم ۸۰۵
- تراویح میں "الم ترکیف" اور مکمل قرآن پاک ختم کرنے میں فرق ۸۰۶
- نماز میں بسم اللہ سراً پڑھنے کا حکم ۸۰۷
- تراویح پر اجرت کا حکم ۸۰۹
- تراویح سے قبل مروجہ سلام پڑھنے کی شرعی حیثیت ۸۱۰

باب فی احکام السفر

- کنارے پر چلتی کشتی میں بیٹھ کر نماز پڑھنے کا حکم ۸۱۵
- چلتی گاڑی میں نماز کا حکم ۸۱۶
- ڈرائیور کتنے میل کا سفر کرے تو مسافر ہوگا ۸۱۷
- جنگ بندی کے بعد سفر میں فوج کے لیے نماز کا حکم ۸۱۸
- دشمن کے ہاتھوں قید ہوجانے والے مسلمان مسافروں کے لیے قصر یا اتمام کا حکم ۸۱۹
- بارڈر پر ٹھہرے ہوئے فوجیوں کے لیے قصر واتمام اور جمعہ وعیدین کا حکم ۸۲۲
- دوران جنگ افواج کے لیے قصر یا اتمام کا حکم ۸۲۳
- روزانہ گھر سے پچاس میل دور جانے والے کے لیے نماز کا حکم ۸۲۴
- دوسرے شہر میں ملازمت والے شخص کی قصر کا حکم ۸۲۵
- سردی گرمی کے لیے الگ الگ جگہوں پر مکان بنا کر رہنے والے کے لیے نماز کا حکم ۸۲۶
- چلتی ریل میں نماز اور تیمم کا حکم ۸۲۷
- مسافر امام کی اقتدا میں مقیم مسبوق کا حکم ۸۲۹

- ریل گاڑی پر متعین ملازمین کے لیے قصر کا حکم ۸۲۹
- کسی جگہ غیر قانونی طور پر رہنے والے کے لیے قصر یا اتمام کا حکم ۸۳۰
- دوران سفر ریل میں نماز ادا کرنے کے احکام ۸۳۱
- ریل کے سفر سے متعلق اذکارات ۸۳۵

باب فی احکام العیدین

- ایک مسجد میں دو بار نماز عید کا حکم ۸۴۱
- نماز عید کے بعد مصافحہ کا حکم ۸۴۳
- عیدین کی نماز مسجد میں ادا کرنے کا حکم ۸۴۴
- نماز عید میں تین زائد تکبیریں سہواً چھوٹ گئیں ۸۴۵
- فنائے مصر کی تحدید ۸۴۶
- ضرورت کے سبب عیدگاہ کے بجائے مسجد میں نماز عید ادا کرنا ۸۴۷
- فتنے سے بچنے کے لیے عیدگاہ کی بجائے دوسرے گاؤں میں نماز عید ادا کرنے کا حکم ۸۵۰
- عید کی نماز سے رہ جانے والوں کے لیے دوبارہ عید کرانے کا حکم ۸۵۲
- متعدد جگہوں پر نماز عید کا حکم ۸۵۳
- ریڈیو وغیرہ پر ہلال عید و رمضان کی اطلاع کا حکم ۸۵۴
- ''دیہات'' میں نماز عید کا حکم ۸۵۵
- تکبیرات تشریق کس پر واجب ہیں ۸۵۵
- نماز عید مساجد محلہ میں منعقد کرنے کا حکم ۸۵۶
- عید کے روز گلے ملنے کا حکم ۸۵۷
- نماز عید کے بعد ایک خطبہ پڑھنے کا حکم ۸۵۸
- نماز عید کا ایک خطبہ بھولے سے رہ گیا ۸۵۸
- ایک مسجد میں دو مرتبہ عید کا حکم ۸۵۹
- عیدین میں نماز سے قبل خطبہ پڑھنے کا حکم ۸۵۹
- بھولے سے نماز عید کی زائد تکبیرات رہ گئیں ۸۶۰
- تکبیرات عیدین کی حیثیت ۸۶۱
- شہر سے تین میل دور گاؤں میں نماز عید کا حکم ۸۶۲

عرضِ ناشر

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ کی محبت و عقیدت کی برکت سے مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ کی ترتیب و اشاعت کی سعادت حاصل ہوئی اور گزشتہ سال جولائی ۲۰۰۱ء میں حضرت مولانا نعیم الدین استاذ حدیث جامعہ مدنیہ لاہور کی نگرانی میں مولانا عبدالرحمن خطیب عالی مسجد لاہور اور مولانا محمد عرفان صاحب استاذ جامعہ مدنیہ لاہور کی محنتوں اور کوششوں سے فتاویٰ مفتی محمود کی پہلی جلد شائع کرنے کی سعادت ہوئی۔ ہماری کم علمی اور بے بضاعتی کی وجہ سے اندیشہ اور خوف تھا کہ بہت ساری کوتاہیوں کی بناء پر علماء کرام کی طرف سے سرزنش ہوگی لیکن رب کائنات کے فضل و کرم اور حضرت مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت اور بزرگوں کی شفقت و محبت ہے کہ اس کتاب کی بہت زیادہ پذیرائی ہوئی اور علماء کرام نے ہماری غلطیوں کو درگزر کرتے ہوئے حضرت مفتی محمودؒ کے مدلل فتاویٰ سے بہت زیادہ استفادہ کرتے ہوئے اس کو ایک علمی نادر خزانہ قرار دیتے ہوئے مطالبوں کی بھرمار فرمادی کہ بقیہ جلدیں فوری طور پر منظر عام پر لائی جائیں۔ اس بناء پر مندرجہ بالا اکابرین سے درخواست کی گئی کہ وہ کام کی رفتار کو تیز فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ انھوں نے اپنی تدریسی، تعلیمی اور دیگر مصروفیات کے باوجود دوسری جلد مکمل کر کے دے دی۔ جس کو کمپوزنگ کے مراحل سے گزار کر فوری طور پر اشاعت کے لیے تیار کیا گیا۔ اس مرحلہ پر میں برادر عزیز مولانا محمد عرفان استاذ جامعہ مدنیہ کی کاوشوں کا ذکر بطور خاص کرنا چاہتا ہوں جو انھوں نے فتاویٰ کی دوسری جلد کی تیاری کے سلسلے میں کی ہیں۔ پروف ریڈنگ اور عنوانات کی ترتیب سے لے کر حوالہ جات کے اصل ماخذ سے رجوع تک اور حوالہ جات کی درستگی کا وقت طلب کام بھی مولانا محمد عرفان کی وجہ سے ہی مکمل ہو سکا۔ میں ان کی اس محنت پر دعا گو ہوں کہ اللہ پاک ان کو اجر عظیم عطا فرمائے۔

پہلی جلد میں ہر سوال پر عنوان نہیں تھے۔ احباب کے مشورہ کے مطابق اس جلد میں عنوانات قائم کر دیے گئے ہیں تاکہ مسئلہ کی تلاش میں آسانی ہو۔ پہلی جلد کے دوسرے ایڈیشن میں بھی عنوانات شامل کر دیے گئے ہیں۔

تیسری اور چوتھی جلد کا کام بھی تکمیل کے آخری مراحل میں ہے۔ امید ہے کہ جلد ہی قارئین کی خدمت میں پیش کر دی جائیں گی۔

اس جلد میں حضرت مفتی نظام الدین شامزئی شہید [illegible] شامل کیے گئے ہیں۔ حضرت مولانا [illegible] ملاحظہ [illegible] حضرت مفتی [illegible] ہے۔ اس موقع پر برادر محترم مفتی محمد جمیل خان کا بھی ممنون ہوں انہوں نے مجھے [illegible] اس سے [illegible] ان کا شکر گزار ہوں۔ مجھے امید ہے کہ پہلی جلد کی طرح دوسری جلد کو بھی علماء کرام پسند فرمائیں گے اور دینی حلقوں سے [illegible] فرماتے ہوئے اس سے استفادہ کریں گے۔ [illegible] درخواست ہے کہ اس میں کوئی کمی محسوس فرمائیں تو اس سے مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشنوں میں اس کی اصلاح ہو جائے۔

محمد ریاض درانی

[illegible] لاہور

نقشِ ثانی

حضرت مولانا مفتی محمود ہمارے عہد کے بالغ نظر فقیہ و محدث تھے۔ انھوں نے تمام عمر فقہ و حدیث کی خدمت میں بسر کی۔ ان کی سیاسی سرگرمیاں بھی انھی علوم کی تعلیمات کے فروغ اور نفاذ کے لیے تھیں۔ آپ فقہی جزئیات پر گہری نظر رکھتے تھے اور اس کے مراجع و مآخذ کو خوب اچھی طرح سمجھتے تھے۔ آپ میں وہ تمام تر بالغ نظری، وسیع النظری اور دردمندی و دلسوزی تھی جو ایک فقیہ اور مفتی کے لیے لازم ہے۔ مفتی صاحب نے ایک مدت تک قاسم العلوم ملتان کے دارالافتاء اور دارالافتاء کو رونق بخشی۔ وہ صاحب دیانت کے تو تالیفات کے علاوہ ہزاروں فتاویٰ کا ایک ذخیرہ یادگار چھوڑا۔

ہم نے اللہ تعالیٰ کی استعانت کے بھروسے پر مفتی صاحب کے فتاویٰ کی اشاعت کا بیڑا اٹھایا تاکہ یہ آنے والی نسلوں کے لیے بھی مفید ہو سکیں۔ چنانچہ ہم نے ان کے فتاویٰ کی ترتیب و اشاعت سے کام کا آغاز کیا۔ پہلی جلد کو بہت پذیرائی ہوئی اور قارئین کے وسیع حلقے نے اس خزانے سے استفادہ کیا۔ انھوں نے ہمیں بہت حوصلہ دیا اور ہماری ہمت افزائی کی جس کے نتیجے میں ہم نے اس کتاب کو وقیع بنانے کی ٹھانی۔ اس کام میں بہت سے احباب کی علمی محنت اور توجہ شامل حال رہی، خصوصاً اور محترم حضرت مفتی محمد جمیل خان شہید کی توجہ اور محنت ہمارے بہت کام آئی۔ انھوں نے اس جلد کی دوسری اشاعت کے وقت پوری جلد کو عنوانات سے مزین کیا۔ ان تمام مراحل میں محترم حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب زید مجدہم کی محبت اور توجہ بھی ہمارے شامل حال رہی۔ انھوں نے نہ صرف فراخ دلی سے ہمیں اشاعت کی اجازت دی بلکہ فتاویٰ مفتی محمود اور تفسیر محمود کے علاوہ حضرت مفتی صاحب کے تمام علمی جواہر پاروں کو گورنمنٹ آف پاکستان کے کاپی رائٹ ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ کروانے کے سلسلے میں بھی مسلسل سرپرستی فرمائی۔ چنانچہ اس سلسلے کی گیارہ جلدیں بحمد اللہ شائع ہو چکی ہیں اور تمام کی تمام گورنمنٹ آف پاکستان کاپی رائٹ ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ ہیں۔ توقع ہے کہ مزید چار جلدیں بھی جلد شائع ہو جائیں گی۔

اس ذخیرۂ علمی کو زیادہ سے زیادہ مفید بنانے کے لیے حضرت مفتی نظام الدین شامزئی شہید کی خواہش پر تخریج کا سلسلہ شروع کیا گیا۔ تاکہ مزید تحقیق کو آسان بنایا جا سکے۔ حضرت مفتی نظام الدین شامزئی

مفتی صاحب کی خصوصی ہدایت پر ان کے تلمیذ خاص حضرت مولانا مفتی [illegible] خان صاحب مدظلہ مہتمم جامعہ [illegible] نے اس علمی ذخیرہ کو ترتیب دیا۔ آپ صاحب علم ہونے کے ساتھ ساتھ محقق [illegible] کے مالک ہیں۔ آپ نے نہایت محنت سے یہ کام سرانجام دیا [illegible] مولانا کی اس محنت کی بدولت یہ فتاویٰ مفتی محمود زیور طبع سے آراستہ ہوا ہے۔

ابتدائی اشاعتوں میں بعض جگہوں پر [illegible] رہ گئے تھے۔ اس اشاعت میں ان کا [illegible] کر دیا گیا ہے۔ [illegible] کتاب [illegible] ہے۔

ہم اس کی جدید اشاعت پر رب العالمین کے حضور سجدۂ شکر بجا لاتے ہیں۔ اس کام کے سلسلے میں مولانا محمد [illegible] صاحب [illegible] حضرت مفتی [illegible] احمد العلوی خطیب جامع مسجد [illegible] کی رفاقت [illegible] شامل حال رہی۔ ہم ان کے لیے دعا گو ہیں۔ اللہ رب العالمین ان کی محنت کو قبول فرمائے۔ نیز دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس سلسلے کو قارئین کے لیے نفع مند بنائے۔

والسلام

محمد ریاض درانی

مدیر جمعیۃ پبلی کیشنز لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ وصحبہ اجمعین اما بعد

فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم - بسم اللہ الرحمن الرحیم

وقال اللہ تعالی یرفع اللہ الذین آمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات

مفکر اسلام فقیہ ملت، محدث کبیر، مفسر قرآن، مسند حدیث وقت کے شیخ حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ قافلہ شاہ ولی اللہ کے سرخیل اور مسلک حقہ دیوبند کی عزت، وقار اور علماء حق کے دو ٹوک ترجمان تھے جن کی زندگی میں بھی جماعت دیوبند ان پر فخر کرتی رہی اور آپ کی وفات کے بعد بھی امت مسلمہ آپ کے کارناموں کو خراج تحسین پیش کرتی نظر آتی ہے۔ حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی، امام ابوحنیفہ وقت فقیہ الامت مولانا رشید احمد گنگوہی، شیخ الہند مولانا محمود حسن، شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی، حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی، حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری کی طرح مفتی محمود رحمۃ اللہ کی زندگی بھی بعد والوں کے لیے مشعل راہ ہے۔ آپ کے استاذ محترم حضرت مولانا محمد میاں رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت اور مدرسہ شاہی مراد آباد کے فیض کو آپ نے جس انداز سے پھیلایا اس پر آپ کے اساتذہ کرام کو آپ پر فخر رہا۔ حکیم الامت حضرت مولانا قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ کو آپ کو فرزند دارالعلوم کہتے تھے۔ آپ کی دینی خدمات، تحریک ختم نبوت اور ایک عظیم بزرگ کا بیٹا ہر عصر کے لیے سب سے عظیم خراج تحسین و عقیدت ہے۔ آپ نے ایک طرف مسند تدریس کو چار چاند لگائے تو دوسری طرف فتوے کے میدان میں وہ گراں قدر فتاویٰ جاری کیے جس پر مفتی اعظم پاکستان مولانا محمد شفیع، محدث العصر سید محمد یوسف بنوری، مولانا مفتی ولی حسن ٹونکی رحمہم اللہ جیسے علم و حلم کے جبال نے اعتماد کی مہر ثبت کرتے ہوئے آپ کے فہم و تدبر اور تحقیق و تدقیق کو خراج تحسین پیش کیا۔ سیاست کے خارزار اور پر خطر میدان میں آپ کا وجود علمائے حق کی عظمت و سربلندی کا باعث بنا اور پاکستان کی لادین قیادت ملک کو اسلامی سمت کی طرف لے جانے پر مجبور ہوئی۔ حکمران وقت ہی نہیں امت مسلمہ کے بڑے بڑے حکمرانوں کے دربار میں مفتی محمود کا اعلان کلمۃ الحق علماء دیوبند کی جرأت کی ایک مثال قرار پایا۔ الغرض مفتی محمود عظمت اسلام کی علامت اور علماء دیوبند کی ان برگزیدہ ہستیوں میں سے تھے جن پر قیامت تک اہل حق ناز کرتے رہیں گے اور مفتی محمود کے علمی جواہر پاروں کی خوشہ چینی پر فخر کرتے رہیں گے۔ آپ کے فرزند اور شاگرد ایک طرف صدقہ جاریہ ہیں تو دوسری

[illegible] وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

[illegible]

[illegible]

پیش لفظ

الحمد لله رب العالمين، والصلوة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين وعلى آله وصحبه اجمعين.

فتاویٰ مفتی محمود کی اشاعت کی خواہش اور آرزو اگرچہ بہت دیر سے پوری ہوئی، اپنی بے پناہ مصروفیت اور ملکی حالات کی وجہ سے بظاہر اس کی تکمیل کی صورت نظر نہیں آتی تھی۔ مگر اللہ کا خاص کرم ہے کہ اس نے ایسا بندوبست فرما دیا کہ یہ علمی ذخیرہ افادۂ عام کے لیے طبع ہو سکا۔

پہلی جلد کی اشاعت کے بعد اس کی مقبولیت اور علماء کرام کی طرف سے داد تحسین اور مزید جلدوں کی اصرار اور طلب نے اپنی کوتاہی کا بڑی شدت سے احساس دلایا کہ اس علمی ذخیرہ اور نادر خزانوں کو مخفی رکھ کر جہاں حضرت مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حق کی ادائیگی میں بہت زیادہ کوتاہی ہوئی وہیں علماء امت اور اہل علم کو بھی اس قیمتی ذخیرہ سے محروم رکھنے کا بھی عظیم جرم سرزد ہوا۔ کتنے اہل علم اور اکابر علماء کرام اس علمی ذخیرہ کے متلاشی کی حسرت لیے اس دنیا سے رخصت ہو گئے اور ان کے ان حسرت زدہ دل کو اس کوتاہی سے کتنی زیادہ اذیت ہوئی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت مفتی محمود کے متعلقین کی اس کوتاہی کو درگزر فرمائے۔ بہرحال پہلی جلد کی اشاعت کے بعد علماء کرام کے طبقہ کی طرف سے جس پسندیدگی کا اظہار کیا گیا اور حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ کے مدلل اور مستند فتاویٰ کی جس طرح داد تحسین دی گئی اس نے مزید جلدوں کی فوری اشاعت کے تقاضوں کی شدت میں اضافہ کیا اور ہر طرف سے یہ صدائیں کانوں میں پڑنے لگیں کہ دوسری جلد اب تک کیوں نہیں چھپی؟ آپ کو شاید اندازہ ہے کہ دینی مدارس میں نقل فتاویٰ کا زیادہ اہتمام نہیں کیا جاتا اور اگر کیا بھی جاتا ہے تو احتیاط کے تقاضوں کو ملحوظ نہیں رکھا جاتا۔ بیشتر جید علماء کے بہت سے اہم فتاویٰ نقل فتاویٰ کا انتظام نہ ہونے کی وجہ سے ضائع ہو گئے۔ اس بناء پر مفتی محمود کے فتاویٰ کی نقل حاصل کرنا اور پھر ان فتاویٰ کو یہ دیکھنا کہ نقل میں کوئی عبارت رہ تو نہیں گئی اور پھر حوالہ جات وغیرہ کا موازنہ کرنا یہ سب ایسے کٹھن امور ہیں جو کہ ایک محنتی اور محقق عالم، ایماندار صاحب تقویٰ سے محبت و عقیدت رکھنے والے سے ہی ممکن تھا۔ ابتداء میں بہت سارے لوگوں نے اس کام کا بیڑا اٹھایا لیکن مشکلات سے سہم

کو تلاش کرنے کی بجائے وہ فتوے محفوظ ہوگئے۔ تاہم بعد میں [illegible] عزیزم مولانا نعیم صاحب اور عزیزم ضیاء الدین صاحب اور مولانا عبدالرحمن شعیب صاحب سلمہ اور مولانا محمد زبیر حق نواز صاحب نے انتہائی محنت سے کام انجام دیا اور اس طرح ان کی کاوش سے وہ فتوے مرتب ہوئے۔ پہلی جلد کے ابواب اور عنوانات قائم کرنے کے لیے پوری محنت کی، نیز انہوں نے بہت سے فتاویٰ کے ساتھ حوالے بھی شامل کیے ہیں اس لئے یہ کام سہل ہوگیا، امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی یہ محنت قبول فرمائیں گے۔ یہ پہلی جلد ہے جس میں ایمان و عقائد، علم، طہارت اور نماز کے ابواب ہیں، ان شاء اللہ دوسری جلد میں [illegible] سے متعلق ہیں۔ اس کے علاوہ نئے انداز سے مسائل کا انتخاب کیا گیا ہے اور جواب کو وضاحت کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ ترتیب میں فقہ کے ابواب کی ترتیب کا اہتمام کیا گیا ہے تاکہ مطلوبہ مسئلہ تلاش کرنا آسان ہو۔

میں اس جلد کی اشاعت پر ان تمام حضرات کا شکر گزار ہوں جنہوں نے اس میں کسی بھی طرح حصہ لیا ہے، خاص طور پر مولانا [illegible] صاحب اور [illegible] کا جنہوں نے بڑی محنت سے یہ کام کیا۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کو اپنی طرف سے بہترین جزا عطا فرمائے، اور اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کاوش کو قبول فرمائیں اور اسے مسلمانوں کے لیے مفید بنائیں۔ اور اسے علماء اور طلبہ کے لیے بہت زیادہ نافع بنائیں۔ نیز اہل علم سے درخواست ہے کہ اگر انہیں اس میں کوئی غلطی نظر آئے تو مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی تصحیح کی جاسکے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

(مولانا) محمد تقی عثمانی

[illegible]

باب الامامت

کیا تاش کھیلنے، فحش گانے سننے اور قرآن غلط پڑھنے والا امامت کے لائق ہے

(سوال)

کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ ایک امام مسجد فحش گانے سنتا ہے اور ٹی وی ریڈیو میں فحش تصویریں دیکھتا ہے اور فلمی فحش گانے سنتا ہو، تاش کھیلتا ہو، بالوں کو بنا سنوار کر رکھتا ہو، ٹخنے پر چلتا ہو اور قرآن بھی غلط پڑھتا ہو اور مگر پانچ وقت جماعت میں بھی شامل نہ ہوتا ہو، کبھی روزانہ حاضر ہو اور کبھی کبھی ایک دن بھی ناغہ، ایک سال میں ایک مہینہ کی پوری پانچ وقت حاضر نہیں ہوتا۔ لوگ انتظار کر کے اکیلے پڑھ کر چلے جاتے ہیں۔ کئی دفعہ ایسا بھی ہوا کہ عشاء کی نماز میں نہیں آیا تو لوگ بہت انتظار کے بعد گھر بلانے کے لئے گئے تو بہت آوازیں دینے کے بعد آنکھیں ملتے باہر نکلے۔ پوچھنے پر جواب دیا کہ آپ لوگ مسجد میں آپ کا انتظار نہ کریں بلکہ آپ تو گھر سے نہ آئے تو نماز پڑھا دیا کرو، تو کیا ایسے شخص کو امام بنانا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے اور اس کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟ مذکورہ حالات کئی بار سمجھا چکے ہیں، وعدہ بھی کرتا ہے کہ پانچ وقت نماز میں حاضر رہوں گا، اور دن کو تین چار بار پڑھتا اور دوبارہ وہی کام کرتا ہے، تقریباً ایک سال سے یہی دور ہے لیکن اس کی عادت میں ذرہ برابر بھی فرق نہیں آیا ہے۔

(جواب)

گانا سننا، تاش کھیلنا شرعاً حرام اور یہ شخص فاسق ہیں، امام اگر ان افعال مذکورہ کا مرتکب ہے تو وہ فاسق ہے[1] قابل امامت نہیں اور جبکہ وہ قرآن بھی غلط پڑھتا ہے اور حرکات وغیرہ بھی نہیں جانتا تو مکروہ

---

(1) قلت وفي البزازية استماع صوت الملاهي كضرب قصب ونحوه حرام لقوله عليه الصلوة والسلام استماع الملاهي معصية والجلوس عليها فسق (الدر المختار كتاب الحظر والاباحة ج ۶ ص ۳۴۹ طبع ایچ ایم سعید کراچی) وكذا في البحر الرائق كتاب الكراهية فصل في الاكل والشرب ج ۸ ص ۱۸۸ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه، وكذا في خلاصة الفتاوى كتاب الكراهية الفصل الثاني فيما يتعلق بالمعاصي ج ۴ ص ۳۴۶ طبع ایچ ایم سعید کراچی

وكره تحريماً اللعب بالنرد وكذا الشطرنج (الدر المختار كتاب الحظر والاباحة فصل في البيع ج ۶ ص ۳۹۴ طبع ایچ ایم سعید کراچی)

نظر آتا ہے کہ بال بنا سنوار کر بازار میں ننگے سر چلتا ہے اور نیز جب کہ وہ پانچوں نمازوں میں بھی حاضر نہیں ہوتا گویا وہ خود تارک جماعت ہے(۱) اور قضاء کی نماز میں خصوصاً حاضر نہیں ہو سکتا اور ان افعال کے ترک کرنے پر اس امام کو موالی و مخالف بار بار سمجھا چکے ہیں اور اتنے لمبے عرصہ میں ان افعال سے وہ باز نہیں آتا تو یہ ہرگز امام بننے کی اہلیت نہیں رکھتا(۲) لہٰذا اہل مسجد و محلہ پر شرعاً لازم و واجب ہے کہ اس کو امامت سے ہٹا دیں(۳) ورنہ وہ شرعاً مجرم و گنہگار ہوں گے(۴) اور اس کی جگہ کسی نیک عالم صالح متقی قرآن پڑھنے والے امام کا تقرر کر لیں(۵)۔ فقط واللہ اعلم۔

بندہ احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

الجواب صحیح محمد انور عفا اللہ عنہ

---

۱) الجماعة سنة مؤكدة لا يجوز لأحد التأخير عنها إلا بعذر، تاتارخانية ۱/ ۶۲۷ طبع ادارة القرآن والعلوم الاسلامية. وفي حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح (والصلوة بالجماعة سنة) في الأصح مؤكدة شبيهة بالواجب في القوة ... وفي رواية واجبة فلا يسع تركها إلا بعذر ص ۲۸۶، ۲۸۷ طبع قديمي كتب خانه. الجماعة سنة مؤكدة لقوله عليه الصلوة والسلام "الجماعة من سنن الهدى لا يتخلف عنها إلا المنافق" ترك الجماعة بغير عذر يجب به التعزير. البناية شرح الهداية ۲/ ۳۲۵، ۳۲۶ طبع دار الكتب العلمية.

۲) ويكره تنزيها (إمامة عبد) ... وفاسق. الدر المختار كتاب الصلوة باب الإمامة ۱/ ۵۵۹ طبع ايچ ايم سعيد كراتشي. ومثله في خلاصة الفتاوى كتاب الصلوة الفصل الخامس عشر في الإمامة والاقتداء ۱/ ۱۴۵ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه.

ومثله في البناية شرح الهداية كتاب الصلوة باب الإمامة ۲/ ۳۳۱، ۳۳۲ طبع دار الكتب العلمية.

۳) وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لأمر دينه وأن في تقديمه للإمامة تعظيمه وقد وجب عليهم إهانته شرعاً. رد المحتار كتاب الصلوة باب الإمامة ۱/ ۵۶۰ طبع ايچ ايم سعيد كراتشي.

وكذا في البناية شرح الهداية والفاسق لأنه لا يهتم لأمر دينه كتاب الصلوة باب الإمامة ۲/ ۳۳۲ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان. وكذا في تبيين الحقائق والفاسق ... بدليل ... إهانته بأمر دينه كتاب الصلوة باب الإمامة ۱/ ۳۴۶ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان.

۴) عن أبي بكر الصديق رضي الله عنه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول إن الناس إذا رأوا منكراً فلم يغيروه يوشك أن يعمهم الله بعقابه رواه ابن ماجه والترمذي. مشكوة المصابيح باب الأمر بالمعروف الفصل الثاني ۲/ ۴۳۶ طبع قديمي كتب خانه. وكذا في الترمذي باب ما جاء في نزول العذاب إذا لم يغير المنكر ۲/ ۳۹ طبع ايچ ايم سعيد.

۵) وفي فتاوى الارشاد: يجب أن يكون إمام القوم في الصلوة أفضلهم في العلم والورع والتقوى والقراءة والحسب والنسب والجمال على هذا إجماع الأمة. تاتارخانية كتاب الصلوة من هو أحق بالإمامة ۱/ ۶۰۰ طبع إدارة القرآن والعلوم الاسلامية.

وكذا في الدر المختار والأحق بالإمامة تقديماً بل نصباً مجمع الأنهر الأعلم بأحكام الصلوة ثم الأحسن تلاوة للقراءة ثم الأورع ثم الأسن ثم الأحسن خلقاً ثم الأحسن وجهاً ثم الأشرف نسباً كتاب الصلوة باب الإمامة ۱/ ۵۵۷، ۵۵۸ طبع ايچ ايم سعيد.

وكذا في تبيين الحقائق كتاب الصلوة باب الإمامة ۱/ ۳۴۹ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان.

کیا کبیرہ گناہوں میں مبتلا شخص کے پیچھے نماز جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ:

(۱) ایک مولوی صاحب امامت کراتے ہیں اور ان میں مندرجہ ذیل عادات جو شرعاً ممنوع ہیں پائی جاتی ہیں۔ مثلاً وعدہ خلافی اور جھوٹی قسم کھانا اور معطے پر خرافات بکنا اور رشوت لے کر نکاح پر نکاح کرنا اور جھوٹی شہادت دینا۔ علاوہ ازیں صحت تلفظ سے نہیں پڑھ سکتے بلکہ بعض مرتبہ غلط تلفظ اس قدر زیادہ ہو جاتا ہے کہ معنی بھی صحیح طور پر نہیں ہو سکتا اس شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا ناجائز۔

(۲) ایک دوسرا شخص جو کہ معانی وصحت تلفظ پر عبور رکھتا ہے۔ ایسے شخص کی نماز ایسے شخص کے پیچھے درست ہے یا نہیں اور تمام لوگوں کی نماز کا کیا حال ہے اور جو لوگ ایسے شخص کے حامی ہیں ان کے لیے کیا عتاب ہے۔

(۳) ایسے چک میں جمعہ پڑھنا جس میں حوائج پورے نہیں ہو سکتے اور اس چک میں لوگ جمعہ کے عادی ہیں کیا جمعہ ہوتا ہے یا نہیں نیز دوسرے چکوں سے لوگ جمعہ کے لیے آ کر پڑھتے ہیں اور اگر مولوی صاحب کہتے ہیں ان کو کہ جمعہ جائز ہے تو مولوی صاحب کو لوگ مجبور کرتے ہیں کہ بعض لوگ جمعہ میں شریک ہو کر وعظ سن کر نماز کے پابند ہو جاتے ہیں۔

﴿ج﴾

(۱) ان عادات والا شخص فاسق ہو جاتا ہے اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے[1]۔ تمام فقہاء نے اس کی تصریح کی ہے اس لیے اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے اور اگر تلفظ میں کوئی فحش غلطی کرتا ہے تو اس وقت نماز فاسد بھی ہو جائے گی[2]۔

---

۱) بل مشی فی شرح المنیة علی أن کراهة تقدیمه کراهة تحریم شامی کتاب الصلوٰة باب الامامة ۱/ ۵۶۰ طبع ایچ۔ ایم۔ سعید۔ ومثله کتاب الصلوٰة باب الامامة ص ۵۱۲ طبع سعیدی کتب خانه کاسی روڈ کوئٹه (حلبی کبیر)۔
ومثله فی حاشیه الطحطاوی کتاب الصلوٰة باب الامامة ص ۳۰۲ طبع قدیمی کتب خانه۔

۲) وان ذکر حرفاً مکان حرف وغیر المعنی فإن أمکن الفصل بین حرفین من غیر مشقة کالطاء مع الصاد فقرأ الطالحات مکان الصالحات تفسد خانیه کتاب الصلوٰة فصل فی قراءة القرآن ۱/ ۱۴۱ طبع مکتبه علوم اسلامیه۔ وکذا فی الخلاصة کتاب الصلوٰة الفصل الثانی عشر فی زلة القاری ۱/ ۱۰۶ طبع مکتبه رشیدیه۔ وکذا فی رد المحتار کتاب الصلوٰة مطلب مسائل زلة القاری ۱/ ۶۳۱ طبع ایچ۔ ایم سعید۔

(۲) [illegible]

(۳) [illegible]

[illegible]

امامت سے معذوری کی بنا پر سبکدوش ہونے کے بعد سابق امام کسی چیز کا مطالبہ کر سکتا ہے

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین ان مسائل کے بارے میں کہ:

(۱) زید مسجد کی امامت سے بیماری یا ضعف وغیرہ کی وجہ سے معذور تھا۔ امامت کے قابل نہ تھا۔ خود اجازت دی امام مقرر کرو اب امام مقرر کر دیا گیا اور اب اس کی زمین ذاتی کافی ہے۔ ہاں کچھ دن تنخواہ صرف ملتی رہی ہیں۔ اس صورت میں مسجد کا حصہ یا جو زمین جو کہ مسجد کے لیے سرکاری طور پر امام مسجد کے نام مقرر ہوتی ہے کیا ملتا ہے۔ جب کہ دوسرا امام باقاعدہ امامت بمع جماعت کرتا ہے اور جو مقرر کردہ امام ہے انہیں تمام نہیں ملتا کہ گنجائش ہے مقرر شدہ ہے۔ اس صورت میں یہ بتائیں کہ امام مسجد کا حق ہے از روئے شریعت اول امام پر حلال ہے یا نیا امام کو ملنا ہے۔

(۲) زید تارک امامت ہے اور نماز عشاء بھی بے جماعت پڑھتا رہا۔ امام بھی شرعی نقص کوئی نہیں پھر بھی تارک ہے۔ ایسے آدمی کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے جب کہ امام مقرر کردہ موجود نہ ہو۔ امام کے ساتھ اختلاف یا دشمنی رکھتا ہو۔ یہ مقرر کردہ امام کا خلیفہ ہو سکتا ہے یا بغیر اجازت امام کے بعد میں امامت کرا سکتا ہے۔

(۳) زید نے قبل ازیں ناچ رنگ میں زندگی بسر کی۔ اب آخر عمر میں امامت کے قابل ہو گیا ہے۔ قرآن شریف کے ساتھ کچھ پڑھنا سمجھ جاتا ہے۔ کیا نمازی نہیں یا تقریر کرے یا جمعہ پڑھائے جب کہ اس کو علم نہ ہو کہ میں قرآن کے موافق مسئلہ کہہ رہا ہوں یا مخالف کیونکہ وہ جاہل ہے۔

(۴) زید امام مقرر ہو چکا سب کی رضامندی سے۔ اب اگر کوئی شخص مقرر کردہ امام سے اگر اختلاف کرے اور نیا امام رکھے تو کیا ایسے شخص کی امامت درست ہے۔

(۵) امام مسجد مقرر کیا۔ تمام لوگ خدمت مالی نہیں کرتے جو مقرر کی تھی۔ کچھ کرتے ہیں لیکن تنگ دستی کی وجہ سے ان کو امام کہے ہم کچھ نہیں دیتے۔ مقرر کردہ حق خدمت ادا کرو۔ اس صورت میں اس سوال سے ذہن میں کچھ خیال آتا ہے۔ اگر عشر یا زکوٰۃ فطرانہ فقیری کی وجہ سے لے تو کوئی حرج تو نہیں۔ یہ مال دینا درست ہے۔

(۶) امام مسجد امامت کے ساتھ کوئی کسب کر سکتا ہے۔ ایک مقتدی خدمت کرتا ہے۔ تاخیر کر کے نماز پڑھواتا ہے۔ امام اس پر راضی نہیں۔ کیا مقتدی کی نماز درست ہے۔ اگر امام خود اذان نہ پڑھے۔ خود ہی تکبیر

کہہ دے۔ خود ہی جماعت کرانے لگا کوئی شرعی نقص یا خرابی ہے یا کراہت ہے امامت کے لیے۔

(۷) زید اذان پڑھ کر نہیں جاتا ہے۔ مسجد میں صف میں آ کر ملتا ہے محض اس خیال پر کہ اس طرح مسئلہ ہے کہ اذان کوئی پڑھے، تکبیر کوئی پڑھے۔

الجواب

(۱) مسجد کا فنڈ یا مسجد کی زمین مسجد کے لیے ہوتے ہیں۔ اگر سابق پیش امام فی الحال امامت نہیں کرتا، بلکہ امام دوسرا مقرر ہے تو وہ اپنا سابقہ امامت کرنے کی بنا پر مسجد کے فنڈ یا اس مسجد کے امام کے لیے سرکاری زمین سے لینے کا حقدار نہیں، اس کے لیے جائز نہیں۔ خصوصاً اس صورت میں جب کہ اس کا اپنا مال بھی اسے کفایت کرتا ہے[1] اور جو مقرر شدہ امام جب تک فی الحال وہ امامت کرتا ہے اور تنخواہ والا بھی ہے اور مجبور ہے، مسجد کے فنڈ اور اس زمین کی آمدنی سے کچھ لے، یہ دوسرا امام لینے کا حقدار ہے۔ اس سے لے سکتا ہے[2]۔

(۲) تارک جماعت فاسق ہے[3]۔ فاسق کی امامت مکروہ ہے[4]۔ وہ امام مقرر نہیں ہو سکتا

---

۱) ولو شرط الواقف في الوقف الصرف إلى إمام المسجد وبين قدره يصرف إليه إن كان فقيراً وإن كان غنياً لا يحل. كتاب الوقف الفصل الثاني في الوقف عالمگیریه ۲/۴۶۳ طبع بلوچستان بکڈپو.
وكذا في خلاصة الفتاوى كتاب الوقف جنس آخر ۴/۴۲۶ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه.
وكذا في الهنديه كتاب الوقف الباب الثالث الفصل الثاني ۲/۳۷۶ طبع بلوچستان بکڈپو.

۲) إن أراد أن يصرف شيئاً من ذالك إلى إمام المسجد . فليس له إلا إذا كان الواقف شرط ذالك في الوقف. كتاب الوقف الفصل الثاني في الوقف عالمگیریه ۲/۴۶۳ طبع بلوچستان بکڈپو.
وكذا في خلاصة الفتاوى وكذا الوقف على المعهد والمؤذنين، إمام المسجد إذا أخذ الغلة وذهب قبل مضي السنة لا يسترد منه غلة بعض السنة والعبرة لوقت الحصاد فإن كان الإمام وقت الحصاد يؤم في المسجد يستحق. كتاب الوقف جنس آخر ۴/۴۲۶ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه.

۳) الجماعة سنة مؤكدة لا يجوز لأحد التأخير عنها إلا بعذر. تاتارخانيه، كتاب الصلوة الفصل الثامن في الحث على الجماعة ۱/۲۳۷ طبع ادارة القرآن، وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة، باب الإمامة، ۲۸۶، ۲۸۷ طبع قديمي كتب خانه، وكذا في البناية شرح هدايه، كتاب الصلوة باب الإمامة ۲/۳۲۵، ۳۲۶ طبع دار الكتب العلمية.

۴) ويكره تنزيهاً (إمامة عبد) ... وفاسق در مختار كتاب الصلوة باب الإمامة ۱/۵۵۹ طبع ايچ ايم سعيد. ومثله في الخلاصة كتاب الصلوة الفصل الخامس عشر في الإمامة والاقتداء ۱/۱۴۵ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه. ومثله في البناية شرح هدايه كتاب الصلوة باب الإمامة ۲/۳۳۲، ۳۳۳ طبع دار الكتب العلمية.

[illegible] (۱) [illegible] (۲) [illegible] (۳)

(۳) [illegible] (۴) [illegible] (۵) [illegible] (۶)

---

(۱) ويكره ان يكون الامام فاسقا [illegible] كتاب الصلوة باب [illegible] الامامة [illegible] طبع مكتبه رشيديه كوئته

(۲) [illegible] الدر المختار كتاب الصلوة باب الامامة [illegible] طبع ايچ ايم سعيد وكذا في [illegible] طبع ادارة القرآن وكذا في البحر الرائق كتاب الصلوة باب الامامة [illegible] طبع مكتبه رشيديه كوئته

(۳) [illegible] الدر المختار كتاب الصلوة باب الامامة [illegible] طبع ايچ ايم سعيد وكذا في البحر الرائق كتاب الصلوة باب الامامة [illegible] طبع مكتبه رشيديه كوئته وكذا في الهندية كتاب الصلوة الباب الخامس في الامامة الفصل الثاني ۱/۸۳ طبع مكتبه رشيديه كوئته.

(۴) [illegible] عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم التائب من الذنب كمن لا ذنب له مشكوة المصابيح باب التوبة والاستغفار ص ۲۰۶ طبع قديمي كتب خانه وكذا في ابن ماجه باب ذكر التوبة ص ۳۲۳ طبع ايچ ايم سعيد.

(۵) والاحق بالامامة الاعلم باحكام الصلوة فقط صحة وفسادا بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة ثم الاحسن تلاوة للقراءة [illegible] ثم الاورع ثم الاسن ثم الاحسن خلقا الدر المختار [illegible] طبع ايچ ايم سعيد وكذا في بدائع الصنائع كتاب الصلوة [illegible] احق بالامامة [illegible] طبع مكتبه رشيديه كوئته وكذا في النهر الفائق كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۲۳۹ طبع دار الكتب العلمية

(۶) والامى يجب عليه كل الاجتهاد في تعلم ما تصح به الصلوة [illegible] كتاب الصلوة البحر الرائق باب الامامة [illegible] طبع مكتبه رشيديه كوئته وكذا في حلبي كبير كتاب الصلوة [illegible] طبع ادارة القرآن والعلوم الاسلاميه

آیا مثل کتاب اللہ و حدیث رسول اللہ ﷺ کے موافق ہیں یا مخالف [illegible] تحقیق نے کی [illegible]
[illegible] ہوا ایسے شخص کے پیچھے اقتدا کرنا [illegible] جائز نہیں ہے[1]۔

(۴) [illegible] کے لیے [illegible] ایسا شخص [illegible]
مستقل [illegible] کیا جاتا ہے[2]۔

(۵) امام کی صورت میں [illegible] ہے[3] [illegible]
[illegible] [4] [illegible]
[illegible] سے نہیں [illegible] آتی۔

(۶) امام [illegible] کے ساتھ [illegible] کرتا ہے [illegible]
[illegible] سے [illegible]
ثواب [illegible] جاتا ہے[5]۔

---

(۱) [illegible] کتاب الصلاة باب الإمامة فصل في [illegible] طبع [illegible]
[illegible] البحر الرائق كتاب الصلاة باب الإمامة [illegible] طبع مكتبه رشيديه كوئٹه۔

(۲) [illegible] كتاب الصلاة باب الإمامة [illegible] طبع [illegible]
[illegible] الإمامة [illegible] طبع ايچ ايم سعيد۔
وكذا في البحر الرائق كتاب الصلاة باب الإمامة [illegible] طبع مكتبه رشيديه كوئٹه۔

(۳) ويفتى اليوم بصحتها لتعليم القرآن والفقه والإمامة والأذان. كتاب الحظر والإجارة باب الإجارة الفاسدة [illegible] طبع ايچ ايم سعيد [illegible] وكذا في البحر الرائق كتاب الإجارة باب الإجارة الفاسدة [illegible] طبع مكتبه رشيديه كوئٹه
وكذا في البناية شرح الهداية كتاب الإجارات باب الإجارة الفاسدة [illegible] وكذا في الدر المختار
أي مصرف الزكاة والعشر وأما خمس المعدن فمصرفه كالغنائم هو فقير وهو من له أدنى شيء الخ
كتاب الزكاة باب المصرف ۲/۳۳۹ طبع ايچ ايم سعيد وكذا في البحر الرائق كتاب الزكاة باب
المصرف [illegible] طبع مكتبه رشيديه كوئٹه

(۴) إنما الصدقات للفقراء [illegible]
وكذا في الدر المختار أي مصرف الزكاة والعشر وأما خمس المعدن فمصرفه كالغنائم هو فقير وهو
من له أدنى شيء الخ كتاب الزكاة باب المصرف ۲/۳۳۹ طبع ايچ ايم سعيد وكذا في البحر
الرائق كتاب الزكاة باب المصرف [illegible] طبع مكتبه رشيديه كوئٹه۔

(۵) وعن عبد الله رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم طلب كسب الحلال فريضة بعد
الفريضة. رواه البيهقي في شعب الإيمان مشكوة المصابيح باب الكسب وطلب الحلال الفصل
الثالث ص ۲۴۲ طبع قديمي كتب خانه

(ب) کسی مقتدی کے لیے امام کو اپنے تئیں بتانا جو نہیں مقتدی غلطی کر رہا ہے امام کو اپنے تئیں بتانا جائز نہیں۔ زید کا یہ خیال کہ اذان اور سے اور امامت دوسرا کرے یہ بھی محض باطل ہے، بلکہ مسئلہ یہ ہے کہ جو اذان دیتا ہے اقامت اسی کا حق ہے[1] موذن کے دور نہ ہونے کے علاوہ کوئی ثواب کی خاطر اقامت کہنا چاہتا ہو تو اقامت کا ثواب بھی حاصل کرنا [illegible] بلکہ اقامت موذن کا حق ہے، موذن کی اجازت سے [illegible] اجازت دے دے تو [illegible] لیکن اس صورت میں سمجھنا کہ باعث ثواب سمجھا گیا نہیں جیسے اس کے کہ ایک شخص اذان دے اقامت کہے [illegible] غیر حاضر ہو اس سے اقامت کہنا مکروہ نہیں ہے۔[2]

جس شخص میں فسق و فجور والے تمام عیب ہوں اس کی امامت کا حکم

(سوال)

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ امام جس کے اندر یہ خامیاں ہیں [illegible] مقتدی اسے امامت پر رکھنا نہیں چاہتے۔ بعض اوقات جماعت کے وقت میں تاخیر ہو جاتی ہے اور مقتدی انتظار کرتے ہیں [illegible] حق بات کہنے سے ڈرتے ہیں [illegible] جو آدمی اس سے تعلقات رکھتا ہے [illegible] اس کا بھائی بھی [illegible] اس کی ان تمام خامیوں کی وجہ سے مقتدی اسے رکھنا نہیں چاہتے، ایسا شخص امامت کے لائق ہے یا نہیں۔

---

(۱) [illegible] ان يقيم فقال له النبي صلى الله عليه وسلم ان اخا صداء هو اذن ومن اذن فهو يقيم [illegible] سنن ابي داود كتاب الصلاة باب الرجل يؤذن ويقيم آخر [illegible] ص ۸۷ طبع مكتبه رحمانيه. ومثله في الهداية والاحسن ان يكون المؤذن هو المقيم كذا في الكافي كتاب الصلاة باب الثاني ۱/۵۴ طبع مكتبه علوم اسلاميه چمن. وكذا في رد المحتار كتاب الصلاة باب الاذان مطلب في المؤذن اذا كان غير محتسب في اذانه ۱/۳۹۴ طبع ايچ ايم سعيد.

(۲) وان اذن رجل واقام رجل آخر ان غاب الاول جاز من غير كراهة وان كان حاضرا ويلحقه الوحشة باقامة غيره يكره وان رضي به لا يكره عندنا كتاب الصلاة باب الاذان [illegible] ۱/۶۲ طبع ادارة القرآن والعلوم الاسلامية. وكذا في رد المحتار كتاب الصلاة باب الاذان مطلب في المؤذن اذا كان غير محتسب في اذانه ۱/۳۹۵ طبع ايچ ايم سعيد وكذا في الهندية كتاب الصلاة الباب الثاني في الاذان ۱/۵۴ طبع مكتبه علوم اسلاميه چمن.

[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لہو ولعب میں مشغول رہنے والے کی امامت کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک امام مسجد کی داڑھی بالکل کٹی ہوئی ہو۔ ایسے معلوم ہوتا کہ صاف چھرا ہوا ہے اور گانے بجانے میں مست ہو۔ کبھی کبھی خود مسجد میں چند بیرونی آدمی جمع کر کے سازوں کے ساتھ آواز و گانے جماعت کرتا ہے۔ قرآن وحدیث سے ارشاد فرمادیں کہ اس قسم کی حرکات والے آدمی کے پیچھے نماز جائز ہے کہ نہیں اور گلہ غیبت بھی اس کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہو۔

﴿ج﴾

داڑھی منڈے اور گانا بجانا سننے والے شخص کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ اگر ان افعال سے توبہ تائب نہ ہوتا ہو تو اس کو امامت سے معزول کرنا چاہیے کیونکہ یہ شخص فاسق ہے اور فاسق کی امامت بتصریح جمیع فقہاء مکروہ تحریمی ہے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۳ ربیع الاول ۱۳۹۵ھ

قوالی اور گانے سننے والے کی امامت کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں کہ زید امام مسجد ہے اور لوگ اس کو خلافت یا نذ خولیہ کہتے ہیں۔ اس کا رویہ یہ ہے کہ شادی کے موقع پر گھر یعنی عورت و دولہا کو کانا دعا کر اپنے ہاتھ سے باندھتا ہے۔ مرد و عورتوں کا لباس پہن کر مسجد کے دروازہ پر ناچ تالیاں بجا بجا کر ڈھول بجا بجا کر رنگ رلیوں میں شریک ہوجاتا ہے اور دوسروں کو بھی دیتا ہے۔ اعتراض کرنے پر جواب دیتا ہے کہ یہ قوالی مدح خوانی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے یہ جائز ہے اس واسطے دیتا ہوں۔ عید کے دن عید پڑھ کر مسجد کے دروازے پر دو آدمی گانے والے بلا کر ڈھول باجے کے ساتھ گانا کرایا ہے اور یہ کہا یہ بھی قوالی مدح خوانی ہے۔ دیکھنا جائز ہے اگر شرعاً یہ جائز ہے تو امامت اس کی جائز ہے یا ناجائز۔ بینوا توجروا

---

(۱) بل مشى في شرح المنية على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم. شامي كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵۶۰ طبع ایچ ایم سعید

ومثله في حلبي كبير كتاب الصلوة باب الامامة ص: ۵۱۳ طبع سعيدي كتب خانه ومثله في حاشية الطحطاوي كتاب الصلوة باب الامامة ص ۳۰۲ طبع قديمي كتب خانه.

الجواب

صورتِ مسئولہ میں [illegible]

[illegible]

[illegible]

ٹیلی ویژن دیکھنے والے کی امامت کا حکم

سوال

کیا [illegible] امام [illegible] داڑھی [illegible]

[illegible]

[illegible]

الجواب

[illegible] ... وما لاحد منها وهي دون ذلك كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه احد [illegible] ... ولما يحرم على الرجل قطع لحيته [illegible]

---

(۱) [illegible]

(۲) اما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بانه لا يهتم لامر دينه [illegible]

[illegible]

(۳) واما الاخذ منها وهي دون ذلك كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه احد [illegible]

وكذا في البحر الرائق [illegible]

في فتح القدير [illegible] مكتبه رشيديه كوئٹه

(۴) يحرم على الرجل قطع لحيته [illegible]

[illegible]

پر مجبور نہ ہوں تو ایسے امام کی امامت جائز نہیں، نمازیوں پر لازم ہے کہ اس کو امامت سے الگ کردیں، کیونکہ امام مسجد کی حیثیت پیشوا کی ہے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قائم مقام ہے۔ تمام نمازیوں کی متفقہ رائے سے کسی باعمل کو امام مقرر کریں۔ وکراہۃ تقدیمہ ای الفاسق کراہۃ تحریم[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ
۱۶ ربیع الثانی ۱۳۹۸ھ

کبوتر بازی اور گولیاں کھیلنے والے کی امامت کا حکم

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص داڑھی منڈواتا ہے اور کبوتر بازی کرتا ہے، گولیاں وغیرہ بھی کھیلتا ہے کیا اس کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے اور کیا امامت کے لائق ہے۔

الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ داڑھی منڈوانے والا فاسق ہے[۳] اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے[۴] لہذا یہ شخص امامت کے لائق نہیں[۵]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ
۱۱ ذوالحجہ ۱۳۹۶ھ

---

(۱) وقد وجب عليهم إهانته شرعاً. رد المحتار، كتاب الصلوة، باب الإمامة ۱/۵۶۰ طبع ايچ ايم سعيد.
وكذا في حاشية الطحطاوي، كتاب الصلوة، باب الإمامة ص ۳۰۲-۳۰۳ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان. ومثله في حلبي كبير، شرائط الصلوة، الأولى بالإمامة ص ۵۱۳ طبع سعيدي كتب خانه.

(۲) شامي، كتاب الصلوة، باب الإمامة ۱/۵۶۰ طبع ايچ ايم سعيد.
ومثله في حلبي كبير، كتاب الصلوة، باب الإمامة ص ۵۱۳ طبع سعيدي كتب خانه.
ومثله في حاشية الطحطاوي، كتاب الصلوة، باب الإمامة ص ۳۰۳ طبع قديمي كتب خانه.

(۳) ولذا يحرم على الرجل قطع لحيته. رد المحتار، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع ۶/۴۰۷ طبع ايچ ايم سعيد. ومثله في رد المحتار: وأما الأخذ منها وهي دون ذلك كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه أحد. كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده ۲/۴۱۸ طبع ايچ ايم سعيد.

(۴) وكراهة تقديمه كراهة تحريم. شامي، كتاب الصلوة، باب الإمامة ۱/۵۶۰ طبع ايچ ايم سعيد.
ومثله في حلبي كبير، كتاب الصلوة، باب الإمامة ص ۵۱۳ طبع سعيدي كتب خانه.
ومثله في حاشية الطحطاوي، كتاب الصلوة، باب الإمامة ص ۳۰۳ طبع قديمي كتب خانه.

(۵) ولذا في تقديمه للإمامة تعظيمه وقد وجب عليهم إهانته شرعاً. رد المحتار، كتاب الصلوة، باب الإمامة ۱/۵۶۰ طبع ايچ ايم سعيد.
ومثله في حاشية الطحطاوي، كتاب الصلوة، باب الإمامة ص ۳۰۲-۳۰۳ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان. ومثله في حلبي كبير، شرائط الصلوة، الأولى بالإمامة ص ۵۱۳ طبع سعيدي كتب خانه.

نادرست چال چلن والے کی امامت کا حکم

سوال:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہماری مسجد میں ایک امام ہے۔ نازیبا اور ناگفتہ بہ حرکات سے تہمت ہو چکا ہے۔ گاؤں میں لوگ اس کے چال چلن پر بھی انگشت نمائی کرتے ہیں۔ مقتدی لوگ اس امام کے اطوار، چال چلن و کردار، روٹی و آمد و رفت سے چنداں مطمئن نہیں ہیں۔ گاؤں کے معززین کی اکثریت اس امامت سے بدظن اور بد نصیب ہیں۔ مگر مذکورہ امام طاقت آزمائی کے طور پر سے زور سے زور پر اس مسجد میں امامت پر قائم ہے اور چند حضرات کو اپنے پیچھے کھڑا کر کے جماعت کرا دیتا ہے۔ حالانکہ سمجھ رکھنے والے معتبر حضرات نے کئی بار کہا ہے کہ لوگوں کے دین اور شریعت کی بربادی نہ کرو، کسی اور امام کو متعین کر لو۔ اس امام کے علاوہ آپ کوئی ایسا امام لائے جس کے عیب کا آپ کو علم ہو۔ بینوا توجروا۔

جواب:

اگر واقعی امام میں ایسی نازیبا اور ناگفتہ بہ حرکات ہوں جو کہ شرعاً حرام اور فسق و گناہ ہوں اور ان سے تائب نہ ہو تو ایسے امام کے پیچھے بوجہ فسق نماز مکروہ تحریمی ہے[1] مقتدیوں پر بالاتفاق ایسے امام کو ہٹانا شرعاً لازم ہے۔ فقد عللوا كراهة تقديمه بانه لا يهتم لامر دينه وبان في تقديمه للامامة تعظيمه وقد وجب عليهم اهانته شرعا الى ان قال فهو كالمبتدع تكره امامته بكل حال بل مشى في شرح المنية على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم الخ[2]۔ کیونکہ ایسا امام قابل امامت (جو کہ عزت و کرامت کی جگہ ہے) نہیں۔ بلکہ وہ بوجہ فسق، اہانت کا قابل ہی ہے۔ اس کی

---

(۱) بل مشى في شرح المنية على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم، شامي كتاب الصلوة باب الامامة ۵۶۰/۱ طبع ایچ ایم سعید.
ومثله في حلبي كبير كتاب الصلوة باب الامامة ص: ۵۱۳ طبع سعيدي كتب خانه.
ومثله في حاشية الطحطاوي كتاب الصلوة باب الامامة ص: ۳۰۲ طبع قديمي كتب خانه.

(۲) شامي كتاب الصلوة باب الامامة ۵۶۰/۱ طبع ایچ ایم سعید کراچی
ومثله في حلبي كبير كتاب الصلوة باب الامامة ص: ۵۱۳ طبع سعيدي كتب خانه.
ومثله في حاشية الطحطاوي كتاب الصلوة باب الامامة ص: ۳۰۲ طبع قديمي كتب خانه.

ہوتے ہوئے ان کا امام بنانا مکروہ تحریمی ہے (۱) اگر وہ باوجود سمجھانے کے اپنی بداخلاقی اور فسق سے باز نہ آئے تو اس سے مسلمان قطع تعلق کریں تاکہ تائب ہو جائے (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ [illegible] مفتی [illegible] دارالعلوم [illegible]

حد شرعی سے چھوٹی داڑھی اور غلط قرآن پڑھنے والے کی امامت کا حکم

سوال:

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک مولوی صاحب جو کہ امام مسجد ہے اور خطیب بھی ہے ان میں مندرجہ ذیل نقائص ہیں۔ شخص مذکور جب خطبہ یا کبھی امامت کرتا ہے یا جب ان کے پیچھے نماز ہوسکتی ہے یا نہیں، داڑھی ایک مشت سے کم ہے بلکہ اس سے بھی کم ہے، قرأت قرآن میں متعدد غلطیاں ہیں جن کو درست کرنے سے انکاری ہے، خواہ وہ غلطی چھوٹی یا بڑی ہو، جب ان کو توجہ دلائی جاتی ہے تو ان کا شیوہ ہے کہ حق بات ضرورت سے زیادہ ان کی فطرت ہے، جس کی وجہ سے ان کی عیب جوئی اور غیبت۔ علاوہ ازیں مندرجہ بالا نقائص کے ایک دفعہ عام مجمع مسلمانان جو کہ ایک جگہ درود شریف پڑھ رہے تھے ان میں مولوی صاحب موصوف بھی شامل تھے۔ اسی مجمع میں سے مولوی صاحب کو ایک آدمی نے کہا کہ مولوی صاحب آپ امام مسجد ہیں، داڑھی رکھ لیجئے تو بہتر تھا تاکہ ہماری نماز بھی قابل قبول ہو، درست ہو جاتی۔ مگر مولوی صاحب نے غلط جواب دیا اور جواب فرمایا کہ میری داڑھی سنت والی نہیں ہے، میری اپنی مرضی کی داڑھی ہے۔ جتنا چھوڑ دیا

---

(۱) [illegible] الكراهة [illegible] لا يهتم لأمر دينه [illegible] في تقديمه للإمامة تعظيمه وقد وجب عليهم إهانته شرعاً [illegible] فإن [illegible] تقديمه بكل حال [illegible] في شرح المنية على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم (الدر المختار مع رد المحتار كتاب الصلوة باب الإمامة [illegible] طبع ايچ ايم سعيد
ومثله في [illegible] كتاب الصلوة باب الإمامة ص [illegible] طبع سعيدي كتب خانه
ومثله في حاشية الطحطاوي كتاب الصلوة باب الإمامة ص [illegible] طبع قديمي كتب خانه

(۲) قال [illegible] أجمع العلماء على أن من خاف من مكالمة أحد وصلته ما يفسد عليه دينه أو يدخل مضرة في دنياه يجوز له مجانبته وبعده [illegible] حسن [illegible] من مخالطة تؤذيه ... [illegible] وأن هجرة أهل الأهواء والبدع دائمة على مر الأوقات ما لم يظهر منه التوبة والرجوع إلى الحق (مرقاة المفاتيح كتاب الآداب باب ما ينهى عنه من التهاجر والتقاطع واتباع العورات الفصل الأول [illegible] طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان، وكذا في أوجز المسالك إلى موطأ إمام مالك كتاب الجامع باب ما جاء في المهاجرة [illegible] طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان، وكذا في فتح الباري شرح صحيح البخاري كتاب الأدب باب الهجرة [illegible] طبع دار الفكر المعاصر بيروت لبنان

الجواب

بشرطِ صحتِ سوال شخصِ مذکور کی امامت مکروہ تحریمی ہے(۱) کیونکہ وہ فاسق معلن ہے، نیز کمیٹی کی اجازت ہو تو اس کو امامت سے علیحدہ کر دیا جائے(۲) اور کسی صالح متقی شخص کو امام مقرر کر لیا جائے(۳)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

احقر محمد ایوب غفرلہ

۲۵/ربیع الاول ۱۳۹۵ھ

تارکِ نماز کی امامت کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی جو کہ قرآن مجید کا حافظ ہے اور شخص مذکور امام ہے اور ظہر کی نماز کبھی کبھی پڑھ لیتا ہے اور رمضان میں تراویح بھی پڑھا جاتا ہے اور فجر کی نماز بالکل ہی ترک کر رکھا ہے اور داڑھی بھی کٹاتا ہے کیا ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا صحیح ہے یا نہیں۔

---

(۱) قال الحلبي في شرح المنية فعلى هذا تكره الصلوة خلفه كراهة تحريم (شامي كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵۶۰ طبع ايچ ايم سعيد كراچی)

ومثله في حلبي كتاب الصلوة باب الامامة ص ۵۱۳ طبع سعيدي كتب خانه.

ومثله في حاشية الطحطاوي على الدر كتاب الصلوة باب الامامة ص ۲۴۳ طبع قديمي كتب خانه

(۲) وعللوا كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لأمر دينه وبأن في تقديمه للامامة تعظيمه وقد وجب عليهم إهانته شرعاً (رد المحتار كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵۶۰ طبع ايچ ايم سعيد)

(۳) وكذا في النهر الفائق كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۲۴۹ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان.

ومثله في حلبي كتاب الصلوة باب الامامة ص ۵۱۳ طبع سعيدي كتب خانه.

ومثله في حاشية الطحطاوي كتاب الصلوة باب الامامة ص ۳۰۳ طبع قديمي كتب خانه.

وفي فتاوى الارشاد يجب أن يكون امام القوم في الصلوة أفضلهم في العلم والورع والتقوى والقراءة (التاتارخانية كتاب الصلوة الفصل السادس في بيان من هو أحق بالامامة ۱/۶۰۳ طبع إدارة القرآن والعلوم الاسلامية) وكذا في الدر المختار كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵۵۷ طبع ايچ ايم سعيد.

الجواب

یہ شخص فاسق ہے(۱) اور اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے(۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ

۳/رجب ۱۳۹۰ھ

شادی پر رقص وسرود کرانے والے کی امامت کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے امام مسجد اور خطیب ہوتے ہوئے اپنے لڑکے کی شادی کے موقع پر ناچ کرایا اور علی الاعلان ناچنے والی عورتوں کو بلا کر ناچ اور گانا بجانا کرایا اور ان کو بہت سے خوش ہو کر انعام دیا، تو وہ خطابت وامامت کے قابل ہے یا نہ؟

الجواب

جس امام وخطیب نے ایسا کیا واقعی ایسا امام فاسق ہے تو وہ امامت کے قابل نہیں ہے(۳)، اس کی امامت مکروہ ہے(۴)۔ ہاں اگر اس نے بشرط صحت توبہ کر لے اور نادم وپشیمان

---

(۱) ولهذا يحرم على الرجل ... رد المحتار كتاب الحظر والاباحة فصل في البيع ۶/۴۰۷ طبع ایچ ایم سعید

وكذا في الدر المختار كتاب الصوم باب ما يفسده وما لا يفسده ۲/۴۱۸ طبع ایچ ایم سعید

(۲) مشى في شرح المنية على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم الخ شامي كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵۶۰ طبع ایچ ایم سعید. ومثله في حلبي كتاب الصلوة باب الامامة ص ۵۱۳ طبع سعيدي كتب خانه.

ومثله في حاشية الطحطاوي كتاب الصلوة باب الامامة ص ۳۰۲ طبع قديمي كتب خانه

(۳) فيه فيشعرون كراهة تقديمه بانه لا يهتم لامر دينه وبان في تقديمه للامامة تعظيمه وقد وجب عليهم اهانته شرعاً الخ كتاب الصلوة باب الامامة شامي ۱/۵۶۰ طبع سعيدي كتب خانه

ومثله في حلبي كتاب الصلوة باب الامامة ص ۵۱۳ طبع سعيدي كتب خانه.

ومثله في حاشية الطحطاوي كتاب الصلوة باب الامامة ص ۳۰۲ طبع قديمي كتب خانه.

(۴) ... وان كراهة تقديمه كراهة تحريم الخ شامي كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵۶۰ طبع ایچ ایم سعید. ومثله في حلبي كتاب الصلوة باب الامامة ص ۵۱۳ طبع سعيدي كتب خانه

ومثله في حاشية الطحطاوي كتاب الصلوة باب الامامة ص ۳۰۲ طبع قديمي كتب خانه.

معلوم ہوئے اور لوگوں کو اس کی توبہ پر اطمینان حاصل ہو جائے تو اس کو آئندہ کے لیے امام باقی رکھا جا سکتا ہے[1]۔
فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

عبداللطیف غفرلہ ۲۳ رجب ۱۳۹۹ھ

جس شخص پر مختلف اعتراضات ہوں اس کی امامت کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین شاہنواز خان، محمد اعظم خان کے دعویٰ کے بیان کے بارہ میں کہ:

(۱) جناب قاری صاحب زعفرت بوٹی کے درختوں کے تنے اکھڑواتے ہیں۔ مکان میں اور جلانے کے لیے اسے استعمال کرتے ہیں۔ چنانچہ ان کے ایک ذاتی گھر میں دروازہ، چوکھٹ اور شہتیر وغیرہ لکڑی لگی ہوئی ہے۔ (۲) قاری صاحب کو بسلسلہ امامت جو سرکاری زمین ملی ہوئی ہے اس کا مقررہ وقت سے زیادہ طالب علموں کے ذریعہ ٹیوب ویلوں میں پانی بھر کر اپنی زمین کو سیراب کراتے ہیں (۳) قاری صاحب صدقہ کے مال کو کسی طالب علم کی ملک کرنے کے بعد پھر اسے اپنی ملک میں داخل کر لیتے ہیں۔ یعنی وہ طالب علم کو دے دیتے ہیں اور وہ اسے ذاتی خرچ میں لاتے ہیں حالانکہ مدرسہ کے لیے ہوتا ہے۔ (۴) قاری صاحب نے اب تک اس مال کا حساب نہیں دیا جو مدرسہ کے لیے صدقہ خیرات دیا جاتا ہے۔ (۵) قاری صاحب طالب علموں کی مقررہ شدہ روٹیاں کو جو صرف طالب علموں کے لیے ہوتی ہیں۔ وہ ان کو بچ جانے کے بعد اپنی ضرورت کے لیے لے لیتے ہیں۔ (۶) قاری صاحب نابینا ہے۔ (۷) یہاں کی مسجد ملحقہ مدرسہ کے منتظمین نے مدرسہ کے لیے مولانا محمد امین کو مدرس کی حیثیت سے بلایا لیکن قاری صاحب نے تو یہاں ان کے لیے جگہ دی اور نہ درس کے لیے جگہ دی اور ان کو یہاں سے مجبور جانا پڑا۔

بیان محمد خان ولد فتح خان۔ چونکہ قاری صاحب نابینا ہیں۔ اکثر دن میں پانچ وقت کے اندر ایک نماز میں جھگڑا ہو جاتا ہے کہ وہ قبلہ کی طرف رخ ٹھیک نہیں رکھ سکتے ہیں۔ وقت کا پتہ نہیں چلتا۔ اس لیے ہمیں ایک عالم چاہیے جو تقریر بھی کرے اور نماز بھی پڑھاوے اور حافظ صاحب باقاعدہ لڑکوں کو قرآن شریف پڑھاوے۔

بیان خان زمان ولد عظمت خان۔ قاری صاحب اکثر نماز میں دیر کرتے ہیں۔ میرے دل کو تکلیف ہوتی ہے۔

جواب قاری غلام حسین صاحب پیش امام چک نمبر ۳۰:

---

(۱) وإني لغفار لمن تاب وآمن وعمل صالحاً ثم اهتدى (طه: ۸۲)

وعن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم التائب من الذنب كمن لا ذنب له. مشكوة المصابيح باب التوبة والاستغفار ص: ۲۰۶ طبع قديمي كتب خانه وكذا في ابن ماجه باب ذكر التوبة ص: ۳۲۳ ايچ ايم سعيد.

(۱) میں نے ڈیوڑھی میں ایک لکڑی مسجد کی ۱۱/۳ جو مسجد کے کام کی تھی خریدی اور وہ ڈیوڑھی میں لگائی۔ باقی چند تختے وہ والوں سے خریدی۔ البتہ طالب علم جو جلانے کے لیے وہاں سے شاخ کاٹ کر لاتے تھے ان میں بے احتیاطی سے چند کام کی لکڑی کاٹ کر یہاں لائے تھے جن میں سے میں نے کچھ تختے ڈیوڑھی میں لگائی ہیں جہاں کی لکڑی لگی ہوئی تھی تو تھوڑی وہاں لگی ہیں۔ اس لکڑی کا مجھے بعد میں علم ہوا کیونکہ طالب علم کہیں سے لائے ہیں۔ (۲) میں نے اپنی بارش میں صرف کی ہے ذریعے سے پانی کو بہتر کرنے کے لیے پانی کا ٹینک بنایا تھا۔ یہ بات صرف ۵۰۰ دفعہ ہوئی۔ (۳) میں نے ایک پیسہ بھی ذاتی ضرورت میں خرچ نہیں کیا میں ہر قسم کا حلف اٹھانے کو تیار ہوں۔ تب جواب مان لیا اور اعتراض رفع ہو گیا (۴) حساب میں اب بھی دینے کو تیار ہوں انجمن بنانے کے لیے تیار ہوں۔ (۵) قاری صاحب نے کہا کہ میں نے اپنے لیے روٹی مقرر کرائی میں نے تو کبھی بھی بطور طالب روٹی لی ہے۔ البتہ کبھی کبھی زیادہ روٹی آ جاتی ہے اگر میں بچتی ہوں اور بچے طلبہ پر تقسیم کرتا ہوں۔ قاری صاحب نے کہا لکڑی کو استعمال کیے ہوئے چھ سال ہو گئے ہیں۔ بات صرف یہ ہے کہ ان کے کہنے کے ایک شخص نے طلاق مغلظ دی تھی اس کے بعد میں نے مفتی عنایت اللہ صاحب مرحوم دارالعلوم دیوبند سے فتویٰ منگانے اور میں نے طلاق مغلظہ کا حکم دیا۔ چونکہ وہ لوگ اس کو باقاعدہ کئے ہوئے تھے میں نے ان کے جماعت میں نماز پڑھنے اور تمام تعلقات ختم کرائے۔ اس لیے مجھ سے ناراض ہو گئے۔

الجواب

فیصلہ شرعی

قاری غلام حسین صاحب کے متعلق جو سات اعتراضات ہوئے ان کی تفصیل پر مختصر تبصرہ کرنے کے بعد ان کی امامت کا حکم لکھا جائے گا۔

پہلے اعتراض سے متعلق قاری صاحب نے یہ تسلیم کیا کہ واقعی چند لکڑیاں ڈسٹرکٹ بورڈ کی مملوکہ ضرور ان کے مکان میں لگی ہوئی ہے۔ اس بات کو تسلیم کرتے ہوئے کہ قاری صاحب کو لگاتے وقت علم نہ تھا قاری صاحب اس الزام سے بری نہیں ہو سکتے۔ بلکہ قاری صاحب پر لازم ہے کہ وہ اس لکڑی کی قیمت ڈسٹرکٹ بورڈ کو ادا کرے چونکہ یہ حق العبد ہے صرف توبہ سے معاف نہ ہوگا[1]۔ دوسرے اعتراض کے متعلق

---

(۱) وإن كانت عما يتعلق بالعباد فإن كانت من مظالم الأموال فتتوقف صحة التوبة منها مع ما قدمناه في حقوق الله تعالى على الخروج عن عهدة الأموال وإرضاء الخصم في الحال والاستقبال بأن يتحلل منهم أو يردها إليهم أو إلى من يقوم مقامهم من وكيل أو وارث شرح الفقه الأكبر ملا علي قاري بحث التوبة ص: ۱۵۸ طبع قديمي كتب خانه.

وكذا في رياض الصالحين شرح اردو مولانا قيام الدين الحسيني صاحب. التوبة واجبة من كل ذنب ...... وإن كانت المعصية تتعلق بآدمي فشروطها أربعة هذه الثلاثة وأن يبرأ من صاحبها فإن كانت مالا أو نحوه رده إليه الخ باب التوبة ص ۱/ ۱۶۰ طبع مكتبه مدنيه اردو بازار لاهور.

بھی قاری صاحب نے یہ تسلیم کیا کہ یہ پرانوں سے بچی کچی تھی۔ چنانچہ انہوں نے اپنی بالٹی میں پانی
کو بچا لیا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ زیادتی ہے اور اس میں ہے تھا۔ طے ہے استعمال میں لانے کو حرام بتا دیا جب
جس میں پانی کو بچا کر رکھنا بھی ناجائز ہے۔ فقہاء احناف نے اس کو جائز نہیں لکھا اس لیے اگر یہ واقعہ صحیح
ہے تو قاری صاحب کا اپنے اس پانی سے وضو کرانے سے مسجد کو نقصان پہنچا اور اگر معلوم ہو گیا
کہ نقصان کس کا ہوا تو اس کو نقصان سے معافی مانگ لینا چاہیے۔ تیسرے اعتراض کا قاری صاحب نے فوراً ہی اچھا
جواب دیا کہ میں نے یہ والا قرآن تک کی جیب زائد خرید کر رکھ لیا اور صاف اٹھا لے تو یہ
بھی تیار ہے۔ چنانچہ خود میں نے اس اعتراض سے مسجد والوں کا اطمینان دیا تھا یہ اعتراض ختم
ہو چکا۔ چوتھے اعتراض کے جواب میں قاری صاحب نے دیا کہ میں چکن بنانے کے لیے تیار ہوں اور
صاحب بھی ہیں جن کے بیان سے یہ مقصود تھی ہے کہ اتقوا مواضع التهم الحدیث یعنی تہمت
کے مواقع سے بچو اور قاری صاحب اس کی ذمہ داری خود اٹھانے کو تیار ہیں۔ مسئلہ اعتقادات
کبھی ضروری یا اس کی متعلقہ ہوتی ہے۔ ۔۔ صاحب لکھا ہے اور قرآن کے ظاہر ہی آپ نے بتا دیا ہے
اعتراض کی تحقیق ہے یا نہیں یہ اعتراض میں کوئی خاص نہیں جب مقتدی علماء کی بات ہو تو علمی
مرتبہ سے چاہتا ہوں۔ اس جواب پر رائے دینے والے کا ہر اعتراض ختم نہیں۔ جب دونوں کے تعلق میں
ہی علماء اس سے مانگ ہیں۔ چھٹا اعتراض۔ قاری صاحب کا جواب ہمارے سامنے ہے تعلق رکھتا ہے۔
قاری صاحب نے جو قرآن کے طلاق اور جماعت کے انداز سے بات واضح ہوگئی کہ وہ طہارت اور
نجاست کا بہت خیال رکھتے ہیں اور ان کے بیچ میں وضو کی ۔۔۔ ان سے بھی لوگ خوش رہتے ہیں۔
یہ دیکھا گیا کہ صحت ہو تو ہے۔ حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نابینا صحابی تھے حضور صلی اللہ علیہ
وسلم نے نماز پڑھانے کے لیے مسجد نبوی میں ان کو قائم مقام بنایا تھا جب کہ آپ سفر پر تشریف لے گئے
تھے۔ پھر جب کہ قاری صاحب قرآن شریف از قواعد تجوید بھی اچھا پڑھتے ہیں اور اپنی روح کی
حفاظت میں ۔۔ کے لحاظ سے بھی ناقص ہیں تو امامت کا شرعاً حق ہے۔ بہرحال قاری صاحب امامت کے
اہل ہیں یہ واضح ہے کہ امامت کے لیے کافی ہے۔ یہ واقعہ ہے کہ کسی بھی نابینا کو امامت کی عادت نہیں
ہے لیکن اگر بھی ایسا ہو تو کوئی بات نہیں۔ اس کے لئے کوئی ایسا ہو جس سے نماز صحیح وقت میں
ادا ہونے کا خطرہ ہو۔ یہ سب اعتراض کا جواب تھا تو قاری صاحب نے یا ہمیں بتا دیا ہے
کہ یہاں میرے پاس کوئی کمی نہیں کہ یہ نماز وضو خود کر کے ۔۔۔ کرا دیا تھا۔
بہرحال حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے کمیٹی حالات کے تحت میرا فیصلہ یہ ہے کہ قاری صاحب نمازی وغیرہ
چیزوں کی حفاظت کے خلاف نہ کریں۔ ان پر واجب ہے کہ حق جلد سے جلد ادا ہو۔۔

قاری صاحب اوقات کی پابندی کا خیال رکھے تاکہ کسی کو اعتراض نہ ہو اور بطور مشورہ کے یہ بھی لکھتا ہوں کہ مجلس شوریٰ ذمہ دار حضرات کی تشکیل دی جاوے جس میں قاری صاحب خود شریک ہوں اور مجلس شوریٰ کے فیصلہ پر کسی ایسے مدرس عالم و قاری صاحب کی رضی سے انتخاب کیا جاوے، جو بڑی کتب پڑھانے کے ساتھ ساتھ درس قرآن دیویں۔ واللہ اعلم

محمد عطاء اللہ عفی عنہ

۲۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۷ھ

گانے سننے والے، تاش کھیلنے والے کی امامت کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص قصداً ریڈیو پر فحش و غیر فحش گانے سنتا ہو اور تاش کھیلتا ہو اور دیگر خلاف شرع امور میں مشغول ہو اور بال بنا سنوار کر بازار میں ننگے سر چلتا ہو اور قرآن بھی خاصا غلط پڑھتا ہو اور اس کے مخالف و موافق سب کو پتہ ہوں اور وہ ان کے سامنے تو قرار کر لیتا ہو کہ اب میں ان تمام امور کو ترک کر دوں گا لیکن پھر دوبارہ ان کاموں کا مرتکب ہو تو کیا ایسا شخص امام بن سکتا ہے اور ایسا امام جس میں یہ خصلتیں ہوں اگر امام بن جائے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

گانا سننا حرام و ناجائز ہے۔ شامی میں ہے: واستماع ضرب الدف والمزمار وغير ذلك حرام [1] الخ۔ نیز تاش کھیلنا بھی جائز نہیں۔ حدیث شریف میں آتا ہے: لهو المؤمن باطل الحديث درمختار کے صفحہ مذکور میں ہے: وكره تحريماً اللعب بالنرد والشطرنج علامہ شامی رحمہ اللہ اس پر لکھتے ہیں [2] قوله والشطرنج فهو حرام و كبيرة عندنا في اباحته

---

(۱) شامی كتاب الحظر والاباحة فصل في البيع ۳۹۵/۶ طبع ایچ ایم سعید۔
وكذا في البحر الرائق كتاب الكراهية ۳۴۶/۸ طبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ، وكذا في خلاصة الفتاوى كتاب الكراهية، الفصل فيما يتعلق بالمعاصي ۳۵۱/۴ طبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ۔

(۲) الدر المختار كتاب الحظر والاباحة فصل في البيع ۳۹۴/۶ طبع ایچ ایم سعید۔
وكذا في البحر الرائق كتاب الكراهية ۳۴۶/۸ طبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ۔ وكذا في خلاصة الفتاوى كتاب الكراهية، فصل فيما يتعلق بالمعاصي ۳۵۱/۴ طبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ۔

قعدۃ للشیطان علی الاسلام والمسلمین[1] الخ۔ لہٰذا اس شخص کا ان افعال کا ارتکاب فسق ہے اور ایسے اقوال کا مرتکب فاسق ہے[2]۔ اگر یہ امام اپنی ان حرکتوں سے توبہ نہ کرے تو اس کو امامت سے علیحدہ کرنا ضروری ہے ورنہ سب مسلمان گنہگار ہوں گے[3]۔ فقط واللہ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہ

فسق وفجور میں مبتلا جاہل شخص کی امامت

سوال[۹]

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ... ایک شخص کی عمر ... باشعور ہے ... صورت ... ہے ... اپنی زبان سے کئی آدمیوں کے روبرو اقرار کیا ہے ... قرآن مجید ... فرائض وواجبات نماز ووضو وغیرہ کے مسائل سے ... واقف نہیں۔ ایک مولوی صاحب ... امتحان لیا ... مولوی صاحب ...

---

(۱) شامی، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع ۶/۳۹۵ طبع ایچ ایم سعید۔

(۲) قلت وفی البزازیۃ استماع صوت الملاھی کضرب قصب ونحوہ حرام لقولہ علیہ السلام استماع الملاھی معصیۃ والجلوس علیھا فسق والتلذذ بھا کفر ... رد المحتار، کتاب الحظر والاباحۃ ۶/۳۴۹ طبع ایچ ایم سعید ... کتاب الکراھیۃ ۸/۲۰۵ طبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ۔ وکذا فی خلاصۃ الفتاوی، کتاب الکراھیۃ، الفصل فیما یتعلق بالمعاصی ۴/۳۴۵ طبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ۔

(۳) ... لا یھتم لامر دینہ ... فی تقدیمہ للامامۃ تعظیمہ وقد وجب علیھم اہانتہ شرعاً الخ شامی، کتاب الصلوۃ، باب الامامۃ ۱/۵۶۰ طبع ایچ ایم سعید۔

گھر شرعی پردہ بھی نہیں ہے۔ کل خاندان بے پردہ عورتوں کی طرح جہاں جی چاہیں چلی جاتی ہیں۔ ہم چک والوں نے مل کر ایک مولوی صاحب حافظ القرآن کو مقرر کر رکھا ہے۔ اس مولوی کے گھر پردہ شرعی بھی ہے۔ وضو، نماز، غسل وغیرہ کے مسائل سے بخوبی واقف ہے۔ ہمیں اس مولوی صاحب کے مستقل امام بنائے جانے میں اول الذکر مولوی سے انکار ہے، حالانکہ کوئی چال چلن وغیرہ بھی نہیں۔ پس فیصلہ درکار ہے کہ اول الذکر مولوی صاحب کے امام بنائے جانے پر ان کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔ فتویٰ شرعی سے مطلع فرما کر ممنون فرمائیں۔ چند اشخاص نے مولوی صاحب سے یہ بات دریافت کرتے ہیں کہ اگر تمہیں امام مقرر کرلیا گیا تو جمعہ بھی اسی مسجد میں پڑھا دو گے؟ مولوی محمد حسین جمعہ کے متعلق کہتے ہیں اور نہ روزانہ کے لیے کہتے ہیں۔ آپ تو کہتے ہیں کیا آپ نہیں کرسکیں گے۔ مولوی صاحب نے کہا بھلا یہاں بازار ہے نہ تین دو کانیں ہوں اور نہ الیسے کا حق کہ ادا ہو۔ جمعہ کیسے پڑھیں۔ ایسے سو کی آبادی ہے۔ پہلے مفتی صاحبان کہ شہر یا بازار کا ہونا اور تین چار ہزار کی آبادی کا ہونا تو لازم فرما گئے ہیں۔ بھلا جمعہ کیسے کرایا جاسکتا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ جمعہ کروادیا کرنا۔ ہم حنفیا قلم … الغرض آپ مہربانی فرما کر جمعہ کرانے یا نہ کرانے کا بھی فیصلہ فرمادیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

اول الذکر مولوی صاحب کے اگر واقعی یہی حالات ہوں تو اس کو قطعاً مستقل امام بنانا شرعاً جائز نہیں[1]۔ اگر دوسرا کوئی متقی عالم نیک آدمی نہ ملتا ہو تو اسی دوسرے مولوی صاحب کو امام بنانا جائز ہے[2]۔ کتب فقہ سے یہ واضح ہے کہ جمعہ کے لیے مصر ہونا یا مصر کی طرح ہونا (قصبہ ہو یا قریہ کبیرہ ہو جس میں بازار گلی کوچے ہوں اور جملہ ضروریات وہاں پوری ہوتی ہوں، عرف میں بھی قریہ کبیرہ کہلاتا ہو) ضروری ہے۔ اس لیے مذکورہ چک میں جس کے تقریباً سو گھر ہیں قطعاً جمعہ شروع نہ کریں اور احتیاطی ظہر

---

(۱) فسقد عملا، وكراهة تقديمه؛ لأنه لا يهتم لأمر دينه، وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه، وقد وجب عليهم إهانته شرعاً. (شامي، كتاب الصلوة، باب الإمامة: ١/٥٦٠، طبع ايچ ايم سعيد)

وكذا في حلبي كبير، كتاب الصلوة، باب الإمامة، ص: ٥١٣، سهيل اكيڈمی

وكذا في حاشية الطحطاوي، كتاب الصلوة، باب الإمامة، ص: ٣٠٢، طبع قديمي كتب خانه.

(۲) وفي فتاوى الإرشاد: يجب أن يكون إمام القوم في الصلوة أفضلهم في العلم والورع والتقوى والقراءة. (كتاب الصلوة، مطلب في من هو أحق بالإمامة، … طبع إدارة القرآن والعلوم الإسلامية)

وكذا في الدر المختار، كتاب الصلوة، باب الإمامة: ١/٥٥٧، طبع ايچ ايم سعيد.

وكذا في النهر الفائق، كتاب الصلوة، باب الإمامة: ١/٢٤٩، طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان.

پڑھنے کے باوجود بھی شروع کرنا جائز نہیں[1] اس لئے کہ نوافل کی جماعت مکروہ ہے[2] اگر جمعہ پڑھنے سے محض پند و نصیحت کرنا مقصود ہو تو یہ ضرورت اس طرح بھی پوری ہو سکتی ہے کہ جمعہ کے دن جمع ہو جایا کریں اور خطبہ پڑھا جائے۔ وعظ و تقریر کے بعد ظہر کی پڑھا کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

بندہ محمد عفا اللہ عنہ

سگریٹ نوشی کرنے والے کی امامت کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک اجہل مولوی سوائے چند مسائل وقرآن خوانی کے دیگر مسائل وفرائض امامت ونماز سے بالکل کورا اور اجہل ہے۔ ظاہری صورت وسیرت حضور اکرم ﷺ کے بالکل خلاف ہے۔ داڑھی ڈیڑھ دو انگشت اور بدعت کے کام حقہ، سگریٹ نوشی وکبڈی کشتی اس میں یہ عادات پائی جاتی ہیں۔ کیا وہ مولوی جو مذکورہ اوصاف سے متصف ہو اس کو ایک چک کی جامع مسجد کا مستقل امام مولوی چک کے باشندگان مقرر کر دیں۔ جن میں سے چند مقتدی ظاہری صورت سیرت حضور اکرم ﷺ کی سنت کے عامل ومسائل دین سے معمولی طور پر واقفیت رکھتے ہوں۔ ایک ان مقتدیوں میں سے حافظ القرآن ومسائل نماز سے بخوبی واقف ہے۔ کیا مقتدیوں کی نماز اس موصوف امام کے پیچھے ہو جانے کی یا نہ۔ اس امام کو مسجد کا مستقل امام ٹھہرایا جائے یا نکال دیا جائے۔ اکثر چک کے باشندوں نے اس امام کو اچھا سمجھ کر باوجود ان تمام مذکورہ بالا اوصاف کے مستقل طور پر مسجد میں ٹھہرایا ہوا ہے۔ تمام مذکورہ سوالات کا حل کتاب وسنت وفقہ حنفی کی روشنی میں مفصل بیان فرما دیں تاکہ اس فتویٰ کی روشنی میں اس مولوی کے خلاف جو قدم اٹھانا ہو اٹھایا جائے یا مسجد میں رہنے دیا جائے۔

---

(۱) فلا تجب على أهل القرى التي ليست من توابع المصر بدائع الصنائع كتاب الصلوة وأما بيان شرائط الجمعة ۱/۲۵۹ طبع مكتبه رشيديه كوئته.
وكذا في البحر الرائق كتاب الصلوة باب صلوة الجمعة ۲/۱۴۸ طبع مكتبه رشيديه كوئته.
وكذا في فتاوى الهندية كتاب الصلوة الباب السادس عشر في صلوة الجمعة ۱/۱۴۵ طبع مكتبه علوم اسلاميه چمن.

(۲) "ولا يصلي الوتر" ولا التطوع بجماعة خارج رمضان الخ الدر المختار كتاب الصلوة باب الوتر والنوافل ۲/۴۸ طبع ايچ-ايم-سعيد
وكذا في البحر الرائق كتاب الصلوة باب الوتر والنوافل ۲/۱۲۳ طبع مكتبه رشيديه كوئته. وكذا في تبيين الحقائق كتاب الصلوة باب الوتر والنوافل ۱/۲۴۷ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان.

نوٹ: حقہ وسگریٹ نوشی کی نسبت چونکہ بدبودار اشیاء ہیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بدبودار چیزیں کھا کر ہماری مساجد کے قریب نہ آئے۔ اس معاملہ کی بابت بھی تشریح فرمادیں۔

الجواب

صورت مسئولہ میں ایسا شخص امامت کے قابل نہیں (۱) لیکن چونکہ اکثریت ان لوگوں کی ہے جو جاہل ہیں اور انہوں نے ایسے امام کو منتخب کرلیا ہے، اس لیے ضروری ہے کہ اکثریت کے اندر دینی شعور پیدا کیا جائے تاکہ وہ اچھے امام کو مقرر کریں (۲) اور جب تک اچھا امام میسر نہیں آتا اس کو سمجھاتے رہیں کہ وہ حقہ نوشی اور سگریٹ وغیرہ بدبودار اشیاء کو استعمال کرنا ترک کردے۔ خصوصاً مسجد کے اوقات میں خاص احتیاط کرے (۳) اور مسائل نماز و روزہ کے اس سے پوچھتے رہیں تاکہ اس کے اندر دین کی طرف دھیان ہو اور داڑھی کتروانے سے اسے باز رکھیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

عبداللہ عفا اللہ عنہ

---

۱) فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لأمر دينه وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه وقد وجب عليهم إهانته شرعاً الخ شامي كتاب الصلوة باب الامامة ۱/ ۵۶۰ طبع ايچ ايم سعيد.
ومثله في حلبي كبير كتاب الصلوة باب الامامة ص: ۵۱۳ سعيدي كتب خانه
ومثله في حاشية الطحطاوي كتاب الصلوة باب الامامة ص: ۳۰۲ طبع كتب قديمي خانه.

۲) وفي فتاوى الارشاد يجب أن يكون امام القوم في الصلوة أفضلهم في العلم ..... والورع والتقوى والقراءة كتاب الصلوة من هو أحق بالامامة ۱/ ۶۰ طبع ادارة القرآن والعلوم الاسلامية.
وكذا في الدر المختار كتاب الصلوة باب الامامة ۱/ ۵۵۷ طبع ايچ ايم سعيد.
وكذا في النهر الفائق كتاب الصلوة باب الامامة ۱/ ۲۴۹ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان.

۳) وعن جابر رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من أكل من هذه الشجرة المنتنة فلا يقربن مسجدنا فإن الملائكة تتأذى مما يتأذى منه الانس متفق عليه باب المساجد ومواضع الصلوة مشكوة المصابيح ص: ۶۸ قديمي كتب خانه.
وكذا في الشامي "أكل نحو ثوم" أي كبصل ونحوه مما له رائحة كريهة للحديث الصحيح في النهي عن قربان آكل الثوم والبصل المسجد قال الامام العيني في شرحه على صحيح البخاري قلت علة النهي أذى الملائكة وأذى المسلمين ولا يختص بمسجده عليه السلام ..... ويلحق بما نص عليه في الحديث كل ما له رائحة كريهة مأكولا أو غيره، كتاب الصلوة مطلب في الغرس في المسجد ۱/ ۶۶۱ طبع ايچ ايم سعيد.
وكذا في حلبي كبير كتاب الصلوة فصل في أحكام المسجد ص: ۶۱۰ طبع سعيدي كتب خانه.

مختلف عادات و عیوب کے حامل شخص کی امامت کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیانِ عظام درج ذیل صورت میں کہ ایک جامع مسجد کا امام [illegible] اوصاف و عادات کا حامل ہے [illegible] جماعت [illegible] دریافت کرنے کی صورت میں [illegible] حدیث اور قرآن کا [illegible] کا مظاہرہ [illegible] سے [illegible] کے ساتھ [illegible] خاندانوں سے [illegible] مثلاً [illegible] اس لیے [illegible] اشعار [illegible] ہے ؎

[illegible] ہے [illegible]
محبت [illegible] ہے [illegible] پہچانی نہیں جاتی

[illegible] صاحب [illegible] صاحب [illegible]

الجواب

اگر بات صحیح ہے کہ شخص مذکور مندرجہ بالا اوصاف کا حامل ہے تو شخص مذکور فاسق ہے(۱)۔ اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے(۲) متقی اور دیندار شخص کو امام بنایا جائے(۳)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

محمد اسحاق غفرلہ

۲۳ شعبان ۱۳۹٦ھ

فاسق شخص کی امامت کا حکم

سوال

جناب مفتی صاحب ہمارے گاؤں میں امام مسجد کے بارے میں اختلاف ہو رہا ہے۔ اس کی حالت اچھی نہیں ہے۔ اس لئے عرض ہے کہ امام کے اوصاف سے مطلع فرمائیں کہ امام کیسا ہونا چاہیے مہربانی ہوگی۔ امام مسجد مدرس ہے مدارس و سکول سے تنخواہ لیتا ہے امامت بھی کرتا ہے مگر بے پروائی سے نماز میں کمزور ہے کہ بعض مرتبہ نہیں پڑھاتا جمعہ بھی ناغہ کر دیتا ہے قرضہ پر سود وصول کرتا ہے۔ قربانی کی کھالیں اور صدقہ فطر سب وصول کرتا ہے کیا ایسے کے پیچھے نماز جائز ہے۔ اخلاقی حالت گری ہوئی ہے زانی بھی ہے چوری بھی کرتا ہے۔ کھیل تماشہ کا شوقین ہے اگرچہ نماز قضا ہو جائے۔ جوا بھی کھیلتا ہے۔ علماء کو برا بھی کہہ دیتا ہے

---

(۱) قوله وفاسق من الفسق وهو الخروج عن الاستقامة ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر والزاني وآكل الربو ونحو ذلك كذا في البرجندي (رد المحتار شامي كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵٦۰ طبع ايچ ايم سعيد) وكذا في تفسير روح المعاني سورة البقرة آيت ۲٦ (۱/۲۱۸ دار احياء التراث العربي).

(۲) بل مشى في شرح المنية على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم (شامي كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵٦۰ طبع ايچ ايم سعيد).

وكذا في حلبي كبير كتاب الصلوة باب الامامة ص ۵۱۳ طبع سعيدي كتب خانه.

وكذا في حاشية الطحطاوي كتاب الصلوة باب الامامة ص: ۳۰۲ طبع قديمي كتب خانه.

(۳) وفي فتاوى الارشاد يجب أن يكون امام القوم في الصلوة أفضلهم في العلم ... والورع والتقوى والقراءة (كتاب الصلوة من جواهر الفتاوى الامامة ۱/۳۰۰ طبع ادارة القرآن والعلوم الاسلامية).

وكذا في الدر المختار، كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵۵۷ طبع ايچ ايم سعيد

وكذا في النهر الفائق كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۲۳۹ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان.

[illegible]

الجواب

[illegible] (۱) [illegible] (۲) [illegible]

[illegible]

بے ہودہ بات کرنے والے کی امامت

سوال

[illegible]

(۱) [illegible]
وكذا في [illegible] كتاب الصلوة، باب الامامة [illegible]
وكذا في حاشية الطحطاوي [illegible] كتاب الصلوة [illegible]
(۲) [illegible]
[illegible] كتاب الصلوة، باب الامامة [illegible]
وكذا في البحر [illegible] كتاب الصلوة، باب الامامة [illegible]
وكذا في [illegible]

شروع کیا۔ اس وقت میں نے قرآن پاک سامنے رکھ کر دوبارہ توبہ کی کہ آئندہ ایسا کام نہ کروں گا۔ اب میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ ان کے متعلق کیا فرماتے ہیں۔

الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ عیسائیوں کے ہاں ختم پڑھنا درست نہیں ہے(۱)۔ اس سے گناہ ہوتا ہے شرک و کفر نہیں ہے۔ لہٰذا جب مولوی صاحب اس فعل سے توبہ تائب ہو گئے ہیں تو ان کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے(۲) اور توبہ تائب ہو جانے کے بعد ان کو طعنہ دینا اور ان کو پریشان کرنا کسی طرح جائز نہیں ہے(۳) کیونکہ حدیث شریف میں وارد ہے(۴)۔ التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ۔ وکما قال۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

فاسق وفاجر شخص کی امامت کا حکم

السؤال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اندریں مسئلہ:

---

۱) ما كان للنبي والذين آمنوا أن يستغفروا للمشركين ولو كانوا أولي قربى الآية (التوبة: ١١٣) ... ولا يدعو له بالمغفرة ويدعو له بالهداية. البحر الرائق كتاب ... ٨/ ٦٧-٦٨ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان.

۲) (إلا من تاب وآمن وعمل صالحا ثم اهتدى) ...
مشكوة المصابيح ١/ ٢٠٦ باب التوبة والاستغفار طبع قديمي كتب خانه كراچي.
وكذا في سنن ابن ماجه ص ٣٢٣ باب ذكر التوبة طبع ايچ ايم سعيد.

۳) (ويل لكل همزة لمزة) وقال سعيد بن جبير وقتادة الهمزة الذي يأكل لحوم الناس ويغتابهم واللمزة الطعان فيهم تفسير مظهري ١٠/ ٣٣٨ طبع بلوچستان بكڈپو
وكذا في ابن كثير (همزة لمزة) طعان عياب ٦/ ٣٢٠ طبع مكتبه قديمي كتب خانه.
عن ابن عمر رضي الله عنه قال صعد رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم المنبر فنادى بصوت رفيع فقال يا معشر من أسلم بلسانه ولم يفض الإيمان إلى قلبه لا تؤذوا المسلمين ولا تعيروهم ولا تتبعوا عوراتهم فإنه من يتبع عورة أخيه المسلم يتبع الله عورته ومن يتبع الله عورته يفضحه ولو في جوف رحله، مشكوة المصابيح كتاب الآداب، باب ما ينهى عنه من التهاجر والتقاطع واتباع العورات، الفصل الثاني ص ٤٢٨-٤٢٩ طبع قديمي كتب خانه.

۴) مشكوة المصابيح ١/ ٢٠٦ باب التوبة والاستغفار طبع قديمي كتب خانه.
وكذا في سنن ابن ماجه ٣٢٣ باب ذكر التوبة طبع ايچ ايم سعيد كراچي.

۱) ایک شخص ایک عام بستی کو جس میں اس کی محبوبہ رہتی ہے اس کی طرف خط میں لکھتا ہے کہ تیری بستی کی گلیاں مدینہ منورہ کی گلیاں ہیں۔

۲) یہی شخص اپنے رشتہ دار سے مبلغ ۲ ہزار روپے بعوض اپنی دختر کے لے کر بعد از منحرف ہو گیا ہے۔ قسم بھی کھائی رقم بھی ہضم۔

۳) یہی شخص بطور سود خواری پانچ روپے فی صد کے حساب سے قرض دیتا ہے۔

۴) یہی شخص گندم خرید کر بطور احتکار جمع کر کے رکھ دیتا ہے۔ بوقت مہنگائی کے گندم حسب خواہش منافع گراں پر فروخت کرتا ہے۔

۵) یہی شخص ہے کہ اپنی بیٹی شادی شدہ ۲ سالہ کو اٹھانے میں محض فرمان روائی اپنی عورت کے پیش اپنے بھتیجے سے طلاق کرائی جو آج تک بیٹی سے کوئی رشتہ نہیں رکھتا۔

۶) یہی شخص سینما دیکھتا ہے اور ساتھ غیر محرم ہوتے ہیں۔ آتے ہیں جاتے ہیں۔ موصوف غیرت تک محسوس نہیں کرتا بلکہ غیر محرم کو دوست بنا کر گھر لے جاتا ہے جو کہ پردہ کا خیال نہیں کرتا۔

۷) یہی شخص ہے کہ لوگوں کو امر بالمعروف کرتا ہے اور خود اپنی ڈاڑھی کو خضاب لگاتا ہے اور مردے شوئی کرتا ہے اور جہاں کہیں جانور ذبح ہوتے ہوں وہاں جا کر ذبح کرتا ہے۔ اس کے عوض دل گردے لیتا ہے۔ جسے حلال کہتا ہے۔

۸) ایک گورستان میں زنا کرتا ہے اور شخص اپنے اعتبار کی خاطر جلسہ عام میں قرآن پاک اٹھا کر قسم کھاتا ہے کہ میں صاف ہوں۔

۹) اسی شخص کو کسی نے جامع مسجد کے لیے دو عدد شہتیر دیے ہیں خود فروخت کر کے رقم کھا گیا ہے۔

۱۰) اسی شخص کو اپنے والد مرحوم نے جو کہ تحصیل بھر کا عالم تھا غلط حرکتوں کی بنا پر موصوف کو امامت وخطابت سے علیحدہ کر دیا تھا۔ اس کو منبر نبوی سے اتار کر دوسرے بھائی کو مقرر کر دیا تھا۔ کچھ عرصہ بعد وفات والد مرحوم کے چونکہ اس کا عاق تھا۔ مگر متعلقین دستبرداری سے مل جل کر خطیب بن گیا۔ کیونکہ علاقہ کے اہالیان مطلق جاہل ہیں ان کی حمایت حاصل کی۔ تلک عشرۃ کاملۃ۔ اب اس کے پیچھے نماز جمعہ وعیدین وغیرہ جائز ہیں یا نہیں؟

﴿ج﴾

بشرطِ صحتِ سوال جس شخص میں مذکورہ اوصاف پائے جاتے ہیں، وہ شخص منصبِ امامت کے لائق نہیں فاسق ہے(۱) اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے(۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ایک شخص نے اپنی لڑکی اہلِ شیعہ کو دی (شیعہ عام طور پر جو امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کو سب (گالی) بکتا ہے) اور ان کے جنازے میں شریک ہوتا ہے ایسے شخص کی امامت کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین دریں مسئلہ کہ مولوی حق نواز ولد میاں محمد ... جس کا مذہب اہل سنت والجماعت ہے۔ اس نے اپنی ایک لڑکی کی شادی اہل شیعہ میں جو کہ عام طور پر صحابہ وامہات المؤمنین رضی اللہ عنہن پر سب (گالی) بکتے ہیں کر دی ہے۔ اور لڑکیاں دیگر بھی ان سے ہی ہوئی ہیں اور اپنے لڑکے کے لیے اہل شیعہ کی لڑکی کا رشتہ لیا ہوا ہے۔ نیز اہل شیعہ کے جنازے میں بھی شریک ہوتا رہتا ہے۔ کیا یہ مولوی حق نواز اہل سنت والجماعت کے ساتھ قربانی میں شریک ہو سکتا ہے۔ اہل سنت والجماعت کو فرض نماز وغیرہ پڑھا سکتا ہے۔ شرعاً ایسے شخص کا کیا حکم ہے۔ نیز یہ شخص توبہ کرے تو کس طرح کرے۔ وضاحت سے مکمل حوالہ جات دیں۔

---

(۱) ویکرہ إمامة عبد ... وفاسق ... وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لأمر دينه وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه وقد وجب عليهم إهانته شرعا. (رد المحتار، كتاب الصلوة، باب الإمامة ۱/۵۶۰ طبع ايچ ايم سعيد)

وكذا في الهداية مع شرحه البناية، ص ۳۶۳، ج ۲۔

وفي الهداية مع شرحه فتح القدير وفي الفاسق للاول عدم مبالاته بالطهارة ونحوها، كتاب الصلوة، باب الإمامة ۱/۳۰۴، طبع مكتبة رشيدية كوئٹه۔

(۲) بل مشى في شرح المنية على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم لما ذكرنا قال ولذا لم تجز الصلوة خلفه أصلا عند مالك ... (رد المحتار، كتاب الصلوة، باب الإمامة ۱/۵۶۰، طبع ايچ ايم سعيد)

وكذا في حلبي كبير كتاب الصلوة باب الإمامة ص: ۵۱۳، طبع رشيدي كتب خانه كانسي روڈ۔

وكذا في منحة الخالق على البحر الرائق كتاب الصلوة باب الإمامة ۱/۳۴۹، طبع مكتبة رشيدية كوئٹه۔

الجواب

اگر یہ شخص اہل سنت والجماعت کے عقیدہ کا ہے، قرآن مجید کی تحریف اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کی عصمت پر تہمت (قذف) کا قائل نہیں، نہ صحبت ابوبکر صدیقؓ کا منکر ہے، اسی طرح اور بھی ضروریات دین میں سے کسی بات کا منکر نہیں تو اگر یہ دوسرے حصہ داروں کے ساتھ قربانی میں شریک ہو جائے تو سب کی قربانی درست ہے(۱)، اگر یہ ضروریات دین کا منکر نہیں تو امامت اس کی درست ہے(۲)۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ خیر المدارس ملتان

۲۸/۳/۱۳۹۹ھ

کیا شیعوں کی مجالس میں جانے والے کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے

(س)

کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسائل میں کہ

(۱) کوئی امام مسجد جو کہ اہل سنت کی مسجد میں امامت کے عہدے پر فائز ہو اور سنت پر قائم ہو، تعزیہ و ذوالجناح ... اگر وہ شیعہ حضرات کی مجالس میں شرکت کرے، نوحہ خوانی، مرثیہ جات وغیرہ پڑھے اور اپنے خطابات میں ... تو کیا ایسے امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔

(۲) کسی امام مسجد یا خطیب ... سے بالکل الگ ... جو ... تو کیا اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔

---

(۱) وشرائطها الاسلام والاقامة ... كتاب الاضحية، الدر المختار ۶/۳۱۲ طبع ایچ ایم سعید۔
وكذا في البحر الرائق كتاب الاضحية ۸/۱۷۳ طبع مكتبہ رشيديہ كوئٹہ۔
وكذا في الفتاوى الهندية كتاب الاضحية الباب الاول في تفسيرها وركنها ... ۵/۲۹۲ طبع مكتبہ رشيديہ كوئٹہ۔

(۲) والاحق بالامامة الاعلم باحكام الصلوة ثم الاورع، الدر المختار كتاب الصلوة باب الصلوة باب الامامة ۱/۵۵۷ طبع ایچ ایم سعید۔
وكذا في البحر الرائق كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۳۴۷ طبع مكتبہ رشيديہ كوئٹہ۔
وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح باب الامامة ۱/۱۶۴ طبع ادارة القرآن والعلوم الاسلامية۔

الجواب

(۱) جو شخص مرثیہ پڑھتا یا سنتا یا سنانا جائز جانتا ہو اور تعزیہ بناتا ہو اور اس میں شرکت کرتا ہو وہ فاسق بدعتی اور روافض کا شریک و ہم خیال ہے۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من تشبہ بقوم فہو منہم (۱) ایسے شخص کی اقتداء سے احتراز لازم ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم دیوبند ص ۳۰۳ ج ۳)(۲) مدیر۔

(۲) مسجد کی حفاظت اور دیکھ بھال تمام مسلمانوں پر لازم ہے (۳)۔ اگر امام سے معاہدہ ہو جائے کہ وہ امامت کے ساتھ مسجد کی دیکھ بھال بھی کرے گا تو پھر اس کا اجارہ درست ہے۔ ویسے بہتر یہ ہے کہ مسجد کی نگرانی کے لیے مستقل آدمی رکھا جائے (۴)۔ یہ کام امام کے ذمہ نہ ہو تاکہ وہ امامت خوش اسلوبی سے بجا لا سکے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم ۔ ۱۲ صفر ۱۳۹۰ھ

امام کا مرزائی سے تنخواہ لینے کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک مسجد میں ایک مولوی صاحب امامت کرتے ہیں اور ان کی ماہوار تنخواہ مرزائی ادا کرتا ہے۔ کیا مرزائی سے تنخواہ لینا درست ہے یا نہ؟

---

۱) وبين المحدث [illegible] لاهواء [illegible] فهو صاحب بدعة كتاب الصلوة فصل من هو احق بالامامة ۱/۱۰۶ طبع ادارة القرآن والعلوم الاسلامية۔

كذا في فتاوى دار العلوم ديوبند ۳/۳۰۳ باب الامامة والجماعة طبع امدادية ملتان۔

۲) من تشبه بقوم فهو منهم مشكوة المصابيح كتاب اللباس الفصل الثاني ص ۳۷۵ طبع قديمي كتب خانه وكذا في ابي داود كتاب اللباس باب ما جاء في الاقبية ۲/۲۰۳ طبع مكتبه رحمانيه لاهور۔

۳) عن عائشة رضي الله عنها قالت امر رسول الله صلى الله عليه وسلم ببناء المساجد في الدور وان ينظف ويطيب مشكوة المصابيح كتاب الصلوة باب المساجد ومواضع الصلوة الفصل الثاني ص ۶۹ طبع قديمي كتب خانه۔

وآداب المسجد ترجع الى معاني منها تعظيم المسجد ومراعاة نفسه أن يحصل الخاطر ولا ينتشر [illegible] قوله ... ومنها التعهد بما يتقذر وينفر منه الخ حجة الله البالغة مع شرحه رحمة الله الواسعة كتاب الصلوة [illegible] فصل آداب المسجد ۲/۲۴۷ طبع زمزم پبلشرز كراچي۔ ومثله في المرقات كتاب الصلوة باب المساجد حديث ۷۱۴ ، ۲/۴۲۳ دار الكتب العلمية بيروت لبنان۔

۴) ويجوز في وقف المسجد نصب امام وخطيب والمؤذن [illegible] كتاب الوقف الدر المختار ۴/۳۷۱ طبع ايچ ايم سعيد۔

جواب:

نظراً الی بعض العوارض کالاحسان علی اهل الاسلام من اهل الکفر یعنی بوجہ احتمال احسان علی المسلمین فی امر الدین کے مرزائی کا چندہ یا تنخواہ لینا درست نہیں۔ نیز یہ بھی احتمال ہے کہ اہل اسلام ان کے ممنون ہو کر ان کے مذہبی شعائر میں شرکت یا ان کی نظر سے اپنے شعائر میں مداہنت کرنے لگیں گے۔ اس لیے مرزائی کی تنخواہ قبول کرنا مناسب نہیں۔ فان الاسلام یعلو ولا یعلی[1] والید العلیا والمعطیة خیر من الید السفلی والسائلة والاخذة[2] مسلمانوں کو چاہیے کہ خود اپنی حلال کمائی سے چندہ کر کے امام کی تنخواہ ادا کریں[3] اور مسجد کے انتظام کے لیے خود کمیٹی مقرر کریں اور ایسے مرزائی سے بیزاری اختیار کریں۔ ونخلع ونترک من یفجرک یعنی ہم علیحدہ کر دیتے ہیں اور چھوڑ دیتے ہیں اس شخص کو جو تیری نافرمانی کرے[4] دعائے قنوت پڑھا کرتے ہوئے اس سے دور رہیں۔

مرزائی کی نماز جنازہ پڑھانے والے کی امامت کا حکم

سوال:

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص (جو کہ امام بھی ہے) نے ایک مرزائی کی نماز جنازہ پڑھائی ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں۔

---

(۱) شامی کتاب الاکراہ ۶/۱۴۸ طبع ایچ ایم سعید۔

(۲) وعن ابن عمر رضی اللہ عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال وھو علی المنبر وھو یذکر الصدقة والتعفف من المسئلة الید العلیا خیر من الید السفلی والید العلیا ھی المنفقة والسفلی ھی السائلة متفق علیہ مشکوة المصابیح باب من لا تحل لہ المسئلة ومن تحل لہ الفصل الاول ص: ۱۶۱ طبع قدیمی کتب خانہ وکذا فی صحیح البخاری کتاب الزکاة باب لا صدقة الا عن ظہر غنی ۱/۱۹۲ طبع قدیمی کتب خانہ۔

وکذا فی مرقاة المفاتیح شرح مشکوة المصابیح کتاب الزکاة باب من لا تحل لہ المسئلة ۴/۳۰۶ طبع دار الکتب العلمیة بیروت۔

(۳) جمیع اهل المحلة للامام محمد الدر المختار کتاب الصلاة والامامة فصل فی ... ۱/۵۵۴ طبع ایچ ایم سعید۔

(۴) ونخلع ونترک من یفجرک دعاء قنوت۔

الجواب حامداً ومصلیاً

باوجود اس بات کے جاننے کے زید مرزائی ہے اس کی نماز جنازہ پڑھنے والا شخص فاسق[1] وفاجر ہے۔ اس کو امام بنانا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے[2] یہاں تک کہ وہ توبہ کرے۔[3] فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ

[illegible]

مرزائی کا نکاح پڑھانے والے کی امامت کا حکم

سوال [illegible]:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ زید [illegible] قوم کا امام ہے اور زید کو مرزا پور میں مقتدا سمجھا جاتا ہے۔ دینی تعلیم سے کم ہے۔ [illegible] بار بار کہنے سے توبہ بھی کرتا ہے مگر پھر [illegible] اور [illegible] بات [illegible] ہے۔ اور [illegible] بھی اس کا [illegible] ہے اور مذاق واقعیت کرتا ہے جس کو منافق [illegible] میں [illegible] ہے اور ہر مجلس میں شامل ہو جاتا ہے اور مرزائی مجلسوں کا [illegible] کھانا [illegible] ہے۔ [illegible] امامت [illegible] ہے۔ اصل مطلب [illegible] کی وجہ سے فتویٰ طلب کرنا پڑا وہ یہ ہے کہ قصبہ مرزا پور میں ایک مرزائی آدمی رہتا ہے۔ وہ [illegible] میں افسر ہے۔ اس نے ایک عورت سے [illegible] نکاح کیا ہے۔ خدا جانے وہ عورت کس قسم کی ہے۔ زید اور معہ چند چیدہ مسلمانوں کے اس مجلس میں شریک ہو کر نکاح خوانی کرتا ہے اور [illegible] کو بھی [illegible] کیا ہے اور مٹھائی وغیرہ بھی تناول کی۔ اب مسلمانوں کو [illegible] ہے کہ [illegible] مقتدا صاحب نے [illegible] کیا ہے۔ لہٰذا شریعت کے مطابق جواب عنایت فرمائیں [illegible] اور کس قسم کا گناہ [illegible] ہو۔ پوری تفصیل سے [illegible] فرمادیں۔ [illegible]

---

(1) قوله وفاسق من الفسق وهو خروج عن الاستقامة ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر [illegible] (الدر المختار مع رد المحتار كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵۶۰ طبع ایچ ایم سعید) وكذا في تفسير روح المعاني سورة البقرة ۱/۲۲۰ دار احياء التراث العربي۔

وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب الامامة ص ۳۰۳ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان۔

(2) [illegible] في شرح المنية على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم [illegible] كتاب الصلوة باب الامامة ص [illegible] طبع [illegible] كتب خانه۔

وكذا في حاشية الطحطاوي كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۲۴۳ طبع قديمي كتب خانه۔

(3) التائب من الذنب كمن لا ذنب له (مشكوة المصابيح باب التوبة والاستغفار ص ۲۰۶ طبع قديمي كتب خانه) وكذا في ابن ماجة باب ذكر التوبة ص ۳۲۳ طبع ايچ ايم سعيد

[illegible]

[illegible] كما هو المصرح في أصول الفقه[4] [illegible]

[illegible] [5] [illegible]

---

(1) [illegible]

(2) [illegible]

(3) [illegible] صلى الله عليه وسلم قال [illegible] [illegible] رضي الله عنه [illegible]

(4) [illegible]

(5) [illegible] صلى الله عليه وسلم قال [illegible]

[illegible] جواز پر امت کا اتفاق [illegible] واما لا تحمد شيئاً وهي ذو [illegible] ذلك [illegible] قدر الغضب كما يفعله بعض المغاربة والعجمية من الرجال فلم يصحبه أحد[1] [illegible] ہے[2] [illegible] فهو [illegible] [illegible] ہے۔[3] [illegible] وكره تحريماً اللعب بالنرد وكذا الشطرنج [illegible] (قوله الشطرنج) فهو حرام وكبيرة عندنا وفي إباحته إعانة الشيطان على الإسلام والمسلمين[4] [illegible] ہے [illegible] [5] [illegible] ہے۔[6] [illegible] [7] [illegible] ہے[8] [illegible] والنرد [illegible]

....

۱: [illegible] في الأحد من الصحة [illegible] وكذا في البحر الرائق [illegible]

۲: [illegible]

۳: الدر المختار كتاب الحظر والإباحة فصل في البيع [illegible]

[illegible]

۴: [illegible] كتاب الحظر والإباحة فصل في البيع [illegible]

۵: [illegible] كتاب الحظر والإباحة فصل في البيع [illegible]

۶: [illegible]

میں ہے: فاذنوا بحرب من اللہ و رسولہ (1) اور احادیث میں ربوا کی تفصیل سے حرمت ثابت ہے۔ اشیاء ستہ مذکورہ (سونا، چاندی، گندم، جو، کھجور، نمک) کی حرمت پر تو نص ہے۔ اور حنفیہ کے ہاں تمام موزونی و مکیلی میں حرمت منصوص ہے (2) اس کا انکار کرنا [illegible] ہے (حفظنا اللہ و جمیع المسلمین منه) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے واضح احکامات کے بعد کسی مومن کو اس میں کوئی اختیار باقی نہیں رہتا کہ اپنی مرضی سے [illegible] قولہ تعالیٰ: وما کان لمؤمن ولا مؤمنة اذا قضی اللہ ورسوله امرا ان یکون لهم الخیرة من امرهم (3) [illegible] اولو الامر کی اطاعت جائز ہے۔ لقوله علیه السلام لا طاعة لمخلوق فی معصیة الخالق وقوله علیه السلام انما الطاعة فی المعروف (4) (متفق علیه) [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] مسلمانوں پر لازم ہے (5) [illegible] ان کی تعظیم [illegible] [illegible] امامت اور تعظیم [illegible] [illegible] فقد عللوا کراهة تقدیمه (ای الفاسق) بانه

---

1) سورۃ البقرۃ [illegible]

2) عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم الذهب بالذهب والفضة بالفضة والبر بالبر والشعیر بالشعیر والتمر بالتمر والملح بالملح مثلا بمثل یدا بید فمن زاد او استزاد فقد اربی الآخذ والمعطی فیه سواء کتاب البیوع باب الربوا، صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۵ طبع قدیمی کتب خانہ وکذا فی المشکوۃ ص [illegible] وکذا فی الهدایۃ کتاب البیوع [illegible] [illegible] احکام العقد بالطرق [illegible] [illegible] طبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ وکذا فی الهدایۃ کتاب البیوع باب الربوا ص [illegible] طبع مکتبہ رحمانیہ۔

3) سورۃ الاحزاب [illegible] پارہ ۲۲۔

4) مشکوۃ المصابیح کتاب الامارۃ والقضاء ص ۳۲۱ طبع قدیمی کتب خانہ وکذا فی سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب الطاعة [illegible] طبع مکتبہ رحمانیہ وکذا فی صحیح مسلم، کتاب الجهاد باب وجوب طاعة الامیر ۲/[illegible] طبع قدیمی کتب خانہ۔

5) [illegible] عللوا کراهة تقدیمه ای الفاسق بانه [illegible] لامر دینه وبان فی تقدیمه للامامة تعظیمه وقد وجب علیهم اهانته [illegible] باب الامامة [illegible] طبع ایچ ایم سعید کراچی۔ وکذا فی [illegible] کتاب الصلوۃ باب الامامة [illegible] طبع [illegible] بیروت لبنان وکذا فی النهر الفائق کتاب الصلوۃ باب الامامة [illegible] طبع دار الکتب العلمیة بیروت لبنان۔

6) [illegible] کتاب الصلوۃ باب الامامة [illegible] طبع ایچ ایم سعید [illegible]

لا یهتم لامر دینه وبان فی تقدیمه للامامة تعظیمه وقد وجب علیهم اهانته شرعا الخ واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

مرزائیوں سے تعلقات رکھنے والے کی امامت کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ ایک شخص امام مسجد ہے اور اس کے اعتقادات علماء دیوبند کی طرح ہیں مگر اس کے رشتہ دار مرزائی ہیں۔ جن کے ساتھ اس مولوی امام کا کھانا پینا اٹھنا بیٹھنا عموماً ہوتا رہتا ہے۔ اب آیا اس مولوی صاحب کے پیچھے نماز پڑھنی درست ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

جواب

مرزائی مرتد ہیں اسلام سے خارج ہیں، اسلام سے خارج ہو جانے کے بعد ان سے سارے رشتے ٹوٹ جاتے ہیں[1]۔ اس لیے ان کے ساتھ تعلقات رکھنا، رشتہ ناطہ کرنا ناجائز ہے[2]۔ اگر سوال میں مذکورہ صورت حال صحیح ہے تو مولوی صاحب مذکور کو لازم ہے کہ اس سے توبہ کرے[3] ورنہ اس کو

---

(۱) ویبطل منه اتفاقا ما یعتمد الملة وهي خمس النكاح والذبيحة والصيد والشهادة والارث الخ
الدر المختار كتاب الجهاد، باب المرتد، ۴/۲۴۹ طبع ایچ ایم سعید۔
وكذا في البحر الرائق كتاب السير، باب احكام المرتدين ۵/۲۲۴ طبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ۔
وكذا في الخانية على هامش الهندية باب الردة واحكام اهلها ۳/۵۸۰ طبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ۔

(۲) لا يجوز له أن يتزوج امرأة مسلمة ولا مرتدة ولا ذمية ولا حرة ولا مملوكة خانية على هامش الهندية كتاب السير باب الردة واحكام أهلها ۳/۵۸۰ طبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ۔
وكذا في البحر الرائق كتاب السير باب احكام المرتدين ۵/۲۲۵ طبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ۔
وكذا في الهندية كتاب السير الباب التاسع في احكام المرتدين ۲/۲۵۵ طبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ۔

(۳) والذين إذا فعلوا فاحشة أو ظلموا أنفسهم ذكروا الله فاستغفروا لذنوبهم. آل عمران آیت: ۱۳۵ پارہ ۴۔ وعن انس رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كل بني آدم خطاء وخير الخطائين التوابون رواه الترمذي۔
باب التوبة والاستغفار ص: ۲۰۴ مشكوة المصابيح طبع قدیمی کتب خانہ۔
وكذا في ابن ماجه باب التوبة والاستغفار ص: ۳۲۳ طبع ایچ ایم سعید۔

امامت سے معزول کر دیا جائے۔(۱) واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان

[illegible]

شیعوں سے تعلقات رکھنے والے کی امامت کا حکم

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک امام [illegible] پڑھاتا ہے [illegible] شیعوں سے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کیا ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں۔

الجواب

ایسے شخص کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔(۱) واللہ تعالیٰ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ مفتی خیر المدارس ملتان

صحابی رسول کو برا کہنے اور اہل اسلام کو کافر کہنے والے کی امامت کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین کہ ایک شخص [illegible] حضرت [illegible] رضی اللہ عنہ [illegible]

(۱) [illegible] فقد صلوا خلف فاسق [illegible] وفي تقديمه للإمامة تعظيمه وقد وجب عليهم إهانته شرعا. رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة ۱/[illegible] طبع ايچ ايم سعيد
وكذا في البناية على شرح الهداية كتاب الصلاة باب الإمامة ۲/۳۳۳ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان.
وكذا في تبيين الحقائق كتاب الصلاة باب الإمامة [illegible] طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان.
(۲) ويكره [illegible] (الفتاوى الهندية كتاب الصلاة الباب الخامس في الإمامة ۱/[illegible] طبع ادارة القرآن والعلوم الاسلامية).
وكذا في البحر الرائق كتاب الصلاة باب الإمامة [illegible] طبع مكتبه رشيديه.

تھے (العیاذ باللہ) اور اس نے کہا ہے کہ میرے نزدیک دیوبندی اور بریلوی دونوں بدعتی کافر ہیں اور اس نے کہا ہے کہ ٹخنوں کو شلوار سے ڈھانپنے والے (یعنی جس طرح عام طور پر قاری پہنتے ہیں) کافر ہیں اور داڑھی ہر ایک مشت سے کٹاتا ہے اور کالا خضاب بھی داڑھی کو لگاتا ہے۔ کیا شریعت کے نزدیک ان وصفوں والے آدمی کے پیچھے مسلمان کی نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟ اور کیا ایسا آدمی جامع مسجد کا امام مقرر کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟"

ج

جو شخص حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی کی توہین کرتا ہے اور علماء اہل سنت کو العیاذ باللہ کافر کہتا ہے۔ صحیح قرآن پڑھنے والوں کو خارج از اسلام کہتا ہے۔ نیز کالا خضاب لگاتا ہے جو کہ حرام ہے۔ ایسے شخص کو توبہ پر مجبور کیا جائے۔ اس سے عام مسلمین ہر قسم کے تعلقات شادی وغیرہ منقطع کر دیں۔ یہاں تک کہ تائب ہو جائے[1]۔ اس کے پیچھے نماز پڑھنی جائز نہیں اور نہ امام مقرر کیا جا سکتا ہے[2]۔ واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۹ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۶ھ

شیعہ کا سنیوں کی مسجد میں نماز پڑھنے کا حکم

س

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ مسجد اہل سنت والجماعت کی ہے اور امام بھی اہل سنت ہے۔

---

۱) قال أجمع العلماء على أن من خاف من مكالمة أحد وصلته ما يفسد عليه دينه أو يدخل مضرة في دنياه يجوز له مجانبته وبعده ورب صرم جميل خير من مخالطة تؤذيه ... فإن هجرة أهل الأهواء والبدع واجبة على مر الأوقات ما لم يظهر منه التوبة والرجوع إلى الحق مرقاة المفاتيح كتاب الآداب باب ما ينهى عنه من التهاجر والتقاطع واتباع العورات الفصل الأول ۹/۲۳۰ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان۔ ص ۲۵۹، ج ۸، مكتبه رشيديه كوئٹه۔
وكذا في أوجز المسالك إلى موطا امام مالك كتاب الجامع باب ما جاء في المهاجرة ۱۴/۱۶۷ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان۔ وكذا في فتح الباري بشرح صحيح البخاري كتاب الهجرة كتاب الآداب باب الهجرة ۱۲/۱۹۶ طبع دار الفكر المعاصر بيروت لبنان۔

۲) ويكره أن يكون الإمام فاسقا ويكره للرجال أن يصلوا خلفه تاتارخانيه كتاب الصلوة باب من هو احق بالامامة ۱/۶۰۳ طبع ادارة القرآن والعلوم الاسلاميه وكذا في رد المحتار كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵۶۰ طبع ايچ ايم سعيد كراچي۔ وكذا في البحر الرائق كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۶۱۱ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه۔

اس امام کے پیچھے شیعہ مذہب کا کوئی نماز پڑھے گا جب یا اس کی نماز ہو جائے گی یا نہیں [illegible] فرض پڑھنے کے بعد [illegible] شخص [illegible] پڑھتا ہے [illegible] ایسی نماز میں خلل [illegible] ہے [illegible] اس کام [illegible] ہوتے ہیں کہ یہ شخص ہماری نماز کو خراب کرتا ہے کیا کوئی مقتدی یا امام اس شخص کو [illegible] اپنے پیچھے نماز پڑھنے سے روک سکتے ہیں یا وہ شخص اس مسجد میں نماز پڑھ سکتا ہے بینوا توجروا۔

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اگر کوئی مسلمانوں سے علیحدہ شخص نماز پڑھے تو اس کو مسجد سے نہ روکا جائے[1] [illegible] پہلے [illegible] نماز [illegible] سے [illegible] تحقیق ہو اور فتنہ کا خطرہ نہ ہو تو اس کو مسجد سے [illegible] کیا جاسکتا ہے[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ محمد انور عفی عنہ

نائب مفتی خیر المدارس ملتان

[illegible] ربیع الثانی ۱۴۰۲ھ

شیعہ کی امامت میں سنی کی نماز کا حکم

(س)

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ شیعہ امام کے پیچھے [illegible] نماز [illegible] پڑھنا [illegible] جائز ہے یا نہیں۔

---

۱) سورۃ البقرۃ آیت ۱۱۴ پارہ ۱۔

۲) [illegible] کتاب الصلوٰۃ [illegible] ۱/۲۹۷ طبع [illegible] کراچی۔

عن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال جنبوا مساجدکم صبیانکم ومجانینکم وشراءکم وبیعکم وخصوماتکم ورفع اصواتکم الخ کتاب الصلوٰۃ باب احکام المساجد [illegible] ص ۱۱۲ طبع [illegible] کتب خانہ۔

جواب

شیعہ رافضی سے جن کی بدعت حد کفر تک پہنچ گئی ہو اقتداء درست نہیں ہے، عالمگیری میں ہے:
ولا تجوز الصلوة خلف الرافضي والجهمي والقدرية ومن انكر الشفاعة ومن يقول بخلق القرآن (۱) فقط
واللہ تعالیٰ اعلم

مرزائی عقیدے والے کی امامت درست نہیں

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ ایک شخص نماز پڑھاتا ہے اور نماز پڑھنے والے تو سب اہل سنت والجماعت ہیں لیکن جو نماز پڑھاتا ہے وہ مرزائی ہے اور جس کو امام مقرر کیا جاتا ہے وہ کہتا ہے کہ میں نماز پڑھا سکتا ہوں، اور جو نماز پڑھاتا ہے اس کو علم ہے کہ کوئی اختلافی مسئلہ بیان نہ کرے، اس صورت میں مقتدیوں کا یہ کہنا ہے کہ مرزائی کو جماعت کے لیے آگے کرنا جائز ہے یا نہیں، اور دین کی شرائط کے موافق کوئی اختلافی مسئلہ بیان نہ کرے تو اس صورت میں اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں، بینوا بالکتاب توجروا عند اللہ۔

جواب

مرزائی چونکہ بالاتفاق مرتد اور خارج از اسلام ہیں اس لیے ان کے پیچھے نماز جائز نہیں۔

---

(۱) الهندية كتاب الصلوة الباب الخامس في الامامة الفصل الثالث في بيان من يصلح اماما لغيره ۱/۸۴ طبع مكتبة رشيدية وكذا في البحر الرائق كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۳۷۰ طبع
سعيد كراتشي۔
وكذا في الفتاوى البزازية كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۳۸۶ طبع رشيدية كوئٹہ۔

[illegible]

اپنے کو مرزائی کہنے والے کی امامت

سوال

[illegible]

[illegible]

فوائد

(۱) [illegible]

(۲) [illegible]

(۳) [illegible] إن الله طيب لا يقبل إلا طيبا [illegible]

(۴) [illegible]

---

(۱) [illegible]

(۲) [illegible]

(۳) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم [illegible] إن الله طيب لا يقبل إلا طيبا [illegible]

(۴) صحيح البخاري [illegible]

(۵) [illegible]

(۶) [illegible]

مرزائیوں سے تعلق رکھنے والے کی امامت کا حکم

سوال:-

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) ایک مولوی صاحب جو ایک مدرسہ [illegible] مسجد کا خطیب ہو [illegible] مرزائیوں سے [illegible] [illegible] حضرت [illegible] کی [illegible] ہو [illegible] سے [illegible] [illegible] کا [illegible] [illegible] سے اس [illegible] میں [illegible] لیکن عوام کے لیے نہایت [illegible] [illegible] کے لیے [illegible] [illegible] جائز [illegible] کیا اس کا [illegible] درست ہے [illegible] کے لیے شرعی دلائل سے [illegible] عنایت فرما کر مشکور فرماویں۔

(۲) کیا کسی [illegible] کے لیے [illegible] ہے کہ کسی اور [illegible] بھی جائز ہے۔

(۳) کیا ایسے مولوی [illegible] کے پاس بیٹھ کر [illegible] [illegible] [illegible] امامی [illegible] امامت میں نماز [illegible] جائز ہے [illegible] [illegible] [illegible] جماعت میں [illegible] ہے۔

جواب:-

(۱) اگر یہ مولوی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اتفاق [illegible] ہے [illegible] جماعت [illegible] ہے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہے تو جائز ہے [illegible] درست [illegible] (۱)

(۲) اگر [illegible] [illegible] [illegible] ہے (۲) [illegible]

---

(۱) لا تصح الصلوة خلف [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] الا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ص ۲۸، ج ۲
وفي فتاوى الهندية [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] الباب [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ص ۳۶، ج ۵ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه۔

(۲) والثاني وهو الأجير الخاص ويسمى أجير وحد وهو من يعمل لواحد عملاً مؤقتاً بالتخصيص [illegible] [illegible] [illegible] أن يعمل لغيره [illegible] الدر المختار كتاب الإجارة باب ضمان الأجير ص ۶۹، ج ۶ طبع ایچ ایم سعید کراچی۔
وكذا في الهندية كتاب الإجارة [illegible] [illegible] ص ۳۶، ج ۴ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه وكذا في الفقه الإسلامي [illegible] [illegible] الإجارة [illegible] ص [illegible] ج ۵ طبع دار الفكر المعاصر بيروت لبنان۔

عمل کی ہے اور اس کے علاوہ وہ اپنے مخصوص اوقات میں اگر کوئی نوکری کرتا ہے تو فیس لینا جائز ہے(۱)۔

(۳) بازار میں چلتے پھرتے کھانے کی عادت خلافِ اخلاق کی علامت ہے(۲)۔ مروت کے خلاف ہے امام کو ایسی عادت ترک کرنی چاہیے۔ اگر ترک نہ کرے تو کسی ایسے شخص کو جو زیادہ باوقار اور بااخلاق ہو امام بنالیا جائے(۳) لیکن اس کے باوجود بھی اس کے پیچھے نماز جائز ہے(۴)۔ واللہ اعلم۔

محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم

تاجر آدمی کی امامت درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک تاجر آدمی جو دکاندار ہو کر غیر شرعی یا ناجائز کام بھی بظاہر کوئی نہیں کرتا اور مسائل وغیرہ بھی اچھی طرح جانتا ہے اور شریعت کے مطابق داڑھی بھی رکھی ہوئی ہے۔ کیا ایسا شخص شریعت محمدی کی رو سے امامت کرا سکتا ہے۔

---

۱) يجوز للمفتي أخذ الأجرة على كتابة الجواب بقدره سواء كان في تلك البلدة غيره أو لم يكن لأن الكتابة ليست بواجبة عليه لأن الواجب عليه الجواب إما باللسان أو بالكتابة (الفتاوى الهندية، الباب الثاني والثلاثون في المتفرقات، ص ۴۵۱، ج ۴، طبع مكتبه رشيديه، وكذا في خلاصة الفتاوى، كتاب القضاء الباب العاشر في المفتي والإفتاء، ص ۴۸، ج ۴.

۲) الأكل على الطريق مكروه ولا بأس بالأكل مكشوف الرأس وهو المختار كذا في الخلاصة. الهندية، كتاب الكراهية، الباب الحادي عشر في الكراهة في الأكل ص ۳۳۲، ج ۵، طبع مكتبه رشيديه كوئٹه.

۳) وفي فتاوى الارشاد يجب أن يكون امام القوم في الصلوة أفضلهم في العلم والورع والتقوى والقراءة والحسب والنسب والجمال على حد اجتماع الأهلية. تاتارخانيه، كتاب الصلوة، باب من هو احق بالإمامة، ص ۶۰۰، ج ۱، طبع ادارة القرآن، وكذا في الدر المختار، كتاب الصلوة، باب الامامة، ص ۵۵۷-۵۵۹، ج ۱۔

وكذا في النهر الفائق، كتاب الصلوة، باب الامامة، ص ۲۳۹، ج ۱، طبع دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان۔

۴) ويكره تنزيها إمامة عبد وفاسق (درمختار، كتاب الصلوة باب الامامة، ص ۵۵۹، ج ۱، طبع ايچ ايم سعيد، ومثله في الخلاصة، كتاب الصلوة، الفصل الخامس عشر في الامامة والاقتداء، ص ۱۴۵، ج ۱، طبع مكتبه رشيديه، كوئٹه، ومثله في العناية على شرح الهداية، كتاب الصلوة، باب الامامة ص ۳۴۲-۳۴۳، طبع دار الكتب العلمية۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اس شخص کی امامت جائز ہے۔ "احل اللہ البیع وحرم الربوا"[1] الآیۃ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۸ صفر ۱۳۹۰ھ

دکاندار کی امامت کا حکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص متقی پرہیزگار عالم ہے اور امام مسجد بھی ہے لیکن اس نے قرض سے بچاؤ کی غرض سے حسب حوالہ اپنے ذاتی پیسے سے ایک دکان جاری کی ہے، وہ اس میں لین دین اور معاملات میں حسب طاقت شریعت کے مطابق ہے اور سنت کا خیال رکھتا ہے اور اس علاقہ میں اس کا علم میں کوئی ہمسر نہیں ہے اور تقویٰ و پرہیزگاری میں بھی متقدمین کے طرز سے ملتا جلتا ہے، جو کہ نیابت امامت کے فرائض سرانجام دے سکے تو ایسے شخص مذکور کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا کہ نہیں اور اس کی امامت درست ہے یا نہ؟ کیونکہ بعض لوگوں کے دلوں میں یہ وہم ہوا ہے کہ قرآن سے تولنے والے کے پیچھے ازروئے شرع نماز پڑھنا جائز نہیں ہے اور ایسے شخص امامت کے لائق نہیں ہے۔ واضح فرمایا جائے کہ شخص مذکور امام بننے کا اہل ہے یا نہیں یا یہ شخص اپنا محنت ہونے کی وجہ سے افضل ہوگا۔ بینوا توجروا عند ربکم

الجواب حامداً ومصلیاً

"احل اللہ البیع وحرم الربوا" الآیۃ[2]۔ اس شخص کی امامت جائز ہے کسی قسم کا شبہ نہ

---

(1) سورۃ البقرۃ، آیت نمبر ۲۷۵، پارہ ۳، وکذا فی مشکوٰۃ المصابیح: عن عبداللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "طلب کسب الحلال فریضۃ بعد الفریضۃ" رواہ البیہقی فی شعب الایمان، کتاب البیوع، باب الکسب وطلب الحلال، الفصل الثانی، ص ۲۴۲، طبع قدیمی کتب خانہ

(2) سورۃ البقرۃ، آیت نمبر ۲۷۵، پارہ نمبر ۳

وکذا فی مشکوٰۃ المصابیح: عن عبداللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "طلب کسب الحلال فریضۃ بعد الفریضۃ" رواہ البیہقی فی شعب الایمان، کتاب البیوع، باب الکسب وطلب الحلال، ص ۲۴۲، طبع قدیمی کتب خانہ

[illegible] (۱) [illegible]

جھوٹے کو امام بنانا درست نہیں

سوال

[illegible]

الجواب

[illegible]

---

(۱) وفي فتاوى [illegible] الإرشاد بحيث أن يكون [illegible] الفقه [illegible] في العلم والورع والتقوى [illegible] [illegible] كتاب الصلوة [illegible] [illegible] كتاب الصلوة باب الإمامة ص ۲۳۳ [illegible] طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان.

(۲) [illegible] لا يجعل [illegible] الهداية كتاب [illegible]

ومثله في الدر المختار مع رد المحتار [illegible] سعيد كراتشي [illegible] مكتبة رشيدية كوئٹہ

فروخت کرنا شرعاً ناجائز ہے(۱)، اور جب امام نے جھوٹ بولا اس طرح سے کہ جھوٹ بولنا معلوم ہے تو اس کا انکار کر دیا تو ایسے شخص فاسق ہو گیا(۲) اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے(۳)۔ لہٰذا اس کے بجائے کسی اور دیندار امام کو مقرر کیا جاوے(۴)، اور اس کو جھوٹا جانتے ہوئے اس کو سچا کہنا بھی فسق ہے اور جھوٹ بولنا موجب فسق ہے(۵)۔ لہٰذا امام مذکور اور تمام متعلقین کا اپنے جھوٹ سے توبہ کرنا ضروری ہے(۶)۔ لقوله عليه السلام والكذب يهلك الحديث الخ. واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمد نظام الدین اعظمی، مفتی دارالعلوم دیوبند

۱۸/ذی قعدہ ۱۳۸۹ھ

---

۱) عن أبي حرة الرقاشي رضي الله عنه عن عمه رضي الله عنه قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: ألا لا تظلموا، ألا لا يحل مال امرئ إلا بطيب نفس منه. مشكوة المصابيح، باب الغصب والعارية، الفصل الثاني، ص: ۲۵۵، طبع قديمي كتب خانه.
لا يجوز لأحد أن يتصرف في ملك غيره بلا إذنه أو وكالة منه أو ولاية، وإن فعل كان ضامناً. (شرح المجلة لرستم باز، مادة: ۹۶، ص: ۶۱، طبع حنفيه كتب خانه)
ومثله في الدر المختار، كتاب الغصب، مطلب فيما يجوز من التصرف في مال الغير، ص: ۲۰۰، ج: ۶، طبع ايچ ايم سعيد كراچي.

۲) ويفسق من الفسق وهو خروج عن الاستقامة ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر والزاني وآكل الربا ونحو ذلك الخ. شامي، كتاب الصلوة، باب الامامة، ص: ۵۶۰، ج: ۱، طبع ايچ ايم سعيد. وكذا في تفسير روح المعاني، سورة البقرة، آيت نمبر ۲۶، ص: ۲۸۴، ج: ۱، طبع دار احياء التراث العربي. وكذا في حاشية الطحطاوي، كتاب الصلوة، باب الامامة، ص: ۳۰۳، طبع دار الكتب العلمية بيروت.

۳) بل مشى في شرح المنية على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم. شامي، كتاب الصلوة، باب الامامة، ص: ۵۶۰، ج: ۱، طبع ايچ ايم سعيد.
ومثله في حلبي كبير، كتاب الصلوة، باب الامامة، ص: ۵۱۳، طبع سعيدي كتب خانه.
ومثله في حاشية الطحطاوي، كتاب الصلوة، باب الامامة، ص: ۳۰۳، طبع قديمي كتب خانه.

۴) في فتاوى الأرشاد: يجب أن يكون إمام القوم في الصلوة أفضلهم في العلم والورع والتقوى والقراءة والحسب والنسب والجمال على هذا، حاجة الإمام. تاتارخانيه، كتاب الصلوة، باب من هو أحق بالامامة، ص: [illegible]، ج: ۱، طبع إدارة القرآن والعلوم الإسلامية.
وكذا في الدر المختار، كتاب الصلوة، باب الامامة، ص: ۵۵۷، ۵۵۸، ج: ۱، طبع ايچ ايم سعيد كراچي. وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلوة، باب الامامة، ص: ۶۳۹، ج: ۱، طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان.

۵) ويفسق من الفسق وهو خروج عن الاستقامة ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر والزاني وآكل الربا ونحو ذلك الخ. شامي، كتاب الصلوة، باب الامامة، ۱، وكذا في تفسير روح المعاني، سورة البقرة، نمبر ۲۶، ص: ۲۸۴، ج: ۱، طبع دار احياء التراث العربي، وكذا في حاشية الطحطاوي، كتاب الصلوة، باب الامامة، ص: ۳۰۳، طبع دار الكتب العلمية بيروت.

۶) والذين إذا فعلوا فاحشة أو ظلموا أنفسهم ذكروا الله فاستغفروا لذنوبهم. سورة آل عمران، ص: ۱۳۵، پاره ۴.

ناجائز قسمیں کھانے والے کی امامت کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) ایک امام مسجد نے ناجائز حلفیہ بیان دے کر ایک مرد و عورت کا نکاح ناجائز ثابت کیا تاکہ ان کے بجائے شرعی نکاح کے ناجائز تعلقات تھے ان کو کوئی علم نہیں تھا۔

(۲) اسی امام مسجد نے ایک عورت کو ناجائز حلفیہ بیان دے کر عدالت میں طلاق دلوادی کہ اس کا مرد اس عورت کو پہلے سے انکار کرتا ہے حالانکہ اس مرد نے کوئی انکار نہیں کیا تھا بلکہ اس نے غلط بیانی کی ہے۔ لہٰذا یہ امام مسجد امامت کے لائق ہے یا کہ نہیں؟ بینوا توجروا۔

جواب

بشرط صحت سوال ایسا شخص جو ناجائز قسمیں کھاتا ہو فاسق و فاجر ہے[۱] اور لائق امامت نہیں[۲]، امامت سے اس کو ہٹانا واجب ہے[۳] اور کسی متقی پرہیزگار عالم کو امام مقرر کرنا چاہیے[۴]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

---

۱) وبفاسق من الفسق وهو الخروج عن الاستقامة ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر والزاني وآكل الربا ونحو ذلك، شامي، كتاب الصلوة، باب الإمامة، ص ۵۶۰، ج۱، طبع ایچ ایم سعید کراچی۔
وكذا في تفسير روح المعاني، سورة البقرة، تحت آية ۲۶، ص ۲۸۴، ج۱، طبع دار احياء التراث العربي۔
وكذا في حاشية الطحطاوي، كتاب الصلوة، باب الإمامة، ص ۳۰۳، طبع دار الكتب بيروت۔

۲) بل مشى في شرح المنية على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم، شامي، كتاب الصلوة، باب الإمامة، ص ۵۶۰، ج۱، طبع ایچ ایم سعید کراچی، ومثله في حلبي كبير، كتاب الصلوة، باب الإمامة، ص ۵۱۳، طبع سعیدی کتب خانہ، ومثله في حاشية الطحطاوي، كتاب الصلوة، باب الإمامة، ص ۳۰۳ طبع قدیمی کتب خانہ۔

۳) وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لأمر دينه وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه وقد وجب عليهم إهانته شرعاً، رد المحتار، كتاب الصلوة، باب الإمامة، ص ۵۶۰، ج۱، طبع ایچ ایم سعید کراچی، وكذا في البناية على شرح الهداية، كتاب الصلوة، باب الإمامة، ص ۳۳۳، ج۲، طبع دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان

۴) وفي فتاوى الإرشاد يجب أن يكون إمام القوم في الصلوة أفضلهم في العلم والورع والتقوى والقراءة والحسب والنسب والجمال على ما اجماع الأمة، تاتارخانية، كتاب الصلوة، باب من هو أحق بالإمامة، ص ۶۰۰، ج۱، طبع إدارة القرآن والعلوم الإسلامية۔

جھوٹ بولنے والے اور اپنے بچوں پر ظلم کرنے والے کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ۔

(۱) اگر کوئی شخص مسجد میں امام ہو اور وہ جھوٹ بولتا ہو جس کا ثبوت ہمارے پاس شریعت کی رو سے پورا پورا ثبوت ہو اور وہ شخص بیوی اور جان بھی ہو اور اپنے کام کو اچھی طرح سے نہ کرتا ہو جس کی وجہ سے لوگوں کو دکھ ہوتا ہے۔ براہ کرم اس کا جواب تفصیلی طور پر عنایت فرمائیں۔

(۲) اگر کوئی شخص مسجد میں امام ہو اور ظالم بھی ہو وہ اپنے بیوی بچوں پر ظلم بھی کرتا ہو یا جانتا ہو امام کہ اپنی بیوی کو طلاق بھی دے دی ہو اور اس کے پانچ بچے جس میں ایک چھوٹی بچی جس کی عمر ڈھائی ماہ اور اس بچی کی پیدائش کے وقت اس کی بیوی تنہا تھی جس کا دو ماہ کی بچی ہو اور دوسرے بچے کی عمر تقریباً دو سال ہو اور ایک لڑکی جس کی عمر پانچ چھ سال ہو اور کوئی خرچ نہیں دیتا۔ مجھے یہ بتلائیں وہ حضرات لیے ہوں ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں۔ براہ کرم اس کا جواب تفصیلی طور پر عنایت فرمائیں۔

الجواب

اگر واقعی کوئی امام مسجد جھوٹ اور اپنے بیوی بچوں پر ظلم جیسے گناہ کا ارتکاب کرتا ہو تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا درست نہیں[1]۔ ویکرہ امامة عبد الخ وفاسق[2] الخ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۵ شوال ۱۳۸۹ھ

---

(۱) قال محشی فی شرح المنیة علی أن کراهة تقدیمه کراهة تحریم، شامی، کتاب الصلوٰۃ باب الامامة ص ۵۶۰ ج ۱ طبع سعید کراچی۔ ومثله فی حلبی کبیر، کتاب الصلوٰۃ باب الامامة ص ۵۱۳ طبع سهیل اکیڈمی ومثله فی حاشیة الطحطاوی، کتاب الصلوٰۃ باب الامامة ص ۳۰۳ طبع قدیمی کتب خانه

(۲) کتاب الصلوٰۃ باب الامامة ص ۵۵۹ ج ۱ طبع ایچ ایم سعید کراچی
ومثله فی خلاصة الفتاوی کتاب الصلوٰۃ الفصل الخامس عشر فی الامامة والاقتداء ص ۱۴۵ ج ۱ طبع مکتبه رشیدیه کوئٹه ومثله فی البنایة علی شرح الهدایة کتاب الصلوٰۃ باب الامامة ص ۳۳۶-۳۳۴ ج ۲ طبع دار الکتب العلمیة بیروت لبنان

وعدہ خلافی کرنے والے کی امامت کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ جب پیدا ہوئی اس کی پھوپھی نے اس کو … والدین سے گود لیا … بطور تفاؤل یہ کہا تھا کہ یہ بڑی ہو کر عبد الرشید کی امانت ہے اس کے ساتھ نکاح کروں گی۔ کچھ عرصہ کے بعد ہندہ والی کی پھوپھی نے اپنے بھائی کو محمد ایوب کو کہا کہ اس کا نکاح کر دو اس سے کہا یہ عبد الرشید کی امانت ہے۔ خود اس کا نکاح کروں گا۔ اس طرح تا حال یونہی گزرتا رہا۔ آخر محمد ایوب امام مسجد نے لڑکے کی شادی … مقرر ہوئے تو محمد ایوب مذکور نے … شامل شادی ہو اس نے انکار کر دیا کہ جب تک یہ … عبد الرشید کا نکاح نہ کرے … ہم شامل نہیں ہوتے۔ تو … آیا کہ شادی میں شامل ہو جاؤ۔ بعد میں نکاح کر دوں گا۔ مگر … انکار کر دیا کہ تم نکاح کرنے … تو اس … نے کہا کہ … امام مسجد ہے … انکار … ہو گا۔ تو اس کا بھائی اور بھتیجہ دونوں شادی میں شامل ہوئے بعد میں … نے انکار کر دیا۔ اس کے بعد محمد ایوب کے گھر اس کا بھائی … اس کی بھتیجی … تھے تو … نے محمد ایوب کی بیوی کو کہا کہ تم … کی بھتیجی … عبد الرشید … کا نکاح کر دو تو اچھا ہے۔ کیونکہ محمد ایوب … اس نے اقرار کیا کہ … تو اس پر محمد ایوب نے بیوی کو کہا کہ … اس نے جواب دیا کہ … تو اس پر محمد ایوب کے بھائی نے کہا کہ ہاتھ کھڑے کر دو تو محمد ایوب مذکور کی بیوی نے ہاتھ کھڑے کیے۔ محمد ایوب نے ہاتھ کھڑے نہیں کیے مگر مجلس میں موجود تھا تو محمد ایوب کے بھائی کو … کی بیوی نے … محمد ایوب کی بھتیجی … مٹھائی … تو محمد ایوب کے بھائی نے … محمد ایوب کی بیوی … مٹھائی کے لیے دیا۔ وہ … آیا … اس کے بعد نکاح کرنے … ایک دن … محمد ایوب کے پھوپھی زاد بھائی نے کہا کہ تم … اس طرح جھوٹ وعدے کرتے ہو تو اس نے کہا کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں اس کلمے سے محروم ہوں … خدا … ہوں … جھوٹ کہوں۔ … نکاح … ہو تو … نے پھوپھی زاد بھائی سے کہا … تو اس نے جواب دیا کہ … جائے تو … مطابق … نکاح کر دوں گا۔ چنانچہ اس … کا نکاح … کر کے … اب … کہ

تقاضے کو نہیں مانتے صاحب اگر زیادہ اور کی تقاضے ہوں تو علاوہ تنفر، وعدہ خلافی کرکے کہ انہوں نے وعدہ کیا، دوسروں کا برا حال ہو جاتا ہے آئندہ سے وہ الگ ہے۔ اس نے تو اماتو بھی تیار ہی رہنا ہے۔ کیا ایسے تقاضے کرنے کا ایسا اس پر عہد وعدہ توڑنا حرام ہے یا نہیں اور ایسے شخص کے امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب

حامداً ومصلیاً۔ بغیر عذر شرعی کے وعدہ خلافی سخت مذموم اور ممنوع ہے [1] اور وعدہ خلافی کرنا گناہ کبیرہ ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تحریر فرمایا ہے۔ وقد اجمع العلماء على ان من وعد انسانا شيئا ليس بمنهي عنه فينبغي ان يفي بوعده وهل ذلك واجب او مستحب فيه خلاف بينهم ذهب الشافعي و ابو حنيفة و الجمهور الى انه مستحب فلو تركه فاته الفضل و ارتكب المكروه كراهة تنزيه شديدة ولكن لا يأثم وذهب جماعة الى انه واجب بمقوله امداد الفتاوی [2] ایسے شخص کے پیچھے نماز مکروہ ہے [3] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

٢٠/صفر/١٣٩٠ھ

---

(١) ﴿وأوفوا بالعهد إن العهد كان مسئولا﴾ (سورة بني إسرائيل، آيت نمبر ٣٤، پاره ١٥)

وعن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: آية المنافق ثلث، زاد مسلم: وإن صام وصلى وزعم أنه مسلم، ثم اتفقا: إذا حدث كذب وإذا وعد أخلف وإذا اؤتمن خان. (مشكوة المصابيح، باب الكبائر وعلامات النفاق، الفصل الأول، ص ١٧، طبع قديمي كتب خانه)

وكذا في الأشباه والنظائر: الخلف في الوعد حرام، كذا في أضحية الذخيرة، وفي القنية: وعده أن يأتيه فلم يأته لا يأثم ولا يلزم الوعد إلا إذا كان معلقا كما في كفالة البزازية وفي بيع الوفاء كذا ذكره الزيلعي. (كتاب الحظر والإباحة، ص ٢٨٨، طبع قديمي كتب خانه)

(٢) امداد الفتاوی، كتاب الحظر والإباحة، مسائل شتى، ص ٨١٥، ج ٤، طبع دار العلوم كراچی۔

(٣) ويكره إمامة عبد ... (الدر المختار، كتاب الصلوة، باب الإمامة: ص ٥٥٩، ج ١، طبع ايچ ايم سعيد كراچي)

ومثله في الحلبي الكبير، كتاب الصلوة، الفصل الخامس عشر في الإمامة والاقتداء، ص ٥١٤، ج ١، طبع مكتبه رشيديه كوئٹه

ومثله في البناية شرح الهداية، كتاب الصلوة، باب الإمامة، ص ٣٣٢-٣٣٣، ج ٢، طبع دار الكتب العلمية.

جھوٹ بول کر غیر حقدار کو جائیداد دلوانے کی کوشش کرنے والے کی امامت کا حکم

سوال

جو شخص گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو وہ فاسق ہوتا ہے یا نہیں، مثلاً آج کل متروکہ جائیداد کوئی آدمی اور ہندوستان میں متوفی کے اولیاء و اقرباء موجود ہیں ان سے قطعی طور پر انکار ہیں چونکہ ان سے ملنے تعلق نہیں کیا کرتا ہے۔ یہ متوفی کا حقدار کوئی بھی زندہ موجود نہیں، سب کے سب مر گئے ہیں۔ ایک غیر حقدار نے ... میں لکھا ہے کہ متوفی کی تمام جائیداد اس کے نام کر دی جائے۔ جب غیر حقدار نے نام منتقل کرا لی تو حقیقی حقدار نے دعویٰ کیا کہ غیر حقیقی کو جائیداد دی گئی ہے تو پھر بھی ہے شک ہے کہ متوفی نے وصیت نامہ لکھوا کر دیا ہے کہ میری ... جائیداد اس غیر حقدار کو دی جائے اور میرے ... دو ... اور ... جب شخص مذکور سے پوچھا گیا کہ وہ وصیت نامہ اصل کہاں ہے؟ کہتا ہے کہ فلاں شخص نے مجھ سے چھین لیا اور چھپا دیا ہے۔ ایسا ایک جھوٹا اقرار ... اور ہندوستان ... سے مسلمانوں کو بدنام کرنے کے لیے حکومت میں جھوٹی ... دیا ... ہے اور ... کا حق جھوٹ بول کر حرام کھاتا ہے اور کسی ... کے ... کے پاس جا کر کہتا ہے کہ فلاں ... فلاں ... کا حق اپنے نام لکھوا لیتے۔ الغرض ... کے ایسے جھوٹ اور حرام خوری ثابت ہو جائیں تو وہ شخص فاسق ہو گا یا نہیں؟ کیونکہ ... بالا ثابت ہو جانے پر ... کا ... ہے یا غیر ... ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا اور امام بنانا کیسا ہے یا نہیں؟

جواب

اگر ... مذکورہ ... کسی کی ثابت ہو جائیں تو ایسے شخص کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے (۱) اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہیے ایسے شخص کو بطریق احسن سمجھایا جاوے کہ ایسے فعل سے باز آ جاوے۔ فقط

---

(۱) ... في شرح المنية ... كراهة ... كتاب ... باب الامامة، ص ... ۔

وکذا في ... كبيري، كتاب الصلوة، باب الامامة، ص ٥١٣، طبع سعيدي كتب خانه

وکذا في حاشية الطحطاوي، كتاب الصلوة، باب الامامة، ص ٣٠٣، طبع قديمي كتب خانه

میں الاعلان ایسے افعال کرتا ہے اور اپنے قبیح افعال میں شرمندگی نہیں ہوتی ہے تو بعض علماء کے نزدیک کفو نہیں ہے(۱)۔ باقی رہی تبلیغ تو اس کے متعلق عرض ہے کہ اچھی بات قوم کو پہنچانے کا حق ہے(۲)۔ اگر چہ اس پر لازم ہے کہ اپنے نفس کی اصلاح کی بھی کوشش کرے۔ اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم(۳) کا مطلب ہے کہ امر بالمعروف کرتے ہوئے اپنے آپ کو نہ بھولو۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ اپنے آپ کو بھولنے کی صورت میں امر بالمعروف نہ کرو۔ جلالین حاشیہ وغیرہ میں مفسرین نے یہ مطلب بیان کیا ہے(۴)۔ باقی اگر قوم کو بری باتوں ہی کی تلقین کرتا ہے تو اس کو روکنا ضروری ہے(۵)۔ خوب غور کر لیا جاوے۔

نمازوں کی پابندی نہ کرنے والے، جھوٹ بولنے والے اور دیگر غلط صفت کے حامل شخص کی امامت کا مسئلہ

سوال:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین دریں مسائل کہ

---

(۱) وتعتبر (الکفاءة) دیانة أی تقوی فلیس فاسق کفوًا لصالحة أو فاسقة بنت صالح معلنًا کان أو لا علی الظاهر (رد المحتار، کتاب النکاح، باب الکفاءة، ص ۸۸، ج ۳، طبع ایچ ایم سعید کراچی)
وکذا فی الهندیة، کتاب النکاح، الباب الخامس فی الأکفاء، ص ۲۹۱، ج ۱، طبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ
وکذا فی البحر الرائق، کتاب النکاح، فصل فی الکفاءة، ص ۲۳۲، ج ۳، طبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ

(۲) والمؤمنون والمؤمنات بعضهم أولیاء بعض یأمرون بالمعروف وینهون عن المنکر الآیة، سورة التوبة، آیت نمبر ۷۱، پارہ ۱۰، مشکوة المصابیح، عن عبد الله بن عمرو رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم بلغوا عنی ولو آیة. کتاب العلم، الفصل الأول، ص ۳۲، ج ۱، طبع قدیمی کتب خانہ، وکذا فی مشکوة المصابیح، قال کلا والله لتأمرن بالمعروف ولتنهون عن المنکر ولتأخذن علی ید الظالم، باب الأمر بالمعروف، الفصل الثانی، ص ۴۳۸، طبع قدیمی کتب خانہ۔

(۳) أتأمرون الناس بالبر وتنسون أنفسکم، سورة البقرة، آیت نمبر ۴۴، پارہ (۱)

(۴) أتأمرون الناس ... أی الیهود بالإیمان بمحمد صلی الله علیه وسلم (وتنسون أنفسکم) تترکونها فلا تأمرونها الآیة، سورة البقرة، آیت نمبر ۴۴، پارہ نمبر (۱) تفسیر جلالین ص ۸۔

(۵) حاشیة الجمل علی الجلالین، ص ۴۸، ج ۱، طبع قدیمی کتب خانہ، وکذا فی تفسیر مظهری، قال البیضاوی: المراد بالآیة حث الواعظ علی تزکیة النفس وتکمیلها لا منع الفاسق عن الوعظ، سورة البقرة، آیت نمبر ۴۴، پارہ نمبر ۱، ص ۶۱، ج ۱، طبع بلوچستان بک ڈپو۔
وکذا فی تفسیر ابن کثیر: أن العالم یأمر بالمعروف وإن لم یفعله، وینهی عن المنکر وإن ارتکبه، سورة البقرة، آیت نمبر ۴۴، پارہ نمبر (۱) طبع قدیمی کتب خانہ۔

(۱) کوئی امام نماز میں وقت کی پابندی نہ کرے۔ بار بار تنبیہ کرنے پر بھی اپنی عادت کو نہ چھوڑے اور مقتدی بار بار اس کی غلطی کی نشان دہی کریں تو امام اپنے مقتدیوں سے جانور کی طرح لڑ پڑے اور بداخلاقی سے پیش آدے تو ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا ناجائز۔

(۲) اگر امام نماز میں سوتا ہو ایک ایک دو دو آیت چھوڑ جاتا ہو یا نماز کی ترتیب غلط کر دے اور مقتدی اس کی غلطی کی طرف اشارہ کریں تو امام کہہ دے کہ کیا ہوا نماز تو ہو گئی اور اپنی غلطی کو محسوس نہ کرے تو اس امام کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں۔

(۳) اگر کوئی امام نصیحت کرتا ہو اور جھوٹ بھی بولتا ہو یا کسی آدمی کے کہنے کے بعد قرآن اٹھا کر ۵۰۰ روپے کی رقم وصول کرے جب کہ اس آدمی کے لڑکوں نے مرنے پر اعلان کیا کہ مرنے والے کی طرف سے کوئی قرض مانگتا ہو تو بتا دے۔ اس وقت کوئی شخص اس کی طرف کوئی قرض کی رقم نہ بتائے اور بعد ماہ دو ماہ کے اس امام سے دوکان خالی کرانے کو کہا جائے تو بجائے دوکان خالی کرنے کے اس کے والد کی طرف قرض بتاتا ہے اور وہ بچے اس امام کو قرض بتائی ہوئی رقم بھی دے دیں اور یہ امام وعدہ کرے کہ فلاں تاریخ کو دوکان خالی کر دوں گا پھر وعدہ پورا نہ کرے اور ٹال مٹول کرتا رہے تو اس کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں۔

(۴) جو امام غلہ لے کر جمع کرے اور اونچا نرخ آنے کا انتظار کرتا رہے اور جب اونچا نرخ آ جائے تب فروخت کرے تو اس کے لیے کیا حکم ہے۔

(۵) اگر کوئی امام مرزائی یعنی قادیانیوں کے نکاح کے قائم کرے اور ان کے نکاح میں شریک ہو اس کے لیے کیا حکم ہے۔

(۶) جو امام جھوٹ بول کر کسی کو غلط سرٹیفکیٹ دلوا دے اپنی ذمہ داری پر اور مقتدی یہ کہیں کہ آپ نے غلط کام کیا ہے اور آپ امام ہیں تو امام یہ جواب دے کہ کیا ہوا۔ میری وجہ سے کسی کا بھلا ہو جائے تو اس شخص کا کیا حکم ہے۔

(۷) جو امام بلیک مارکیٹ کرتا ہو۔

(۸) جو امام کسی شخص کو کام کے لیے رقم دے اور منافع ہو تو لے لے اور جب نقصان ہو تو نقصان کا مالک نہ بنے اور کہہ دے میں نقصان نہیں دوں گا تو ایسے امام کے لیے شرعی کیا حکم ہے اور اگر یہ سود میں جاتا ہے تو پھر ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا ناجائز۔

﴿ج﴾

مسجد کی منتظمہ کمیٹی تحقیق کرے اگر امام واقعی نماز میں سوتا ہے، آیات کو چھوڑتا ہے، ترتیب میں گڑ

[illegible]

[illegible]

[illegible] (۲) فقط واللہ اعلم

[illegible] اور جھوٹی قسمیں اٹھانے والے کی امامت کا حکم

سوال:

[illegible]

[illegible]

[illegible]

---

(۱) [illegible]

ومثله في الهندية، كتاب الصلاة، الفصل الخامس في الإمامة والاقتداء [illegible]

[illegible]

(۲) [illegible]

وكذا في [illegible]

وكذا في [illegible] كتاب الصلاة، باب الإمامة [illegible]

[illegible]

جواب

[illegible] (۲) [illegible]

---

(۱) [illegible]

[illegible]

(۲) [illegible]

[illegible] بیروت

[illegible]

ایسے شخص کی امامت کا حکم جس میں کئی عیب پائے جاتے ہوں

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین [illegible] کہ ایک مسجد کا امام [illegible] عیب پائے جاتے ہیں [illegible]

[illegible]

الجواب

[illegible] تحقیق سے اگر یہ بات ثابت ہو جائے [illegible] امام [illegible]

ہے تو اس کی امامت [illegible] ایسے شخص کی امامت مکروہ ہے(۱) [illegible]

---

(۱) (ومن ام قوما وهم له كارهون ان الكراهة لفساد فيه او لانهم احق بالامامة منه كره له ذلك تحريما لحديث ابي داؤد لا يقبل الله صلوة من تقدم قوما وهم له كارهون (الدر المختار، كتاب الصلوة، باب الامامة ۱/۵۵۹ طبع سعيد كراچى).

وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلوة، باب الامامة ص ۳۰۳ طبع [illegible] وكذا في البحر الرائق كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۶۰۹ طبع [illegible]

واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ محمد ... غفرلہ
الجواب صحیح ...
...

مقتدیوں کی ناپسندیدگی کے باوجود امامت کرنے کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسائل میں:

(۱) کیا کوئی امام بغیر رضامندی مقتدیوں امامت کرسکتا ہے۔

(۲) کیا کوئی امام زبردستی کسی پر جبر سے جماعت کرا سکتا ہے جبکہ مقتدیان کی کثیر تعداد اس سے ناراض ہو۔

(۳) جب مقتدی ناراض ہوں تو اس کی اقتداء میں نماز ہوسکتی ہے۔

(۴) کیا کاذب امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے۔

(۵) جو امام مسجد کا مال کھا جاتا ہو اور خیانت کرتا ہو اس کا حکم کیا ہے اس کے پیچھے نماز ہوسکتی ہے۔

(۶) جب امام صاحب کو کہا جائے کہ تم مسجد میں جماعت نہ پڑھاؤ تو وہ کہے کہ میں تم لوگوں کے پیچھے نماز پڑھوں، میری نماز نہیں ہوتی کیا اس طرح کی نماز ہوجاتی ہے

(۷) جب کہ امام صاحب کے مسجد کے حساب میں گڑبڑ ہو اور مقتدی امام سے خفا ہوں کیا اس صورت میں زبردستی امامت جائز ہے۔

(۸) کیا جھوٹ بولنے والے کی امامت جائز ہے۔

الجواب

اہل کتب فقہ میں ہے کہ اگر امام میں کوئی نقصان ہو تو مقتدیوں کی ناراضگی کی وجہ سے امام کی نماز پڑھانا مکروہ ہے اور اگر امام ہی امامت کا زیادہ حقدار ہو تو مقتدی کا قصور ہے اور امام کے لئے ان کو نماز پڑھانا مکروہ ہے، درمختار میں ہے:(۱) ولو ام قوما وهم له كارهون

---

(۱) الدر المختار، کتاب الصلوة، باب الامامة ۱/۵۵۹ طبع ایچ ایم سعید کراچی
وکذا فی حاشیة الطحطاوی، کتاب الصلوة، باب الامامة ص ۳۰۳ طبع قدیمی کتب خانہ.
وکذا فی البحر الرائق، کتاب الصلوة، باب الامامة ۱/۳۶۹ طبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ

أي الكراهة للفساد فيه أو لأنهم أحق بالإمامة منه كره له ذلك تحريما لحديث أبي داؤد لا يقبل الله صلوة من تقدم قوما وهم له كارهون وإن هو أحق لا والكراهة عليهم (۳) [illegible] لوگوں کے حقوق [illegible] امامت [illegible] اور [illegible] ہے[1] [illegible] مکروہ ہے[2]

(۳) اس کا [illegible] ہے[3] (۵) [illegible] ہے [illegible] ہے[4] اور امامت [illegible] کی امامت [illegible] ہے[5] (۶) [illegible] (۱۰۲) [illegible]

---

۱) قوله وفاسق من الفسق وهو الخروج عن الاستقامة ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر والزاني وآكل الربا ونحو ذلك كذا في ابن عابدين الشامي كتاب الصلوة باب الإمامة ۱/۵۶۰ طبع ايچ ايم سعيد كراچي وكذا في تفسير روح المعاني سورة البقرة آيت ۱/۲۸۶ دار إحياء التراث العربي وكذا في حاشية الطحطاوي كتاب الصلوة باب الإمامة ص ۳۰۳ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان

۲) بل مشى في شرح المنية على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم، شامي كتاب الصلوة باب الإمامة ۱/۵۶۰ طبع ايچ ايم سعيد كراچي وكذا في حلبي كبير كتاب الصلوة باب الإمامة ص ۵۱۴ طبع سعيدي كتب خانه

وكذا في حاشية الطحطاوي كتاب الصلوة باب الإمامة ص ۳۰۳ طبع قديمي كتب خانه

۳) بل مشى في شرح المنية على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم، شامي كتاب الصلوة باب الإمامة ۱/۵۶۰ طبع ايچ ايم سعيد كراچي

وكذا في حلبي كبير كتاب الصلوة باب الإمامة ص ۵۱۴ طبع سعيدي كتب خانه

وكذا في حاشية الطحطاوي كتاب الصلوة باب الإمامة ص ۳۰۳ طبع قديمي كتب خانه

۴) [illegible] الدر المختار كتاب الصلوة باب الإمامة ۱/۵۵۹ طبع ايچ ايم سعيد كراچي وكذا في حاشية الطحطاوي كتاب الصلوة باب الإمامة ص ۳۰۲ طبع قديمي كتب خانه

وكذا في الفقه الحنفي [illegible] ص ۱۸۸ بيروت لبنان

۵) وفي فتاوى الإرشاد ينبغي أن يكون إمام القوم في الصلوة أفضلهم في العلم والورع والتقوى والقراءة تاتارخانيه كتاب الصلوة باب من هو أحق بالإمامة ۱/۶۰۰ طبع إدارة القرآن والعلوم الإسلاميه

وكذا في الدر المختار كتاب الصلوة باب الإمامة ۱/۵۵۷ طبع ايچ ايم سعيد كراچي

وكذا في الفقه الحنفي [illegible] كتاب الصلوة باب الإمامة ۱/۲۹۶ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان

گیا(۱)۔ (۲) ایسے شخص کی امامت مکروہ ہے(۳)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ

جھوٹ بولنے اور خیانت کرنے والے کی امامت کا حکم

سوال:

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین کہ ایک شخص امام مسجد ہے وہ جھوٹ بھی بولتا ہے اور امانت میں خیانت کرتا ہے اور جب اس سے حساب کا مطالبہ کیا جاتا ہے تو کئی بار کوشش کرتا ہوا ہے اور جب بھی بولتا ہے کبھی بولتا ہے کبھی چندہ کی اور کبھی ... کی۔ اب اسلام اس کے متعلق کیا ارشاد فرماتا ہے کیا اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب:

ایسے شخص کی امامت مکروہ تحریمی ہے(۲) اس کو امامت سے ہٹایا جائے(۴)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ

الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

۲۰ شوال ۱۴۲۳ھ

---

(۱) ولو أم قوماً وهم له كارهون إن الكراهة لفساد فيه أو لأنهم أحق بالإمامة منه كره له ذلك تحريماً لحديث أبي داؤد لا يقبل الله صلاة من تقدم قوماً وهم له كارهون. (الدر المختار، كتاب الصلوة باب الإمامة ۱/۵۵۹ طبع سعيد كراچی)

وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلوة باب الإمامة ص ۳۰۳ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان.

وكذا في البحر الرائق كتاب الصلوة باب الإمامة ۱/۶۰۳ طبع رشيديه كوئٹه.

(۲) بل مشى في شرح المنية على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم. (رد المحتار شامی، كتاب الصلوة باب الإمامة ۱/۵۶۰ طبع ایچ ایم سعید كراچی)

وكذا في حلبي كبير، كتاب الصلوة باب الإمامة ص ۵۱۳ طبع سعيدي كتب خانه.

وكذا في حاشية الطحطاوي، كتاب الصلوة باب الإمامة ص ۳۰۳ طبع قديمي كتب خانه

(۳) بل مشى في شرح المنية على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم. (شامی، كتاب الصلوة باب الإمامة ۱/۵۶۰ طبع ایچ ایم سعید كراچی)

وكذا في حلبي كبير، كتاب الصلوة باب الإمامة ص ۵۱۳ طبع سعيدي كتب خانه.

وكذا في حاشية الطحطاوي، كتاب الصلوة باب الإمامة ص ۳۰۳ طبع قديمي كتب خانه

(۴) أما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لأمر دينه وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه وقد وجب عليهم إهانته شرعاً. (شامی، كتاب الصلوة باب الإمامة ۱/۵۶۰ طبع ایچ ایم سعید كراچی)

ومثله في حلبي كبير، كتاب الصلوة باب الإمامة ص ۵۱۳ طبع سعيدي كتب خانه.

ومثله في حاشية الطحطاوي، كتاب الصلوة باب الإمامة ص ۳۰۲ طبع قديمي كتب خانه

جھوٹا دعویٰ کرنے والے کی امامت کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کہ ایک شخص کسی مسجد کا امام ہے اور متولی مسجد نے ایک مکان متعلقہ مسجد رہائش کے لیے دیا اور کئی سال اس مکان میں رہائش پذیر رہا۔ پھر کسی نے محکمہ حکومت میں درخواست دلوائی۔ کمیٹی پر جا کر بیان دیا کہ میں سن ۱۹۴۷ء میں خانیوال آیا موجودہ مکان میں منتقل ہوا تھا۔ جناب حسن محمود صاحب جو اس وقت وزیر اطلاعات تھے۔ انہوں نے مکان الاٹ کروا کر مجھے قبضہ دلوایا جب سے اس مکان میں رہائش پذیر ہوں۔ میرا خیال ہے کہ یہ مکان متروکہ ہے۔ مجھے یہ چھوڑنے میں ظلم ہوگا۔ متولی مسجد کو بیان اپنے سے پہلے ایک اقرار نامہ لکھ دیا ہے کہ یہ مکان مسجد پر وقف ہے میں بلا کرایہ بسلسلہ امامت اس میں رہائش پذیر ہوں۔ پھر امام مسجد مذکور نے اس مکان کے متعلق دوبارہ کلیم داخل کیا۔ پھر رجسٹری کرایا۔ جس کے حدود اربعہ شمالی جانب مکان مسجد ہے۔ اس کو اپنے نام کا مکان لکھوایا۔ اس کے علاوہ دیگر عادات ناشائستہ اس امام میں موجود ہیں۔ جھوٹ کا کوئی تعصب۔ لہٰذا متولی اور اکثر مقتدیان متفق ہو کر دوسری مسجدوں میں جا کر نماز پڑھتے ہیں اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔ جبکہ اب ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ جماعت ان سے متفق ہو کر نماز پڑھنا جائز ہے؟ امام مذکور مسجد میں بیٹھ کر کہتا ہے کہ مکان مسجد کا ہے مجھ پر حرام ہے اور مجھے نیز بیانات دیتا ہے کہ مکان متروکہ ہے مجھے دیا جاوے اور مجلس خوری وکالت میں تقریر کیا کرتا ہے۔ فقط

جواب

فاسق شخص کی امامت مکروہ ہے۔(۱)

اپنے آپ کو سید ظاہر کرنے والے کی امامت کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کہ ایک شخص نسباً غیر سید ہوتے ہوئے خود کو سید ظاہر کرتے ہوئے ساتھ

---

(۱) بل مشی فی شرح المنیة علی ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم. شامی کتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵۶۰ طبع ایچ ایم سعید کراچی.

وکذا فی حلبی کبیر کتاب الصلوة باب الامامة ص ۵۱۳ طبع سعید، کتب خانه

وکذا فی حاشیة الطحطاوی کتاب الصلوة باب الامامة ص ۳۰۳ طبع قدیمی کتب خانه.

سے نکاح ہوا ہے پڑھ سکتا ہے اور ایک مسجد میں امامت بھی کرتا ہے، ایسا امام اور ایسا نکاح جائز ہے یا نہیں، اس سے متعلق احادیث میں کوئی وعید وارد ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

اگر واقعی ایسا ہے کہ اس شخص نے اپنے باپ کے علاوہ دوسرے کو باپ ظاہر کیا ہو اور اس پر مصر ہو اور جہاں پر جو کرایا گیا ہو تو یہ شخص توبہ کرے اور ایسے شخص کے پیچھے نماز مکروہ ہے[1]۔ اس کو توبہ کرنا چاہیے[2] اور اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے[3]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند [illegible]

۱۳۸۰ھ

طلاق دے کر منحرف ہونے والے کی امامت کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ۱۹۴۸ء میں پاکستان میں ایک شخص نے طلاق دی اور اس کے بعد کسی نے طلاق کا ذکر کیا تو اس نے ۱۹۵۵ء میں پاکستان آنے کے بعد کہا کہ طلاق نہیں دی ہے، وہ شخص اپنی بیوی کے ساتھ رہتا ہے، امام کے پاس گیا اور کہا کہ میں نے طلاق نہیں دی ہے، پنچایت نے گواہوں سے اقرار کرایا اور اس نے کہا کہ میں نے طلاق نہیں دی اور کہا کہ قرآن شریف اٹھا لیا ہے، وہ مسجد میں امام ہے، سوال یہ ہے کہ آیا ایسے امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔

---

(۱) عن سعد رضی الله عنه قال سمعت النبی صلی الله علیه وسلم یقول من ادعی الی غیر أبیه وهو یعلم أنه غیر أبیه فالجنة علیه حرام. باب من ادعی الی غیر أبیه، بخاری ۲/۱۰۰۱ طبع قدیمی کتب خانه.

(۲) ﴿والذین إذا فعلوا فاحشة أو ظلموا أنفسهم ذکروا الله فاستغفروا لذنوبهم﴾ (آل عمران آیت ۱۳۵، پاره ۴).
وعن أنس رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: کل بنی آدم خطاء وخیر الخطائین التوابون. رواه الترمذی وابن ماجه، باب التوبة والاستغفار، ص ۲۰۴ مشکوة المصابیح طبع قدیمی کتب خانه. وکذا فی ابن ماجه باب التوبة والاستغفار ص ۳۲۳ طبع ایچ ایم سعید کراچی.

(۳) أما الفاسق فقد عللوا کراهة تقدیمه بأنه لا یهتم لأمر دینه، وبأن فی تقدیمه للإمامة تعظیمه، وقد وجب علیهم إهانته شرعاً. (رد المحتار، کتاب الصلوة، باب الإمامة ۱/۵۶۰ طبع ایچ ایم سعید کراچی)
وکذا فی حلبی کبیر، کتاب الصلوة، باب الإمامة، ص ۵۱۳ سهیل اکیڈمی.
وکذا فی حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح، کتاب الصلوة، باب الإمامة، ص ۳۰۲ طبع قدیمی کتب خانه.

الجواب

اگر حاجی ولی محمد و علاء الدین اس بات کی توثیق کرتے ہیں کہ اس نے کہا کہ میری عورت سے حلالہ کرادو تو باوجود قطعیت کے انکاری ہونے کے بھی طلاق واقع ہوئی[1]۔ پھر ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنی مکروہ تحریمی ہے[2] اور اس کی امامت ناجائز ہے[3]۔ آئندہ کے لیے وہ عورت اس کے لیے بغیر حلالہ کے نہیں جاوے گی۔ واللہ اعلم

محمد عبداللہ عفی عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۳ ذی قعدہ ۱۳۸۵ھ

وعدہ خلافی اور جھوٹ کے مرتکب کی امامت کا حکم

س

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کہ ایک مسجد کا امام ہے۔ مقتدی اس کے پیچھے چند خرافات کی وجہ سے نماز پڑھنا مکروہ جانتے ہیں۔ وہ خرافات یہ ہیں۔ تھانے میں جا کر لوگوں کے ناجائز اور غیر شرعی معاملات میں سفارش کرنے کے عوض پیسے لے کر خود بھی اور پولیس کو بھی کھلاتا ہے۔ بات بات میں جھوٹ بولنا

---

(۱) وما سوى ذلك من الحقوق يقبل فيها شهادة رجلين أو رجل وامرأتين سواء كان الحق مالا أو غير مال مثل النكاح والطلاق. هدايه كتاب الشهادة ج ۳ ص ۱۶۱ طبع مكتبه رحمانيه
وكذا في الدر المختار كتاب الشهادات ۵/۴۶۵ طبع مكتبه ايچ ايم سعيد كراچي.
وكذا في البحر الرائق كتاب الشهادات ۷/۱۰۴ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه

(۲) قال محشي في شرح المنية على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم. شامي كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵۶۰ طبع ايچ ايم سعيد كراچي.
ومثله في حلبي كبير كتاب الصلوة باب الامامة ص ۵۱۳ طبع سعيدي كتب خانه.
وكذا في حاشية الطحطاوي كتاب الصلوة باب الامامة ص ۳۰۲ طبع قديمي كتب خانه.

(۳) ويكره أن يكون الامام فاسقا ويكره للرجال أن يصلوا خلفه. تاتارخانيه كتاب الصلوة من هو أحق بالامامة ۱/۶۰۳ طبع مكتبه ادارة القرآن والعلوم الاسلاميه وكذا في رد المحتار كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵۵۹ طبع ايچ ايم سعيد وكذا في البحر الرائق كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۶۱۱ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه. قال الله تعالى فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره الآية. سورة البقرة: ۲۳۰ پاره ۲
وإن كان الطلاق ثلاثا في الحرة... لم تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا ويدخل بها ثم يطلقها أو يموت عنها. الهداية: ۲/۳۹۹ كتاب الطلاق باب الرجعة رحمانيه لاهور.
وكذا في الدر المختار باب الرجعة ۳/۴۰۹ طبع ايچ ايم سعيد كراچي.

ہے۔ جھوٹی قسم اٹھاتا ہے۔ وعدہ خلافی کرتا ہے۔ امانت میں خیانت کرتا ہے۔ جس کی چند مثالیں یہ ہیں۔ ایک شخص کی درخواست پر امام صاحب نے ایک شخص کے خلاف کچھ تحریر لکھی۔ نمازیوں نے جب اس سے پوچھا تو اس نے کہا میں نے یہ تحریر نہیں لکھی اور جھوٹا قرآن اٹھالیا۔ نمازیوں نے فوراً وہ درخواست امام صاحب کے سامنے کردی اور ان کی لکھی تحریر ان کو دکھائی تو وہ بہت شرمندہ ہوا۔ اسی طرح سے ایک شخص نے تھانے میں ایک شخص کے خلاف درخواست دی کہ میں نے فلاں آدمی سے ۴۰۰۰ روپے لینے ہیں۔ مدعی اور امام صاحب تھانے میں موجود تھے۔ ملزم افسر مجاز کے سامنے بدتمیزی سے پیش آنے لگا۔ تو افسر صاحب نے اس کو حوالات میں بند کرادیا۔ امام صاحب کے کہنے پر اور یہ وعدہ کرنے پر کہ میں جا کر ان کا آپس میں فیصلہ کرادوں گا اس کو ضمانت [illegible] امام صاحب کی زبان پر یقین کرتے ہوئے افسر مجاز نے اس کو چھوڑ دیا۔ امام صاحب اس کو لے کر عدالت میں گئے اور افسر مجاز کے خلاف استغاثہ کر دیا اور خود گواہی دی۔ جب اس واقعہ کا نمازیوں کو پتہ چلا تو انھوں نے امام صاحب کو کہا کہ آپ نے وعدہ خلافی کیوں کی ہے۔ اس نے کہا کہ آپ میری اور افسر مجاز کی صلح کرادیں۔ پھر میں استغاثہ واپس کرادوں گا۔ نمازیوں نے کوشش کر کے صلح کرادی اور مسجد میں چند علماء بلائے اور یہ طے پایا کہ استغاثہ واپس کرلیں گے۔ لیکن اگلے دن اس صلح اور وعدہ سے امام صاحب پھر گئے۔ اسی طرح اپنی زمین ایک شخص کو دس ہزار روپے میں فروخت کر دی اور اس سے رقم بھی لے لی ابھی انتقال نہیں ہوا تھا کہ دوسرے شخص کو بیس ہزار روپے میں فروخت کر دی۔ الغرض اس قسم کے بہت سے واقعات کرتا رہتا ہے۔ جس کی وجہ سے نمازی اس کے پیچھے نماز پڑھنے سے بھاگتے ہیں۔ میں نے علماء سے سنا ہے کہ جس کے پیچھے لوگ نماز پڑھنا پسند نہ کریں اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے۔ آپ مفصل طور پر جواب دیں تاکہ آئندہ ایسے اماموں سے لوگوں کی نمازوں کو نقصان نہ پہنچے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

مسجد کی منتظمہ کمیٹی اس کی تحقیق کرے۔ اگر امام میں ان باتوں کا ثبوت ہو جائے کہ لوگوں سے ناجائز طور پر رقم وصول کرتا ہے۔ جھوٹ بولتا ہے، ناجائز حلف اٹھاتا ہے اور وعدہ خلافی اور امانت میں خیانت کرنا اس کی عادت ہے تو اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے[1]۔ تمام امور یا کوئی ایک گناہ اس امام میں ثابت ہو جائے تو

---

(۱) بل مشى في شرح المنية على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم۔ شامي كتاب الصلوة باب الإمامة ۱/۵۶۰ طبع ايچ ايم سعيد.
وكذا في حلبي كبير كتاب الصلوة باب الإمامة ص ۵۱۳ طبع سعيدي كتب خانه.
وكذا في حاشية الطحطاوي كتاب الصلوة باب الإمامة ص: ۳۰۲ طبع قديمي كتب خانه.

وہ فاسق ہے[۱] اور فاسق کی امامت درست نہیں اس کو امامت سے الگ کیا جاوے[۲]۔ ویسے بھی اگر کسی امام پر کسی شرعی عذر کی وجہ سے اکثر نمازی ناراض ہوں تو اس کو امامت سے الگ کرنا جائز ہوتا ہے۔ "لحدیث ابی داؤد لا یقبل اللہ صلوۃ من تقدم قوما وھم لہ کارھون"[۳] درمختار میں ہے۔ ویکرہ امامۃ عبد ... وفاسق[۴] شامی میں ہے۔ اما الفاسق الخ بل مشی فی شرح المنیۃ علی ان کراھۃ تقدیمہ کراھۃ تحریم[۵]

جھوٹی قسم کھانے والے کی امامت کا حکم

﴿سوال﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کہ ایک امام مسجد پر ایک شخص کے طرف سے دعویٰ [illegible] ہے کہ جس وقت لوگوں کو اس پر [illegible] کا علم ہوتا ہے تو اس سے دریافت کیا جاتا ہے تو وہ قرآن پاک سر پر رکھ کر صاف انکار کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں اس شخص سے مباہلہ کرتا ہوں جس نے آپ کو اطلاع دی ہے چند لوگوں نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ [illegible] یہ امام [illegible] قرآن [illegible] کیا تو [illegible] تھا کہ اس امام کے پیچھے نماز ٹھیک ہے یا نہیں اور یہ شخص امامت کرا سکتے ہیں یا نہیں؟ بینوا توجروا

---

(۱) قولہ وفاسق من الفسق وھو الخروج عن الاستقامۃ ولعل المراد بہ من یرتکب الکبائر کشارب الخمر والزانی وآکل الربوا ونحو ذلک کذا فی البرجندی (شامی) کتاب الصلوۃ باب الامامۃ ۱/۵۶۰ طبع سعید

وکذا فی تفسیر روح المعانی سورۃ البقرۃ آیت ۱۲۶، ۱/۳۸۴ دار احیاء التراث العربی۔

(۲) اما الفاسق فقد عللوا کراھۃ تقدیمہ بانہ لا یھتم لامر دینہ وبان فی تقدیمہ للامامۃ تعظیمہ وقد وجب علیھم اھانتہ شرعاً۔ شامی کتاب الصلوۃ باب الامامۃ ۱/۵۶۰ طبع ایچ ایم سعید کراچی۔

وکذا فی حلبی کبیر کتاب الصلوۃ باب الامامۃ ص: ۵۱۳ سعیدی کتب خانہ

وکذا فی حاشیۃ الطحطاوی کتاب الصلوۃ باب الامامۃ ص: ۳۰۲ طبع کتب خانہ قدیمی

(۳) الدر المختار کتاب الصلوۃ باب الامامۃ ۱/۵۶۰ طبع ایچ ایم سعید کراچی۔

وکذا فی حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح کتاب الصلوۃ باب الامامۃ ص ۳۰۳ طبع قدیمی کتب خانہ۔ وکذا فی حلبی کبیر کتاب الصلوۃ باب الامامۃ ص: ۵۱۳ طبع سعیدی کتب خانہ

(۴) الدر المختار کتاب الصلوۃ باب الامامۃ ۱/۵۶۰ طبع ایچ ایم سعید کراچی۔

وکذا فی الفتاوی [illegible] کتاب الصلوۃ باب الامامۃ الفصل الحادی عشر فی الامامۃ والاقتداء ۱/۱۵۴ طبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ۔ وکذا فی [illegible] فی شرح [illegible] کتاب الصلوۃ باب الامامۃ ۲/۲۷۲، ۲۷۳ طبع دار [illegible] بیروت لبنان

(۵) الدر المختار کتاب الصلوۃ باب الامامۃ ۱/۵۶۰ طبع ایچ ایم سعید کراچی۔

وکذا فی حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح کتاب الصلوۃ باب الامامۃ ص: ۳۰۳ طبع قدیمی کتب خانہ۔ وکذا فی حلبی کبیر کتاب الصلوۃ باب الامامۃ ص: ۵۱۳ طبع سعیدی کتب خانہ۔

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال اس طرح جھوٹی قسم کھانا سخت گناہ ہے[1]۔ امام صاحب کو توبہ کرنا چاہیے پھر اس کی امامت درست ہے[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

[illegible] ۱۳۸۸ھ

جھوٹی گواہی دینے والے کی امامت کا حکم

﴿س﴾

بخدمت جناب مولوی صاحب امام مسجد۔ لڑکی کی پیدائش کی تاریخ ۱۹۳۰ء کی ہے۔ اس کا نکاح شرعی پڑھا گیا، عمر تو تیرہ ۱۹۵۱ء کو اس کے والد نے دوسری جگہ نکاح کر دیا۔ لڑکی کے حق میں ہو گیا ہے صورت ۱۸ ... کو فیصلہ ہوا ہے، اگر پہلا خاوند جس کے ساتھ نکاح شرعی ہوا تھا وہ طلاق نہ دیوے تو نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں۔ قرآن شریف کے فیصلے پر فتویٰ دیا جاوے۔

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال اگر یہ نکاح لڑکی کے بلوغ کے وقت کے بعد اس کی اجازت سے شرعی طریقہ سے پڑھا

---

1) عن عمران بن حصين رضي الله عنه قال قال النبي صلى الله عليه وسلم من حلف على يمين مصبورة كاذباً فليتبوأ مقعده من النار. سنن أبي داود، كتاب الأيمان، باب التغليظ في اليمين الفاجرة ۲/۱۰۸، طبع رحمانيه لاهور.
عن الكبائر الإشراك بالله وعقوق الوالدين وقتل النفس واليمين الغموس. إعلاء السنن ۱۱/۲۴۳ طبع إدارة القرآن والعلوم الإسلامية.
وكذا في الهندية غموس وهو الحلف على إثبات شيء أو نفيه في الماضي أو الحال يتعمد الكذب به فهذا اليمين يأثم فيها صاحبها وعليه فيها الاستغفار والتوبة دون الكفارة. كتاب الأيمان الباب الأول ۲/۵۲، طبع مكتبه رشيديه كوئٹه.

2) والذين إذا فعلوا فاحشة أو ظلموا أنفسهم ذكروا الله فاستغفروا لذنوبهم الآية (سورة آل عمران: ۱۳۵)
وعن أنس رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كل بني آدم خطاء وخير الخطائين التوابون. رواه الترمذي.
وابن ماجه باب التوبة والاستغفار ص ۲۰۴، مشكوة المصابيح طبع قديمي كتب خانه.
وكذا في ابن ماجه باب التوبة والاستغفار ص ۳۲۳ طبع ايچ ايم سعيد كراچي.

[illegible] نکاح [illegible] (۱) [illegible]

نکاح پڑھنے والا مولوی صاحب [illegible] ہیں (۲) [illegible]

[illegible] (۳) [illegible]

نکاح [illegible]

کی امامت مکروہ تحریمی ہے (۴) [illegible]

[illegible] (۵) [illegible]

[illegible]

---

(۱) [illegible] فلم ينعقد أصلاً. رد المحتار كتاب النكاح باب المهر مطلب في النكاح الفاسد ص ۱۳۲ ج ۳ طبع سعيد كراتشي، وكذا في البحر الرائق كتاب الطلاق باب العدة [illegible] طبع مكتبه رشيديه كوئٹه، وكذا في الهداية كتاب النكاح [illegible]

(۲) سورة المائدة آيت ۲.

وفي تفسير روح المعاني [illegible] ولا تعاونوا على الإثم والعدوان [illegible] والمعاصي [illegible] روح المعاني سورة المائدة آيت ۲ [illegible] طبع دار إحياء التراث العربي بيروت، وكذا في تفسير ابن كثير سورة المائدة آيت ۲، ۲/۵ طبع قديمي كتب خانه

(۳) [illegible]

كل بني آدم خطاء وخير الخطائين التوابون رواه الترمذي وابن ماجه باب التوبة والاستغفار ص ۲۰۴ مشكوة المصابيح طبع قديمي كتب خانه

وكذا في ابن ماجه باب التوبة والاستغفار ص ۳۲۳ طبع ايچ ايم سعيد كراتشي

(۴) ويكره إمامة عبد وأعرابي وفاسق [illegible] كتاب الصلوة باب الإمامة ۱/۵۶۰ طبع ايچ ايم سعيد

وكذا في حلبي كبير كتاب الصلوة باب الإمامة ص ۵۱۳ طبع سهيل اكيڈمي [illegible] وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب الإمامة ص ۳۰۳ طبع قديمي كتب خانه.

(۵) قال الله تعالى فلا تقعد بعد الذكرى مع القوم الظالمين سورة الأنعام آيت ۶۸.

[illegible] أحكام القرآن للجصاص سورة الأنعام باب النهي عن مجالسة الظالمين [illegible] دار إحياء التراث العربي بيروت

[illegible] مرقاة شرح مشكوة كتاب الآداب [illegible] الفصل الأول [illegible] طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان

کہ باپ دادا کے کیے ہوئے نکاح میں خیار بلوغ حاصل نہیں ہوتا(1)۔ کما فی کتب الفقہ ولھما خیار الفسخ فی غیر الاب والجد بشرط القضاء(2)۔ نیز اگر شرعی طریقے سے گواہوں سے ثابت ہو جائے کہ محمد حیات نے غلط گواہی دی ہے تو اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے(3)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد عفی عنہ

۱۳۸۸/۱۰/۴ھ

جھوٹے دعوے کرنے والے کی امامت کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ عبدالغنی نامی شخص ... کی اور چوری کی امداد کرنے والے جھوٹے دعوے کرنے والے مقتدیوں کی مرضی کے بغیر زبردستی امامت کرنے والے، لوگوں سے چندہ ... میں غصب کرنے والے کی امامت جائز ہے یا نہ؟

الجواب

جب عبدالغنی مذکور جھوٹے ہیں اور مقتدی ناراض ہیں تو ... کی وجہ سے امامت

---

(1) ولهما خيار البلوغ في نكاح الاب والجد عند أبي حنيفة ومحمد فتاوى قاضي خان فصل في الاولياء ۱/ ۳۵۷ طبع رشيديه.
وكذا في الهنديه الباب الرابع في الاولياء ۱/ ۲۸۵ رشيديه كوئٹه.
وكذا في فتح القدير باب الاولياء والاكفاء ۳/ ۱۵۷ طبع رشيديه كوئٹه.

(2) وان زوجهما غير الاب فلكل واحد منهما الخيار اذا بلغ ان شاء أقام على النكاح وان شاء فسخ ويشترط فيه القضاء. كتاب النكاح باب في الاولياء والاكفاء الهدايه ۲/ ۳۲۳، ۳۲۹ رحمانيه لاهور
وكذا في البحر الرائق ولهما خيار الفسخ بالبلوغ في غير الاب والجد بشرط القضاء كتاب النكاح باب الاولياء والاكفاء ۳/ ۱۱۶ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه وكذا في النهر الفائق كتاب النكاح باب الاولياء والاكفاء ۲/ ۲۰۹ طبع دار الكتب العلميه بيروت.

(3) قال الحلبي في شرح المنية على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم (شامي) كتاب الصلوة باب الامامة ۱/ ۵۶۰ طبع ايچ ايم سعيد كراچي. وكذا في حلبي كبير كتاب الصلوة باب الامامة ص ۴۴۲ طبع سعيدي كتب خانه. وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب الامامة ص ۳۰۳ طبع كتب قديمي خانه.

سے نہ راضی ہوں تو ایسے شخص کی امامت مکروہ تحریمی ہے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

الجواب صحیح بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان ۔ ۔ ۱۳۹۶ھ

قرابت داروں کے خلاف جھوٹا کیس کرنے والے کی امامت کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسائل میں کہ

(۱) زید جس کی بیوی کو مرے سات سال ہو گئے، پہلے نکاح کو نہیں ہوئی۔ عام ان کی شادی نہیں کرتا۔

(۲) جھوٹا کیس اپنے قرابت داروں پر بابت سرقہ کیا۔

(۳) اہل جماعت کی ایک تہائی اس کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں۔ جب کہ دو تہائی اس سے نفرت کرتے ہیں اور اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔

(۴) قرآن غلط پڑھتا ہے تو کیا ایسے شخص کی امامت درست ہے۔

﴿ج﴾

مقامی کمیٹی اور ذمہ دار لوگوں کو پوری تحقیق کرنی چاہیے۔ اگر یہ واقعی لوگوں پر جھوٹا مقدمہ قائم کرتا ہے اور قرأت میں غلط تلفظ کرتا ہے اور مسجد کے اکثر نمازی کی شکایت ہے کہ اس کی امامت پر راضی نہیں تو ایسے شخص کو امامت سے الگ کرنا لازم ہے(۲)۔ اور کسی دیندار متقی عالم کو امام مقرر کرنا لازم ہے(۳)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ

---

(۱) ومن أم قوماً وهم له كارهون إن الكراهة لفساد فيه أو لأنهم أحق بالإمامة منه كره له ذلك تحريماً. الدر المختار كتاب الصلوة باب الإمامة ۱/۵۵۹ طبع سعيد كراچی. وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب الإمامة ص۳۰۲ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان. وكذا في البحر الرائق كتاب الصلوة باب الإمامة ۱/۶۰۹ طبع رشيدية كوئٹه.

(۲) وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لأمر دينه وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه وقد وجب عليهم إهانته شرعاً. رد المحتار كتاب الصلوة باب الإمامة ۱/۵۶۰ طبع ايچ ايم سعيد كراچی. وكذا في الحلبي الكبير كتاب الصلوة باب الإمامة ص ۵۱۳ طبع سهيل اكيڈمی لاهور. وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب الإمامة ص۳۰۳ طبع قديمي كتب خانه.

(۳) وفي فتاوى الأرشد: ينبغي أن يكون إمام القوم في الصلوة أفضلهم في العلم والورع والتقوى والقراءة والحسب والنسب ... الفتاوى التاتارخانية كتاب الصلوة باب من هو أحق بالإمامة ۱/۶۰۰ طبع إدارة القرآن والعلوم الإسلامية. وكذا في الدر المختار كتاب الصلوة باب الإمامة ۱/۵۵۷،۵۵۸ طبع ايچ ايم سعيد. وكذا في النهر الفائق كتاب الصلوة باب الإمامة ۱/۲۴۹ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان.

ماں کے نافرمان تاش کھیلنے کے عادی شخص کی امامت کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اندریں مسئلہ کہ ایک شخص میں مندرجہ ذیل اوصاف ہوں کیا وہ شخص امامت کرنے کے قابل ہے؟ ایک شخص وہ اوصاف مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ والدین کا نافرمان۔ ۲۔ تاش کھیلنے والا۔ [illegible] ۳۔ [illegible] حضرت [illegible] کی جھوٹی قسم کھانے والا۔ [illegible]

[illegible]

ہے تو آپ کی امامت درست ہوسکتی ہے یا نہیں ہر دو کی بابت آگاہی عطا فرمائیں ... بینوا توجروا۔
اس کے بارے میں شرع شریف قرآن مجید اور احادیث نبوی کی روشنی میں آگاہ فرمایا جائے۔

الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ والدین کی نافرمانی(۱)، یتیم کا مال کھانا(۲)، جھوٹی گواہی(۳) اور شطرنج کھیلنا(۴) یہ سب کبیرہ گناہ ہیں، قرآن و حدیث میں صراحۃً ان کی ممانعت آئی ہے، ان سے تعلق رکھنے والے گناہ کبیرہ کے مرتکب کی امامت مکروہ تحریمی ہے(۵)، اس کو امامت سے ہٹانا لازم ہے۔

---

(۱) الكبائر الاشراك بالله وعقوق الوالدين وقتل النفس واليمين الغموس رواه البخاري. مشكوة المصابيح باب الكبائر وعلامات النفاق ص ۱۷ طبع قديمي كتب خانه
وكذا في اعلاء السنن ۱۸/۲۴۲ طبع إدارة القرآن والعلوم الاسلامية
وكذا في مرقاة المفاتيح كتاب الايمان باب الكبائر وعلامات النفاق ۱/۲۰۷ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان

(۲) ان الذين ياكلون اموال اليتامى ظلما انما ياكلون في بطونهم نارا وسيصلون سعيرا. سورة النساء پاره ۴
عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اجتنبوا السبع الموبقات قالوا يا رسول الله وما هن قال الشرك بالله والسحر وقتل النفس التي حرم الله الا بالحق واكل الربا واكل مال اليتيم
مشكوة المصابيح كتاب الايمان باب الكبائر وعلامات النفاق ص ۱۷ طبع قديمي كتب خانه
وكذا في مرقاة المفاتيح كتاب الايمان باب الكبائر وعلامات النفاق ۱/۲۰۷ طبع دار الكتب العلمية بيروت.

(۳) ذلك ومن يعظم حرمات الله فهو خير له عند ربه واحلت لكم الانعام الا ما يتلى عليكم فاجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور. سورة الحج آيت ۳۰ پاره ۱۷
رد المحتار كتاب الشهادات باب الشهادة على الشهادة ۵/۵۰۳ طبع ايچ ايم سعيد كراچی۔

(۴) ويكره تحريما اللعب بالنرد وكذا الشطرنج. در المختار كتاب الحظر والاباحة فصل في البيع ۶/۳۹۴ طبع ايچ ايم سعيد كراچی
وكذا في البحر الرائق كتاب الكراهية ۸/۲۰۵ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه.
وكذا في خلاصة الفتاوى فصل فيما يتعلق ۴/۳۴۵ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه

(۵) بل مشى في شرح المنية على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم. كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵۶۰ طبع ايچ ايم سعيد.
ومثله في حلبي كبير كتاب الصلوة باب الامامة ص ۵۱۳ طبع سهيل اكيڈمي لاهور.
ومثله في حاشية الطحطاوي كتاب الصلوة باب الامامة ص ۳۰۳ طبع قديمي كتب خانه.

رکھنا جائز نہ ہے(۱)۔ کسی صحیح اور متقی شخص کو وہاں امام مقرر کیا جائے(۲)۔ اگر مطلقہ بالطلاق الثلاث کے بعد تائب ہوچکا ہو تو اس کی بیوی مطلقہ ہوگئی(۳) اس کے ساتھ آباد رہنے کے لیے تجدید نکاح ضروری ہے(۴)۔ بدون تجدید نکاح کے اس کے ساتھ آباد رہنا حرام ہے(۵)۔ صورت مسئولہ میں مذکورہ حالات میں یہ شخص امام بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ ہاں اگر تجدید نکاح کرتا اور گناہوں سے توبہ تائب ہو جائے اور عوام کو اس کی توبہ پر اور اس کے حالات و تقویٰ پر اعتماد حاصل ہو جائے تب کہیں جا کر امام رکھا جا سکتا ہے۔ نیز والدین میں سے جو زندہ ہو اس سے معافی مانگ لے اور جو اس دنیا سے گزر گیا ہے اس کے لیے تہ دل سے دعا و استغفار کرے اور رب تعالیٰ سے معافی مانگے۔

حررہ محمد عبداللطیف غفر لہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۹ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۹ھ

---

(۱) لا ينبغي أن يقتدى بالفاسق إلا في الجمعة لأنه في غيرها يجد إماما غيره. رد المحتار كتاب الصلوة باب الإمامة ۱/۵۶۰ طبع ایچ ایم سعید کراچی.
وكذا في البحر الرائق كتاب الصلوة باب الإمامة ۱/۶۱۱ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه.
وكذا في حلبي كبير كتاب الصلوة باب الإمامة ص: ۵۱۴ طبع سعيدي كتب خانه.

(۲) وفي فتاوى الارشاد: يجب أن يكون إمام القوم في الصلوة أفضلهم في العلم والورع والتقوى والقراءة. كتاب الصلوة باب من هو أحق بالإمامة ص: ۲۰۰ طبع إدارة القرآن والعلوم الإسلامية.
وكذا في الدر المختار كتاب الصلوة باب الإمامة ۱/۵۵۷، ۵۵۸ طبع ایچ ایم سعید کراچی.
وكذا في النهر الفائق كتاب الصلوة باب الإمامة ۱/۲۳۹ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان.

(۳) (ويقع بعده) أي يقع الطلاق بعد وجود الشرط. كتاب الطلاق باب التعليق ۴/۱۳ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه. وكذا في هداية كتاب الطلاق باب الأيمان في الطلاق ۲/۳۸۵ رحمانيه لاهور.
وكذا في الهندية كتاب الطلاق الفصل الثالث في تعليق الطلاق ۱/۴۲۰ طبع رشيديه كوئٹه.

(۴) وينكح مبانته بما دون الثلاث في العدة وبعدها بالإجماع. الدر المختار كتاب الطلاق باب الرجعة ۳/۴۰۹ طبع سعید کراچی.
وكذا في الهندية كتاب الطلاق فصل فيما تحل به المطلقة ۱/۴۷۲ طبع سعید کراچی.
وكذا في تبيين الحقائق كتاب الطلاق باب الرجعة فصل فيما تحل به المطلقة ۳/۱۶۳ طبع دار الكتب العلمية بيروت.

(۵) عن جابر رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ألا لا يبيتن رجل عند امرأة ثيب إلا أن يكون ناكحا أو ذا محرم. الصحيح المسلم ۲/۲۱۵ كتاب السلام باب تحريم الخلوة بالأجنبية طبع قديمي كتب خانه. وكذا في الدر المختار الخلوة بالأجنبية حرام كتاب الحظر والإباحة فصل في النظر والمس ۶/۳۶۸ طبع ایچ ایم سعید کراچی.

نااہل شخص کو ووٹ دینے والے کی امامت کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین [illegible] کہ جب ملکی جمہوری [illegible] انتخابات ہوئے تو اس موقع پر دو آدمی کھڑے ہوئے تو ان میں سے ایک عالم دین اور خطیب مسجد تھا۔ [illegible] کے مقابلے میں علاقے کے وڈیرے اور [illegible] ۔ [illegible] امام [illegible] وڈیرے کو ترجیح دیتے ہوئے مولوی صاحب کو ناکامیاب کیا [illegible] کی مخالفت کی۔ [illegible] الیکشن [illegible] اس علاقہ [illegible] کے وڈیرے نے جو غیر ملکی جمہوریت [illegible] الیکشن [illegible] اور [illegible] کے مزارعین تھے۔ انہوں نے [illegible] عادت [illegible] ان [illegible] سے [illegible] مولانا کی خدمت میں حاضر ہوئے [illegible] کہ حضرت [illegible] ووٹ [illegible] ہیں۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

[illegible] ہے اور [illegible] جس کی [illegible] ہوتے ہیں۔ [illegible] صاحب [illegible] کے [illegible] ایسے شخص کو ووٹ [illegible] کو [illegible] کو ووٹ دینے سے [illegible] ۔ [illegible] ہم دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ اس خطیب امام مسجد کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

جواب

[illegible] امام صاحب [illegible] کی [illegible] شخص کو ووٹ [illegible] ہے کہ اس [illegible] اور [illegible] ہے۔ [illegible] ہم [illegible] کے حالات سے [illegible] کہ اس خطیب کے متعلق آپ [illegible] امامت [illegible] حاصل [illegible] ۔

[illegible]

[illegible]

۱۹ شوال ۱۳۸۵ھ

جھوٹ بول کر اپنے کو سید ظاہر کرنے والے کی امامت کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان عظام اس مسئلہ میں کہ ایک شخص باہر کسی ضلع کا رہنے والا ہے۔ اپنے آپ کو مولوی کہتا ہے۔ حافظ قرآن اور پیر بتلاتا ہے، دعویٰ سید ہونے کا کرتا ہے۔ خوش آواز ہے۔ پیری مریدی اور وعظ کا پیشہ اختیار کیا ہوا ہے لیکن تحقیق سے پتہ چلا ہے کہ قوم کا سید نہیں ہے اور اپنا نام بھی کئی دفعہ تبدیل کر چکا ہے۔ قرآن مجید بہت خوش آوازی سے پڑھتا ہے لیکن آواز بنانے کے لیے قرآن مجید کو قواعد تجوید کے خلاف پڑھ جاتا ہے۔ محرم الحرام کے موقع پر شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ کا مضمون پڑھتا ہے اور میلاد کے موقع پر میلاد کی مجلس پڑھتا ہے۔ ساز جھنکار اور نعت خوانوں کے بغیر وعظ نہیں کرتا۔ مسلمانوں میں انتشار پھیلاتا ہے اور اپنے عقیدت مند بنا کر جتھہ بندی کرتا ہے۔ حالانکہ اپنے آپ کو اہل سنت ظاہر کرتا ہے۔ مقصد جتھہ بندی کا صرف یہی ہے کہ پیری عزت ہوتی رہے اور مجھے بار بار کہتا ہے کہ مجھے زیادہ سے زیادہ رقم دو۔ فلاں جگہ مجھے بہت پیسے ملتے تھے لیکن تمہاری محبت مجھے یہاں لائی، انتشار کی وجہ سے بعض مقتدی بھی اس پر ہیں، بہر حال ابتدا سے عقیدہ کے خلاف کبھی اس نے کوئی غلط وعظ نہیں کیا۔ کہتا ہے دین الگ ہے سیاست الگ ہے۔ اس لیے سیاست میں حصہ بالکل نہیں لیتا۔ وہ بے عمل اور لالچی از حد ہے۔ مختصر مزاج ہے، دین جتنا سمجھتا ہے یا جتنا دین کو بیان کر سکتا ہے وہ پیشہ کے طور پر دولت جمع کرنا مقصود بنایا ہوا ہے۔ پیری مریدی اور تعویذ گنڈوں کا کام بھی خوب کرتا ہے۔ لوگوں کو بیعت کرتا ہے، کہتا ہے کہ میرے پانچ ہزار مرید ہیں۔ گاہے گاہے جھوٹ بولتا ہے، گاہے گاہے وعدہ خلافی کرتا ہے، ہر وعظ میں تین صد یا چار صد روپے کما لیتا ہے۔ نماز اور وعظ اہل سنت کے علماء کی طرح پڑھتا اور کرتا ہے۔ مدرسہ اور مسجد کے نام پر بھی رقم مانگتا ہے، کوئی نہ کوئی بہانہ مانگنے کا بنا لیتا ہے۔ یہ خرابیاں ہمیں تحقیق سے معلوم ہوئیں۔ کیا یہ شخص یا ایہا الذین امنوا ان کثیرا من الاحبار والرھبان لیاکلون اموال الناس بالباطل ویصدون عن سبیل اللہ کا مصداق ہے۔ کیا ایسے مولوی اور پیر کا وعظ سننا اور اس کی بیعت ہونا اور اس کو امام بنانا درست ہے یا نہیں ہے۔ مسلمان آپ علماء دین سے شریعت کا فیصلہ پوچھتے ہیں۔

جواب

حقانی طور پر خوب تحقیق کی جائے اگر واقعی یہ شخص جھوٹ بولتا ہے، بدعات اور رسومات کا ارتکاب کرتا ہے[۱] اور مقتدی اس وجہ سے اس کی امامت پر راضی نہیں تو اس کی امامت سے الگ ہونا جائز ہے[۲]۔ فقط واللہ اعلم۔

محمد انور شاہ غفرلہ

۲۵ رجب ۱۳۹۶ھ

مفعول کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید ایک مسجد کا خطیب پیش امام ہے۔ قرآن مجید اچھا پڑھتا ہے۔ نماز کے مسائل سے بھی خوب واقف ہے۔ تقریر بھی خوب کرتا ہے۔ وضع قطع بھی خوب اور سفید پوش ہے۔ مگر ان تمام خوبیوں کے ساتھ اس میں ایک شرعی بد اخلاقی بھی انتہائی الخسیس ہے، وہ یہ کہ مفعول بننے کا عادی ہے۔ اس سلسلہ میں وہ کافی ذلیل بھی ہو چکا ہے اور کئی آدمی اس کے فاعل بھی موجود ہیں۔

ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ جو لوگ اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے ان کی نماز علیحدہ صحیح ہوتی ہے یا نہیں۔ ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنے کے بجائے جماعت ثانی کرنی جائز ہے کہ نہیں۔ جب کہ اسے علیحدہ کروانے کی کوشش سے لی جا رہی ہے۔ بینوا توجروا۔

---

(۱) فان الكذب يهدي إلى الفجور وإن الفجور يهدي إلى النار باب إجتناب البدع وابن ماجه ص ۶
طبع ایچ ایم سعید کراچی
إياكم ومحدثات الأمور فان شر الأمور محدثاتها وكل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة. ابن ماجه
باب إجتناب البدع ص ۶ طبع سعيد كراچی.

(۲) من أم قوما وهم له كارهون إن الكراهة لفساد فيه أو لأنهم أحق بالإمامة منه كره له ذلك تحريما لحديث
أبي داؤد لا يقبل الله صلوة من تقدم قوما وهم له كارهون. الدر المختار كتاب الصلوة باب الإمامة
۱/۵۵۹ سعيد كراچی. وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب الإمامة
ص: ۳۰۶ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان.
وكذا في البحر الرائق كتاب الصلوة باب الإمامة ۱/۶۰۹ طبع مكتبه رشيديه كوئته.

الجواب

ایسا شخص جو داڑھی منڈاتا ہو یا کتراتا ہو [illegible] فاسق اور عاصی ہے، [illegible] اس کو امامت سے ہٹا دینا چاہئے اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ شامی میں ہے(۱) واما الفاسق فقد عللوا کراهة تقديمه ... الی قوله بل مشی فی شرح المنية علی ان کراهة تقديمه کراهة تحريم لما ذکرنا(۲) [illegible] ایسا شخص [illegible] امامت سے [illegible] فقط واللہ اعلم۔

از دارالافتاء [illegible]

۱۱ ذی قعدہ ۱۳۹۸ھ

داڑھی منڈانے والا شخص بالاتفاق فاسق ہے اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین [illegible] ایک مسجد [illegible] امام [illegible] قرآن مجید [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

....

(۱) الدر المختار مع رد المحتار باب الامامة ۱/۵۶۰ طبع ایچ ایم سعید۔

وكذا في حلبي كبير كتاب الصلوة باب الامامة ص ۵۱۳ طبع سهيل اكيڈمی

وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب الامامة ص ۳۰۳ طبع قديمي كتب خانه.

(۲) وكذا في حلبي كبير ... كراهة تقديمه كراهة تحريم كتاب الصلوة باب الامامة ص ۵۱۳ طبع سهيل اكيڈمی

(۳) لما ذكرنا: كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لأمر دينه وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه وقد وجب عليهم إهانته شرعا. الشامي كتاب الصلوة باب الإمامة ۱/۵۶۰ طبع ایچ ایم سعید کراچی

وكذا في حلبي كبير كتاب الصلوة باب الامامة ص ۵۱۳ طبع سهيل اكيڈمی وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب الامامة ص ۳۰۳ طبع قديمي كتب خانه

کی ہے جو کافی بھی ہوئی۔ اس نے اس جرم کے مرتکب پر کوئی بیان تو دیا لیکن معافی موجود ہیں۔ اس جماعت کے وقت جبکہ یہ جس مسجد میں خطیب تھا اس کے مقتدی اکثر اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے اور انہوں نے خطیب برطرف کرنے کا مطالبہ بھی پر زور طریق پر کیا مگر مسجد کا متولی یا منتظم کمیٹی اسے علیحدہ نہیں کرتے اور نمازی بحیثیت ایک مستحق اور دوسرے کا امام ہونے کے اسی مسجد میں نماز پڑھنے پر مجبور ہیں۔ کیا اس امام کے پیچھے نماز پڑھیں تو ان کی نماز صحیح ہوگی؟ یا اپنی اپنی نماز علیحدہ پڑھیں؟ یا اسی مسجد میں یا اس سے ہٹ کر دوسری جگہ علیحدہ جماعت کریں؟ کیا ان وجوہ کی بنا پر جماعت ثانیہ ہو سکتی ہے جبکہ یہ طے بھی ہو کہ اہل جماعت کی کوئی بیعت نہیں رہے گی۔ بینوا توجروا۔

الجواب

صحیح ہے کہ ایسے فعل کا مرتکب ہونے والا شخص فاجر و فاسق ہے(۱) اور کتب فقہ میں ہے کہ جس امام میں نقص ہو اور اس وجہ سے مقتدی اس سے ناخوش ہوں تو امام کے لیے نماز پڑھانا اور امامت کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ ولو ام قوما وهم له كارهون ان الكراهة لفساد فيه اولانهم احق بالامامة منه كره له ذلك تحريما لحديث ابي داؤد لايقبل الله صلوة من تقدم قوما وهم له كارهون (۲) لہٰذا متولی مسجد اور منتظم کمیٹی پر لازم ہے کہ وہ اس شخص کو منصب امامت جیسے پاکیزہ عہدے سے فوراً برطرف کریں(۳) اور مستطیع و شرکت۔ کرنا ہے پھر ... لیکن اگر متولی اور منتظم کمیٹی اس امام کو برطرف نہیں کرتے تو

---

۱) وفاسق من الفسق وهو الخروج عن الاستقامة ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر والزاني وآكل الربوا ونحو ذلك (رد المحتار على الدر المختار شامي) كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵۶۰ طبع ايچ ايم سعيد كراچی۔ وكذا في تفسير روح المعاني سورة ... ۲۶/۱۴۲ دار احياء التراث العربي وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب الامامة ص ۳۰۳ طبع دار الكتب بيروت لبنان

۲) ومن ام قوما وهم له كارهون ان الكراهة لفساد فيه اولانهم احق بالامامة منه كره له ذلك تحريما لحديث ابي داود لا يقبل الله صلوة من تقدم قوما وهم له كارهون (الدر المختار) كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵۵۹ طبع ايچ ايم سعيد كراچی۔ وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب الامامة ص ۳۰۲ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان۔ وكذا في البحر الرائق كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۶۰۹ طبع رشيديه كوئٹه

۳) فقد عللوا كراهة تقديمه بانه لا يهتم لامر دينه وبان في تقديمه للامامة تعظيمه وقد وجب عليهم اهانته شرعا (شامي) كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵۶۰ طبع ايچ ايم سعيد كراچی۔
وكذا في حلبي كبير كتاب الصلوة باب الامامة ص ۵۱۳ طبع سهيل اكيڈمی۔ وكذا حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب الامامة ص ۳۰۳ طبع قديمي كتب خانه۔

اور اگر قریب کوئی دوسری مسجد بھی نہیں جس میں جماعت کی نماز ادا کی جائے تو اسی امام کے پیچھے نماز پڑھنی چاہیے۔ کیونکہ تنہا نماز پڑھنے سے جماعت سے اس کے پیچھے نماز پڑھنی اولیٰ ہے اور جماعت کا ثواب معلوم ہے ہی نیز مسجد میں علاوہ ازیں دوبارہ جماعت جائز نہیں ہے۔ کذا فی الشامی (۱) وفی النهر عن المحیط صلی خلف فاسق او مبتدع نال فضل الجماعة شامی میں ہے۔ قوله نال فضل الجماعة افاد ان الصلوٰة خلفهما اولیٰ من الانفراد لکن لاینال کما ینال خلف تقی ورع (۲) الخ۔ فقط واللہ اعلم۔

محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۹ صفر ۱۳۹۰ھ

دوسرے شخص کی منکوحہ عورت اپنے گھر بٹھانے والے کی امامت کے متعلق

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ہمارے گاؤں میں ایک واقعہ ہوا ہے جس وقت پیش امام موجود نہیں ہوتا تو وہ نماز پڑھاتا ہے اس دوران امام کے متعلق اس کے رشتہ داروں نے ہمیں بتایا کہ اس کے گھر غیر طلاق شدہ عورت ہے اس کے پیچھے نماز نہیں ہوتی تو ہم نے پوچھا اس نے بتایا کہ مجھ کو فتویٰ دیا گیا ہے تو مجھے طلاق کی ضرورت نہیں ہے۔ پھر علمائے کرام سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ اس کے پیچھے نماز نہیں ہوتی جس کی وجہ سے تمام لوگ اس کے پیچھے نماز پڑھنے سے رک گئے اور کسی کے بعد بھی

---

(۱) ویکره تکرار الجماعة باذان واقامة فی مسجد محلة لا فی مسجد طریق او مسجد لا امام له ولا مؤذن الدر المختار مع رد المحتار ۱/۵۵۲ کتاب الصلوٰة باب الامامة طبع ایچ ایم سعید کراچی۔ وکذا فی بدائع الصنائع کتاب الصلوٰة فصل واما بیان محل وجوب ۱/۳۷۸ طبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ۔ وکذا فی البحر الرائق کتاب الصلوٰة باب الامامة ۱/۳۴۶ طبع ایچ ایم سعید کمپنی

(۲) الدر المختار مع رد المحتار کتاب الصلوٰة باب الامامة ۱/۵۶۲ طبع ایچ ایم سعید کراچی۔ وکذا فی حلبی کبیر کتاب الصلوٰة باب الامامة ص ۵۱۳ طبع سہیل اکیڈمی لاہور۔ وکذا فی حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح کتاب الصلوٰة باب الامامة ص ۳۰۳ طبع دار الکتب العلمیة بیروت لبنان۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

محمد انور شاہ غفرلہ

۴ رجب ۱۳۹۶ھ

الجواب صحیح [illegible] ملتان

۴ شعبان ۱۳۹۶ھ

(۱) [illegible]

[illegible] مکتبہ [illegible] کراچی۔

ایسے شخص کی امامت کا حکم جس پر شرعاً کاری کا الزام ہو

﴿سوال﴾

[illegible]

﴿جواب﴾

[illegible]

---

(۱) [illegible]

(۲) [illegible]

(۳) [illegible]

(۴) [illegible]

ڈش پر ٹی وی میں مبتلا شخص کی امامت کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کہ ایک شخص جس کی عمر ۴۰ سال ہے اور وہ امام مسجد ہے، حافظ قرآن ہے تقریباً دس سال کا عرصہ ہے کہ امام مقرر ہوا تھا۔ چند سال اچھا رہا اور داڑھی بھی رکھی ہوئی تھی، جب امامت کے لیے مقرر کیا گیا [illegible] وعدہ کیا [illegible] داڑھی [illegible] اب [illegible] ایک سوال کا جواب [illegible] جس کی عمر ۱۲ سال [illegible] ہے اور وہ فاسق [illegible] ہے اور اس سے ملاقات [illegible] مسجد سے ملحق [illegible] کے قریب ہے [illegible] ڈش [illegible] ٹی وی [illegible] امام مسجد [illegible] کے پیچھے [illegible] مقتدی [illegible] اور [illegible] مقتدیوں نے روکا اور کہا [illegible] نماز [illegible] مکروہ [illegible] اور [illegible] شخص کی امامت [illegible] مقتدی [illegible] نماز پڑھتے [illegible] مسجد [illegible] نماز پڑھتے [illegible] شریعت کے مطابق [illegible] کے پیچھے نماز [illegible] امام مسجد [illegible] شادی [illegible] کوئی وجہ [illegible] ہے اور ساتھ امام مسجد تو ان سے شادی کے ہے۔

الجواب

بشرطِ صحتِ سوال اس شخص کی امامت مکروہ تحریمی ہے اس کا معزول کرنا امامت سے ضروری تھا(۱) اور

---

(۱) وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لأمر دينه وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه وقد وجب عليهم إهانته شرعا (رد المحتار) كتاب الصلوة باب الإمامة [illegible] طبع ایچ ایم سعید کراچی، وكذا في حلبي كبير كتاب الصلوة باب الإمامة ص [illegible] طبع سهيل اكيڈمي [illegible]، وكذا حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب الإمامة ص [illegible] طبع قديمي كتب خانه

جو نمازیں اس کے پیچھے پڑھی ہیں وہ صحیح ہیں ان کا اعادہ واجب نہیں[۱] مسجد تمام مسلمانوں کی مشترک ہیں مساجد کی وراثت نہیں چلتی[۲] حدیث شریف ہے: عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاثة لاترفع لهم صلوتهم فوق رؤسهم شبرا رجل ام قوما وهم له كارهون (الحديث) مشكوة [۳] درمختار میں ہے۔ ولو ام قوما وهم له كارهون ان الكراهة لفساد فيه او لانهم احق بالامامة منه كره له ذلك تحريما [۴] وفي النهر عن المحيط صلى خلف فاسق او مبتدع نال فضل الجماعة . . ويكره امامة عبد الخ وفاسق . . . [۵] بل مشى في شرح المنية على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم[۶] واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ

---

۱) وفي النهر عن المحيط صلى خلف فاسق أو مبتدع نال فضل الجماعة أفاد أن الصلاة خلفهما أولى من الانفراد لكن لا ينال كما ينال خلف تقي ورع. الدر المختار مع رد المحتار كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵۶۲ طبع ايچ ايم سعيد كراچی

وكذا في حلبي كبير كتاب الصلوة باب الامامة ص: ۵۱۴ طبع سعيدي كتب خانه.

وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب الامامة ص: ۳۰۲ طبع قديمي كتب خانه.

۲) وأن المساجد لله فلا تدعوا مع الله أحدا. سورة الجن آية: ۱۸ پاره ۲۹.

۳) مشكوة المصابيح باب الامامة الفصل الثالث ص: ۱۰۰ طبع قديمي كتب خانه.

كما في الدر المختار وعندهما هو حبسها على حكم ملك الله تعالى وصرف منفعتها على من احب ولو غنيا فيلزم فلا يجوز له ابطاله ولا يورث عنه. كتاب الوقف ۴/۳۳۸ طبع ايچ ايم سعيد كراچی.

۴) الدر المختار كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵۵۹ طبع ايچ ايم سعيد كراچی.

وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب الامامة ص: ۳۰۱ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان

وكذا في البحر الرائق كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۶۰۹ طبع مكتبه رشيديه.

۵) الدر المختار كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵۶۰ طبع ايچ ايم سعيد.

وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب الامامة ص: ۳۰۳ طبع قديمي كتب خانه.

۶) شامي كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵۶۰ طبع ايچ ايم سعيد كراچی.

وكذا في حلبي كبير كتاب الصلوة باب الامامة ص: ۵۱۳ طبع سعيدي كتب خانه. وكذا في حاشية الطحطاوي كتاب الصلوة باب الامامة ص: ۳۰۳ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان.

ایسے شخص کی امامت کا حکم جس پر تہمت لگائی گئی ہو

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ ایک حافظ قرآن جو کئی [illegible] امام مقرر ہے ماہ رمضان سے چند روز قبل [illegible] ایک شخص نے یہ بات [illegible] [illegible] کہ اس شخص کی ناجائز [illegible] اس کا [illegible] (یعنی [illegible]) [illegible] ہیں [illegible] اب دونوں گواہ شہادت سے انکاری ہیں الزام دینے والے کا مقصد یہ ہے کہ امامت سے علیحدہ کیا جائے۔ تمام [illegible] ہیں چونکہ ایک [illegible] اچھے شخص [illegible] ایک شرعی [illegible] ہوئی ہو [illegible] شریعت [illegible] کا حکم [illegible] تفصیل سے [illegible] کہ نماز کی امامت [illegible] اور ایسے شخص [illegible] الزام [illegible] [illegible] بینوا وتوجروا

الجواب

صورت مسئولہ میں امام کی امامت بلا کراہت جائز ہے اور تہمت لگانے والے [illegible] لازم ہے [illegible] [۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

[illegible] مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

[illegible] ۱۳۹۹ھ

---

(۱) کما قال اللہ تعالیٰ یا أیہا الذین آمنوا اجتنبوا کثیراً من الظن إن بعض الظن إثم سورة الحجرات آیة ۱۲. وقال تعالیٰ لولا إذ سمعتموہ ظن المؤمنون والمؤمنات بأنفسہم خیراً وقالوا ہذا إفک مبین سورة النور [illegible] تفسیر الطبری [illegible] بحوالہ جامع الکلمات ص [illegible] طبع دار الکتب العلمیة بیروت لبنان.

(۲) والذین إذا فعلوا فاحشة أو ظلموا أنفسہم ذکروا اللہ فاستغفروا لذنوبہم سورة آل عمران الآیة ۱۳۵. واتفقوا علی أن التوبة من جمیع المعاصی واجبة وأنہا واجبة علی الفور لا یجوز تأخیرہا سواء کانت المعصیة صغیرة أو کبیرة، شرح النووی علی الصحیح لمسلم، کتاب التوبة ص [illegible] قدیمی کتب خانہ، وقد نصوا علی أن أرکان التوبة ثلاثة الندم علی الماضی والإقلاع فی الحال والعزم علی عدم العود فی الاستقبال تعریف التوبة [illegible] ص ۲۲۶ طبع دار البشائر الإسلامیة بیروت، الأزہر شرح فقہ الأکبر.

[illegible]

سوال

[illegible]

جواب

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سوال

[illegible]

جواب

[illegible]

آپ لوگ اس امام کو مقرر کرنے پر مجبور نہیں، ایسے شخص کو مقتدی بنانے سے احتراز کرنا چاہیے، کسی نیک،
صالح، دیندار، عالم کو امام مقرر کریں۔ امامت عالی دینی منصب ہے، اس میں پارٹی بازی سے احتراز کریں،
اور عام نمازیوں کے مشورے سے دیندار امام کو مقرر کریں[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

* مرکز ... عفی عنہ ... خادم

ناجائز تعلقات رکھنے والے کی امامت کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام وعلماءِ عظام حسب ذیل مسائل کے متعلق: (۱) زید ایک نابالغ لڑکی کے ساتھ ناجائز تعلق رکھتا ہے اور اس لڑکی کو ورغلا کر اس کے گھر والوں کی چوری سے نکال لاتا ہے اور جب کہ زید امام ہے تو کیا اس کی امامت درست ہے؟ اور زید کے پیچھے بلاتکلف نماز پڑھ سکتے ہیں؟ (۲) زید ایک نابالغ لڑکی کو ورغلا کر اس کے والدین کی چوری سے نکال لاتا ہے، پھر نکاح کیے بغیر اپنے گھر میں رکھتا ہے اور اس سے ہمبستری بھی کرتا ہے جو کہ اس کی منکوحہ بیوی نہیں ہے، اور اس لڑکی سے بچے بھی پیدا ہوتے ہیں تو کیا یہ فعل درست ہے؟ اور جب کہ زید امامت بھی کرتا ہے تو زید کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں؟ (۳) زید ایک منکوحہ لڑکی کو ورغلا کر اس کے شوہر کی چوری سے نکال لاتا ہے اور اس منکوحہ لڑکی سے زید کو بچے بھی پیدا ہوتے ہیں تو کیا یہ جائز ہے؟ جب کہ زید دوسرے شخص کی منکوحہ سے تعلق رکھتا ہے اور یہ امامت بھی کرتا ہے۔ زید اور عمر دونوں حقیقی بھائی ہیں، زید اپنی لڑکی کی شادی اپنے بھائی عمر کے لڑکے کے ساتھ کرتا ہے، وہ لڑکی نابالغ ہے، شادی کے کچھ عرصہ بعد قریب دو تین سال بعد زید اپنی لڑکی کو واپس لے آتا ہے اور دوسری جگہ اس کی شادی کر دیتا ہے، پہلی شادی کے ہوتے ہوئے دوسری جگہ شادی کر دیتا ہے تو کیا یہ درست ہے؟ جب کہ زید امامت بھی کرتا ہے اور جب زید سے سوال کیا جاتا ہے تو زید کہتا ہے کہ یہ شادی میرے والد نے کی تھی، میری مرضی کے خلاف ہے تو کیا اس عذر کو قبول کر کے زید کے پیچھے بلاتکلف نماز پڑھ سکتے ہیں۔

---

(۱) وفي فتاوى ... الارشاد ... في الحضرة ... في العلم والورع والتقوى
والقرأة، كتاب الصلوة، ... الإمامة ... ١/... طبع إدارة القرآن
وكذا في الدر المختار، كتاب الصلوة، باب الإمامة ١/٥٥٧ طبع سعيد
وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلوة، باب الإمامة ١/٣٤٩ طبع دار المعرفة بيروت لبنان

﴿ج﴾

اگر فی الواقع زید ان گناہ ہائے کبیرہ کا مرتکب ہوا اور توبہ تائب نہیں ہوا تو وہ امامت کا مستحق نہیں ہے(۱)۔ تو جو مسلمانوں کو لازم ہے کہ اپنی قدرت و استطاعت کے موافق کسی نیک امام کو مقرر کریں اور اگر زید ان گناہات سے سچی توبہ کر کے تائب ہو کر اپنی زندگی اصلاح احوال کے ساتھ گزارنے لگا ہو تو اسے بھی امام بنانا جائز ہے(۲)۔ فقط واللہ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

ٹونے ٹوٹکے اور غیر شرعی امور میں متہم شخص کی امامت کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص پر مندرجہ ذیل باتوں میں سے کسی ایک بات یا تمام باتوں کی تہمت لگائی گئی ہو اور یہ تہمتیں عوام میں بھی مشہور ہو چکی ہوں تو کیا ایسے شخص کو امام مقرر کیا جا سکتا ہے یا نہیں: (۱) جس کی داڑھی قبضہ (ایک مشت) سے کم ہو (۲) جس کو شرعی طور پر حدود کا علم نہ ہو اور نکاح کی مجلس میں وکالت کے طور پر گواہ بنے نکاح کے دوران غلط بیانی کی ہو (۳) ایک شخص جو ایسا تعویذ دے کہ جاتا ہے جب کہ گھر میں عورتوں کے علاوہ کوئی مرد موجود نہیں اور باہر سے جو کوئی آئے اسے اندر بلا کر تعویذ دیتے وقت کانوں کے ... کے لئے ... سے باہر نکال دیا جاتا ہے (۴) ایک شخص جس کی اولاد نرینہ نہ ہو اور وہ شخص ٹونے ٹوٹکے کے طور پر اپنی عورت کو ایک ایسے شخص کے گھر بھیجتا ہے جس کی اولاد زیادہ تعداد میں ہے اور وہ تعویذ پڑھتا ہے اس عورت کو اس گھر میں ... بیٹھی رہنے کے بعد جب وہ عورت اس کے گھر سے جسم پر ... کے نکلتی تو ... لے آتے ... اس کو ... تک کو دھو دیتی ہے۔

---

(۱) لقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لأمر دينه وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه وقد وجب عليهم إهانته شرعا. الدر المختار كتاب الصلوة باب الإمامة ۱/۵۶۰ طبع سعيد.

وكذا في حلبي كبير، كتاب الصلوة باب الإمامة ص ۵۱۳ طبع سهيل اكيڈمي لاهور. وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلوة باب الإمامة ص ۳۰۳ طبع قديمي كتب خانه.

(۲) قال الله تعالى وإني لغفار لمن تاب وآمن وعمل صالحا ثم اهتدى. سورة طه ۸۲.

وعن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم التائب من الذنب كمن لا ذنب له. مشكوة المصابيح باب التوبة والاستغفار ۱/۲۰۶ طبع قديمي كتب خانه.

وكذا في سنن ابن ماجة باب ذكر التوبة ص ۳۲۳ طبع ايچ ايم سعيد.

ج

اگر واقعی مندرجہ بالا امور میں سے کوئی ایک بھی شخص مذکور میں ہو تو اس کی امامت میں نماز پڑھنی مکروہ تحریمی ہے(۱)۔ ایسے امور سے متہم ہونے کی صورت میں شخص مذکور امامت سے تو بہرحال معزول کر دیا جائے(۲)۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۶ شوال ۱۳۷۹ھ

ولد الزنا کی امامت کا حکم

س

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ولد الزنا آدمی کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا مکروہ ہے۔

ج

ولد الزنا اگر افضل القوم اور اعلم القوم ہے یعنی جن لوگوں کی ولد الزنا امامت کرتا ہے ان سب سے وہ زیادہ عالم اور متقی شخص ہو تو اس کے پیچھے نماز بلا کراہت جائز ہے لیکن اگر وہ قوم میں اعلم و افضل نہ ہو تو

---

(۱) ویکرہ امامۃ عبد واعرابی وفاسق من الفسق وهو الخروج عن الاستقامۃ ولعل المراد به من یرتکب الکبائر کشارب الخمر والزانی وآکل الربا ونحو ذلک کذا فی الدر المختار مع الشامی، کتاب الصلوۃ باب الامامۃ ۱/۵۶۰ طبع ایچ ایم سعید۔
وکذا فی تفسیر روح المعانی سورۃ البقرۃ، الآیۃ ۱۲۴، ۳۷۵/۱ طبع دار احیاء التراث بیروت
وکذا فی حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح کتاب الصلوۃ باب الامامۃ ص ۳۰۳ طبع دار الکتب بیروت۔

(۲) وقد علّلوا کراہۃ تقدیمہ بأنہ لا یہتم لأمر دینہ وبأن فی تقدیمہ للامامۃ تعظیمہ وقد وجب علیہم إہانتہ شرعاً الشامیۃ کتاب الصلوۃ باب الامامۃ ۱/۵۶۰ طبع سعید۔
وکذا فی حلبی کبیر، کتاب الصلوۃ باب الامامۃ ص ۵۱۲ سعدیہ کتب خانہ
وکذا فی حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح کتاب الصلوۃ باب الامامۃ ص ۳۰۳ طبع کتب قدیمی کراچی۔

تو اس کے پیچھے نماز پڑھنے سے فرض ادا ہو جاتا ہے، اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے[1]۔ فی الدر المختار (قوله غیر الفاسق تبع فی ذلک صاحب البحر حیث قال قید کراهة امامة الاعمی فی المحیط وغیرہ بان لا یکون افضل القوم فان کان افضلهم فهو اولی ثم ذکر انه ینبغی جریان هذا القید فی العبد والاعرابی وولد الزنا الخ[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

نامحرم عورتوں کو بے پردہ پڑھانے والے کی امامت کا حکم

سوال:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ امام صاحب نامحرم عورتوں کو درس دیتے وقت یا سبق پڑھاتے وقت ہاتھ لگاتا ہو۔ جب کہ وہ قرآن سے جھوٹی قسمیں کھاتا ہے۔ جو وہ سب کی چوری میں لگا ہوا ہے اور چودہ سال کے لڑکوں سے بوس و کنار کرتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

جواب:

بشرط صحت سوال ایسا شخص فاجر و فاسق ہے[3]، اس کی امامت مکروہ ہے[4]، امام کے لیے متقی،

---

(1) ویکرہ امامة عبد واعرابی وفاسق واعمی ... وولد الزنا هذا ان وجد غیرهم والا فلا کراهة (الدر المختار، کتاب الصلوة، باب الامامة ۱/۵۵۹، ۵۶۰، ط: سعید کراچی)
وکذا فی الهدایة، کتاب الصلوة، باب الامامة ۱/۱۲۳، ط: رحمانیة لاهور.
وکذا فی البحر الرائق، کتاب الصلوة، باب الامامة ۱/۶۱۰، ط: رشیدیة کوئٹہ.

(2) الدر المختار، کتاب الصلوة، باب الامامة ۱/۵۶۰، ط: رشیدیہ جدید کوئٹہ.

(3) قوله وفاسق، من الفسق وهو الخروج عن الاستقامة، ولعل المراد به من یرتکب الکبائر کشارب الخمر والزانی وآکل الربا ونحو ذلک کذا فی البرجندی إسماعیل (الشامیة، کتاب الصلوة، باب الامامة ۱/۵۶۰، ط: ایچ ایم سعید) وکذا فی تفسیر روح المعانی سورة البقرة آیت ۲۶، ۱/۲۱۴ دار احیاء التراث.
وکذا فی حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح، کتاب الصلوة، فصل فی بیان الاحق بالامامة، ص ۳۰۳ بیروت.

(4) ویکرہ امامة عبد واعرابی وفاسق واعمی ... (الدر المختار، کتاب الصلوة، باب الامامة ۱/۵۵۹، ط: سعید کراچی)، وکذا فی حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح، کتاب الصلوة، فصل فی بیان الاحق بالامامة، ص ۳۰۲، ط: قدیمی کتب خانه.
وکذا فی البحر الرائق، کتاب الصلوة، باب الامامة ۱/۶۱۱، ط: رشیدیة کوئٹہ.

[illegible] ﷲ تعالیٰ اعلم

محمد اسحاق غفرلہ

[illegible]

مودودی جماعت میں شامل ہونا اور مودودی نظریات کے حامل شخص کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم

سوال:

[illegible]

جواب:

[illegible]

....

(۱) وفي فتاوى [illegible] الفاسق [illegible]
[illegible] كتاب الصلوة باب الإمامة [illegible] طبع إدارة القرآن والعلوم الإسلامية
وكذا في الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الإمامة [illegible] طبع ايچ ايم سعيد كراچی
وكذا في البحر الرائق كتاب الصلوة باب الإمامة [illegible] طبع دار الكتب بيروت

کی ان کی جماعت میں شریک ہونا یا ان کی اعانت کرنا جائز نہیں۔ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان الآیۃ.(۱) مودودی صاحب کے ان غلط نظریات و عقائد کو درست سمجھنے والے کی امامت درست نہیں (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

مودودی عقائد رکھنے والے کی امامت کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک شخص جماعت اسلامی کے مودودی صاحب کے عقائد کو ہے اور اس کی تبلیغ کرتا ہے۔ وہ مسجد میں امام ہے۔ مقتدی اہل سنت والجماعت ہیں، وہ اکثر اس کو نہیں چاہتے۔ کیا ایسے شخص کی امامت صحیح ہے۔ اس کے پیچھے نماز درست ہے۔ اس کو مسجد سے الگ کرنا چاہیے یا نہیں۔

جواب

مودودی صاحب چونکہ کتر بیونت ڈاڑھی کی خلاف اتباع سنت کرتے ہیں اور اس کو جائز اور صحیح سمجھتے ہیں۔ اس کی کوئی شرعی حد مقرر نہیں کرتے ہیں۔ شیخ محمد نے ایک مثال پیش کی۔ بالعموم ان کے نزدیک داڑھی بقدر قبضہ رکھنا سنت رسالت نہیں بلکہ فقط ایک عادت رکھی گئی تھی۔ اس میں صریح نصوص اعفوا اللحی، کثروا اللحی، اوفوا اللحی، وفروا اللحی (۳) کے الفاظ موجود ہیں۔ سب صیغے امر کے ہیں جو مواظبت عمل کے ساتھ وجوب کے لئے آتے ہیں۔ کما ھو مقرر عند الاصولیین (۴)۔ در

---

(۱) سورۃ المائدۃ الآیۃ ۲.
وکذا فی تفسیر روح المعانی تحت قولہ تعالیٰ فعم النھی کل ما ھو من مقولۃ الظلم والمعاصی ویندرج فیہ النھی عن التعاون فی الاعتداء والانتقام سورۃ المائدۃ ۶/۲:۳ طبع قدیمی کتب خانہ۔

(۲) ویکرہ امامۃ عبد واعرابی وفاسق واعمی الدر المختار ۱/۵۵۹ کتاب الصلوۃ باب الامامۃ طبع ایچ ایم سعید کراچی۔ کتاب الصلوۃ الفصل الخامس عشر فی الامامۃ والاقتداء ۱/۸۴ طبع رشیدیہ
ومثلہ فی البنایۃ شرح الہدایۃ کتاب الصلوۃ باب الامامۃ ۲/۳۲۲، ۳۲۳ طبع دار الکتب بیروت۔

(۳) وفی الصحیح البخاری باب اعفاء اللحی ۲/۸۷۵ طبع قدیمی کتب خانہ کراچی
وکذا فی مشکوۃ المصابیح باب الترجل ۲/۳۸۰ طبع قدیمی کتب خانہ کراچی۔
وکذا فی جامع الترمذی باب ما جاء فی اعفاء اللحیۃ ۲/۱۰۵ طبع ایچ ایم سعید کراچی۔

(۴) فعلم وموجبہ الوجوب لا الندب والاباحۃ نور الانوار مبحث الامر ص: ۲۶.
وکذا فی الحسامی فصل فی الامر ص: ۲۹ طبع رشیدیہ کوئٹہ۔

الدر المختار کے کتاب الصلوۃ باب ما یفسد الصلوۃ وما لا یفسدہ [illegible]
الآخر منهما وهي دون ذلك اي قدر القبضة كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم
يبحه احد[1] [illegible]
[illegible]
[illegible]
الاجتهاد على خلاف الاجماع و نصوص الشرع في النبي [illegible]
[illegible][2] (وما لو تقدم) اي صاحب بدعة وهي اعتقاد خلاف المعروف عن
الرسول صلى الله عليه وسلم لا بمعاندة بل بنوع شبهة [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible][3] ولو ام قوما وهم له كارهون ان الكراهة لفساد فيه او لانهم احق بالامامة
منه كره له ذلك تحريما لحديث ابي داود لا يقبل الله صلاة من تقدم قوما وهم له كارهون
الحديث [illegible]
[illegible][4] [illegible]
[illegible]

---

(1) الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلوۃ، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها [illegible] طبع سعيد كراچی۔
وكذا في البحر الرائق كتاب الصوم باب ما يفسد الصوم [illegible] طبع رشيدية [illegible]
وكذا في فتح القدير كتاب [illegible] طبع رشيدية كوئٹه
(2) [illegible] كتاب الصلوة باب الامامة [illegible] طبع سعيد كراچی۔ [illegible]
[illegible] كتاب الصلوة باب الامامة [illegible] طبع [illegible]
الفتاوى كتاب الصلوة الفصل الخامس [illegible] الامامة [illegible] طبع [illegible]
(3) الدر المختار كتاب الصلوة باب الامامة [illegible] طبع [illegible]
وكذا في الفتاوى [illegible] كتاب الصلوة [illegible] طبع ادارة القرآن كراچی۔
وكذا في البحر الرائق كتاب الصلوة باب الامامة [illegible] طبع رشيدية كوئٹه
(4) [illegible] كتاب الصلوة باب الامامة [illegible]
وكذا في حلبي كبير كتاب الصلوة باب الامامة [illegible] طبع [illegible] وكذا في حاشية
الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب الامامة [illegible] طبع دار الكتب بيروت۔

ہوجائے مطلقاً حدیث لهذا کو ورنہ بوجہ استحقاق عزل کے اس کو معزول کر دیا جائے[1] بالخصوص جب کہ اس کی امامت سے اختلاف بین المسلمین کا شدید خطرہ بھی لاحق ہے۔ واللہ اعلم

مودودی خیالات رکھنے والے کی امامت کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ جو شخص مودودی خیالات رکھتا ہو یعنی جماعت اسلامی سے تعلق رکھتا ہو۔ اس کی امامت کا کیا حکم ہے اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہ۔ جواب سے مشکور فرماویں۔

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مودودی صاحب کے خیالات اور ان کے مسائل شرعیہ میں مخصوص اجتہادات گمراہ کن ہیں۔ جن کی تفصیل علماء حق کے متعدد رسائل میں موجود ہے۔ لہٰذا مودودی صاحب کا ان مخصوص خیالات و مجتہدات میں پیروکار شخص ضال و فاسق شمار ہوگا اور اس کی امامت مکروہ ہوگی۔ اکابر علماء کا یہی فتویٰ ہے[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۷ رجب ۱۳۸۷ھ

کبھی کبھار یا مستقل طور پر ایسے شخص کی امامت کا حکم جو مودودی صاحب کے خیالات رکھتا ہو

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ:

---

۱) ويكره إمامة عبد وأعرابي وفاسق وأعمى الدر المختار كتاب الصلوة باب الإمامة ١/٥٥٩، ٥٦٠ طبع سعيد كراچی. وكذا في الخلاصة الفتاوى كتاب الصلوة الفصل الخامس عشر في الإمامة والاقتداء ١/١٤٥ رشيديه. وكذا في البناية كتاب الصلوة باب الإمامة ٢/٣٣٢، ٣٣٣ طبع دار الكتب بيروت.

۲) وأن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يقول ثلثة لا يقبل الله منهم صلوة من تقدم قوما وهم له كارهون الخ كتاب الصلوة باب الرجل يؤم وهم له الخ ابوداؤد شريف ١/٩٨ طبع رحمانيه لاهور. وفي الدر المختار كتاب الصلوة باب الإمامة ١/٥٥٩ طبع ايچ ايم سعيد. وكذا في التاتارخانية كتاب الصلوة من هو أحق بالإمامة ١/٦٠٣-٦٠٤، ٦٠٦ طبع إدارة القرآن.

ہمارے گاؤں میں مسجد کے دو مستقل امام ہیں۔ مقامی حضرات میں سے ہی کوئی شخص نماز پڑھا دیتا ہے۔ البتہ یہاں ایک گروہ ایسا ہے جس میں عالم اور حافظ بھی ہیں لیکن یہ حضرات جماعت اسلامی سے تعلق رکھتے ہیں اور سید مودودی صاحب کے معتقد ہیں۔ آپ فرمائیے کہ ہم کیا کریں؟ جب ان میں سے کوئی امامت کرائے تو کیا ہم ان کی اقتداء میں نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں۔ نیز اگر کوئی امام جماعت اسلامی کا رکن ہو تو اس کی اقتداء میں نماز درست ہے یا نہیں۔

﴿الجواب﴾

مودودی صاحب کے خیالات اور ان کے مسائل شرعیہ میں مخصوص اجتہادات گمراہ کن ہیں جن کی تفصیل علماء حق کے شائع کردہ لٹریچر میں موجود ہے لہٰذا مودودی صاحب کے مخصوص نظریات کا معتقد ہو ایسے شخص کو امام مقرر کیا جائے اس کی امامت مکروہ ہے[1] مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ کوشش کر کے کسی صالح اور متقی عالم کو امام مقرر کریں اور ان کی اقتداء میں نماز باجماعت پابندی کے ساتھ ادا کریں اور مسجد کی آبادی کی طرف توجہ فرمائیں۔[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ محمد انور عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح خیر محمد عفا اللہ عنہ

[illegible] ۱۳۹۳ھ

مودودی عقیدہ رکھنے والے کی امامت کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے ذیل میں کہ ہمارے علاقہ میں تبلیغ کا کام بڑے زور و شور سے ہو رہا ہے۔ اسلام جو مکارم اخلاق کی تعلیم دیتا ہے یہ اس کے خلاف معلوم ہوتا ہے کیونکہ دو طرح کے راستے اختیار کیے جا رہے

---

(1) راجع الی حاشیة سابقة صفحہ نمبر ۹۴ ایضاً۔

(2) وفی فتاوی الارشاد: والاحسن ان یکون امام القوم فی الصلوة افضلهم فی العلم والورع والتقوی والقراءة (كتاب الصلوة باب الامامة [illegible] طبع ادارة القرآن والعلوم الاسلامية).

وكذا في الدر المختار كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵۵۷ طبع ایچ ایم سعید۔

وكذا في البحر الرائق كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۳۴۸ طبع دار الكتب بيروت۔

ہے۔ مولانا مودودی صاحب کے خلاف بریلوی اور دیوبندی حضرات نے جو اعلان کیے ہیں، کہاں تک درست ہیں؟ نیز جماعت اسلامی کے امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا ناجائز؟ تحقیقی مشورہ اور مفصل مسئلہ سے ہماری رہنمائی فرمائیں۔

الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ واضح رہے کہ مودودی صاحب سے جو مخصوص عقائد و نظریات منسوب ہیں، جن کی نشاندہی علماء کرام نے مختلف رسالوں اور کتابوں کی شکل میں کی ہے۔ خاص کر جو انہوں نے اپنی تازہ گزشتہ سالوں، رسالہ ترجمان القرآن کے مختلف شماروں میں خلافت راشدہ سے ملوکیت تک کے عنوان نیز دیگر عنوانوں سے جلیل القدر صحابہ کرام خصوصاً خلیفہ راشد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر جو تنقید کر کے ان کی تنقیص و تعییب کی ہے وہ کسی باغیرت مسلمان کے لیے قابل برداشت نہیں ہے۔ بہرحال یہ حقیقت ہے کہ مودودی صاحب ان مخصوص نظریات کی بنا پر گمراہ و گمراہ کن ہیں اور جو شخص ان مخصوص عقائد و نظریات میں ان کا مؤید و تصدیق کرنے والا ہو، وہ بھی گمراہ ہے اور اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ عبد اللطیف غفرلہ
الجواب صحیح محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ
۹ ربیع الاول ۱۳۹۹ھ

مودودی نظریات کے حامی کی امامت کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے میں کہ ایک مولانا صاحب ہیں جو بظاہر مودودی صاحب کے عقائد و نظریات کے حامی ہیں اور ان عقائد و نظریات کو صحیح سمجھتے ہیں، تاہم جماعت کی رکنیت اختیار نہیں کی اور مودودی جماعت سے علیحدگی میں ہونے کی شہرت کا دعویٰ کرتا ہے۔ حالانکہ مولانا مودودی کی کتب میں حسب ذیل عقائد

---

(۱) اما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه كراهة تحريم بحر بحوالة رد المحتار مع الدر المختار كتاب الصلاة باب الامامة ۱/۵۶۰ طبع ایچ ایم سعید

وكذا في حلبي كبير كتاب الصلاة باب الامامة ص: ۵۱۳ طبع سہیل/مجیدی کتب خانہ. وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلاة باب الامامة ص: ۳۰۳ طبع دار الكتب بيروت.

موجود ہیں اور بار بار علمائے حق نے ان عبارات و نظریات کو حذف کرنے اور اپنے عقائد سے رجوع کرنے کے متعلق کہا لیکن مولانا مودودی اس تمام جدوجہد میں مصر ہیں اور رجوع نہیں کیا۔ عبارات و نظریات یہ ہیں۔

(۱) تنقیص انبیاء علیہم السلام مثلاً لکھا ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام نے اپنے منصب رسالت کی ادائیگی میں کوتاہی کی ہے۔ (العیاذ باللہ) (۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کا سوال ... (۴) حضور علیہ السلام کی پیشگوئی کہ قیامت قریب ہے، غلط ثابت ہوئی ہے۔ مولانا مودودی کا نظریہ ہے کہ ۱۳۰۰ سو سال کی تاریخ نے ثابت کر دیا ہے کہ یہ پیشگوئی غلط تھی۔ (۳) اصحاب رسول اللہ معیار حق نہیں وغیرہ وغیرہ۔ جو شخص ایسے عقائد و نظریات رکھنے والے مودودی صاحب اور ان کی جماعت کا حامی و مؤید ہو بلکہ یہ بھی کہتا ہو کہ اسلام کی صحیح معنوں میں خدمت کرنے والی اور اسلام کی اشاعت کرنے والی جماعت اسلامی ہے اور مولانا مودودی صحیح خدمت اسلام کر رہے ہیں اور جس وقت مولانا مودودی اور جماعت اسلامی کے عقائد و نظریات کی تائید و تصدیق کرتا ہو بلکہ خود کو مودودی ہی کہتا ہو۔ کیا ایسے آدمی کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں ہے اور ایسا آدمی کسی ایسی مسجد میں پیش امام و خطیب رکھا جا سکتا ہے جس کے نمازی تمام آبادی سوائے ایک دو کے ہوں یا ایسے عقائد رکھنے والے انسان کو امام رکھنے میں شرعاً کوئی حرج تو نہیں۔ نیز اس جماعت اور اس کے بانی جماعت مولانا مودودی کو شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے ضال و مضل کہا ہے اور تحریرات میں لکھا ہے۔ اس مسئلہ کو نہایت واضح تشریح کے ساتھ تحریر فرمادیں عین نوازش ہوگی۔

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مودودی صاحب کے مخصوص عقائد و نظریات کو علمائے حق نے گمراہ کن اور غلط قرار دیا ہے اور ان سے عقائد و مسائل کا ضال و مضل اور مبتدع ہونا بیان کر چکے ہیں اور رسائل لکھے جا چکے ہیں۔ مزید تشریح و توضیح کی ضرورت نہیں ہے۔ غرض یہ کہ مودودی صاحب اور ان کے مخصوص عقائد و نظریات رکھنے والے شخص ضال و مضل اور مبتدع ہوتے ہیں۔ اس پر موجودہ زمانہ کے علماء ربانیین کا اتفاق ہے اور مبتدع کی امامت مکروہ ہے۔ لہٰذا ایسے شخص کو امام مقرر کرنا مکروہ ہے۔ ہاں منفرد پڑھنے سے ان کے پیچھے اقتداء کرنی بہتر ہے۔ قال في الفتاوى العالمگيرية[1] قال المرغيناني تجوز الصلوة خلف صاحب هوى وبدعة ولا تجوز خلف الرافضي والجهمي والقدري والمشبهة ومن يقول بخلق القرآن وحاصله ان كان هوى لا يكفر به صاحبه تجوز الصلوة خلفه مع الكراهة والا فلا هكذا في التبيين والخلاصة

---

(۱) هندية كتاب الصلوة الباب الخامس في الامامة الفصل الثالث في بيان من يصلح اماما لغيره ۱/۸۴ طبع رشيديه كوئٹه

وكذا في الدر المختار كتاب الصلوة باب الامامة مطلب البدعة خمسة اقسام ۱/۵۵۹، ۵۶۲ طبع سعيد كراچی. وكذا في البحر الرائق كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۶۱۰ طبع رشيديه كوئٹه.

وھو الصحیح ھکذا فی الہدایۃ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ عبداللطیف غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۲۰ شوال ۶۸ھ

مودودی پارٹی کے ساتھ سیاسی جدوجہد میں شریک شخص کی امامت کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک عالم دین متقی اور پرہیزگار اور علم تجوید کا سند یافتہ قاری بھی ہے۔ نہایت صحیح العقیدہ ہے۔ تمام بدعات ورسومات مروجہ سے اجتناب کرتا ہے۔ خدا کی توحید وانبیاء کی عملی شکل قرآن وحدیث کی روشنی میں خوب بیان کرتا ہے اور بدعات کی اصلاح وغیرہ سے متعلق بیان کرتا ہے اور بلا معاوضہ ۱۵ سال سے امامت وخطابت کا کام سرانجام دے رہا ہے۔ اور وہ کسی تحریک کی تردید نہیں کر رہا ہے۔ لیکن سیاست میں جماعت اسلامی کا حامی ہے، صرف اس لئے کہ خدا کا دین اور نظام شریعت عملاً پاکستان میں جاری ہو جائے۔ کیا ایسے عالم دین کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ شریعت کے مطابق حکم صادر فرمائیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کے کچھ عقائد اہل سنت والجماعت کے خلاف ہیں، مثلاً عصمت انبیاء اور حضرات صحابہ پر تنقید کو جائز سمجھنا، متعہ کا جواز وغیرہ، اگر یہ مولوی صاحب جماعت اسلامی کے ساتھ ان مذکورہ عقائد میں اتفاق نہیں رکھتا صرف نظام شریعت کو اپنے زعم کے مطابق عملاً جاری کرنے کی جدوجہد میں ان کے ساتھ شریک ہے تو پھر اس کی اقتداء درست ہے(۱)، مگر مکروہ ہے(۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

بندہ محمد اسحاق غفرلہٗ

---

(۱) وكذا في التاتارخانية، وفي فتاوى الأرشاد: يجب أن يكون إمام القوم في الصلاة أفضلهم في العلم والورع والتقوى والقراءة والحسب والنسب والجمال على هذا بإجماع الأمة. (كتاب الصلوة، من هو أحق بالإمامة ١/٦٠٠، طبع إدارة القرآن)

وكذا في الدر المختار، كتاب الصلوة، باب الإمامة ١/٥٥٧، ٥٥٨، طبع سعيد كراچي.

وكذا في النهر الفائق، كتاب الصلوة، باب الإمامة ١/٢٤٣، طبع دار الكتب بيروت.

(۲) ويكره إمامة عبد وأعرابي وفاسق وأعمى ومبتدع. (الدر المختار، كتاب الصلوة، باب الإمامة ١/٥٥٩، ٥٦٠، طبع سعيد كراچي) وكذا في خلاصة الفتاوى، كتاب الصلوة، باب الإمامة ١/١٤٥، طبع رشيدية. وكذا في البناية، كتاب الصلوة، باب الإمامة ٢/٣٣٢، ٣٣٣، طبع دار الكتب بيروت.

بہتر یہ ہے کہ اپنی مساعی جمعیت علماء اسلام کے تحت استعمال کرے۔

محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

۲۷ جمادی الاخری ۱۳۹۶ھ

مودودی خیالات رکھنے والے کی امامت

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک عالم دین جو خود نیک و متقی ہے۔ سند یافتہ عالم ہونے کے علاوہ قرآن مجید خوب صورت طرز تجوید کے مطابق پڑھتا ہے۔ سند یافتہ قاری ہے۔ بغیر طمع و لالچ کے بلا اجرت ۱۵ سال سے امام اور خطیب کا کام سرانجام دے رہا ہے۔ مسئلہ توحید کو قرآن و حدیث سے خوب بیان کرتا ہے۔ جہاد کے مسئلہ کو بھی بیان کرتا ہے۔ لوگوں کو اس کے وعظ و اخلاص سے کافی فائدہ پہنچا ہے اور تمام بری رسومات و بدعات سے سخت پرہیز کرتا ہے۔ نہ جنازہ کے بعد دعا مانگتا ہے نہ میت کے دوسرے تیسرے دن قل خوانی کو درست کہتا ہے اور نہ شادی بیاہ کی عام مروجہ رسومات و بدعات میں شمولیت کرتا ہے۔ بلکہ دوسروں کو ایسی تمام بدعات سے منع کرتا ہے اور نہ میت کے بعد ختم قرآن پر کھانا کھاتا ہے۔ اور اپنی لڑکی کی شادی پر برات کو نکاح کے بعد فوراً دو تین گھنٹے میں لڑکی دولہا کے گھر پہنچا دی۔ کسی قسم کی معمولی رسم بھی ادا نہیں کی گئی۔ تمام ضلع کے دیوبندی علماء آج تک ایسا کام نہ کر سکے۔ لیکن یہی عالم دین جماعت اسلامی کے ساتھ سیاست میں حصہ لیتا ہے اور تعاون کرتا ہے اور عقائد میں بالکل صاف ستھرا مسلک اہل سنت جیسا رکھتا ہے۔ مودودی ہو یا کوئی بڑا عالم اگر اس کا مسئلہ قرآن مجید اور حدیث رسول اور صحابہ کرام و مجتہدین و علماء اہل سنت کی کتب کے مطابق ہو تو قبول کرتا ہے ورنہ رد کر دیتا ہے۔ کیا ایسے عالم دین کے پیچھے نماز خمسہ اور نماز جمعہ پڑھنا اور اس کی تقریر سننا درست ہے یا نہیں؟

﴿ج﴾

مودودی صاحب کے متعلق اکابر دیوبند مثلاً مولانا حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا احمد علی صاحب لاہوری ؒ اور مولانا نصیر الدین صاحب غور غشتوی ؒ اور اسی طرح دیگر علماء کرام کا متفقہ فتویٰ ہے کہ مودودی صاحب کے خیالات اور ان کے مسائل شرعیہ میں مخصوص اجتہادات گمراہ کن ہیں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ ؓ جیسے جلیل القدر صحابہ کرام کی ذوات پر یہ شخص اپنی

کتاب خلافت وملوکیت میں نا پاک حملے کر چکا ہے۔ اسی طرح چند دیگر مسائل متفق علیہ بین الائمہ میں اپنی منفردانہ رائے ذکر کر چکا ہے۔ جس کی تفصیل آپ ان کے متعلقہ رسائل میں ملاحظہ کر سکتے ہیں۔ لہٰذا مودودی صاحب کا ان مخصوص خیالات ومجتہدات میں پیروکار شخص ضال وفاسق شمار ہوگا[1]۔ اور اس کی امامت مکروہ ہوگی: اکابر علماء کا یہی فتویٰ ہے[2]۔ اور جو عالم مودودی صاحب کو ان مخصوص خیالات میں غلط کار اور ضال سمجھتا ہے اس کی امامت مکروہ نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

پندرہ سال کی عمر والے لڑکے کے پیچھے نماز تراویح پڑھنے کے متعلق

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک لڑکا جس کی عمر پندرہ سال سے اوپر تقریباً سولہ سال ہے اس کے پیچھے نماز تراویح جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

اگر دوسری علامت بلوغ کی مثل احتلام وغیرہ کے لڑکے میں موجود نہ ہو تو شرعاً پندرہ برس کی عمر پوری ہونے پر بلوغ کا حکم دیا جاتا ہے پس جس لڑکے کو سولہواں سال شروع ہو گیا ہے اس کے پیچھے تراویح اور

---

۱) وقوله وفاسق من الفسق وهو الخروج عن الاستقامة ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر والزاني وآكل الربو ونحو ذلك كما في الشامية كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵۶۰ طبع ایچ ایم سعید کراچی.
وكذا في تفسير روح المعاني سورة البقرة الآية ۲۶ ۱/۲۸۲ طبع دار احياء التراث بيروت.
وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة فصل في بيان الاحق بالامامة ص: ۳۰۳ طبع بيروت.

۲) بل مشى في شرح المنية على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم رد المحتار كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵۶۰ طبع ایچ ایم سعید کراچی.
وكذا في حلبي كبير كتاب الصلوة باب الامامة ص: ۵۱۳ طبع سعيدي كتب خانه.
وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب الامامة ص: ۳۰۳ طبع قديمي كتب خانه.

فرض نماز صحیح ہو جاتی ہے(۱) اگر پندرہ سال کی عمر ہو جائے تو بالغ ہے۔ قال فی الدر المختار(۲) بلوغ الغلام بالاحتلام والاحبال والانزال ... فان لم یوجد فیہما شیء فحتی یتم لکل منہما خمس عشرۃ سنۃ بہ یفتی لقصر اعمار اہل زماننا الدر المختار کتاب الحجر فصل بلوغ الغلام الخ واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۹ رجب ۱۳۸۹ھ

ایسا بالغ لڑکا جس کی داڑھی نہ آئی ہو کی امامت کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک لڑکا جس کی عمر تقریباً پندرہ سال ہے اور شادی شدہ بھی ہے۔ تو فرض نماز پڑھا سکتا ہے یا نہیں۔ اگرچہ داڑھی کا ظہور ابھی نہیں ہوا۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

درمختار میں ہے و کذا تکرہ خلف امرد وسفیہ الخ۔ اور شامی میں ہے الصاعد ... الخ(۳)۔ معلوم ہوا کہ امرد کے پیچھے نماز مکروہ تنزیہی خلاف اولیٰ ہے۔ لہٰذا جو بالغ ہے

---

(۱) ... الدر المختار مع تنویر الابصار کتاب الصلوٰۃ باب الامامۃ ۱/۵۷۸ طبع ایچ ایم سعید کراچی
وکذا فی حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح کتاب الصلوٰۃ باب الامامۃ ص ... طبع دار الکتب العلمیہ بیروت۔ وکذا فی ... کتاب الصلوٰۃ باب الامامۃ ... طبع مکتبہ حقانیہ

(۲) الدر المختار مع رد المحتار کتاب الحجر فصل بلوغ الغلام بالاحتلام ۶/۱۵۳ طبع رشیدیہ جدید کوئٹہ
وکذا فی الفتاویٰ العالمکیریہ کتاب الحجر الباب الثانی فی معرفۃ حد البلوغ ۵/۶۱ طبع رشیدیہ کوئٹہ
وکذا فی مجمع الانہر کتاب الحجر فصل بلوغ الغلام ۴/۷۰ طبع مکتبہ غفاریہ کوئٹہ

(۳) رد المحتار علی الدر المختار کتاب الصلوٰۃ باب الامامۃ مطلب فی امامۃ الامرد ۲/۳۰۱ طبع رشیدیہ۔ وکذا فی حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح کتاب الصلوٰۃ باب الامامۃ ص ۳۰۳ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت۔

لوگ اس کے پیچھے نماز بہ مجبوری پڑھتے ہیں وہ حق پر تھا۔ نماز اس کے پیچھے ہوگی۔ لیکن امرد ہونے کی وجہ سے جماعت کا چھوڑنا درست نہیں(1)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

ایسے لڑکے کی امامت کا حکم جس کی عمر پندرہ برس ہو

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک حافظ صاحب کی عمر تحری خانہ سے پندرہ سال ہے۔ اس کی داڑھی وغیرہ ابھی نہیں آتی ہے اور زیر ناف کے بال بھی اتارتا رہتا ہے۔ کیا وہ امامت کرا سکتا ہے یا نہیں شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی رو سے صحیح جواب سے مطلع فرما دیں۔

﴿ج﴾

پندرہ سال کا لڑکا شرعاً بالغ ہے اور بالغ امرد کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے لیکن خلاف اولیٰ ہے۔ درمختار میں ہے۔ وکذا تکرہ خلف امرد وسفیہ الخ اور شامی میں ہے والظاهر انها تنزيهية الخ (2)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ

۲۸ شعبان ۱۴۰۱ھ

---

(1) في النهر عن المحيط صلى خلف فاسق او مبتدع نال فضل الجماعة افاد أن الصلوة خلفهما أولى من الانفراد لكن لا ينال كما ينال خلف تقي ورع الخ. الدر المختار مع رد المحتار كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵۶۲ طبع سعید کراچی.
وكذا في حلبي كبير كتاب الصلوة باب الامامة ص: ۱۴۴ طبع سعیدی کتب خانه.
وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب الامامة ص: ۳۰۳ طبع دار الكتب بيروت.

(2) وفي الدر المختار مع رد المحتار كتاب الصلوة باب الامامة مطلب في امامة الامرد ۲/۳۵۹ طبع جديد رشيديه كوئٹه.
وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب الامامة ص: ۳۰۳ طبع دار الكتب بيروت.

نابالغ کی امامت فرائض وتراویح میں

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں:

(۱) ایک لڑکا جو پندرہ سال کا ہو [illegible] بالغ نہیں ہے [illegible] تراویح کی نماز پڑھا سکتا ہے؟ کیا جائز ہے یا نہیں؟ اس کے علاوہ فرائض کی امامت بھی بالغ ہونے سے پہلے کرا سکتا ہے یا نہیں؟ (۲) [illegible] کے لئے [illegible] قضاء حاجت کے وقت [illegible] جائز ہے یا نہیں [illegible] علیہ السلام [illegible] قبلہ [illegible] اس کے بارے میں بھی وضاحت فرمائیں۔

جواب

(۱) جو لڑکا پندرہ سال کا ہو جائے [illegible] کی علامت [illegible] بالغ ہے[1] اور نابالغ [illegible] کے پیچھے فرائض [illegible] صحیح نہیں [illegible] اس لئے [illegible] امامت درست نہیں ہے[2]

(۲) [illegible] قبلہ کی جانب [illegible] ہے[3]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد [illegible] عفی عنہ

۲۸ شعبان ۱۳۹۹ھ

---

(۱) [illegible] الاسلام والاحتلام [illegible] فيهما حتى يتم [illegible]
[illegible] كتاب [illegible] ۱۳۲ [illegible]
[illegible]
وكذا في [illegible] كتاب [illegible]
وهكذا في مجمع الأنهر كتاب [illegible]

(۲) ولا يجوز إمامة الصبي في صلاة الفرض [illegible] الصبي [illegible]
[illegible] كتاب الصلاة [illegible] أحكام الإمامة والاقتداء ۱/۲۷۸ [illegible]
[illegible]

(۳) [illegible]
[illegible] صحيح البخاري كتاب [illegible]
[illegible]
[illegible] ۱۳۱۲ [illegible]

وكذا في جامع الترمذي كتاب الطهارة باب في النهي عن استقبال القبلة [illegible]

نابالغ کی اقتداء میں تراویح کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کہ نابالغ کے پیچھے تراویح کا پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ وجہ کمزوری سوال سے ... ہوا ہے تو کیا امام محمد رحمہ اللہ کا قول مفتی بہ ہے یا نہ۔ بینوا بالتفصیل وتوجروا

الجواب

نابالغ کے پیچھے علی القول المفتی بہ بالغین کی تراویح صحیح نہیں لما فی الدر المختار (ولا يصح اقتداء رجل بامرأة) وخنثى (وصبي مطلقا) ولو في جنازة ونفل على الأصح. وقال الشامي تعليقا على قوله وقال في الهداية وفي التراويح والسنن المطلقة جوزه مشائخ بلخ ولم يجوزه مشائخنا ومنهم من حقق الخلاف في النفل المطلق بين أبي يوسف ومحمد والمختار أنه لا يجوز في الصلوات كلها[1] والله تعالى أعلم

تراویح میں نابالغ کی امامت کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ میں نے بیٹے کو حفظ قرآن مجید کرایا ہے جس کو مکمل ہوئے تقریباً پانچ ماہ گزر چکے ہیں اب اس کی عمر ۱۲ سال ۱۰ ماہ ہے۔ منزل بحمد اللہ بہت پختہ ہے اس کا دل چاہتا ہے کہ رمضان المبارک میں تراویح پڑھائے تو کیا اس کے پیچھے تراویح پڑھ سکتے ہیں یا نہیں۔

---

(۱) الدر المختار مع رد المحتار: کتاب الصلوۃ، باب الامامۃ ۵۷۷/۱، طبع ... رشیدیہ کوئٹہ

وكذا في الفتاوى الهندية: وعلى قول مشائخ بلخ يصح الاقتداء بالصبيان في التراويح والسنن المطلقة كذا في فتاوى قاضيخان المختار أنه لا يجوز في الصلوات كلها كذا في الهداية هو الأصح ... كتاب الصلوة، الباب الخامس في الإمامة الفصل الثالث في بيان من يصلح إماما لغيره ... طبع رشيدية كوئٹہ.

جواب

لڑکے کے لیے ادنیٰ مدت بلوغ بارہ سال ہے[1]۔ اگر اس عمر میں بلوغ کی علامت احتلام یا انزال ظاہر ہو جائے تو یہ بالغ شمار ہوتا ہے، ورنہ پندرہ سال آخری مدت بلوغ ہے، اگر کوئی علامت بھی ظاہر نہ ہو تب بھی اس عمر کو پہنچ کر بالغ شمار ہوتا ہے[2]۔ آپ نے لڑکے میں اگر کوئی علامت بلوغ کی نہیں پائی گئی ہے اور یہی ظاہر ہے تو یہ بچہ ہی اور مراہق کہلائے گا اور اس کی امامت بالغ مقتدیوں کے لیے نہ تو فرض میں صحیح ہے اور نہ کسی نفل نماز تراویح وغیرہ میں۔ قال فی الفتاوی عالمگیریہ وعلی قول ائمۃ بلخ یصح الاقتداء بالصبیان فی التراویح والسنن المطلقۃ کذا فی فتاوی قاضیخان والمختار انہ لا یجوز فی الصلوۃ کلہا کذا فی الھدایۃ وھو الاصح ھکذا فی المحیط وھو قول العامۃ وھو ظاھر الروایۃ ھکذا فی البحر الرائق[3]

حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اسی قسم کے ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں[4] نابالغ کی امامت مذہب صحیح میں درست نہیں اس لیے ایسے موقع میں سورتوں سے تراویح پڑھ لیں۔ پندرہ سال کا لڑکا قابل امامت ہے اگرچہ کوئی علامت اس میں ظاہر نہ ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

1) وأدنى مدته له اثنتا عشرة سنة ولها تسع سنين وهو المختار. الدر المختار، كتاب الحجر فصل بلوغ الغلام بالاحتلام الخ ٩/٢٦٠ طبع جديد رشيديه كوئٹه
وهكذا في العالمگيريه كتاب الحجر الفصل الثاني في معرفة حد البلوغ ٥/٦١ طبع رشيديه
وكذا في مجمع الأنهر كتاب الحجر فصل في حكم بلوغ الغلام ٤/٦١ طبع غفاريه كوئٹه.
2) بلوغ الغلام بالاحتلام والإحبال والإنزال ... حتى يتم لكل منهما خمس عشرة سنة به يفتى. الدر المختار، كتاب الحجر فصل بلوغ الغلام بالاحتلام ص ٢٦٠ ج ٩ طبع جديد رشيديه كوئٹه۔
كذا في العالمگيريه كتاب الحجر الفصل الثاني في معرفة حد البلوغ ٥/٦١ طبع رشيديه
وكذا في مجمع الأنهر كتاب الحجر فصل في حكم بلوغ الغلام ٤/٦١ طبع غفاريه كوئٹه
3) وفي الفتاوى العالمگيرية الباب الخامس في الامامة الفصل الثالث في بيان من يصلح اماما لغيره ١/٨٥ طبع رشيديه كوئٹه. وكذا في مجمع الأنهر كتاب الحجر فصل في حكم بلوغ الغلام ٤/٦١ طبع غفاريه كوئٹه. وكذا في الدر المختار مع رد المحتار كتاب الصلوة باب الامامة ٢/٣٨٧ جديد رشيديه.
وهكذا في الهداية كتاب الصلوة باب الامامة ١/١٢٩ طبع رحمانيه لاهور.
4) تالیفات رشیدیہ کتاب الصلوۃ امامت اور جماعت کا بیان امامت تراویح نابالغ کی غیر ممیز کا نص ص ٣١٠ طبع ادارہ اسلامیات لاہور

اقتداء کے لیے بلوغ شرط ہے

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ زید جو کہ حافظِ قرآن ہے اور نماز روزہ کے مسائل سے واقف ہے۔ جو کہ عمر اٹھارہ انیس سال بتاتا ہے۔ لیکن داڑھی اس کی ابھی نہیں ہے۔ اس بناء پر چند اشخاص اس کے پیچھے نماز پڑھنے سے انکار کرتے ہیں۔ تو استفسار اس چیز کا ہے کہ داڑھی ہونا امامت کے لیے شرط ہے یا بلوغ اگر بلوغ شرط ہے تو علامات بلوغ کونسی ہیں وضاحت فرما دیجیے۔

جواب

اگر وہ ۱۸/۱۹ سال کی عمر کا ہے۔ تو شرعاً اس کو بالغ ہوئے کئی سال ہو چکے ہیں۔ اس کی اقتداء میں نماز درست ہے[1]۔ اقتداء کی صحت کے لیے داڑھی کا ہونا شرط نہیں ہے[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

داڑھی منڈانے والے کبوتر باز کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص داڑھی منڈواتا ہے اور کبوتر بازی بھی کرتا ہے گولیوں وغیرہ بھی کھیلتا ہے کیا اس کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے اور کیا امامت کے لائق ہے۔ بینوا توجروا

---

(۱) والسن الذی یحکم ببلوغ الغلام والجاریة اذا انتهیا الیه خمس عشرة سنة وعلیه الفتوی (فتاوی عالمگیریة کتاب الحجر الفصل الثانی فی معرفة حد البلوغ ۵/۶۱ طبع رشیدیه سرکی روڈ کوئٹه)
وکذا فی الدر المختار کتاب الحجر فصل بلوغ الغلام ۹/۲۶۰ طبع جدید رشیدیه.
وکذا فی مجمع الانهر کتاب الحجر فصل فی حکم بلوغ الغلام ۴/۷۰ طبع غفاریه کوئٹه.

(۲) فی نور الایضاح فقال وشروط الامامة للرجال الاصحاء ستة اشیاء الاسلام والبلوغ والعقل والذکورة والقراءة والسلامة من الاعذار كالرعاف الخ (رد المحتار کتاب الصلوة باب الامامة ۲/۳۳۷ طبع جدید رشیدیه کوئٹه) وکذا فی حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح کتاب الصلوة باب الامامة ص ۲۸۷ طبع دار الکتب بیروت.
وکذا فی العالمگیریة کتاب الصلوة الباب الخامس فی الامامة ۱/۸۴ طبع رشیدیه.

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ داڑھی منڈوانے والا فاسق ہے[1] اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے[2] لہذا یہ شخص امامت کے لائق نہیں[3]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۸ ذی قعدہ ۱۳۸۹ھ

الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۸ ذوالقعدہ ۱۳۸۹ھ

قبضہ سے کم داڑھی والے امام کی امامت کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ داڑھی کی لمبائی کتنی ہونی چاہیے۔ مسجد میں پیش امام کے لیے داڑھی چھوٹی کرانا کیسا ہے۔ سفید داڑھی کو کالا کرنا مثلاً کالا کرنا "وسمہ" کالی مہندی، خضاب وغیرہ سے جائز ہے یا نہیں۔ اگر جائز ہے تو وہ کون سی ایسی وجوہات ہیں جن کی وجہ سے کالا کر سکتا ہے۔ مثلاً جوان عورت یا مرد کی کے سامنے کسی سفید داڑھی کی وجہ سے رکاوٹ ہو تو کالی داڑھی کر سکتے ہیں۔ کالی داڑھی کرنے والے انسان کو مسجد میں پیش امام رکھا جا سکتا ہے۔ مسجد کے اندر درس دینا، تقریر کرنا، وعظ کرنا جرائت و جہاد سمجھ کر سفید داڑھی کو کالا کرنا جائز ہے۔ جھوٹ بولنے والے انسان کو مسجد میں پیش امام رکھنا کیسا ہے۔

---

۱) ولذا يحرم على الرجل قطع لحيته الدر المختار كتاب الحظر والاباحة فصل في البيع ٦/٤٠٧ طبع ايچ ايم سعيد. ومثله في الدر المختار وأما الأخذ منها وهي دون ذلك كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه أحد، كتاب الصوم باب ما يفسده وما لا يفسده ٢/٤١٨ طبع سعيد.

۲) اما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه كراهة تحريم الشامية كتاب الصلوة باب الامامة ١/٥٦٠ طبع سعيد. ومثله في حلبي كبير كتاب الصلوة باب الامامة ص:٥١٣ طبع سعيد، كتب خانه.
ومثله في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب الامامة ص:٣٠٢ طبع قديمي كتب خانه.

۳) لا ينبغي أن يقتدى بالفاسق الا في الجمعة لانه في غيرها يجد اماما غيره رد المحتار كتاب الصلوة باب الامامة ١/٥٦٠ طبع سعيد. وكذا في حلبي كبير كتاب الصلوة باب الامامة ص:٥١٤ طبع سعيدي. وكذا في التاتارخانية كتاب الصلوة من هو أحق بالامامة ١/٦٠٣ طبع إدارة القرآن.

تشریح

ایک قبضہ (مٹھی) داڑھی رکھنا واجب ہے، اس سے چھوٹی کرانا داڑھی کٹانے یا منڈانے کے حکم میں ہے اور یہ حرام ہے، داڑھی کو منڈوانے اور کتروانے والا فاسق ہے(۱)۔ اور اس کی امامت مکروہ ہے۔ ولا بأس بنتف الشیب وأخذ أطراف اللحیة والسنة فیها القبضة الخ وکذا یحرم علی الرجل قطع لحیته(۲) باقی خضاب کا مسئلہ مختلف فیہ ہے۔ مولانا تھانوی نے سیاہ خضاب کو ناجائز لکھا ہے(۳)۔ علامہ الشامیؒ کا یہی مذہب ہے(۴)۔ فتاوی دار العلوم میں سیاہ خضاب کا استعمال کرنے والے کی امامت کو مکروہ لکھا ہے(۵)۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے ہاں جائز ہے، کفار کے مقابلے میں جہاد کرنے والے کو کفار پر رعب ڈالنے کے

---

(۱) ویکره تقدیم العبد والأعرابي والفاسق ... لأنه لا یهتم لأمر دینه الخ هدایة کتاب الصلوة باب الإمامة ۱/۱۲۴ طبع رحمانیه لاهور
وهکذا في رد المحتار کتاب الصلوة باب الإمامة ۱/۵۶۰ طبع سعید کراچي
وکذا في خلاصة الفتاوی کتاب الصلوة الفصل الخامس عشر في الإمامة الخ ۱/۱۴۵ طبع رشیدیه.

(۲) وفي الدر المختار مع شرحه رد المحتار کتاب الحظر والإباحة فصل في البیع ۹/۶۷۱ طبع جدید رشیدیه
وکذا في الدر المختار وأما الأخذ منها وهي دون ذلك أي قدر القبضة کما یفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم یبحه أحد کتاب الصوم باب ما یفسد وما لا یفسد ۲/۴۱۸ طبع ایچ ایم سعید.

(۳) وفي امداد الفتاوی ... مسائل خضاب ۴/۲۲۷ طبع دار العلوم کراچي

(۴) ویکره (أي الخضاب) بالسواد أي لغیر الحرب رد المحتار کتاب الحظر والإباحة فصل في البیع ۹/۶۹۶ طبع جدید رشیدیه کوئٹه.
وکذا في الهندیة کتاب الکراهیة الباب العشرون في الزینة الخ ۵/۳۵۹ طبع رشیدیه.
وکذا في الموسوعة الفقهیة ۲/۲۸۰ طبع

(۵) وفي فتاوی دار العلوم دیوبند کتاب الصلوة باب الإمامة سیاه خضاب استعمال کرنے والے کی امامت ۳/۱۱۸ طبع دار الإشاعت کراچي

لیے سیاہ خضاب استعمال کرنا جائز ہے۔(1) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۳ صفر ۱۴۰۱ھ

فاسق کی امامت کا حکم

س

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص امام مسجد ہے اور قرآن کا حافظ بھی ہے مگر نماز پڑھا کر مصلیٰ پر بیٹھ کر بحث بہت ہے اور ... بھی نمازیوں کے سامنے کرتا ہے اور عوام لوگوں سے میل جول کرتا رہتا ہے جو اعلیٰ دین کی خدمت میں گزرا ہو کیا ایسا شخص امام ہو سکتا ہے یا نہیں اور ایسے شخص کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے یا نہیں۔ کتب فقہ حوالہ سے تحریر فرماویں۔ نیز داڑھی بھی منڈواتا ہے صرف ٹھوڑی پر ہے اور مونچھ بالکل بھی نہیں۔

ج

درمختار میں ہے کہ داڑھی کا ایک مشت سے کم داڑھی کا قطع کرنا حرام ہے۔ واما قطعها وهي دون القبضة فلم يبحه احد الخ۔(2) اسی طرح یہ ہے جو داڑھی منڈوانے والا فاسق شرعی ہے اس کو امام بنانا بھی ناجائز ہے۔ اگر کوئی ایسا شخص

---

(1) ولا خلاف انه لا بأس للغازي ان يختضب في دار الحرب ليكون اهيب في عين قرنه واما من اختضب لأجل التزين للنساء والجواري فقد منع من ذلك بعض العلماء، والاصح انه لا بأس به وهو مروي عن ابي يوسف رحمه الله الخ. مبسوط للسرخسي كتاب التحري ۱۰/۱۹۹ طبع ادارة القرآن كراچی۔
وكذا في رد المحتار مع الدر كتاب الحظر والاباحة فصل في البيع ۶/۴۲۲ طبع جديد رشيديه كوئٹه. وكذا في الهندية كتاب الكراهية باب العشرون في الزينة ۵/۳۵۹ طبع رشيديه. وكذا بحواله عيسى البابي الحلبي قطع تحفة الدر المختار كتاب الحظر والاباحة فصل في البيع ۶/۴۰۷ طبع ايچ ايم سعيد. ومثله في الدر المختار كتاب الصوم باب ما يفسد وما لا يفسد ۲/۴۱۸ طبع ايچ ايم سعيد كراچی۔

(2) وفي الدر المختار كتاب الصوم باب ما يفسد وما لا يفسد ۲/۴۱۸ طبع ايچ ايم سعيد كراچی
وكذا في الدر المختار كتاب الحظر والاباحة فصل في البيع ۶/۴۰۷ طبع سعيد

اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے[1] لأن في امامته تعظيمه وتعظيم الفاسق حرام[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ احقر محمد رفیع عثمانی عفا اللہ عنہ

۱۰ شعبان ۱۳۸۹ھ

ایک مشت سے کم داڑھی والے کے پیچھے نماز کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ داڑھی کٹوانے والا شخص اس کی داڑھی ایک مشت سے چھوٹی ہو اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ کیا اس نماز کا اعادہ واجب ہے یا نہیں؟ داڑھی کٹوانے اور منڈوانے میں کیا فرق ہے؟ داڑھی کے متعلق شرعی حیثیت کیا ہے؟ بینوا توجروا

الجواب

اعفوا اللحی (الحدیث)[3] سے وجوب اعفاء لحی ثابت ہوتا ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت سے ما زاد علی القبضۃ کا قطع ثابت ہوتا ہے[4] لہٰذا قبضہ سے کم کرانے کی صورت حرام ہے[5] اور ایسا شخص فاسق ہے اس کو امام بنانا جائز نہیں

---

1) فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لأمر دينه وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه وقد وجب عليهم إهانته شرعاً. رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة ١/٥٦٠ طبع ايچ ايم سعيد
وكذا في حلبي كبير، كتاب الصلاة، باب الإمامة ص ٥١٣ طبع سهيل اكيڈمي
وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، باب الإمامة ص ٣٠٣ طبع قديمي كتب خانه

2) رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة ١/٥٦٠ طبع ايچ ايم سعيد

3) وفي صحيح البخاري باب إعفاء اللحى ٢/٨٧٥ طبع قديمي كتب خانه
وكذا في مشكوة المصابيح باب الترجل ٢/٣٨٠ طبع قديمي كتب خانه كراچي

4) وكان ابن عمر إذا حج أو اعتمر قبض على لحيته فما فضل أخذه. صحيح البخاري باب إعفاء اللحى ٢/٨٧٥ طبع قديمي كتب خانه كراچي
وفي رد المحتار لما صح عن ابن عمر راوي هذا الحديث أنه كان يأخذ الفاضل عن القبضة. كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده ٢/٤١٧ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه

5) ولذا يحرم على الرجل قطع لحيته. رد المحتار، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع ٦/٤٠٧ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه
ومثله في الدر المختار، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده ٢/٤١٨ طبع ايچ ايم سعيد

مستقل امامت جائز نہیں۔(۱) البتہ اگر کسی مرتبہ ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنے کی مجبوری پیش آجائے تو نماز پڑھ لی جائے، جماعت چھوڑنا جائز نہیں ہے جیسے صلوا خلف کل بر و فاجر[۲] داڑھی کی شرعی حیثیت حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی نوراللہ مرقدہ کے رسالے سے معلوم کرلیں۔

ایک مشت سے کم داڑھی والے حافظ کی تراویح میں امامت کا حکم

﴿سوال﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص حافظ قرآن ہے وہ قرآن پاک صحیح پڑھتا ہے اور رمضان المبارک میں نماز تراویح میں قرآن پاک سناتا ہے مگر وہ داڑھی کم رکھتا ہے اور اس کی داڑھی حد شرعی تک نہیں ہے لیکن مستور الحال ہے بعض حضرات معترض ہیں کہ اس کی داڑھی خلاف سنت ہے اس لیے اس کے پیچھے نماز تراویح جائز نہیں۔ لہٰذا اس مسئلہ میں شرعی فیصلہ صادر فرمائیں کہ ایسے حافظ کے پیچھے نماز تراویح جائز ہے یا نہیں اور یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اس شخص نے کچھ دنوں سے داڑھی کترانی چھوڑ دی ہے اور آئندہ نہ کترانے کا وعدہ بھی کیا ہے مگر ابھی تک داڑھی شرعی حد سے کم ہے۔ تاوقتیکہ رمضان المبارک تک بھی حد شرعی تک نہ پہنچے، اس کا جواب دے کر ممنون فرمادیں۔

﴿جواب﴾

اگر داڑھی کترانی چھوڑ دی ہے اور توبہ بھی صدق دل سے کرلی ہے تو اس کی امامت جائز ہے[۳]

---

(۱) لما في الدر المختار ... ويكره إمامة عبد وأعرابي وفاسق ... الخ (الدر المختار كتاب الصلاة باب الإمامة ۱/۵۶۰ طبع ايچ ايم سعيد)
وكذا في حلبي كبير كتاب الصلوة باب الامامة ص: ۵۱۴ طبع سهيل اكيدمي
وكذا في ... كتاب الصلوة ... الامامة ص ۲۰۲
(۲) حلبي كبير كتاب الصلوة باب الامامة ص ۵۱۴ طبع سهيل اكيدمي
وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب الامامة ص ۳۰۳ طبع دار الكتب ... وكذا في ... الأكبر ... التكفير لا تجري ... ص ۲۲۷ طبع دار البشائر الإسلامية
(۳) ... مشكوة المصابيح كتاب أسماء الله تعالى باب الاستغفار والتوبة الفصل الثالث ۱/۲۰۶ طبع قديمي كتب خانه
وكذا في سنن ابن ماجه باب ذكر التوبة ص ۳۲۳ طبع ايچ ايم سعيد كراچی

تو رمضان المبارک تک حد شرعی کو بھی پہنچے، مگر وہ داڑھی پوری ہونے تک امامت نہ کرے کیونکہ دیکھنے والے یہ بالکراہت سمجھیں گے[1]۔

جہاں ننانوے فیصدی داڑھی منڈوانے یا کترانے والے ہوں تو امام کون بنے

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک قصبہ میں سارے کے سارے افراد تقریباً ننانوے فی صدی داڑھی منڈے یا دو دو انگل والے ہیں۔ ان میں قاری بھی ہیں اور حافظ بھی اور کچھ دین کا علم جاننے والے بھی ہیں۔ لیکن سارے کے سارے داڑھی منڈے یا داڑھی کترانے والے دو انگل یا تین انگل داڑھی والے ہیں۔ جب کہ چھوٹی داڑھی والے کے پیچھے نماز جائز نہیں کیونکہ یہ لوگ اکیلے اکیلے نماز پڑھیں یا ان میں سے کوئی امام بن جائے جماعت کرائے تو سب کی نماز ہو جائے گی یا نہیں اور جو ایک فی صدی داڑھی والے ہیں وہ بالکل ان پڑھ ہیں۔ قل شریف بھی صحیح نہیں آتی۔ بینوا توجروا۔

الجواب

داڑھی قبضہ سے کم کرانا ناجائز ہے[2] لہٰذا داڑھی کترانے اور منڈوانے والے فاسق ہیں اور فاسق کی امامت مکروہ ہے[3]۔ اس لیے ایسے شخص کو امام نہ بنانا چاہیے۔ البتہ اگر ایسا شخص امام بن گیا تو جو نماز پڑھی گئی

---

۱) دع ما یریبک الی ما لا یریبک مشکوٰۃ المصابیح باب الکسب وطلب الحلال الفصل الثانی ۱/۲۴۲ طبع قدیمی کتب خانہ کراچی۔ وھکذا فی الصحیح البخاری کتاب البیوع باب فی تفسیر المشبہات ۱/۲۷۵ طبع قدیمی کتب خانہ۔

۲) واما الاخذ منہا وھی دون ذلک کما یفعلہ بعض المغاربۃ ومخنثۃ الرجال فلم یبحہ احد الدر المختار کتاب الصوم باب ما یفسد وما لا یفسد ۲/۱۰۰ طبع سعید
وکذا فی الدر المختار والسنۃ فیھا القبضۃ وانما یحرم علی الرجل قطع لحیتہ الخ کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع ۶/۴۰۷ طبع سعید کراچی۔

۳) ویکرہ امامۃ عبد ... وفاسق قال ابن عابدین وفاسق من الفسق وھو الخروج عن الاستقامۃ ولعل المراد بہ من یرتکب الکبائر کشارب الخمر والزانی وآکل الربا ونحو ذلک الدر المختار کتاب الصلوٰۃ باب الامامۃ ۱/۵۵۹ طبع ایچ ایم سعید
وکذا فی خلاصۃ الفتاوی کتاب الصلوٰۃ الفصل الخامس عشر فی الامامۃ ۱/۱۴۵ طبع رشیدیہ۔
وکذا فی حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح کتاب الصلوٰۃ فصل فی بیان الاحق بالامامۃ ص: ۳۰۳ طبع دار الکتب بیروت

سے اس کے پیچھے نماز پڑھنا بہتر ہے۔ اس صورت مسئولہ میں چھوٹی داڑھی والے کو امام بنانا بہ نسبت داڑھی منڈانے والے کے اس وقت تک مناسب ہے جب تک کہ کوئی دوسرا صالح امام نہ ملے۔ اہل محلہ کو چاہیے کہ اور اس کی کوشش کرتے رہنا ضروری ہے اور صورۃً علیٰ فاسق واجب الاعادہ نہیں[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

امام کن صفات کا حامل ہونا چاہیے

خلاصۂ بحث

یہ فتویٰ تین امور پر مشتمل ہے:

(۱) امام کن خصوصیات کا حامل ہونا چاہیے مختصراً بیان کریں۔

(۲) ایسے امام کے پیچھے نماز جائز ہو سکتی ہے جس کی داڑھی شرع کے مطابق پوری نہ ہو یا بالکل ہی صاف ہو؟ شرع کے مطابق کم از کم داڑھی کتنی ضروری ہے۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں ثابت کریں۔ نیز اس مسئلہ کے بارے میں کیا حکم ہے شریعت میں۔

(۳) اس امام کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے جس کی داڑھی ایک مشت ہو جو شرع کے مطابق پوری ہو۔

تخریج

(۱) امام کے لیے مسائل نماز سے واقفیت اور صلاح و تقویٰ ہونا ضروری ہے۔ والاحق بالامامة تقديماً بل نصباً الأعلم بأحكام الصلوة فقط صحة وفساداً بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة[2]

---

[1] وفي النهر عن المحيط صلى خلف فاسق أو مبتدع نال فضل الجماعة ... الصلوة خلفهما أولى من الانفراد لكن لا ينال كما ينال خلف تقي ورع الخ (رد المحتار مع الدر المختار كتاب الصلوة باب الإمامة ۱/۵۶۲ طبع ... سعيد) ... وكذا في ... كتاب الصلوة باب الإمامة ص ۱۶۱ طبع ... كوئٹہ۔ وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب الإمامة ص ۳۰۳ طبع دار الكتب بيروت.

[2] الدر المختار مع رد المحتار كتاب الصلوة باب الإمامة ۱/۵۵۷ طبع ... رشيدية كوئٹہ. وكذا في الفتاوى التاتارخانية: في فتاوى الحجة ينبغي أن يكون إمام القوم في الصلوة أفضلهم في العلم والورع والتقوى والقراءة والصلاح والأدب ... على هذا إجماع الأمة. كتاب الصلوة من هو أحق بالإمامة ۱/۶۰۳ طبع إدارة القرآن كراچی۔

وكذا في النهر الفائق كتاب الصلوة باب الإمامة ۱/۲۴۹ طبع دار الكتب بيروت.

(۲) اور حنفیہ میں سے بعض نے صراحت کی ہے کہ داڑھی کا قبضہ سے کم کرانا حرام ہے: وأما الأخذ منها وهي دون ذلك كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه أحد[1] نیز در مختار میں ہے: والسنة فيها القبضة الخ ولذا يحرم على الرجل قطع لحيته[2] پس داڑھی منڈانے والا اور ایک مشت سے کم کرانے والا فاسق ہے اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے[3]۔

(۳) ایسے کی امامت مکروہ تحریمی ہے[4]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

داڑھی منڈانے یا کٹانے اور صرف رمضان میں رکھ لینے والوں کی امامت کا حکم

(سوال)

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض حفاظ داڑھی منڈواتے ہیں، بعض شرعی مقدار پوری ہونے سے پہلے کٹواتے ہیں اور بعض نے عادت بنالی ہے کہ جب رمضان شریف آتا ہے تو ایک دو ماہ قبل رکھ لیتے ہیں، رمضان شریف کے بعد پھر منڈوا دیتے یا کٹوا دیتے ہیں۔ خصوصاً ایسے حفاظ کے پیچھے کہ جنہوں نے پیچھے داڑھی رکھوائی ہو، کیا امام بنانا درست ہے؟ تراویح نماز ان کے پیچھے پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

---

(۱) الدر المختار مع شرحه رد المحتار، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، مطلب في الأخذ من اللحية ۲/۴۱۸، طبع ايچ ايم سعيد كراچی

(۲) الدر المختار، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع ۶/۴۰۷، طبع سعيد كراچی۔

(۳) في شرح المنية على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم، رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة ۱/۵۶۰، طبع ايچ ايم سعيد كراچی

وكذا في حلبي كبير، كتاب الصلاة، باب الإمامة ص ۵۱۳، طبع سعدی کتب خانہ کراچی۔

وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، باب الإمامة ص ۳۰۳، طبع قديمي كتب خانہ۔

(۴) [illegible] كتاب الصلاة، باب الإمامة ص ۵۱۳، طبع سهيل اكيڈمی

وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، باب الإمامة ص ۳۰۳، طبع قديمي كتب خانہ۔

ويكره تقديم العبد... وفي الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الإمامة ۱/۵۵۹، طبع ايچ ايم سعيد كراچی۔

الجواب

داڑھی منڈوانا یا ایک مشت سے کم کرانا مکروہ ہے[1]۔ جو شخص ایسا کرتا ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے[2]۔ درمختار میں ہے کہ ایک مشت سے کم داڑھی کاٹنا حرام ہے۔ واما الاخذ منها وهي دون ذلك كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه احد[3] اور درمختار[4] میں ہے۔ وكذا يحرم على الرجل قطع لحيته۔ اس سے پہلے ہے و السنة فيها القبضة.

ردالمحتار[5] میں ہے۔ ان كراهة تقديمه (اي الفاسق) كراهة تحريم۔ ان عبارات سے معلوم ہوا کہ چار انگشت سے کم داڑھی قطع کرنے والے یا منڈوانے والے کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے اور ایسا شخص امامت کے لائق نہیں ہے، لہذا ایسے شخص کی امامت جائز نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

(۱) والسنة فيها القبضة وان يحرم على الرجل قطع لحيته (الدر المختار، كتاب الحظر والاباحة فصل في البيع ۶/۴۰۷ طبع ایچ ایم سعید کراچی)

وكذا في الدر المختار كتاب الصوم باب ما يفسد وما لا يفسده مطلب في الاخذ من اللحية ۲/۴۱۸ طبع سعيد.

(۲) ويكره امامة عبد ... وفاسق. الدر المختار كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵۵۹ طبع سعيد

ومثله في خلاصة الفتاوى كتاب الصلوة الفصل الخامس عشر في الامامة والاقتداء ۱/۱۴۵ طبع رشيديه.

وكذا في البناية شرح الهداية كتاب الصلوة باب الامامة ص ۳۳۲ طبع دار الكتب

(۳) وفي الدر المختار كتاب الصوم باب ما يفسد وما لا يفسده مطلب في الاخذ من اللحية ۲/۴۱۸ طبع سعيد.

(۴) الدر المختار كتاب الحظر والاباحة فصل في البيع ۶/۴۰۷ طبع سعيد كراچی.

(۵) رد المحتار مع الدر المختار كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵۶۰ طبع سعيد كراچی.

وكذا في حلبي كبير كتاب الصلوة باب الامامة ص ۵۱۲ طبع سعيدی كتب خانه كوئٹه.

وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب الامامة ص ۳۰۳ طبع قديمي كتب خانه.

ڈاڑھی کتروانے والے، ناظرہ خواں، واقف از مسائل میں سے نماز پڑھانے کے لیے کسے آگے کیا جائے

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسائل میں:

(۱) داڑھی کتروانے اور مختصر کم رکھوانے والے حافظ یا گریجویٹ صاحب کے پیچھے نماز فرض میں فرض کے علاوہ تراویح وغیرہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ جب کہ اس وقت اس کی جگہ داڑھی منڈے کے علاوہ دوسرا کوئی آدمی نماز پڑھانے والا نہ ہو تو کیا داڑھی منڈانے یا داڑھی کترانے والے کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ کیا داڑھی منڈانے اور کترانے والے کے پیچھے داڑھی کترانے والا داڑھی منڈا نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ اگر داڑھی والا نہیں مل سکتا تو داڑھی منڈے یا داڑھی کترے کے پیچھے نماز پڑھیں یا جماعت ترک کردیں۔

(۲) ایک حافظ جو نماز کے مسئلوں سے واقف نہیں اور دوسرا ناظرہ خواں بھی موجود ہے جو نماز کے مسئلوں سے واقفیت رکھتا ہے۔ ان دونوں صورتوں میں کس کے پیچھے نماز پڑھنی چاہیے۔

(۳) ایک آدمی قرآن کا حافظ ہے اور نماز کے مسئلوں سے بھی واقف ہے۔ مگر داڑھی کتروا کر نماز پڑھاتا ہے اور دوسرا جو قرآن ناظرہ پڑھتا ہے جو نماز کے مسائل سے بھی واقف نہیں ان دونوں میں سے کس کے پیچھے نماز پڑھنی چاہیے۔ کیا ناظرہ خواں بھی پڑھا سکتا ہے۔

جواب

(۱) درمختار میں ہے کہ چار انگشت سے کم داڑھی کا قطع کرنا حرام ہے۔ وأما قطعها وهي دونها فلم يبحه احد الخ[1] نیز درمختار میں ہے: وكذا يحرم على الرجل قطع لحيته[2] داڑھی

---

(۱) الدر المختار، كتاب الصوم، باب ما يفسد وما لا يفسد، مطلب في الأخذ من اللحية: ۲/۴۱۸، طبع سعيد

(۲) الدر المختار، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع ۶/۴۰۷، طبع ایچ ایم سعید کراچی

کہ داڑھی ایک مشت سے کم رکھوانے والے فاسق ہیں تو ایسے قرآن خواں کی امامت مکروہ تحریمی ہے[1]۔ لیکن اگر یہی وقتی کافی ہو اور قاری صاحب کا ایک مقرر ہے جب تک ایسے فاسق کی امامت مکروہ ہے[2]۔ مگر شریعت کے مطابق دوسرا کوئی قابل امامت موجود نہ ہو تو پھر ایسے شخص کے پیچھے پڑھنا چاہیے[3]۔ لیکن ایسے شخص کو امام بنانا چاہیے۔ لان في تقديمه تعظيمه وتعظيم الفاسق حرام[4]۔

(۲) قاری قرآن واقف از مسائل زیادہ لائق امامت ہے: والأحق بالإمامة تقديما بل نصبا الأعلم بأحكام الصلوة فقط صحة وفسادا بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة[5]

---

(۱) في شرح المنية على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم. رد المحتار كتاب الصلوة باب الإمامة ۱/۵۶۰ طبع ايچ ايم سعيد كراچی

وفي حلبي كبير كتاب الصلوة باب الإمامة ص ۵۱۳ طبع سعيدي كتب خانه.

وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب الإمامة ص ۳۰۳ طبع قديمي كتب خانه

(۲) ويكره إمامة عبد ... وفاسق. الدر المختار كتاب الصلوة باب الإمامة ۱/۵۵۹ طبع ايچ ايم سعيد.

وكذا في خلاصة الفتاوى كتاب الصلوة الفصل الخامس عشر في الإمامة ۱/۱۴۵ طبع رشيديه

وكذا في البناية شرح الهداية كتاب الصلوة باب الإمامة ۲/۳۳۲، ۳۳۳ طبع دار الكتب العلمية

(۳) وفي النهر عن المحيط صلى خلف فاسق أو مبتدع نال فضل الجماعة أفاد أن الصلوة خلفهما أولى من الانفراد لكن لا ينال كما ينال خلف تقي ورع. الدر المختار مع رد المحتار كتاب الصلوة باب الإمامة ۱/۵۶۲ طبع سعيد

وكذا في حلبي كبير كتاب الصلوة باب الإمامة ص ۵۱۴ طبع سعيدي كتب خانه.

وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب الإمامة ص ۳۰۳ طبع دار الكتب بيروت

(۴) وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لأمر دينه وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه وقد وجب عليهم إهانته شرعا. رد المحتار كتاب الصلوة باب الإمامة ۱/۵۶۰ طبع سعيد.

وكذا في البناية شرح الهداية كتاب الصلوة باب الإمامة ۲/۳۳۲ طبع دار الكتب العلمية.

وكذا في النهر الفائق كتاب الصلوة باب الإمامة ۱/۲۴۳ طبع دار الكتب بيروت

(۵) الدر المختار كتاب الصلوة باب الإمامة ۱/۵۵۷ طبع ايچ ايم سعيد كراچی۔

وكذا في الفتاوى التاتارخانية ... يجب أن يكون إمام القوم في الصلوة أفضلهم في العلم والورع والتقوى والقراءة والحسب الخ. كتاب الصلوة من هو أحق بالإمامة ۱/۶۰۰ طبع إدارة القرآن والعلوم الإسلامية كراچی پاکستان

وكذا في النهر الفائق كتاب الصلوة باب الإمامة ۱/۲۳۹ طبع دار الكتب بيروت

(۳) زخمی پاؤں کے اوپر سے پانی بہا دیا جائے تو وضو کے وقت ہی صحیح نہیں ہے اس سے زخمی پاؤں کا احتمال درست نہیں اور ایسے شخص کی امامت درست نہیں جب تک اعضائے وضو کا ایک حصہ بھی خشک رہے کہ ضروری ہے کہ کسی حصہ پر پانی نہ پہنچے تو وضو نہیں ہوتا۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

پوری داڑھی رکھے ہوئے شخص کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم

﴿سوال﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک مسجد میں جماعت ہو رہی ہو اور ایک آدمی بھی تھا تو لوگوں نے ایک داڑھی منڈے اور پوری داڑھی والے آدمی کو امام بنایا اور اس کے پیچھے نماز ادا کی، داڑھی والا آدمی صرف نماز کے مسائل اور امامت کے احکام سے واقف نہیں۔ اس صورت میں امامت کرنے والے کی نماز ہو جائے گی یا نہیں؟ پڑھ سکیں؟ اس صورت میں کس کی نماز صحیح ہے اور کس کی نہیں؟ بینوا توجروا

﴿الجواب﴾

درمختار میں ہے کہ داڑھی مٹھی سے کم ہو تو کٹانا حرام ہے واما الاخذ منها وهي دونها فلم يبحه احد الخ۔(۲) اور بحر الرائق میں ہے وكما يحرم على الرجل قطع لحيته(۳) ایسا شخص فاسق ہے، فاسق کے پیچھے نماز مکروہ ہے، اگرچہ صلوا خلف كل بر وفاجر(۴) اس کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے لیکن ایسے شخص کو امام نہ بنانا چاہئے لأن في تقديمه تعظيمه وتعظيم الفاسق حرام۔(۵)

---

(۱) [illegible] ... الطهارة مطلب ... طبع سعید
وكذا في الفتاوى العالمكيرية ... طبع رشیدیه کوئٹه۔
وكذا في مراقي الفلاح كتاب الطهارة فصل في تمام احكام الوضوء ... طبع قدیمی۔
(۲) وفي الدر المختار كتاب الصوم باب ما يفسد وما لا يفسده ... طبع سعید کراچی
(۳) وكذا في البحر الرائق كتاب الحظر والاباحة ... طبع ایچ ایم سعید کراچی۔
(۴) وكذا في غنية المستملي (کبیری) كتاب الصلوة باب الامامة ص: ... طبع سهیل اکیڈمی و كذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب الامامة ص: ... طبع دار الكتب بیروت
(۵) وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لأمر دينه وبأن في تقديمه للامامة تعظيمه وقد وجب عليهم إهانته شرعا ... كتاب الصلوة باب الامامة ... طبع سعید۔
وكذا في البناية شرح الهداية كتاب الصلوة باب الامامة ... طبع دار الكتب العلمية
وكذا في النهر الفائق كتاب الصلوة باب الامامة ... طبع دار الكتب بیروت۔

اگر ایسا موقع پیش آجائے کہ ایسا شخص جس کی داڑھی سنت کے مطابق ہو اور نماز کے مسائل جانتا ہو موجود نہ ہو تو نماز اسی داڑھی منڈے کے پیچھے باجماعت پڑھنی چاہیے اکیلے پڑھنے سے باجماعت پڑھنا بھی اولیٰ ہے۔ درمختار میں ہے: **وفی النهر عن المحيط صلى خلف فاسق او مبتدع نال فضل الجماعة**[1]۔ اس پر علامہ شامی نے لکھا ہے: **وقوله نال فضل الجماعة افاد ان الصلوة خلفهما اولى من الانفراد**

فقط واللہ اعلم۔

امام ومقتدی سب داڑھی منڈے ہوں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین دریں مسائل کہ:

(۱) داڑھی منڈے کے پیچھے نماز پڑھنی چاہیے یا نہ۔

(۲) کسی جگہ جب کوئی نماز پڑھانے والا نہیں ہے سوائے داڑھی منڈے کے تو کیا اس وقت نماز ترک کردی جائے یا پھر جماعت ادا کی جائے۔ جیسے حدیث شریف میں ہے: صلوا خلف كل بر و فاجر۔

(۳) کیا مقتدی اور امام سب داڑھی منڈے ہیں تو ان کی نماز باجماعت ہونی چاہیے یا فرداً فرداً پڑھیں۔

(۴) شرعاً داڑھی کی اہمیت اور حکم کیا ہے۔

﴿ج﴾

(۱) داڑھی منڈے کے پیچھے نماز جائز ہے مگر مکروہ ہے[2]۔ (۲) ایسے موقع میں اکیلے پڑھنے سے داڑھی منڈے کے پیچھے نماز پڑھنا بہتر ہے۔ درمختار میں ہے: **وفی النهر عن المحيط صلى خلف فاسق**

---

(۱) الدر المختار مع رد المحتار کتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵۶۲ طبع سعید۔
وکذا فی حلبی کبیر کتاب الصلوة باب الامامة ص ۵۱۴ طبع سعید۔
وکذا فی حاشية الطحطاوی کتاب الصلوة باب الامامة ص ۳۰۳ طبع دار الکتب بیروت۔

(۲) ویکره امامة عبد وفاسق الخ الدر المختار کتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵۵۹ طبع ایچ ایم سعید کراچی
وکذا فی خلاصة الفتاوی کتاب الصلوة الفصل الخامس عشر فی الامامة ۱/۱۴۵ طبع رشیدیہ۔
وکذا فی الفتاوی الهندية ویکره ان یکون الامام فاسقا کتاب الصلوة باب الامامة ۱/۳۸ طبع ادارة القرآن والعلوم الاسلامیة کراچی

ومستدرج بال فصل الجماعة[1] اس پر علامہ شامی نے لکھا ہے: افاد ان الصلوٰۃ خلفهما اولیٰ من الانفراد انتہی[2] (۳) اس صورت میں بھی نماز مع الجماعت ہوتی ہے بلکہ اس میں کراہت بھی نہیں ہے[3]۔ (۴) داڑھی تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے اور اس سنت کا تارک یا تو فاسق وفاجر ہوگا یا اس فعل قبیح پر مداومت کرنے سے یہ گناہ کبیرہ ہوگا اس لیے کہ لاصغیرۃ مع الاصرار ولا کبیرۃ مع الاستغفار[4] جو ریش قبضہ سے کم ہو اس کا کاٹنا محققین اور مقلدین دونوں کے نزدیک مکروہ تحریمی ہے، درمختار میں ہے کہ واما الاخذ منها وهي دون ذلك كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه احد واخذ كلها فعل يهود الهند ومجوس الاعاجم[5]

سونے کی انگوٹھی استعمال کرنے والے کی امامت کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی امام مسجد داڑھی منڈواتا ہو یا بالکل چھوٹی رکھے نماز پڑھانے بھی امامت کرے ایسے شخص کے ساتھ نماز پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟ اگر چہ اس کو پتہ بھی ہو پھر بھی وہ یوں کہے کہ یہ فضول عمل ہے تو ایسے امام مسجد کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے یا نہ؟ اور پھر سونے کی انگوٹھی پہنے، تو شریعت محمدی ایسے امام کے بارے میں کیا حکم دیتی ہے؟

---

۱) الدر المختار مع رد المحتار كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵۶۲ طبع سعيد كراچي. وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب الامامة ص: ۳۰۳ طبع دار الكتب

۲) رد المحتار مع الدر المختار كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵۶۲ طبع سعيد كراچي. وكذا في حلبي كبير كتاب الصلوة باب الامامة ص: ۵۱۴ طبع سعيدي كتب خانه كراچي. وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب الامامة ص: ۳۰۳ طبع دار الكتب بيروت.

۳) هذا إن وجد غيرهم وإلا فلا كراهة (قال ابن عابدين) هذا راجع إلى ما ذكر من كراهة امامة ... الدر المختار مع رد المحتار كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵۶۲ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه.
وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح وإذا لم يجد غير الخلف فلا كراهة في الاقتداء به كتاب الصلوة باب الامامة ص: ۳۰۳ طبع دار الكتب بيروت

۴) شرح الفقه الاكبر الانتباه عن الكبائر والصغائر ص: ۱۷۰ طبع دار البشائر الاسلاميه

۵) وفي الدر المختار كتاب الصوم باب ما يفسد وما لا يفسد ۲/۴۱۸ طبع ايچ ايم سعيد
وكذا في البحر الرائق كتاب الصوم باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده ۲/۴۹۰ طبع رشيديه كوئٹه.
وكذا في فتح القدير كتاب الصوم باب ما يوجب القضاء والكفارة ۲/۲۷۰ طبع رشيديه

﴿ج﴾

داڑھی منڈوانا حرام ہے اور اس پر اصرار[1] کرنا بہرحال گناہ کبیرہ ہے۔ سونے کی انگوٹھی مرد کے لیے استعمال کرنا بھی گناہ کبیرہ ہے[2]۔ اس لیے ایسے شخص کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے[3]۔ مسجد میں ایسے امام کا رکھنا جائز نہیں اسے معزول کر دیا جائے[4]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

داڑھی منڈانے والے کی امامت کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ داڑھی منڈانے اور کٹوانے والے کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔ اگر درست نہیں تو تفصیلی روشنی ڈالیں اور کسی معتبر کتاب کا حوالہ بھی تحریر فرماویں نیز قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلوا خلف کل بر و فاجر کی تفصیل بھی مطلوب ہے۔ کیونکہ داڑھی کٹوانے والے امام اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں۔ کیونکہ حضور ﷺ کی حدیث کے الفاظ عام ہیں۔

---

۱) والسنة فيها القبضة ولذا يحرم على الرجل قطع لحيته الدر المختار كتاب الحظر والاباحة فصل في البيع ۶/۴۰۸ طبع سعيد. وكذا في البحر الرائق كتاب الصوم باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده ۲/۴۹۰ طبع رشيديه. وكذا في فتح القدير كتاب الصوم باب ما يوجب القضاء والكفارة ۲/۲۷۰ طبع رشيديه.

۲) ولا يتحلى الرجل بذهب وفضة مطلقاً الخ رد المحتار مع الدر المختار كتاب الحظر والاباحة فصل في اللبس ۶/۳۵۸ طبع ايچ ايم سعيد كراچي. وكذا في البحر الرائق كتاب الكراهية فصل في اللبس ۸/۳۴۸ طبع رشيديه كوئٹه. وكذا في الفتاوى العالمگيرية كتاب الكراهية الباب العاشر في استعمال الذهب والفضة ص ۳۳۵ ج ۵ طبع رشيديه سركي روڈ كوئٹه.

۳) في شرح المنية على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم رد المحتار كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵۶۰ طبع ايچ ايم سعيد كراچي. وكذا في حلبي كبير كتاب الصلوة باب الامامة ص ۵۱۳ طبع سهيل اكيڈمي. وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب الامامة ص ۳۰۳ طبع قديمي كتب خانه.

۴) ويكره أن يكون الامام فاسقاً ويكره للرجال أن يصلوا خلفه التاتارخانية كتاب الصلوة من هو أحق بالامامة ۱/۶۰۳ طبع ادارة القرآن كراچي. وكذا في رد المحتار كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵۵۹ طبع ايچ ايم سعيد. وكذا في البحر الرائق كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۶۱۱ رشيديه كوئٹه.

﴿ج﴾

چونکہ حضور اکرم ﷺ کی احادیث مطہرہ میں مختلف الفاظ سے داڑھی بڑھانے کے حکم بھی وارد ہیں۔ چنانچہ اس قسم کے امر کے صیغے استعمال فرمائے ہیں۔ اعفوا اللحی، اوفوا اللحی، وفروا اللحی، کثروا اللحی وغیر ذالک[1] اور ساتھ ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کا اس پر دوامی عمل ہے اور صیغہ امر مع مواظبۃ العمل وجوب حکم کا فائدہ دیتا ہے کما ھو المقرر فی اصول الفقہ[2] اس واسطے داڑھی کا چھوڑنا واجب ہے لیکن چونکہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے صحیح بخاری اور دیگر قطع ما فوق القبضہ اثر موجود ہے اور صحابی کا قول جب لا یدرک بالرای مرفوع کے حکم میں ہے۔ اس لیے ما فوق القبضہ کے کاٹنے کے متعلق جواز کا حکم دیا۔ اگر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا یہ عمل صحیح بخاری میں منقول نہ ہوتا تو علی الاطلاق داڑھی کا بڑھانا واجب تھا[3]۔ بہر حال قبضہ سے کم کے کٹوانے کے عدم جواز پر اجماع ہے اور یہی مذہب ائمہ اربعہ کا ہے۔ شامی: واما الاخذ منہا وھی دون ذالک (ای القدر المسنون وھو القبضۃ) کما یفعلہ بعض المغاربۃ ومخنثۃ الرجال فلم یبحہ احد[4]۔ اس لیے داڑھی کا منڈوانا یا کتروانا اور اس پر دوام و اصرار کرنا گناہ کبیرہ ہے اور مرتکب اس کا فاسق ہے اور

---

(۱) صحیح البخاری باب اعفاء اللحی ۲/۸۷۵، طبع قدیمی کتب خانہ کراچی، وکذا فی صحیح البخاری باب امر نبیھم ۲/۸۷۵ طبع قدیمی کتب خانہ کراچی وکذا فی مشکوۃ المصابیح باب الترجل ۲/۳۸۰ طبع قدیمی کتب خانہ کراچی، وکذا فی جامع الترمذی باب ما جاء فی اعفاء اللحیۃ ۲/۱۰۵ طبع سعید کراچی

(۲) وفیہ ومواظبۃ الوجوب لا انفکاک عنہ نور الانوار، مبحث الامر ص ۲۶ طبع رشیدیہ کوئٹہ

(۳) وکان ابن عمر اذا حج او اعتمر قبض علی لحیتہ فما فضل اخذہ صحیح البخاری باب تقلیم الاظفار الخ ۲/۸۷۵ طبع قدیمی کتب خانہ

وکذا فی رد المحتار قال لانہ صح عن ابن عمر راوی ھذا الحدیث انہ کان یاخذ الفاضل عن القبضۃ کتاب الصوم باب ما یفسد وما لا یفسد ۲/۴۱۷ طبع سعید کراچی

وکذا فی البحر الرائق کتاب الصوم باب ما یفسد الصوم وما لا یفسد ۲/۲۹۰ طبع رشیدیہ

وکذا فی فتح القدیر کتاب الصوم باب ما یوجب القضاء والکفارۃ ۲/۲۷۰ طبع رشیدیہ

وکذا فی حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح کتاب الصلوۃ باب الامامۃ ص ۳۰۱ طبع دار الکتب بیروت

(۴) رد المحتار مع الدر المختار کتاب الصوم باب ما یفسد وما لا یفسد وکذا فی البحر الرائق کتاب الصوم باب ما یفسد الصوم وما لا یفسد طبع رشیدیہ ص ۴۹۰ ج ۲۔

وکذا فی فتح القدیر کتاب الصوم باب ما یوجب القضاء والکفارۃ ص ۲۷۰ ج ۲ طبع رشیدیہ

فاسق کو امام بنانا جائز نہیں اور اس کو امامت سے علیحدہ کرنا اگر وہ امام بن گیا ہے مسلمانوں پر لازم ہے تاکہ فاسق کی تکریم و تعظیم نہ ہو، اس لیے کہ مقام امامت کرامت و تعظیم ہے تو گویا کہ امام بنانا تکریم بنانا ہے اور فاسق کا فسق موجب اہانت ہے، اس لیے فاسق کا امام بنانا جائز نہیں۔ شامی میں ہے: واما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بانه لا يهتم لامر دينه وبان في تقديمه للامامة تعظيمه وقد وجب عليهم اهانته شرعاً الى ان قال فهو كالمبتدع تكره امامته بكل حال بل مشى في شرح المنية على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم لما ذكرنا. قال ولذا لم تجز الصلوة خلفه اصلاً عند مالك ورواية عن احمد[1] الخ۔

اور قولہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوا خلف کل بر و فاجر کے متعلق گزارش ہے کہ چونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے بعد میں امت میں جو بڑے بڑے واقعات خیر و شر کے درپیش ہونے والے تھے بتلا دیئے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم امت پر انتہائی شفقت کرنے والے ہیں، اس لیے خیر کے حاصل کرنے اور شر سے بچنے کے متعلق بھی بہت کچھ ہدایات ارشاد فرماتے ہیں۔ انہیں واقعات میں سے امراء فساق کا تسلط ہے اور پھر جمعہ و عیدین میں ان کا امام ہونا ہے۔ پھر صحابہ کرام جو باطل و منکر کے لیے ننگی تلوار ہیں، نے ان کا مقابلہ کرتے ہیں تو فساد ہوتا اور اختلاف و فتنہ ہوتا اور زیادہ ہونا ظاہر تھا۔ اسی واسطے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صلوا خلف کل بر و فاجر کہ اختلاف و فتنہ اور فساق کے پیچھے نماز پڑھنا ان میں اھون البلیتین اختیار کرو[2]۔ یعنی اگر اصلاح کی صورت نہ ہو اور نہ ہٹانا بھی اچھے طریقے سے بغیر اختلاف و فتنہ کے ہو سکے (قسم شرعی یہ ہے) تو ہر فاسق و صالح کے پیچھے نماز پڑھ لیا کرو کہ نماز ہو جاتی ہے۔ نیز جماعت کی فضیلت بھی حاصل ہوگی[3]، لیکن نماز مکروہ ہوگی اور وہ خیر و برکت

---

(۱) الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلوة، باب الامامة: ۱/۵۶۰، طبع سعيد.
وكذا في حلبي كبير، كتاب الصلوة، باب الامامة، ص: ۵۱۳، طبع سعيدي كتب خانه. وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلوة، باب الامامة، ص: ۳۰۳، طبع قديمي كتب خانه.

(۲) لقوله عليه السلام صلوا خلف كل بر وفاجر. شرح الفقه الاكبر، الكبيرة لا تخرج المؤمن عن الايمان، ص: ۲۲۷، طبع دار البشائر الاسلامية. وكذا في حلبي كبير، كتاب الصلوة، باب الامامة، ص: ۵۱۴، طبع سعيدي كتب خانه. وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلوة، باب الامامة، ص: ۳۰۳، طبع دار الكتب.

(۳) صلى خلف فاسق او مبتدع نال فضل الجماعة. افاد ان الصلوة خلفهما اولى من الانفراد الخ
الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلوة، باب الامامة: ۱/۵۶۲، طبع سعيد كراچی.
وكذا في حلبي كبير، كتاب الصلوة، باب الامامة، ص: ۵۱۴، طبع سعيدي كتب خانه. وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلوة، باب الامامة، ص: ۳۰۳، طبع دار الكتب.

جو ایک متقی کے پیچھے حاصل ہوتی ہے وہ حاصل نہیں ہوتی (1) اور باوجود نااہل ہونے اور فاسق ہونے کے امام بنا اور بننے سے مقتدیوں کی نماز پر جو نقصان و کراہت کا وبال امام پر ہے (2)۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عارضی داڑھی والے کی تراویح میں امامت کا حکم

﴿سوال﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک حافظ تمام سال داڑھی منڈاتا ہے اور رمضان شریف میں تراویح کی امامت کرتا ہے اور قرآن مجید سناتا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر فرض نماز کوئی دوسرا شخص پڑھائے اور تراویح داڑھی منڈا حافظ پڑھائے تو کوئی حرج نہیں کیا شرعاً یہ تراویح پڑھا سکتا ہے اور تراویح کی نماز اس کے پیچھے درست ہے۔

﴿جواب﴾

شریعت نے داڑھی کو مطلق چھوڑنے کا حکم دیا ہے اور متعدد حدیثوں میں داڑھی کا حکم وارد ہے۔ اعفوا اللحی ارخوا اللحی ووفّروا اللحی وغیر ذالک (3) امر کے صیغے وارد ہیں اور بقدر مشت تمام داڑھی چھوڑنا واجب ہے (4)۔ داڑھی منڈانا یا قدر مشت سے قبل کتروانا سخت حرام ہے جو کہ بقدر قبضہ ہے اس

---

1) لكن لا ينال كما ينال خلف تقي ورع الدر المختار مع رد المحتار كتاب الصلوة باب الامامة ١/٥٦٢ طبع ایچ ایم سعید کراچی۔ وكذا في حلبي كبير كتاب الصلوة باب الامامة ص: ٥١٤ طبع سعيدي كتب خانه. وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب الامامة ص: ٣٠٢ طبع دار الكتب.

2) ومن ام قوما وهم له كارهون ان الكراهة لفساد فيه او لانهم احق بالامامة منه كره له ذلك تحريما لحديث ابي داؤد لا يقبل الله صلوة من تقدم قوما وهم له كارهون الدر المختار كتاب الصلوة باب الامامة ص: ٥٥٩ سعيد.

3) ويكره ان يكون الامام فاسقا كتاب الصلوة من هو احق بالامامة ١/٢٨٤ ادارة القرآن.
ويكره تنزيها امامة عبد وفاسق در مختار كتاب الصلوة باب الامامة ١/٥٥٩ سعيد.
ومثله في خلاصة الفتاوى كتاب الصلوة الفصل الخامس عشر في الامامة ١/١٤٥ طبع رشيديه.

4) لكن جعلوا كراهة تقديمه بانه لا يهتم لامر دينه وبان في تقديمه للامامة تعظيمه وقد وجب عليهم اهانته شرعا... الدر المختار مع رد المحتار كتاب الصلوة باب الامامة ١/٥٦٠ طبع ایچ ایم سعید.
وكذا في حلبي كبير كتاب الصلوة باب الامامة ص: ٥١٣ طبع سعيدي كتب خانه. وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب الامامة ص: ٣٠٣ طبع قديمي كتب خانه.
وكذا في البحر الرائق كتاب الصلوة باب الامامة ١/٦٠٩ طبع رشيديه كوئٹه.

سے کم کرنا اور اس پر دوام واصرار کرنا شرعاً فسق اور کبیرہ گناہ ہے (1)۔ لہٰذا ایسا شخص جو کہ داڑھی منڈاتا ہے شرعاً فاسق ہے۔ امامت کا اہل نہیں اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے (2)۔ ایسے امام کو فرائض وتراویح دونوں میں امام بنانا جائز نہیں۔ بجائے ایسے حافظ کے غیر حافظ سنت کے مطابق داڑھی رکھنے والے کے پیچھے تراویح بغیر ختم کے پڑھی جائیں۔ فرائض ہوں یا تراویح دونوں میں داڑھی مونڈنے والے کو جو کہ فاسق ہے امام بنانا اس کو معظم بنانا ہے جو کہ شرعاً جائز نہیں (3)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ احمد عفا اللہ عنہ

داڑھی منڈانے سر کے بال خوب بڑھانے والے کی امامت کا حکم

«س»

کیا فرماتے ہیں علماء دین ان مسائل میں کہ:

(۱) جمعہ پڑھانے والا شخص عالم بھی نہیں، داڑھی بھی غائب بلکہ دو مونچھ یا ایک مونچھ یعنی انچ کا آٹھواں حصہ یا سولہواں حصہ یا آدھا حصہ یا ایک انچ داڑھی اور بال سر کے ایک فٹ لمبے یا دو چار فٹ لمبے تو کیا یہ شخص جمعہ یا جماعت کرا سکتا ہے، جیسے اذان دے سکتا ہے۔ یہ شخص کہتا ہے کہ بال جب کبھی حج پر گیا تو وہاں کٹائے گا۔ اس سے پہلے نہیں۔ نماز جماعت وجمعہ کے مسائل سے بھی واقف نہیں ہے۔ (۲) کیا یہ شخص جنازہ پڑھا سکتا ہے (۳) متولی بانی مسجد یہی شخص ہے۔ محلے میں دو مسجدیں اور ہیں۔ مگر کچھ لوگ شہر میں جو یہاں سے ایک سے دو میل دور ہے وہاں جاتے ہیں اور کچھ یہاں پڑھتے ہیں۔ دوسری مسجد میں قاری صاحب تقریباً ۲۰ یا ۲۵ بچے لڑکیوں کو صبح شام دینی قرآن دیتے ہیں۔ مگر جمعہ کے لیے اگر دو شہر جائیں تو وہاں جا کر پڑھوا دیتے ہیں۔ دس دن کے لیے آیا جو وقت پر واپس والا اذان ونماز کرواتا ہے۔ ویسے یہ شخص قاری صاحب کو جمعہ کے لیے کہنا بھی کسر شان سمجھتا ہے۔ یہی متولی جامع مسجد لوگوں میں ہر دلعزیز بھی نہیں ہے۔ بلکہ یہ شخص باپ دادا کی تھی اور باپ دادا نے اللہ کا گھر بنوایا تھا مگر اب بضد اور مصر ہیں۔ حکم شرع متین سے جلدی تحریر فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔

---

(1) وكذا في صحيح البخاري باب تقليم الأظفار ۲/ ۸۷۵ طبع قديمي كتب خانه.
وكذا في مشكوة المصابيح باب الترجل ۲/ ۳۸۰ قديمي كتب خانه.
وكذا في جامع الترمذي باب ما جاء في إعفاء اللحية ۲/ ۱۰۵ طبع سعيد.

(2) فقال ومن جعله حراما لا الندب والإباحة نور الأنوار مبحث الأمر ص: ۲۱ طبع حقانيه پشاور.
وكذا في الحسامي فصل في الأمر ص: ۲۹ طبع رشيديه سركي روڈ كوئٹه.

﴿ج﴾

(۱) ایسا شخص جو داڑھی مٹھی بھر سے کم رکھتا ہے اور سر کے بال عورتوں جیسے خوب لمبے رکھتا ہے۔ مسائل نماز وغیرہ سے ناواقف ہے اگر جماعت کرائے تو اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے[۱]۔ اگر کہیں دوسرے امام کے پیچھے جماعت میسر آ سکے تو اس کے پیچھے ادا نہ کی جائے ورنہ بصورت مجبوری اس کے پیچھے ہی ادا کی جائے[۲] (۲) اس کا حکم بھی وہی ہے جو اوپر بیان کر دیا گیا۔ (۳) علاقہ مشورہ کے ساتھ کسی دوسرے مستحق والے شخص کو امام مقرر کیا جائے۔ فساد وفتنہ برپا نہ کیا جائے[۳]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۲ صفر ۱۳۸۵ھ

جاہل ڈاڑھی منڈانے والے کے پیچھے نماز کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسائل میں کہ:

(۱) کہ ایک شخص کے گھر لڑکی پیدا ہوئی وہ پانچ منٹ زندہ رہی پھر وہ مر گئی۔ اس کا نام بھی نہیں رکھا گیا اور جنازہ بھی نہیں پڑھایا گیا اس کو زمین کے ایک گڑھے کے اندر رکھ کر ڈال دیا گیا۔ (۲) وہی شخص قرآن مجید کا

---

۱) فی شرح المنیة علی أن کراهة تقدیمه کراهة تحریم رد المحتار کتاب الصلوة باب الامامة ۱/ ۵۶۰ طبع ایچ ایم سعید۔ وکذا فی حلبی کبیر کتاب الصلوة باب الامامة ص: ۵۱۳ طبع سهیل اکیڈمی۔ وکذا فی حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح کتاب الصلوة باب الامامة ص: ۳۰۳ طبع قدیمی کتب خانه۔

۲) وفی النهر عن المحیط صلی خلف فاسق او مبتدع نال فضل الجماعة أفاد أن الصلوة خلفهما أولی من الانفراد لکن لا ینال کما ینال خلف تقی ورع الدر المختار مع رد کتاب الصلوة باب الامامة ۱/ ۵۶۲ طبع ایچ ایم سعید۔
وکذا فی حلبی کبیر کتاب الصلوة باب الامامة ص: ۵۱٤ طبع سهیل اکیڈمی۔ وکذا فی حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح کتاب الصلوة باب الامامة ص: ۳۰۳ طبع دار الکتب۔

۳) بیان فی تقدیمه للامامة تعظیمه وقد وجب علیهم اهانته شرعا رد المحتار کتاب الصلوة باب الامامة ص ۵٦۰ ج ۱ طبع سعید۔ وکذا فی حلبی کبیر کتاب الصلوة باب الامامة ص ۵۱۳ طبع سهیل اکیڈمی وکذا حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح کتاب الصلوة باب الامامة ص ۳۰۳ طبع قدیمی کتب خانه۔

جائز ہے یا نہیں، مقتدی اسے قوم کا امام ہے یا ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا صحیح ہے، نماز ہو جاتی ہے اگر نماز نہیں ہوئی تو کیا کریں۔

﴿الجواب﴾

(۱) لڑکی جب زندہ پیدا ہوئی تو پھر اس کا مرنا تھا اور موت کی صورت میں اس کو غسل دینا اور کپڑے میں کفنانا اور اس کا جنازہ پڑھنا ضروری تھا(۱) اور بغیر نماز جنازہ کے دفنانے کی صورت میں تین یوم تک اس پر نماز جنازہ پڑھنا فرض کفایہ تھا(۲) جس شخص کو بھی ان دنوں میں اس لڑکی کے زندہ پیدا ہونے اور بغیر جنازہ کے دفنانے کا علم ہوا اس شخص پر فرض تھا کہ نماز جنازہ ادا کرتا اب تین یوم گزرنے کے بعد نماز جنازہ ساقط ہو گیا ہے۔ ان لوگوں کو توبہ کرنا ضروری ہے(۳)۔

---

(۱) ومن ولد فمات يغسل ويصلى عليه ويرث ويورث ويسمى (قال ابن عابدين) (ويصلى عليه) ويحكم. الدر المختار مع رد المحتار كتاب الصلوة باب صلوة الجنازة ۲/۲۲۸ طبع جديد رشيديه سركى روڈ كوئٹه.

وكذا في الهداية ومن استهل بعد الولادة سمي وغسل وصلي عليه الخ وكذا في البناية شرح الهداية كتاب الصلوة باب الجنائز فصل في الصلوة على الميت ۱/۱۹۳ طبع رحمانيه لاهور.

وكذا في البناية شرح الهداية كتاب الصلوة باب الجنائز فصل في الصلوة على الميت ۳/۲۳۶ طبع دار الكتب بيروت.

(۲) وإن دفن الميت ولم يصل عليه صلي على قبره ولأن النبي صلى الله عليه وسلم صلى على قبر امرأة من الأنصار ويصلى عليه قبل أن يتفسخ والمعتبر في معرفة ذلك أكبر الرأي هو الصحيح لاختلاف الحال والزمان والمكان الهداية كتاب الصلوة باب الجنائز ۲/۲۶۲، ۲۶۴ طبع دار الكتب بيروت.

وكذا في الدر المختار مع رد وإن دفن بغير صلاة صلي على قبره ما لم يغلب على الظن تفسخه من غير تقدير هو الأصح (قال ابن عابدين) (هو الأصح) لأنه يختلف باختلاف الأوقات حرا أو بردا والميت سمنا وهزالا والأمكنة بحر وقيل يقدر بثلاثة أيام وقيل عشرة وقيل شهر كتاب الصلوة باب الجنائز ۲/۲۲۴ طبع ايچ ايم سعيد كراچي.

(۳) والذين إذا فعلوا فاحشة أو ظلموا أنفسهم ذكروا الله فاستغفروا لذنوبهم سورة آل عمران الآية ۱

قوله تعالى يا أيها الذين آمنوا توبوا إلى الله توبة نصوحا سورة التحريم الآية ۸.

(۲) ایسا شخص فاسق ہے اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ ایسے شخص کو مستقل امام بنانا جائز نہیں ہے[1] اور امام ہونے کی صورت میں اسے ہٹانا لازمی ہے[2]۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ عبداللطیف غفرلہ

بے ریش کی امامت کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین ان مسائل میں کہ

(۱) بے ریش مسلمان شخص جماعت کی امامت کرا سکتا ہے جبکہ مقتدیوں میں اور کوئی بھی امامت کے لیے تیار نہ ہو خواہ وہ ریش کی کوئی نہ ہو۔ ہاں یہ ایک علیحدہ بات ہے کہ وقتی طور پر پڑھانے کے لیے کوئی رضامند ہو جائے۔ دوسرے مذکورہ بے ریش مستقل امامت کے لیے موزوں اور مناسب ہو اور وہ امامت کرانے کے لیے رضامند بھی ہو اور مقتدی بھی راضی ہوں لیکن اگر صورت یہ ہو کہ ایک باریش بھی مستقل امامت کے فرائض سرانجام دے سکتا ہے لیکن وہ اس امر کے لیے تیار نہ ہو تو پھر صورت مسئلہ کیا ہوگی؟ نیز ایک شخص جو ریش ایک مشت سے کم رکھتا ہو کیا وہ بھی دوسرے مقتدیوں پر امامت کے لیے فوقیت رکھتا ہے۔

(۲) کیا اس کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے۔ بینوا توجروا۔

---

(۱) قال في ... كراهة تقديمه كراهة تحريم رد المحتار كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵۶۰ طبع ایچ ایم سعید.

وكذا في حلبي كبير كتاب الصلوة باب الامامة ص: ۵۱۳ طبع سعيدي.

وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب الامامة ص: ۳۰۳ طبع دار الكتب بيروت.

(۲) ... كراهة تقديمه بانه لا يهتم لامر دينه وبان في تقديمه للامامة تعظيمه وقد وجب عليهم اهانته شرعاً ... رد المحتار كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵۶۰ طبع ایچ ایم سعید.

وكذا في حلبي كبير كتاب الصلوة باب الامامة ص: ۵۱۳ سعيدي.

وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب الامامة ص: ۳۰۳ طبع قديمي كتب خانه.

الجواب

(۱) ڈاڑھی رکھنا سنت مؤکدہ بلکہ واجب ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہے۔ خمس من الفطرة وفيه ذكر اعفاء اللحية وقال صلى الله عليه وسلم اعفوا اللحى الحديث [۱] وقال في الدر المختار [۲] واما الاخذ منها وهي دون ذلك كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه احد. لہٰذا بغیر ایک مشت ڈاڑھی رکھنے والا فاسق ہے اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے [۳]۔ لہٰذا ایسے شخص کو مستقل امام نہ بنایا جائے۔ اگر امام بنانے کی مجبوری بن جائے تو ایسے شخص کو توبہ کرانے کے بعد ڈاڑھی پوری کر لینے کے بعد امام بنایا جائے [۴]۔ بشرطیکہ اس کے علاوہ کوئی اور علامت فسق نہ پائی جائے۔

(۲) اعمیٰ کی امامت اس صورت میں بغیر کسی کراہت کے جائز ہے کہ وہ نجاست سے بچنے کے معاملہ میں خوب محتاط ہو۔ اس سلسلہ میں وہ اپنے ساتھ کسی شخص کو رکھتا ہو [۵]۔

حررہ عبد اللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

الجواب صحیح بندہ احمد عفا اللہ عنہ

۱۸ ربیع الثانی ۱۳۸۳ھ

---

۱) وفي الصحيح البخاري باب اعفاء اللحى ۲/۸۷۵ قديمي.
وكذا في صحيح البخاري باب اخراجهم ۲/۸۷۵ طبع قديمي كتب خانه.
وكذا في جامع الترمذي باب ما جاء في اعفاء اللحية ۲/۱۰۵ طبع سعيد.
وكذا في مشكوة المصابيح باب الترجل ۲/۳۸۰ طبع قديمي كتب خانه.

۲) وفي رد المحتار مع الدر المختار كتاب الصوم باب ما يفسد وما لا يفسد ۲/۴۱۸ سعيد.
وكذا في البحر الرائق كتاب الصوم باب ما يفسد وما لا يفسد ۲/۴۹۰ طبع رشيديه.
وكذا في فتح القدير كتاب الصوم باب ما يوجب القضاء والكفارة ۲/۳۶۰ سعيد.

۳) على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم رد المحتار كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵۶۰.
وكذا في حلبي كبير كتاب الصلوة باب الامامة ص ۵۱۳ سهيل. وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب الامامة ص ۳۰۳ طبع قديمي كتب خانه.

۴) وعن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم التائب من الذنب كمن لا ذنب له مشكوة المصابيح باب التوبة والاستغفار ص ۲۰۶ طبع قديمي كتب خانه.
وكذا في سنن ابن ماجه باب ذكر التوبة ص ۳۲۳ طبع سعيد.

۵) ويكره تنزيها امامة عبد ... واعرابي وفاسق واعمى ... الخ الدر المختار كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵۵۹ طبع ايچ ايم سعيد كراچی.
وكذا في خلاصة الفتاوى كتاب الصلوة الفصل الخامس عشر في الامامة ۱/۱۴۵ طبع رشيديه.
وكذا في البناية شرح الهداية كتاب الصلوة باب الامامة ۲/۳۳۲، ۳۳۳ طبع دار الكتب بيروت.

بوقت ضرورت داڑھی منڈے کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کہ ایک جامع مسجد میں ایک عالم دین خطیب تو ہے لیکن کبھی کبھی کسی ضروری کام کی غرض سے وہ کہیں چلا جاتا ہے تو پھر ہم ایک اور شخص کو مجبور کرتے ہیں کہ وہ نماز پڑھائے حالانکہ وہ شخص بھی بمجبوری خطیب اصل کی عدم موجودگی میں نماز پڑھاتا ہے۔ یہ شخص بھی عالم دین ہے لیکن داڑھی کتاتا ہے۔ آپ یہ بتائیں کہ آیا اس کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

ایسے شخص کے پیچھے نماز مکروہ ہے فرض ادا ہو جاتے ہیں[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۹ شعبان ۱۳۹۶ھ

داڑھی کی شرعی حیثیت

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ داڑھی رکھنا شریعت میں فرض ہے یا واجب یا سنت ہے اور اسی طرح آیا امام کے لیے داڑھی رکھنا شرائط امامت میں سے ہے یا نہیں اگر ایک شخص کسی محلہ کا امام ہے اور پھر اس کی داڑھی حد شریعت سے کم ہے۔ کیا اس کو امام بنایا جا سکتا ہے یا کہ نہیں اور پھر یہ مذکور کوئی عالم بھی نہیں صرف قرآن شریف کا حافظ ہے۔ کیا اس کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے یا وہ ضروری ہے۔ کیا اس کو ہمیشہ کے لیے امام بنایا جا سکتا ہے یا کہ نہیں۔ بینوا توجروا۔

---

(1) ويكره ان يكون الامام فاسقا (الفتاوى الهندية كتاب الصلوة الباب الخامس في الامامة 1/84 ادارة القرآن)
وكذا في الدر المختار كتاب الصلوة باب الامامة 1/559 طبع ايچ ايم سعيد.
وكذا في البحر الرائق كتاب الصلوة باب الامامة 1/611 طبع رشيديه كوئٹه
وهذه الكراهة في الفاسق أشد بعد أيضا من تقديم الاعمى لانه لا يتوقى النجاسة (رد المحتار كتاب الصلوة باب الامامة 1/560 طبع ايچ ايم سعيد.

بسم اللہ

داڑھی رکھنا تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت اور مردوں کا شعار ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اعفوا اللحی (داڑھی بڑھاؤ) نیز ارخوا اللحی (داڑھی لٹکاؤ) وفروا اللحی (داڑھی بڑھاؤ) کثروا اللحی (داڑھی زیادہ کرو) اوفوا اللحی (داڑھی پوری کرو) کے الفاظ احادیث صحیحہ میں مروی ہیں[1] اس لئے داڑھی رکھنا واجب ہے[2] اور ایک مشت سے کم کرنا [illegible] ثابت نہیں ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام [illegible] میں سے کسی سے بھی [illegible] ثابت نہیں ہے۔ علامہ شامی صاحب بحوالہ فتح القدیر لکھتے ہیں: وأما الأخذ منها وهي دون ذلك كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه أحد وأخذ كلها فعل يهود الهند ومجوس الأعاجم[3] اس لئے ایسے شخص کی امامت مکروہ تحریمی ہے، جو شخص داڑھی منڈاتا ہو یا ایک مشت سے کم کرتا ہو اس کو امام بنانا مکروہ ہے[4] اگر چہ قرآن کا حافظ ہو۔ اگر کوئی [illegible] تو نماز ہو جائے گی، اعادہ کی ضرورت نہیں ہے[5] واللہ تعالیٰ اعلم۔

محمد [illegible] عفی عنہ

الجواب صحیح [illegible]

---

(۱) صحیح البخاری باب اعفاء اللحی ۲/۸۷۵ طبع قدیمی کتب خانہ کراچی۔
وکذا فی جامع الترمذی ابواب الادب [illegible] اعفاء اللحیة ۲/۱۰۰ طبع سعید کتب خانہ کراچی
وکذا فی مشکوۃ المصابیح باب الترجل ۲/۳۸۰ طبع قدیمی کتب خانہ کراچی
(۲) [illegible] لا [illegible] الامر [illegible] ص ۳۰ طبع حقانیہ پشاور۔
وکذا فی الحسامی فصل فی الامر ص ۳۱ طبع [illegible] کراچی
(۳) الدر المختار کتاب الصوم باب ما یفسد الصوم وما لا یفسد ۲/۴۱۸ طبع ایچ ایم سعید۔
وکذا فی الشامی کتاب الصوم باب ما یفسد الصوم وما لا یفسد ۲/۱۹۰ طبع رشیدیہ کراچی
وکذا فی فتح القدیر کتاب الصوم باب ما یوجب القضاء والکفارة ۲/۲۷۰ طبع رشیدیہ کوئٹہ
(۴) کرہ امامة العبد والاعمی والاعرابی وولد الزنا والجاهل الخ کتاب الصلوۃ باب الامامة ص ۲۰۲
طبع قدیمی کتب خانہ کراچی۔
وکذا فی الدر المختار مع رد المحتار کتاب الصلوۃ باب الامامة ۱/۵۶۰ طبع ایچ ایم سعید۔
وکذا فی البنایة شرح الهدایة کتاب الصلوۃ باب الامامة ۲/۳۳۲ طبع دار الکتب بیروت
(۵) [illegible] الخ کتاب الصلوۃ باب الامامة ۱/۵۵۹ طبع سعید۔
وکذا فی بدائع الصنائع [illegible] امامة [illegible] والفاسق کتاب الصلوۃ باب الامامة ۱/۳۸۶ رشیدیہ۔
وکذا فی خلاصة الفتاوی [illegible] الفصل الخامس عشر فی الامامة ۱/۱۴۶ طبع
رشیدیہ کوئٹہ۔

ایک مشت ڈاڑھی رکھنا واجب ہے، کیا ڈاڑھی منڈانے والے کو قتل کیا جائے

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے علاقہ میں یہ بات مشہور ہے کہ جو شخص داڑھی کٹواتا ہے، منڈواتا ہے یا ایک مشت سے کم رکھتا ہے وہ شخص امامت نہ کرائے، چاہے وہ عالم ہو یا جاہل، نیز ان کی امامت مکروہ تحریمی ہے اور نہ ان کے پیچھے نماز پڑھنی ہے اور وہ دوبارہ پڑھی جائے اور جو شخص داڑھی منڈاتا ہے یا کٹواتا ہے وہ فاسق اور فاجر ہے اور واجب القتل ہے اور امامت جائز نہیں ہے۔ اس مسئلہ کا صحیح جواب احادیث سے فرمایا جائے۔

جواب

حدیث شریف میں ہے: عشر من الفطرة منها اعفاء اللحية، نیز وارد ہے: اعفوا اللحی، ارخوا اللحی، واوفوا اللحی، وکثروا اللحی، اعفوا ووفروا اللحی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے داڑھی چھوڑنے، بڑھانے، پورا کرنے، لٹکانے کا ان احادیث میں حکم فرمایا ہے[۱]۔ نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت قرار دیا ہے[۲]۔ جس امر کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دائمی عمل بھی ہو اور تاکید بھی فرمائی ہو وہ امر واجب ہوتا ہے[۳]۔ اس کا ترک اور ترک پر مداومت موجب فسق ہوتا ہے[۴]۔ تو ایسے

---

(۱) السنن للنسائی کتاب الزینة من السنن الفطرة ۲/۲۷٤ طبع قدیمی کتب خانہ
وکذا فی جامع الترمذی باب ما جاء فی اعفاء اللحیة ۲/۱۰۰ طبع سعید کراچی۔
وکذا فی مشکوٰة المصابیح باب الترجل ۳۸۰ طبع قدیمی کتب خانہ کراچی۔

(۲) فقال: وهو حبه (ای الامر) او هو سنة لا العذاب ولا ما هو بالانوار مبحث الامر ص: ۳۱ طبع حقانیہ پشاور۔ وکذا فی الحسامی فصل فی الامر ص: ۴۹ طبع رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ۔

(۳) وسنته من السنة وهو الخروج عن الاستتار ولعل المراد ... کذا فی رد المحتار کتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵۹۰ طبع سعید کراچی۔
وکذا فی تفسیر روح المعانی سورة البقرة الآیة ۲۳، ۱/۱۸٤ طبع دار احیاء التراث۔
وکذا فی حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح کتاب الصلوة باب الامامة ۳۰۲ دار الکتب۔

(٤) اما الفاسق فقد عللوا علی ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم ... رد المحتار کتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵۶۰ طبع ایچ ایم سعید۔ وکذا فی حلبی کبیر کتاب الصلوة باب الامامة ۵۱۳ سہیل۔
وکذا فی حاشیة الطحطاوی کتاب الصلوة فصل فی بیان الاحق بالامامة ۳۰۳ طبع دار الکتب العلمیة
بیروت

داڑھی کا قبضہ سے کم کروانے والا فاسق ہے اس کی امامت مکروہ ہے۔ امامت کے لیے متقی، متورع، عالم کی ضرورت ہے[1] البتہ یہ کہ اسے کوئی بتایا جائے۔ وغیرہ وغیرہ یہ سب باتیں محض تقویٰ ہیں۔ انھیں بہتر سے بہتر طریقے سے سمجھایا جائے[2] تاکہ وہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنے پر آمادہ ہو جائیں۔ واللہ اعلم۔

محمود عفا اللہ عنہ

۳ ربیع الاول ۱۳۸۱ھ

دوسروں کو قبضہ سے کم داڑھی کرنے پر اکسانے والے کی امامت کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ان مسائل میں کہ:

(۱) ایک آدمی کی داڑھی سنت کے خلاف ہے۔ یعنی ڈیڑھ یا دو انگل ہے۔ اس کے پیچھے نماز فرض، نماز نفل، رمضان المبارک میں تراویح پڑھنا جائز ہے یا کہ نہیں؟

(۲) ایک آدمی امام مسجد ہے۔ اس کی داڑھی خلاف سنت ہے یعنی دو انگل ہے۔ ایک تو خود سنت کے خلاف کرتا ہے۔ دوسرے جس آدمی کی داڑھی سنت کے موافق ہے اس کو کہتا ہے میاں کیا داڑھی بڑھاتے پھرتے ہو، کوئی شریعت میں داڑھی کا ثبوت نہیں سوائے ایک دو انگل کے مثلاً یہ امام ہے اور برسر مسجد بالا بات کہتا ہے۔ ایسے طریقے سے کہتا ہے کہ کسی کا دل دکھتا ہے۔ ایسے امام کے لیے کیا حکم ہے

﴿ج﴾

(۱) جس کی داڑھی مشت بھر سے کم ہو[3] خواہ ایک انگل، ڈیڑھ انگل یا کم و بیش ہو اور اس فعل پر اصرار

---

(۱) يجب أن يكون إمام القوم في الصلوة أفضلهم في العلم والورع والتقوى. التاتارخانية كتاب الصلوة باب من هو أحق بالإمامة ۱/۶۲۳ طبع مكتبة إدارة القرآن والعلوم الإسلامية.

وكذا في الدر المختار والأحق بالإمامة تقديما بل نصبا مجمع الأنهر الأعلم بأحكام الصلوة ثم الأحسن تلاوة للقرأة ثم الأورع ثم الأسن الخ كتاب الصلوة باب الإمامة ۱/۵۵۷ سعيد.

وكذا في النهر الفائق كتاب الصلوة باب الإمامة ۱/۲۳۹ طبع دار الكتب العلمية بيروت.

(۲) قوله تعالى ادع إلى سبيل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة سورة النحل الآية ۱۲۵.

(۳) السنة فيها القبضة وكذا يحرم على الرجل قطع لحيته الدر المختار كتاب الحظر والإباحة فصل في البيع ۶/۴۰۷ طبع ايچ ايم سعيد كراچي.

وكذا في رد المحتار كتاب الصوم باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده ۲/۴۱۷ طبع سعيد كراچي.

وكذا في البحر الرائق كتاب الصوم باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده ۲/۴۹۰ طبع رشيدية.

ایسے امامت کرنا ہو ایسا شخص فاسق ہے اور اس کی امامت مکروہ ہے(1)۔

(۲) ایسا شخص جو خود داڑھی کے ساتھ داڑھی خلاف سنت رکھتا ہے اور پھر دوسرے سنت کے مطابق داڑھی رکھنے والوں سے معارضہ کرتا ہے، یہ شخص بڑا گناہگار ہوتا ہے۔ ایسا امام مستحق عزل ہے(2) اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے(3)۔ کذا فی امداد الفتاویٰ ج ۱ ص ۲۱۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سر پر انگریزی بال رکھنے والے کی امامت کا حکم

(س)

ایک حافظ قرآن داڑھی منڈواتا ہے۔ سر پر انگریزی بال ہیں، نماز بھی پڑھتا ہے۔ ایسے حافظ کے پیچھے نماز تراویح جائز ہے یا نہیں۔

(ج)

داڑھی منڈانا یا ایک مشت سے کم داڑھی کا قطع کرنا بالاتفاق حرام ہے۔ **واما قطعها وهي دونها فلم يبحه احد**(4)۔

---

۱) ويكره ان يكون الامام فاسقا الخ (الفتاوى الخانية كتاب الصلوة باب من هو احق بالامامة ۱/۴۳۸ طبع ادارة القرآن كراچی) وكذا في الدر المختار مع رد المحتار كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵۵۹ طبع سعيد كراچی۔ وكذا في خلاصة الفتاوى كتاب الصلوة الفصل الخامس عشر في الامامة والاقتداء ۱/۱۴۵ طبع رشيديه مركزی روڈ كوئٹہ.

۲) كراهة تقديمه بانه لا يهتم لأمر دينه وبأن في تقديمه للامامة تعظيمه وقد وجب عليهم اهانته شرعاً (رد المحتار كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵۶۰ طبع ايچ ايم سعيد).
وكذا في حلبي كبير كتاب الصلوة باب الامامة ص ۵۱۳ طبع سعيدی. وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب الامامة ص ۳۰۳ طبع قديمي كتب خانه.

۳) على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم (كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵۶۰ طبع ايچ ايم سعيد).
وكذا في حلبي كبير كتاب الصلوة باب الامامة ص ۵۱۳ طبع سعيدی. وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب الامامة ص ۳۰۳ طبع دار الكتب بيروت.

۴) وفي الدر المختار كتاب الصوم باب ما يفسد وما لا يفسد ۲/۴۱۸ طبع سعيد كراچی.
وكذا في البحر الرائق كتاب الصوم باب ما يفسد الصوم وما لا يفسد ۲/۲۰۹ طبع رشيديه.
وكذا في فتح القدير كتاب الصوم باب ما يوجب القضاء والكفارة ۲/۲۷۰ طبع رشيديه كوئٹہ.

تجارت وغیرہ جائز نہیں ہے "وهذا يحرم على الرجل قطع لحيته"[1] اس سے پہلے ہے "والسنة فيها القبضة"[2]۔ پس شخص مذکور کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے "ويكره امامة عبد - الخ و فاسق" (درمختار) "ان كراهة تقديمه اى الفاسق كراهة تحريم"[3]

ایسے شخص کو کسی بھی نماز میں امام نہ بنانا چاہیے۔ "لان فی امامته تعظيمه وتعظيم الفاسق حرام"[4] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

داڑھی کٹانے سے توبہ کرے تو کب امام بنایا جائے

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک حافظ قرآن جو کہ پابند صوم و صلوٰۃ ہے اور عقیدہ صحیح رکھتا ہے۔ لیکن داڑھی منڈاتا ہے۔ کیا اس کے پیچھے نماز فرض و تراویح پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر وہ توبہ کرے تو پھر کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا

جواب

شرعاً داڑھی کے متعلق چھوڑنے کا حکم ہے اور بقدر مشت کم از کم داڑھی چھوڑنا واجب ہے۔ داڑھی منڈانا یا حد شرعی یعنی بقدر مشت سے قبل کٹوانا اور اس پر دوام و اصرار کرنا شرعاً فسق و کبیرہ گناہ ہے۔ لہٰذا

---

(۱) الدر المختار كتاب الحظر والاباحة فصل في البيع ٦/٤٠٧ طبع سعيد.
وكذا في خلاصة الفتاوى كتاب الصلوة الفصل الخامس عشر في الامامة ١/١٤٥ طبع رشيديه.
ومثله في البناية شرح الهداية كتاب الصلوة باب الامامة ٢/٣٣٢، ٣٣٣ طبع دار الكتب بيروت.

(۲) الدر المختار كتاب الحظر والاباحة فصل في البيع ص ٤٠٧ ج ٦ طبع رشيديه كوئٹه

(۳) رد المحتار كتاب الصلوة باب الامامة ١/٥٦٠ طبع سعيد
وكذا في حلبي كبير كتاب الصلوة باب الامامة ص ٥١٣ طبع سهيل اكيڈمي كوئٹه.
وكذا في حاشية الطحطاوي كتاب الصلوة باب الامامة ص ٣٠٣ طبع كتب قديمي خانه.

(۴) كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لامر دينه وبأن في تقديمه للامامة تعظيمه وقد وجب عليهم اهانته شرعا
الخ رد المحتار كتاب الصلوة باب الامامة ١/٥٦٠ طبع سعيد كراچی.
وكذا في حلبي كبير كتاب الصلوة باب الامامة ٥١٣ طبع سعيدي.
وكذا في حاشية الطحطاوي كتاب الصلوة ص ٣٠٣ قديمي كتب خانه

ایسا شخص جو داڑھی منڈاتا ہے شرعاً فاسق ہے(۱)، امامت کا اہل نہیں۔ اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے(۲)۔ ایسے امام کو فرائض و تراویح میں امام بنانا جائز نہیں(۳)، ایسے حافظ کے بجائے غیر حافظ سنت کے مطابق داڑھی رکھنے والے کے پیچھے تراویح غیر ختم کے پڑھنا اچھا ہے(۴)۔ لہذا اگر دوسرا کوئی حافظ سنت کے مطابق داڑھی رکھنے والا نہ ملے تو بھی اس کو تراویح میں امام نہ بنایا جائے اور تائب ہو جانے کے بعد بھی جب تک داڑھی قدر سنت یعنی قبضہ کے برابر نہ ہو امام نہ بنایا جائے(۵)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

---

۱) والسنة فيها القبضة ولذا يحرم على الرجل قطع لحيته. الدر المختار كتاب الحظر والاباحة فصل في البيع ٦/٤٠٧ طبع سعيد كراتشي.
وكذا في الدر المختار كتاب الصوم باب ما يفسد وما لا يفسد ٢/٤١٨ طبع سعيد كراتشي.
وكذا في البحر الرائق كتاب الصوم باب ما يفسد الصوم وما لا يفسد ٢/٣٠٢ طبع رشيديه كوئته

۲) على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم. رد المحتار كتاب الصلوة باب الامامة ١/٥٦٠ طبع سعيد.
وكذا في حلبي كبير كتاب الصلوة باب الامامة ص: ٥١٣ طبع سعيدي
وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب الامامة ٣٠٣ طبع دار الكتب بيروت.

۳) راجع الى حاشية نمبر ٤ در صفحه ١٣٦ ايضاً.

۴) يجب أن يكون إمام القوم في الصلوة أفضلهم في العلم والورع والتقوى والقراءة. الفتاوى التاتارخانية كتاب الصلوة من هو احق بالامامة ١/٦٠٠ طبع ادارة القرآن.
وكذا في الدر المختار كتاب الصلوة باب الامامة ١/٥٥٧ طبع سعيد كراتشي.
وكذا في النهر الفائق كتاب الصلوة باب الامامة ١/٢٣٩ طبع دار الكتب بيروت لبنان.

۵) وعن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم التائب من الذنب كمن لا ذنب له. مشكوة المصابيح باب التوبة والاستغفار ص ٢٠٦ طبع قديمي كتب خانه وكذا في سنن ابن ماجه باب ذكر التوبة ص: ٣٢٣ طبع سعيد

داڑھی کٹانے والا توبہ کرلے تو اس کی امامت کا حکم

﴿سوال﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس بارے میں کہ:

(۱) جو لڑکا نابالغ بے ریش ہو اس کی امامت صحیح ہے یا نہیں۔

(۲) جو شخص ریش کترواتا ہے یا منڈواتا ہے اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔

(۳) امامت میں ریش کترانے یا منڈوانے والا بالغ بے ریش پر فوقیت رکھتا ہے یا نہیں۔

(۴) اگر کسی امام مسجد کی داڑھی قبضہ سے کم ہے اور اس نے یہ وعدہ کیا کہ میں آئندہ اپنی داڑھی کو نہیں کترواؤں گا تو اس کی امامت اسی وقت سے جائز ہو سکتی ہے یا جب تک کہ داڑھی پوری نہ ہو جائے۔

(۵) قبضہ مونہوں سے مراد ہے یا ٹھوڑی سے جواب معتبر کتب حنفیہ سے دیں۔

﴿جواب﴾

(۱) امامت بالغ بے ریش کی صحیح ہے لیکن اگر وہ حسین ہے جس کی جانب شہوت سے التفات کا خطرہ ہو تو مکروہ ہوگی۔ لیکن یہ کراہت تنزیہی ہے۔ در مختار میں ہے (وكذا تكره خلف امرد وقال الشامي الظاهر انها تنزيهية كما قال الرحمتي ان المراد به الصبيح الوجه لانه محل الفتنة[1]۔

(۲) داڑھی منڈوانا اور قبضہ سے کم کٹوانا اور کتروانا دونوں جائز نہیں ہیں[2] ایسا کرنے والا فاسق ہے اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے[3]۔

---

(۱) الدر المختار كتاب الصلوة باب الامامة ١/٥٦٢ طبع سعيد. وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب الامامة ٣٠٢ طبع دار الكتب بيروت.

(۲) والسنة فيها القبضة ولذا يحرم على الرجل قطع لحيته الدر المختار كتاب الحظر والاباحة فصل في البيع ٦/٤٠٧ طبع سعيد كراچی.
وكذا في البحر الرائق كتاب الصوم باب ما يفسد وما لا يفسد ٢/٤٩١ طبع رشيديه.
وكذا في فتح القدير كتاب الصوم باب ما يوجب القضاء والكفارة ٢/٢٧٠ طبع رشيديه.

(۳) على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم الدر المختار كتاب الصلوة باب الامامة ١/٥٦٠ طبع سعيد.
وكذا في حلبي كبير كتاب الصلوة باب الامامة ص: ٥١٣ طبع سعيدي كتب خانه وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب الامامة ٣٠٢ طبع قديمي كتب خانه

(۳) بالغ بے ریش کی امامت مکروہ تنزیہی ہے جیسے کہ سوال نمبر ۱ کے جواب میں گزر گیا اور فاسق کے پیچھے مکروہ تحریمی ہے۔ اس لیے بالغ بے ریش کی امامت ڈاڑھی منڈانے والے اور کٹانے والے سے اولیٰ ہے (۴) اگرچہ توبہ کرنے کی وجہ سے وہ عادل ہو گیا اس کا فسق جاتا رہا لیکن صورتاً چونکہ وہ فاسق ہے اس لیے احتیاط اسی میں ہے کہ ڈاڑھی بڑھ جانے کے بعد امامت کی جائے[1]۔ (۵) قبضہ تھوڑی سے نیچے ہونا ہے ہونٹوں سے نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

ڈاڑھی منڈانے والے قرآن پاک درست پڑھ سکتے ہوں
اور ڈاڑھی والوں کا تلفظ درست نہ ہو تو امام کس کو بنایا جائے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک گاؤں میں پچانوے فی صدی لوگ ڈاڑھی منڈواتے ہیں اور پانچ فیصدی ڈاڑھی رکھواتے ہیں اور ان میں جو ڈاڑھی رکھواتے ہیں قرآن مجید نہیں پڑھ سکتے یعنی عین کی جگہ الف، ح کی جگہ ھ، ذال کی جگہ ز پڑھتے ہیں کھڑے کو چوڑا، پڑھے کو کھڑا پڑھتے ہیں اور جو ڈاڑھی کٹواتے ہیں ان میں قرآن مجید ٹھیک پڑھ سکتے ہیں اور لوگ بھی ان کو کہتے ہیں ہمیں نماز پڑھائیں۔ کیا جو ڈاڑھی کٹواتا ہے اور قرآن مجید ٹھیک پڑھتا ہے ان کے پیچھے نماز ڈاڑھی والوں کی ہو جاتی ہے یا نہیں؟ اور ڈاڑھی کٹوانے والے کے پیچھے ڈاڑھی کٹوانے والوں کی ہوتی ہے یا نہیں۔

---

۱) وعن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ مشکوۃ المصابیح باب التوبۃ ص ۲۰۶ طبع قدیمی کتب خانہ و کذا فی ابن ماجہ باب ذکر التوبۃ والاستغفار ص ۳۲۳ طبع ایچ ایم سعید۔

﴿ج﴾

نمازیوں کو چاہیے کہ کسی اچھا پڑھنے والے نیک متقی امام کو مقرر کریں کہ اس کے پیچھے نماز ادا کریں[1]۔ مستقل امام تو داڑھی کٹوانے والے اور بعض اوقات نماز قضا پڑھنے والے کو دونوں کی امامت نہ بنائے البتہ کسی خاص وقت کے لیے اگر ضرورت ہو تو کبھی پڑھنے والے داڑھی کٹے کے پیچھے پڑھ لیں[2]۔ اور نہ پڑھنے والے کے پیچھے نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر

داڑھی کترانے والے بے نمازی کی تراویح میں اقتداء

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ان مسائل میں کہ

(۱) ایک امام مسجد فوت ہو گئے۔ ان کے باپ دادا پہلے امامت کرتے تھے۔ ان کے فوت ہو جانے کے بعد ان کی اولاد میں سے کوئی شخص موروثی اور باپ دادا کا حق جتلا کر خود امامت کے لیے کھڑا ہو سکتا ہے یا کہ مقتدیوں کے اختیار پر۔ اس مسئلہ کی وضاحت فرمائی جائے۔

(۲) ہماری مسجد میں عرصہ کئی سال سے یہ جھگڑا چلا آرہا ہے کہ شعبان کا چاند دیکھا جاتا ہے تو کئی صاحبان کی باری میں جھگڑا کرتے ہیں کہ ہمارا بیٹا نماز تراویح کے لیے اس مسجد میں امامت کرے گا۔ وہ حافظ جس کو امامت کے لیے کھڑا کرنے کی استدعا کرتے ہیں وہ قابل امامت نہیں ہوتا۔ نماز پابندی سے نہیں پڑھتا کئی نمازیں چھوڑتا تھا اور کوئی نہیں پڑھتا۔ شریعت کی بجائے ... دوسری بات یہ ہے

---

(۱) يجب أن يكون إمام القوم في الصلاة أفضلهم في العلم والورع والتقوى والقراءة والحسب، الخ
كتاب الصلوة باب من هو أحق بالإمامة ۱/۳۰۶ تاتارخانية طبع إدارة القرآن.
وكذا في الدر المختار كتاب الصلوة باب الإمامة ۱/۵۵۷ طبع سعيد
وكذا في البحر الرائق كتاب الصلوة باب الإمامة ۱/۳۴۹ طبع دار الكتب بيروت.

(۲) لقوله عليه الصلوة والسلام صلوا خلف كل بر وفاجر، حلبي كبير كتاب الصلوة باب الإمامة ص ۵۱۴ طبع صمدي كتب خانه كوئٹه.
وكذا في شرح الفقه الأكبر الكبيرة لا تخرج المؤمن ص ۲۴۶ طبع دار البشائر الإسلامية بيروت
وكذا في تبيين الحقائق كتاب الصلوة باب الإمامة ۱/۳۴۶ طبع دار الكتب بيروت.

کہ امام مسجد پر اثر رسوخ والی شخصیت کی بنا پر مسلط ہیں اور داڑھی کی مقدار ... جس کی بنا پر مقتدیوں میں انتشار پیدا ہو جاتا ہے اور جھگڑا فساد برپا ہو جاتا ہے۔ جناب مفتی صاحب اس مسئلہ کی وضاحت فرما کر شریعت کا واضح حکم فرما دیں نوازش ہوگی۔

الجواب

(۱) امامت کا وراثت سے کوئی تعلق نہیں[1]۔ امامت کی قابلیت رکھنے والے جس شخص کو مقتدی چاہیں امام بنا سکتے ہیں۔ البتہ تقویٰ اور قابلیت کا خیال رکھنا ضروری ہے[2]۔

(۲) ایسے شخص کے پیچھے جو داڑھی کترواتا یا منڈواتا ہو نماز پڑھنی مکروہ تحریمی ہے[3]۔ ایسے شخص کو امام نہیں بنانا چاہیے۔ امامت کسی شخص کا استحقاق نہیں۔ بلکہ مقتدیوں کی اکثریت جس پابند شریعت شخص کو مقرر کرلیں وہی امام بن سکے گا[4]۔ واللہ اعلم

محمد عبداللہ عفی عنہ مفتی مدرسہ دارالعلوم مدنیہ

---

۱) انه اذا مات الامام أو المدرس لا يصح وظيفته على ابن الصغير. رد المحتار، كتاب الجهاد، مطلب في توجيه الوظائف للابن صغيرا، ص ۱٦٦، ج ۸، طبع سعيد ورشيديه كوئٹه.

۲) يستحب أن يكون إمام القوم في الصلوة أفضلهم في العلم والورع والتقوى والقراءة والحسب والنسب. التاتارخانية، كتاب الصلوة، من هو أحق بالإمامة ۱/ ۶۰۰، طبع إدارة القرآن.

وكذا في الدر المختار كتاب الصلوة باب الإمامة ۱/ ۵۵۷ طبع سعيد.

وكذا في النهر الفائق كتاب الصلوة باب الإمامة ۱/ ۲۳۹ طبع دار الكتب بيروت.

۳) على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم. رد المحتار كتاب الصلوة باب الامامة ۱/ ۵۶۰، طبع ايچ ايم سعيد.

وكذا في حلبي كبير كتاب الصلوة باب الامامة ص: ۵۱۴ طبع مصطفائی كتب خانه.

وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب الامامة ص: ۳۰۳ طبع دار الكتب بيروت

۴) فان استووا يقرع بين المستويين (والاختيار الى القوم) فان اختلفوا اعتبر اكثرهم. الدر المختار مع رد المحتار كتاب الصلوة باب الامامة ۱/ ۵۵۸، ۵۵۹ طبع سعيد كراچی.

وكذا في التاتارخانية كتاب الصلوة باب الامامة ۱/ ۶۰۰ طبع ادارة القرآن كراچی.

وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب الامامة ص: ۳۰۱ طبع دار الكتب بيروت

داڑھی کترانے والے کی امامت میں ادا کی گئی نمازوں کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک امام مسجد جو کہ ہر وقت نماز اور جمعہ بھی پڑھاتا ہے رمضان شریف کی تراویح بھی پڑھوا رہا ہے۔ چونکہ قرآن مجید کا حافظ ہے لیکن مدتوں سے اس کی داڑھی کم ہے۔ کٹوا دیتا ہے۔ بعض لوگوں نے یہ اعتراض کیا ہے کہ مدتوں سے کم داڑھی رکھنے والے کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔ نہ فرض نہ نفل یعنی تراویح نہیں ہوتی۔ جو پڑھی گئی ہیں ان کو بھی پھر لوٹایا جائے۔ اب پوچھنا یہ ہے کہ کیا داڑھی منڈانے یا کترانے والے کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔ اگر نہیں ہوتی تو جو پڑھی گئی ہیں ان کا لوٹانا ضروری ہے یا نہیں؟ مدلل و مفصل کتابوں کے حوالے سے تحریر فرمائیں۔

الجواب

در مختار میں ہے کہ داڑھی ایک مشت سے کم کرانا حرام ہے۔ "واما الاخذ منها وهي دون ذلك فلم يبحه احد"[1] اور بحر الرائق میں ہے "والسنة فيها القبضة الخ" - وكذا قال يحرم على الرجل قطع لحيته[2]۔ لہٰذا ایسا شخص داڑھی منڈانے یا ایک مشت سے کم کرنے والا فاسق ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے "ويكره امامة عبد الخ - وفاسق" قال محشي في شرح المنية على ان كراهة تقديمه (اي الفاسق) كراهة تحريم[3] اگرچہ حکم

---

(۱) الدر المختار، كتاب الصوم، باب ما يفسد وما لا يفسده: ۲/۴۱۸، طبع سعيد.

وكذا في البحر الرائق، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده: ۲/۴۹۰، طبع سعيد.

وكذا في فتح القدير، كتاب الصوم، باب ما يوجب القضاء والكفارة: ۲/۳۴۷، طبع رشيدية.

(۲) الدر المختار، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع: ۶/۴۰۷، طبع سعيد كراچی.

(۳) رد المحتار، كتاب الصلوة، باب الإمامة: ۱/۵۶۰، طبع سعيد كراچی.

وكذا في حلبي كبير، كتاب الصلوة، باب الإمامة، ص: ۵۱۳، طبع سهيل اكيڈمی لاہور.

وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلوة، باب الإمامة، ص: ۳۰۳، طبع دار الكتب العلمية بيروت.

صلوا خلف کل بر وفاجر اس کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے[1]۔ لہٰذا جو نمازیں اس کے پیچھے پڑھی ہیں وہ واجب الاعادہ نہیں لیکن ایسے شخص کو امام نہ بنانا چاہیے نہ فرائض میں نہ تراویح وغیرہ میں[2]۔ لان فی امامتہ تعظیم وتعظیم الفاسق حرام[3]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بریلوی عقائد رکھنے والے کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ہم لوگ دیوبندی عقائد کے ۱۰ آدمی ایک ایسی جگہ پر ملازم ہیں جہاں پر صرف ایک مسجد ہے اور اس کا پیش امام ایک حافظ بریلوی خیالات کا آدمی ہے۔ اب ہماری نماز کے لیے کیا فتویٰ ہے۔ براہ کرم تفصیل کے ساتھ فرمادیں کہ ہم کس طرح نماز کا بندوبست کریں تاکہ ہم جماعت کے ثواب سے محروم نہ ہوں۔ ہماری کالونی سے متصل دوسرا ایک اور کالونی ہے۔ جس کی مسجد کا پیش امام توحید والے خیالات کا آدمی ہے۔ ہم جمعہ کی نماز ادھر جا کر ادا کرتے ہیں۔ براہ کرم جواب عنایت فرمائیں تاکہ ہماری نمازوں میں اور زیادہ خلل نہ پڑے۔

﴿ج﴾

اگر امام موصوف بدعت کا ارتکاب کرتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب اور حاضر و ناظر جانتا

---

۱) حلبی کبیر کتاب الصلوۃ باب الامامۃ ص: ۵۱٤ طبع سعیدی کتب خانہ۔

وکذا فی شرح الفقہ الاکبر الکبیرۃ لا تخرج مؤمن ص: ۲۲۷ طبع دار البشائر الاسلامیہ

۲) ولا یجوز للرجال ان یقتدوا بامرأۃ او صبی ---- وفی التراویح والسنن المطلقۃ جوزہ مشائخ بلخ ولم یجوزہ مشائخنا ۔ والمختار انہ لا یجوز فی الصلوات کلہا الهدایۃ کتاب الصلوۃ باب الامامۃ ۱/۱۲٦ طبع رحمانیہ لاہور۔

وکذا فی العالمگیریۃ الباب الخامس فی الامامۃ الفصل الثالث ۱/۸۵ طبع رشیدیہ کوئٹہ

وکذا فی الدر المختار کتاب الصلوۃ باب الامامۃ ۲/۳۸۷ طبع جدید رشیدیہ کوئٹہ۔

۳) رد المحتار مع الدر المختار کتاب الصلوۃ باب الامامۃ ۱/۵٦۰ طبع سعید۔

وکذا فی حلبی کبیر کتاب الصلوۃ باب الامامۃ ص: ۵۱۲ طبع سعیدی کتب خانہ

وکذا فی حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح کتاب الصلوۃ باب الامامۃ ص: ۳۰۳ طبع دار الکتب بیروت۔

ہے تو پھر ان کی اقتداء درست نہیں۔(۱) آپ کا مستقل امام بنانا بھی ناجائز ہے جس سے بھی ایک امام مقرر کیا جائے۔ کسی سے جھگڑے یا فساد کی ضرورت نہیں۔ آپ ان سے الگ رہیں گے تو آپ کی مشکل دور ہو گی۔ سورۃ واللیل اذا یغشی (۲) کی اللہ تعالیٰ کا ارشاد متقین کے لیے فسنیسرہ للیسری (۳) کا لازمی مصداق ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۹ شوال ۱۳۸۹ھ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے علم غیب کل کا عقیدہ رکھنے والے کے پیچھے نماز کا حکم

﴿س﴾

جو مولوی علم غیب کل کا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے عقیدہ رکھتا ہے اور یہ بھی مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کو حضرت علامہ اور مجدد وقت سمجھتا ہے اور ماننے والا ہے۔ اس کے پیچھے نماز کیسی ہے بینوا توجروا۔

﴿ج﴾

اس کے پیچھے نماز نہ پڑھنی چاہیے اور اس کی امامت ناجائز ہے۔(۴) واللہ اعلم۔

---

(۱) ویکرہ امامۃ عبد … وفاسق … ومبتدع لا یکفر بها وان کفر بها فلا یصح الاقتداء به اصلاً الدر المختار مع رد المحتار کتاب الصلوٰۃ باب الامامۃ ۱/ ۵۶۰ طبع سعید کراچی۔

وکذا فی حلبی کبیر … ومبتدع … یعتقد شیئا علی خلاف ما یعتقده اهل السنة والجماعة … لم یکن ما یعتقده یؤدی الی الکفر … کتاب الصلوٰۃ باب الامامۃ ص … طبع سهیل اکیڈمی لاهور۔

وکذا فی خلاصة الفتاوی کتاب الصلوٰۃ الفصل الخامس عشر فی الامامة والاقتداء ص: ۱۵۰ طبع رشیدیه کوئٹه۔

(۲) سورۃ اللیل الآیۃ: ۱ (۳) سورۃ اللیل الآیۃ: ۷ (۴) راجع الی حاشیہ ۱

"ما اهل به لغیر الله" کو حلال قرار دینے والے کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ

(۱) زید ایک ایسا شخص ہے جو وہابی اور مشرک ہے عقیدہ میں بالکل وہابی اور دیوبندی ہے۔ نذر و نیاز کا قائل نہیں ہے اور "وما اهل لغیر الله به" والی چیز کو حلال کرنے مخلوق کو کفر قرار دیتا ہے۔ داڑھی کا سخت دشمن ہے داڑھی ایک مشت سے بالکل قائل نہیں۔ ایک مولوی صاحب نے اس کے ساتھ مناظرہ کیا ہے اور داڑھی کا ثبوت حدیث و فقہ کی کتب سے دیا ہے تو زید وہابی صاحب نے کہا ہے کہ میں تمام کتب کو اکٹھا کر کے آگ جلاتا ہوں (نعوذ باللہ)۔ اس کی عمر تقریباً ... سال ہے وہ شخص بے شادی ہے شادی کرنا نہیں چاہتا۔ تمام لوگ اور علماء اس کو سمجھاتے ہیں کہ ایسے کام مت کرو لیکن کسی کی نہیں مانتا اور زانی بھی ہے۔ ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہ۔ جو الفاظ اس نے کتب کے متعلق بولے ہیں کیا کافر ہو جاتا ہے یا نہ۔ اگر ہو جاتا ہے تو اس صورت میں عورت چھوٹ جاتی ہے یا نہ۔ ایسے شخص کے ساتھ السلام علیکم کرنا چاہیے یا نہ؟ تمام علماء دین کو اس کا فکر ہے اور بچوں کی تربیت پر جا کر امامت کرتا ہے۔ شرعاً کیا حکم ہے۔

(۲) ایک شخص نے کہا ہے کہ یہ آیت قرآن ہمارے لیے ہے ہمارے لیے نہیں۔ قرآن کو نہیں مانتے۔ یہ قرآن اس زمانے میں انہی کے واسطے اترا تھا ہمارے لیے نہیں تو اس کے لیے کیا حکم ہے اور اس کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہیے۔

(۳) غیر مقلد سے اپنا رشتہ ادا کرنے والے کے ساتھ کیا برتاؤ رکھنا چاہیے اور وہ مسلمان باقی ہے یا نہ؟

بینوا توجروا

جواب

(۱) ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز نہیں اس کے بعض اقوال و عقائد کفریہ ہیں (۱) اعاذنا اللہ منہ۔

---

(۱) ویکرہ امامۃ عبد ... وفاسق ... والمبتدع لا یکفر بها وان کفر بها فلا یصح الاقتداء به اصلا. الدر المختار مع رد المحتار کتاب الصلوۃ باب الامامۃ ۱/۵۵۹ طبع سعید کراچی.
وکذا فی حلبی کبیر کتاب الصلوۃ باب الامامۃ ص ۵۱۴ طبع سہیل اکیڈمی.
وکذا فی حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح کتاب الصلوۃ باب الامامۃ ص ۳۰۳ طبع دار الکتب بیروت.

(۲) اگر واقعی اس کی مراد یہ ہو کہ قرآن اس زمانے کے یہودیوں کے لیے تھا ہمارے لیے نہیں اور اس میں کوئی تاویل نہیں کرتا تو یہ کفر ہے[۱] اور اگر یہ مطلب ہے کہ اس آیت کا تعلق یہود سے ہے اس میں ان کے متعلق حکم مذکور ہے۔ مومنین کا حکم اس آیت میں مذکور نہیں تو کوئی خرابی نہیں۔ (۳) اس سوال کے جواب میں تفصیل ہے۔ فی الحال وقت میں اتنی گنجائش نہیں۔ واللہ اعلم۔

بدعات ورسومات کے مرتکب امام کے پیچھے نماز پڑھنے والے مؤذن کی امامت کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین دریں مسئلہ کہ ایک مؤذن صحیح العقیدہ ہے۔ مگر بعض دفعہ بریلوی امام کے پیچھے بھی نماز پڑھ لیتا ہے۔ جو بریلوی علاقہ بھر میں گیارہویں، میلاد، عرس، غیر اللہ کی نذر و نیاز اور غیر اللہ کی پکار کی تبلیغ، شرکیہ اعمال وعقائد میں مشہور ومعروف ہے۔ کیا اس مؤذن کی ایسے غالی مشرک مولوی کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے اور بعض دفعہ مؤذن مذکور امام کی عدم موجودگی میں نماز بھی پڑھاتا ہے۔ کیا اس کے پیچھے اقتدا صحیح ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

تحقیق کی جاوے اگر واقعی اس شخص کے عقائد شرکیہ ہوں تو اس کی امامت درست نہیں اور نماز اس کے پیچھے جائز نہیں[۲] اور اگر عقائد اس کے شرکیہ نہیں البتہ بدعت کا ارتکاب کرتا ہے تو اس کی امامت بھی مکروہ تحریمی ہے[۳]۔ مؤذن اگر صحیح العقیدہ ہے اور مرتکب بدعات کا نہیں تو اس کی امامت جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

۱) ومبتدع ای صاحب بدعة وھی اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول لا بمعاندة بل بنوع شبھة (قال ابن عابدین) اما لو کان معاندا للادلة القطعیة التی لا شبھة له فیھا اصلاً کانکار الحشر ..... فھو کافر قطعاً الدر المختار مع رد المحتار کتاب الصلوة باب الامامة ۱/ ۵۶۰ طبع سعید کراچی.

۲) ویکرہ امامة عبد .. ومبتدع لا یکفر بھا وان کفر بھا فلا یصح الاقتداء به اصلاً تنویر الابصار مع الدر المختار کتاب الصلوة باب الامامة ۱/ ۵۵۹ طبع سعید کراچی۔
وکذا فی حلبی کبیر کتاب الصلوة باب الامامة ص: ۵۱۴ طبع سعیدی کتب خانه.
وکذا فی خلاصة الفتاوی الفصل الخامس عشر فی الامامة والاقتداء ۱/ ۱۴۵ طبع رشیدیه.

۳) علی ان کراھة تقدیمه کراھة تحریم رد المحتار کتاب الصلوة باب الامامة ۱/ ۵۶۰ طبع سعید.
وکذا فی حلبی کبیر کتاب الصلوة باب الامامة ص ۵۱۴ طبع سعیدی کتب خانه. وکذا فی حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح کتاب الصلوة باب الامامة ۳۰۳ طبع قدیمی کتب خانه.

مماتی، بریلوی، غیر مقلد، شیعہ، مرزائی، مودودی، پرویزی عقائد والے کی امامت

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل میں کہ

(۱) مماتی، بریلوی، غیر مقلد، شیعہ، مرزائی، مودودی، پرویزی ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ ان کی امامت مکروہ ہے یا نہیں۔ (۲) یہ سب حضرات ہمارے نزدیک کافر مسلمان ہیں یا نہیں (۳) مماتی و دیوبندیوں میں داخل ہیں یا نہیں۔ دونوں کے مسائل میں اگر اتحاد ہے تو اختلاف ہے دونوں کون سے ہیں۔ بینوا توجروا۔

جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم (۱) مماتی اور غیر مقلد مسلمان ہیں اور ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے[۱] مرزائی اور پرویزی دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور ان کی امامت درست نہیں شیعہ میں اختلاف ہے تاہم جو تحریف قرآن کے قائل ہیں لہٰذا ان کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے ان کی امامت نادرست ہے[۲] بریلوی و مودودی مبتدع و ضال ہیں ان کی امامت مکروہ ہے[۳] (۲) اس کی تفصیل اوپر گزر چکی۔ (۳) مماتی حضرات اپنے

---

(۱) اما الاقتداء بالمبتدع من يعتقد شيئاً على خلاف ما يعتقده اهل السنة والجماعة وانما يجوز الاقتداء به مع الكراهة الخ حلبي كبير كتاب الصلوة باب الامامة ص ۵۱۴ سعيدي

وكذا في الدر المختار ولكن لا ينال فضل الجماعة كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵۶۰ طبع سعيد كراچی

وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح والصحيح انه يصح مع الكراهة كتاب الصلوة باب الامامة ۳۰۲ طبع دار الكتب بيروت.

(۲) ومقتضاه ان لا تجوز الصلوة خلف من ينكر ... رد المحتار كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵۶۱ طبع سعيد كراچی

وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح وشروط صحة الامامة للرجال الاصحاء ستة اشياء الاسلام والبلوغ والعقل والذكورة كتاب الصلوة باب الامامة ص ۲۸۷ طبع دار الكتب بيروت.

وكذا حلبي كبير كتاب الصلوة باب الامامة ص ۵۱۶ سعيدي

(۳) ويكره امامة عبد ... ومبتدع در المختار كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵۵۹ طبع سعيد كراچی

وكذا في خلاصة الفتاوى كتاب الصلوة الفصل الخامس عشر في الامامة ص ۱۴۵ طبع رشيديه

ومثله في البناية شرح الهداية كتاب الصلوة باب الامامة ۲/۳۲۲ طبع دار الكتب بيروت.

ور وہ جاہل نہیں تھے بلکہ ذی علم تھے، انہیں بھی یہ شبہ پیش آیا، یہ حضرات کا طریقہ رہا ہے کہ
ہیں۔ مجھے ان کے یہ معانی بلا تقریب واقف نہیں۔ آپ خود کسی تفسیر یا ترجمہ قرآن اور تفسیر بلکہ
احادیث وغیرہ کا مطالعہ کرکے یہ مسائل معلوم کرسکتے ہیں۔ یا کسی دوسرے بزرگ سے دریافت
کرلیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

۲۰/رجب/۱۳۶۸ھ

قبر پر چراغ روشن کرنے والے کی امامت کا حکم

سوال [ ]:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

(۱) ایک شخص اپنے والد صاحب کے انتقال کے بعد چند روز تک ان کی قبر پر ہر جمعرات کو وہاں جاکر چراغ روشن کرتا ہے اور روکنے سے اس کا جواب دیتا ہے کہ از روئے شرع شریف قبروں پر چراغ روشن کرنا جائز بلکہ موجب ثواب ہے۔ کیا ایسے شخص کی امامت جائز ہے یا نہیں؟ (۲) اپنے پیر صاحب کے بتلائے ہوئے وظائف اس طریقہ پر ثابت قدم رہا کہ کوئی بھی حرج ان کو نہیں اور لوگوں سے بھی یوں کہا کرتا ہے کہ جو اپنے پیر و مرشد کے کہنے پر نہ چلے وہ ذلیل وخوار ہوگا اور میں تو اپنے پیر کے بتلائے ہوئے وظائف و طریقہ پر قائم رہتا ہوں۔ (۳) مذکور شخص کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حاضر وناظر ہے، یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے لئے ہے، اور قرآن کی آیت سے اس کو ثابت کرتا ہے، تو یہ قرآن کی آیت ہے، اور ہم لوگ اپنے مولوی احمد رضا صاحب بریلوی کی ترجمہ والا قرآن کا حوالہ دیتے ہیں کہ انہوں نے اس طرح ترجمہ فرمایا ہے، جس سے ان کا مطلب ثابت ہے، قرآن و حدیث کو سمجھے بغیر کس طرح غلط کرسکتے ہیں۔ (۴) اسی مذکور شخص کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ اپنا وظیفہ و عمل کرنے سے بزرگوں کا تصرف ثابت ہے، اور جو بزرگ چاہیں وہ کرسکتے ہیں، اور جو شخص نہ مانے وہ گمراہ ہے، اپنے ثبوت میں کتاب قرآن شریف مع ترجمہ مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کا حوالہ دیتے ہیں۔ انہوں نے اس طرح ترجمہ فرمایا ہے جس سے وہ ثابت کرتے ہیں، ان کا عقیدہ ثابت ہوتا ہے، دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسے شخص کی امامت جائز ہے یا نہیں اور ایسے شخص کے پیچھے نماز ادا کرنا کیسا ہے؟ بینوا توجروا۔

(الجواب)

مذکورہ شخص کے عقائد و اعمال سراسر اسلام کے خلاف ہیں اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں (۱)۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

فرض نمازوں کے بعد ذکر بالجہر اور تین مرتبہ دعا کا التزام کرنے والے کی امامت کا حکم

(السوال)

کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہر فرض نماز کے بعد دعا مانگ کر کلمہ شریف کا ذکر بالجہر کرانا پھر دوسری دعا مانگ کر الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ زور سے کہلوانا پھر تیسری دعا مانگنا اور اس طریقہ کو بالالتزام کرانا جو نہ کرے اس کو برا سمجھنا کیا یہ سنی شریعت میں اس طرح ہے اور آدمی کا کیا مقام ہے اور اس شخص کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں مفصل و مدلل بیان فرما کر مشکور فرمادیں۔

(الجواب)

اس ہیئت اور التزام کے ساتھ ذکر جہری کلمہ شریف اور درود شریف بدعت ہے۔ ایسے امام کے پیچھے نماز جائز ہوتی ہے لیکن مکروہ ہوتی ہے (۲)۔ فقط واللہ اعلم

عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

---

(۱) ویکرہ امامۃ عبد ... وفاسق ... ومبتدع لا یکفر بہا وان کفر بہا فلا یصح الاقتداء بہ اصلاً (الدر المختار مع رد المحتار کتاب الصلوٰۃ باب الامامۃ ص ۵۵۹ طبع سعید کراچی)۔
وکذا فی حلبی کبیر المبتدع والمراد بالمبتدع من یعتقد شیئاً علی خلاف ما یعتقدہ اہل السنۃ والجماعۃ (کتاب الصلوٰۃ باب الامامۃ ص ۵۱۴ طبع سعیدی کتب خانہ)۔
وکذا فی حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح کتاب الصلوٰۃ باب الامامۃ ۳۰۳ بیروت۔
وکذا فی خلاصۃ الفتاوی کتاب الصلوٰۃ الفصل الخامس عشر فی الامامۃ ۱/۱۴۹ طبع رشیدیہ۔

(۲) علی ان الکراہۃ المذکورۃ کراہۃ تحریم (رد المحتار کتاب الصلوٰۃ باب الامامۃ ۱/۵۶۰ طبع سعید)۔
وکذا فی حلبی کبیر کتاب الصلوٰۃ باب الامامۃ ص ۵۱۳ طبع سعیدی کتب خانہ۔ وکذا فی حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح کتاب الصلوٰۃ باب الامامۃ ۳۰۳ طبع دار الکتب بیروت۔

بدعقیدہ شخص کی امامت کا حکم

(سوال)

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ حضور علیہ السلام حاضر و ناظر ہیں، اور ہر جگہ ان کی ذات ہے [illegible] روزہ کی فرضیت کا منکر ہے [illegible] کیا ایسے شخص کی امامت درست ہے یا نہ؟ اس کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہ؟ اگر چند دن نماز پڑھ چکے ہوں تو ان کا اعادہ واجب ہے یا نہ؟ [illegible] نہیں رکھتا صرف [illegible] کیا اس کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہ؟

(الجواب)

جو شخص ایسا عقیدہ رکھے کہ حضور ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں تو یہ صفت اللہ تعالیٰ کی ہے فرمایا تعالیٰ وھو اللہ فی السموات وفی الارض یعلم سرکم وجہرکم ویعلم ما تکسبون(۱) اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام مخلوق حاضر و ناظر ہے، حضور علیہ السلام کو حاضر و ناظر [illegible] علم غیب [illegible] (۲) فقہاء حنفیہ کی [illegible] تصریح ہے (۳) تزوج رجل امرأۃ بغیر شہود فقال الرجل للمرأۃ خدائے را و پیغمبر را گواہ کردم قالوا یکون کفرا لانہ اعتقد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب وھو ما کان یعلم الغیب حین کان فی الاحیاء فکیف بعد الموت الخ عالمگیری(۴) تزوج رجل امرأۃ ولم یحضر الشہود وقال خدائے را و رسول را گواہ کردم او قال خدائے را و فرشتگان

---

(۱) سورۃ الانعام الآیۃ ۳ [illegible] سورۃ لقمان الآیۃ ۳۴

(۲) [illegible] الحنفیۃ صرحوا بتکفیر من اعتقد ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب شرح الفقہ الاکبر ص ۲۲۲ طبع دار [illegible] والفتاوی [illegible] الدر المختار مع رد المحتار [illegible] کتاب الصلاۃ باب الامامۃ [illegible] ۵۵۹ طبع سعید کراچی

(۳) فتاوی قاضی خان [illegible] الہندیۃ [illegible] ۳/۵۷۶ طبع رشیدیہ وکذا فی الدر المختار مع رد المحتار کتاب النکاح ۳/۲۷ طبع ایچ ایم سعید کراچی

(۴) الفتاوی العالمگیریۃ کتاب السیر [illegible] الباب التاسع فی احکام المرتدین ۲/۲۶۶ رشیدیہ

وانکار کرے تو بھی یکفر لو قال فرشتہ دست راست را گواہ کردم و فرشتہ دست چپ را گواہ کردم لا یکفر البحر الرائق(1) میں ہے۔ لو تزوج بشہادۃ اللہ ورسولہ لا ینعقد ویکفر لاعتقادہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب اسی طرح تمام کتب فقہ میں ہے۔ صاحب ہدایہ اپنی کتاب تجنیس میں اور علامہ طاہر بن ... خلاصۃ الفتاوی میں اور بزازیہ میں اور ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں علامہ شامی رد المحتار میں نیز دیگر مستند فقہاء اس کی تصریح کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب تھا یا آپ حاضر ناظر تھے تو ایسا شخص قطعاً کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے اور اسی طرح غیر اللہ کو سجدہ کرنے والا عبادۃً باتفاق کافر ہے اور سجدہ تحیہ کرنے والا محققین کے نزدیک فاسق اور مرتکب کبیرہ ہے اور بعض کے نزدیک یہ بھی کافر ہے۔ لہذا ایسے عقیدوں اور اعمال والے امام کے پیچھے نماز پڑھنا ناجائز ہے۔ اس کے پیچھے نماز نہیں ہوتی اور دہرانا لازم ہوگا اسی طرح جو امام داڑھی مقدار قبضہ سے کم کرتا ہو وہ بھی فاسق ہے اور مرتکب کبیرہ ہے۔ اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے(2)۔ جسے امام رکھنا جائز نہیں۔ اسے امامت سے ہٹانا اہل مسجد کو لازمی ہے(3)۔ اور جو امام مذکورہ بالا کفریہ عقائد یا دیگر کفریہ عقائد اور کفریہ اعمال نہ رکھتا ہو بلکہ فسق ہو اس کے پیچھے بھی نماز مکروہ تحریمی ہے(4)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ ۲ صفر ۱۴۳۱ھ

عقائد و اعمال بد عقیدہ رکھنے والے کی امامت کا حکم

﴿سوال﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ان مسائل میں کہ

(1) ایک امام جو بریلوی عقیدہ رکھتا ہے۔ داڑھی کترواتا ہے۔ حقہ نوشی اس کی عام عادت ہے تو کیا

---

(1) البحر الرائق کتاب النکاح ۳/۸۸ طبع ماجدیہ کوئٹہ۔

(2) عنی ان کراھۃ تقدیمہ کراھۃ تحریم رد المحتار کتاب الصلوۃ باب الامامۃ ۱/۵۶۰ سعید۔
وکذا فی حلبی کبیر کتاب الصلوۃ باب الامامۃ ص:۵۱۳ طبع سعیدی کتب خانہ۔ وکذا فی حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح کتاب الصلوۃ باب الامامۃ ۳۰۳ طبع دار الکتب بیروت

(3) کراھۃ تقدیمہ بانہ لا یہتم لامر دینہ وبان فی تقدیمہ للامامۃ تعظیمہ وقد وجب علیہم اہانتہ شرعاً رد المحتار مع الدر کتاب الصلوۃ باب الامامۃ ۱/۵۶۰ طبع سعید کراچی
وکذا فی حلبی کبیر کتاب الصلوۃ باب الامامۃ ص:۵۱۳ طبع سعیدی کتب خانہ۔ وکذا فی حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح کتاب الصلوۃ باب الامامۃ ۳۰۳ طبع دار الکتب بیروت۔

(4) راجع الی حاشیۃ مذکورہ بالا۔

دیوبندی عقیدہ رکھنے والے کی اس کے پیچھے نماز ہو جائے گی۔ (۲) کن کن صورتوں میں کسی امام کے پیچھے نماز نہیں ہوتی ہر پہلو سے وضاحت فرمادیں (۳) کیا مکروہ تحریمی نماز کا لوٹانا ضروری ہو جاتا ہے۔ مثلاً اتفاقاً کسی ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھی جو نمبر ۱ کے زمرے میں آتا ہے۔ لیکن بوقت نماز معلوم نہیں ہوا کہ وہ کیسا ہے۔ یا کبھی جاکر کسی ذریعے سے معلوم ہوا تو ایسی نماز کا لوٹانا بھی ضروری ہے۔ (۴) ختم مروجہ جو اکثر بریلوی صاحبان پڑھا کرتے ہیں اور اس پر سختی سے کاربند ہیں اس کے متعلق روشنی ڈالیں۔ (۵) بریلوی صاحبان اکثر قیام کر کے صلوٰۃ پڑھتے ہیں یعنی یہ لوگ میلاد کا نام رکھ کر کافی دیر تک نعتیں پڑھتے رہتے ہیں اور آخر میں کھڑے ہو کر یارسول السلام الخ پڑھتے ہیں اس کے متعلق کیا ارشاد ہے۔ بینوا توجروا۔

﴿الجواب﴾

(۱) ایسے امام تبدیل کرنا ضروری ہے[1] اگر قدرت ہو ورنہ کسی اور نیک امام کی اقتداء میں نماز پڑھ لیا کریں[2] اور اگر اتفاق سے نماز پڑھ لی تو ادا ہو جائے گی لیکن مکروہ ہوگی۔ اس میں صحیح العقیدہ وغیرہ کا کوئی امتیاز نہیں ہے۔ بلکہ سب کا یہی حکم ہے اگر جی چاہے لوٹا لے اولیٰ اور افضل ہوگا جب تک کہ بدعت کفر کی حد تک نہ پہنچی ہو اور اگر بدعت کفر تک پہنچی ہو تو نماز صحیح نہ ہوگی اور لوٹانا ضروری ہوگا[3]۔ (۲) جن اماموں کے پیچھے نماز صحیح نہیں ہوتی بلکہ مکروہ ہوتی ہے۔ وہ بہت سے قسم کے لوگ ہیں ان میں سے ایک فاسق ہے

---

۱) وينزع وجوباً الخ لو ظهر به فسق فان الظاهر ان عزله واجب على كل مسلم يستطيعه. الدر المختار كتاب الوقف ٦/٤٣٢ طبع حقانية رشيدية. ويعزل به الا لفتنة ومفاده أنه يستحق العزل. الدر المختار مع رد المحتار كتاب الصلوة باب الامامة ١/٥٤٩ طبع سعيد كراچی.

۲) يستحب أن يكون امام القوم في الصلوة أفضلهم في العلم والورع والتقوى. الفتاوى الخانية كتاب الصلوة باب من هو أحق بالامامة ١/٩٠ طبع مكتبة الادارة القرآن كراچی.
وكذا في الدر المختار مع رد المحتار كتاب الصلوة باب الامامة ١/٥٥٧، ٥٥٨ طبع سعيد.
وكذا في النهر الفائق كتاب الصلوة باب الامامة ١/٢٣٩ طبع دار الكتب بيروت.

۳) الصلوة خلف أهل الأهواء يكره؟ الخ الفتاوى الخانية كتاب الصلوة باب من هو أحق بالامامة ١/٩٢ طبع إدارة القرآن كراچی.
وكذا في تبيين الحقائق: تجوز الصلاة خلف صاحب هوى او بدعة ولا تجوز خلف الرافضي والجهمي والقدري ... وحاصله ان هوى لا يكفر به صاحبه يجوز مع الكراهية والا فلا. كتاب الصلوة باب الامامة والحدث في الصلاة ١/٣٤٥ طبع دار الكتب بيروت.

اور مستحق ہو اور اگر کوئی مقتدی اس کو مکروہ سمجھے تو امام کی اس میں کوئی خرابی نہیں ہے(۱)۔(۳) اس کا جواب نمبر ۱ میں آچکا ہے کہ اگر اقتداء کی جائے ایسے آدمی کے پیچھے تو نماز ہو جائے گی اور ادا ہوگی، افضل ہوگا(۴) محمد جیسے بدعت ہے ۔۔ [illegible] الامام ہے(۵) جو کہ بدعت ہے سلف صالحین میں اس کا رواج نہیں تھا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ العبد محمود غفرلہ

۱۱ رشعبان ۱۳۹۵ھ

ایضاً

سوال

میرے تیسرے سوال کے جواب میں جناب نے الگ جماعت کا لفظ استعمال فرمایا ہے، اس سے میرے نزدیک تحقیق طلب بات باقی رہ گئی ہے [illegible] اگر ایسی جماعت ہی نہ ملے تو پھر بھی ان کے لیے اپنی رائے کو ترک کرنے میں [illegible] ان کی تحقیق کے بعد جیسی رائے ان کے لیے [illegible] قرآن سے میری تحقیق کا مطالبہ ہو [illegible] قرآن سے ناواقف [illegible] ایسے لوگوں کو [illegible] خیال کرتا ہوں مزید عرض ہے۔ اس عنوان کی وضاحت فرمائیں اور کیا ایسے لوگوں کی اقتداء اختیار کریں یا نہ کریں جو نئے پیدا ہو گئے ہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

ہم احتیاطاً صرف کہنے سے گریز کرتے ہیں اور الگ کا لفظ احتیاطاً کہتے ہیں تاکہ ہماری زبان سے کسی شخص کی تحقیق کے بغیر [illegible] کے الزام میں نہ آجائے، آپ حضرات سے بھی یہی عرض کرتے ہیں کہ

---

(۱) ولو أم قوماً وهم له كارهون [illegible] الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الإمامة والحدث في الصلاة (۱/ ۵۵۹) طبع دار الكتب العلمية بيروت.

وكذا في البحر الرائق [illegible] كتاب الصلاة، باب الإمامة (۱/ ۶۰۹) طبع سعيد كراتشي، وكذا في خلاصة الفتاوى كتاب الصلاة الفصل الخامس عشر في الإمامة والاقتداء (۱/ ۱۴۵) طبع رشيدية.

بغیر تحقیق کے کسی کو کافر یا مشرک نہ کہیں اور اپنی نمازوں کی بھی حفاظت کریں۔ صحیح العقیدہ اہل السنت والجماعت امام کی اقتدا کریں(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر نہ ماننے والے کی امامت کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہر وقت اور ہر آن سمیع و بصیر ہے اور غیب و شہادت کی مالک ہے۔ کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اگر یہ صفات بشریت کے مصداق ہوں یا نہ ہوں کو کتاب کا ارشاد ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود نہ بشر ہیں تب بھی ہم نہیں مانتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کا جز ہیں ہمارا یہ عقیدہ ہے۔ راسخ عقیدہ ہے۔ صحابہ اور تابعین اور مزارات بھی حاضر ناظر ہیں۔ کیا شریعت مقدسہ کا فتویٰ ہے کہ ایسے شخص کے پیچھے نماز ہوتی ہے اور کتب ائمہ اربعہ سے مفتیٰ بہ قول تحریر فرما کر مشکور فرماویں۔

﴿ج﴾

یہ عقائد اور کلمات کفریہ ہیں۔ (العیاذ باللہ) ایسے شخص کے پیچھے نماز نہیں ہوتی(۲)۔ واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

(۱) ويستحب أن يكون امام القوم في الصلوة أفضلهم في العلم والورع والتقوى والقراءة (التاتارخانية كتاب الصلوة باب من هو أحق بالامامة ۱/۶۰۰ طبع مكتبه ادارة القرآن كراچى)
وكذا في الدر المختار مع رد المحتار كتاب الصلوة باب الإمامة ۱/۵۵۷ طبع سعيد كراچى.
وكذا في النهر الفائق كتاب الصلوة باب الإمامة ۱/۲۳۹ طبع دار الكتب بيروت

(۲) ومبتدع صاحب بدعة وهي اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول لا بمعاندة بل بنوع شبهة لا يكفر بها وان كفر بها فلا يصح الاقتداء به أصلاً (الدر المختار مع رد المحتار كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵۵۹، ۵۶۰ طبع سعيد كراچى)
وكذا في خلاصة الفتاوى كتاب الصلوة الفصل الخامس عشر في الامامة والاقتداء ۱/۱۴۹ طبع رشيديه. وكذا في البناية شرح الهداية كتاب الصلوة باب الامامة ۲/۳۳۲، ۳۳۳ طبع دار الكتب بيروت. كما في الدر المختار واعلم انه لا يفتى بكفر مسلم امكن حمل كلامه على محمل حسن او كان في كفره خلاف ولو كان ذلك رواية ضعيفة ص ۲۲۹ ج ۱ طبع سعيد كراچى

انجانے میں بریلوی عقیدہ والے کے پیچھے نماز پڑھ لینے کا حکم

﴿سوال﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ان مسائل میں کہ

(۱) ایک انسان نے بھولے سے ایک بریلوی امام مسجد کے پیچھے نماز باجماعت پڑھ لی ہے کیا اس انسان پر اس نماز کی قضا بھی دوبارہ پڑھنا لازم ہے یا نہیں یا صرف نماز مکروہ ہو جاتی ہے اور قضا بھی دوبارہ پڑھنا لازم نہیں ہے۔ (۲) مذکورہ بالا انسان کے لیے حدیث شریف کی روشنی میں کفر اور بے دین کا فتویٰ لگانے والے کے لیے شرعاً کیا حکم صادر ہوتا ہے۔

﴿جواب﴾

(۱) بریلوی امام کے عقائد و خیالات اگر شرک کی حد تک نہیں پہنچے فقط رسوم و بدعات وغیرہ کا قائل و مرتکب ہے تو اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے[1]۔ (۲) ایسے فتویٰ لگانا صحیح نہیں ہے[2] ہاں بریلوی امام کو مستقل امام بنائے رکھنا جائز نہیں ہے۔ اس کے پیچھے اقتداء کرنا مکروہ تحریمی ہے[3]۔ ایسا کفر کا فتویٰ لگانا گناہ ہے توبہ کرلینا ضروری ہے[4]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ عبداللطیف غفرلہ

الجواب صحیح بندہ احمد عفا اللہ عنہ

۵ رجب ۱۳۸۲ھ

---

(۱) كذا المبتدع تكره امامته بكل حال بل مشى في شرح المنية على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم رد المحتار كتاب الصلوة باب الامامة ۱/ ۵۶۰ طبع سعيد كراچي

وكذا في حلبي كبير كتاب الصلوة باب الامامة ص: ۵۱۳ طبع سعيدي كتب خانه. وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب الامامة ۳۰۲ طبع قديمي كتب خانه.

(۲) ولكن من كان من قبلتنا لا يكفر بها اي بالبدعة المذكورة السيئة على شبهة اذ لا خلاف في كفر المخالف في ضروريات الاسلام من حدوث العالم الدر المختار مع رد كتاب الصلوة باب الامامة ۲/ ۳۵۷ طبع جديد رشيديه كوئٹه.

(۳) راجع الى حاشية سابقه نمبر ۱

(۴) يايها الذين امنوا توبوا الى الله توبة نصوحا سورة التحريم الآية: ۸

وكذا قوله تعالى: والذين اذا فعلوا فاحشة او ظلموا انفسهم ذكروا الله فاستغفروا لذنوبهم سورة آل عمران الآية: ۱۳۵

بدعتی اور علم دین سے عاری شخص کی امامت کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ چک نمبر ۱۰۸ میں ایک امام چک والوں کی طرف سے رکھا گیا ہے جس میں یہ چیزیں پائی جاتی ہیں۔ ایک بات یہ ہے کہ مقتدی چاہتا ہے دوسری بات یہ ہے کہ رسومات بہت کرتا ہے مثال کے طور پر نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنا، گیارہویں کے ختم دینا، جس نماز کے بعد سنتیں ہیں اس کے بعد کھڑا ہو کر دعا مانگنا، قل وغیرہ کرنا یعنی اس قسم کی بدعات کرتا ہے اور علم بھی بس اتنا رکھتا ہے کہ عید قربانی کے پہلے خطبہ پڑھا بعد عید کی نماز کے دو تین آدمیوں نے کہا بھی تو فرمایا کہ کوئی بات نہیں پہلے پڑھے یا بعد میں۔ چھ پارے قرآن مجید کے حفظ کیے ہوئے ہیں۔ باقی نماز کے مسائل کچھ نہیں جانتا۔ آخری بات یہ ہے کہ میرے دو بھائی مسئلہ اس طرح ہے کہ میرے ساتھ رہتا ہے اور مجھے چک والے وہابی کہتے ہیں یعنی اچھا نہیں سمجھتے اور داڑھی بھی ایک مٹھی سے کم ہے۔ مجھے چک ۱۰۸ میں قریب سات یا آٹھ سال کا عرصہ اس امام کو رکھے ہوئے تین چار سال ہوئے ہیں۔ ایسے ہی دیکھتا ہوں جس داڑھی مٹھی بھر سے کم رہی ہے۔ کیا داڑھی کے بال بڑھتے نہ ہوں گے ضرور کٹاتا ہوگا۔ میں ایک غریب آدمی ہوں اور گھر میرا ضلع مظفر گڑھ میں ہے۔ چک ۱۰۸ میں فقط دکانداری کرتا ہوں اگر کوئی مسائل کی بات کروں تو نہیں سنتے کہتے ہیں جہاں کوئی نکاح ہے تمہیں۔ آیا اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

یہ شخص مبتدع ہے اور جب کہ وہ اتنا جاہل ہے اس کی امامت مکروہ ہے۔ اس کو ہٹانا اہل مسجد پر لازم ہے لیکن آپ کو دوسری جگہ اس سے اچھا امام نہ ملے تو اسی امام کے پیچھے نماز پڑھتے رہو[1] اور مسئلہ آپ صحیح اور پختہ علماء سے معلوم کرتے رہو[2] اور فساد کی صورت پیدا نہ ہونے پائے نرمی سے تبلیغ حق کرتے رہو[3]۔

---

(۱) صلى خلف فاسق أو مبتدع نال فضل الجماعة قوله نال فضل الجماعة افاد ان الصلوة خلفهما اولى من الانفراد لكن لا ينال كما ينال خلف تقي ورع. الدر المختار مع رد المحتار كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵۶۲ طبع ایچ ایم سعید کراچی

وكذا في حلبي كبير كتاب الصلوة باب الامامة ص: ۵۱۴ طبع سعيدي كتب خانه. وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب الامامة ۲۰۳ طبع قديمي كتب خانه.

(۲) فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون سورة الانبياء ۷.

(۳) ادع الى سبيل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة سورة النحل ۱۲۵.

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب ماننے والے کی امامت کا حکم

﴿سوال﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کہ ایک آدمی ہے جو امام مسجد کے پیچھے اس لیے نماز نہیں پڑھتا کہ امام مسجد کو تکلیف دیتا ہے۔ لوگوں سے اپنے لیے چندہ کرواتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب مانتا ہے تو کیا ایسے امام کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں۔

﴿جواب﴾

جس شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب ہیں اور وہ ہر غیب کی بات کو جانتے ہیں اس کی امامت درست نہیں(1)۔ عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ جل شانہ کی ذات ہے(2)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ محمد نور شاہ عفی عنہ

الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

۱۹ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۹ھ

بدعات میں حصہ لینے والے کی امامت کا حکم

﴿سوال﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ

---

(1) وذكر الحنفية تصريحا بالتكفير باعتقاد أن النبي صلى الله عليه وسلم يعلم الغيب شرح فقه الأكبر ص ٤٣٩ طبع دار البشائر بيروت
وكذا في تنوير الأبصار مع الدر المختار ورد المحتار: وكره إمامة عبد ... وفاسق ... ومبتدع أي صاحب بدعة لا يكفر بها وإن كفر بها فلا يصح الاقتداء به أصلا كتاب الصلاة باب الإمامة ص ٥٥٩ ج١ طبع سعيد كراتشي. وكذا في خلاصة الفتاوى كتاب الصلوة الفصل الخامس عشر في الإمامة والاقتداء ١/١٤٥ طبع رشيدية كوئته

(2) قل لا يعلم من في السموات والأرض الغيب إلا الله سورة النمل ٦٥

جو ڈاڑھی منڈاتا ہے اور جو آپ کی لعنت کرتا ہے۔ ایسے امام کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں۔ جو امام گیارہویں بھی کھاتا ہو اور قل شریف بھی پڑھتا ہو اور مشرکین کا جنازہ بھی پڑھتا ہو اور دیگر رسومات میں بھی حصہ لیتا ہو ایسے امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔

الجواب

ایسے شخص کی امامت مکروہ تحریمی ہے[1]، لائق امامت نہیں۔ اس کو امامت کے منصب پر فائز رکھنا گناہ ہے[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

محمد انور شاہ

۲ رجب ۱۳۹۹ھ

عقائدِ فاسدہ رکھنے والے کی امامت کا حکم

السؤال

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ محلے کی مسجد کا امام بریلوی ہے۔ اس کا عقیدہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق حاضر و ناظر یا عالم الغیب کا ہو اور یا اہل حدیث کہلاتا ہو یا ہے تو دیوبندی مسلک کا لیکن ڈاڑھی کٹواتا یا منڈواتا ہو تو ان سب صورتوں میں ان حضرات کے پیچھے نماز ادا ہو جاتی ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب

جس بریلوی کا عقیدہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق یہ ہو کہ وہ حاضر و ناظر ہیں یا علم غیب

---

۱) علی ان کراھة تقدیمه کراھة تحریم رد المحتار کتاب الصلوة باب الامامة ۱/ ۵۶۰ سعید
وکذا فی حلبی کبیر کتاب الصلوة باب الامامة ص: ۵۱۲ طبع سعیدی کتب خانه
وکذا فی حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح کتاب الصلوة باب الامامة ۳۰۲ طبع قدیمی کتب خانه.

۲) وفیه اشارة الی انهم لو قدموا فاسقاً یأثمون بناء علی ان کراھة تقدیمه الخ حلبی کبیر کتاب الصلوة باب الامامة ص: ۵۱۲ طبع سعیدی کتب خانه.

جاتے ہیں تو ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں ہے[1] اور اگر یہ عقیدہ نہیں لیکن بعض ایسے ہیں کہ ان کے پیچھے حنفی کی نماز درست ہے، دوسرے کے پیچھے خلاف احتیاط یا مکروہ ہے[2]، اگر یہ بھی معلوم نہیں ہے تو چونکہ یہ عقیدہ نہیں ہے اس لئے ان کے پیچھے نماز پڑھی جا سکتی ہے[3] اور جو شخص ان کی مقتدی ہے تو پیچھے بھی اس سے بہتر کی موجودگی میں مکروہ ہے[4]۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قبر والوں سے مشکل کشائی کا عقیدہ رکھنے والے کی امامت کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس بارے میں کہ ایسے آدمی کا عقیدہ یہ ہو کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم علم غیب جانتے ہیں اور بشر (انسان) کہنے سے منکر ہے اور قبر والوں سے حاجت روائی، مشکل کشائی کی سفارش کروانے کو ضروری سمجھتا ہے، اس کے پیچھے نماز پڑھنا اور اس کو مستقل امام بنانا درست ہے یا نہیں۔

---

۱) وقد ذكر الحنفية تصريحا بالتكفير باعتقاد أن النبي عليه السلام يعلم الغيب ... شرح الفقه الأكبر ص: ۲۰۲ طبع دار البشائر بيروت

ويكره امامة ... (رد المحتار) كتاب الصلوة باب الامامة ص ۵۵۹ طبع سعيد كراجي.

وفي الاختيار مع الدر المختار كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵۶۰ طبع سعيد.

وكذا في خلاصة الفتاوى كتاب الصلوة الفصل الخامس عشر في الامامة والاقتداء ۱/۱۴۵ طبع رشيدية.

۲) ويكره امامة عبد واعرابي وفاسق ... (الدر المختار) ... كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵۵۹ سعيد.

وكذا في البناية شرح الهداية كتاب الصلوة باب الامامة ۲/۳۳۱ طبع دار الكتب بيروت.

وكذا في خلاصة الفتاوى كتاب الصلوة الفصل الخامس عشر في الامامة ۱/۱۴۵ طبع رشيدية كوئٹه.

۳) لا ينبغي للمقتدي أن يقتدي بالفاسق الا في الجمعة لانه في غيرها يجد اماما غيره (رد المحتار) كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵۶۰ طبع سعيد كراجي.

وكذا في البحر الرائق كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۶۱۱ طبع رشيدية كوئٹه.

وكذا في حلبي كبير كتاب الصلوة باب الامامة ص ۵۱۴ طبع سعيدي كتب خانه.

۴) على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم (رد المحتار) كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵۶۰ سعيد كراجي.

وكذا في حلبي كبير كتاب الصلوة باب الامامة ص ۵۱۳ طبع سعيدي كتب خانه وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب الامامة ص ۳۰۳ طبع دار الكتب بيروت.

الجواب

شرح فقہ اکبر میں ہے: ثم اعلم ان الانبیاء علیہم السلام لم یعلموا المغیبات من الاشیاء الا ما اعلمہم اللہ تعالیٰ احیاناً وذکر الحنفیۃ تصریحاً بالتکفیر باعتقاد ان النبی علیہ السلام یعلم الغیب لمعارضۃ قولہ تعالیٰ قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ کذا فی المسایرۃ ص ۱۸۵ (۱)۔

پس معلوم ہوا کہ شخص مذکور کا عقیدہ غلط ہے ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنے سے احتراز لازم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم اس شخص کی اقتداء نہ کرنا اور دوسری جگہ نماز پڑھنا بہتر ہے (۲)۔ والجواب صحیح

امامت پر اختلاف ہو تو کس رائے پر عمل کیا جائے گا

س

محترمی و مکرمی بزرگوار جناب مفتی محمود صاحب، قاسم العلوم ملتان۔

عرض ہے کہ ہمارے قصبہ ... تحصیل ... ضلع ... میں تین مسجدیں ہیں۔ جن میں سے ایک مسجد قوم شیعہ اور دو مسجدیں اہل سنت والجماعت کی ہیں۔ اور یہاں کی آبادی تقریباً دو ہزار کی ہے شیعہ آبادی کا تقریباً ۱/۳ حصہ ہیں اور بقایا تمام اہل سنت والجماعت ہیں۔ ہر دو مسجدوں کے ساتھ ہماری آبادی ہے ہماری ایک مسجد اہل سنت والجماعت میں آج سے تقریباً پچیس سال پیشتر سید ... علی شاہ امام مسجد تھے۔ جس نے تقریباً پچیس سال امامت کے فرائض سرانجام دیے۔ وہ بڑے اور نیک متقی تھے۔ ان کے فرمان کے مطابق ... مسجد ... ہنوز تک موجود ہے۔ مسجد ہذا سے تعلق رکھنے والے لوگوں میں سے تقریباً نصف شاہ صاحب مرحوم کے مرید تھے۔ ان کی وفات کے بعد ان کے لڑکے سید ... شاہ صاحب کے ذمہ فریضہ امامت لگایا گیا۔ جنھوں نے تقریباً چھ سات سال مسجد ہذا کی

---

(۱) شرح الفقہ الاکبر ... ص ۲۲۲ طبع دار ... بیروت

(۲) ویکرہ امامۃ عبد ... وفاسق ومبتدع لا یکفر بہا وان کفر بہا فلا یصح الاقتداء بہ اصلاً ... الدر المختار کتاب الصلوۃ باب الامامۃ ۱/۵۶۰ ... وھکذا فی خلاصۃ الفتاوی کتاب الصلوۃ الفصل الخامس عشر فی الامامۃ والاقتداء ۱/۱۴۵ طبع رشیدیہ کوئٹہ

وکذا فی البنایۃ شرح الہدایۃ ۲/۳۳۲ طبع دار الکتب بیروت

ڈیوٹی امامت کو سر انجام دیا۔ لیکن اس عرصہ میں میری مسجد میں تقریباً نصف سال تک قریب یہی رہی ہے۔ نمونے
کے طور پر بھی ایک دن ایسا نہیں گزرا کہ کسی دن مسجد میں پانچ وقت باجماعت نماز ہوئی ہو۔ جس کی وجہ غیر حاضری
امام ہوتی تھی۔ اور جن کے اوپر اللہ تبارک وتعالیٰ کی پاک ذات راضی ہے۔ وہ تو ہر وقت اول فریضہ
کے لیے مسجد میں آجاتے تھے۔ جوں جوں زمانہ بدلتا گیا لوگ سمجھدار اور تعلیم یافتہ ہوتے گئے تو شاہ صاحب
جتنی سیدھی سادی رسول سے متنفر ہوتے گئے۔ اس کی وجہ صرف ان کی غیر حاضری اور ساتھیوں کی ہر آدمی کے
ساتھ بدکلامی تھی۔ جس نے بھی جماعت کے بیچ [illegible] کی جواب طلبی کی ان کو کوئی امام سے آکر آخر اپنا
ہی کیا گیا۔ دوسرا امام جو کہ حافظ قرآن پاک تھا شریعت محمدی پر چلنے والا اور پانچوں وقت مسجد میں حاضر
رہنے والا آیا۔ جس کے آنے پر قبلہ شاہ صاحب نے بقلم خود تحریراً امامت سے استعفیٰ دے کر الگ
ہو گئے۔ لیکن اس وقت سے عہدہ امامت پر پارٹی بازی کا دور ہو گیا اور اس امام مسجد نے ہزاروں باتیں
ناجائز سننے کے باوجود عرصہ تین سال اس ڈیوٹی کو سر انجام دیا اور چھوڑ گیا۔ پارٹی بازی کے علاوہ امامت
چھوڑنے کا سبب اور بھی تھا وہ یہ کہ تنخواہ امام مسجد جو کہ باپ دادا سے دیتے چلے آرہے ہیں۔ مثلاً خرچہ
ہو تو دس روپیہ نکاح دو من گندم پانچ روپیہ جنازہ کلام پاک اور کچھ [illegible] پچاس روپیہ کلام پاک
اور دو یا تین یا چار روپیہ حسب توفیق میسر۔ اور فی پیداوار ۵ روپیہ [illegible] کے اور عید پر بھی
نقدی چالیس [illegible] سالانہ ترکہ اور فصل ربیع پر غلہ [illegible] اور فصل خریف پر غلہ کم یا زیادہ تین
میرتی تھی مذکورہ تمام حقوق مسجد بھی اس امام کو کسی نے نہ دیے لیکن ایک معمولی سا حصہ تین روپیہ دی گئی۔
صرف عید پر بات ختم اور کر دو روپیہ صرف ماہوار دیتا تھا۔ جس پر اس کا گزارہ مشکل تھا تو وہ بھی اس
ڈیوٹی سے دستبردار ہو گیا۔ چونکہ وہ تمام [illegible] قرأت [illegible] ماہ رمضان
المبارک ۱۹۲۷ء آ گئے یہاں ایک آدمی جو پانچ وقت کا نمازی اور پڑھا آدمی ہے اور جو حافظ قرآن پاک تو
نہیں البتہ چند سورتیں یاد ضرور ہیں صرف برائے تراویح ماہ رمضان میں مقرر کیا گیا۔ جس نے تراویح ماہ
رمضان ۱۹۲۷ء میں پڑھائیں جیسا کہ پڑھانی اور عید پر اسے ایک جوڑا کپڑا اور ساتھ [illegible] روپیہ بطور ہدیہ دیا گیا۔ جب
اس نے یہ چیز دیکھی کہ عبادت الٰہی کے علاوہ روپیہ آمدنی تو اس نے عہدہ امامت پر قبضہ کرنے کی خاطر ہر
بڑے زمیندار کی خوشامد کرنی شروع کر دی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج کے دن تک وہی امام مسجد ہے۔ آج
تقریباً ایک سال ہو گیا ہے [illegible] دو ایک دن کی کمی کے سوا کہ اس نے ظہر اور عصر کی جماعت
کرائی ہو یا مسجد میں آیا ہو۔ البتہ فجر مغرب عشاء [illegible] ایک سال سے ہماری مسجد میں صرف تین نماز
جماعت سے ہوتی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کافی لوگ موجود ہوں مسجد کے پیچھے نماز پڑھنے مسجد میں جاتے ضرور
ہیں لیکن نماز اپنی الگ پڑھتے ہیں۔ اس کی وجہ ایک تو پرانی پارٹی بازی چلی آرہی ہے۔ دوسرا جو امام کو

طریقہ کار کے مطابق مندرجہ بالا تین امور ثابت ہیں۔ آپ عالم دین ہیں۔ لہٰذا ذکر کردہ لوگوں کی ضرورتوں کا خیال فرما کر مطابق شرع محمدی اور طریقہ اہل سنت والجماعت تحریری حکم نامہ بھیج کر مشکور فرماویں۔

الجواب

امامت کے لیے افضل وہ شخص ہے جو مسائل نماز کو جانتا ہو اور صالح و متقی ہو[1] اور بقدر جائز قرأت ہو۔ (والاحق بالامامة تقديما بل نصبا الاعلم باحكام الصلوة فقط صحة وفسادا بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة.)[2] صورت مسئولہ میں موجودہ امام جبکہ عرصہ ایک سال سے ظہر اور عصر کی جماعت نہیں کراتا۔ اور اسی امام کی وجہ سے اہل محلہ مسجد میں پانچ وقت جماعت سے محروم ہیں تو پھر اس کو معزول کرنا صرف ضروری بلکہ واجب ہے۔ چنانچہ شامی میں تصریح ہے۔ اذا غاب عن المسجد للامام والمؤذن عذر منعه من المباشرة ستة اشهر فللمتولي ان يعزله ويولي غيره وتقدم ما يدل على جواز عزله اذا مضى شهر يعني اقول ان هذا الفرع لسبب مقتض والكلام عند عدمه فقط وسيذكر الشارح عن المؤيدة التصريح بالجواز لو غيره اصلح الخ[3] خصوصاً ایسے امام کے لیے جس سے اس کے مقتدی ناراض ہوں اور ایسے امام کو نماز پڑھانے پر سخت وعید آئی ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ثلاثة لا تجاوز صلوتهم آذانهم العبد الآبق حتى يرجع وامرأة باتت وزوجها عليها ساخط وامام قوم وهم له كارهون[4] وفي رواية ثلاثة لا تقبل منهم صلوتهم من تقدم قوما وهم له كارهون الحديث.

---

۱) يجب أن يكون امام القوم في الصلوة أفضلهم في العلم والورع والتقوى والقراءة والحسب. التاتارخانيه كتاب الصلوة من هو أحق بالامامة ١/٦٠٠ طبع مكتبه ادارة القرآن.
وكذا في الدر المختار كتاب الصلوة باب الامامة ص ٥٥٧ طبع سعيد كراچی.
وكذا في البحر الرائق كتاب الصلوة باب الامامة ١/٣٤٩ طبع دار الكتب بيروت.

۲) الدر المختار كتاب الصلوة باب الامامة ١/٥٥٧ طبع سعيد كراچی.
وكذا في التاتارخانيه كتاب الصلوة باب من هو أحق بالامامة ١/٦٠٠ طبع ادارة القرآن.
وكذا في البحر الرائق كتاب الصلوة باب الامامة ١/٣٤٩ طبع دار الكتب.

۳) رد المحتار مع الدر كتاب الوقف ٤/٤٥٥ طبع جديد رشيديه كوئٹه.

۴) مشكوة المصابيح باب الامامة ١/١٠٠ طبع قديمي كتب خانه كراچی.
وكذا في سنن ابي داؤد شريف كتاب الصلوة باب الرجل يؤم وهم له كارهون ١/٨٨ طبع رحمانيه.

لیکن صورت مسئولہ میں بہتر تو یہی ہے کہ متفقہ طور پر امام منتخب ہو تاکہ وقتی اختلاف رونما نہ ہو لیکن اگر اختلاف پیدا ہی ہو جائے تو اکثریت پر فیصلہ کیا جانا چاہیے اور سب لوگ اکثریت کا فیصلہ تسلیم کر لینا چاہیے۔ البتہ اس بات کا ضرور خیال رکھا جائے کہ وہ منتخب امام پابند اوقات اور پانچ وقت نماز باجماعت کا اہتمام کرے۔[1] درمختار[2] میں ہے۔ (فان تنازعوا یقرع) بین المستویین (او الخیار الی القوم) فان اختلفوا اعتبر اکثرھم الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۲ ذی القعدہ ۱۳۹۸ھ

الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۲ ذی قعدہ ۱۳۹۸ھ

بلا وجہ ایک امام کو معزول کر کے دوسرا امام رکھنے کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص عرصہ تین سال سے ایک چک کی مسجد میں امامت کر رہا ہے۔ اس میں کسی قسم کا شرعی نقص نہ ہونے کے باوجود چک والے اسے امامت سے خارج کرنا چاہتے ہیں مگر پیش امام مسجد چھوڑنا نہیں چاہتا کیونکہ بلا وجہ شرعی کا الزام لگا کر اس کو مجبور کر کے اسے خارج کر کے دوسرا امام مقرر کر دیا جائے کیا شرعاً کسی اس امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا ناجائز۔

جو امام عرصہ تین سال سے نماز پڑھاتے ہیں اب ان کے پیچھے کچھ مقتدی نماز پڑھنا چھوڑ بیٹھے ہیں اور مسجد خود بخود دیکھ کر ... ان دونوں سوالوں کا جواب تحریر کریں تفصیل وار تسلی بخش جواب دینے سے نوازش ہوگی۔

---

(۱) ويستحب أن يكون إمام القوم من هو أفضلهم ... والتقوى والعمر ... بالجماعة
العالمگيرية كتاب الصلوة باب من هو أحق بالإمامة ۱/۸۶ طبع مكتبة ادارة القرآن كراچي.
وكذا في الدر المختار كتاب الصلوة باب الإمامة ۱/۵۵۷ طبع سعيد كراچي
وكذا في البحر الرائق كتاب الصلوة باب الإمامة ۱/۳۴۸ طبع دار الكتب العلمية بيروت.
(۲) الدر المختار مع رد المحتار كتاب الصلوة باب الإمامة ۱/۵۵۸ طبع سعيد كراچي
وكذا في التاتارخانية كتاب الصلوة من هو أحق بالإمامة ۱/۶۰۶ طبع ادارة القرآن.
وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب الإمامة ص ۳۰۱ طبع دار الكتب
بيروت

الجواب

دوسرے امام کے پیچھے نماز تو جائز ہے لیکن اولیٰ یہ ہے کہ امامت پہلا امام ہی کرے جبکہ اس کو بغیر کسی شرعی خرابی کے معزول کیا گیا ہو۔ اگر امام سابق میں کوئی خرابی نہ ہو اور بلاوجہ اس کو نکالا گیا ہو تو نکالنے والے گنہگار ہوں گے (۱)۔ اب اگر اوصاف امامت دونوں برابر بھی ہوں تو بھی اکثریت کی رائے کا اعتبار ہوگا۔ چونکہ سوال میں لکھا گیا ہے کہ چونکہ مقتدی ان کے پیچھے نماز پڑھنا نہیں چاہتے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر اس پر راضی نہیں اور اکثر کا حکم ہے (۲)۔ كذا في الدر المختار فان استووا يقرع بين المستويين او الخيار الى القوم فان اختلفوا اعتبر اكثرهم (۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالرحمٰن نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جس شخص کی امامت پر نمازیوں کی اکثریت راضی ہو

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ قوم کی اکثریت عبدالشکور کو امام مسجد برقرار رکھنا چاہتی ہے۔ عبدالشکور نیک سیرت اور بچوں کو قرآن پڑھاتا ہے۔ نماز کے مسائل سے واقفیت رکھتا ہے۔ [illegible] ہم ان کے پیچھے نماز [illegible] لہٰذا آپ عبدالشکور [illegible] امام ہونے کا فتویٰ عطا فرمائیں۔

---

(۱) لو ام قوما وهم له كارهون [illegible] الدر المختار كتاب الصلاة باب الامامة ۱/۵۵۹ ط سعيد.
وكذا في البحر الرائق كتاب الصلاة باب من هو احق بالامامة ۱/۶۰۷ طبع ادارة القرآن كراچی
وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلاة باب الامامة ص ۳۰۱ طبع دار الكتب بيروت
(۲) [illegible] في الفقه والصلاح [illegible] الاكثر [illegible]
[illegible] كتاب الصلاة باب من هو احق بالامامة ۱/۳۷۶ طبع ادارة القرآن كراچی
وكذا في الدر المختار فان اختلفوا اعتبر اكثرهم كتاب الصلاة باب الامامة ۱/۵۵۸ ط سعيد
(۳) الدر المختار كتاب الصلاة باب الامامة ۱/۵۵۸ [illegible] طبع سعيد كراچی
وكذا في البحر الرائق كتاب الصلاة باب من هو احق بالامامة ۱/۶۰۶ طبع ادارة القرآن وكذا في
حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلاة باب الامامة ص ۳۰۱ طبع ادارة القرآن.

﴿الجواب﴾

اگر مذکورہ شخص ان کے ساتھ ہوتے ہوئے بھی ان کا امام بنا رہا تو مکروہ ہے کیونکہ وہ آدمیوں کے قتل کا موجب ہے ان کے خلاف ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں۔ فقط واللہ اعلم

محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

رجب ۱۳۹۸ھ

لڑائی میں امام کے ہاتھ سے کسی کو چوٹ لگ گئی تو اس کی امامت کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص جو کہ امام مسجد ہے اس کی کسی کے ساتھ لڑائی ہوئی اس کے ہاتھوں کسی آدمی کو چوٹ لگی ہے تو کیا اس صورت میں اس امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

اگر امام مذکور اپنے فعل سے توبہ تائب ہو چکا ہے اور اکثر نمازی اس کی امامت سے راضی ہوں تو اس کو امام بنانا صحیح ہے[۱] اور اس کی امامت میں کوئی کراہت نہیں ہے[۲] قال النبی علیہ الصلوۃ والسلام التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ[۳] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان ۱۳ رجب ۱۳۹۸ھ

---

(۱) [illegible] ... باب الامامة ۱/۵۵۹ طبع سعید
وكذا في [illegible] ... طبع ادارة القرآن. وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب الامامة ص [illegible] طبع دار الكتب.

(۲) [illegible] ... كتاب الصلوة باب الامامة ۱/ [illegible] طبع [illegible]. وكذا في حاشية الطحطاوي على الدر المختار كتاب الصلوة باب الامامة [illegible]. وكذا في [illegible] كتاب الصلوة باب [illegible] طبع ادارة القرآن.

(۳) مشكوة المصابيح باب التوبة والاستغفار ص ۲۰۶ طبع قديمي كتب خانه.
وكذا في سنن ابن ماجه باب ذكر التوبة ص ۳۲۳ طبع قديمي كتب خانه.

ناراضگی میں اقتداء کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین دریں مسئلہ کہ ایک آدمی نے امام مسجد سے کافی عرصہ سے بول چال بند کی ہے۔ وجہ یہ ہوئی کہ دونوں میں جھگڑا صرف دنیاداری پر ہے اور بڑی لوگوں نے ان دونوں کو منانے کی کوشش کی لیکن صلح نہیں ہو سکی نہ امام مسجد مانتا ہے اور نہ مقتدی مانتا ہے۔ گزارش ہے کہ اگر مقتدی اس امام کے پیچھے نماز پڑھ لے تو نماز ہو سکتی ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

شخص مذکور کی امام مذکور کے پیچھے اگر پڑھے گا تو نماز ادا ہو جائے گی [1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ

الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

۲ ربیع الثانی ۱۴۰۹ھ

دیر سے آنے والوں کے خیال سے قرأت کو لمبا کرنے والے امام کو معزول کرنے کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین دریں مسئلہ کہ ہمارے امام صاحب قرأت لمبی کرتے ہیں اور ان کو نمازی لوگ کہتے ہیں کہ قرأت لمبی نہ کیا کریں تو وہ کہتے ہیں کہ میں نے مسئلہ معلوم کیا ہے کہ کچھ لوگ وضو بنا رہے ہوں تو ان کے لیے قرأت لمبی کر دیا کریں تو اس بارے میں عرض ہے کہ جو وضو بنا رہے ہیں وہ کیا تو شامل ہو بھی جائیں گے ان کے لیے کتنی لمبی قرأت کی جائے اور کیا پتہ نہیں رہتی ہے کہ سب کو نماز جماعت سے مل جائے کوئی بھی نہ رہے اور جب امام تکبیر کہہ دیتے ہیں تو کچھ آدمی رہ گئے ہیں اب کے اس سے بھی لمبی

---

(1) والصلوة خلف كل بر وفاجر من المؤمنين جائزة ... كل بر وفاجر من صالح وطالح ... لقوله صلى الله عليه وسلم صلوا خلف كل بر ... وفي شرح الفقه الأكبر الكبيرة لا تخرج المؤمن عن الايمان ص: ۲۴۷ طبع دار البشائر الاسلامية بيروت.
وكذا في حلبي كبير كتاب الصلوة باب الامامة ص: ۵۱۴ طبع سهيل اكيڈمی لاہور.

قرات [illegible] کا کہ [illegible] نماز ادا ہو جائے گی جماعت سے نماز پڑھنے کے لیے آتے [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]

اگر وقت سے پانچ منٹ [illegible] تو کوئی ایسا عیب نہیں ہے جس کی وجہ سے امام معزول کیا جائے یا اس کے پیچھے نماز [illegible] قرات [illegible] [illegible] (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ [illegible] دارالعلوم دیوبند

[illegible] ۱۳۹۱ھ

بلا وجہ امام کی مخالفت نہ کی جائے

سوال [illegible]

[illegible]

---

(۱) [illegible]

[illegible]

فاسق

[illegible]

---

(۱) [illegible]

(۲) [illegible]

(۳) [illegible]

[illegible]

اور بے گناہ مولوی صاحب کا احترام اور توقیر دل میں رکھنا چاہیے (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، ۱۲/ذوالقعدہ ۱۳۸۵ھ

اختلاف کی صورت میں امام کون ہے

سوال:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اندریں مسئلہ کہ اتفاق سے ہوئی ہیں آٹھ جماعات [illegible] قصبے [illegible] صورت کی تفصیل ایک قصبہ میں ہے۔ تمام اہل قصبہ کا [illegible] قصبہ سوالی میں [illegible] پڑھتے تھے۔ جو جماعت سے دو جگہ عید کی نماز ادا کرتے ہیں۔ [illegible] واقع ہے کہ ایک [illegible] نے تمام علاقہ [illegible] قصبہ سے متفق ہو کر [illegible] ایک [illegible] تمام علاقہ ایک جگہ سوالی قصبہ کے پیش امام کے پیچھے نماز عید ادا کرتے چلے آتے ہیں۔ چار پانچ برس کے بعد [illegible] والوں نے اعتراض کیا کہ ایک عید کی نماز ہمارے پیش امام پڑھائے اور ایک عید کی نماز سوالی کا پیش امام ادا کرائے۔ اس پر جھگڑا فساد کی نوبت ہوئی۔ [illegible] نے فیصلہ کیا کہ عید کی نماز [illegible] کے پیش امام پڑھائے، ایک سوالی والے۔ چار پانچ سال یہ سلسلہ جاری رہا۔ سوالی والے حضرات کے پیش امام ایک دیندار متقی عالم تھے، وہ چلے گئے۔ سوالی والے حضرات نے ایک [illegible] خیالات کا پیش امام مقرر فرمایا۔ [illegible] والے [illegible] ایک عالم متقی [illegible] اپنے مدرسہ کے لئے [illegible] تمام علاقہ کے خیالات یہ ہیں [illegible] زیادہ مناسب ہے کہ وہ عید کی نماز ادا کریں۔ مگر سوالی والے حضرات کا فرمانا ہے کہ یہ سلسلہ عید کا قدیم [illegible] امام سے [illegible] ہے [illegible] پیش امام کے [illegible] کی [illegible]۔ برائے کرم واضح کریں کہ عید کے مسئلہ میں [illegible] کس کا حق ہے [illegible] کے لحاظ سے [illegible] اتحاد و اتفاق سے [illegible] کیا جاتا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

بسم اللہ الرحمن الرحیم، حامداً ومصلیاً۔ [illegible] کہ امامت کا حق سب سے پہلے [illegible] آدمی

---

(۱) قال فی مشکوۃ المصابیح: وعن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "لیس منا من لم یرحم صغیرنا ولم یوقر کبیرنا ویأمر بالمعروف وینه عن المنکر". رواہ الترمذی. (باب الشفقة والرحمة علی الخلق، الفصل الثانی، ص: ۴۲۳، قدیمی کتب خانہ)

میں برابر ہوں تو جو شخص اچھی قرات والا ہو اگر اس میں بھی برابر ہوں تو جو شخص زیادہ متقی اور پرہیزگار ہو[1]۔ کل ھذا اذا استویا۔ یعنی امام راتب (مستقل) کا حق دوسرے سے مقدم ہے۔ اگرچہ دوسرا شخص اس سے زیادہ عالم ہو۔ کما قال فی العالمگیریۃ دخل المسجد من ھو اولی بالامامۃ من امام المحلۃ فامام المحلۃ اولی کذا فی القنیۃ[2]۔ لہذا اگر جھگڑا ختم ہو جائے تو اتفاق رائے سے امام کا ہو گا ورنہ جس امام کو اکثر لوگ پسند کریں وہی امامت کے لائق ہے۔ اگر دونوں فریق میں سے کچھ لوگ ایک شخص کو پسند فرمایا تو اکثر کا اعتبار ہے۔ اور اگر دونوں فریق میں سے اقل اور اکثر دوسرے کو پسند کریں تب بھی یہ امامت ہو سکتی ہے۔ اگرچہ ان کی خلاف اولیٰ ہے۔

کما قال فی الدر المختار (فان استووا یقرع) بین المستویین (او الخیار الی القوم) فان اختلفوا اعتبر اکثرھم ولو قدموا غیر الاولی اساءوا بلا اثم[3]۔ صورت مسئولہ میں ہر دو امام چونکہ متقی ہیں اگر دونوں کی امامت پر اتفاق ہو جائے تب تو اچھا ہے اور اگر دونوں پر اتفاق نہیں ہوتا اور فریقین میں باہم تنازعہ ہے تو جیسے پہلے تجویز ہوا تھا کہ وقت تقسیم کیا گیا تھا کہ ایک نماز کا وقت ایک امام پڑھائے اور ایک نماز دوسرا امام پڑھائے سب کی نماز صحیح ہوگی۔ مگر بہتر یہی ہے کہ فتنہ و فساد نہ ہو[4]۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو توفیق عطا فرمائیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ ۱۶ ذوالقعدہ ۱۳۸۵ھ

---

(۱) وفی الشامیۃ: حاصلہ ان الاولی بالتقدیم الاعلم بالسنۃ اذا کان یحسن من القراءۃ ما تجوز بہ الصلاۃ فاذا تساووا فاکثرھم قراءۃ فان تساووا فاورعھم فان تساووا فاکبرھم سنا ... کتاب الصلاۃ باب الامامۃ ۱/ ... طبع ادارۃ القرآن والعلوم ... وکذا فی حلبی کبیر کتاب الصلاۃ باب الامامۃ ص ۵۱۳ طبع سھیل اکیڈمی ... وکذا فی حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح کتاب الصلاۃ باب الامامۃ ص ۳۰۱، ۳۰۲ طبع قدیمی کتب خانہ۔

(۲) ھندیۃ کتاب الصلاۃ الفصل الثانی فی بیان من ھو احق بالامامۃ ۱/۸۳ طبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ۔
وکذا فی الدر المختار کتاب الصلاۃ باب الامامۃ ۱/۵۵۷ طبع ایچ ایم سعید کراچی۔
وکذا فی البحر الرائق کتاب الصلاۃ باب الامامۃ ۱/۶۰۹ طبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ۔

(۳) الدر المختار کتاب الصلاۃ باب الامامۃ ۱/۵۵۸، ۵۵۹ طبع ایچ ایم سعید کراچی۔
وکذا فی حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح کتاب الصلاۃ باب الامامۃ ص ۳۰۱، ۳۰۲ طبع قدیمی کتب خانہ وکذا فی الشامیۃ کتاب الصلاۃ مطلب فی من ھو احق بالامامۃ ۱/۶۰۶ طبع ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیۃ۔

(۴) والفتنۃ اشد من القتل (البقرۃ ۱۹۱) ... تفسیر ابن کثیر ۱/۲۲۷ طبع قدیمی کتب خانہ۔

اصل امام کے ہوتے ہوئے دوسرے کی امامت کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک بستی میں ایک عرصہ سے ایک حافظ امام مسجد موجود ہے بستی کے کچھ لوگوں کی ذاتی طور پر اس سے عداوت ہو گئی انہوں نے ایک دوسرا امام بلا لیا اور کچھ لوگ اس کے پیچھے وقتاً فوقتاً نماز پڑھتے رہے۔ اگرچہ اکثریت اس امام کے ساتھ ہے۔ ایک دن صبح کو قدیم امام آیا تو اس نے دیکھا کہ نیا امام جماعت کرا رہا ہے اس نے سوچا کہ اگر اس کے پیچھے میں نماز نہ پڑھوں گا تو فتنہ برپا ہوگا اس لیے اس نے اور اس کے مقتدیوں نے اس کے پیچھے نماز پڑھ لی تو نماز سے فارغ ہونے کے بعد اس نے کہا کہ تم نے ہمارے پیچھے نماز پڑھ کر ہماری نماز خراب کر دی مہربانی فرما کر دوبارہ نماز دوہرائیں اس نے پھر دوبارہ جماعت کرائی۔ اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ نئے امام کا کیا حکم ہے جو دوسروں کو اپنے پیچھے نماز پڑھنے سے روکتا ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب

امام صاحب (حافظ پنجگانہ وقت کا امام) جو عرصہ سے بستی کے لوگوں کی اکثریت کا امام ہے اور وہ روز نماز پڑھاتا ہے ان کے ہوتے ہوئے بغیر ان کی اجازت کے کسی دوسرے شخص کو امامت کرنے کا حق نہیں ہے[1] اور اگر اس نے فتنہ پرور شرارت سے اس کے پیچھے مسابقت سے نماز پڑھ لی تو اس کا یہ کہنا کہ تم نے ہماری نماز خراب کر دی آئندہ نہیں آنا نیا امام ہے اس نے بہت ظلم کیا۔ چونکہ کسی شخص کو نماز باجماعت سے روکنا بہت بڑا ظلم ہے[2]۔ امام مسجد کو چاہیے کہ وہ لوگوں کو نماز باجماعت ادا کرنے کی تاکید کرے نہ یہ کہ جو لوگ پڑھتے ہیں ان کو روکے بلکہ اس کو یہ کہنا کہ تم نے ہماری نماز خراب کر دی اور جماعت دوبارہ کرائی۔ اس کی جہالت اور کم فہمی اور مسائل شرعیہ سے ناواقفی پر دلالت کرتا ہے کہ اس کو اتنا بھی پتہ نہیں کہ کسی فاسق وفاجر کے پیچھے بھی

---

(۱) تعلم أن (صاحب البيت) ومثله إمام المسجد الراتب (أولى بالإمامة من غيره) مطلقاً. الدر المختار كتاب الصلوة باب الإمامة ۱/۵۵۹ طبع ایچ ایم سعید کراچی

وكذا في الفتاوى الهندية كتاب الصلوة الفصل الثاني في بيان من هو أحق بالإمامة ۱/۸۳ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه.

وكذا في البحر الرائق كتاب الصلوة باب الإمامة ۱/۳۶۰ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه

(۲) ومن أظلم ممن منع مساجد الله أن يذكر فيها اسمه وسعى في خرابها الآية (البقرة: ۱۱۴).

امام کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں۔ امامت کی نیت پر کوئی شخص پڑھ سکتا ہے۔ ایک جاہل اور ناواقف امام کو جو اپنی ذاتی عداوت کی وجہ سے اور دوسرے لوگوں کے اشارہ سے لوگوں کو نماز سے روکے برطرف کر دینا چاہئے۔ مسلمانوں کے درمیان میں اتحاد پیدا کرنا امام کا فرض اولین ہے۔ یہ امام لوگوں کے درمیان میں نفاق اور فساد پھیلانے کی کوشش کرتا ہے اور مسلمانوں کو تکلیف پہنچاتا ہے۔ ایسے شخص کو امامت سے علیحدہ کر دینا چاہئے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بشرط صحت واقعہ حکم مذکور ٹھیک ہے اور واقعہ مستفتی نے صحیح طور پر بیان کیا ہو تو یہ حکم ہوگا۔ مفتی مستفتی کے بیان کے مطابق جواب کا ذمہ دار ہے۔

محمد عطاء اللہ عفی عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

امامت کا زیادہ حقدار کون ہے

(س)

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ ایک قوم نے اپنے قومی بھائی عالم دین کو امام بنایا اس کی زندگی تک وہ قوم اس کی امامت پر متفق تھی۔ جب وہ فوت ہو گیا تو ان کا بیٹا اس کی جگہ پر مقرر ہو گیا جو وہ بھی امامت کے قابل تھا۔ پیش امام کے رشتہ داروں اور بیٹوں نے اس کو کہا کہ ہم تجھ کو پیش امام نہیں بناتے بلکہ ہم بذات خود اس قوم کی امامت کرتے ہیں اور بعض قوم کو انہوں نے اپنے ساتھ تملق وفریب سے متفق کیا اور فی الواقع ان بعض قوم کا اتفاق صرف ایک فتنہ اور فساد پھیلانے کے لیے تھا۔ جب کہ اس خاص قوم نے پیش امام کے بیٹوں میں کوئی قصور نہ پایا تھا اور بعض قوم کہنے لگے کہ ہم امام مقدم کی امامت پر راضی ہیں کیونکہ ہم نے اس امام میں کوئی عزل کا موجب نہ پایا۔ یہ جھگڑا اور تنازعہ قوم کے بعض ومردار کو پیش ہے۔ مہربانی امام قدیم کے مخالف لوگوں سے اختلاف ہے کہ قوم کیوں مقدمہ سے ناراض ہو گئے۔ کیا اس امام کی امامت کی

---

(۱) وفی التاتارخانیة ویکرہ للرجال أن یصلوا خلفه (الفاسق) کتاب الصلوٰۃ من هو أحق بالإمامة ۱/۶۰۴ طبع إدارة القرآن

وکذا فی الدر المختار کتاب الصلوٰۃ باب الإمامة ۱/۵۵۹ طبع ایچ ایم سعید کراچی

وکذا فی البحر الرائق کتاب الصلوٰۃ باب الإمامة ۱/۶۱۱ طبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ

تو بیعت نہیں۔ مخالف لوگوں نے کہا کہ ہم نے امام مقدم میں یہ قصور نہیں دیکھا صرف امامت مرضی کی چیز ہے۔ لہٰذا ہم پیچھے امام کو چھوڑتے ہیں۔ امام مقدم کے موافق لوگ مردار کے معنی کہتے تھے کہ یہ شخص قوم اور خصوصاً امام کے رشتہ دار اور اقرباء صرف ہمارے اتفاق کو توڑتے ہیں اور مساجد بھی حضرات بنانا چاہتے ہیں اور اپنے ساتھ دوسروں کو اتحاد سے بذریعہ مکر و فریب منع کرتے ہیں۔ براہ مہربانی امام مقدم کو ہمارے درمیان سے ان مفسدوں کے نیچے سے نکالو اور مردار صاحب کے حضور میں بہت التجائیں کیں۔ علاوہ وہاں قوم مخالف اور امام کے رشتہ دار اس دلیل کو پیش کرتے کہ امام مقدم ہمارے ساتھ اتفاق کریں۔ مردار صاحب نے فرمایا کہ جماعت تو امام مقدم کی امامت کرنا منظور ہے۔ مگر چونکہ میں عالم نہیں ہوں اور ہمارے علاقہ میں یہ جھگڑا عام ہے۔ لہٰذا آنجناب کے حضرات علمائے کرام سے التماس کرتا ہوں امید قوی ہے کہ خدا پاک اس کی توفیق اور تحقیق سے تمہارے درمیان تنازعات رفع فرمائیں گے۔ عرض ہے کہ جوابات براہ مہربانی آپ حضرات سے بوضوح مطلوب ہیں تاکہ اس تنازعہ کو رفع فرما کر مشکور فرماویں۔ امام اول متعصبین لوگوں کو مسجد سے نکال دیتا ہے اور وقت پر جماعت میں مشغول ہو جاتا ہے۔ اس لیے رشتہ داروں اور علماء نے اس کے علاوہ تفریق کے لیے اردگرد کے اپنے ساتھیوں کو لے کر امامت سے متعصبین کو نکال کر۔ اور جو وقت تم بھی دونوں تھے کے وقت اس کے پیچھے چلو۔ اس بنا پر امام اول اس رشتہ داروں کے متعصبین کو نہ کر سکتے ہے کہ تم صرف منافق اس قوم کو شک کرتے ہو اور یہ بات ہو کہ تم دیکھی ہی ہیں تب دیا جائے۔ اور امام مقدم اور قوم موافق کے مابین اتحاد کی بندش ہو جائے از راہ مہربانی التماس ہے کہ مسائل مرقومہ بالا تحقیق و تدقیق سے حوالہ کتب رسائل فرمائیں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ۔

﴿جواب﴾

اگر امام اول میں کوئی فساد یا نقص ہو یا وہ کوئی اس سے احق بالامامت موجود ہو اور وہ اس کے باوجود اس امامت پر مصر ہے اور چھوڑنے کے لیے تیار نہیں تو امامت اس کی مکروہ تحریمی ہے[1] اور اگر قوم اس میں فساد ہو کہ جو اس میں جو قسمیں نے خود اقرار کیا ہے اور دوسرا امام اس سے احق بالامامت اعلم و اقرأ ہو تو اس کی امامت بلا کراہت جائز ہے۔ بلکہ اس کا عزل کرنا درست ہوگا اور علاقہ میں جو تفریق بین المسلمین کے مرتکب نے ہوئے ہیں[2]۔ ارشاد ہے (ولو أم قوماً وهم له كارهون إن

---

(1) حلبي في شرح المنية على أن كراهة تقديمه (الفاسق) كراهة تحريم الشامي كتاب الصلوة باب الامامة ص: ٥٦٠ طبع ايچ ايم سعيد

وكذا في حلبي كبير كتاب الصلوة باب الامامة ص: ٥١٣ طبع سهيل اكيڈمي كتب خانه وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب الامامة ص: ٣٠٣ طبع قديمي كتب خانه

(2) والفتنة أشد من القتل الآية: ١٩١، ١/٢٢٣ تفسير ابن كثير طبع قديمي كتب خانه.

الكراهة والفساد فيه أو لأنهم أحق بالإمامة منه كره له ذلك تحريماً لحديث أبي داؤد لا يقبل الله صلوة من تقدم قوماً وهم له كارهون وإن هو أحق لا والكراهة عليهم(1)۔ بالخصوص یہاں تو ساری قوم ہی مخالف نہیں بلکہ بعض قوم ہی مخالف ہے مگر طالبانِ علوم دینیہ کو منع کرنا اور علم سے روکنا سخت گناہ ہے، اس سے توبہ کرنا لازم ہے(2) اور اگر اس فعل شنیع سے باز نہیں تو ان کو نہ پڑھایا جائے۔ واضع العلم عند غير أهله كمقلد الخنازير الجواهر واللؤلؤ او كما قال النبي صلى الله عليه وسلم(3)۔ لیکن اگر والدین اس آمادگی کا ارتکاب کریں تو ان کے بچوں کو علم کی تحصیل سے محروم نہ کیا جائے۔ ان لا تزر وازرة وزر اخرى الآية(4)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جس امام کی امامت پر تمام نمازی متفق ہوں اس کو معزول کرنے کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک مولوی صاحب جو عرصہ چالیس سال سے ایک ہی محلہ

---

(1) الدر المختار كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵۵۹ طبع ایچ ایم سعید.
وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب الامامة ص ۳۰۱-۳۰۲، طبع دار الكتب العلمية، بيروت لبنان
وكذا في البحر الرائق كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۶۰۸ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه.

(2) وإني لغفار لمن تاب وآمن وعمل صالحاً ثم اهتدى سورة طه آيت: ۸۲ پاره نمبر ۱۶.
وكذا في شرح النووي على صحيح المسلم واتفقوا على أن التوبة من جميع المعاصي واجبة وأنها واجبة على الفور لا يجوز تأخيرها سواء كانت المعصية صغيرة كانت أو كبيرة كتاب التوبة ۲/۳۵۴ طبع قديمي كتب خانه وكذا في روض الأزهر على شرح فقه الأكبر وقد نصوا على أن أركان التوبة ثلاثة الندم على المعاصي والاقلاع على الحال والعزم على عدم العود في الاستقبال تعريف التوبة وشروطها ص ۴۲۶ طبع دار البشائر الاسلاميه.

(3) وعن أنس رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم طلب العلم فريضة على كل مسلم وواضع العلم عند غير أهله كمقلد الخنازير الجوهر واللؤلؤ والذهب رواه ابن ماجه وروى البيهقي كتاب العلم الفصل الأول مشكوة المصابيح، ص: ۳۴ طبع قديمي كتب خانه
وكذا في ابن ماجه كتاب العلم باب فضل العلماء والحث على طلب العلم ص: ۲۰ طبع ایچ ایم سعید کراچی.

(4) سورة النجم آيت: ۳۸.

میں منصب امامت پر فائز ہوتے گذر گیا ہے مولانا صاحب شریف النفس اور نرم اخلاق انسان ہیں اور قرب وجوار میں ان کے کثیر تلامذہ بھی ہیں اور مولانا صاحب دین کی بہت خدمت کر رہے ہیں۔ حال ہی میں ایک شخص نے مولانا صاحب کے خلاف نفرت آمیز جملے کہے اور شرم طرازی بھی کی شرعاً ایسے انسان کے لیے کیا حکم ہے اور مذکور شخص دوسرا امام لے آنا چاہتا ہے تو ایسی صورت میں امامت کا حق دار سابق امام ہے یا جواب آنے والا ہے جبکہ سارا محلہ سابق امام پر راضی ہے۔ بینوا توجروا

﴿الجواب﴾

جس کو جماعت کے زیادہ لوگ امامت کے لیے مقرر کریں وہی امام رہے گا لان الاعتبار للاکثر (او المختار الی الصلوٰۃ) فان اختلفوا اعتبر اکثرهم [1] پس جبکہ سابق امام پر تمام محلہ والے راضی ہیں تو وہی امام رہے گا۔ بغیر کسی شرعی وجہ امام کو معزول کرنا درست نہیں [2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

احق بالامامت کون ہے

﴿سوال﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اندریں مسئلہ کہ ایک شخص متقی عالم قدیم الایام سے ایک آبادی مسجد منصب امامت پر فائز الدوام رہا ہے اب بھی ان ہی کا مجموعہ اخلاق امام قدیم کا عقیدت مند

---

۱) الدر المختار، کتاب الصلوٰۃ باب الامامة ۱/۵۵۸ طبع ایچ ایم سعید کراچی۔
وکذا فی حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح کتاب الصلوٰۃ باب الامامة ص: ۳۰۶ طبع قدیمی کتب خانہ۔ وکذا فی التاتارخانیة کتاب الصلوٰۃ من هو احق بالامامة ۱/۶۰۰ طبع ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیة۔

۲) وقدمنا فی البحر حکم عزل القاضی للمدرس ونحوه وهو انه لا یجوز الا بجنحة وعدم اهلية (شامی) کتاب الوقف مطلب فی عزل الموقف للمدرس والامام وعزل الناظر نفسه ۴/۳۸۲ طبع ایچ ایم سعید کراچی۔
وکذا فی البحر الرائق فلا یجوز عزل القاضی صاحب الوظیفة بغیر جنحة وعدم اهلية ولو فعل لم یصح کتاب الوقف ۵/۲۸۰ طبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ۔
وکذا فی الدر المختار مع رد المحتار یعزل به الا لفتنة (أی الامام) أی بالفسق لو طرأ علیه والمراد انه یستحق العزل کتاب الصلوٰۃ باب الامامة ۱/۵۵۹ طبع ایچ ایم سعید کراچی۔

ہے۔ لیکن جب ایسا جھگڑوں سے [illegible] ہو گیا [illegible] تو امام سابق [illegible] بحیثیت [illegible] مناسب نہیں [illegible]

[illegible] ہے۔

الجواب

صورتِ مسئولہ میں جب کہ [illegible] امام [illegible] بحیثیت [illegible] امام سابق کو [illegible] جیسا کہ جھگڑوں کا [illegible] کرکے فتنہ وفساد پیدا کرنا جائز نہیں(۱)۔ امام سابق ہی امامت کے مستحق ہیں(۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسجد کے امام صاحب کو بداخلاق کہا گیا اور انھوں نے امامت سے معذرت کر دی

سوال [ ]

کیا فرماتے ہیں علمائے دین [illegible] کہ [illegible] امام مسجد [illegible] امامت کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ چند دن ہوئے [illegible] امام صاحب کے ساتھ نماز کا وقت [illegible] باتوں میں [illegible] امام صاحب کو بداخلاق کہا ہے [illegible] امام صاحب نے [illegible] آپ کے خیال کے مطابق بداخلاق ہوں [illegible] امامت کے لئے [illegible] آپ [illegible] امامت سے [illegible] امام صاحب [illegible] امامت سے [illegible] کیا [illegible] امام صاحب [illegible] جواب [illegible]

---

(۱) "والفتنة أشد من القتل" الآية (البقرة: ۱۹۱) [illegible] تفسير ابن كثير، طبع قدیمی کتب خانہ۔

(۲) "واعلم أن صاحب البيت ومثله إمام المسجد الراتب أولى بالإمامة من غيره مطلقاً" (الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱/۵۵۹، طبع ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

وكذا في الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الفصل الثالث في بيان من هو أحق بالإمامة: ۱/۸۳، طبع مكتبه رشيديه كوئٹہ۔

وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱/۶۰۸، طبع مكتبه رشيديه كوئٹہ

﴿الجواب﴾

بلا تحقیق عوام کا امام صاحب پر اعتراض کرنا اور بدنام کرنا گناہ ہے[1]۔ اگر واقعی امام صاحب میں کوئی عیب نہیں تھا صرف تبدیلی وقت پر معمولی سا جھگڑا ہوا اور امام صاحب کو ایک مقتدی نے برے الفاظ سے یاد کیا اور امام صاحب اس سے ناراض ہو کر مصلیٰ چھوڑ گئے تو یہ کوئی جھوٹ نہ امام صاحب کا کوئی جرم نہیں اور شرعی اس کو معمولی نکتے پر مجبور کرنا چاہیے۔ جلد سے جلد امام صاحب کو راضی کیا جائے اگر امام صاحب دوسری جگہ چلے گئے تو سب کے لئے باعث ندامت ہوگی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محض ناظرہ اور دو پارے حفظ کیے ہوئے غیر عالم کی امامت کا حکم

﴿السؤال﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ایک شخص جو پرہیزگار ہو قرآن مجید مکمل صحیح تلفظ کے ساتھ ناظرہ پڑھتا ہو۔ آخری دو پارے کا حافظ بھی ہو اسے مسجد میں بطور خطیب ہو اور سنی حافظ بھی ہو تو مسجد کے اکثر لوگ اسے اپنی مسجد کا امام رکھنا چاہتے ہوں تو کیا وہ امام مسجد بن کر نماز پنجگانہ، نماز جمعہ اور نماز عیدین پڑھانے کے اہل ہو سکتے ہیں۔

﴿الجواب﴾

اگر امام صاحب متقی پرہیزگار ہیں نماز اور امامت کے مسائل سے واقف ہیں قرآن مجید صحیح تلفظ کے ساتھ پڑھتے ہیں اور اکثر مقتدی ان کی امامت سے راضی ہیں تو شرعاً ان کی امامت بلا کراہت درست ہے،

---

(۱) وعن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: المسلم أخو المسلم لا يظلمه ولا يخذله ولا يحقره، كل المسلم على المسلم حرام عرضه وماله ودمه التقوى ههنا الخ (ترمذی ۲/ ۱۴) طبع ایچ-ایم-سعید کراچی۔

وكذا في تحفة الأحوذي قال الطيبي روايته مسلم ويشير إلى صدره قال في مجمع البحار أي لا يجوز تحقير المتقي من الشرك والمعاصي والتقوى محله القلب يكون مخفياً عن الأعين فلا يحكم بعدمه لأحد حتى يحقره أو يقال محل التقوى هو القلب فمن كان في قلبه التقوى لا يحقر مسلماً لأن المتقي لا يحقر مسلماً ما هو شفقة المسلم على المسلم ۴/ ۷ طبع قديمي كتب خانه.

بعد والے امام کے پیچھے بھی جائز ہے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

امام مسجد اور انتظامیہ کی مرضی سے دوسرا امام رکھا گیا تو اس کی اقتدا کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے:

(۱) ایک بستی کے امام مسجد صاحب سردیوں میں تشریف لے جاتے ہیں تو ان امام صاحب کی جگہ عارضی طور پر ایک امام رکھ لیتے ہیں۔ اس سال نمازیوں نے امام مسجد کی رضامندی سے عارضی امام کو مستقل امام بنا لیا۔ لیکن سابقہ امام نے شکایت پیدا ہوتے ہی پایا کہ بعد میں آنے والے امام صاحب چلے جائے گر ایسا نہ ہوا۔ تاہم چند افراد نے سابقہ امام کی حمایت کی اور ایک چھوٹی جماعت کی تشکیل ایک ہوئی۔ اب صورت حال یہ ہے کہ دوسری جماعت ہوتی ہے ایک حصہ میں کے تحت پہلی ہوتی ہے۔ جب جماعت ہو چکی ہے تو ایک سابقہ امام کے پیچھے دوسری جماعت کراتے ہیں تو کیا یہ نماز درست ہے۔

(۲) مسجد کی انتظامیہ نے مسجد میں ایک کمرہ کا مدرسہ قائم کیا ہے۔ جس میں بستی کے بچے پڑھتے ہیں قربانی کی کھالیں وغیرہ اور رقم جو امام مسجد پڑھانے کی وجہ سے لیتا ہے تو کیا یہ درست ہے۔

جواب

(۱) جبکہ سابقہ امام کی رضامندی سے دوسرے شخص کو مستقل امام بنایا گیا اور اکثر نمازی اس کی امامت پر خوش ہیں تو اس کا حق مقدم ہے(۲)، دوسری جماعت کرنے والوں پر لازم ہے کہ وہ اس امام کے

---

(۱) وفي فتاوى الإرشاد: يجب أن يكون إمام القوم في الصلوة أفضلهم في العلم والورع والتقوى والقراءة والحسب والنسب والجمال على هذا الترتيب لا غير. كذا في حاشيه كتاب الصلوة من هو أحق بالإمامة ۱/۰۰۰ طبع إدارة القرآن والعلوم الإسلامية وكذا في الدر المختار كتاب الصلوة من هو أحق بالإمامة ۱/۵۵۷، ۵۵۸ طبع ايچ ايم سعيد وكذا في النهر الفائق كتاب الصلوة باب الإمامة ۱/۲۳۹ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان.

(۲) فإن استووا يقرع بين المستويين (أو الخيار إلى القوم) فإن اختلفوا اعتبر أكثرهم كتاب الصلوة باب الإمامة ۱/۵۵۸ طبع ايچ ايم سعيد كراچي. وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب الإمامة ص: ۳۰۳ طبع قديمي كتب خانه

وكذا في الفتاوى الهندية كتاب الصلوة من هو أحق بالإمامة ۱/۰۰۰ طبع إدارة القرآن والعلوم الإسلامية.

جیسے نماز پڑھیں اور الگ جماعت بنائیں (۱)۔ البتہ ایسا کرنے سے دوسری جماعت سے بھی جماعت کی فضیلت حاصل نہیں ہوگی۔

(۲) قیمت چرم قربانی اور صدقہ فطر وغیرہ کا مصرف فقراء ومساکین ہیں (۲)۔ تعمیر مسجد پر خرچ کرنا جائز نہیں۔ تمام صدقات واجبہ میں تملیک فقیر ضروری ہے (۳)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

معقول وجوہات کی بنا پر جس امام سے اس کے مقتدی ناراض ہوں اس کی امامت کا حکم

سوال:

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ تین شخص زید، عمر، بکر ایک ہی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اور تینوں رشتہ دار ہیں۔ ان میں سے زید جو بکر کے رشتہ داروں کا کام کرتا ہے اور عمر امام ہے۔ تینوں کی جائیداد مشترکہ ہے کوئی بٹوارہ نہیں ہوا ہے۔ یہ تینوں امام ہیں اور امامت کے علاوہ کوئی خدمت بھی رکھتے ہیں امامت بھی تینوں کی مشترکہ ہے اور یہ امامت ان کی آبائی وراثت چلی آرہی ہے تینوں میں سے کوئی بھی عالم نہیں ہے صرف معمولی مسائل نماز سے واقفیت رکھنے کے علاوہ قرآن شریف ناظرہ پڑھتے ہیں قواعد تجوید سے ناواقف ہیں۔ جس طرح کہ ایک عالم کو ہونا چاہئے ویسا نہیں ہے اس امام کی ناواقفی اس واقعہ سے ظاہر ہے کہ ایک

---

(۱) ویکره تکرار الجماعة بأذان وإقامة في مسجد محلة لا في مسجد طريق (قوله ويكره) أي تحريما لقول الكافي ... (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلوة، باب الإمامة ۱/۵۵۲ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه.

وكذا في بدائع الصنائع كتاب الصلوة فصل في بيان محل وجوب ۱/۳۸۰ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه.

وكذا في أحسن الفتاوى ... مسجد میں جماعت ثانیہ کا حکم ۳/۳۲۹ طبع ایچ ایم سعید کراچی۔

(۲) مصرف الزكاة والعشر ... وأما مصرف ... فقير وهو من له أدنى شيء ... ومسكين من لا شيء له ... (الدر المختار، كتاب الزكاة، باب المصرف ۲/۳۳۹ طبع ایچ ایم سعید کراچی)

وكذا في البحر الرائق كتاب الزكاة باب مصرف الزكاة ۲/۴۱۹ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه

وكذا في البناية شرح الهداية كتاب الزكاة باب ما يجوز دفع الزكاة إليه ۳/۴۶۴ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان.

(۳) ... لا يجوز ... لعدم التمليك ... كتاب الزكاة ... طبع ایچ ایم سعید کراچی۔

وكذا في الدر المختار كتاب الزكاة باب المصرف ۲/۳۴۴ طبع ایچ ایم سعید

الجواب

سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ قوم کی اکثریت اپنے امام پر رضا مند نہیں (۱) پس اگر واقعی امام میں ایسی خصلتیں موجود ہوں تو اس کو معزول کرنا چاہیے (۲)۔ ایسا امام منصب امامت کا اہل نہیں ہوتا (۳) کیونکہ جس کیفیت سے اس نے حیلہ استملاک وغیرہ رائج کر رکھا ہے اس کا ثبوت سلف صالحین سے نہیں ملتا تو اس کے لیے زکوٰۃ وعشر کا لینا جائز نہیں (۴)۔ جن لوگوں نے باوجود اس کے تحویل دیا۔ لہٰذا جن لوگوں نے زکوٰۃ یا عشر کا مال دے دیا ہے تو ان کا فرض ادا نہیں ہوگا (۵) البتہ دوسرے امام کے تقرر تک اس کے پیچھے نماز پڑھنی چاہیے۔

....

۱) ومن أم قوما وهم له كارهون إن الكراهة لفساد فيه أو لأنهم أحق بالإمامة منه كره له ذلك تحريما لحديث أبي داؤد لا يقبل الله صلوٰة من تقدم قوماً وهم له كارهون الدر المختار كتاب الصلوٰة باب الإمامة ١/٥٥٩ طبع ايچ ايم سعيد۔
وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوٰة باب الإمامة ص:٣٠٣ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان
وكذا في البحر الرائق كتاب الصلوٰة باب الإمامة ١/٦٠٩ طبع رشيديه كوئٹه

۲) وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لأمر دينه وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه وقد وجب عليهم إهانته شرعاً (شامي) كتاب الصلوٰة باب الإمامة ١/٥٦٠ طبع ايچ ايم سعيد كراچي۔
وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوٰة باب الإمامة ص:٣٠٣ طبع قديمي كتب خانه۔

۳) بدائع الصنائع وهذا قول العامة وقال مالك لا تجوز خلف الفاسق ووجه قوله أن الإمامة من باب الأمانة والفاسق خائن ولهذا لا شهادة له لكون الشهادة من باب الأمانة كتاب الصلوٰة فصل وأما بيان من يصلح للإمامة ١/١٥٦ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه۔

۴) أي مصرف الزكاة والعشر وأما خمس المعدن فمصرفه كالغنائم هو فقير وهو من له أدنى شيء ومسكين من لا شيء له كتاب الزكاة باب المصرف الزكاة ٢/٣٣٩ طبع ايچ ايم سعيد كراچي۔ الدر المختار
وكذا في البحر الرائق كتاب الزكاة باب مصرف الزكاة ٢/٤١٩ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه۔

۵) الدر المختار مع رد المحتار دفع بلا تحر لم يجز إن أخطأ فوقه لم يجز دفع الزكاة إليه إن أخطأ أي لأنه غير مصرف كتاب الزكاة باب المصرف كتاب الزكاة مطلب في الحوائج الأصلية ٢/٣٥٤ طبع مكتبه رشيديه (جديد)
وكذا في البحر الرائق كتاب الزكاة باب المصرف ٢/٤٣٢ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه۔
وكذا في البناية شرح الهداية كتاب الزكاة باب من يجوز دفع الصدقة إليه ٣/٤٧٤ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان

نماز کا اعادہ کر لے یعنی دوبارہ نماز پڑھ لے [1]۔ یہ حکم ہے ایسے امام کا جو امامت کا اہل نہیں ہے جیسے کہ ورنہ ایسی صورت میں نماز کا اعادہ نہیں ہے۔ پوری عبارت یہ ہے- والا حق بالامامة تقديما بل نصبا (مجمع الانهر) الاعلم باحكام الصلوة فقط صحة وفسادا بشرط اجتنابه للفواحش [2]۔ اگر اس امام کے مقتدی زیادہ ہوں اور امام نے تقریر میں ایسی بات کہی جو قرآن کی بات سے صحیح نہیں ہوئی بلکہ قوم کی اکثریت معتبر ہے كما قال صاحب الدر بعد هذه العبارة فان اختلفوا اعتبر اكثرهم [3]۔ چونکہ قوم یہ حق رکھتی ہے کہ ان سے بہتر کوئی عالم امام مقرر کر لیں اور بلا وجہ امام سے ناراض نہ ہوں اسی لیے حدیث میں وعید ہے اس امام کے پیچھے نماز مکروہ ہونے کی حدیث میں ہے- لا يقبل الله صلاة من تقدم قوما وهم له كارهون [4]۔

---

(۱) وفي النهر عن المحيط صلى خلف فاسق أو مبتدع نال فضل الجماعة أفاد أن الصلاة خلفهما أولى من الانفراد لكن لا ينال كما ينال خلف تقي ورع (الدر المختار مع رد المحتار كتاب الصلوة باب الإمامة ۱/۵۶۲ طبع ايچ ايم سعيد كراچی.

وكذا في حلبي كبير كتاب الصلوة باب الإمامة ص: ۵۱۴ طبع سعيدي كتب خانه.

وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب الامامة ص: ۳۰۳ طبع قديمي كتب خانه.

(۲) الدر المختار كتاب الصلوة باب الإمامة ۱/۵۵۷ طبع ايچ ايم سعيد كراچی.

وكذا في البحر الرائق كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۶۰۷ طبع مكتبه رشيديه

وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب الامامة ص: ۲۹۸-۳۰۰ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان.

(۳) الدر المختار كتاب الصلوة باب الإمامة ۱/۵۵۸-۵۵۹ طبع ايچ ايم سعيد.

وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب الامامة ص: ۳۰۲ طبع قديمي.

وكذا في الدر المنتقى شرح الملتقى كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۱۰۶ طبع إدارة القرآن

(۴) الدر المختار كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵۵۹ طبع ايچ ايم سعيد كراچی.

وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب الامامة ص: ۳۰۱ طبع قديمي كتب خانه.

وكذا في البحر الرائق كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۶۰۹ طبع مكتبه رشيديه.

خواب کی بنا پر امام کو ہٹانا درست نہیں

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ [illegible] امام مسجد قرآن کے حافظ ہیں [illegible] کے پاس متعدد بچے قرآن پاک پڑھتے ہیں۔ آج تک ان سے [illegible] کی شکایت نہیں۔ [illegible] نے خواب میں [illegible] دیکھا تو ان سے [illegible] مقتدیوں نے ان کے پیچھے نماز [illegible] امام کے [illegible] خواب [illegible] علیہ وسلم نے [illegible] فرمایا [illegible] بتاؤ، چنانچہ [illegible] خواب [illegible] امامت [illegible]۔

جواب

محض خواب کی بنا پر [illegible] امامت سے [illegible] درست نہیں (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سود خور کی امامت کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص [illegible] سود [illegible] کیا ایسے شخص کی اقتداء میں [illegible] ہو سکتی ہے۔

(۱) [illegible] من السحر [illegible] الفاسق [illegible] لا يجوز [illegible]
كتاب [illegible] طبع ايچ ايم سعيد
كراچي.
وكذا في البحر الرائق [illegible]
[illegible] كتاب [illegible] طبع مكتبه رشيديه.
وكذا في الدر المختار [illegible]
[illegible] كتاب الصلاة باب الإمامة ١/٥٥٩ طبع ايچ ايم سعيد.

﴿ج﴾

سود خور شخص امامت کے لائق نہیں ہے(۱) اور تولیت مسجد کا بھی اہل نہیں ہے۔ لقولہ تعالیٰ: ان اولیاءہ الا المتقون (۲)۔ فقہاء کی تصریح ہے کہ کرہ امامۃ الفاسق۔ فاسق سے مراد مرتکب کبائر ہے(۳) اور سود کھانا کبائر میں سے ہے(۴)، اگر حلال سمجھے تو کافر ہے(۵)۔ بہرحال فاسق ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے(۶)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

۲ شعبان ۱۳۹۵ھ

---

۱) الدر المختار: ويكره تنزيها تقديم ... وفاسق ... (وكذا شارب الخمر وآكل الربا) كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵۶۰ طبع ایچ ایم سعید کراچی۔ وکذا فی الشامی: وفاسق من الفسق وهو خروج عن الاستقامة ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر والزاني وآكل الربا ونحو ذلك كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵۶۰ طبع ایچ ایم سعید۔ وکذا فی حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح كتاب الصلوة باب الامامة ص: ۳۰۲ طبع دار الکتب العلمیة بیروت۔

۲) سورة الانفال آیت: ۳۴۔

۳) بل مشى في شرح المنية على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم (شامي) كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵۶۰ طبع ایچ ایم سعید۔ وکذا فی حلبی کبیر کتاب الصلوة باب الامامة ص: ۵۱۳ طبع ... وکذا فی حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح كتاب الصلوة باب الامامة ص: ۳۰۳ طبع کتب قدیمی خانہ۔

۴) وفاسق من الفسق وهو خروج عن الاستقامة ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر والزاني وآكل الربا ونحو ذلك كتاب الصلوة باب الامامة (شامي) ۱/۵۶۰ طبع ایچ ایم سعید کراچی۔ وکذا فی تفسیر روح المعانی سورة البقرة آیت: ۲۷۶، ۳/۴۸ دار احیاء التراث العربی۔ وکذا فی حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح کتاب الصلوة باب الامامة ص: ۳۰۳ طبع کتب قدیمی خانہ۔

۵) واعلم أن المستحل لا يكفر إلا إذا كان المحرم حرامًا لعينه وثبت حرمته بدليل قطعي وإلا فلا صرح به في الدرر. مقدمة حاشية الطحطاوي ص: ۳ طبع دار الکتب العلمیة بیروت لبنان۔ وکذا فی البحر الرائق کتاب السیر باب احکام المرتدین ۵/۲۰۲ طبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ۔ وکذا فی التاتارخانیة کتاب احکام المرتدین فيما يتعلق بالحلال والحرام ۵/۵۰۰ طبع ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیة۔

۶) وفاسق من الفسق وهو خروج عن الاستقامة ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر والزاني وآكل الربا ونحو ذلك كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵۶۰ سعید کراچی۔
وکذا فی تفسیر روح المعانی سورة البقرة آیت: ۲۷۶، ۳/۴۸ دار احیاء التراث العربی، وکذا فی حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح کتاب الصلوة باب الامامة ص: ۳۰۳ طبع کتب قدیمی خانہ

غاصب، سود خور کی امامت کا حکم

سوال

[illegible]

[illegible]

جواب

تحقیق کی جائے، اگر واقعی یہ امام سود خور اور غاصب ہے تو [illegible] امامت مکروہ [illegible] ہے۔(۱) [illegible] اگر [illegible] توبہ [illegible] ان کی امامت درست ہے۔(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

[illegible]

---

(۱) [illegible] کتاب الصلوة باب الامامة [illegible]

[illegible]

وكذا في حلبي كبير كتاب الصلوة باب الامامة ص [illegible]

وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب الامامة ص ۳۰۳ طبع كتب خانه قديمي [illegible]

(۲) وإني لغفار لمن تاب وآمن وعمل صالحا ثم اهتدى، سورة طه آيت ۸۲

وعن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم التائب من الذنب كمن لا ذنب له. مشكوة المصابيح باب التوبة والاستغفار [illegible]

وكذا في ابن ماجه باب ذكر التوبة والاستغفار ص ۳۲۳ [illegible]

سود کی حلت کا فتویٰ دینے والے کی امامت کا حکم

سوال:

ایک شخص سود خور ہے اور سود کی حلت کا فتویٰ دیا ہوا ہے، موصوف ان صفات کا حامل ہے: مسجد اور مدرسہ کی خیانت کرتا ہے، وعدہ خلافی کرتا ہے، جھوٹی قسم اٹھاتا ہے، اپنے شہر والے امام کے پیچھے کبھی نماز نہیں پڑھتا، کبھی جماعت کے ساتھ نماز نہیں پڑھتا، بعد میں دوسری جماعت کراتا ہے، کبھی عین جماعت کے وقت بالمقابل دوسری جماعت شروع کر دیتا ہے، اس کے متعلق حکم شرعی کیا ہے، ایسا شخص امامت کے لائق ہے یا نہ۔

جواب:

جس امام میں مذکورہ بالا صفات ذمیمہ موجود ہیں شرعاً وہ فاسق ہے[1]، ایسا شخص لائق امامت نہیں[2]، جس سود کو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام فرمایا ہے اس کو حلال سمجھنا کفر ہے[3]، جب تک اس شخص کا فتویٰ سود کی حلت کا معلوم نہ ہو جائے اس وقت تک اس شخص کے اس فتویٰ

---

(۱) وفاسق من الفسق وهو الخروج عن الاستقامة ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر والزاني وآكل الربا ونحو ذلك (شامي، كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵٦۰ طبع ایچ ایم سعید کراچی
وكذا في تفسير روح المعاني سورة البقرة آيت: ۲۷٦، ۲۸٤/۱ دار إحياء التراث العربي
وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب الامامة ص: ۳۰۳ طبع كتب [illegible] خانه

(۲) ولا ينبغي أن يقتدى بالفاسق إلا في الجمعة لأنه في غيرها يجد إماماً غيره شامي كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵٦۰ طبع ایچ ایم سعید.
وكذا في البحر الرائق كتاب الصلوة باب الامامة ۱/٦۱۱ طبع [illegible] كتب حقانيه.
وكذا في حلبي كبير كتاب الصلوة باب الامامة ص: ۵۱۳ طبع سعيدى كتب خانه

(۳) اعلم أن المستحل لا يكفر إلا إذا كان المحرم حرام لعينه وثبت حرمته بدليل قطعي وإلا فلا صرح به في الدرر وكذا في التاتارخانية كتاب أحكام المرتدين فيما يتعلق بالحلال والحرام ۵/۵۰۵ طبع إدارة القرآن والعلوم الإسلامية.
وكذا في البحر الرائق كتاب السير باب احكام المرتدين ۵/۱۲٦ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه

[illegible]

احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ

۱۸/۷/۱۳۹۲ھ

سود خور کی امامت کا حکم

سوال

[illegible]

---

(۱) [illegible] شرح منية المصلي [illegible] كتاب الصلوة [illegible]

وكذا في حلبي كبير كتاب الصلوة باب الامامة [illegible]

وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب الامامة [illegible]

(۲) [illegible]

[illegible] كتاب الصلوة باب الامامة [illegible]

وكذا في حلبي كبير كتاب الصلوة باب الامامة [illegible]

وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب الامامة [illegible]

اس بیان سے یہ امام اپنے پیچھے نماز ... حالانکہ ... ہے ... طرح ... ہو ...
ہے ... اور ... امام صاحب ... نہیں پڑھتے ہیں، مقتدی امام کے پیچھے ... ہیں اور
ان کے پیچھے نماز ... ہے ... اس طرح ... ہے ... مقتدی ...
... نماز ... ہے کہ اس امام کے پیچھے نماز نہیں ہوتی یا نہیں۔

الجواب

چونکہ سود لینا قطعاً حرام ہے(۱)... اور ... اس کے ... ہوا
جانتے ہوں تو وہ ... فاسق اور ... مرتکب ہے(۲)، فاسق کی امامت ... اس کے پیچھے نماز
مکروہ تحریمی ہے(۳)، اس لیے متولی پر واجب ہے کہ اس کو امامت سے علیحدہ کر دے(۴)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم
... ...

---

(۱) قال الله تعالى: ﴿وأحل الله البيع وحرم الربوا﴾ الآية. سورة البقرة، آية ۲۷۵.
عن جابر رضي الله عنه قال: لعن الله آكل الربوا وموكله وكاتبه وشاهديه. مشكوة المصابيح، باب الربوا، الفصل الأول، ص ۲۴۴، طبع قديمي كتب خانه.
ما حرم فعله حرم طلبه (الأشباه والنظائر، القاعدة الرابعة عشر ما حرم أخذه حرم إعطاؤه، ص ۱۵۸، قديمي كتب خانه، وكذا في شرح المجلة لسليم رستم باز، مادة: ۳۴، ص ۳۲، مكتبه حنفيه قندهار).
(۲) والفاسق من الفسق وهو خروج عن الاستقامة، ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر والزاني وآكل الربوا ونحو ذلك. كتاب الصلوة، باب الإمامة (شامي ۱/۵۶۰، طبع ايچ ايم سعيد كراچي). وكذا في تفسير روح المعاني، سورة البقرة آيت ۲۶، ۱/۲۰۸ دار إحياء التراث العربي.
وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلوة، باب الإمامة، ص ۳۰۳، طبع قديمي كتب خانه.
(۳) بل مشى في شرح المنية على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم. (شامي، كتاب الصلوة، باب الإمامة ۱/۵۶۰، طبع ايچ ايم سعيد)
وكذا في حلبي كبير، كتاب الصلوة، باب الإمامة، ص ۵۱۳، طبع سعيدي كتب خانه.
وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلوة، باب الإمامة، ص ۳۰۳، طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان.
(۴) ويعزل به إلا لفتنة، أي يستحق العزل ... (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلوة، باب الإمامة ۱/۵۴۹، طبع ايچ ايم سعيد).
وكذا في البحر الرائق: فلا يجوز عزل القاضي لصاحب الوظيفة بغير جنحة وعدم أهلية، ولو فعل لم يصح. (البحر الرائق، كتاب الوقف ۵/۲۸۰، طبع مكتبه رشيديه كوئته)

سودی قرضہ کی رقم سے ٹیوب ویل لگوانے والے کی امامت کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل میں۔

(۱) ہمارے گاؤں کے امام [illegible] تقریباً دس سال سے [illegible] گاؤں کی مسجد میں امامت کرا رہے ہیں [illegible] کے ساتھ مل کر [illegible] بینک سے [illegible] کی رقم پانچ فیصد شرح سالانہ سود پر قرض لے کر اپنے حصہ کا ۵۰۰۰ روپیہ [illegible] باقی لوگوں نے ٹیوب ویل نصب کرایا ہے۔ بعض لوگ [illegible] سودی رقم [illegible] مسجد میں [illegible] الگ [illegible] کے مقتدی [illegible] ہیں۔ کیا ایسے امام کی امامت ہو سکتی ہے یا نہیں؟ (۲) [illegible] کا [illegible] ٹیوب ویل [illegible] پڑھتے ہیں (۳) [illegible] امامت [illegible] کے گھر سے [illegible] کے پیچھے [illegible] مقتدی [illegible] امامت میں کوئی خلل یا کراہت ہوئی یا نہیں (۴) [illegible] علم [illegible] میں نماز [illegible] ہیں۔

جواب

(۱) قرض حاصل کرنے کے لئے سود دینا حرام ہے(۱) اس لئے اگر امام نے [illegible] بینک سے [illegible] قرض لیا ہے تو [illegible] فاسق ہے(۲) اور امامت کا اہل نہیں اس کے پیچھے نماز مکروہ

---

(۱) قال الله تعالى: وأحل الله البيع وحرم الربوا الآية سورة البقرة: ۲۷۵
عن جابر رضي الله عنه قال لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم آكل الربوا وموكله وكاتبه وشاهديه [illegible] مشكوة المصابيح باب الربوا الفصل الأول ص: ۲۴۴ طبع قديمي كتب خانه.
وما حرم أخذه حرم إعطاؤه [illegible] الأشباه والنظائر القاعدة الرابعة عشر [illegible] ص ۱۵۵ قديمي كتب خانه [illegible] في شرح المجلة رستم باز ماده ۳۴ [illegible] كتب خانه [illegible]
(۲) ويكره إمامة [illegible] الفاسق وهو الخارج عن الاستقامة ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر والزاني وآكل الربوا [illegible] باب الإمامة ۱/۵۶۰ طبع ايج ايم سعيد
وكذا في [illegible] وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلاة باب الإمامة ص: ۳۰۳ طبع قديمي كتب خانه.

تو یہ ہے (۱)۔ انتظامیہ کمیٹی کو ایسے امام سے بچنا ضروری ہے۔ کیونکہ امامت مقامِ تعظیم ہے اور اہانت ہے اور فاسق اہانت کے لائق ہے (۲)۔ (۲) خالص سیاہ خضاب سے متعلق امداد الفتاویٰ (۳) سے ایک جواب نقل کیا ہے جس میں تحریر ہے کہ مردوں کو سر اور داڑھی میں سیاہ خضاب لگانا حرام ہے (۴) اس پر سخت وعید آئی ہے۔ کما روی مسلم عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنه قال اتی بابی قحافة یوم فتح مکة وراسه ولحیته کالثغامة بیاضا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم غیروا هذا بشیء واجتنبوا السواد (۵) والامر للوجوب وترک الواجب یوجب الوعید وروی ابو داؤد والنسائی عن ابن عباس رضی اللہ عنه عن النبی صلی اللہ علیه وسلم قال یکون قوم یخضبون فی آخر الزمان بالسواد کحواصل الحمام لا یریحون رائحة الجنة ابو داؤد (۶) البتہ اگر سیاہ خضاب سے مقصود کوئی دوسرا رنگ ملا ہو جیسے سرخ مہندی یا کتم

---

۱) بل مشی فی شرح المنیة علی أن کراهة تقدیمه کراهة تحریم. شامی کتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵۶۰ طبع ایچ ایم سعید کراچی۔
وکذا فی حلبی کبیر کتاب الصلوة باب الامامة ص: ۵۱۳ طبع سعیدی وکذا فی حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح کتاب الصلوة باب الامامة ص: ۳۰۳ طبع قدیمی کتب خانه

۲) وأما الفاسق فقد عللوا کراهة تقدیمه بأنه لا یهتم لأمر دینه وبأن فی تقدیمه للإمامة تعظیمه وقد وجب علیهم إهانته شرعا شامی کتاب الصلوة باب الامامة (شامی) ۱/۵۶۰ طبع ایچ ایم سعید کراچی۔ وکذا فی حلبی کبیر کتاب الصلوة باب الامامة ص: ۵۱۳ طبع سعیدی کتب خانه۔
وکذا حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح کتاب الصلوة باب الامامة ص ۳۰۳ طبع قدیمی کتب خانه۔

۳) امداد الفتاوی بالوں کے حلق وقصر و خضاب اور ختنہ وغیرہ کے احکام ص ۲۱۵/۴ طبع مکتبہ دار العلوم کراچی۔

۴) الدر المختار مع رد المحتار (ویکره بالسواد أی لغیر الحرب) کتاب الحظر والاباحة فصل فی البیع ۶/۴۲۲ طبع ایچ ایم سعید کراچی۔
وکذا فی فتاوی الهندیة کتاب الکراهیة الباب العشرون فی الزینة واتخاذ الخادم ۵/۳۵۹ طبع مکتبه رشیدیه کوئٹه وکذا فی فتح الباری کتاب اللباس باب الخضاب ۱۰/۴۹۹ طبع بیروت لبنان
وکذا فی الدر المختار مسائل شتی ۶/۷۵۶ طبع ایچ ایم سعید کراچی۔

۵) کتاب اللباس والزینة باب نهی الرجل عن التزعفر صحیح المسلم ۲/۱۹۹ قدیمی کتب خانه
وکذا فی تکملة فتح الملهم کتاب اللباس والزینة باب استحباب خضاب الشیب بصفرة أو حمرة الخ حدیث نمبر ۵۴۶۶، ۴/۱۴۹ طبع مکتبه دار العلوم کراتشی۔
وکذا فی الدر المختار (مسائل شتی) ۶/۷۵۶ طبع ایچ ایم سعید کراچی۔

۶) سنن ابی داؤد کتاب الترجل باب ما جاء فی خضاب السواد حدیث ۴۲۱۲، ۲/۲۲۶ طبع مکتبه رحمانیه لاهور۔

ہو جاتی ہیں ہو گا (۱) (۲) تاہم اگر ایسے وقف کمیٹی والوں کی بات نہیں مانتے تو ان کو امامت سے ہٹایا جائے، اور دوسروں کی مخالفت کے پیچھے نماز پڑھنا (۱) آپ کے لئے جائز ہے (۳) جماعت میں شامل ہونا ضروری ہے۔ اگر کسی صورت میں ممکن نہ ہو تو جماعت سے گھر میں ادا کریں، جماعت کا ثواب (۳) مل جائے گا۔ فقط واللہ اعلم

الجواب صحیح ... عالم بنوری ٹاؤن

سود پر قرض لیکر کاروبار پر لگانے والوں سے امام مسجد کے تنخواہ لینے کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان کرام پاکستان کی مسجدوں میں جو کاروبار کرتے ہیں، جو حضرات بینک سے قرض لے کر کاروبار پر لگاتے ہیں اور اس رقم کو سود سمیت ادا کرتے ہیں۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسی مساجد میں ان لوگوں کا جو کام کاروبار کرتے ہوئے قرض والے امام مسجد کے لیے ان لوگوں سے تنخواہ لینا جائز ہے یا نہیں۔

---

(۱) عن ابن عباس رضي الله عنه قال: مر على النبي صلى الله عليه وسلم رجل قد خضب بالحناء فقال: ما أحسن هذا، فمر آخر قد خضب بالحناء والكتم فقال: هذا أحسن من هذا، ثم مر آخر قد خضب بالصفرة فقال: هذا أحسن من هذا كله. (سنن أبي داود، كتاب الترجل، باب في خضاب الصفرة ۲/۲۲۶، طبع مكتبه رحمانيه لاهور. وكذا في تكملة فتح الملهم، كتاب اللباس والزينة، باب استحباب خضاب الشيب ۴/۱۴۰، طبع مكتبة دار العلوم كراچي.
وكذا في رد المحتار، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع ۶/۴۲۲، طبع ايچ ايم سعيد كراچي.

(۲) الرجل إذا كان فاسقا ... تكره إمامته ... الدر المختار، كتاب الصلوة، باب الإمامة ۱/۵۶۰، طبع ايچ ايم سعيد كراچي. وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلوة، باب الإمامة ۱/۳۴۷، طبع مكتبه رشيديه كوئٹه. وكذا في النهر الفائق، كتاب الصلوة، باب الإمامة والحدث في الصلوة ۱/۲۴۱، طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان.

(۳) أنه عليه الصلوة والسلام كان خرج يصلح بين قوم فعاد إلى المسجد وقد صلى أهل المسجد فرجع إلى منزله فجمع أهله وصلى. (رد المحتار، كتاب الصلوة، باب الإمامة ۱/۵۵۳، طبع ايچ ايم سعيد كراچي. وفي البحر الرائق ... فإنه لا يجب عليه الطلب في المساجد بلا خلاف بين أصحابنا، وذكر القدوري يجمع بأهله ويصلي بهم يعني وينال ثواب الجماعة، كتاب الصلوة، باب الإمامة ۱/۳۶۷، طبع مكتبه رشيديه كوئٹه.
وكذا في الجوهرة النيرة، كتاب الصلوة ۱/۷۰، طبع قديمي كتب خانه.

الجواب

نماز ادا ہو گئی ہے کہ امام نے ایسی کسی سے [illegible] لہٰذا [illegible] آئندہ سے [illegible] سے احتیاط کرنی چاہیے۔

سود کا لین دین کرنے والے کی امامت کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ ایک صاحب جو کہ امام اور خطیب جامع مسجد ہیں۔ انہوں نے پچھلے دس [illegible] سے [illegible] اور [illegible] حالانکہ حکومت کی طرف سے کوئی [illegible] اور بالعموم [illegible] کا [illegible] انہوں نے [illegible] کا اعلان [illegible] حکومت [illegible] کرنے [illegible] اس کے پیچھے نماز [illegible] صاحب [illegible] ایسا کرنے [illegible] اس حال [illegible] انہوں نے [illegible] فرمائیے [illegible] بچے [illegible] ہے [illegible] ہو جاتا ہے [illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] مسجد [illegible] ان کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔

الجواب

جو شخص سود کا لین دین کرتا ہو [illegible] حرام ہے[1] اور سود کا کاروبار کرنے والے [illegible] پر [illegible] آئی ہے[2] [illegible] سود کا کاروبار کرنے والے کی امامت

---

(1) قال اللہ تعالیٰ: واحل اللہ البیع وحرم الربوا (سورۃ البقرۃ آیت ۲۷۵)

(2) عن جابر رضی اللہ عنہ قال لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آکل الربوا وموکلہ وکاتبہ وشاہدیہ (مشکوٰۃ المصابیح باب الربوا الفصل الاول ص ۲۴۴ قدیمی کتب خانہ)

وکذا فی [illegible] والدر المختار [illegible] قدیمی کتب خانہ [illegible] وکذا فی شرح [illegible] کتب خانہ [illegible]

مکروہ تحریمی ہے(1)۔ صورت مسئولہ میں مسجد کی کمیٹی اور باقاعدہ جماعت کی پابندی کرنے والے نمازی تحقیق کریں اگر واقعی امام صاحب نے خود سودی سودا کیا ہے اگرچہ کاغذات میں بیٹے کا نام درج کیا ہے تو اس کو امامت سے ہٹایا جائے(2) اور کسی متدین شرع کے پابند عالم کو امام مقرر کیا جائے(3)۔ اگر یہی امام صدق دل سے توبہ تائب ہو جائے اور مقتدیوں کو یقین غالب ہو جائے کہ وہ آئندہ اس کا ارتکاب نہیں کریں گے اور ان کی امامت پر مقتدی خوش ہوں تو اس کی امامت بھی جائز ہے(4)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بینک میں رقم جمع کرا کر سود لے کر خود استعمال نہ کرنے والے کی امامت کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ:

(1) ایک آدمی ہے جس نے صرف حفاظت کے لیے اپنی رقم بینک میں جمع کرائی ہوئی ہے۔ بغیر سود پر بھی سود مطلقاً نہیں لیا۔

---

1) بل مشى في شرح المنية على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم كتاب الصلوة باب الإمامة ١/٥٦٠ طبع ايج-ايم-سعيد كراتشي. وكذا في حلبي كبير كتاب الصلوة باب الإمامة ص: ٥١٢ طبع سعيدي كتب خانه. وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب الإمامة ص: ٣٠٣ طبع قديمي كتب خانه

2) وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لأمر دينه وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه وقد وجب عليهم إهانته شرعاً. شامي كتاب الصلوة باب الإمامة ١/٥٦٠ طبع ايج-ايم-سعيد كراتشي. وكذا في حلبي كبير كتاب الصلوة باب الإمامة ص: ٥١٣ طبع سعيدي كتب خانه. وكذا حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب الإمامة ص ٣٠٣ طبع قديمي كتب خانه.

3) وفي فتاوى الارشاد: يجب أن يكون إمام القوم في الصلوة أفضلهم في العلم والورع والتقوى والقراءة والحسب والنسب والحسن وعلى هذا إجماع الأمة. تاتارخانيه كتاب الصلوة من هو أحق بالإمامة ١/٦٠٠ طبع إدارة القرآن

وكذا في الدر المختار كتاب الصلوة باب الإمامة ١/٥٥٧، ٥٥٨ طبع ايج-ايم-سعيد كراتشي،
وكذا في البحر الرائق كتاب الصلوة باب الإمامة ١/٦٣٩ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان.

4) وإني لغفار لمن تاب وآمن وعمل صالحاً ثم اهتدى سورة طه آيت: ٨٦

وعن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم التائب من الذنب كمن لا ذنب له. مشكوة المصابيح باب التوبة والاستغفار ص: ٢٠٦ قديمي كتب خانه.

وكذا في ابن ماجه باب ذكر التوبة ص ٣٢٣ طبع ايج-ايم-سعيد كراتشي.

(۳) [illegible]

[illegible]

الجواب

[illegible]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مجبوری میں بینک سے سود پر قرضہ لینے والے کی امامت

سوال

[illegible]

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم [illegible]

---

(۱) [illegible] طبع ادارۃ القرآن والعلوم

وکذا فی الدر المختار کتاب الصلوٰۃ باب الامامۃ [illegible] طبع ایچ ایم سعید

وکذا فی [illegible] کتاب الصلوٰۃ [illegible] طبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

[illegible]

امام مسجد نے قسم کھائی اور حانث ہو تو اس کی امامت کا حکم

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اسی کے متعلق یہ حکم ہے۔

[illegible]

صورت مسئولہ میں [illegible]

---

(۱) [illegible] کتاب الطلاق، باب التعلیق [illegible] ۳/۳۵۲ طبع ایچ ایم سعید کراچی۔

وکذا فی [illegible] کتاب الطلاق [illegible] طبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ۔

وکذا فی [illegible] کتاب الطلاق، باب [illegible] طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان

(۲) [illegible] ص: ۱۷۶ طبع قدیمی کتب خانہ

وکذا فی رد المحتار کتاب [illegible] طبع ایچ ایم سعید۔

وکذا فی [illegible] شرح الفقہ الاکبر [illegible] طبع دار البشائر الاسلامیۃ۔

(۳) سورۃ المجادلۃ آیۃ: ۲۲

ردعه السحاب (۱)۔ مذکورہ مولانا صاحب کے متعلق تو کچھ معلوم نہیں، اگر شریف ہیں تو کسی کے بعد کسی نماز میں بھی ان
تو ان پر نیت کی بناء پر کسی دوسرے شخص کو امام بناتے ہیں جس سے مسلمانوں کی جماعت میں تفریق اور فساد کا
دروازہ کھولنے والے ہوں گے اور یہ بھی احادیث کا ارشاد ہے کہ جماعت پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے جیسا کہ ید اللہ علی
یحب المصلحین (۲) اسلام نے ایک ہو کر رہنے کی تاکید فرمائی ہے اور تفرقہ کی ممانعت کی ہے اور تفریق
سے بچنے کا حکم قرآن کریم میں ہے: واعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا الآیۃ (۳)۔

بے نکاح کسی عورت کو رکھنے والے کی جماعت کی نماز میں شرکت کا حکم

سوال:

یہاں ایک عجیب مسئلہ درپیش ہے کہ ایک شخص کے متعلق مشہور ہے کہ اس نے بے نکاح عورت گھر میں رکھی ہوئی ہے اور اس کا پتہ نہ تھا کہ نکاح کیا ہے یا نہیں، وہ شخص نمازی ہے اور باجماعت نماز پڑھتا ہے، بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ بے غیرت ہے، ایک طرف ہو جائے، بعض کہتے ہیں کہ جماعت میں شامل ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے، ان نمازیوں کی وجہ سے کیا جماعت کی نماز ہو جاتی ہے، اس شخص کے پیچھے یا ساتھ نماز پڑھنا کیسا ہے؟ نمازیوں اور امام کو اس بارے میں کیا حکم ہے، مطلع فرمائیں۔

جواب:

جس نماز میں وہ شخص شریک ہوتا ہے دوسرے نمازیوں اور امام صاحب کی نماز پر اس کی شرکت سے کوئی اثر نہیں پڑتا، البتہ یہ بات درست ہے کہ وہ شخص اگر واقعی ایسا کرتا ہے تو وہ سخت گناہ کا مرتکب ہے، دوسرے لوگوں کو اس سے قطع

---

(۱) الترغیب والترہیب، ص ۲۰۹، ج۲، طبع دار احیاء التراث العربی۔

(۲) سورۃ القصص آیۃ ۷۷ وکذا فی تفسیر ابن کثیر: واذا تولی سعی فی الارض لیفسد فیها ویهلک الحرث والنسل والله لا یحب الفساد، ای هو أعوج المقال سیئ الفعال فذلک قوله وهذا فعله كلامه كذب واعتقاده فاسد وأفعاله قبيحة، سورة البقرة آية ۲۰۵، ۱/۳۹۹، طبع قدیمی کتب خانہ۔

(۳) سورۃ آل عمران آیۃ ۱۰۳، پارہ ۴۔

وكذا في تفسير ابن كثير: ولا تفرقوا أمرهم بالجماعة ونهاهم عن التفرقة وقد وردت الأحاديث المتعددة بالنهي عن التفرق والأمر بالاجتماع والائتلاف،

كما في صحيح مسلم من حديث سهيل عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إن الله يرضى لكم ثلاثا ويسخط لكم ثلاثا، يرضى لكم أن تعبدوه ولا تشركوا به شيئا، وأن تعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا، وأن تناصحوا من ولاه الله أمركم ... وجب عليهم بالافتراق والاختلاف، سورة آل عمران آية ۱۰۳، ۱/۵۰۰، طبع قدیمی کتب خانہ۔

تعلقات ترک کر دینا درست ہے تاکہ اس کی بدخلقی دوسروں میں سرایت نہ کر جائے۔[1] لہٰذا اگر یہ شخص جماعت میں نماز میں شریک ہو جائے تو اس سے دوسروں کی نماز فاسد نہ ہوگی، تاہم وہ گناہ سے نہیں بچ سکے گا۔ اس سے اجتناب بہتر ہے۔ فقط واللہ اعلم

حق زوجیت ادا نہ کرنے والے کی امامت کا حکم

سوال نمبر:

علماء کرام مندرجہ ذیل مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ ایک شخص جس نے پہلے دو شادیاں کی ہوئی ہیں اور انصاف ایک کے ساتھ بھی نہیں کرتا، حالانکہ اس کو یہ معلوم ہے کہ یہ مسلمانوں کا امام ہے اور علم سمجھ کی عمر ہو گئی ہے۔ محض ضد کی بنا پر اس نے تیسری شادی بھی کر لی ہے، حالانکہ اس کی پہلی دو بیویاں اپنے گھروں میں مصیبت اور تکلیف کے دن گزار رہی ہیں۔

اس تیسری شادی کے موقع پر ایک عالم نے یہ کہہ کر نکاح پڑھنے سے انکار کر دیا کہ یا تو اپنی پہلی بیویوں کو طلاق دو یا انصاف کرو، تب نکاح درست ہے اور میں پڑھوں گا، مگر اس شخص نے انہوں سے ضد کی اور دوسرے عالم سے اپنی منکوحہ کا نکاح پڑھوا لیا ہے۔ جواب سے مطلع فرمائیں کیا اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں۔

الجواب

بشرط صحت سوال اگر واقعی یہ شخص حقوق زوجیت ادا نہیں کرتا اور حقوق کی ادائیگی میں قصداً کوتاہی کرتا

---

(1) لما في مرقاة المفاتيح: قال أجمع العلماء على أن من خاف من مكالمة أحد وصلته ما يفسد عليه دينه أو يدخل مضرة في دنياه يجوز له مجانبته وبعده ورب هجر جميل خير من مخالطة تؤذيه، فإن هجرة أهل الأهواء والبدع دائمة على مر الأوقات ما لم يظهر منه التوبة والرجوع إلى الحق. (كتاب الآداب، باب ما ينهى عنه من التهاجر والتقاطع واتباع العورات، الفصل الأول: ۸/ ۷۶۲، طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان)
وكذا في أوجز المسالك إلى موطأ الإمام مالك، كتاب الجامع، ما جاء في المهاجرة: ۱۶/ ۲۰۰، طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان
وكذا في فتح الباري شرح صحيح البخاري، كتاب الأدب، باب الهجرة: ۱۰/ ۶۱۲، طبع دار الفكر المعاصر بيروت لبنان

ہے جو شخص گنہگار ہے اگر وہ امام ہے تو اس کی امامت مکروہ ہے [۱]۔ تاہم قرآن خواں مولوی صاحب کی امامت درست ہے اور ان کے پیچھے نماز صحیح ہے [۲]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۶ ذوالقعدہ ۱۳۹۰ھ

نکاح پر نکاح پڑھانے والے مولوی صاحب کی امامت کا حکم

س

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک مولوی صاحب [illegible] ایک وقت پر قائم مقتدی ہوتے تھے۔ نکاح خواں صاحب [illegible] کے پڑھانے کے بعد ان کا ان سے [illegible] ہو گیا۔ ایک مولوی صاحب نے ان کے والد سے [illegible] کر کے شادی میں باخبر [illegible] نکاح پڑھا دیا [illegible] چنانچہ اس نے دوسرا دوسرے آدمی کے حوالے کر دی اور اس سے [illegible] ایک دوسری لڑکی جو پہلے ایک شخص کی منکوحہ تھی وہ بھی آگے دوسرے [illegible] فروخت کر دی اور [illegible] اس کے ساتھ [illegible] دوسری بار نکاح کی حالت میں اس لڑکی سے دو بچے بھی ہو گئے۔ حالانکہ اس کا نکاح اس شخص سے ہوا تھا [illegible] خبر آباد [illegible] ہے۔ کیونکہ ایک مولوی صاحب نے جن کا [illegible] امامت کرتے تھے [illegible] علاقہ [illegible] اس لڑکی کا نکاح کسی دوسرے سے [illegible] کر دیا [illegible] نکاح [illegible] پڑھایا [illegible] شاہد موجود ہیں۔ [illegible] وغیرہ [illegible] شہادت دیتے ہیں کہ [illegible] کا نکاح [illegible] سامنے ہوا تھا [illegible]

---

(۱) ویکرہ تنزیہا امامۃ عبد [illegible] وفاسق [illegible] الدر المختار کتاب الصلوۃ باب الامامۃ ۱/۵۵۹ طبع ایچ ایم سعید۔ ومثلہ فی الفتاوی الہندیۃ کتاب الصلاۃ الباب الخامس فی الامامۃ والاقتداء ۱/۸۵ طبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ۔ ومثلہ فی العنایۃ شرح الہدایۃ کتاب الصلاۃ باب الامامۃ ۱/۳۴۷ طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان

(۲) وفی فتاوی الارشاد یجب ان یکون امام القوم فی الصلاۃ افضلہم فی العلم والورع والتقوی [illegible] بالقراءۃ والسنۃ [illegible] کتاب الصلاۃ من هو احق بالامامۃ ۱/۲۰۶ طبع ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیۃ۔ وکذا فی البحر الرائق کتاب الصلاۃ [illegible] ۱/۶۰۷ طبع ایچ ایم سعید۔

وکذا فی النہر الفائق کتاب الصلاۃ باب الامامۃ ۱/۲۴۴ طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان

انہیں کے جانے کے بعد نماز پڑھاتے تھے۔ دوسرے فریق امور خفیہ سے واقف ہو گئے تھے۔ اب دونوں فریقوں کا امام مولوی صاحب نے نماز پڑھانے سے انکار کیا کیونکہ مولوی صاحب نے دونوں فریقوں کو کہا کہ اب دونوں کو تائب ہونا چاہئے ان کے پیچھے نماز نہیں ہو سکتی اگر ہو سکتی ہے تو مکروہ تحریمی ہوتی ہے۔ اب جب ہم نے پوچھا کہ آپ نے یہ بات کس کی بنا پر کہی ہے مولوی صاحب نے کہا یہ بات کی بنا پر تھی جو کہ اللہ نے قرآن میں فرمایا ہے اور وہ گناہ ہے اس وقت بالعوض تھی۔ ہم مولوی صاحب نے کہا کہ ان کا یہ عمل ہے کہ امام ان کے بعد ہونے کا فرض ہے یہ کہاں تک درست ہے۔

الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الجواب حامداً ومصلیاً۔ منکوحۂ غیر کو نکاح باطل کر کے اور بعض لوگوں کا بھی ان سے باخبر ہو کر بھی نکاح میں شریک ہونا فسق ہے[1] کما فی رد المحتار[2] واما نکاح منکوحة الغیر ومعتدته فلم یقل احد بجوازه۔ ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے[3]

---

(۱) وفاسق من الفسق وهو خروج عن الاستقامة ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر والزاني وآكل الربا ونحو ذلك (رد المحتار) كتاب الصلوة باب الامامة ص [illegible] طبع سعيد كراچی.

وكذا في تفسير روح المعاني تحت سورة البقرة [illegible] دار احياء التراث العربي.

وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب الامامة ص [illegible] طبع قديمي كتب خانه.

(۲) رد المحتار كتاب النكاح باب المهر مطلب في النكاح الفاسد طبع ايچ ايم سعيد كراچی.

وكذا في بدائع الصنائع كتاب النكاح فصل ... ولو كان منكوحة الغير [illegible] طبع مكتبه رشيديه كوئٹه.

وكذا في البحر الرائق كتاب النكاح باب العدة [illegible] طبع مكتبه رشيديه كوئٹه.

(۳) قال في شرح المنية ... لو قدموا فاسقا يأثمون (حلبي) كتاب الصلوة باب الامامة [illegible] طبع سعيد كراچی.

وكذا في حلبي كبير كتاب الصلوة باب الامامة ص [illegible] طبع سهيل اكيڈمی لاهور.

وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب الامامة ص [illegible] طبع قديمي كتب خانه.

اور وہ شخص امامت کے لائق نہیں جب تک توبہ نہ کرے(1)۔ کما فی الدر المختار(2) ویکرہ امامة عبد ... وفاسق. وفی رد المحتار (قوله فاسق) من الفسق وهو الخروج عن الاستقامة ولعل المراد به من يرتكب الكبائر(3) الخ بل مشى في شرح المنية على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم(4) وفي الكبيري للحلبي قدموا فاسقا ياثمون بناء على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم(5). علامہ شامی نے فاسق کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہونے اور فاسق کو امام بنانے کی حرمت کی دلیل میں لکھا ہے کہ فاسق از روئے احادیث واجب الاہانت ہے اور اس کو امام بنانے میں اس کی تعظیم ہے۔ اسی طرح امام بنانا اس کو حرام ہوا۔ عبارت حسب ذیل ہے: اما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بانه لا يهتم لامر دينه وبان في تقديمه للامامة تعظيمه وقد وجب عليهم اهانته شرعا الخ(6) واللہ اعلم

---

(1) وانی لغفار لمن تاب وآمن وعمل صالحا ثم اهتدی سورۃ طٰہٰ آیت: ۸۲ پ: ۱۶۔
وعن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم التائب من الذنب كمن لا ذنب له مشكوة المصابيح باب التوبة والاستغفار ص ۲۰۶ قديمی كتب خانه
وكذا في ابن ماجه باب ذكر التوبة والاستغفار ص: ۳۲۳ ایچ ایم سعید کراچی.
(2) الدر المختار كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵۵۹ طبع ایچ ایم سعید کراچی
وكذا في الخلاصة كتاب الصلوة الفصل الخامس عشر في الامامة والاقتداء ۱/۱۴۵ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه. وكذا في البناية على شرح الهداية كتاب الصلوة باب الامامة ۲/۳۳۲،۳۳۳ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان.
(3) (شامی) كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵۶۰ طبع ایچ ایم سعید.
وكذا في تفسير روح المعاني سورة البقرة آية ۲۶ ۱/۲۸۴ طبع دار احياء التراث العربي.
وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب الامامة ص: ۳۰۳ طبع كتب قديمی خانه.
(4) شامی كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵۶۰ طبع ایچ ایم سعید کراچی.
وكذا في حلبي كبير، كتاب الصلوة باب الامامة ص: ۵۱۳ طبع سهيل اكيڈمی لاهور.
وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب الامامة ص: ۳۰۳ طبع كتب قديمی خانه.
(5) وكذا في حلبي كبير، كتاب الصلوة باب الامامة ص: ۵۱۳ طبع سعيدی كتب خانه.
(6) شامی كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵۶۰ طبع ایچ ایم سعید کراچی.
وكذا في حلبي كبير، كتاب الصلوة باب الامامة ص: ۵۱۳ طبع سعيدی كتب خانه. وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب الامامة ص: ۳۰۳ طبع كتب قديمی خانه.

بغیر نکاح کے عورت رکھنے والے سے تعلقات رکھنے والے کے پیچھے نماز کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک آدمی نے بے نکاح عورت رکھی ہے اور وہ لڑکے بھی ہو گئے ہیں جس حال کو عرصہ سے زیادہ ہو چکا ہے اور ایک حافظ امام مسجد اس کے ساتھ تعلقات رکھتا ہے تو اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔

جواب

ایسے شخص کے ساتھ تعلقات رکھنا اور اس کے ساتھ خورد و نوش اور اختلاط کرنا درست نہیں لہٰذا امام مسجد کو چاہیے کہ اس سے تعلقات اور خورد و نوش ختم کر دے (۱) پھر اس کی امامت درست ہے (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

(۱) لما في مرقاة المفاتيح قال: أجمع العلماء على أن من خاف من مكالمة أحد وصلته ما يفسد عليه دينه أو يدخل مضرة في دنياه يجوز له مجانبته وبعده ورب صرم جميل خير من مخالطة تؤذيه على هجرة أهل الأهواء والبدع واجبة على مر الأوقات ما لم يظهر منه التوبة والرجوع إلى الحق. كتاب الآداب، باب ما ينهى عنه من التهاجر والتقاطع واتباع العورات، الفصل الأول ۹/ ۲۲۰، ۲۲۴ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان۔

وكذا في أوجز المسالك إلى موطأ إمام مالك، كتاب الجامع، ما جاء في المهاجرة ۱۴/ ۱۶۷ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان۔

وكذا في فتح الباري شرح صحيح البخاري، كتاب الأدب، باب الهجرة ۱۲/ ۲۲۱ طبع دار الفكر المعاصر بيروت لبنان۔

(۲) والأحق بالإمامة تقديما بل نصبا مجمع الأنهر (الأعلم بأحكام الصلوة) فقط صحة وفسادا بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة. كتاب الصلوة، باب الإمامة ۱/ ۵۵۷ طبع ایچ ایم سعید کراچی۔

وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلوة، باب الإمامة ص ۳۰۳ طبع قديمي كتب خانه۔

وكذا في حلبي كبير، كتاب الصلوة، باب الإمامة ص ۵۱۰ طبع [illegible] كتب خانه۔

جوان بیٹی کو گھر بٹھائے رکھنے والے امام کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ ایک امام مسجد کی بالغ جوان لڑکی گھر بیٹھی ہے باوجود سمجھانے اور تاکید کرنے کے وہ کسی سے نکاح نہیں کراتا تو کیا ایسے امام کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

نماز اس کے پیچھے صحیح ہے لیکن باوجود اچھا موقعہ کفو میں ملنے کے اپنی دختر کا نکاح نہ کرنا برا ہے[1] ایسا نہ کرنا چاہیے ارشاد ربانی ہے۔ وانکحوا الایامی[2] منکم۔ فقط واللہ اعلم

غیر شادی شدہ، حقہ پینے والے کی امامت کا حکم

﴿س﴾

ایک شخص عالم ہے اور درس نظامی کا فاضل ہے اور بظاہر اس میں کوئی بات خلاف شرع نہیں پائی جاتی۔ البتہ وہ غیر شادی شدہ ہے اور حقہ پینے کا عادی ہے تو ایسے شخص کی امامت جائز ہے یا نہیں۔ تحریر فرما دیں کہ شادی شدہ ہونا امامت کی ان شرائط میں سے ہے جس کے بغیر امامت نہیں ہو سکتی۔ نیز واضح کریں کہ شریعت کی رو سے حقہ پینا کیسا ہے۔

﴿ج﴾

غیر شادی شدہ ہونا مانع امامت نہیں البتہ حقہ، سگریٹ و دیگر منشیات استعمال کرنے والے امام کے پیچھے

---

(۱) وعنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا خطب إليكم من ترضون دينه وخلقه فزوجوه إن لا تفعلوه تكن فتنة في الأرض وفساد عريض. كتاب النكاح الفصل الثاني ص: ۲۶۷ طبع قديمي كتب خانه. وكذا في جامع الترمذي كتاب النكاح باب ما جاء في النهي عن التبتل ص: ۲۰۷ طبع ايچ ايم سعيد كمپني.

(۲) سورة النور آية ۳۲ پاره ۱۸.

نماز مکروہ ہے۔(۱) فقط واللہ اعلم۔

بچی کو خاوند کے گھر نہ بھیجنے والے کی امامت کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کہ ایک امام مسجد نے اپنی لڑکی [illegible] پانچ سال سے ناجائز طور پر خاوند کے گھر [illegible] [illegible] کیا ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے [illegible]

جواب

اگر واقعی اس شخص نے اپنی بچی کو خاوند کے گھر جانے سے روک رکھا ہے تو یہ شخص [illegible] ہوگا اور اس کی امامت مکروہ ہوگی۔(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسلم شریعت پر عمل نہ کرنے والے کی بنائی ہوئی مسجد میں امامت کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کہ ایک شخص نے مسجد [illegible] ایک [illegible]

---

(۱) ويكره إمامة عبد وفاسق (الدر المختار) كتاب الصلوة باب الإمامة ١/٥٥٩ طبع ايچ ايم سعيد كراچي. وكذا في خلاصة الفتاوى كتاب الصلوة الفصل الخامس عشر في الإمامة والاقتداء ١/١٤٥ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه. وكذا في البناية على شرح الهداية كتاب الصلوة باب الإمامة ٢/٣٣٢، ٣٣٣ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان.

(۲) ويكره إمامة عبد ... وفاسق (الدر المختار) الفسق من الفسق وهو خروج عن الاستقامة (رد المحتار) كتاب الصلوة باب الإمامة ١/٥٥٩، ٥٦٠ طبع ايچ ايم سعيد كراچي.
ومثله في خلاصة الفتاوى كتاب الصلوة الفصل الخامس عشر في الإمامة والاقتداء ١/١٤٥ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه. ومثله في البناية على شرح الهداية كتاب الصلوة باب الإمامة ٢/٣٣٢، ٣٣٣ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان.

مسجد حوالے۔ مسئلہ شرعی پر ایسا شخص نے یہ نئی جو اخلاق سے ... ہے۔ مجد دیں، مطالبہ کرنے کا ارادہ کیا تو مولوی صاحب سے پوچھنے کے بعد اس نے بغیر حلالہ کے نکاح کرلیا کیا اس مسجد میں کوئی مولوی صاحب مستقل امام رہ کر امامت کرا سکتے ہیں یا نہیں۔ اور محلہ والے اس مسجد میں بغیر ... کے مسجد ہونے کی نیت سے نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں۔

الجواب

اگر اس شخص نے یہ مسجد قربت کی نیت سے بنائی ہے اور نماز کے لیے وقف کردی ہے(۱) تو اس میں نماز صحیح ہے اور جس نے مطلقہ ثلاثہ کے ساتھ بغیر حلالہ کے نکاح کیا ہے(۲) اس کو سمجھایا جائے، اگر وہ باز نہیں آتا تو اس سے قطع تعلق کیا جائے(۳)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

(۱) حتى إنه بنى مسجداً وأذن للناس بالصلاة فيه جماعة فإنه يصير مسجداً. (شامي، كتاب الوقف، مطلب في أحكام المسجد: [illegible]، طبع ايج ايم سعيد كراچي)

وكذا في منحة الخالق على البحر الرائق، كتاب الوقف، فصل في أحكام المسجد: [illegible]، طبع مكتبه رشيديه كوئٹه

وكذا في الجوهرة النيرة، كتاب الوقف: [illegible]، طبع مير محمد كتب خانه

(۲) قال الله تعالى: ﴿فإن طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجاً غيره﴾ (سورة البقرة: ۲۳۰، پاره: ۲)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة ... لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها ثم يطلقها أو يموت عنها. (الهداية، باب الرجعة: [illegible]، طبع رحمانيه لاهور) وكذا في الدر المختار، باب الرجعة: [illegible]، طبع سعيد كراچي

وكذا في الهندية، الباب السادس في الرجعة: ۱/۴۷۳، طبع رشيديه كوئٹه

(۳) فإن هجرة أهل الأهواء والبدع واجبة على مر الأوقات ما لم يظهر منه التوبة والرجوع إلى الحق. (مرقاة المصابيح، كتاب الآداب، باب ما ينهى عنه من التهاجر والتقاطع واتباع العورات، الفصل الأول: [illegible]، طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان)

وكذا في أوجز المسالك إلى موطأ إمام مالك، كتاب الجامع، ما جاء في المهاجرة: [illegible]، طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان

وكذا في منح الباري شرح صحيح البخاري، كتاب الآداب، باب الهجرة: [illegible]، طبع دار الفكر المعاصر بيروت لبنان

جس کے اہل خانہ کا چال چلن درست نہ ہو اس کی امامت کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص جو ایک گاؤں کی مسجد میں خطیب مقرر تھا۔ اس کی بیوی اور لڑکیوں کا چال چلن نہایت خراب ہے، اور کیا اور باوجود منع کرنے کے اس سے وہ شخص ان معاملات میں واقعی طور پر کوئی بندوبست نہ کر سکا۔ بلکہ تمام دنیا کرنے والے تین لڑکوں کی وجہ سے اپنا اہل کرانے کی کوشش کرنے لگا۔ اندریں صورت اس کو مسجد سے علیحدہ کیا گیا۔ لیکن پھر وہ باہر کے لوگ اس کو دوبارہ مسجد میں لے آئے ہیں اور خطیب مقرر کرنے پر مصر ہیں۔ چونکہ وہ مقتدیوں میں تقسیم ہو چکا ہے۔ حالات ابھی کشیدہ ہیں ان کا چال چلن ویسے ہی خراب ہے۔ کیا ان حالات میں اس کو خطیب مقرر کر سکتے ہیں یا مسجد میں اس کی رہائش کا بندوبست کر سکتے ہیں۔

جواب

بشرط صحت سوال اگر واقعی یہ شخص اپنی بیوی اور بچیوں کے خراب چال چلن پر راضی ہے اور اس سے چشم پوشی کرتا ہے تو اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ کیونکہ بیوی کے خراب چلن سے چشم پوشی کرنے والے کو دیوث کہا جاتا ہے[۱] اور اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ ویکرہ امامۃ عبد الخ وفاسق[۲] بل مشی فی شرح المنیۃ علی ان کراہۃ تقدیمہ کراہۃ تحریم[۳]۔ فقط واللہ اعلم

---

۱) كما في الدر المختار هو من لا يغار على امرأته او محرمه كتاب الحدود باب التعزير ۴: ۷۰ طبع ايچ ايم سعيد كراچی
وكذا في البحر الرائق كتاب الحدود باب حد القذف ۵: ۷۶ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه
وكذا في تبيين الحقائق كتاب الحدود باب حد القذف ۳/ ۶۳۵ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان.
۲) ويكره تنزيهاً (امامة عبد) ... وفاسق الدر المختار كتاب الصلوة باب الامامة ۱: ۵۵۹ طبع ايچ ايم سعيد كراچی.
وكذا في خلاصة الفتاوى كتاب الصلوة الفصل الخامس عشر في الامامة والاقتداء ۱/ ۱۴۵ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه، وكذا في البناية على شرح الهداية كتاب الصلوة باب الامامة ۲/ ۳۳۲، ۳۳۳ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان
۳) بل مشى في شرح المنية على أن كراهة تقديمه (الفاسق) كراهة تحريم (الشامي كتاب الصلوة باب الامامة ص: ۵۶۰ طبع ايچ ايم سعيد.
وكذا في حلبي كبير كتاب الصلوة باب الامامة ص: ۵۱۳ طبع سعيدى كتب خانه وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب الامامة ص: ۳۰۳ طبع قديمی كتب خانه

جوان لڑکی کو بیاہنے میں تاخیر کرنے والے کی امامت کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسائل کہ:

(۱) ایک ہمارے چک کے امام مسجد جن کی صاحبزادی عرصہ تقریباً چھ سال سے جوان ہے لیکن انھوں نے اس کا اب تک رشتہ کہیں نہیں کیا۔ جب بھی ان سے اس کی شادی کرنے کے متعلق پوچھا گیا تو انھوں نے ہمیشہ اچھے اور مناسب رشتہ نہ ہونے کا بہانہ کیا۔ آخرکار چند احباب نے ایک اچھے مناسب رشتے کا گھر بتلایا تو جناب امام مسجد نے ایک بڑا عذر تلاش کیا کہ میرے دو لڑکے جوان ہیں ان کے لیے وہ رشتے دیں لیکن جب ان کی یہ شرط پوری ہونے کی توقع ہوئی تو انھوں نے ایک اور بہانہ ڈھونڈ نکالا کہ لڑکی کا اچھا تعلیم یافتہ اور خاصی جائیداد کا ہونا ضروری ہے۔ چنانچہ آج جب کہ لڑکی کو بالغ ہوئے ساتواں سال گزر رہا ہے ایسے حالات میں آیا شرعی طور پر بزعم خود ایک مناسب اور اچھے رشتہ کی تلاش میں بالغ لڑکی کو اتنا عرصہ بٹھانے کی اجازت ہے۔ آیا ایسے امام مسجد کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے۔ یعنی وہ امامت کے فرائض سرانجام دے سکتے ہیں۔ نیز شرعی طور پر وٹے سٹے کے رشتہ کا کیا حکم ہے جب ابتدا میں یہ شرط رکھی گئی ہو کہ اگر آپ رشتہ دیں گے تو میں رشتہ دوں گا۔

(۲) ہمارے امام مسجد فال نامہ لکھتے ہیں اور غیب کی خبریں بتاتے ہیں کہ جناب یہ فلاں مصیبت آنے والی ہے تمھارے گھر میں لڑکا پیدا ہوگا یا لڑکی اس لڑکی کے فلاں لڑکے کے ساتھ ناجائز تعلقات ہیں نیز غریب مخلوق خدا سے یہ بہانہ کر کے روپیہ بٹورتے ہیں کہ جنات نے دو صد روپیہ مانگا ہے۔ اگر آپ دیدیں گے تو آپ کا رشتہ فلاں لڑکی سے ہو جائے گا۔ نیز اس کے پاس ایک جادو کی کتاب بھی ہے جب ان سے سوال کیا گیا کہ جناب جادو کرنا جائز نہیں تو جواباً فرمانے لگے کہ جادو سے جادو کا اثر دور کرنے کی اجازت ہے۔ نیز ادویات، عشر دعوت وغیرہ پڑھ کر کے ان سے دولت لوٹ رہے ہیں۔ حالانکہ وہ کوئی ڈاکٹر و حکیم نہیں ہے۔ آیا شرعی طور پر مندرجہ بالا افعال کا کوئی جواز ہے۔

(۳) کیا سود پر رقم لینا کسی صورت میں جائز ہے۔ مثال کے طور پر کوئی آدمی کسی غریب کو ایک صد روپیہ ادھار دینے کے لیے تیار نہیں ہے۔ اگر وہ ادھار دیتا ہے تو ایک گائے جس کی موجودہ قیمت اندازاً ۱۰۰ روپے یا ۹۰ روپے ہے اور وہ اس غریب کو ۲۰۰ روپے میں ادھار دے دیتا ہے۔ وہ بیچارا مرتا کیا نہ کرتا یا بمجبوری سے اپنی ضرورت جائز پوری کرنے کے لیے لیتا ہے اور چھ ماہ کے بعد سو روپیہ کی بجائے اس غریب کو دو صد روپیہ ادا کرنے پڑتے ہیں۔ اب جب کہ بینک ایک سو روپیہ مثلاً عرصہ چھ ماہ کے بعد صرف پانچ روپیہ سود لیتا ہے اور چھ ماہ کے بعد اسے اپنی ضرورت پوری کرنے کے بعد سو روپیہ کی بجائے ایک سو

پانچ دس روپے ادا کرتے پڑتے ہیں۔ جب کہ گائے کے سودے میں اس گائے کو فروخت کر کے سو کی بجائے دو سو روپے ادا کرنے پڑے تو چندے سے قرض لینے میں اسے تقریباً پچانوے روپے کے بوجھ سے نجات ملی۔ حالانکہ ایسی گائے والی بیع بھی شرعی طور پر حرام ہے۔

(۴) یہ کہ چندہ دینا بذات خود جائز ہے۔ بحیثیت ایک ذمہ دار شخص کے چندہ پر امام مسجد کی مندرجہ بالا کمزوریوں کے گناہ کا بوجھ تو نہیں ہے۔ جب کہ عوام الناس چندہ کو اس گناہ میں برابر کا شریک ٹھہراتے ہیں۔ نیز اگر واقعی ان کے امام مسجد رکھنے میں چندہ گناہ میں برابر کا شریک ہے تو از راہ کرم جلد از جلد مطلع فرماویں تاکہ چندہ اس گناہ سے نجات پاسکے۔ نیز عوام الناس میں ایسے امام صاحب کے پیچھے نماز باجماعت پڑھنے میں نماز کے نہ ہونے کا جو چرچا ہے اسے دور کیا جاسکے۔

الجواب

(۱) اس امام کے پیچھے نماز جائز ہے[1]۔ (۲) بشرط صحت سوال ایسے شخص کی امامت مکروہ ہے[2]۔ (۳) سود پر رقم لینا جائز نہیں[3]۔ (۴) اگر واقعی امام خلاف شرع امور کا مرتکب ہوتا ہو تو اس کو امامت سے

---

۱) لما في الدر المختار (والاحق بالامامة تقديماً بل نصباً مجمع الانهر (الاعلم باحكام الصلوة) فقط صحة وفساداً بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة كتاب الصلوة باب الإمامة ۱/ ۵۵۷ طبع ايچ ايم سعيد كراچی.

وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح فالاعلم باحكام الصلوة الحافظ ما به سنة القراءة ويجتنب الفواحش الظاهرة وإن كان غير متبحر في بقية العلوم كتاب الصلوة باب الامامة ص: ۲۹۹، ۳۰۰ طبع دار الكتب العلمية بيروت.

وكذا في حلبي كبير كتاب الصلوة باب الامامة ص: ۵۱۲ طبع سعيدى كتب خانه

۲) بل مشى في شرح المنية على أن كراهة تقديمه (الفاسق) كراهة تحريم الشامي كتاب الصلوة باب الامامة ص: ۱/ ۵۶۰ طبع ايچ ايم سعيد.

وكذا في حلبي كبير كتاب الصلوة باب الامامة ص: ۵۱۳ طبع سعيدى كتب خانه.

وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب الامامة ص: ۳۰۳ طبع قديمي كتب خانه.

۳) واحل الله البيع وحرم الربوا الأية سورة البقرة ۲۷۵ پاره ۳.

وعن جابر رضي الله عنه قال لعن الله آكل الربوا وموكله وكاتبه وشاهديه مشكوة المصابيح باب الربوا الفصل الاول ص: ۲۴۴ طبع قديمي كتب خانه (الاشباه والنظائر). ما حرم فعله حرم طلبه القاعدة الرابعة عشر ما حرم اخذه ص: ۱۵۵ قديمي كتب خانه.

ومثله في شرح المجلة رستم باز ماده: ۳۴، ۳۵ ماعران كتب خانه.

بتانا چاہیے اور نہ بتانا ترک فرض ہے کہ باوجود قدرت بتانے کے خاموش رہنا گناہ ہوگا(۱)۔ امام کے بارے میں پوری تحقیق کی جائے۔ بلا تحقیق اس کے خلاف کاروائی نہ کی جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبدالستار

۹ شعبان ۱۳۹۰ھ

امام مسجد کی بیوی اگر بے پردہ ہو تو امامت کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

امام مسجد کی بیوی اگر پردہ نہیں کرتی تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا ناجائز ہے۔ پردہ سے مراد یہ نہیں ہے کہ بیوی گھر کی چار دیواری میں بند رہے۔ بلکہ یہ کہ برقعہ کے بغیر بازار سے گذرتی ہے۔

جواب

عورتوں کا غیر محرم کو دیکھنا درست نہیں(۲) اور شوہر بیوی کا نگران ہے۔ ارشاد نبوی ہے: والرجل راع علی اھل بیتہ وھو مسئول عن رعیتہ(۳)۔ امام کو چاہیے کہ اپنی اہلیہ کو بے پردگی سے روکے

---

(۱) وهو فرض على الكفاية ويسع تاركه عذر ... مرقاة المفاتيح، كتاب الآداب باب الأمر بالمعروف ۹/۳۶۶ العلمية بيروت. وكذا في أحكام القرآن مولانا ظفر احمد عثماني وحصة العوني فيه ما ذكره الشيخ في بيان القرآن أن الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر واجب في الأمور الواجبة فعلاً أو تركاً على القادر عليهما شروط الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر ۲/۷۵ طبع إدارة القرآن كراچي.

وقل للمؤمنات يغضضن من أبصارهن الآية سورة النور آيت: ۳۱

(۲) وأما النوع السادس وهو الأجنبيات الحرائر فلا يحل النظر للأجنبي من الأجنبية الحرة كتاب الاستحسان النوع السادس بدائع الصنائع ۵/۱۲۱ طبع مكتبه رشيديه كوئٹہ.

وكذا في تبيين الحقائق كتاب الكراهية فصل في النظر واللمس ۷/۴۹ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان.

(۳) مشكوة المصابيح كتاب الإمارة ص: ۳۲۰ طبع قديمي كتب خانه.

وكذا في صحيح البخاري كتاب الأحكام باب قول الله أطيعوا الله وأطيعوا الرسول ۲/۱۰۵۷ طبع قديمي كتب خانه

منع کرنے کے بعد اگر وہ نہ مانے تو گناہ اس پر ہے (۱)۔ صورت مذکورہ میں الغرض بہر صورت اس کے پیچھے نماز درست ہے (۲)۔ ولا تزر وازرة وزر اخری الآیة (۳)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم، ۲ شعبان ۱۳۹۰ھ

جھگڑالو اور درشت گفتار شخص کی امامت کا حکم

سوال:

حضرات علمائے دین و مفتیان شرع متین حسب ذیل مسئلہ کے متعلق کیا حکم فرماتے ہیں کہ باپ اور بیٹا دونوں ایک مسجد کی امامت کرتے ہیں اور ان دونوں کا یہ کردار ہے کہ زیادتی بات پر وقت بے وقت لوگوں سے ناراض ہو کر اپنی بیوی کو چھوڑ دیتے ہیں اور لڑکی کے جہیز کو ان کے ساتھ بیچ دیتے ہیں۔ ان کو تنگ کرتے ہیں اور تو اور مار پیٹ کرتے ہیں بلکہ لڑکا تو بیہودہ باتیں اپنی بیوی کو گندی گالیاں دیتا ہے اور بیٹی کو بھی ... جب کہتا ہے تو کہتا ہے کہ میری لڑکی ہے اور بیٹی بھی ... جب والدین سے لڑتا ہے تو کسی کا لحاظ نہیں کرتا اور کسی کو برا بھلا کہتا ہے۔ جب کوئی اس سے تعلق کا بیان کرتا ہے اور محبت اور رحمت بہت ہے۔ یہ اور نمازی لوگ ان پر راضی نہیں ہیں اور جو کہا جاتا ہے جھگڑتا ہے بلکہ ان پر خواہشات کی ہیں۔ وہ ایسی باتیں ان میں کوئی نہیں ہیں۔ ان میں صفت یا عیب نہیں کہ ان میں یہ بات صرف زیادتی معمولی نہ پیٹ لی اور جو گالیاں دیں اور اپنی بیوی کو ناحق بے عزت کرتے چلے گئے ان کی امامت میں ان کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا

---

(۱) من عمل صالحا فلنفسه ومن أساء فعليها الآية سورة الجاثية آية ۱۵۔

(۲) تنویر الابصار مع الدر المختار: والاحق بالامامة تقديما بل نصبا مجمع الانهر (الاعلم باحكام الصلوة فقط صحة وفسادا بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة) كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵۵۷ طبع ایچ ایم سعید کراچی۔

وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب الامامة ص ۲۹۹ طبع قدیمی کتب خانہ۔

وكذا في حلبي كبير كتاب الصلوة باب الامامة ص ۵۱۲ طبع سعیدی کتب خانہ۔

(۳) سورة فاطر آیت نمبر ۱۸ پارہ نمبر ۲۲

الجواب

اور جس غلطی اور گناہوں سے معصوم تو نبی علیہم السلام ہیں[۱] باقی سب لوگ خطا کار ہیں، ضرورت اس بات کی ہے کہ اس باپ اور بیٹے کو سمجھایا جائے، نرمی اور سختی دونوں سے کام لیا جائے[۲]، اگر یہ حضرات اپنا رویہ نہ بدلیں تو امامت سے الگ کر دیں[۳]، وقتیہ وجہ اولیٰ ہے تحقیق کی ضرورت ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حبیب احمد عفا اللہ عنہ

وعدہ کی بدعہدی کے سبب بچی کو رخصت نہ کرنے والے کی امامت کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے عمر کو اس معاہدہ پر اپنی لڑکی کا نکاح کر دیا کہ عمرو شریعت شریف کے مطابق زندگی بسر کرے گا، عمر نے نکاح کے بعد اور رخصتی سے پہلے عمرو سے ایسے قبیح افعال سرزد ہوئے جو کہ خلاف شریعت ہیں، مثلاً جوا، بازی، نیز مشاہدہ کے تحت آیا ہے کہ اتنا وغیرہ، کہ لڑکی کے بالغ ہونے کے بعد... ان حالات کے پیش نظر زید اپنی لڑکی کی رخصتی نہیں کرتا، لہٰذا کیا شریعت کے مطابق عمرو کا امام بننا اور آپ کا نکاح کے تحت جو معاہدہ ہوا ہے آپ اس پر کاربند نہیں ہے، آپ کی زبانی معاہدے غیر معتبر ہیں، لہٰذا اس معاہدہ کو تحریری شکل دی جائے اور تحریری جواب جو شریعت میں اس امر کے شاہد ہوں گی، مجھ کو اپنی لڑکی نہ دیں، یہ رخصت کرنے کے لیے تیار ہوں گے، کیا زید نے اس بات کو تسلیم نہیں کیا اور بیٹی کا باپ کہہ کر چلا گیا، کیا اس وقت سے عمر چلا گیا تاجر ہے

(۱) وليس فيه بوصفه الأكثر والأنبياء عليهم الصلوة والسلام كلهم منزهون عن الصغائر والكبائر والكفر والقبائح (ص: ۱۲۶، دار شعائر الإسلامية).

(۲) ادع إلى سبيل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة وجادلهم بالتي هي أحسن الآية سورة النحل: ۱۲۵.

(۳) وفي الدر المختار مع رد المحتار ويكره تحريماً تقديم الفاسق لأنه لا يهتم لأمر دينه وإن أمكن الصلاة خلف غيره (كتاب الصلاة باب الإمامة ۱/۵۶۰ طبع ايچ ايم سعيد).

وكذا في البحر الرائق فلا يجعل عزل القاضي لصاحب الوظيفة بغير جنحة وعدم أهلية ولم يصح لم (كتاب الوقف ۵/۲۳۸ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه).

سے زید مولوی تو ہیں نہیں البتہ دینی اور دنیوی امور دینے کے لیے تیار ہے، ایسی صورت میں زید کی اپنی لڑکی کا (جو ایک سال سے بالغ ہو چکی ہے) کا نکاح عمرو مذکور سے کر بھی نہیں پاتا تو کیا جب کہ زید کی مسجد کا امام ہو اس کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں، زید کے لڑکے مذکور کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے یا ناجائز، جب کہ مذکورہ لڑکی اس معاملہ میں اپنے والد زید کا مدد و معاون ہے، کیا زید کے گھر کا کھانا حلال ہے یا حرام، بینوا توجروا۔

﴿ج﴾

زید اور مذکورہ دونوں کے پیچھے نماز پڑھنی مکروہ ہے[1] اور ان کے گھر کا کھانا بھی حلال ہے[2]، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مطلقہ کی عدت گزرنے سے قبل نکاح کرا دینے والے کی امامت کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ودرین مسئلہ کہ زید نے کسی عورت کا نکاح پڑھا بعد میں معلوم ہوا کہ زید نے قبل از عدت مطلقہ نکاح پڑھا اور یہ زنا ہو گیا کیونکہ قبل از عدت شرعاً نکاح نہیں ہوتا تو زید نے اللہ تعالیٰ اور شریعت سے اپنے ایمان پر معافی مانگ لی ہے کہ مجھے اس کی عدت کے گزرنے کے بارے میں بالکل معلوم نہ تھا اور لڑکی والوں نے عدت کے بارے میں مجھ سے جھوٹ بول کر غلطی کی اور بے خبری سے نکاح پڑھا جس میں مجھے نہ اس وقت اور نہ اب۔ یہ کوئی علم تھا۔ میں حلفاً کہتا ہوں کہ میں نے عمداً نکاح نہیں پڑھا بلکہ غلطی سے اور بے خبری سے نکاح ہو گیا میں اللہ تعالیٰ سے معافی کا طالب ہوں اللہ معاف فرمائے، لہٰذا اب

---

(۱) في الدر المختار (والأحق بالإمامة) تقديما بل نصبا مجمع الأنهر (الأعلم بأحكام الصلوة) فقط صحة وفسادا بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة الخ كتاب الصلوة باب الإمامة ۱/۵۵۷ طبع ایچ ایم سعید کراچی. وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب الإمامة ص ۲۹۹، ۳۰۰ طبع دار الكتب العلمية بيروت.

وكذا في حلبي كبير كتاب الصلوة باب الإمامة ص ۵۱۴ طبع سعيدي كتب خانه.

(۲) كما في مشكوة المصابيح عن المسلم … وإجابة الدعوة ص ۱۳۳ طبع قديمي كتب خانه.

وكذا في الهندية وهو يدعي … إلى ذلك كتاب الكراهية الباب الثاني عشر في الهدايا ص ۳۴۳ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه.

نیز اور نکاح میں جو لوگ خود شامل ہوئے ہیں ان پر شرعی حد کیا وارد ہو سکتی ہے اور جنہوں نے جو نمازیں پڑھی ہیں ان کو قضا کرنا لازم ہے یا نہ۔

جواب

صورت مسئولہ میں اگر واقعی لاعلمی اور غلطی سے مطلقہ کا عدت کے اندر نکاح خواں مولوی صاحب نے نکاح کیا ہے اور جو مومنین اس میں شریک ہوئے ہیں اور بعد میں نکاح خواں مولوی لاعلمی کی وجہ سے غلطی ہونے کا اعتراف کرتے ہوئے تائب ہو گیا ہے اور اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کی ہے تو اس صورت میں نکاح خواں مولوی صاحب کے پیچھے بلاشبہ نماز پڑھنا درست و صحیح ہے اور اگر اس میں کوئی اور موجب فسق شرعی نہ ہو اور یہ صاحب حق ہے تو وہ بلاشبہ امامت کر سکتا ہے[1] اور اس کے پیچھے نماز درست ہے اور جو نمازیں اس کے پیچھے پڑھی گئی ہیں وہ بھی صحیح ہیں، ان کی بھی کوئی قضا لازم نہیں[2]۔ البتہ عدت کے اندر جو نکاح کیا گیا ہے وہ نکاح نہیں ہوا[3]۔ وہ بالکل باطل شرعاً کالعدم ہے جس کو ختم کرنے کے بعد اگر مرد و عورت راضی ہوں تو عدت مکمل ہونے کے بعد نکاح کر سکتے ہیں یا دوسری جگہ جا سکتی ہے عدت کے اندر کیے ہوئے کا کوئی اعتبار نہیں اور فصل

---

(۱) الدر المختار: (والأحق بالإمامة) تقديماً بل نصباً مجمع الأنهر (الأعلم بأحكام الصلاة) فقط صحة وفساداً بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة الخ كتاب الصلوة باب الإمامة ۱/۵۵۷ طبع ایچ ایم سعید کراچی۔ وکذا في حلبي كبير كتاب الصلوة باب الإمامة ص: ۵۱۳ طبع سعیدی کتب خانہ۔

(۲) وفي النهر عن المحيط صلى خلف فاسق أو مبتدع نال فضل الجماعة أفاد أن الصلاة خلفهما أولى من الانفراد لكن لا ينال كما ينال خلف تقي ورع الدر المختار كتاب الصلاة باب الإمامة ۱/۵۶۲ طبع ایچ ایم سعید کراچی۔

وكذا في حلبي كبير كتاب الصلوة باب الإمامة ص: ۵۱۴ طبع سعیدی کتب خانہ۔

وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب الإمامة ص: ۳۰۳ طبع قدیمی کتب خانہ

لما في قوله تعالى: وإني لغفار لمن تاب وآمن وعمل صالحاً ثم اهتدى سورة طه آيت: ۸۲ پارہ ۱۶۔

مشکوٰۃ المصابیح التائب من الذنب كمن لا ذنب له باب التوبة والاستغفار قدیمی کتب خانہ۔

وكذا في ابن ماجه باب ذكر التوبة والاستغفار ص: ۳۲۳ ایچ ایم سعید کراچی

(۳) كما في البحر الرائق أما نكاح منكوحة الغير ومعتدته فالدخول فيه لا يوجب العدة إن علم أنها للغير لأنه لم يقل أحد بجوازه فلم ينعقد أصلاً كتاب الطلاق باب العدة ۴/۱۴۶ طبع سعید کراچی

وكذا في رد المحتار كتاب النكاح باب المهر مطلب في النكاح الفاسد ۳/۱۳۲ طبع ایچ ایم سعید کراچی۔

وكذا في بدائع الصنائع كتاب الطلاق فصل في أحكام العدة ۳/۳۲۳ طبع مكتبه رشیدیه کوئٹہ۔

نیز نکاح خواں اور دوسرے لوگ جو نکاح میں شامل تھے شریک ہوئے ہیں ان پر شرعاً کوئی حد نہیں [۱]۔ ان کے پیچھے نماز بھی درست ہے اور امامت کروا سکتا ہے [۲] اور جو اس کے پیچھے نمازیں پڑھی گئی ہیں ان کی قضا بھی کرنی لازم نہیں [۳]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بچی کی رخصتی نہ کرنے والے کی امامت کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ مولوی محمد رمضان نے اپنی بھتیجی بشیرہ صاحبہ کا نکاح کر دیا تھا جس کو عرصہ تقریباً تیس سال کا گزر چکا ہے اور لڑکی کو بالغ ہوئے بھی تقریباً عرصہ چودہ سال کا گزر چکا ہے لیکن مولوی صاحب اب تک اپنی بھتیجی صاحبہ کی شادی (رخصتی) نہیں کرتا حالانکہ پیش امام مسجد بھی ہے لہٰذا التماس ہے کہ کیا مولوی امامت کے قابل ہے یا کہ نہیں کیونکہ مولوی صاحب کے ذمہ یہ کبیرہ گناہ ہے اور ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے یا کہ نہیں اس مسئلہ کا مفصل جواب تحریر فرما دیں آپ کا نہایت مشکور ہوں گا۔

---

(۱) عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه قال عفوت عن امتي الخطاء والنسيان وما استكرهوا عليه. بدائع الصنائع كتاب الاكراه فصل واما بيان حكم ما يقع عليه الاكراه ۷/۱۸۰ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه

(۲) الدر المختار (والأحق بالامامة) تقديماً بل نصباً مجمع الانهر (الاعلم بأحكام الصلوة) فقط صحة وفساداً بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة. الخ كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵۵۷ طبع ايچ ايم سعيد كراچي.
وكذا في حلبي كبير كتاب الصلوة باب الامامة ص: ۵۱۲ طبع سعيدي كتب خانه.
وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب الامامة ص: ۲۹۹، ۳۰۰ طبع قديمي كتب خانه.

(۳) وفي النهر عن المحيط صلى خلف فاسق او مبتدع نال فضل الجماعة افاد أن الصلوة خلفهما أولى من الانفراد لكن لا ينال كما ينال خلف تقي ورع الدر المختار كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵۶۲ طبع ايچ ايم سعيد كراچي.
وكذا في حلبي كبير كتاب الصلوة باب الامامة ص: ۵۱۴ طبع سعيدي كتب خانه.
وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب الامامة ص: ۳۰۳ طبع قديمي كتب خانه.

﴿ج﴾

مشکوۃ شریف میں حضرت ابو سعید اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من ولد له ولد فليحسن اسمه وادبه واذا بلغ فليزوجه فان بلغ ولم يزوجه فاصاب اثما فانما اثمه على ابيه اور دوسری روایت میں حضرت عمر بن الخطاب اور انس بن مالک رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا توراۃ میں لکھا ہوا ہے کہ جس کی دختر بارہ سال کی ہو گئی اور اس نے اس کا نکاح نہ کیا پس وہ کسی گناہ کو پہنچی تو وہ گناہ اس کے باپ پر ہے[1]۔ ان احادیث سے معلوم ہوا کہ لڑکی جب بالغ ہو جائے اور نکاح کا مناسب موقع ملے تو ضروری ہے کہ اس کے عقد میں دیر نہ کرے، اور ایسا ارادہ رکھنا کہ جب تک اس کا نکاح نہ کروں گا برا ہے اور خلاف حکم خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے[2]۔ امام صاحب کا نکاح ہو چکا ہے تو اب رخصتی میں تاخیر کرنا اور بھی زیادہ بات بری ہے کہ اس ارادے سے باز رہنا اور رخصتی کر دے۔ امام صاحب کو زیادہ احکام شریعت کا خیال رکھنا چاہیے اور بد خیالی سے توبہ کرنی چاہیے، اس کے بعد ان کے پیچھے نماز صحیح ہے[3]۔
فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

(1) مشكوة المصابيح كتاب النكاح باب الولي في النكاح الفصل الثالث ص: ٢٧١ طبع قديمي كتب خانه. عن عمر رضي الله عنه وانس بن مالك رضي الله عنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال في التوراة مكتوب من بلغت ابنته اثنتي عشرة سنة ولم يزوجها فاصابت اثما فاثم ذلك عليه. مشكوة المصابيح باب الولي في النكاح ص: ٢٧١ طبع قديمي كتب خانه.
وكذا في رد المحتار كتاب النكاح مطلب كثيرا ما يتساهل في اطلاق المستحب على السنة ٣/٦ طبع ايچ ايم سعيد كراچي.
(2) وانكحوا الايامى منكم والصالحين من عبادكم الآية سورة النور ٣٢. مشكوة المصابيح وعنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا خطب اليكم من ترضون دينه وخلقه فزوجوه الا تفعلوه تكن فتنة في الارض وفساد عريض كتاب النكاح الفصل الثاني ص: ٢٦٧ طبع قديمي كتب خانه
وكذا في جامع الترمذي كتاب النكاح باب ما جاء في النهي عن التبتل ص: ٢٠٧ طبع ايچ ايم سعيد كمپني.
(3) واني لغفار لمن تاب وآمن وعمل صالحا ثم اهتدى سورة طه آيت ٨٢ پاره ١٦
مشكوة المصابيح وعن عبدالله رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم التائب من الذنب كمن لا ذنب له باب التوبة والاستغفار ص: ٢٠٦ قديمي كتب خانه
وكذا في ابن ماجه باب ذكر التوبة والاستغفار ص: ٣٢٣ طبع ايچ ايم سعيد كراچي.

ایسے شخص کو جو لڑکی بالغہ کو اپنے شاگرد کے پاس جانے سے مانع ہے امام نہیں بنانا چاہیے، اور معزولی ضروری ہے (۱)۔ واللہ اعلم

ایسے شخص کی امامت کا حکم جس کی بیوی سے اس کے داماد کے ناجائز تعلقات کا شبہ ہو

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک امام صاحب کی بیوی سے اس کے داماد کے ناجائز تعلقات کا شبہ ہے اور اس بنا پر اس کو اس کے گھر آنے جانے سے روک دیا گیا لیکن اس کے باوجود وہ اس کے گھر آتا جاتا ہے تو مقتدیوں نے اس بنا پر اس کو امامت سے ہٹا دیا تو وہ کہتا ہے کہ میں نے بیوی کو طلاق دی مجھے دوبارہ امام رکھو حالانکہ بیوی اب تک گھر میں موجود ہے۔

جواب

کسی نیک دیندار عالم کو امام مقرر کریں (۲)، ایسے شخص کو امام مقرر نہ کریں جس کی دیانت و تقوی پر عام نمازیوں کو اعتماد نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ

یکم محرم ۱۳۹۷ھ

---

(۱) وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لأمر دينه، وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه، وقد وجب عليهم إهانته شرعاً. (شامي) كتاب الصلوة، باب الإمامة ۱/۵۶۰ طبع ایچ ایم سعید کراچی

وكذا في حلبي كبير، كتاب الصلوة، باب الإمامة ص ۵۱۳ طبع سعیدی کتب خانه.

وكذا حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلوة، باب الإمامة ص ۳۰۳ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان.

(۲) وفي فتاوى الارشاد: يجب أن يكون إمام القوم في الصلوة أفضلهم في العلم والورع والتقوى والقراءة والحسب والنسب والجمال، على هذا إجماع الأمة. تاتارخانية، كتاب الصلوة، من هو أحق بالإمامة ۱/۶۰۰ طبع إدارة القرآن والعلوم

وكذا في الدر المختار، كتاب الصلوة، من هو أحق بالإمامة ۱/۵۵۷، ۵۵۸ طبع ایچ ایم سعید کراچی، وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلوة، باب الإمامة ۱/۶۰۹ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان.

ایسے شخص کی امامت کا حکم جو غلط قرآن پاک پڑھے اور اس کی بیوی بے پردہ پھرے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ امام قرآن مجید غلط پڑھتا ہے۔ کیا شرعاً نماز جائز ہے یا نہیں اور بیوی پیش امام صاحب کی بے پردگی کی صورت میں پھرتی ہے اور اس کی لڑکی کے دوسروں سے ناجائز تعلقات ہیں اور اس کو علم بھی ہے۔ بلکہ اس کو بار بار کہا ہے اور اس کو دکھایا گیا جس سے اس کی لڑکی کے تعلقات ہیں۔ بینوا توجروا۔

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال اگر امام واقعی قرآن غلط پڑھتا ہے اور مذکورہ امور پر چشم پوشی کرتا ہے اور باوجود قدرت کے ان کو روکتا نہیں تو اس کی امامت درست نہیں (1)۔ مسجد کی منتظمہ کمیٹی اور نمازی تحقیق کریں اگر واقعی امام مسجد میں یہ امور پائے جاتے ہیں تو اس کو امامت سے ہٹادیں (2)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۴ شوال ۱۳۹۹ھ

غلط سازشوں میں شرکت اور تعاون کرنے والے کی امامت کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے کہ زید ایک بزرگ سید

---

(1) ویکرہ ان یکون الامام فاسقا ویکرہ للرجال ان یصلوا خلف الفاسق تاتارخانیہ کتاب الصلوٰۃ من ھو أحق بالامامۃ ۱/۶۰۳ طبع ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیۃ
وکذا فی رد المحتار کتاب الصلوٰۃ باب الامامۃ ۱/۵۶۶ طبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ

(2) وأما الفاسق فقد عللوا کراھۃ تقدیمہ بأنہ لا یھتم لامر دینہ وبأن فی تقدیمہ للإمامۃ تعظیمہ وقد وجب علیھم إھانتہ شرعا (شامی) کتاب الصلوٰۃ باب الإمامۃ ۱/۵۶۰ طبع ایچ ایم سعید کراچی۔
وکذا فی حلبی کبیر کتاب الصلوٰۃ باب الامامۃ ص: ۵۱۳ طبع سعیدی کتب خانہ۔
وکذا حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح کتاب الصلوٰۃ باب الامامۃ ص ۳۰۳ طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان۔

اور مشہور پیر کا مرید ہے۔ پیر صاحب مرحوم نے اس بچے کا اچھا معاملہ یتیم کی طرح کی تھی۔ اس کی حفاظت کرتے رہے یہاں تک کہ اس کی شادی بھی پیر صاحب مرحوم نے اپنی رقم سے کی۔ پیر صاحب مرحوم کے بیٹے و پوتے ان کی زندگی میں ہی انتقال کر گئے۔ ان کی زندگی میں ہی ان کے مرحوم پوتے کی بیوہ نے ان کے شاطر مرید خالد سے نکاح کر لیا۔ پیر صاحب مرحوم کی نواسی پوتی کو جو اس بیوہ سے تھی اس کی نانی اور ماموں لے گئے اور اس کی پرورش انہوں نے کی۔ تھوڑے عرصے بعد لڑکی کی والدہ کا بھی انتقال ہو گیا۔ پیر صاحب کی پوتی بدستور نانی اور ماموں کے قبضے میں رہی۔ پیر صاحب مرحوم کے عرس کے موقع پر مریدین نے اپنے ایک آدمی کو بھیج کر پیر صاحب کی پوتی کو نانی و ماموں کے پاس سے بلا لیا اور بعد عرس عزت و حرمت کے ساتھ واپس نانی و ماموں کے پاس پہنچوا دیا۔ اس موقع پر پیر صاحب مرحوم کی پوتی کے سوتیلے باپ خالد نے جو عرس پر آیا تھا۔ ایک دوسرے شخص ساجد سے کچھ روپیہ قرض لے لیا اور لڑکی کے ساتھ اس کی نانی و ماموں کے پاس چلا گیا۔ پیر صاحب موصوف کے دوسرے عرس کے موقع پر پیر صاحب مرحوم کی پوتی اپنے ماموں کے ہمراہ آئی اور لڑکی کا سوتیلا باپ بھی آ گیا۔ بعد عرس لڑکی کو اس کے سوتیلے باپ خالد نے اپنے قبضے میں لے لیا۔ ماموں بغیر لڑکی کے واپس چلا گیا۔ دوسرا ماموں کچھ عرصے کے بعد لڑکی کو لینے آیا۔ مگر سوتیلے باپ خالد نے لڑکی اس کو نہیں دی۔ اسی اثناء میں لڑکی کا سوتیلا باپ لڑکی کی شادی ایک شخص ساجد سے جس کا وہ مقروض تھا کرنے پر رضامند ہو گیا۔ جب مریدین کو شاطر مرید خالد کی اس خواہش کا علم ہوا کہ وہ لڑکی کی شادی ساجد سے کرنا چاہتا ہے تو مریدین سخت برہم ہوئے کیونکہ وہ لوگ اس ساجد کو کسی طرح بھی لڑکی کے لیے مناسب خاوند نہیں سمجھتے تھے۔ یہ ساجد شادی شدہ تھا۔ اس کی پہلی بیوی زندہ تھی اور اب بھی زندہ ہے اور وہ اس گاؤں کے ایک شخص کی لڑکی تھی۔ جب یہ معاملہ اس حد پر پہنچا تو شاطر خالد نے جو لڑکی کا سوتیلا باپ ہے۔ اپنا مطلب نکالنے کے لیے مصلحت یہی سمجھی کہ گاؤں والے مریدین کو دھوکہ دے کر کسی دوسری جگہ لڑکی کو لے جائے۔ چنانچہ اس نے گاؤں والے مریدین کو حلفیہ یقین دلایا کہ میں ہرگز ہرگز لڑکی کی شادی ساجد سے نہیں کروں گا۔ جب وہ شاطر مرید خالد لڑکی کو لے جانے لگا تو زید نے جو کہ شاطر مرید خالد سے درپردہ ملا ہوا تھا۔ گاؤں کے مریدین کو یہ جھانسہ دیا کہ میں شاطر مرید خالد کے ہمراہ جاتا ہوں۔ میں ضرور لڑکی کو واپس لے آؤں گا تم اس وقت شاطر مرید خالد کو لڑکی لے جانے دو۔ مت روکو اس کی امداد کی اور خود بھی اس کے ہمراہ چلا گیا۔ اس شخص زید نے چند روز بعد واپس آ کر مریدین سے یہ غلط بیانی کی۔ شاطر مرید خالد نے کہا ہے کہ میں لڑکی کو چند روز بعد لے کر واپس گاؤں میں آ جاؤں گا اور یہ بات اس نے قسم کھا کر کہی ہے۔ اس کے بعد شاطر مرید خالد نے بجائے لڑکی کو واپس لانے کے اس کو ساجد کے حوالے کر دیا جو اس کو لے کر اور دوسری جگہ پر۔ وہاں پہنچ کر اس نے لڑکی سے نکاح کرنا چاہا۔ وہاں پر لڑکی کے سوتیلے

[illegible]

خالد اور تیسرے شخص ساجد وغیرہ نے ان کے رشتہ داروں کے متعلق قرآنی تعلیمات کے صاف صاف خلاف فتویٰ دیا ہے اور بیاہ سے ادھر اٹھایا جائے گا؟ ایسی حالت میں طلاق بائن ہو چکی یا نہیں اور کیا اب وہ شخص ساجد اپنی مطلقہ بیوی کو گھر رکھ کر اس کی خلاف مرضی رجوع کرنے پر مجبور کر سکتا ہے۔ یہ شخص نہ صرف پیش امام بلکہ مسجد کی ذمہ داری کے عہدے کے قابل ہے یا نہیں؟ شرعاً جواب تحریر کریں۔

الجواب

اگر یہ بیان صحیح ہے تو ساجد کی پہلی بیوی پر طلاق بائنہ ہو چکی ہے جو اس نے زیور اور نقد نہیں دیا اور جو رقم مہر کی طے نہیں کیا تو عورت اس سے حق مہر لے سکتی ہے[1] اور نفقہ بھی باقی (زید، خالد، ساجد) کے مخالف حالات اس قابل نہیں ہیں کہ ان کو امام بنایا جائے، ایسے شخص کو امام بنانا بھی غیر مناسب ہے[2]۔ باقی سوال نامہ جو مسجد و مدرسہ میں کسی کے اختیار میں نہیں ہے، اس کے متعلق کچھ عرض نہیں کیا جا سکتا۔ ان حالات سے باخبر لوگوں کی رائے پر بھی عمل کیا جا سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم [illegible]

بعد از طلاق بدون حلالہ عورت کو گھر میں رکھنے والے کی امامت کا حکم

(السوال)

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاق دیں، پھر بغیر حلالہ کے اب تک گھر میں رکھا ہوا ہے، اس کی ذات کو کچھ پرواہ نہیں ہے، کیا اس کے ساتھ کھانا پینا جائز ہے یا نہیں اور اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔

---

(۱) ان المهر وجب بنفس العقد ... وانما يتأكد لزوم تمامه بالوطء ونحوه (شامي) كتاب النكاح باب المهر ۳/۱۰۲ طبع ايچ ايم سعيد كراچي، وكذا في البحر الرائق كتاب النكاح باب المهر ۳/۱۵۲ طبع مكتبه رشيديه كوئته، وكذا في الهنديه كتاب النكاح الباب السابع في المهر الفصل الثاني فيما يتأكد به المهر والمتعة ۱/۳۰۲ طبع رشيديه كوئته.

(۲) لا ينبغي ان يقتدي بالفاسق الا في الجمعة لانه في غيرها يجد اماما غيره (شامي) كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵۶۰ طبع ايچ ايم سعيد كراچي.

وكذا في حلبي كبير كتاب الصلوة باب الامامة ص: ۵۱۳ طبع سهيل اكيڈمي لاهور، وكذا في المنار حاشيه كتاب الصلوة من عمدة الفقه باب الامامة ص: ۳۰۹ طبع ادارة القرآن والعلوم الاسلاميه.

فقط

اگر واقعی یہ درست ہے تو اس کے ساتھ قطع تعلق ضروری ہے (۱)۔ اس کے پیچھے نماز درست نہیں ہے (۲)۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ اسے مجبور کریں کہ عورت کو الگ کر دے (۳)۔ فقط واللہ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

---

۱) فإن هجرة أهل الأهواء والبدع واجبة على مر الأوقات ما لم يظهر منه التوبة والرجوع إلى الحق مرقاة المفاتيح كتاب الآداب، باب ما ينهى عنه من التهاجر والتقاطع واتباع العورات الفصل الأول ۹/۲۶۰-۲۶۱ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان

وكذا في أوجز المسالك إلى موطأ امام مالك، كتاب الجامع ما جاء في المهاجرة ۱۲/۱۶۷ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان.

وكذا في فتح الباري شرح صحيح البخاري كتاب الأدب باب الهجرة ۱۲/۱۳۱ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان.

۲) بل مشى في شرح المنية على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم (شامي) كتاب الصلوة باب الإمامة ۱/۵۶۰ طبع ايچ ايم سعيد.

وكذا في حلبي كبير كتاب الصلوة باب الإمامة ص: ۵۱۴ طبع سعيدي كتب خانه.

وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب الإمامة ص: ۳۰۳ طبع قديمي كتب خانه.

ان قال لها ... أو ألبتة أو أسمحي بطلاق أو طلاق الشيطان ... فهي واحدة بائنة إن لم ينو ثلاثا البحر الرائق ۳/۴۹۹-۵۰۰ كتاب الطلاق باب الكنايات مكتبه رشيديه كوئته.

وكذا في الدر المختار ۳/۲۷۶-۲۷۷ كتاب الطلاق باب الصريح طبع ايچ ايم سعيد.

۳) لما في مرقاة المفاتيح شرح مشكوة المصابيح وهو (أي أمر بالمعروف) فرض كفاية ومن تمكن منه وتركه بلا عذر أثم، كتاب الآداب باب الأمر بالمعروف ۹/۳۲۶ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان.

وكذا في احكام القرآن لمولانا ظفر احمد عثماني، وجملة القول فيه ما ذكره الشيخ في بيان القرآن إن الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر واجبان في الأمور الواجبة فعلا وتركا على القادر عليهما الخ شروط الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر ۲/۵۷ طبع إدارة القرآن كراچي.

جس شخص کی ایک بیوی اپنے حق شب باشی سے دوسری کے حق میں دستبردار ہو جائے اس کی امامت کا حکم

سوال

[illegible]

جواب

[illegible]

(۱) [illegible]

[illegible]

وكذا في البحر الرائق كتاب النكاح باب القسم [illegible]

وكذا في الهندية كتاب النكاح باب القسم [illegible]

تھی حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے اپنی باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے بخش دی تھی(1)۔ واللہ اعلم

[illegible] الجواب صحیح [illegible]

فاحشہ بیوی کو بسائے رکھنے، فاحشہ کو طلاق یا مال دینے، بغرض لالچ گاؤں میں عید شروع کرنے، معلق طلاق پر نکاح پڑھانے والے کی امامت کا حکم

﴿سوال﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ (1) ایک شخص جس کی عورت نہایت بدکار و فاحشہ ہو اور خاوند کو باوجود پورا علم ہونے کے اس کو گھر میں رکھتا ہے لیکن عورت بدفعلی سے باز نہ آئے اور خاوند بھی اسے طلاق نہ دے تو کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے۔ (2) ایک فاحشہ عورت جو ہاتھ سے آوارہ ہو گئی ہو خاوند کے قبضہ میں نہ رہے اور خاوند کو [illegible] طلاق دینے پر مجبور کر دے۔ تو خاوند اس عورت کے [illegible] سے طلاق لینے کے عوض کچھ لے کر طلاق دے دیتا ہے تو کیا ایسا شخص امام بنایا جا سکتا ہے۔ (3) کسی گاؤں میں پہلے سے [illegible] جمعہ نماز نہیں ہوتی تھی۔ ایک شخص نے اس وقت امام [illegible] لوگوں نے خواہش کی عید پڑھی جائے اور وہ [illegible] بعد ازاں وہی شخص امام مقرر ہو جاتا ہے اور پنجوقتی اور نماز عید پڑھاتا ہے اور [illegible] لالچ [illegible] تو کیا ایسے شخص کو امام بنایا جا سکتا ہے۔ (4) ایک عورت جس کا نکاح [illegible] عدالت (سرکاری) سے طلاق حاصل کر لی ہے۔ [illegible] نکاح [illegible] بدفعلی کی وجہ سے عورت حاملہ ہو گئی ہو تو کیا ایسا نکاح پڑھانے والا [illegible] نکاح میں [illegible] شامل [illegible] ہے۔ بینوا توجروا۔

﴿جواب﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم (1) جو شخص اپنی بیوی کو بدکاری سے نہ روکے اور وہ شخص دیوث ہے، اس کو طلاق دینا مستحب ہے۔ اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے(2)۔ اگر طلاق نہ دے تب بھی اس کے پیچھے

---

(1) سودة بنت زمعة رضي الله عنها [illegible] رسول الله صلى الله عليه وسلم [illegible] لعائشة رضي الله عنها [illegible] كتاب النكاح باب [illegible] ۲/۷۸۸ طبع مكتبه رحمانيه لاهور۔
وكذا في تبيين الحقائق كتاب النكاح باب القسم ۲/۱۸۳ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه۔

(2) الدر المختار لا يجب على الزوج تطليق الفاجرة [illegible] كتاب الحظر والاباحة فصل في البيع ۶/۴۲۷ طبع ايچ ايم سعيد

نماز جائز ہے(۱) کیونکہ یہ شخص تارکِ مستحب ہے نہ تارکِ واجب۔ کما قال فی البحر (۲) وفی غاية البيان يستحب طلاقها اذا كانت سليطة موذية او تاركة للصلوة لا تقيم حدود الله تعالى اه وهو يفيد جواز معاشرة من لا تصلي ولا اثم عليه بل عليها ولذا قالوا في الفتاوى له ان يضربها على ترك الصلاة ولم يقولوا عليه مع ان في ضربها على تركها روايتين ذكرهما قاضيخان۔ ہاں ایسے شخص کو مستقل امام نہ رکھا جائے تو بہتر ہے[۳] اگر کوئی دوسرا امام میسر ہو سکتا ہے۔ (۲) ایسی عورت سے کچھ رقم عوض طلاق لے لینی شرعاً جائز ہے۔ قال فی الدر المختار (وكره) تحريما (اخذ شيء) ويلحق به الابراء عما لها عليه (ان نشز وان نشزت لا) ولو منه نشوز ايضا ولو باكثر مما اعطاها على الاوجه فتح وصحح الشمني كراهة الزيادة وتعبير الملتقى لا بأس به يفيد انها تنزيهية وبه يحصل التوفيق. (۴)

(۳) معمولی گاؤں میں عید کی نماز پڑھنی جائز نہیں ہے(۵)۔ باقی جس امام کی نیت پر تم شبہ ظاہر کئی ہو سکتے اور ت اس وجہ سے کہ وہ گاؤں میں عید کی نماز پڑھاتا ہے اس کی امامت میں کوئی فساد آتا ہے۔ (۴) اگر عورت کی فسخ نکاح (طلاق) کا جو فیصلہ عدالت کر چکی ہے وہ شریعت کے

---

(۱) (والاحق بالامامة الاعلم باحكام الصلوة) فقط صحة وفسادا بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة كتاب الصلوة باب الامامة ۱/ ۵۵۷ طبع ايچ ايم سعيد كراچی۔
وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح (فالاعلم) باحكام الصلوة الحافظ ما به سنة القراءة ويجتنب الفواحش الظاهرة، كتاب الصلوة فصل في الامامة ص: ۲۹۹، ۳۰۰ طبع دار الكتب العلمية بيروت۔

(۲) بحر الرائق كتاب الطلاق ۳/ ۱۶۹ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه وكذا في الدر المختار كتاب الطلاق ۳/ ۲۲۹ طبع ايچ ايم سعيد۔

(۳) لا ينبغي للقوم ان يقتدوا بالفاسق الا في الجمعة لانه في غيرها يجد اماما غيره كتاب الصلوة باب الامامة ۱/ ۵۶۰ طبع ايچ ايم سعيد۔
وكذا في البحر الرائق كتاب الصلوة باب الامامة ۱/ ۶۱۱ طبع سعيدي كتب خانه۔
وكذا في حلبي كبير كتاب الصلوة باب الامامة ص: ۵۱۴ طبع سعيدي كتب خانه۔

(۴) الدر المختار كتاب الطلاق باب الخلع ۳/ ۴۴۵ طبع ايچ ايم سعيد كراچی۔
وكذا في الجوهرة النيرة وبهامشه السراجي كتاب الطلاق باب الخلع ۲/ ۷۸ طبع مير محمد كتب خانه۔

(۵) صلوة العيد في القرى تكره تحريما الدر المختار كتاب الصلوة باب صلوة العيدين ۲/ ۱۶۷ طبع ايچ ايم سعيد كراچی۔
وكذا في البحر الرائق كتاب الصلوة باب صلوة العيدين ۲/ ۲۷۷ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه۔

مطابق ہوا، اس لئے حضرت ... شریعت کے مطابق عدت گزرنے کے بعد حلال ہوئی ہے تو اس کا نکاح ثانی دوسرے شخص سے جائز ہوگیا ہے(۱)، لیکن یہ شخص اگر دوسری زانیہ سے تو اس کے لئے وضع حمل سے قبل اس سے صحبت کرنا ناجائز ہے(۲)، یہ نکاح ہی ہوا ہے، جو لوگ اس نکاح میں شریک ہوئے ہیں اس پر ان کا توبہ کرنا ضروری ہے(۳)، اور اگر حسب قاعدہ شریعت کے مطابق ہے تو اس کا نکاح دوسری جگہ صحیح ہے اور جو لوگ باوجود علم رکھنے کے اس نکاح میں شریک ہوئے ہیں وہ گنہگار ہیں(۴)، ان کو توبہ لازم ضروری ہے(۵)، خود ان کے نکاحوں میں کچھ بھی خلل نہیں آیا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ عبد اللطیف غفرلہ

الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ

۲۲ شوال ۱۳۶۵ھ

---

(۱) وصح نكاح حبلى من زنى لا حبلى من غيره (الدر المختار، كتاب النكاح، فصل في المحرمات ۴۸/۳ طبع ایچ ایم سعید)

وكذا في تبيين الحقائق، كتاب النكاح ۴۷۶/۲، ۴۷۷ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان.

وكذا في البحر الرائق، كتاب النكاح، فصل في المحرمات ۱۸۷/۳ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه.

(۲) وصح نكاح حبلى من زنى لا حبلى من غيره أي الزاني لثبوت نسبه ولو من حربي ... وإن حرم وطؤها ودواعيه حتى تضع (الدر المختار، كتاب النكاح، فصل في المحرمات ۴۹/۳، ۵۰ طبع ایچ ایم سعید)

وكذا في البحر الرائق، كتاب النكاح، فصل في المحرمات ۱۸۷/۳ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه.

وكذا في تبيين الحقائق، كتاب النكاح ۴۷۶/۲ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان

(۳) وفي البحر الرائق: وأما منكوحة الغير ومعتدته فالدخول فيه لا يوجب العدة إن علم أنها للغير لأنه لم يقل أحد بجوازه فلم ينعقد أصلا (كتاب النكاح، باب المهر، مطلب في النكاح الفاسد ۱۳۲/۳ طبع ایچ ایم سعید كراچی)

وكذا في رد المحتار، كتاب النكاح، باب المهر، مطلب في النكاح الفاسد ۱۳۲/۳ طبع ایچ ایم سعید كراچی

وكذا في بدائع الصنائع، كتاب الطلاق، فصل في أحكام العدة ۳۳۲/۳ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه.

(۴) لما في قوله تعالى: وتعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الإثم والعدوان الآية ۲

وكذا في تفسير ابن كثير ۱۲/۲ سورة المائدة طبع قديمي كتب خانه كراچی

(۵) لما في قوله تعالى: يا أيها الذين آمنوا توبوا إلى الله توبة نصوحا الآية (سورة التحريم، آیت: ۸) وكذا في الصحيح لمسلم، شرح النووي: واتفقوا على أن التوبة من جميع المعاصي واجبة وأنها واجبة على الفور لا يجوز تأخيرها سواء كانت المعصية صغيرة أو كبيرة (كتاب التوبة ۳۵۴/۲ طبع قديمي كتب خانه)

وكذا في رياض الصالحين، باب التوبة ... طبع مكتبه ... لاهور.

لڑکی روکے رکھنے والے کی امامت کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید کا نکاح کنیز کے ساتھ ہے اور بکر کا نکاح صغریٰ کے ساتھ ہے۔ دونوں معاوضہ میں بذریعہ گواہان وکیل مجلس عام میں طرفین نے اپنی رضامندی سے ایجاب وقبول کیے۔ ایک سال کے بعد مسماۃ صغریٰ بنت زید نے انتقال ہوگیا جس پر عرصہ تین ماہ گزرا۔ بکر کے چچا وغیرہ لواحقین نے مسماۃ کنیز کو پابند کیا کہ زید دوسرا رشتہ دے یا کچھ رقم دے جو لڑکی کا عوض دے یا طلاق دے تو حقوقِ زوجیت ادا کرنے کو تیار ہیں اور حق مہر کنیز کا زیور سے کا ادا کیا ہوا ہے۔ کیا شرعِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں جائز ہے کہ جوان لڑکی قید میں رکھنا اور حقوقِ زوجیت ادا نہ کرنے دینا اور پھر امامت کرنا، کیا ایسے شخص کی امامت جائز ہے۔ مہربانی کریں انداز کتاب علیم سے تعلق کو بچایا جاوے اور اللہ تعالیٰ کے غضب وقہر سے خوف ہو۔ ازراہِ نصیحت الحکم تحریر فرمادیں کہ عبرت حاصل ہو اور دینِ حق ظاہر ہو۔

جواب

پوری تحقیق کی جاوے، اگر واقعہ درست ہے تو شخص مذکور امامت کا مستحق اور اہلیت نہیں رکھتا، کہ لڑکی کے عوض نکاح ہو جانے کے بعد کسی قسم کا مطالبہ جائز نہیں اور نہ کوئی رقم وغیرہ لی جاسکتی ہے، اگر لے گا تو حرام ہوگا[1]۔ شخص مذکور فوراً تائب ہو کر لڑکی کو اپنے خاوند کے حوالہ کرنا لازم ہے، ورنہ مسلمانوں کو چاہیے کہ اس قسم کے غیر شرعی کام مرتکب شخص کو امامت سے معزول کر دیں[2]۔ واللہ اعلم۔ محمود عفا اللہ عنہ

---

۱) لما في الدر المختار: أخذ أهل المرأة شيئاً عند التسليم فللزوج أن يسترده لأنه رشوة. وقال الشامي تحت قوله عند التسليم: أي بأن أبى أن يسلمها أخوها أو نحوه حتى يأخذ شيئاً، وكذا لو أبى أن يزوجها فللزوج الاسترداد قائماً أو هالكاً لأنه رشوة. كتاب النكاح باب المهر ۳/۱۵۶ طبع ايچ ايم سعيد كراچي. وكذا في البحر الرائق كتاب النكاح باب المهر ۳/۲۲۵ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه.
وكما في البزازية على هامش الهنديه كتاب النكاح الثاني عشر في المهر نوع آخر ۴/۱۳۶ طبع رشيديه كوئٹه.

۲) (شامي) وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لأمر دينه وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه وقد وجب عليهم إهانته شرعاً. كتاب الصلوة باب الإمامة ۱/۵۶۰ طبع ايچ ايم سعيد كراچي.
وكذا في حلبي كبير كتاب الصلوة باب الامامة ص: ۵۱۳ طبع سعيدى كتب خانه.
وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب الامامة ص: ۳۰۳ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان.

بغیر طلاق کسی کی عورت رکھنے والے کی امامت کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ ہمارے گاؤں میں ایک دوکاندار ہے جس وقت پیش امام موجود نہیں ہوتا تو وہ نماز پڑھاتا ہے تو ہم لوگ اس دوکاندار امام کے متعلق اس کے رشتہ داروں نے بتایا کہ اس کے گھر بغیر طلاق عورت ہے اس کے پیچھے نماز نہیں ہوتی تو ہم نے پوچھا تو اس نے بتایا کہ مجھے مفتی نے فتویٰ دے دیا ہے مجھے طلاق کی ضرورت نہیں ہے پھر علمائے کرام سے دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ اس کے پیچھے نماز نہیں ہوتی جس کی وجہ سے تمام لوگ اس کے پیچھے نماز پڑھنے سے رک گئے اور اس کے بعد پیش امام صاحب حج پر تشریف لے گئے اور حج کر کے واپس آئے تو ہماری مسجد کا چندہ بیٹھ گیا۔ محلہ کے کچھ لوگ اس دوکاندار کی امامت کو چاہنے والے تھے انھوں نے اس کو دوبارہ پھر مقرر کر دیا جب یہ نماز پڑھانے لگ گئے تو مجھے یہ شعور ہوا کہ اس کے پیچھے نماز نہیں ہوتی تو مولوی صاحب نے کہا کہ اس وقت تو میں آپ کو فتویٰ بھی لکھا سکتا ہوں۔ آپ نماز پڑھ کر دیکھو اور کوئی میرے پاس آئے گا تو میں آپ کو فتویٰ لکھ دوں گا جب آدمی اس کے پاس گئے تو اس نے فتویٰ دے دیا جس پر کسی کی کوئی مہر یا دستخط نہیں تھے ان لوگوں نے کہا کہ آپ اس کا فیصلہ کر دیجئے تو جواب ملا کہ جن لوگوں نے مقرر کیا ہے میں ان کو نماز ضرور پڑھاؤں گا باقی آپ میرے پیچھے نماز نہ پڑھیں اور اس کی جو بیوی ہے اس کا شوہر ابھی زندہ ہے جو کہ یہاں سے تین میل کے فاصلہ پر ہے اس سے اس عورت کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا کہ میں نے طلاق نہیں دی ہے اس کے بھائی بھتیجے وغیرہ تمام لوگوں سے پوچھا انھوں نے بھی یہی جواب دیا اور جس شخص کو اس کے حال کا علم ہو گیا تو کیا وہ اس امام کے پیچھے نماز ادا کر سکتا ہے کہ نہیں اور یہ بات دوسرے نمازیوں کو بتا سکتا ہے کہ نہیں اور اس کی نماز ہو سکتی ہے یا کہ نہیں۔

جواب

حسب سوال جب غلط نکاح والی عورت کو اپنے گھر میں رکھے ہوئے ہے تو یہ شخص امامت کے

قابل نہیں (۱) یا طلاق دے کر بعد عدت کے خود علیحدہ کرے۔ یا نکاح کی صورت میں رکھنا (۲) اور امام مسجد کو امامت سے علیحدہ کر دینا چاہیے اور سوال مطابق واقع کے ہے۔ واللہ اعلم

اپنی بیوی کو معلق چھوڑ دینے والے کی امامت کا حکم

سوال:

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کہ ایک شخص ہے جس نے اپنی بیوی چھوڑی ہوئی ہے۔ وہ شادی شدہ ہیں یعنی ہے ۲۲ سال کا عرصہ ہو گیا ہے نہ اس کو طلاق دی ہے نہ اس کو رکھتا ہے۔ یہ شخص مسجد میں امامت کا کام کرتا ہے۔ کیا اس شخص کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے۔ علماء دین کیا کہتے ہیں کہ اس شخص کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں۔

جواب:

اپنی زوجہ کو معلق رکھنا اور اس کو طلاق نہ دینا اور نہ آباد کرنا سخت گناہ اور ظلم ہے (۳) قال اللہ تعالیٰ فلا تمیلوا کل المیل فتذروھا کالمعلقۃ الآیۃ جب ایسا شخص اپنی زوجہ کے حقوق ادا نہ کرے اور اگر بیوی حق نہیں رکھتا اور عورت بھی اس حالت میں رہنا نہیں چاہتی تو اس کو طلاق دینا چاہیے۔ البتہ اگر عورت اسی حالت میں خوش ہو اور اپنا حق معاف کر دے تو ایسا کرنا بھی جائز ہے اور معاف

---

(۱) لا ینبغی ان یقتدی بالفاسق الا فی الجمعۃ لانہ فی غیرھا یجد اماماً غیرہ (شامی) کتاب الصلوٰۃ باب الامامۃ ص ۵۶۰ ج ۱ طبع ایچ ایم سعید کراچی۔

(۲) أما متارکۃ فی الفاسد ومفارقتہ فالمعروف انہ لا یجب العدۃ الا علی انہا المعتبر لانہ لم یبق احد منہما علم بمعنی اصلاً کتاب الطلاق باب العدۃ ۴/۱۴۶ طبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ بحر الرائق۔

وکذا فی رد المحتار کتاب النکاح باب المہر مطلب فی النکاح الفاسد ۳/۱۳۲ طبع ایچ ایم سعید۔

وکذا فی بدائع الصنائع کتاب الطلاق فصل فی احکام العدۃ ۳/۳۲۳ طبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ

(۳) سورۃ النساء آیۃ ۱۲۹۔

وکذا فی تفسیر ابن کثیر سورۃ النساء آیت ۱۲۹ طبع قدیمی کتب خانہ

وکذا فی تفسیر مظہری سورۃ النساء آیت ۱۲۹ ، ۲/۲۹۸ طبع غفاریہ کانسی روڈ کوئٹہ

لیا تھا یا چھین لی تو پھر طلاق دینا ضروری نہیں لیکن اگر شوہر بیوی کی خبر گیری نہ کرسکتا ہو اور عورت بھی اس حالت میں نہیں رہنا چاہتی تو پھر طلاق دینا ضروری ہے[1] اور اس حالت میں طلاق نہ دینے کی صورت میں یہ شخص فاسق، ظالم ہوگا اور امامت اس کی مکروہ ہوگی[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جوان لڑکی کو بعد از نکاح رخصتی سے روکنے والے کی امامت

سوال:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ ایک شخص زید نامی کے عقد میں ایک عورت تھی جس سے ایک لڑکی بھی تھی اس کو گھر سے نکال دیا اور طلاق دے دیا اور گھر سے نکالنے کے بعد ازاں دوسری ایک عورت سے نکاح کیا جس کے اپنے پہلے شوہر سے ایک جوان لڑکی بھی تھی اور اس لڑکی کا نکاح کسی کے ساتھ ہوا تھا لیکن یہ دوسرا شوہر کسی نہ کسی وجہ سے اب تک رخصتی سے انکاری ہے۔ اب دریافت طلب یہ ہے کہ ایسے شخص کے پیچھے جو کسی مسجد میں امام ہو نماز جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:

امامت کے لیے کسی متقی پرہیزگار عالم دین کو مقرر کرنا مناسب ہوتا ہے[3] اس لیے پیش امام مذکور کے

---

(١) الدر المختار: ويجب لو فات الإمساك بالمعروف، ويحرم لو بدعياً، كتاب الطلاق ٢٢٩/٣ طبع ايچ ايم سعيد. وكذا في البحر الرائق كتاب الطلاق ٢٤١/٣ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه

(٢) ويكره تنزيها (إمامة عبد) وفاسق. الدر المختار كتاب الصلوة باب الإمامة ٥٥٩/١ طبع ايچ ايم سعيد. وكذا في الخلاصة كتاب الصلوة الفصل الخامس عشر في الإمامة والاقتداء ١٤٥/١ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه. وكذا في العناية شرح الهداية كتاب الصلوة باب الإمامة ٣٤٢/١، ٣٤٣ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان.

(٣) وفي فتاوى الارشاد: يجب أن يكون إمام القوم في حضرة أفضلهم في العلم والورع والتقوى والقراءة والحسب والنسب. تاتارخانية كتاب الصلوة من هو أحق بالإمامة ٦٠٠/١ طبع إدارة القرآن والعلوم الإسلامية. وكذا في الدر المختار كتاب الصلوة باب الإمامة ٥٥٧/١، ٥٥٨ طبع ايچ ايم سعيد

وكذا في النهر الفائق كتاب الصلوة باب الإمامة ٢٣٩/١ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان.

پیچھے اگرچہ نماز جائز تو ہے لیکن مناسب یہ ہے کہ ان سے کہا جائے کہ تم اپنے اس فعل مذکور سے باز آجاؤ، اگر باز آجائے تو بہتر ورنہ اگر کوئی دوسرا متقی عالم مل سکے تو اسے پیش امام بنا کر موجودہ امام کو معزول کر دینا مناسب ہوگا[1]۔ واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

غلط مسائل بتانے والے کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک معصوم بچی پاخانے میں ہاتھ بھر کر قرآن پاک کے ورق پر لگا دے۔ نجاست قرآن پاک کے ورق پر لگ گئی جب بڑے بچے نے جو قرآن پاک پڑھ رہا تھا حافظ صاحب سے کہا کہ آپ کے بچے نے نجاست لگا دی تو حافظ صاحب نے کہا کہ کاغذ سے صاف کر دے اس کے بعد یہ بات بڑوں تک گئی تو حافظ صاحب سے دریافت کیا تو کہا کہ نجاست نہیں صرف اس کا ہاتھ لگا دیا۔ دیکھا تو نجاست تھی۔ ورق کاٹ کر دوسرا صفحہ کاغذ لگا کر دوبارہ لکھ دیا ہے۔ اب اصل مسئلہ یہ ہے کہ جس حافظ صاحب نے غلط بیانی کی اور قرآن پاک کا احترام کرنے کے بجائے کہا کہ کوئی حرج نہیں کاغذ سے صاف کرلو تو حافظ صاحب کی اقتداء میں نماز ہوگی یا نہیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

قرآن پاک کے ورق کو جہاں پر نجاست لگی تھی پانی سے صاف کرنا ضروری ہے[2]۔ کاٹنے کی

---

(۱) (شامی) لا ينبغي أن يقتدى بالفاسق إلا في الجمعة لأنه في غيرها يجد إماماً غيره (شامي) كتاب الصلوة باب الإمامة ۱/۵۶۰ طبع ایچ ایم سعید کراچی.
وكذا في حلبي كبير كتاب الصلوة باب الإمامة ص: ۵۱۳ طبع سعيدي كتب خانه.
وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب الإمامة ص: ۳۰۳ طبع قديمي كتب خانه.

(۲) لما في الدر المختار وكذا يطهر محل نجاسة (مرئية) ... (بقلعها) أي بزوال عينها وأثرها ولو بمرة أو بما فوق ثلاث في الأصح كتاب الطهارة ۱/۵۸۹ طبع مكتبه رشيديه جديد
وكذا في الجزء الأول من الجوهرة النيرة وبهامشه اللباب في شرح الكتاب للميداني ۱/۶۰ طبع مير محمد كتب خانه كتاب الطهارة باب النجاسة.
وكذا في الجوهرة كتاب الطهارة باب الأنجاس ۱/۴۶ طبع مير محمد كتب خانه.

ضرورت نہیں۔ مذکورہ صاحب کا اس بارے میں سختی اور جھگڑے سے کام لینا غلط ہے، اور حافظ صاحب تو غلطی ہونے پر توبہ تائب ہو چکا ہے۔ لہٰذا اس کی امامت درست ہوگی۔[1] فقط واللہ اعلم

[illegible] فتاویٰ [illegible] ج ۳ ص ۱۳۹

[illegible] ج ۳ ص ۱۳۹

غلط عقیدہ بیان کرنے والے خطیب کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم

سوال:

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک خطیب نے [illegible] رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہوئے کہا [illegible] کے [illegible] ہوں گے [illegible] جس پر [illegible] خطیب صاحب نے [illegible] مشکوٰۃ شریف میں [illegible] کا ذکر ہے [illegible] جواب [illegible] ہے [illegible] عقیدہ رکھنے والے کے پیچھے نماز درست ہوگی یا نہیں؟

الجواب:

خطیب مذکور بیان کردہ [illegible] مشکوٰۃ شریف میں اس کا ذکر ہے۔ لہٰذا [illegible] بات سے رجوع کرنا چاہیے[2] اور توبہ کرنا لازم ہے۔[3]

---

(۱) والذين اذا فعلوا فاحشة أو ظلموا أنفسهم ذكروا الله فاستغفروا لذنوبهم (الآية) [illegible] پاره ۴

وعن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم التائب من الذنب كمن لا ذنب له. مشكوٰة المصابيح باب التوبة والاستغفار ص ۲۰۶ قديمي كتب خانه

وكذا في ابن ماجه باب ذكر التوبة والاستغفار ص ۳۱۳ ايچ ايم سعيد كراچي

(۲) واجتنبوا قول الزور (الآية) سورة الحج آية ۳۰ پاره ۱۷

(۳) لما في قوله تعالى يا ايها الذين آمنوا توبوا إلى الله توبة نصوحا (الآية) سورة التحريم پاره ۲۸. كما في صحيح مسلم شرح للنووي: واتفقوا على ان التوبة من جميع المعاصي واجبة وانها واجبة على الفور لا يجوز تأخيرها سواء كانت المعصية صغيرة او كبيرة. كتاب التوبة ۲/۳۵۴ طبع قديمي كتب خانه

وكذا في روح المعاني [illegible] في التوبة [illegible] طبع مكتبه لاهور

ورنہ امامت سے علیحدہ کر دیا جائے (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان ۲۵ محرم ۱۳۹۰ھ

غلط مسائل کی تبلیغ کرنے والے کی امامت کا حکم

﴿س﴾

وزیر اعلیٰ سرحد کی وساطت سے آپ کا یہ استفتاء جس میں ملا سوال میں امام مسجد مولوی عبدالرحمن صاحب پر مندرجہ ذیل الزامات کا ذکر ہے۔

مسلمانوں میں تفرقہ پیدا کرنے میں مصروف ہے، قرآن مجید غلط پڑھتا ہے، غلط مسائل کی تبلیغ کرتا ہے، جھوٹ سے کام لیتا ہے، قرآن کریم کی معنویت سے منحرف ہو گیا ہے۔ وغیرہ

﴿ج﴾

مسجد کی منتظمہ کمیٹی و معتمد علیہ لوگ پوری تحقیق کر لیں۔ اگر واقعی یہ الزامات درست ہیں تو ایسا شخص لائق امامت نہیں (۲)۔ اس کو امامت سے ہٹا دیا جاوے اور کسی معتمد علیہ دیندار صحیح المسلک عالم کو امام مقرر کر دیا جاوے (۳)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ

الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ ذوالقعدہ ۱۳۹۲ھ

---

(۱) وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لأمر دينه، وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه وقد وجب عليهم إهانته شرعاً. شامی كتاب الصلوة باب الإمامة ۱/ ۵۶۰ طبع ایچ ایم سعید کراچی.
وكذا في حلبي كبير كتاب الصلوة باب الامامة ص ۵۱۳ طبع سعيدى كتب خانه
وكذا حاشية الطحطاوى على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب الامامة ص ۳۰۳ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان.

(۲) لا ينبغي أن يقتدي بالفاسق إلا في الجمعة لأنه في غيرها يجد إماماً غيره. كتاب الصلوة باب الامامة ۱/ ۵۶۰ طبع ایچ ایم سعید.
وكذا في حلبي كبير كتاب الصلوة باب الامامة ص ۵۱۳ طبع سعيدى كتب خانه، وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب الامامة ص ۳۰۳ طبع قديمى كتب خانه.

(۳) وفي شرح الإرشاد: يجب أن يكون إمام القوم في الصلوة أفضلهم في العلم والورع والتقوى والقراءة والحسب والنسب. تاتارخانية كتاب الصلوة من هو أحق بالامامة ۱/ ۶۰۰ طبع إدارة القرآن.
وكذا في الدر المختار كتاب الصلوة من هو أحق بالإمامة ۱/ ۵۵۷، ۵۵۸ طبع ایچ ایم سعید.
وكذا في النهر الفائق كتاب الصلوة باب الامامة ۱/ ۲۳۹ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان.

کفار و مشرکین کے جہنم میں دخول کا عقیدہ رکھنے والے کی امامت کا حکم

﴿سوال﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کو دو دلیل باتیں کہنے والے پر شرعاً کیا فتویٰ عائد ہوتا ہے اور کیا ایسے انسان کو مسلمان سمجھا جائے یا کہ ایسا آدمی امامت کا اہل ہو سکتا ہے؟ باقی دلائل جو لکھا ہے کہنے والے کے جملے یہ ہیں (۱) نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار نے کہا کہ ہم آپ کے ساتھیوں پر غلبہ کیسے حاصل کریں؟ آپ نے فرمایا کہ جب وہ نماز میں کھڑے ہوں تو تم ان پر حملہ کرو۔ کفار نے ایسا ہی کیا تو کافی صحابہ قتل ہو گئے۔ پھر اس بات کا یہ نتیجہ دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اتنے رحیم و کریم تھے کہ مشرکوں کو بھی نیک مشورہ دیا کرتے تھے۔ (۲) قیامت کے روز جب حساب ہو چکا ہوگا تو ابلیس رب العزت سے عرض کرے گا کہ اے اللہ تعالیٰ میرا وعدہ لاملئن جهنم کے آپ جہنم کو انسان اور جنوں سے بھر دو تو جہنم ہوگا کے چار آدمیوں سے فتویٰ ... کے پاس گئی دریافت کرنے کا کہ اس کے متعلق کیا فتویٰ ہے۔ امام صاحب فرما رہے تھے کہ منصوب ... اگر منصب پورے کا ... پھر یہ مسئلہ قاضی کے پاس جائے تو قاضی کا فتویٰ یہ ہوگا کہ ... جائے ... صاحب قتل کرے جائے اب رب اس مسئلہ میں ... جو خدا کی ملک میں ہے ... سب جنت میں جائیں گے ... اعمال کفر و شرک ... شیطان کے ساتھ جہنم میں جائیں گے ... ہوتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہوا کہ جہنم میں فقط کفر و شرک ... جائیں گے ... کافر یا مشرک ... ہیں۔ بینوا توجروا۔

﴿الجواب﴾

(۱) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مومن میں داخل کرانے کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنی تکلیفیں اٹھائیں۔ لعلک باخع نفسک الا یکونوا مؤمنین (۱) پھر انہیں کے قتل کی تجویز کفار کو بتانا اسلام کی بنیاد کو اکھیڑنا نہیں تو اور کیا ہے۔ ایسی بات کی نسبت آپ ... کی طرف کرنا انتہائی بے وقوفی اور جہالت اور افترائے عظیم ہے (۲)۔ کسی مسلمان آدمی کا قتل کرا دینا ... ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود فرماتے

(۱) سورۃ الکہف آیۃ: ۶ پارہ ۱۵ وکذا فی سورۃ الشعراء آیۃ: ۳ پارہ ۱۹

(۲) عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلغوا عنی ولو آیۃ وحدثوا عن بنی اسرائیل ولا حرج ومن کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار رواہ البخاری مشکوۃ المصابیح کتاب العلم الفصل الاول ص: ۳۲ قدیمی کتب خانہ۔ وکذا فی صحیح البخاری ۱/ ۲۱ باب اثم من کذب علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۱/ ۲۱ طبع ایچ ایم سعید کراچی۔

ہیں: لزوال الدنیا وما فیہا اھون علی اللہ من قتل رجل مسلم (او کما قال)(۱) اور فرماتے ہیں سباب المسلم فسوق وقتالہ کفر(۲) پھر ان واضح ارشادات کے بعد خود ہی قتل المسلمین حتیٰ کہ کرام رضی اللہ عنہم کے قتل وقتال اور ان کی مظلومیت کا مشورہ کس طرح دے سکتے ہیں۔ (والعیاذ باللہ) ایسی بات کا قائل دین سے عاری ہے اور من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار(۳) (الحدیث) کا مصداق ہے(۳) یہ بات محض تحریف القرآن اور کفریہ کلام ہے، ان میں بعض قرآنی محکم احادیث صریحہ کی تکذیب ہوتی ہے اور اس پر تمام امت ہے کہ خود کفر و مشرکین بعد ازانہم راسخا صہم واحسب دھم خلود ابدی کے ساتھ جہنم میں رہیں گے(۴) مشرکین و کفار کے خلود ابدی فی النار کا انکار کفر ہے(۵) ایسے شخص کی امامت جائز نہیں(۶) اور ان سے تعلقات رکھنا روا

---

۱) مشکوٰۃ المصابیح کتاب القصاص، الفصل الثانی ص: ۳۰۰ طبع قدیمی کتب خانہ۔

وکذا فی جامع الترمذی ابواب الدیات باب ما جاء فی تشدید قتل المؤمن ص: ۲۶۱ طبع ایچ ایم سعید کراچی۔

۲) مشکوٰۃ المصابیح باب حفظ اللسان والغیبۃ والشتم الفصل الاول ص: ۴۱۱ طبع قدیمی کتب خانہ۔

وکذا فی جامع الترمذی باب ما جاء فی الشتم ۲/۱۹ طبع ایچ ایم سعید کمپنی۔

۳) عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلغوا عنی ولو آیۃ وحدثوا عن بنی اسرائیل ولا حرج ومن کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار (مشکوٰۃ المصابیح) کتاب العلم الفصل الاول ص: ۳۲ طبع قدیمی کتب خانہ۔

وکذا فی صحیح البخاری کتاب العلم باب اثم من کذب علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص: ۲۱ قدیمی کتب خانہ

۴) إن الذین کفروا وماتوا وھم کفار أولئک علیہم لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس أجمعین خالدین فیہا لا یخفف عنہم العذاب ولا ھم ینظرون سورۃ البقرۃ آیۃ ۱۶۲

۵) إذا أنکر آیۃ من القرآن أو سخر بآیۃ من القرآن وفی الخزانۃ أو عاب فقد کفر تاتارخانیہ کتاب أحکام المرتدین فصل فیما یتعلق بالقرآن ۵/۴۶۹ طبع إدارۃ القرآن والعلوم الاسلامیۃ۔

۶) کما فی حلبی کبیر وإنما یجوز الاقتداء بہ مع الکراھۃ اذا لم یکن ما یعتقدہ یؤدی الی الکفر عند اھل السنۃ أما لو کان مؤدیا الی الکفر فلا یجوز أصلا کتاب الصلوۃ باب الامامۃ ص: ۵۱۴ طبع سعیدی کتب خانہ۔

وکذا فی الدر المختار کتاب الصلوۃ باب الامامۃ ۱/۵۶۱، ۵۶۲ طبع ایچ ایم سعید کراچی۔

وکذا فی حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح کتاب الصلوۃ باب الامامۃ ص: ۳۰۳ طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان۔

ہے(۱)۔ لہٰذا اس پر تجدید (۲) نکاح اور تجدید ایمان لازم ہے۔ واللہ اعلم

محمد عبد المنعم عفی عنہ، دارالافتاء جامعہ علوم اسلامیہ، ۲۸ محرم ۱۴۲۷ھ

صرف ٹوپی پہن کر نماز پڑھنے کا حکم

﴿سوال﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ ایک امام مسجد ٹوپی پہنے رہتا ہے اور ٹوپی پہن کر امامت کرتا ہے۔ اس کو مقتدیوں نے کئی دفعہ کہا ہے کہ آپ ٹوپی پر پگڑی باندھ کر امامت کرایا کریں مگر وہ اس بات پر مصر ہے کہ میں تو ٹوپی پہن کر ہی امامت کراؤں گا۔ ٹوپی پہن کر یا ٹوپی پر پگڑی باندھ کر ان میں سے کون سا عمل افضل ہے۔ اگر وہ اس ضد سے کہ میں پگڑی کے بغیر ٹوپی سے ہی نماز پڑھاؤں گا تو اس کے متعلق کیا حکم ہے۔ افضل کو چھوڑ کر ادنیٰ کو ترجیح دیتا ہے۔

﴿جواب﴾

ٹوپی سے نماز پڑھنا نیز امامت کرنا جائز ہے۔ البتہ پگڑی سے نماز وامامت افضل ہے اور افضل پر عمل بہتر ہے(۳)۔ لیکن اگر وہ پگڑی پہننے سے پرہیز کرتا ہو اور ٹوپی سے نماز پڑھاتا ہے تو امام ایسا جائز عمل کرنے کی

---

(۱) قال عمر: فأقول الإصرار والمداومة على ... وقت ... مرقاة المفاتيح كتاب الآداب باب ما ينهى عنه من التهاجر والتقاطع واتباع العورات الفصل الأول ۹/۲۲۳ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان.
وكذا في ... شرح ... موطأ الإمام مالك كتاب الجامع ... في المهاجرة ۴/۱۶۷ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان. وكذا في فتح الباري على شرح البخاري كتاب الآداب باب الهجرة ۱۰/۴۹۲ طبع دار الفكر المعاصر بيروت لبنان.

(۲) وفي الهندية ما كان في كونه كفرا اختلاف فإن قائله يؤمر بتجديد النكاح وبالتوبة والرجوع عن ذلك بطريق الاحتياط (الباب التاسع في أحكام المرتدين) قبيل كتاب الحظر والإباحة ۲/۲۸۳ مكتبه علوم اسلاميه چمن. وكذا في مجمع الأنهر باب المرتد ۲/۵۰۲ طبع غفاريه كوئته.
وكذا في شرح النووي على صحيح مسلم كتاب التوبة ۲/۳۵۴ طبع قديمي كتب خانه.

(۳) وقد ذكروا أن المستحب أن يصلي في قميص وإزار وعمامة ولا يكره الاكتفاء بالقلنسوة ولا عبرة لما اشتهر بين العوام من كراهة ذلك. عمدة الرعاية على هامش شرح الوقاية كتاب الصلوة ۱/۱۹۸ طبع مكتبه رشيديه كوئته.
وكذا في فتاوى ... ص ۲۹۸ طبع مكتبه ... كانسي روڈ كوئته.

ہے کہ حق اس جانب نہیں ہے اور مقتدیوں کو بدنام کرنا اور داڑھی منڈا کر امامت کرانے پر اصرار کرنا اس کے فاسق ہونے کی علامت ہے، اسے استعفیٰ دے کر علیحدہ ہو جانا چاہئے اور بجائے اس کے کسی صحیح العقیدہ متبع سنت کو امامت پر مقرر کرنا ایک طرف اولیٰ بلکہ واجب ہے، اور امام کا احترام اسی سے وابستہ ہے۔[1] واللہ تعالیٰ اعلم

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو تمام اصحاب رسول پر فضیلت دینے والے کی امامت کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کہ ایک امام مسجد نے دوران خطبہ اس طرح کی بات کہی کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ و حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور تمام اصحاب سے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا مرتبہ بلند ہے۔ قصہ یہ بیان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مرتبہ اصحاب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے قدموں میں تھے، کیونکہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے شہادت پائی اور تمام اصحاب رسول نے شہادت کا رتبہ نہیں پایا۔ تو کیا ایسے عقائد رکھنے والے امام مسجد کے پیچھے اہل سنت والجماعت کی نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟ اور ایک مسئلہ یہ کہ ایک مطلقہ عورت کی عدت طلاق ختم ہونے سے پہلے دوسرے خاوند سے نکاح پڑھا دیا اور وہ کئی دن تک عورت کے ساتھ رہے تو ایسے امام مسجد کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ حالانکہ مولوی صاحب خود جانتے ہیں کہ جب تک عدت ختم نہ ہو دوسرے شخص کے ساتھ نکاح نہیں ہو سکتا اور پھر بھی مولوی صاحب نے نکاح پڑھا دیا۔ مہربانی فرما کر ان دونوں مسئلوں کا جواب قرآن و حدیث کی روشنی میں واضح کر دیں اور اس قسم کے مولوی صاحب کے متعلق شریعت کیا حکم فرماتی ہے۔

جواب

سوال میں درج کیا گیا عقیدہ ایک غلط عقیدہ ہے۔ اہل سنت حضرات کا متفقہ مسلک عقیدہ یہ ہے کہ

---

(۱) وعن ابن عباس رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ليس منا من لم يرحم صغيرنا ولم يوقر كبيرنا ويأمر بالمعروف وينه عن المنكر، رواه الترمذي وقال هذا حديث غريب. (مشكوٰة المصابيح، كتاب الآداب باب الشفقة، ص ۴۲۳ طبع قديمي كتب خانه)

حضرات شیخین جو خلفائے راشدین ہیں تمام صحابہ سے افضل ہیں (۱)، اس قسم کی تحقیق اور مخصوص روایات سے استدلال اور علم کی کمی عقیدہ کی خرابی کی دلیل ہے۔ ایسے شخص کو امام نہ بنانا چاہئے، بلکہ فرائض و نوافل کرے (۲)، کسی متبع سنت صحیح العقیدہ کو امام مقرر کیا جاوے (۳)، جو [illegible] عورت والی عورت کو اجنبی شخص کے گھر میں بھیجنا بھی غلط ہے (۴)، ان کی تحقیق ضروری ہے۔ اگر یہ حقیقت اور واقعہ ہے تو ان کی جو ایسے خیالات کی اشاعت کی ہے یا نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

غلط مسائل بتانے والے کا امام بننا

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کا ایک نابالغ لڑکی سے نکاح ہوا، چند ماہ بعد (پچھ ماہ) بعد لڑکی کی والدہ پر [illegible] ہوئی ہے، امام مسجد نے فتویٰ دیا کہ دونوں کا طلاق ہو گیا ہے اور اس کی والدہ کے ساتھ نکاح ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اس شخص کا [illegible] اس شخص نے [illegible] دیا گیا ہے۔ [illegible] مطابق اس شخص نے اس کی والدہ [illegible] اس طرح کا امام [illegible] اب وہ وقت طلب امر یہ ہے کہ [illegible] امام ہے تو مولوی صاحب کو کیا ہونا چاہئے اور ہمارا نماز پڑھانا کیسا ہے یا نہیں اور ان اشخاص کے متعلق کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا

---

(۱) ومنها تفضيل سائر الصحابة بعد الأربعة رضي الله عنهم فقال أبو منصور البغدادي: أجمع أهل السنة والجماعة على أن أفضل الصحابة أبوبكر فعمر فعثمان فعلي فبقية العشرة المبشرة بالجنة الخ. (تفضيل سائر الصحابة، شرح فقه أكبر، ص: ١١٩، طبع قديمي كتب خانه)

(۲) وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لأمر دينه وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه وقد وجب عليهم إهانته شرعاً. (رد المحتار، كتاب الصلوة، باب الإمامة: ١/٥٦٠، طبع ايچ ايم سعيد كراچي)
وكذا في حلبي كبير، كتاب الصلوة، باب الإمامة، ص: ٥١٣، طبع سهيل اكيڈمي.
وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلوة، باب الإمامة، ص: ٣٠٣، طبع قديمي كتب خانه.

(۳) وفي فتاوى الأرشاد: يجب أن يكون إمام القوم في الصلوة أفضلهم في العلم والورع والتقوى والقراءة والحسب والنسب. (تاتارخانية، كتاب الصلوة، من هو أحق بالإمامة: ١/٦٠٠، طبع إدارة القرآن والعلوم الإسلامية) وكذا في الدر المختار، كتاب الصلوة، من هو أحق بالإمامة: ١/٥٥٧، طبع ايچ ايم سعيد. وكذا في النهر الفائق، كتاب الصلوة، باب الإمامة: ١/٢٣٩، طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان

(۴) الدر المختار: الخلوة بالأجنبية حرام إلا لملازمة مديونة هربت الخ. (كتاب الحظر والإباحة، فصل في النظر والمس: ٦/٣٦٨، طبع ايچ ايم سعيد كراچي)
وكذا في الأشباه والنظائر، كتاب الحظر والإباحة، ص: ٢٥٢، طبع قديمي كتب خانه

جواب

صورت مسئولہ میں امام مسجد نے غلط فتویٰ دیا۔ ساس کے ساتھ نکاح حرام ہے(۱) چاہے لڑکی بالغہ غیر مدخولہ ہو۔ اس شخص کو فوراً بیوی سے الگ کردینا لازم ہے۔ مولوی صاحب نے جو فتویٰ دیا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کم علمی اور جہالت کی بناء پر دیا ہے۔ مولوی صاحب کو اپنے توبہ کرنا لازم ہے اور آئندہ کے لیے اس پر ضروری قرار دیا جائے کہ علماء دین سے مسائل پوچھا کرے۔ بے علم فتویٰ سے کلی اجتناب رکھے(۲) امام کو تمام مقتدی بھی امام بنی ہے۔ اگر وہ اس کے لیے تیار نہ ہو تو اسے امامت سے الگ کرکے کوئی دیندار اور سمجھدار شخص کو امام بنا دیا جائے(۳)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بے تحقیق فتوے لگانے والے کی امامت

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کہ ایک مولوی صاحب نے کہا کہ جو شخص تیرہ عقیدہ اسلام کے نہ جانے اس کے پیچھے نماز درست نہیں وہ بے ایمان ہے۔ مولوی صاحب کو بہت سمجھایا گیا ہے کہ یہ مسئلہ غلط ہے۔ لیکن وہ بے تحقیق مولوی صاحب اپنی ضد پر اڑے ہوئے ہیں اور توبہ نہیں کرتا کیا اس مولوی صاحب کو امام مسجد مقرر کرنا درست ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

---

(۱) حرمت علیکم امہاتکم وبناتکم واخواتکم وعمتکم وخلتکم وامہتکم التی ارضعنکم واخواتکم من الرضاعۃ وامہات نسائکم الآیۃ۔ سورہ نساء: ۲۳۔

لما فی الدر المختار (و) حرم (المصاهرة بنت زوجته الموطوءة وأم زوجته) كتاب النكاح فصل في المحرمات ۳/ ۳۰ طبع ایچ ایم سعید

(۲) فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون سورۃ الانبیاء آیۃ ۷۔

(۳) وفی فتاوی الارشاد: يجب ان يكون امام القوم في الصلوة افضلهم في العلم والورع والتقوى والقراءة والحسب والنسب. تاتارخانیہ كتاب الصلوة من هو احق بالامامة ۱/ ۶۰۰ طبع ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ۔

وكذا في الدر المختار كتاب الصلوة من هو احق بالامامة ۱/ ۵۵۷ طبع ایچ ایم سعید۔

وكذا في النهر الفائق كتاب الصلوة باب الامامة ۱/ ۲۴۲ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان۔

جواب

اگر اس بات کا یقین ہو کہ غیر مقلد دوسرے مذہب کے تمام شرائط و ارکان و واجبات و فرض نماز کی رعایت کرتا ہے تو اس کے پیچھے اقتداء کرنا بلا کراہت درست ہے اور یہ یقین ہو کہ شرائط و ارکان نماز کی رعایت نہیں کرتا تو اس کی اقتداء کرنی درست نہیں اور اگر یہ یقین ہو کہ واجبات کی رعایت نہیں کرتا یا رعایت و عدم رعایت کا کوئی پتہ نہ ہو تو اس کی اقتداء کرنا مکروہ ہے۔ قال فی الدر المختار [1] ومخالف كشافعي لكن في وتر البحر ان تيقن المراعاة لم يكره او عدمها لم يصح وان شك كره۔

چونکہ مندرجہ بالا تفصیل ہے اس لیے غیر مقلد کے پیچھے نماز درست نہ کہنے والے کو بے دین کہنا جو مناسب نہیں ہے۔ اس لیے کہ غیر مقلد کی امامت میں مندرجہ بالا تفصیل ہے۔ البتہ ایسے شخص کو امام مقرر کرنا جس سے عصبیت شریعت کے خلاف ہے اور مکروہ ہے [2]۔ بہتر یہ ہے کہ مناسب امام مقرر کیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

ایسی حرکات کرنے والے کی امامت کا حکم جن سے شبہات پیدا ہوتے ہیں

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ نابالغ پو بستی کی جامع مسجد میں جو امام مسجد مقرر ہیں۔ بستی کے مقتدیوں کو امام کی کچھ خامیاں نظر آئی ہیں۔ جن کا امام مسجد بھی اقراری ہے۔ اس لیے ان خامیوں کے بارے میں فتویٰ دریافت کیا جاتا ہے (1) ۱۳ سالہ بچے سے تعلق ہے ... جب تک بچہ دوسرے قریہ کے مکتب کا طالب ہے پڑھاتا تھا کر فرش پر قرآن رکھ کر پڑھتا ہے جس کا اور کوئی فاصلہ

---

(1) کما فی الدر المختار کتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵۶۳ طبع ایچ ایم سعید کراچی۔
وکذا فی حلبی کبیر کتاب الصلوة باب الامامة ص: ۵۱۶ طبع سہیل اکیڈمی۔
وکذا فی التاتارخانية کتاب الصلوة من هو احق بالامامة ۱/۶۰۲ طبع ادارة القرآن والعلوم الاسلامية

(2) ویکره ان یکون الامام فاسقا ویکره للرجال ان یصلوا خلفه کذا فی خانیة کتاب الصلوة من هو احق بالامامة ۱/۶۰۳ طبع ادارة القرآن والعلوم الاسلامية وکذا فی الدر المختار کتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵۵۹ طبع سعید کراچی
وکذا فی البحر الرائق کتاب الصلوة باب الامامة ۱/۳۶۱ طبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ۔

کے درمیان کوئی پردہ وغیرہ نہیں تھا اور امام مسجد چارپائی پر بیٹھ کر اس عمل میں مشغول ہوں۔ (۲) ۹ سالہ بچے کو اس طریقہ کا پیار کرنا کہ بچے کی گال پر دانت کے نشان پڑ جائیں۔ (۳) ان بچوں کے ساتھ اس قسم کے مذاق کرنا کہ امام مسجد ان بچوں کے اوپر اتنا پانی پھینکے کہ بچوں کے کپڑے تمام تر بھیگ جائیں اور بچے امام مسجد پر پانی پھینکیں اس طریقہ سے کھیلنا۔ (۴) امام مسجد کا ایک جھوٹ ثابت ہوا کہ جن دنوں میں امام مسجد صاحب مسجد ہذا میں تشریف لائے۔ مقتدیوں نے ان سے پوچھا کہ کیا آپ شادی شدہ ہیں انھوں نے جواب دیا میں شادی شدہ نہیں ہوں اکیلا ہوں۔ مجھے صرف روٹی کپڑے کی ضرورت ہے لیکن ابھی چند دن ہوئے ان کے والد صاحب آئے تھے ان سے زبانی معلوم ہوا کہ ان کا نکاح ہو چکا ہے۔ صرف چار دن تک رخصتی ہونی ہے اب سے امام مسجد اقراری ہو چکے ہیں کیونکہ ایک حرکت پیشتر کر چکے تھے۔ معافی دے کر سمجھا دیا گیا تھا کہ آئندہ ایسی حرکات نہ ہونی چاہئیں لیکن اب پہلے سے زیادہ حرکات کی گئیں اور اس وقت بھی امام مسجد صاحب معافی کے خواستگار ہیں۔ اس لیے ہم اہالیان بستی اب قرآن کریم کے فیصلہ پر متفق ہوتے ہیں۔

الجواب

جب امام معافی کا خواستگار ہے اور نادم ہے تو اس کی امامت جائز ہے[1]۔ امام پر لازم ہے کہ وہ آئندہ اس قسم کی حرکات ہرگز نہ کرے[2] جو شرعاً منع ہوں یا جس سے لوگوں میں شبہات پیدا ہوں۔ امام کو دیندار صالح اور متقی ہونا چاہیے[3]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

۱) لما في قوله تعالى والذين إذا فعلوا فاحشة أو ظلموا أنفسهم ذكروا الله فاستغفروا لذنوبهم الآية: ۱۳۵ سورة آل عمران. مشكوة المصابيح عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم التائب من الذنب كمن لا ذنب له مشكوة المصابيح باب التوبة والاستغفار، ص ۲۰۶، قديمي كتب خانه.
وكذا في ابن ماجه باب ذكر التوبة والاستغفار ص: ۳۲۳ ايچ ايم سعيد كراچي.

۲) يايها الذين آمنوا توبوا الى الله توبة نصوحا الآية: سورة تحريم ۸.
لما في صحيح مسلم شرح للنووي واتفقوا على ان التوبة من جميع المعاصي واجبة وانها واجبة على الفور لا يجوز تأخيرها سواء كانت المعصية صغيرة كانت او كبيرة كتاب التوبة ۲/ ۳۵۴ طبع قديمي كتب خانه. وفي الازهر في شرح فقه اكبر وفي الشريعة هي الندم على المعصية من حيث هي معصية مع عزم أن لا يعود تعريف التوبة ومراتبها ص ۳۵۰ طبع دار البشائر الاسلامية.

۳) وفي فتاوى الارشاد: يجب أن يكون إمام القوم في الصلوة أفضلهم في العلم والورع والتقوى والقراءة والحسب والنسب تاتارخانيه كتاب الصلوة من هو أحق بالامامة ۱/ ۶۰۰ طبع إدارة القرآن والعلوم. وكذا في الدر المختار كتاب الصلوة من هو احق بالامامة ۱/ ۵۵۷، ۵۵۸ طبع ايچ ايم سعيد كراچي.
وكذا في البحر الرائق كتاب الصلوة باب الامامة ۱/ ۶۰۹ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان.

غلطی سے نکاح درج کردینے پر تائب شخص کی امامت کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک مولوی صاحب نے لاعلمی میں ایک منکوحہ کا کسی اور سے نکاح پڑھ دیا، اس کے بعد جب اسے معلوم ہوا تو مسجد میں لوگوں کے سامنے توبہ کی ہے اور معافی مانگی ہے۔ ایسے مولوی کی اقتداء میں نماز جائز ہے یا نہیں۔

الجواب

اگر یہ غلطی اس نے لاعلمی میں کرلیا ہے اور پھر معلوم ہونے پر صدق دل سے توبہ تائب ہوا ہے تو حدیث پاک التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ کے تحت یہ شخص امامت کا اہل ہے، اس کے پیچھے نماز درست ہے[1]۔ واللہ اعلم

[illegible]

مسجد کے چندے سے بغیر اجازت پیسے لینے کے بعد توبہ کرلینے والے کی امامت کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص مسجد کا امام ہے اور اس کی تنخواہ بھی مقرر ہے اور جمعہ کے روز نماز جمعہ کے بعد چندہ بھی مسجد کے لیے لیا جاتا ہے۔ امام مذکور نے اس چندے میں سے کچھ رقم بغیر پوچھے لی ہے، اور اس کا اعتراف بھی کرلیا اور مقتدیوں سے معافی بھی مانگ لی۔ کیا اب توبہ کرنے کے بعد اور معافی مانگنے کے بعد اس کی امامت درست ہے یا نہیں۔

الجواب

صورت مسئولہ میں بشرط صحت واقعہ امام مذکور صدق دل سے توبہ تائب ہوچکا ہے اور مسجد کی انتظامیہ سے اس نے اتفاق سے مسجد کے چندہ کی رقم واپس کردی ہے تو اس کی امامت درست ہے۔ التائب من الذنب

---

(1) [illegible]

عن ابن مسعود رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: التائب من الذنب كمن لا ذنب له. مشكوة المصابيح، باب التوبة والاستغفار، ص ٢٠٦، طبع قديمي كتب خانه

وكذا في سنن ابن ماجه، باب ذكر التوبة والاستغفار ص ٣٢٣، طبع ايچ ايم سعيد كراچی

کمن لا ذنب له الحدیث[1]۔ فقط واللہ اعلم

محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
۳ ربیع الثانی ۱۳۹۸ھ

بدکاری کے ارتکاب کے بعد تائب شخص کی امامت کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص امام مسجد زنا کا مرتکب ہوا ہے بستی والوں نے اسے بستی سے نکال دیا۔ عرصہ دو سال تک نکالا رہا عرصہ دو سال کے بعد وہ تائب ہوا اور مسجد میں بیٹھ کر اس نے توبہ کی اور معافی کا اظہار کیا۔ اب بعض لوگ اس کی امامت سے متنفر ہیں اور بعض راضی ہیں کیا اب وہ شخص از روئے شرع شریف بعد از توبہ کے امامت کر سکتا ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

اگر شخص مذکور تائب ہو چکا ہے اور اس میں اخلاص و ندامت و توبہ کے آثار ظاہر ہیں اس کی حرکات چال چلن سے یہ معلوم ہو کہ اس نے واقعی توبہ کی ہے اور وہ واقعی اپنے کیے پر نادم ہے تو اسے امام بنانے میں کوئی حرج نہیں[2] البتہ اگر آثار فسق کے ظاہر ہوں تو احتیاطاً امام نہ بنایا جاوے[3]۔ منصب امامت کے لیے کامل تقویٰ کی ضرورت ہے[4]۔ تاکہ اس سے نفرت کی نوبت نہ آوے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

(1) مشکوٰۃ المصابیح باب التوبۃ والاستغفار ص ۲۰۶ طبع قدیمی کتب خانہ۔
وکذا فی ابن ماجہ باب ذکر التوبۃ والاستغفار ص ۳۲۳ طبع ایچ ایم سعید کراچی

(2) والذین إذا فعلوا فاحشۃ أو ظلموا أنفسہم ذکروا اللہ فاستغفروا لذنوبہم الآیۃ ۱۳۵ سورۃ آل عمران
عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ مشکوٰۃ المصابیح باب التوبۃ والاستغفار ص ۲۰۶ طبع قدیمی کتب خانہ
وکذا فی ابن ماجہ باب التوبۃ والاستغفار ص ۳۲۳ طبع ایچ ایم سعید کمپنی

(3) لا ینبغی أن یقتدی بالفاسق إلا فی الجمعۃ لأنہ فی غیرہا یجد إماما غیرہ رد المحتار کتاب الصلوۃ باب الامامۃ ۱/۵۶۰ طبع ایچ ایم سعید وکذا فی البحر الرائق کتاب الصلوۃ باب الامامۃ ۱/۶۱۱ طبع مکتبہ رشیدیہ
وکذا فی حلبی کبیر کتاب الصلوۃ باب الامامۃ ص ۵۱۴ طبع سہیل اکیڈمی لاہور۔

(4) وفی فتاوی الأوحد: یجب أن یکون إمام القوم فی الصلوۃ أفضلہم فی العلم والورع والتقوی والقراءۃ والحسب والنسب کتاب الصلوۃ باب الامامۃ من ہو أحق بالامامۃ ۱/۶۰۲ تاتارخانیہ طبع ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیۃ۔
وکذا فی الدر المختار کتاب الصلوۃ باب الامامۃ ۱/۵۵۷، ۵۵۸ طبع ایچ ایم سعید کراچی
وکذا فی النہر الفائق کتاب الصلوۃ باب الامامۃ ۱/۲۴۹ طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت

ناجائز چندہ جمع کرنے کے الزام کے بعد امامت کرنے کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک حافظ قرآن ہے جو ایک مسجد میں عرصہ آٹھ سال سے امام و مدرس ہے۔ آج تک ان سے کوئی غلطی سرزد نہیں ہوئی، مقتدیوں کا بھی پورا اعتماد ہے۔ لیکن وہ ایک مدرسہ کا ملازم بھی ہے۔ تقریباً مدرسہ میں ڈیڑھ آٹھ سال سے مدرس ہے اور انتظامیہ بھی ان سے خوش ہے اور مدرسہ والوں نے اس امام کو ۲۸ رمضان المبارک ۱۳۹۶ھ تک ایمانداری سے کام کرنے پر ... کی ہے۔ اس پر ایک آدمی نے الزام لگایا جس کی تفصیل یہ ہے کہ وہ مدرسہ والوں کا چندہ اکٹھا کرتا تھا تو جو رسید بک اس کو دی گئی تھی وہ ختم ہوگئی اور اس کی رقم بھی مدرسہ میں جمع کرادی اور پھر رمضان شریف میں رسید بک ختم ہونے کی وجہ سے ایک پرانی رسید بک پر جو پہلے ہی اس کے پاس تھی چندہ جمع کرنا شروع کیا۔ انتظامیہ کو اطلاع دیئے بغیر اور جو چندہ جمع کیا تھا وہ مدرسہ کے حوالے کر دیا۔ اس پر اس کے ایک مخالف نے مشہور کر دیا کہ حافظ صاحب ایک ناجائز رسید بک پر چندہ جمع کرتا ہے۔ حالانکہ وہ بھی مدرسہ کی چھپی ہوئی رسید بک ہے اور ان پر ایک مولوی صاحب نے فتویٰ دیا کہ اس حافظ صاحب کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔ تو مدرسہ والوں نے باعزت طور پر ان کو رخصت کر دیا۔ تو اس حافظ کی امامت جائز ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

بشرط صحت سوال اس شخص کی امامت بلا کراہت جائز ہے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
یکم محرم الحرام ۱۳۹۷ھ

---

(۱) والاحق بالامامة ... الاعلم باحکام الصلوة فقط صحة وفسادا بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة الخ
الدر المختار کتاب الصلوة باب الامامة ۱: ۵۵۷ طبع ایچ ایم سعید کراچی۔
وکذا فی حاشیة الطحطاوی علی مراقی (والاعلم) باحکام الصلوة الحافظ مایه سنة القراءة ویجتنب الفواحش الظاهرة کتاب الصلوة باب الامامة ص: ۲۹۹، ۳۰۰ طبع دار الکتب العلمیة بیروت لبنان۔
وکذا فی مجمع الانهر ان الاعلم اولی بالتقدیم اذا کان یجتنب الفواحش الخ کتاب الصلوة باب الامامة ص: ۱: ۱۰۵ طبع سعیدی کتب خانہ۔

مرزائیوں کے خلاف تحریک میں جیل جانے کے بعد معافی پر رہائی حاصل کرنے والے کی امامت کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین دریں مسئلہ کہ ہمارے قصبہ کے امام مسجد صاحب جو کہ عالم فاضل ہیں اور ان میں امامت کی صلاحیت بھی ہے مظاہر العلوم سہارن پور کے مستند بھی ہیں وہ تحریک خلاف مرزائیت میں رضا کاروں کے ساتھ جیل میں گئے تھے۔ پھر وہ معافی مانگ کر باہر آگئے تھے وہ کہتے ہیں کہ میں بیمار تھا اور بیماری کی وجہ سے میں معذور تھا۔ اب چند لوگوں کو یہ بہانہ مل گیا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ان کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ جن لوگوں نے معافیاں مانگی تھیں وہ مسلمان ہیں یا نہیں اور ان کی امامت نماز شرعاً جائز ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

اگر امام مذکور میں اور کوئی خلاف شرع بات نہیں ہے تو اس کی اقتداء میں نماز پڑھنا درست ہے[۱]۔ فقط واللہ اعلم۔

ایسے استاذ کی امامت کا حکم جس نے طلبہ کو سیاسی کام کا حکم دیا اور طلبہ مباح سے تجاوز کر گئے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں مفتیان دین مسئلہ ذیل میں کہ زید ایک مسجد کا امام ہے اور بچوں کو تعلیم بھی دیتا ہے لیکن زید نے اپنے متعلمین سے یہ کہا کہ اپنا سامان وغیرہ پکانے کے لیے ڈسٹرکٹ بورڈ کی حدود میں جو درخت ہیں ان درختوں کی سوکھی ہوئی شاخیں لا کر جلا لیا کرو۔ زید نے یہ بات مجبوراً اپنے متعلمین سے کہا تھا۔ مگر متعلمین ہرے شاخوں کے موٹی لکڑیاں کاٹ کرواتے تھے اور جلانے میں استعمال کرتے تھے۔ اس واقعہ پر بکر نے یہ پروپیگنڈہ کیا کہ زید جو کہ امام مسجد ہے کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے کیونکہ زید نے اپنے متعلمین کو چوری کا حکم دیا ہے۔ لیکن

---

(۱) والأحق بالإمامة ... (الأعلم بأحكام الصلوة) فقط صحة وفساداً بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة الخ الدر المختار، كتاب الصلوة باب الإمامة ۱/۵۵۷ طبع ایچ ایم سعید کراچی۔
وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي (الأعلم) بأحكام الصلوة الحافظ ما به سنة القراءة ويجتنب الفواحش الظاهرة كتاب الصلوة باب الإمامة فصل في الإمامة ص: ۲۹۹، ۳۰۰ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان، وكذا في حلبي كبير ان العالم أولى بالتقدم إذا كان يجتنب الفواحش الخ كتاب الصلوة باب الإمامة ص: ۵۱۳ طبع سعيدي كتب خانه.

زید جس چیز سے لاعلمی کا اظہار کرتا ہے اور اس طرح نامزد بورڈ کی حدود سے تجاوز یاں کا ساتھ دینے والے کو بھی ناجائز سمجھتا ہے۔ لیکن بکر اپنی بات پر مصر ہے اور ایک ہی مسجد میں دوسری جماعت علیحدہ کھڑی کر کے مسلمانوں میں جدائی ڈالنے کا سبب بن رہا ہے۔ فتویٰ کیا ہے۔

الجواب

بہر صورت جب تک زید مسجد کا امام ہے اور اسے معزول نہ کیا جائے اس وقت تک اس کی اجازت کے بغیر دوسرا کوئی شخص امام بن کر مسجد میں جماعت کرانے کا مجاز نہیں ہے[1] اور یہاں تو امام مسجد پر بظاہر کوئی الزام ہی نہیں ہے۔ جبکہ امام صاحب اس الزام کی تردید کر رہا ہے۔ بہر صورت مسلمانوں میں افتراق پیدا کرنا حد سے زیادہ برا فعل ہے[2]۔ اس وجہ سے بہرحال اس امام کے پیچھے ہی نماز پڑھنا اولیٰ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

فسق وفجور سے توبہ کر لینے والے کی امامت کا حکم

س

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص جو امام ہو چکا ہے ۲۰ برس سے ہے، ۳۵ سال کی عمر تک ارتکاب کبائر کرتا رہا ہے اس نے چند گناہ درج ذیل ہیں۔ ایک قتل بے گناہ اور عورت کو طلاق دینے کے بعد گھر میں رکھا اور کچھ عرصہ بعد نکال دیا۔ جھوٹی گواہی دی اور قتل ہوا اس کے کھیت میں چوتا ہے کسی کا جانور بھی مار دیتا تھا۔ صغیرہ گناہوں کی تو کوئی انتہا نہیں۔ بعد ۳۵ برس کے اس نے تمام گناہوں سے توبہ کر کے علم دین حاصل کرنا شروع کیا۔ چند سال کے بعد قرآن مجید مع قرأت حفظ کیا۔ اب اس نے علی الاعلان لوگوں کے سامنے توبہ کی اور اللہ تعالیٰ کے دربار میں بھی تائب ہوا ہے۔ مگر مقتول کے وارثوں سے معافی نہیں مانگا اور میں کا جنازہ بھی پڑھتا ہے گاؤں کے تمام معززین صاحبان سے کسی قیمت بھی ہے۔ صاحب جو پیدا (نفل) ہے۔ گاؤں کی جامع مسجد میں امام اور خطیب کی ضرورت ہے۔ اب کیا از روئے شریعت یہ شخص امامت وخطابت کے فرائض سر انجام دے سکتا ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

---

(۱) الدر المختار (وصح اذن صاحب البيت) ومثله امام المسجد الراتب (أولى بالامامة من غيره) مطلقا كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۹۸۳ طبع ايچ ايم سعيد كراچی
وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة فصل في الامامة ص: ۲۹۹ طبع دار الكتب العلمية بيروت.
(۲) قوله تعالى والفتنة أكبر من القتل البقرة: ۲۱۷

☆ جواب ☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم - واضح رہے کہ گناہ چاہے کسی قسم کے ہوں تو بعض گناہوں کا تعلق حقوق اللہ سے ہوتا ہے اور بعض کا حقوق العباد سے، جو آپ نے ذکر کیا ہے ان سے توبہ کرنے کی نوعیت بھی مختلف ہے۔ اگر حقوق اللہ میں سے کوئی فرض مثلاً نماز کا ترک وغیرہ واقع ہوا ہے تو اس سے توبہ کا طریقہ یہ ہے کہ اس پر پشیمان اور نادم ہو کر رب سے معافی مانگے اور اس کی قضا لوٹائے[1]۔ اور اگر کوئی ایسا گناہ کیا جس کا ارتکاب کر چکا ہے تو آئندہ کے لیے اس سے توبہ کر لینا کافی ہے[2]۔ اور اگر حقوق العباد سے تعلق ہے تو ایسی صورت میں رب تعالیٰ سے معافی مانگنے کے ساتھ ساتھ یہ امر بھی توبہ کے لیے ضروری ہے کہ اس حق والے کا حق ادا کردے اور اس سے معافی مانگے[3]۔ صورت مسئولہ میں شخص مذکور اگرچہ لوگوں سے معافی لے کر حقوق معاف کروا چکا ہے لیکن اپنا مال کا حق جو اس کے ذمہ باقی ہے جب تک ان سے معافی نہ لے یا حق معاف نہ کروالے یا ادا نہ کرے معافی نہیں ہوگی ... تو ایسا کوئی گناہ ... عیب ... لائق نہیں ہے[4]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

---

(۱) روض الازہر شرح فقہ اکبر ... إن كانت التوبة فيما بينه وبين الله كفرب الخمر وإن كانت عن ترك فرض من حقوق الله كصلوة وصيام وزكاة ... لا بد مع ذلك من ... لا يعود ... التوبة ... ص ۴۳۶ طبع دار البشائر الإسلامية وكما في موسوعة الفقهية أن للتوبة أربعة شروط الإقلاع عن المعصية حالا والندم على فعلها في الماضي والعزم عزما جازما أن لا يعود إلى مثلها أبدا ... التوبة ۱۴/۱۲۰ طبع المكتبة الحقانية وكذا في شرح المسلم للنووي كتاب التوبة ۲/۳۵۴ طبع قديمي كتب خانه.

(۲) وهو أن يكون مع العزم على عدم العود ... تعريف التوبة ومراتبها وأحكامها ص ۴۳۶ روض الازہر شرح فقه الأكبر طبع دار البشائر الإسلامية

وكذا في موسوعة الفقهية باب التوبة ۱۴/۱۲۰ طبع المكتبة الحقانية.

(۳) روض الازہر في شرح فقه الأكبر ... كانت من مظالم العباد ... صحة التوبة منها ... تعريف التوبة ومراتبها وأحكامها ص ۴۳۶ طبع دار البشائر الإسلامية. وكذا في موسوعة الفقهية ... على ما مضى والعزم على عدم العود لكنه لا تكفي لإسقاط حق من حقوق العباد ... والإقلاع عن ... والعزم على عدم العود ... وكذا في شرح النووي المسلم كتاب التوبة ۲/۳۵۴ طبع قديمي كتب خانه.

(۴) ... وفاسق من الفسق وهو خروج عن الاستقامة ... من مرتكب الكبائر كشارب الخمر والزاني ... كتاب ... باب الإمامة ۱/۵۶۰ طبع ايچ ايم سعيد

وكذا في تفسير روح المعاني ... ۲۸۵/۱ طبع دار إحياء التراث العربي

وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلاة ... ص ۳۰۲ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان

نامرد ہو جانے والے اور زنا سے توبہ کرنے والے کی امامت

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء مسئلہ ذیل میں کہ (۱) ایک شخص پیدائشی مخنث نہیں لیکن بعد میں کسی بیماری کی وجہ سے یہ شخص مذکور نامرد ہو گیا یعنی عورت کے قابل نہیں رہا۔ ویسے یہ شخص نیک بھی ہے اور اہل علم فضل بھی ہے۔ کیا اس شخص کو مستقل امام بنایا جا سکتا ہے یا نہیں؟ کیا لوگوں کی نماز اس کے پیچھے جائز ہے یا نہیں؟

(۲) ایک شخص بہت بڑا زانی ہے یہاں تک کہ اس شخص نے کسی قسم کا زنا بھی نہیں چھوڑا یعنی زنا کی کوئی ایسی قسم نہیں کہ اس شخص نے چھوڑی ہو۔ لیکن شریعت کے باقی احکام پر پابند ہے۔ پنجگانہ نماز بھی پڑھتا ہے اور روزہ بھی رکھتا ہے اور قدرے اہل علم بھی ہے۔ اگر یہ شخص زنا سے توبہ کر لے اور آئندہ کے لیے عہد کرے کہ ایسا کبھی نہیں کروں گا تو کیا یہ شخص مستقل طور پر لوگوں کا امام بن سکتا ہے یا نہیں؟ کیا اس کے پیچھے لوگوں کی نماز درست ہے یا نہیں؟ سائل خادم العلماء بشیر احمد

﴿ج﴾

(۱) یہ شخص امام بن سکتا ہے اس کی امامت میں کوئی قباحت نہیں[1]۔

(۲) زنا سے توبہ کرنے کے بعد یہ شخص امام بن سکتا ہے[2] واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

---

(۱) وفي فتاوى الارشاد يجوز أن يكون إمام القوم في الصلاة أفضلهم في العلم والورع والتقوى والقراءة والمجبوب والمسنـ . التاتارخانية كتاب الصلاة باب الامامة من هو أحق بالامامة ۱/۶۰۰ طبع إدارة القرآن والعلوم الاسلامية

وكذا في الدر المختار كتاب الصلاة باب الامامة ۱/ ۵۵۷، ۵۵۸ طبع ايچ ايم سعيد كراچي

وكذا في النهر الفائق كتاب الصلاة باب الامامة ۱/ ۲۳۹ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان.

(۲) والذين إذا فعلوا فاحشة أو ظلموا أنفسهم ذكروا الله فاستغفروا لذنوبهم الآية ۱۳۵ سورة آل عمران

وعن ابن مسعود رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم التائب من الذنب كمن لا ذنب له مشكوة المصابيح باب التوبة والاستغفار ص ۲۰۶ طبع قديمي كتب خانه

وكذا في ابن ماجه باب ذكر التوبة والاستغفار ص ۳۲۳ طبع ايچ ايم سعيد كمپني.

کیا مرد سے ناجائز تعلقات رکھنے والے کے پیچھے نماز جائز ہے

سوال:

[illegible]

جواب:

[illegible] [1] [illegible] [2] [illegible]

[illegible] کی امامت کا حکم

سوال:

[illegible]

[illegible]

---

(۱) [illegible]

(۲) [illegible]

عرف نے بدل دئے ہیں تو حکم بھی بدل جاتے ہیں۔ تغیر الاحکام بتغیر الزمان (شامی) [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] الاحرام الاسعو الاحرام الاسامی [illegible]

[illegible]

[illegible]

سوال نمبر [illegible]

[illegible] (۱) [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جواب [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] (۲) [illegible]

---

(۱) كما في البحر الرائق [illegible] كفاية [illegible]

[illegible] ج ۱ ص [illegible] سعید کراچی

(۲) والتنفل في [illegible]

[illegible] كتاب الصلاة [illegible]

[illegible] كتاب الصلاة [illegible]

رشیدیہ کوئٹہ [illegible] كذا في البحر الرائق [illegible] رشیدیہ کوئٹہ

ان صاحب کے پیچھے نماز جائز ہے۔[1]

مردے نہلانے کے کام کو اپنی روزی قرار دینے والے کی امامت کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے کہ ایک آدمی نے مردے نہلانے کا کام اپنے ذمے لے رکھا ہے اور جو کچھ مردہ کے گھر والے دیتے ہیں اس کو اپنی روزی اور اپنے لئے حلال تصور کرتا ہے۔ کیا اس آدمی کے پیچھے نماز پڑھنا یا جمعہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ یہ بات بھی ہے کہ اگر کوئی آدمی ان مولوی صاحب سے مردہ نہلوائے بغیر غسل کا کام کرا لے تو مولوی صاحب ان سے شکایت کرتا ہے۔ ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

جواب

مردہ کو غسل دینا جائز کام ہے۔ غسل دینے پر اجرت لینا جائز ہے جیسا کہ در مختار میں ہے[2]۔ والافضل ان یغسل المیت مجانا فان ابتغی الغاسل الاجر جاز ان کان ثمه غیره والا لا لتعینه علیه وینبغی ان یکون حکم الحمال والحفار کذلک سراج

لہذا اس کی امامت درست ہے لیکن اگر وہ کسی میت کو بغیر اجرت غسل نہیں دیتا اور کسی اور کے غسل دینے کی صورت میں ان کے گھر والوں سے شکایت کرتا ہے یا غسل دینے والے سے جھگڑا کرتے ہوئے بول چال بند کر لیتا ہے تو تین دن سے زیادہ بلا وجہ شرعی قطع تعلق حرام ہے[3]، اور فاسق کی امامت مکروہ ہے۔ لہذا اس کی

---

1) والاحق بالامامة ... الاعلم بأحكام الصلاة فقط صحة وفسادا بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة الخ (الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الامامة ۱/۵۵۷ طبع ايچ ايم سعيد كراچی)
وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، باب الامامة، في بيان الاحق بالامامة ص ۲۹۹-۳۰۰ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان
وكذا في حلبي كبير ... كتاب الصلاة ... الامامة ص ... طبع سهيل اكيڈمي لاهور

2) الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الجنائز ۲/۱۹۹ طبع ايچ ايم سعيد كراچی
وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز ۱/۱۵۹ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه، وكذا في البحر الرائق، كتاب الجنائز ۲/۳۰۲ رشيديه كوئٹه

3) عن ابي ايوب الانصاري رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يحل للرجل ان يهجر اخاه فوق ثلاث ليال (مشكوة المصابيح، كتاب الآداب، باب ما ينهى عنه من التهاجر والتقاطع ص ۴۲۷ طبع قديمي كتب خانه كراچی) وكذا في مرقاة المفاتيح شرح مشكوة المصابيح ... (كتاب الآداب، باب ما ينهى عنه من التهاجر والتقاطع، الفصل الاول ۸/ ... طبع دار الكتب العلمية بيروت)

امامت مکروہ ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

میت کو غسل دینے والے کی امامت کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ امام مسجد اگر میت کو غسل دے تو [illegible]

بیان فرمادیں۔

الجواب

اصل تو یہ ہے کہ مردے کو اس کے عزیز و اقارب غسل دیں، یہاں اگر ان کو غسل دینا نہیں آتا تو ان کو سکھانا چاہیے۔ باقی امام مسجد کا غسل دینا جائز ہے بلکہ اس صورت میں جب کہ کوئی دوسرا غسل دینے والا موجود نہ ہو تو واجب ہے اور اس صورت میں غسل کی اجرت لینا ناجائز ہے،(۱)(۲) اور اجرت لینا مکروہ ہے۔(۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

[illegible]
الجواب صحیح [illegible]
الجواب صحیح [illegible]

---

(۱) في الدر المختار ويكره تقديمه كراهة تحريم كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵۶۰ طبع ايچ ايم سعيد كراچي. وكذا في حلبي كبير كتاب الصلوة باب الامامة ص ۵۱۳ طبع سهيل اكيڈمي لاهور
وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة فصل في الامامة ص ۳۰۶ طبع دار الكتب العلمية بيروت.

(۲) غسل الميت حق واجب على الاحياء بالسنة واجماع الامة كذا في النهاية (هندية) كتاب الصلوة الفصل الثاني في الغسل ۱/۱۵۸ طبع مكتبه رشيديه كوئته.
وكذا في الشامية قوله لتعينه عليه أي لانه صار واجبا عليه عينا ولا يجوز أخذ الاجرة على الطاعة كالمعصية كتاب الصلوة باب صلوة الجنازة ۲/۱۹۹ طبع ايچ ايم سعيد كراچي
وكذا في منحة الخالق على البحر الرائق وعن ابي يوسف ... حتى يوجد من يتعلم ... كتاب الجنائز ۲/۳۰۵ طبع مكتبه رشيديه كوئته.

(۳) والافضل أن يغسل الميت مجانا فان ابتغى الغاسل الاجر جاز ان كان ثمة غيره والا لا لتعينه عليه. الدر المختار كتاب الصلوة باب الجنائز ۲/۱۹۹ طبع ايچ ايم سعيد كراچي.
وكذا في الفتاوى الهندية كتاب الصلوة الباب الحادي والعشرون الفصل الثاني في الغسل في الجنائز ۱/۱۵۹ طبع مكتبه رشيديه كوئته
وكذا في البحر الرائق كتاب الصلوة باب الجنائز ۲/۳۰۵ طبع مكتبه رشيديه كوئته

الجواب: بعون الملک الوھاب۔

میت کو غسل دینا نہایت ثواب کا کام ہے جو صاحب تقویٰ و امانت دار کسی اور نیک شخص کا حق ہے، اگر ان کو علم نہ ہو تو ان کی جہالت آڑے آتی ہے۔ اگر دو آدمی جانتے ہوں تو ایک بیٹے سے افضل ہے، یہ اس وقت کا ایک ذریعہ بن گئے ہوں تو اس صورت میں اگر میت کی وجہ سے تعزیت ہے تو ضروری ہے کہ مقتدیوں کی نگاہوں میں وہ معمور رہے تو اس کا اجر امام اور مقتدی دونوں کو ملتا ہے اور اگر وہ چاہتے ہیں کہ امام واقعی معمور رہے تو اس کا حق ادا کرے، تو امام کی مالی خدمت کرنی ہو تو غسل میت کے علاوہ کی جائے تاکہ غسل میت کا ایک شرعی عمل کی اجرت نہ ٹھہرے اور ایسا ہی عمل میں یہ احسن طریقہ ہے اور غسل کے بعد بھی وہ امام ہے، البتہ غسل میت پر اجرت لینا بھی جائز ہے اور متعین کی گئی ہو تو بھی اجرت ہے، مسجد کا امام ہوتا ہے جو مسجد کی خدمت کرتا ہے، اس لیے کہ شخص اس بنا پر متقی تھا کہ اس کی اقتدا میں نماز ہو، تو جو امام اپنے نفس کو مساجد کے پیچھے نماز پڑھانے کے لیے روک دے اور حاجت مندوں کی خدمت کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

[illegible]

[illegible]

غسل دینا ایک اعلیٰ کام ہے غسل دینے سے ثواب ملتا ہے اور یہ بڑے ثواب کا کام ہے، علماء کرام اس بات پر متفق ہیں کہ غسل دینے والے کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ نہیں ہے، البتہ اگر غسل دینے والے کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ سمجھا جائے یا اس کی حقارت سمجھی جائے تو یہ غلط ہے، کیونکہ غسل دینا ایک نیک عمل ہے۔

غسل میت کا شرعاً حکم یہ ہے کہ میت کے قریبی رشتہ دار غسل دیں، اگر وہ غسل نہ دے سکیں تو کوئی نیک متقی پرہیزگار[1] ویستحب للغاسل ان یکون اقرب الناس الی المیت فان لم یعلم الغسل فاهل الامانة والورع كذا في الزاهدي. (الهندية) وكذا في صغيري [illegible] میں امام مسجد سے غسل دلوانے میں بعض اوقات امام مسجد کو بلایا جاتا ہے اور اس کی تنخواہ میں یہ کام شامل سمجھا جاتا ہے، اور اگر امام صاحب غسل کی الگ اجرت بھی لیں تو یہ بھی جائز ہے[2] ولا فضل في غسل الميت معه قال ابتغى الفاسل الاجر جاز ان

---

(۱) كتاب الصلوة الباب الحادي والعشرون في الجنائز وفيه خمسة فصول الفصل الثاني في الغسل ۱/۱۵۹ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه وكذا في صغيري كتاب الصلوة باب الجنائز ص ۲۸۰ طبع سعيدي كتب خانه

(۲) الدر المختار كتاب الصلوة باب الجنائز ۲/۱۹۹ طبع ایچ ایم سعید کراچی

(۳) الفتاوى الهندية كتاب الصلوة الباب الحادي والعشرون في الجنائز وفيه خمسة فصول الفصل الثاني في الغسل ۱/۱۵۹ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه وكذا في البحر الرائق كتاب الصلوة باب الجنائز ۲/۱۷۰ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه

كما في نسخة عنبره و الالا ... یہ بات الفریت سے کسی ایک امام سے بھی جاتی ہے۔
(ملاحظہ) یہ حل ہے الا اور نہیں۔

میت کو نہلانے والے کی امامت کا حکم

کیا جو شخص مردے نہلانے والا مستحق ہے

سوال:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص ہمارے گاؤں میں جو لوگ فوت ہو جاتے ہیں اکثر مردوں کو غسل دیتا ہے اور امامت بھی کرتا ہے، بعض لوگ اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے اور کہتے ہیں کہ ایک صاحب حافظ قرآن ہیں، وہ نماز پڑھاتے ہیں اور مردوں کو غسل دیتے ہیں، تو کیا جو شخص مردے نہلاتا ہے اس کی امامت جائز ہے؟ براہ کرم جواب دے کر عند اللہ ماجور ہوں۔

الجواب:

مردے کو نہلانے والے کے پیچھے نماز درست ہے،(۱) جو شخص امامت کی اہلیت رکھتا ہے(۲) لیکن اگر کوئی شخص غسل کی اجرت لے تو اس کی امامت مکروہ ہوگی(۳) علامہ شامی نے

---

(۱) ثم الأعلم بأحكام الصلاة ... والأحق بالإمامة الأعلم بأحكام الصلاة فقط صحة وفسادا بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱/۵۵۷، طبع ايچ ايم سعيد كراچی) وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح: الأعلم بأحكام الصلاة فقط صحة وفسادا بشرط اجتنابه الفواحش الظاهرة، كتاب الصلاة، فصل في الإمامة، ص: ۲۹۹، طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان. وكذا في حلبي كبير: الأولى بالتقديم إذا كان ... كتاب الصلاة، باب الإمامة، ص: ۱۳۰، طبع سهيل اكيڈمی لاهور
(۲) والأحق بالإمامة ... (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱/۵۵۹، طبع ايچ ايم سعيد كراچی) وكذا في الهندية، كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثاني في بيان من هو أحق بالإمامة: ۱/۸۳، طبع مكتبه رشيديه كوئٹه. وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱/۳۶۶، طبع مكتبه رشيديه كوئٹه
(۳) قوله بشرط اجتنابه ... (رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: ۱/۵۵۷، طبع سعيد كراچی

احوالِ طہارت وغیرہ کا لحاظ رکھتا ہو تو اس کی امامت مکروہ نہیں ہے، اگر وہ شخص امامت کا مستحق ہو تو یہاں بھی مکروہ ہے۔ لیکن اگر وہ دوسرے قوم سے افضل و اعلم ہے تو قوم کو چاہیے کہ اس کی امامت پر راضی ہوں۔ نیز اس کو بھی چاہیے کہ عالم ہونے کی وجہ سے جب غرض کام ہے تو پھر باقی غسل میت کے بارے میں جو ثواب ہے وہ اس صورت میں ہے جب کہ محض للہ ہو۔ اور اگر میت سے اجرت لینے کی صورت میں کوئی ثواب نہیں ملتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

میت کو نہلانے والے کا جنازہ میں امام بننے کا حکم

سوال

میت کو نہلانے والا نماز جنازہ پڑھا سکتا ہے یا نہیں۔ فرض نماز پڑھا سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب

ہر دو[1] صورتوں میں اس کے پیچھے نماز جائز ہے۔ کوئی کراہت نہیں ہے[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبد اللطیف غفرلہ

۲۰ محرم ۱۳۹۲ھ

---

(۱) غسل الميت حق واجب على الأحياء بالسنة وإجماع الأمة كذا في النهاية. (هندية) كتاب الصلوة الفصل الثاني في الغسل ۱/۱۵۸ ط مكتبه رشيديه كوئٹه

وكذا في الشامية قوله لنفسه عليه أي لأنه صار واجباً عليه عيناً ولا يجوز أخذ الأجرة على الطاعة كالعصبة كتاب الصلوة باب الجنائز ۲/۱۹۹ ط ايچ ايم سعيد

وكذا في منحة الخالق على هامش البحر الرائق وعن أبي يوسف يجب أن الغرض غير الغسل له منها حتى لو غسل لتعليم أجزأ كذا في الفتح كتاب الجنائز ۲/۱۷۰ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه

(۲) الدر المختار والأحق بالإمامة الأعلم بأحكام الصلوة فقط صحة وفساداً بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة كتاب الصلوة باب الإمامة ۱/۵۵۷ طبع ايچ ايم سعيد كراچی

وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح (فالأعلم بأحكام الصلوة الحافظ ما به سنة القراءة ويجتنب الفواحش الظاهرة كتاب الصلوة باب الإمامة ۲۹۹، ۳۰۰ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان.

وكذا في حلبي كبير أن العالم أولى بالتقدم إذا كان يجتنب الفواحش الخ كتاب الصلوة باب الإمامة ۵۱۳ طبع سهيل كتب خانه.

[illegible] امامت کا حکم

سوال

[illegible]

جواب

[illegible]

[illegible]

---

1) [illegible] الأئمة [illegible] في الغسل ١/١٥ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه. وكذا في [illegible] طبع ايچ ايم سعيد كراچی. وكذا في [illegible] على هامش [illegible] حتى لو غسل [illegible] كتاب الحدث [illegible] طبع مكتبه رشيديه كوئٹه

2) [illegible] الكافي [illegible] لأن الناس لا يرغبون في [illegible] باب الامامة [illegible] طبع سعيد كراچی

3) الدر المختار [illegible] وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة فصل في الامامة [illegible] طبع دار الكتب العلمية بيروت.

4) والأفضل أن [illegible] الدر المختار كتاب الصلوة باب صلوة [illegible] طبع ايچ ايم سعيد كراچی

وكذا في الهندية كتاب الصلوة الباب [illegible] الفصل الثاني [illegible] طبع مكتبه رشيديه كوئٹه. وكذا في البحر الرائق كتاب الصلوة [illegible] مكتبه رشيديه كوئٹه.

5) [illegible] ١٢/٤١٥ [illegible] اداره اسلاميات لاهور

کیا بہت غلطیاں کرنے والے کو امام بنانا جائز ہے

سوال نمبر

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص امام قرأت میں غلطی کرتے ہوئے پڑھتا ہے۔ کیا اس کی جگہ کسی پڑھے ہوئے یا اچھے قاری سے پڑھانا ہے؟ کیا یہ شرط ہے کہ جس میں اتنی غلطی نہ ہو جو پڑھتا چلا جائے اور کوئی نہ ٹوکے۔ غلطیاں مثلاً الحمد کو الھمد پڑھنا انعمت کو **انعمت** پڑھنا **اھدنا** کو **اھدنا** پڑھنا **نستعین** کو **نستعین** پڑھنا **اھلکنی** کو **اھلکنی** اللہ یعنی مرتبہ پڑھنا، ضرب اللہ مثلا کو ضرب پڑھنا، ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب

صحیح یہ ہے کہ جو شخص قرآن پڑھنے میں غلطی کرتا ہو اس کو امام بنانا مکروہ ہے[1] ... قرأت میں غلطیاں کرنے سے اگر معنی میں تغیر فاحش ہو تو نماز فاسد ہو جاتی ہے ... ہاں اگر معنی میں تغیر فاحش نہ ہو تو نماز ہو جاتی ہے، ان امور میں تفصیل ہے جو کتب الفقہ والقراءۃ میں مذکور ہے۔ ایسے شخص کو امام بنانا مکروہ ہے، تاہم جو شخص قرآن کی تصحیح کی کوشش کرے[2] ...

---

(۱) وفی التاتارخانیۃ ... ویکرہ أن یکون الامام صاحب بدعۃ ویکرہ للرجل أن یحیی ... کتاب الصلوٰۃ ... طبع ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیۃ۔
وکذا فی حلبی کبیر والمراد ... یعتقد شیئا علی خلاف ما یعتقدہ اہل السنۃ والجماعۃ وانما یجوز الاقتداء بہ ... طبع سہیل اکیڈمی لاہور۔
وکذا فی حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح کتاب الصلوٰۃ باب الامامۃ ص ۳۰۲ طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان۔
الدر المختار مع رد المحتار ... فی کل حال (قولہ بکل حال) ای سواء قرأ الامام قدر ما تجوز بہ الصلوٰۃ أو لا کتاب الصلوٰۃ باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا ۱/ ۶۲۲ طبع سعید کراچی۔
وکذا فی حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح باب ... ص ۳۴۳ طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان، وکذا فی البحر الرائق کتاب الصلوٰۃ باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا ۲/ ... طبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ۔

(۲) لما فی ... قرآن شریف ... قرأت ... ص ۲۰۴ ...

کو دوبارہ امام بنایا جاسکتا ہے(۱) فقط واللہ اعلم۔

قرآن پاک غلط پڑھنے والے اور مسائل نماز سے بے پرواہ کی امامت کا حکم

سوال

میرا گاؤں چک نمبر ۳۵۔B-۱۷ تحصیل و ضلع ملتان ہے۔ اس گاؤں میں صرف ایک ہی مسجد ہے۔ آبادی تقریباً ۳۰۰۰ کے لگ بھگ ہے۔ لوگ دینی تعلیم سے دور ہیں۔ نمازی بھی تعداد میں بہت کم ہیں۔ دینی تعلیم نہ ہونے کی وجہ سے مسائل سے بھی واقف نہیں۔ گاؤں ہذا کی مسجد میں دو شخص باپ اور بیٹا امامت کے فرائض ادا کرنے پر مامور ہیں۔ دونوں مسائل سے پورے واقف نہیں۔ بعض اوقات تو ان سے ایسی حرکات سرزد ہو جاتی ہیں کہ [illegible] بیان کرتے ہوئے شرم بھی آتی ہے۔ امام مسجد یعنی باپ درست قرآن پاک نہیں پڑھ سکتا۔ اس لیے بعض اوقات نماز میں غلطی ہو جاتی ہے۔ [illegible] ہیں۔ جمعہ کا خطبہ نہیں پڑھ سکتا۔ ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں پڑھ سکتا ہے۔ [illegible] ہے۔ لیکن ان کو کوئی اثر نہیں۔ ایسے قرآن پاک کی [illegible] ہیں۔ [illegible] امام مسجد کا بیٹا خود قرآن حکیم کا حافظ ہے۔ باپ کی نسبت قرآن پاک قدرے اچھا پڑھتا ہے۔ لیکن نماز کا پورا پابند نہیں۔ دینی مسائل سے واقفیت نہیں رکھتا۔ [illegible] کے بعد [illegible] ہے۔ ظہر اور عصر [illegible] نماز [illegible] کو نفل نماز سمجھتا ہے۔ پہلے دو تین سال سے [illegible] ہے۔ اب صرف جمعہ پر اکتفا کرتا ہے۔ باپ اور بیٹا [illegible] ہیں [illegible] کوئی [illegible] نہیں۔ [illegible] بھی پرواہ نہیں کرتا۔

بیٹے نے جمعہ [illegible] بھی [illegible] صرف خطبہ پڑھنے کے موقع پر ادا کرتا ہے۔ [illegible] ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں وعظ فرماتے ہیں۔ [illegible] جب انھوں نے وعظ [illegible] تو [illegible] لیکن بیٹا بھی نقل کرنے کے لیے [illegible] باپ نے جمعہ کا وعظ شروع کر دیا۔ [illegible] زیادہ ایک منٹ وعظ فرمایا [illegible] نمازی نے کہنے پر [illegible] خطبہ پڑھا

---

(۱) وفی فتاوی دارالعلوم [illegible] امام القوم فی الصلوٰۃ افضلهم فی العلم والورع والتقوی والقراءة والنسب والحسب [illegible] كتاب الصلوٰة [illegible] الاحق بالامامة [illegible] ط: ادارة القرآن والعلوم الاسلامية. وكذا في الدر المختار كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵۵۷ [illegible] ط: ایچ ایم سعید کمپنی کراچی. وكذا في النهر الفائق كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۲۴۲ ط: دار الكتب العلمية بيروت لبنان.

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

والدليل على كل ما ادعينا والسنة فيها القبضة الخ. ولذا قال يحرم على الرجل قطع لحيته [1] ويكره امامة عبد وفاسق (در مختار) بل مشى في شرح المنية على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم [2] وفي النهر عن المحيط صلى خلف فاسق او مبتدع نال فضل الجماعة فان امكن الصلوة خلف غيرهم فهو افضل والا فالاقتداء اولى من الانفراد [3] الدر المختار [4] والاحق بالامامة تقديما بل نصبا الاعلم باحكام الصلوة بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة وحفظه قدر فرض وقيل واجب وقيل سنة ثم الاحسن تلاوة وتجويدا للقراءة [5]. فقط والله تعالى اعلم

---

١) الدر المختار مع رد المحتار كتاب الحظر والاباحة فصل في البيع ٦/٤٠٧ طبع ايچ ايم سعيد كراچی.

وشبهه في الدر المختار مع رد المحتار كتاب الصوم باب ما يفسد الصوم وما لا يفسد ٢/٤١٨ طبع ايچ ايم سعيد كراچی.

٢) شامی كتاب الصلوة باب الامامة ١/٥٦٠ طبع ايچ ايم سعيد كراچی.

وكذا في حلبي كبير كتاب الصلوة باب الامامة ص: ٥١٣ طبع سعيدی كتب خانه.

وكذا في منحة الخالق على البحر الرائق كتاب الصلوة باب الامامة ١/٦١١ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه.

٣) الدر المختار كتاب الصلوة باب الامامة ١/٥٦٢ طبع ايچ ايم سعيد كراچی.

وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة فصل في الامامة ص: ٣٠١ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان.

وكذا في البحر الرائق كتاب الصلوة باب الامامة ١/٦٢٧ طبع ايچ ايم سعيد كراچی.

٤) (شامی) كتاب الصلوة باب الامامة ١/٥٥٩ طبع ايچ ايم سعيد كراچی.

٥) الدر المختار كتاب الصلوة باب الامامة ١/٥٥٧ طبع ايچ ايم سعيد كراچی.

وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة فصل في الامامة ص: ٢٩٩، ٣٠٠ طبع دار الكتب العلمية بيروت.

وكذا في حلبي كبير كتاب الصلوة باب الامامة ص: ٥١٣ طبع سعيدی كتب خانه.

قرآن پاک غلط پڑھنے والے کی امامت

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسائل میں کہ:

(۱) ایک امام مسجد قرآن شریف غلط پڑھتا ہے ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا ناجائز۔ (۲) یہ امام مسجد پرچون کی دکان رکھ سکتا ہے یا نہیں۔ (۳) ایک امام جو معاشی آمدنی اور سود سے تعلق قائم رکھتا ہے۔ اس کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے۔ ایسے امام کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہوتا ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

(۱) وہ شخص معلوم ہونا چاہیے تاکہ اس کے موافق مطلب اور معنی دیکھ کر حکم لکھا جاوے (۲) کر سکتا ہے[1]۔ (۳) اگر اس امام کو سود کھانے کی عادت ثابت نہ ہو تو اس کی امامت بلا کراہت صحیح ہے اور اگر ثابت ہے تو یہ شخص فاسق و عاصی ہے اور اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ ویکرہ امامة عبد الخ وفاسق[2]

قوله وفاسق من الفسق وهو الخروج عن الاستقامة ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر والزاني الى قوله بل مشى في شرح المنية على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم[3] واللہ اعلم

[illegible] عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح [illegible] ۱۴۰۸ھ

---

۱) لما في قوله تعالى: واحل الله البيع وحرم الربوا الآية سورة البقرة آيت: ۲۷۵ پاره ۳.
وكذا في مشكوة المصابيح عن عبد الله قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم طلب كسب الحلال فريضة بعد الفريضة رواه البيهقي في شعب الايمان كتاب البيوع باب كسب الحلال الفصل الثاني ص ۲۴۲ طبع قديمي كتب خانه.

۲) كذا في الدر المختار كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵۵۹ طبع ايچ ايم سعيد كراچي. ومثله في الخلاصة الفتاوى كتاب الصلوة الفصل الخامس عشر في الامامة والاقتداء ۱/۱۴۵ طبع مكتبه رشيديه كوئته. ومثله في البناية على شرح الهداية كتاب الصلوة باب الامامة ۲/۳۳۲،۳۳۳ طبع دار الكتب العلمية بيروت.

۳) شامي، كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵۶۰ طبع ايچ ايم سعيد كراچي.
وكذا في تفسير روح المعاني سورة البقرة آيت ۲۷۶، ۳/۸۲ دار احياء التراث العربي.
وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة فصل في بيان الاحق بالامامة ص: ۳۰۲ طبع دار الكتب العلمية بيروت.

علم تجوید سے ناواقف شخص کو امام مقرر کرنے کا حکم

سوال

[illegible]

جواب

[illegible]

تجوید کے خلاف قرآن پڑھنے والے کے پیچھے نماز کا حکم

سوال

[illegible]

---

(۱) [illegible]

(۲) [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کی صفات یا معدہ میں کمی ہے، اسے الف پڑھنا مجبوراً جائز ہے، ان کے امام بننے پر اشکال ہے۔

جواب

سوال میں مذکورہ غلطیاں مختلف غلطیاں ہیں، ایک تلفظ کی غلطی ہے جو آدمی سے ہو سکتی ہیں، ایسے آدمی کو مسجد کا امام تو ہرگز نہیں ہونا چاہیے[1] جب حروف کی ادائیگی صحیح نہیں ہوتی تو جن صورتوں میں ان کی یہ غلطیاں ہیں تو ان صورتوں میں نماز فاسد ہو جاتی ہے، اس لیے ایسے امام سے احتراز کیا جائے، نیز ان کی نماز کی صحت اور فساد کا مسئلہ یہ ہے کہ اس تبدیلی کی وجہ سے یہ لفظ بے معنی ہو جاتا ہے، اس لیے قواعد کے تحت ایسے تو نماز کا لوٹانا لازم آتا ہے[2] لیکن بعض فقہاء نے عموم بلویٰ کی بنا پر ان کی نماز کے جواز اور صحت کی امید کی جا سکتی ہے[3] البتہ ایسے شخص پر صحیح پڑھنا سیکھنا بھی لازم ہے۔

---

(1) لما في المحيط البرهاني: ولا تجوز إمامة الألثغ الذي لا يقدر على التكلم ببعض الحروف إلا لمثله ... وصلاة الألثغ ... الخ
المحيط البرهاني، كتاب الصلاة، الفصل الرابع في ... ٢/٢٦٣ طبع إدارة القرآن كوئٹہ
وكذا في الفتاوى التاتارخانية: كتاب الصلاة، الفصل ... ١/٤٧٧ طبع إدارة القرآن والعلوم الإسلامية
وكذا في الدر المختار ... باب الإمامة ١/٥٨٢ طبع ايچ ايم سعيد كراچي

(2) فإن لم يمكن ... في القرآن ... كتاب الصلاة، مطلب مسائل زلة القاري ١/٦٣٢ طبع ايچ ايم سعيد كراچي
وكذا في الفتاوى الهندية ... كتاب الصلاة، الفصل ... في قراءة القرآن ١/٧٩ طبع مكتبه رشيديه كوئٹہ

(3) وكذا في الفتاوى الهندية: كتاب الصلاة، الفصل الخامس في زلة القاري ١/٧٩ طبع مكتبه رشيديه كوئٹہ
لا تفسد لعموم البلوى وهو قول أبي يوسف ... كتاب الصلاة، مطلب مسائل زلة القاري ١/٦٣٢ طبع ايچ ايم سعيد كراچي
وكذا في الهندية ... لا تفسد صلاته عند عامة المشائخ ... كتاب الصلاة، الفصل الخامس في زلة القاري ١/٧٩ طبع مكتبه رشيديه كوئٹہ
وكذا في التاتارخانية ... كتاب الصلاة ... في زلة القاري ... ١/٤٦٥ طبع إدارة القرآن والعلوم الإسلامية

مہندی کا خضاب لگانے والے اور بدعتی کی امامت

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین درین مسائل کہ

(۱) ایک عالم دین عرصہ تقریباً ۱۸، ۱۹ سال سے ہمارے چک ۵ کی جامع مسجد کے امام ہیں۔ فریضہ امامت کو پوری طرح ادا کر رہے ہیں۔ عقائد کے لحاظ سے پکے دیوبندی ہیں۔ نیک عقیدہ ہیں صبح کو بعد نماز فجر قرآن پاک کا درس بھی دیتے ہیں۔ ترک بدعت سے نفرت رکھتے ہیں۔ جمعیت علماء اسلام کے نائب امیر بھی ہیں۔ چک ۵ میں تبلیغی جماعت کے بڑے کارکن بھی ہیں۔ صرف بات اتنی ہے کہ امام مذکور سیاہ خضاب کی بجائے مہندی کا رنگ داڑھی پر لگاتے ہیں تو کیا ایسے امام صاحب کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔

(۲) اسی چک ۵ میں ایک سید صاحب ہیں جو کہ بریلوی العقیدہ ہیں جن کا عقیدہ درست نہیں ہے۔ جو بدعتی ہے ہر سال میں عید میلاد النبی مناتے ہیں قوالی وغیرہ ہوتی ہے گانے بجانے والے بھی بلائے جاتے ہیں ان سید مذکور نے دوسری مسجد چک ۵ میں تیار کی ہے جس میں امامت کرتا ہے اور نماز پڑھاتا ہے تو کیا شرعاً اور فقہی روایات کی رو سے ایسے سید مذکور کی امامت جائز ہے یا ان کے پیچھے نماز ادا کرنا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

جواب

(۱) سیاہ خضاب کے علاوہ مہندی کا استعمال کرنا درست ہے[1] اس لیے امام مذکور کی امامت بلا کراہت درست ہے[2]۔

---

(۱) يستحب للرجل خضاب شعره ولحيته ولو في غير حرب في الأصح والأصح أن النبي صلى الله عليه وسلم لم يفعله ورد أن أبا بكر رضي الله عنه خضب بالحناء والكتم. الدر المختار مع رد المحتار كتاب الحظر والإباحة فصل في البيع ۶/۴۲۲ طبع ایچ ایم سعید کراچی

وكذا في الهندية وعن الإمام أن الخضاب حسن لكن بالحناء والكتم والوسمة وأراد به اللحية وشعر الرأس والخضاب في غير حال الحرب لا بأس به في الأصح ۵/۳۵۹ طبع مكتبه رشيديه كوئته.

وكذا في الخانية والخضاب بالحناء والوسمة حسن كتاب الحظر والإباحة باب ما يكره من الثياب والحلي والزينة ۳/۴۱۲ طبع مكتبه رشيديه كوئته

(۲) والأحق بالإمامة الأعلم بأحكام الصلوة فقط صحة وفساداً بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة. الدر المختار كتاب الصلوة باب الإمامة ۱/۵۵۷ طبع ایچ ایم سعید کراچی.

وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح فالأعلم بأحكام الصلوة الحافظ ما به سنة القراءة ويجتنب الفواحش الظاهرة كتاب الصلوة فصل في الإمامة ص ۲۹۹، ۳۰۰ طبع دار الكتب العلمية بيروت. وكذا في حلبي كبير أي العالم أولى بالتقديم إذا كان يجتنب الفواحش ص ۵۱۳ كتاب الصلوة باب الإمامة سعيدي كتب خانه.

(۲) شخص مذکور فاسق ہے جس کی امامت مکروہ ہے(۱)۔

تعویذات کے ذریعہ علمِ غیب کے قائل کی امامت کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی نے مولوی صاحب سے پوچھ کر لکھوایا ہے مولوی صاحب نے فرمایا تمہارے ہاں ایک شخص رہتا ہے اور وہ یہاں تک سے کہ مجھ پتا چل جائے گا اور میری حیثیت ختم ہو جائے گی۔ تعویذ نے بتایا چند دنوں کے بعد ایک آدمی نے مولوی صاحب سے پوچھا کس طرح معلوم ہو گیا ہے تو ... رہتا ہے مولوی صاحب نے جواب دیا کہ ... ہے۔ یہ ایک ایسی بات ہے جس سے معلوم کر لیتا ہوں اور ایک آدمی نے کہا کہ مجھے فلاں مرض ہے تعویذ دے دیا ... اور پھر آدمی کو ... سے بچا کہ میرا عقیدہ ہے کہ ... سے ... اور روحانی فائدہ حاصل ہوتا ہے اور ... ہوں ... کہ کوئی آدمی ... ہو ... اس کے بارے میں ... اور ... ہو ... تو ... ختم ہو جائے گی وجہ ... سے ... معلوم ... جماعت کے ساتھ بھی نماز ادا نہیں ... کیونکہ مجھے ... معلوم ہوتا ہے آپ ... نہیں ... اس کے پیچھے نماز ادا ہوتی ہے یا نہیں؟

جواب

شخص مذکور مبتدع ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے(۲)۔ فقط واللہ اعلم

---

(۱) ویکرہ ... إمامة عبد وفاسق وأعمى ... مع الدر المختار، باب الإمامة ۱/۵۵۹-۵۶۰ طبع سعید کراچی۔

وکذا فی حاشیة الطحطاوي علی مراقي الفلاح، کتاب الصلوة، فصل فی الإمامة ص۳۰۲-۳۰۳ طبع دار الکتب العلمیة بیروت لبنان۔

وکذا فی حلبي کبیر کتاب الصلوة باب الإمامة ص۵۱۴ طبع سعیدی کتب خانه۔

(۲) فهو کالمبتدع تکره إمامته بکل حال بل مشی فی شرح المنیة علی أن کراهة تقدیمه کراهة تحریم. شامی کتاب الصلوة باب الإمامة ۱/۵۶۰ طبع ایچ ایم سعید کراچی۔

وکما فی ... وذکر شیخ الاسلام فی شرح کتاب الصلوة ... خلف أهل الأهواء ... کتاب الصلوة ... ۱/... طبع ادارة القرآن والعلوم الاسلامیة۔

وکذا فی حلبي کبیر ویکره تقدیم المبتدع أیضاً لأنه فاسق من حیث الاعتقاد وهو أشد من الفسق من حیث العمل. کتاب الصلوة باب الإمامة ص۵۱۴ طبع سعیدی کتب خانه۔

غلط اور ناجائز عملیات وتعویذات کرنے والے کی امامت کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں:

(۱) ایک عامل صاحب نے مبلغ ہزار روپے وصول کر کے تعویذ دیا، یہ تعویذ ایک ایسے شخص نے حاصل کیا جو ایک منکوحہ عورت سے دلی محبت پیدا کرنا چاہتا ہے، جب کہ عورت اس شخص کے علاوہ کسی دوسرے شخص سے منکوحہ ہے۔ (۲) عامل نے ایک آسیب زدہ مسلمان عورت کے لیے بطور علاج قرآن کریم کے اوراق کو جلا کر اس کا دھواں ناک کے ذریعہ چڑھانے کا حکم دے دیا۔ (۳) چھوٹے شیرخوار بچوں کے علاج کے سلسلہ میں تعویذ کے ہمراہ سات مختلف کنوؤں کا پانی منگوا کر استعمال کرنے کا حکم دیا۔ ایسے عامل صاحب کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ مدلل تحریر فرمائیں۔

الجواب

(۱) صورت مسئولہ میں اگر واقعی یہ عامل صاحب اس قسم کے ناجائز عمل کرتا ہے اور کسی شخص کی درخواست پر غیر کی منکوحہ سے تعلق و دوستی قائم کرنے کے بارے میں اس شخص کے لیے عمل کرتا ہے تو یہ عامل صاحب کبیرہ گناہ کا مرتکب ہے اور فاسق ہے[۱] اور امامت کے قابل نہیں، اسے امامت سے ہٹایا جائے[۲]۔ (۲) نیز اس عامل کا آسیب زدہ کے لیے علاج قرآن کریم کے اوراق جلا کر ان کا دھواں آسیب زدہ کے ناک میں کرنا بھی ناجائز ہے۔ (۳) عامل کا چھوٹے شیرخوار بچوں کے علاج کے سلسلہ میں تعویذ کے ہمراہ سات مختلف کنوؤں کے

---

(۱) قوله وفاسق من الفسق وهو الخروج عن الاستقامة ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر والزاني وآكل الربوا ونحو ذلك كذا في البرجندي (شامي، كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵۶۰ طبع ايچ ايم سعيد كراچي).

وكذا في تفسير روح المعاني سورة البقرة آية ۲۶، ۱/۳۸۶ طبع دار احياء التراث العربي.

وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة فصل في بيان الاحق بالامامة ص۳۰۳ طبع دار الكتب العلمية بيروت

(۲) وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لأمر دينه وبأن في تقديمه للامامة تعظيمه وقد وجب عليهم إهانته شرعا (شامي كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵۶۰ طبع ايچ ايم سعيد كراچي).

وكذا في حلبي كبير كتاب الصلوة باب الامامة ص ۵۰۲ طبع سعيدي كتب خانه.

وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة فصل في الامامة ص۳۰۳ طبع قديمي كتب خانه.

پانی کے استعمال کا حکم دینا جائز و مباح ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

بندہ احمد عفا اللہ عنہ

جادو ٹونے کرنے والے کی امامت کا حکم

﴿سوال﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ودریں مسئلہ کہ زید جو ایک عالم دین اور خطیب مسجد ہے نے ایک غیر مسلم مردے کی قبر کو کھود کر اس میں بکری کی سری اور دو پتلیوں میں سینکڑوں سوئیاں چبھو کر دفن کیا اور پھر تعویذ پڑھ کر جادو ٹونے کا عمل کیا جس کے نتیجے میں غیر مسلموں نے عالم کو پکڑ لیا اور مارا پیٹا۔ پتہ چلنے پر لوگوں نے اس عالم دین کے پیچھے نماز پڑھنا ترک کر دی ہیں۔ کیا لوگوں کا یہ فعل جائز ہے یا نہیں؟ کیا زید کا فعل درست ہے جبکہ وہ اب بھی امامت کر رہا ہے۔

﴿جواب﴾

یہ عالم دین جو اس طرح کے سفلی عملیات پر عقیدہ رکھتا ہے [illegible] (۱) لہٰذا ایسے شخص کو امام نہیں بنانا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مشترک زمین کو غیر شرعی طریقہ پر مدرسے کے نام کرانے والوں کی امامت کا حکم

﴿سوال﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ودریں مسئلہ کہ ہمارے گاؤں میں ایک دینی ادارہ قائم ہے بنام تجوید القرآن رحمانیہ۔ مدرسہ ہٰذا کے متولی صاحبان نے ایک قطعہ زمین بنام مدرسہ ہبہ کروا کر اپنے نام انتقال کروالیا۔ جب کہ اس مذکورہ زمین کے چار سو سے زائد حصہ دار ہیں اور ان حصہ داروں میں سے صرف پندرہ بیس حصہ داروں نے اپنی رضامندی سے زمین ہبہ کی، بقیہ حصہ جات کو ان حصہ داروں کی منشاء و مرضی رضا و رغبت کے خلاف تحصیل دار

---

(۱) تنویر الابصار وصاحب ... لا یکفر بها وإن کفر بها فلا یصح الاقتداء صلاة ۱/۵۶۲، ۵۶۳ ط سعید کراچی۔
وکذا فی التاتارخانیة کتاب الصلوة من هو أحق بالامامة ۱/۶۰۷ طبع ادارة القرآن والعلوم الاسلامیة۔
وکذا فی حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح أن الصلوة خلف أهل الأهواء لا تجوز والصحیح أنها تصح مع الکراهة خلف من لا نکفره ببدعته کتاب الصلوة فصل فی الامامة ۳۰۳ طبع دار الکتب العلمیة بیروت لبنان

[illegible]

[illegible]

﴿ الجواب ﴾

[illegible] واللہ تعالیٰ اعلم

مسجد کے صورت مقتدی کے سامنے چیز جمع کرنے والے کی امامت کا حکم

﴿ سوال ﴾

[illegible]

---

(۱) قال النبي صلى الله عليه وسلم ألا لا تظلموا ألا لا يحل مال امرئ إلا بطيب نفس منه. (مشكوة المصابيح كتاب البيوع باب الغصب والعارية ص ۲۵۵ قديمي كتب خانه كراچي)
ومثله في الدر المختار مع رد المحتار كتاب الغصب مطلب فيما يجوز من التصرف في مال غيره بدون إذنه [illegible] سعيد كراچي.
ومثله في الأشباه والنظائر [illegible] إدارة القرآن كراچي.

(۲) ويكره إمامة عبد وأعرابي وفاسق [illegible] وهو الخروج عن الاستقامة ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر والزاني وآكل الربا ونحو ذلك [illegible] شرح المنية على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم [illegible] الدر المختار كتاب الصلوة باب الإمامة [illegible] طبع سعيد كراچي. وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة فصل في الإمامة [illegible] طبع دار الكتب العلمية بيروت.
وكذا في حلبي كبير كتاب الصلوة باب الإمامة [illegible] طبع [illegible]

حساب نہ ہو سکے تو اندازہ سے اپنے ذمہ واجب الاداء جو رقم ہو اس کو ادا کرے، ورنہ وہ امانت میں خیانت کرنے والا گناہ گار ہوگا
سے بچنا لازم ہے۔ ایسے شخص کے لئے یہ شرعاً ضروری ہے۔

الجواب:

اس صورت میں امام کو چاہئے کہ جو رقم اس کے پاس امانت ہے اس کا حساب رکھے اور عدد غالب پر عمل کر کے مساجد کے لئے خرچ کرنا ضروری ہے اور اگر ایسا نہ کرے تو حساب نہ ہونے کی وجہ سے اس کتاب پر اس کے لئے خرچ کرتا ہے تو اس کی دیانت پر یقین نہ ہو تو اس شخص کا مسجد کے معاملات سے معزول کر دینا واجب ہے ورنہ بصورت عدم معزولی متولی گنہگار ہوں گے (۱) اگر یہ امام ہو اور خیانت ثابت ہو جائے تو وہ فاسق ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے اور وہ لائق امامت کے نہیں ہے کیونکہ حدیث شریف میں وارد ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں (۲) لا ایمان لمن لا امانة له ولا دين لمن لا عهد له او كما قال (ترجمہ) جس میں امانت نہیں اس میں ایمان نہیں، اور جس کو عہد کا خیال نہیں اس میں دین نہیں۔ ويكره امامة عبد الخ (وفاسق) من الفسق فقد عللوا كراهة تقديمه بانه لا يهتم لامر دينه وبان في تقديمه للامامة تعظيمه وقد وجب عليهم اهانته شرعا (۳) الخ واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

(۱) الدر المختار مع رد المحتار (وينزع وجوبا) لو (وينزع وجوبا) اي القاضي بتركه والاثم بمطالبة الحاكم ولا خلاف فيه كتاب الوقف مطلب في شروط المتولي ۵۸۲/۶ طبع مكتبه رشيديه كوئته.
ومثله في تقريرات الرافعي على هامش رد المحتار (وينزع وجوبا) بزازيه عزله واجب على كل مسلم يستطيعه كتاب الوقف ۲/۳۳۰ طبع مكتبه رشيديه كوئته ومثله في منحة الخالق على هامش البحر الرائق ويستحق ان يعاقب من عزل امين واجب على القاضي كتاب الوقف ۳۹۲/۵ طبع مكتبه رشيديه كوئته
(۲) مشكوة المصابيح كتاب الايمان الفصل الثاني ص ۱۵ طبع قديمي كتب خانه
(۳) شامي كتاب باب الامامة ۵۶۰/۱ طبع ايچ ايم سعيد
وكذا في حلبي كبير كتاب الصلوة باب الامامة ص ۵۱۳ طبع سهيل اكيڈمي لاهور وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة فصل في الامامة ص ۳۰۳ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان

مدرسہ کا مال خورد برد کرنے والے کی امامت کا حکم

سوال:

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے مدرسہ کا ناظم بانی مدرسہ کی اشیاء میں خورد برد کرتا ہے اور ہم نے بچشم خود اسے دیکھا ہے۔ یہ ناظم مدرسہ کو بھی اس کا علم ہے لیکن وہ شخص [illegible] کچھ نہیں کہتے کہ وہ مقتدی ہوتے ہیں کہ امام کوئی ایسا کام کرے تو کیا [illegible] اس کا مقتدی [illegible] ہے تو کیا ایسے آدمی کی امامت جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب:

ایسے شخص کو امام نہیں بنانا چاہیے (۱)۔ فقط واللہ اعلم۔

خائن کی امامت کا حکم

سوال:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ! گزارش یہ ہے کہ ایک مولوی صاحب نے پانچ سال ایک مسجد کی امامت کی اور [illegible] کے استعمال کرتے رہے اور اپنے ذاتی [illegible] پر خرچ کرچکا ہے۔ اس لئے اس کے متعلق شریعت میں کیا حکم ہے۔ [illegible] مولوی امانت کو اپنے استعمال میں لائے اگر [illegible] شیعہ مذہب اختیار کیا [illegible] پوری طور پر [illegible] حاصل کی [illegible] دوسری جگہ پہنچ کر [illegible] میں شامل ہوگیا اور لوگوں نے [illegible] اور پھر بعد میں معلوم ہوا کہ اس مولوی نے مسجد کی امانت [illegible] کیا اور پھر شیعہ مذہب اختیار کرنے [illegible] امامت [illegible] ہے اور [illegible] توبہ کرکے [illegible] میں داخل ہوگیا ہے کیا اس کے پیچھے نماز [illegible] اس کے پیچھے نماز پڑھتے تھے تو [illegible] اس حالت میں [illegible] ہے یا نہیں۔ جب [illegible] کی اجازت ہو۔

---

(۱) لا ينبغي أن يقتدى بالفاسق إلا في الجمعة لأنه في غيرها يجد إماما غيره. رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة ۱/۵۶۰ طبع ايچ ايم سعيد

وكذا في البحر الرائق كتاب الصلاة باب الإمامة ۱/۳۴۹ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه

وكذا في حلبي كبير كتاب الصلاة باب الإمامة ص ۴۴۲ طبع سعيدي كتب خانه.

الجواب

صورت مسئولہ میں اگر واقعی مولوی صاحب نے خیانت مسجد کے مال میں کی ہے تو خیانت کرنا شرعاً ممنوع ہے اور یہ منافق کی نشانی ہے۔ تاوان ان پر واجب ہے(۱)۔ نیز شیعہ بننا بھی باتفاق امت فسق ہے بلکہ آج کل کے شیعہ تو ضروریات اسلام کا انکار کرتے ہیں جن کا انکار کفر ہے(۳) لیکن اگر مولوی صاحب شیعہ مذہب وغیرہ سے تائب ہو گیا ہے تو اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہیں۔ لقولہ تعالیٰ **یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا انہ ہو الغفور الرحیم**(۴) **ولقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ**(۵)۔ اس کا اہل سنت والجماعت سے ہونا شرط ہے اور اس کی امامت بھی درست ہے البتہ اگر اپنے اغراض ومقاصد کے لیے اس قسم کے ڈرامے حرکات بنائے تو اس کی امامت مکروہ ہے(۶)۔

---

۱) لما فی مشکوٰۃ المصابیح عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آیۃ المنافق ثلاث زاد مسلم وان صام وصلی وزعم انہ مسلم اذا حدث کذب واذا وعد اخلف واذا اؤتمن خان باب الکبائر وعلامات النفاق ص:۱۷ طبع قدیمی کتب خانہ۔

۲) الدر المختار ویجب رد عین المغصوب ... فی مکان غصبہ لتفاوت القیم کتاب الغصب ص ۵۰۳-۲۰۶ ج۶ طبع مکتبہ رشیدیہ جدید، وکذا فی نصب الرایۃ مع الہدایۃ شرح بدایۃ المبتدی کتاب الغصب فصل ۴/۱۹۶ طبع مکتبہ حقانیہ

وکذا فی البحر الرائق کتاب الغصب ۸/۱۹۹،۱۹۸ طبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ۔

۳) الدر المختار وان انکر بعض ما علم من الدین ضرورۃ کفر بہا کتاب الصلوٰۃ باب الامامۃ ۱/۵۶۱ طبع ایچ ایم سعید۔ وکذا فی حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح کتاب الصلوٰۃ فصل فی الامامۃ طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان۔

۴) سورۃ الزمر آیت: ۵۳، پارہ ۲۴

۵) مشکوٰۃ المصابیح باب التوبۃ والاستغفار ص:۲۰۶ طبع قدیمی کتب خانہ۔

۶) لما فی حلبی کبیر ویکرہ تقدیم المبتدع ایضاً لانہ فاسق من حیث الاعتقاد وہو اشد من الفسق من حیث العمل کتاب الصلوٰۃ باب الامامۃ ص:۵۱۴ طبع سہیل اکیڈمی۔

وکذا فی الشامیۃ ... وذکر شیخ الاسلام فی شرح کتاب الصلوٰۃ الصلوٰۃ خلف اہل الہواء تکرہ

وکذا فی الشامیۃ فہو کمبتدع تکرہ امامتہ بکل حال کتاب الصلوٰۃ باب الامامۃ ۱/۵۶۰ طبع سعید کراچی

مسجد سے قرآن شریف چرانے والے کی امامت کا حکم

سوال

ایک امام مسجد نے مسجد سے دو قرآن شریف جو کہ ایک مسجد کی اپنی تھی دوران قرأت کیا اور یہ قرآن شریف دو کتب خانے میں تھے اور ان میں ان کی اپنی نشانیاں ہیں جس سے ثابت ہو جاتا ہے کہ امام مسجد نے متعلق اس کی ایسی حرکت کی ہے، اس امام کی امامت کے ۔۔۔

الجواب

اس شخص امام نے چونکہ چوری کی ہے اس لیے اس کی امامت مکروہ ہے لہٰذا اسے توبہ کرنی چاہیے توبہ کے بعد اس کی امامت درست ہو جائے گی(۱)۔ فقط واللہ اعلم

محمد انور عفی عنہ

۲ رجب ۱۳۹۶ھ

مسجد کے حساب کتاب میں گڑبڑ کرنے والے کی امامت کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص امامت کرتا ہے، تو اور بھی جو کہ مسجد کے تمام چندہ کی اس کے ذمہ ہے ادائیگی کے لیے جو کہ رقم ہے ۲۲۵ روپے رکھ دیتے ہیں اور ان کی مرمت وغیرہ میں صرف کرنی ہے اور ان کے پاس ہو گئی ہے اور اس شخص کو سمجھے کہ وہ کسی کو ان سے بات کرتا ہے اور کہتا ہیں اس کے بعد امامت کرتا ہے قربانی کی کھال کی قیمت اور حساب سب کچھ اپنا ذاتی خرچ میں لاتے ہیں آپ اس سے پیچھے نماز پڑھنی ہے یا نہیں بینوا توجروا

---

(۱) لما في قوله تعالى قل يا عبادي الذين أسرفوا على أنفسهم لا تقنطوا من رحمة الله إن الله يغفر الذنوب جميعا انه هو الغفور الرحيم سورة الزمر آية: ۵۳ پاره ۲۴۔

(۲) وفي مشكوة المصابيح وعن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم التائب من الذنب كمن لا ذنب له رواه ابن ماجه ص: ۲۰۶ طبع قديمي كتب خانه

الجواب

[illegible] (۱) [illegible] (۲) [illegible] (۳) [illegible] (۴) [illegible]

[illegible] (۵) ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

[illegible]

الجواب صحیح [illegible]

---

(۱) [illegible]

(۲) [illegible]

ص: ۲۹۹، ۳۰۰ طبع دار الکتب العلمیة بیروت لبنان.

[illegible]

(۳) [illegible]

۱۹۸/۸، ۱۹۹ مکتبه رشیدیه کوئته.

(۴) [illegible]

(۵) [illegible]

شطرنج باز، کبوتر باز، داڑھی منڈے کی امامت کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ

(۱) زید کسی مسجد کی امامت سے مستعفی ہوتے ہوئے اس کے پاس اتنا گزارہ کا قلیل بیان کی قسم کا ذریعہ نہیں اور مجبوراً تنخواہ لیتا ہے تو کیا اس کی تنخواہ جائز ہے یا اسے مسجد کے فنڈ سے لینے کی اجازت ہے اور اگر مسجد کے کام میں چندہ وغیرہ بھی ہو تو اس میں سے کچھ حصہ رکھ سکتا ہے۔ کتاب و سنت سے بیان کریں۔

(۲) بچوں کو مسجد میں تعلیم دینا کیسا ہے جبکہ وہ چھوٹے ہیں جن کو طہارت و نجاست کا امتیاز نہ ہو۔

(۳) شطرنج باز، داڑھی منڈے، کبوتر باز کی بلا اجازت امامت درست ہے یا نہیں (۴) بدعتی اور مرتد کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

(۱) امام مذکور محض تنخواہ کا اس طرح حقدار نہیں ہے۔ البتہ مسجد کی کمیٹی یا متولی کی رضا اور مشورہ سے اپنے لئے تنخواہ مقرر کر سکتا ہے[1]۔ باقی گزارہ کا ذریعہ اگر اس کا موجود ہے جس سے وہ فارغ اور مطمئن ہو کر امامت کا کام کر سکتا ہے تو اچھا ہے کہ مسجد کے فنڈ سے تنخواہ نہ لے لیکن اگر لے تو بھی جائز ہے۔ (۲) فقہاء کرام نے مسجد میں اس تعلیم سے جو بالعوض ہو[2] منع فرمایا ہے اسی طرح حدیث شریف میں چھوٹے بچوں کو مسجد میں لانے سے منع فرمایا[3] ایسے چھوٹے بچے جن کو پاکی پلیدی کی تمیز نہیں ہوتی۔ لہٰذا اولیٰ و انسب یہی ہے کہ تعلیم صبیان مسجد میں نہ ہو۔ اگر مسجد کے قریب کوئی مکان ہو تو وہاں انتظام کیا جائے یا مکان کرایہ پر لیں۔ جب تک اس کا انتظام نہ ہو اس وقت تک مسجد کا حصہ تعلیم کے لئے استعمال کیا جائے۔

---

[1] (والتصحيح الاجارة) لاجل الطاعات مثل الاذان والحج والامامة وتعليم القرآن والفقه ويفتى اليوم بصحتها لتعليم القرآن والفقه والامامة والاذان۔ الدر المختار ص ۵۵ ج ۶ طبع سعيد كراچي

[2] ولا في الشارع عامة عن العمر حفظ معلم او وراق في المسجد فان كان يعلم او يكتب باجر يكره الا لضرورة (الشامي كتاب الحظر والاباحة فصل في البيع ۶/۴۲۸ طبع ايچ ايم سعيد)

وفي تقريرات الرافعي على هامش رد المحتار ولا يخفى ان ما ذكر من التوجيه يفيد الفسق في مسألة التعليم بالاولى كتاب الحظر والاباحة فصل في البيع ۲/۲۹ رشيديه جديد

[3] كما في ابن ماجه عن واثلة بن الاسقع ان النبي صلى الله عليه وسلم قال جنبوا مساجدكم صبيانكم ومجانينكم وشراءكم وبيعكم وخصوماتكم باب ما يكره في المساجد ص: ۵۵ طبع ايچ ايم سعيد كمپني

وكذا في الشامية كتاب الحظر والاباحة فصل في البيع ۶/۴۲۸ طبع ايچ ايم سعيد كراچي

(۳) قطع نظر ان باتوں کے داڑھی منڈانا بھی فسق ہے، وہ امامت کے مستحق ہی نہیں (۱) اور خطیب بھی اس سے منع کرتا ہو تو صرف اگر یہ ... مکروہ تحریمی ... امام بعد کے ... کردے تو ... امامت مکروہ ہے اور اجازت کے ساتھ غسل ... اگر ... فرمایا ہے۔ (۴) ... کی امامت ... ہے (۲) اور مردہ کو غسل کرنے والا اگر ... بہ وقت جنازہ سے اچھی طرح پاک ہو ... رکھے اور ... اور مردہ کو غسل کو ... اختیار نہ کرے بلکہ ضرورت کے وقت اس کو بطور خدمت کے انجام دے یا حسبۃً ... تو ... امامت اس کے پیچھے درست ہے (۴) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

محمد ... عفا اللہ عنہ

---

(۱) قال الشامي: وأما الفاسق فهو الخارج عن الاستقامة ... وأما الفاسق من يرتكب الكبائر كشارب الخمر والزاني وآكل الربا ونحو ذلك ... في شرح المنية على أن كراهة تقديمه (الفاسق) كراهة تحريم. كتاب الصلوة باب الإمامة ١/٥٦٠ طبع ايچ ايم سعيد. وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة فصل في الإمامة ص: ٣٠٣ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان. وكذا في حلبي كبير كتاب الصلوة باب الإمامة ص: ٥١٣ طبع سعيدي كتب خانه.

(۲) كما في حلبي: ويكره تقديم المبتدع أيضاً لأنه فاسق من حيث الاعتقاد وهو أشد من الفسق من حيث العمل. كتاب الصلوة باب الإمامة ص: ٥١٤ طبع سعيدي كتب خانه.
وكذا في التاتارخانية ذكر شيخ الإسلام في شرح كتاب الصلوة الصلوة خلف أهل الأهواء تكره. كتاب الصلوة من هو أحق بالإمامة ١/٦٠٦ طبع إدارة القرآن كراچي.
وكذا في الشامية: فهو الفاسق كالمبتدع تكره إمامته بكل حال الخ. كتاب الصلوة باب الإمامة ١/٥٦٠ طبع ايچ ايم سعيد كراچي.

(۳) وفي الدر المختار: والأفضل أن يغسل الميت مجاناً فإن ابتغى الغاسل الأجر جاز إن كان ثمة غيره وإلا لا. كتاب الصلوة باب الجنائز الدر المختار ٢/١٩٩ طبع ايچ ايم سعيد كراچي.
وكذا في الهندية كتاب الصلوة باب الحادي والعشرون في الجنائز الفصل الثاني في الغسل ١/١٥٩ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه.
وكذا في البحر الرائق كتاب الصلوة باب الجنائز ٢/٣٠٤ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه.

(۴) كما في الدر المختار: والأحق بالإمامة ... الأعلم بأحكام الصلوة فقط صحة وفساداً بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة. كتاب الصلوة باب الإمامة ١/٥٥٧ طبع ايچ ايم سعيد.
وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح (والأعلم) بأحكام الصلوة الحافظ ما به سنة القراءة ويجتنب الفواحش الظاهرة. كتاب الصلوة فصل في الإمامة ص: ٢٩٩، ٣٠٠ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان. وكذا في حلبي كبير: إن العالم أولى بالتقديم إذا كان يجتنب الفواحش الخ. كتاب الصلوة باب الإمامة ص: ٥١٣ طبع سعيدي كتب خانه.

بدعہدی کرنے والے کی امامت

☆سوال☆

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک گاؤں کا پیش امام مسجد ایک شخص کا کام بہت دنوں سے کر رہا تھا عہد شکنی کر رہا ہے، گاؤں والے اس معاملہ کو خوب جانتے ہیں کہ نقدا و وقتی عذر تک بھی نہیں ہے، وہ تمام لوگ جمع ہو کر اپنے پیش امام کی خدمت میں آکر اسے ہدایت کی درخواست کی مگر وہ پیش امام بہت چڑ گیا۔ گاؤں والے ناراض ہو کر اور بدظن ہو کر واپس چلے گئے، کیا لوگ متفقہ طور پر اس پیش امام کو بند کر کے دوسرا پیش امام مقرر کر سکتے ہیں یا نہیں۔ بیّنوا بالکتاب توجروا بالثواب۔

☆الجواب☆

صورت مسئولہ میں حسب تحریر سائل مسجد کے امام صاحب کا اس شخص سے معاہدہ کرکے اس کو پورا نہ کرے[۱] اور وعدہ خلافی کا کام کرتے اور اس کی شرعی مجبوری نہ ہو تو اس معاہدہ کو توڑنے کی وجہ سے دوسرے شخص کو اس کی وعدہ خلافی کی گنجائش ہے[۲]۔ وہ امام مجرم ہوگا، اور گاؤں والوں کو حق ہوگا کہ اس امام کو بدل کر دوسرا امام مقرر کرلیں[۳]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

---

(۱) لما في قوله تعالى: {وأوفوا بالعهد إن العهد كان مسئولا} سورة الإسراء: ۳۴ پارہ ۱۵.
وكذا في التفسير المنير (أوفوا بالعهد إن العهد كان مسئولا) فيجب شرعاً الوفاء بالعهد، پارہ ۱۵ آية ۳۴ الجزء الثامن ۱۵/۷۳ طبع غفاريه كاسي روڈ كوئٹه. وكذا في حاشية المشكوة الخلف بالوعد من غير عذر مانع حرام وهو المراد هنا وكان الوفاء بالوعد مأمورا به في كل الشرائع السابقة ايضا كتاب الآداب باب الوعد الفصل الثاني ص: ۴۱۶ طبع قديمي كتب خانه.

(۲) لما في شرح الأشباه والنظائر الخلف بالوعد حرام ... وعد الرجل أخاه ومن نيته أن يفي فلم يف فلا إثم عليه انتهى وقيل عليه فيه بحث فإن الأمر (وهو بالعهود) مطلق فيحمل عدم الإثم في الحديث على ما إذا منع مانع من الوفاء كتاب الحظر والإباحة ۳/۲۳۶ إدارة القرآن.
وكذا في مرقاة المفاتيح شرح مشكوة المصابيح كتاب الآداب باب الوعد الفصل الثاني ۸/۳۰۰ طبع دار الكتب العلمية بيروت. وكذا في حاشية المشكوة الخلف بالوعد من غير مانع حرام وهو المراد هنا وكان الوعد مأمورا به كتاب الآداب باب الوعد ص: ۴۱۶ طبع قديمي كتب خانه.

(۳) لما في الدر المختار مع رد المحتار يعزل به إلا لفتنة أي بالفسق ... وظاهر أنه يستحق العزل كتاب الصلوة باب الإمامة ۱/۵۶۰ طبع ايچ ايم سعيد كراچی.
وكذا في البحر الرائق فلا يحل عزل القاضي صاحب الوظيفة بغير جنحة وعدم أهلية ولو فعل لم يصح كتاب الوقف ۵/۳۸۰ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه. وكذا في الشامية وقدمنا عن البحر حكم عزل القاضي للمدرس ونحوه لايجوز إلا بجنحة وعدم أهلية كتاب الوقف مطلب في عزل الواقف للمدرس والإمام وعزل الناظر نفسه ۴/۴۲۴ طبع ايچ ايم سعيد كراچی.

"میں ان لوگوں کے ساتھ شریعت نہیں کرنا چاہتا" کہنے والے کی امامت کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عالم جو ایک گاؤں کی مسجد کے امام بھی ہیں کسی جھگڑے کے فیصلے کے دوران ان کی زبان سے یہ الفاظ نکلے کہ "میں ان لوگوں کے ساتھ شریعت نہیں کرنا چاہتا" کیا اس امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر وہ امام توبہ کرلے تو کیا اس کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہوجائے گا یا نہیں؟ کتب سے جواب تحریر فرما کر ممنون فرماویں۔

جواب

الجواب حامداً ومصلیاً: صورت مسئولہ میں مذکورہ الفاظ کہ "میں ان لوگوں کے ساتھ شریعت نہیں کرنا چاہتا" بہت سنگین الفاظ ہیں، اس شخص پر توبہ کرنا لازم ہے،[1] ... امام کو ... کیا جائے[2] ... اگر وہ توبہ کرلے تو اس کی امامت بلا کراہت درست ہوجائے گی، لقوله علیه الصلوٰة والسلام: التائب من الذنب كمن لا ذنب له (الحديث)[3] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

---

(۱) لما في شرح النووي على صحيح مسلم: واتفقوا على أن التوبة من جميع المعاصي واجبة وانها واجبة على الفور لا يجوز تأخيرها ... كتاب التوبة ۲/۳۵۴ طبع قديمي كتب خانه. وكذا في رياض الصالحين ... الثالثة ... باب التوبة طبع مكتبة ... لاهور.

(۲) لما في الدر المختار ... لا ... الا لفسق ... العزل، كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵۶۰ طبع ايچ ايم سعيد

وكذا في البحر الرائق: ولا يجوز عزل القاضي صاحب الوظيفة بغير جنحة وعدم أهلية ... كتاب الوقف ۵/۲۰۸ طبع ايچ ايم سعيد كراچی

وكذا في الشامية: وقد صرح في البحر بأن عزل القاضي للمدرس ونحوه بلا جنحة وعدم أهلية ... كتاب الوقف مطلب في عزل الناظر ... ۴/۴۲۶ طبع ايچ ايم سعيد كراچی

(۳) وإني لغفار لمن تاب وآمن وعمل صالحا ثم اهتدى، سورة طه آية ۸۲ پاره ۱۶.

لما في مشكوة المصابيح: وعن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم التائب من الذنب كمن لا ذنب له، باب التوبة والاستغفار ص ۲۰۶ طبع قديمي كتب خانه

وكذا في ابن ماجه باب ذكر التوبة ص ۳۲۳ طبع ايچ ايم سعيد كمپنی

بیٹے والے کی امامت کا حکم کہ حدیث صحیح نہیں

سوال ۴۲

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص مسجد میں نماز پڑھاتا تھا، مگر ایک شخص نے بیان کیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد کے لیے دعا مانگی تھی، بعد میں ان کو معلوم ہوا کہ میرے والد کی شکل بدلی ہے، اس کے پیچھے نماز پڑھانے والے سے کہا کہ پیچھے تو حدیث صحیح نہیں ہے، اگر ہے تو ارشاد فرمائیں کہ اس مسئلہ میں تحریر معلوم ہو ... ہے ... نماز ... کہ یہ حدیث کا قائل نہیں ... ہے ... عیب جوئی کرنے لگا اور امامت میں تفرقہ ڈالنے والے شخص کے واسطے کیا حکم شرعی ہے، مزید یہ کہ چند شخصوں نے اس کے پیچھے نماز پڑھی اور اس کی امامت کو مقرر کیا، باپ بیٹے ... رہے، جب ... تو ... کہ اس کا نماز پڑھانا ... کہ جس کے پیچھے باپ ... نماز نہیں پڑھتے ... اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔

الجواب

واقعی یہ حدیث صحیح بخاری شریف صفحہ ۴۷۳[1] پر موجود ہے، لیکن اس سے یہ کہنا کہ پیچھے تو حدیث صحیح نہیں، اس کا یہ مطلب ہے کہ اس کی متابعت نہیں ... باپ کے عقائد کی ... کیا ہے۔ بیٹے پر باپ کا قصور نہیں ہے[2] ... نماز ... کا[3] ... ہاں اگر امام ... کہ نماز پڑھنی شروع کی ہے ... تو اس کے پیچھے نماز ... مکروہ ہے[4]۔ واللہ اعلم۔

---

(۱) عن النبي صلى الله عليه وسلم قال يلقى إبراهيم أباه آزر يوم القيامة وعلى وجه آزر قترة وغبرة فيقول له إبراهيم ألم أقل لك لا تعصني فيقول أبوه فاليوم لا أعصيك فيقول إبراهيم يا رب إنك وعدتني أن لا تخزني يوم يبعثون فأي خزي أخزى من أبي الأبعد ... (صحيح البخاري باب قول الله عز وجل واتخذ الله إبراهيم خليلا ۱/۴۷۳ طبع قديمي كتب خانه)

(۲) ... [illegible] ... كتاب الصلوة باب الإمامة ... طبع ايچ ايم سعيد كراچي
والشامي ... [illegible] ... كتاب الصلوة ... الإمامة ... طبع ادارة القرآن كراچي

(۳) أخرجه في جمع الجوامع ... حديث ۴۸۳ ... قال النبي صلى الله عليه وسلم إن الله تعالى وضع عن أمتي الخطأ والنسيان وما استكرهوا عليه ... طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان

(۴) ... [illegible] ... لا علم له بأحكام الصلوة ... [illegible] ...
... كتاب الصلوة باب الإمامة ... طبع ايچ ايم سعيد كراچي
والطحطاوي على مراقي الفلاح ... بأحكام الصلوة ... [illegible] ...
... كتاب الصلوة فصل في الإمامة ... طبع دار الكتب العلمية ...
... [illegible] ...
... الإمامة ... طبع ... كتب خانه

غصہ میں یہ کہنے والے کی امامت کا حکم "میں توحید بیان نہیں کروں گا"

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کہ ایک امام مسجد کو ایک شخص نے کہا آپ توحید کا مسئلہ بیان کریں امام مسجد نے جواب دیا میں توحید بیان نہیں کروں گا میں تو شرک بیان کروں گا مسجد کے امام نے کہا کہ مجھے تجھ پر اور دوسرے ساتھیوں کو غصہ تھا۔ یہ الفاظ غصے میں کہے ہیں۔ کیا شرعاً ان الفاظ کے کہنے سے ایمان میں کچھ نقصان تو نہیں ہوا امامت کے قابل رہا کہ نہیں۔

جواب

ان کلمات سے اگرچہ کفر کا حکم نہیں دیا جاتا لیکن امام صاحب کو لازم ہے کہ اپنے الفاظ پر نادم ہو کر توبہ تائب ہو[۱] اگر اس میں کوئی دوسرا عیب نہ ہو تو اس کی امامت درست ہے[۲]۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان
الجواب صحیح محمد انور شاہ غفرلہ ۸ رجب ۱۳۹۸ھ

بی بی زلیخا کے بارہ میں بدزبانی کرنے والے کی امامت کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زلیخا مسلمان ہوئی تھی یا نہیں زلیخا جو عزیز مصر کی بیوی تھی۔ اس زلیخا کے حق میں اگر کوئی شخص یہ الفاظ استعمال کرے کنجری کر دی کمینی فاحشہ بدچلن زانیہ۔ یا ایسے آدمی کے پیچھے نماز پڑھنی درست ہے یا نہیں۔

---

(۱) لما في الشرح النووي على صحيح المسلم: واتفقوا على أن التوبة من جميع المعاصي واجبة وأنها واجبة على الفور لا يجوز تأخيرها سواء كانت المعصية صغيرة أو كبيرة كتاب التوبة ۲/۳۵۴ طبع قديمي كتب خانه. وكذا في روح المعاني تحت آية (يايها الذين آمنوا توبوا إلى الله توبة نصوحاً) سورة التحريم آية ۸: ۲۸/۲۵۷ طبع دار احياء التراث. وكذا في رياض الصالحين شرح اردو مولانا قيام الدين ... التوبة واجبة من كل ذنب باب التوبة ۱/۱۶، ۳۰ طبع مكتبه رحمانيه اردو بازار لاهور

(۲) وفي الدر المختار: والأحق بالإمامة الأعلم بأحكام الصلوة فقط صحة وفساداً بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة الدر المختار كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵۵۷ طبع ايچ ايم سعيد كراچی. وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح (فالأعلم بأحكام الصلوة الحافظ ما به سنة القراءة ويجتنب الفواحش الظاهرة كتاب الصلوة باب الامامة ص ۲۹۹-۳۰۰ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان. وكذا في حلبي كبير ان العالم اولى بالتقديم اذا كان يجتنب الفواحش كتاب الصلوة باب الامامة ص: ۵۱۲ طبع سعيدي كتب خانه.

الجواب

زلیخا (امراۃ العزیز) کے متعلق قرآن کریم سے صرف صغیرہ گناہ ثابت ہیں۔ جو حسنات سے معاف ہو جاتے ہیں(1)۔ کبیرہ گناہ (زنا) سے اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے فضل وکرم سے اور حضرت یوسف علیہ السلام کی عصمت وعفت اور تقویٰ کی وجہ سے بچا لیا ہے(2)۔ پھر ان کو کس طرح زانیہ تجویز کیا جا سکتا ہے۔ یہ محض الزام ہے۔ بد زبانی ہے اور جہالت کا ثبوت ہے اس طرح کے بے احتیاط شخص کو امام ومقتدا بنانا جائز نہیں ہے۔ امام کے لیے ضروری ہے کہ عالم اور متقی ہو(3)۔ واللہ اعلم۔

غلطی سے غلط مسئلہ بتادینے والے کی امامت

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ چک نمبر ۲۵۹ کے امام مسجد نے جمعہ کے موقع پر تقریر کرتے ہوئے تاش، شطرنج، نرد اور شراب کی مذمت بیان کی اور اس میں یہ کہا گیا کہ جو شخص تاش کھیلے وہ اس طریقے سے ہے کہ اپنی والدہ سے بدکاری کرتا ہے یہ مسئلہ حدیث میں ہے جب بعد میں پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ میں اپنی غلطی کا معترف ہوں کیونکہ میرے ذہن میں حدیث نرد کا مضمون موجود تھا غلطی سے تاش کے بارے میں بیان ہوگئی ہے کیا اس امام مسجد کے پیچھے نماز باجماعت پڑھنا جائز ہے یا ناجائز ہے اور تاش، شطرنج، نرد اور شراب جو لوگ کھیلتے پیتے ہیں شرعاً ان کے متعلق کیا حکم ہے۔

---

1) لما في قوله تعالى إن الحسنات يذهبن السيئات الآية سورة هود آية: ١١٤ پاره ١٢
لما في تفسير ابن كثير قوله تعالى (إن الحسنات يذهبن السيئات) يقول إن فعل الخيرات يكفر الذنوب السابقة (٤/٢٨١) كما جاء في الحديث الذي رواه الإمام أحمد وأهل السنن عن أمير المؤمنين علي بن أبي طالب قال كنت إذا سمعت من رسول الله صلى الله عليه وسلم حديثا ...... أنه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ما من مسلم يذنب ذنبا فيتوضأ ويصلي ركعتين ... إلا غفر له، سورة هود آية ١١٤ پاره ١٢، ٢/٦٠٥ طبع كتب خانه.
2) لما في قوله تعالى (ولقد همت به وهم بها لولا أن رأى برهان ربه كذلك لنصرف عنه السوء والفحشاء) الآية سورة يوسف آية ٢٤ پاره ١٢.
3) وفي التاتارخانية يجب أن يكون إمام القوم في الصلاة أفضلهم في العلم والورع والتقوى والقراءة كتاب الصلاة من هو أحق بالإمامة ١/٦٠٠ طبع إدارة القرآن والعلوم الإسلامية.
وكذا في الدر المختار والأحق بالإمامة تقديما بل نصبا مجمع الأنهر الأعلم بأحكام الصلاة ثم الأورع ثم الأسن ثم الأحسن خلقا ثم الأحسن وجها كتاب الصلاة باب الإمامة ١/٥٥٧-٥٥٨ طبع ايچ ايم سعيد كراچي.
وكذا في النهر الفائق كتاب الصلوة باب الإمامة ١/٢٤٦ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان.

الجواب

جب مولوی صاحب نے اپنی غلطی کا اقرار کر لیا ہے اور لوگوں کو بھی مسئلہ سے آگاہ کیا تو مولوی صاحب پر اب کوئی ملامت نہیں اور ان کی امامت جائز ہے(۱) شطرنج کھیلنا ناجائز ہے(۲) شراب پینا حرام ہے(۳) اور پینے والے پر حد ہے(۴)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ناشائستہ الفاظ منہ سے نکالنے والے کی امامت کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص زید کی ایک صاحب دینی سے مباحثہ ہو رہے تھے۔ دوران میں سے ایک نے دوسرے سے مطالبہ کیا کہ آپ عدم جواز کا قول جو جامع مسجد میں روزانہ اعلان کرتا ہے کہ لوگ جواز کا قول آپ کی طرف منسوب کرتے ہیں ان غلطی سے بچ جائیں۔ تو اسی دوران زید نے جامع مسجد کا خطیب تو خطیب میں آکر بولا کہ جو کوئی شخص میری مسجد میں اعلان و تقریر کرے تو اس کی ٹانگیں (پاؤں) توڑ کر اس کی مخصوص جگہ (دبر) میں ڈال دیتا ہوں۔ اب یہ الفاظ جو زید سے صادر ہوئے کیا وہ ایک عالم دین کی شان ہے یا نہیں؟ پہلی صورت میں حکم شرعی کیا ہے۔ اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ اس کی عورت مطلقہ ہو گئی یا نہیں۔ دوسری صورت میں توہین نہ ہونے کی کیا وجہ ہے۔ حالانکہ زید کی مادری زبان ... تھی۔ اس کا ... ماں کا ... دینی مسئلہ کے اعلان کا قبول کرنا ... اس کا اس پر غصہ ... اور ایسے الفاظ منہ سے نکالنا ... ہے۔

---

۱) الدر المختار: والاحق بالامامة الاعلم باحكام الصلوة فقط صحة وفسادا بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة۔ كتاب الصلوة، باب الامامة، ص ٥٥٧، ج ١، طبع ايچ ايم سعيد كراچی۔

۲) لما في الدر المختار: كره تحريما اللعب بالنرد وكذا الشطرنج، كتاب الحظر والاباحة، فصل في البيع ٦/٣٩٤ طبع سعيد كراچی، وكذا في خلاصة الفتاوى كتاب الكراهية الفصل فيما يتعلق بالمعاصي ٤/٣٤٩ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه

۳) والاحق بالامامة ... الاعلم باحكام الصلوة فقط صحة وفسادا بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة الخ الدر المختار كتاب الصلوة باب الامامة ١/٥٥٧ طبع ايچ ايم سعيد كراچی، وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح (والاعلم) باحكام الصلوة الحافظ ما به سنة القراءة ويجتنب الفواحش الظاهرة كتاب الصلوة باب الامامة ص: ٢٩٩، ٣٠٠ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان، وكذا في حلبي كبير ان العالم اولى بالتقديم اذا كان يجتنب الفواحش الخ كتاب الصلوة باب الامامة ص ٥١٣ طبع سهيل اكيڈمی

۴) مشكوة المصابيح: عن جابر رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال من شرب الخمر فاجلدوه فان عاد في الرابعة فاقتلوه الخ، باب حد الخمر، الفصل الثاني، ص ٣١٣، طبع قديمي كتب خانه، وكذا في جامع الترمذي، كتاب الحدود، باب حد الشارب، ص ٣٦٢، طبع بيروت، وكذا في الهندية الباب السادس في حد الشرب ج ٢ ص ١٥٩ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه

جواب

اس قسم کے الفاظ خلاف شرع ہیں، اس شخص کو اس قسم کے الفاظ سے توبہ اور احتراز کرنا چاہیے(۱)۔ اس شخص کی امامت جائز ہے(۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

فتویٰ کو برا کہنے والے کی امامت کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص امام مسجد ہے اور ایک روز درود شریف پڑھنے کے بعد آدمی اکٹھے ہوئے تھے اور بات چیت کر رہے تھے جو امام مسجد تھا اس نے سب آدمی جو درود شریف میں شامل تھے ان سب کو کہا کہ تم کافر ہو۔ انہوں نے کہا کہ فتویٰ پوچھیں گے کہ مسلمانوں کو کافر کہنا جائز ہے یا نہیں؟ اس بات پر اس نے کہا کہ میں فتویٰ پر پیشاب کرتا ہوں۔ لہٰذا یہ مسئلہ علماء دین کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے کہ وہ شخص امامت کے لائق ہے یا نہیں؟ اور اس کے حق میں شریعت شریف کا کیا ارشاد ہے؟ کتب فقہ سے حوالہ فرمائیں۔

---

(۱) كما في قوله تعالى: واجتنبوا قول الزور سورة الحج آية ۳۰.
وكذا في الترمذي عن عبد الله رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم سباب المسلم فسوق وقتاله كفر أبواب البر والصلة باب ما جاء في الشتم ۲/۱۹ طبع ايچ ايم سعيد كمپنی.
وكذا في شرح النووي على صحيح مسلم باب النهي عن السباب ۲/۳۲۱ طبع.

(۲) كما في شرح النووي على صحيح مسلم واتفقوا على أن التوبة من جميع المعاصي واجبة وأنها واجبة على الفور لا يجوز تأخيرها سواء كانت المعصية صغيرة أو كبيرة كتاب التوبة ۲/۳۵۴ طبع قديمي كتب خانه. وكذا في روح المعاني تحت آية (يا أيها الذين آمنوا توبوا إلى الله توبة نصوحا) سورة التحريم آية ۸، ۲۸/۱۵۷ طبع دار إحياء التراث العربي.
وكذا في رياض الصالحين شرح اردو مولانا شمس الدين الحسيني صاحب التوبة واجبة من كل ذنب باب التوبة ۱/۵۱، ۱۶۰ طبع مكتبه مدينه اردو بازار لاهور

(۳) والأحق بالإمامة ... الأعلم بأحكام الصلاة فقط صحة وفسادا بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة الخ الدر المختار كتاب الصلاة باب الإمامة ۱/۵۵۷ طبع ايچ ايم سعيد كراچی، وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي (والأعلم) بأحكام الصلاة الحافظ ما به سنة القراءة ويجتنب للفواحش الظاهرة كتاب الصلاة باب الإمامة ص ۲۹۹، ۳۰۰ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان.
وكذا في حلبي كبير أن العالم أولى بالتقديم إذا كان يجتنب الفواحش الخ كتاب الصلاة باب الإمامة ص: ۴۷۲ طبع سعيدي كتب خانه.

الجواب

اس شخص نے یہ بہت سخت (۱) الفاظ استعمال کیے ہیں، واقعی خوب تحقیق کی جائے اگر واقعی اس نے یہ الفاظ کہے ہیں تو اس پر لازم ہے کہ وہ فوراً توبہ تائب ہو جائے اور استغفار کرے (۲)۔ توبہ تائب ہو جانے کے بعد اس کی امامت درست ہے (۳)۔ اگر وہ توبہ تائب نہ ہو تو اس کی امامت درست نہیں (۴)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

"میں فتویٰ کو نہیں مانتا" کہنے والے کی امامت کا حکم

السؤال

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ حافظ صاحب اور حاجی صاحب کے مابین [illegible]

---

(۱) لما في شرح فقه الأكبر: من أهان الشريعة والمسائل التي لا بد منها كفر. فصل في العلم والعلماء ص: ۲۷۳ طبع دار البشائر. وأيضاً فيه أي شرح فقه الأكبر: ومن قال الشرع وأمثاله لا يجدي ولا يعتد عندي كفر. فصل في العلم والعلماء ص: ۲۷۵ طبع دار البشائر.

كما في رد المحتار: ويظهر من هذا أن ما كان دليل الاستخفاف يكفر به وإن لم يقصد الاستخفاف. باب المرتد ۴/۲۲۲ طبع ايچ ايم سعيد كراچي.

(۲) كما في شرح النووي على صحيح المسلم: واتفقوا على أن التوبة من جميع المعاصي واجبة وأنها واجبة على الفور لا يجوز تأخيرها سواء كانت المعصية صغيرة أو كبيرة. كتاب التوبة ۲/۳۵۴ طبع قديمي كتب خانه.

وكذا في تفسير روح المعاني تحت آية (يا أيها الذين آمنوا توبوا إلى الله توبة نصوحاً) سورة التحريم آية ۸، ۲۸/۲۸۷ طبع دار إحياء التراث العربي.

وكذا في رياض الصالحين شرح اردو مولانا شمس الدين الحسيني صاحب توبة واجبة من كل ذنب باب التوبة ۱/۶۵، ۶۶ طبع مكتبه مدنيه اردو بازار لاهور.

(۳) لما في قوله تعالى: قل يا عبادي الذين أسرفوا على أنفسهم لا تقنطوا من رحمة الله إن الله يغفر الذنوب جميعاً. سورة الزمر آية ۵۳ پاره ۲۴. وكذا في مشكوة المصابيح عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه: التائب من الذنب كمن لا ذنب له. ص: ۲۰۶ باب التوبة والاستغفار طبع قديمي كتب خانه.

وكذا في سنن ابن ماجه باب ذكر التوبة ص: ۳۲۳ طبع ايچ ايم سعيد كمپني.

(۴) كما في حلبي كبير: ويكره تقديم المبتدع أيضاً لأنه فاسق من حيث الاعتقاد وهو أشد من الفسق من حيث العمل. كتاب الصلوة باب الامامة ص: ۵۱۴ طبع سهيل اكيدمي.

وكذا في التاتارخانية: وذكر شيخ الإسلام في شرح كتاب الصلوة: الصلوة خلف أهل الهوى مكروهة. كتاب الصلوة باب من هو أحق بالامامة. وكذا في الشامية: فهو فاسق كالمبتدع فتكره امامته بكل حال. كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵۶۰ طبع ايچ ايم سعيد كراچي.

دین رکھنے کے الزام سے حیدر علی صاحب [illegible] پاس تھے کہ حامد جاوید ۔ حافظ صاحب نے غلطی سے کوئی کوشش کی مگر حاجی صاحب وغیرہ نکاح ٹوٹ جانے کے بعد دوبارہ نکاح کی بات کرنے کے لیے گئے ہیں اور کہتے ہیں کہ حافظ صاحب پکا منافق ہے دلیل کے لیے یہ آیت شریفہ پیش کرتے ہیں یا ایھا النبی جاھد الکفار والمنافقین واغلظ علیھم ۔ حاجی صاحب کی مسجد میں ایک مولوی صاحب امام مسجد ہیں جن کو حاجی صاحب نے فرمایا کہ تم حافظ صاحب سے دینی بات کرو تاکہ مسجد میں امامت بحال رکھیں۔ مولوی صاحب نے قرآن مجید کی آیت انما المؤمنون اخوۃ فاصلحوا بین اخویکم الآیۃ کا مفہوم پیش کیا اور کہا کہ تم بھی رکھتے ہو جانا تھا ہمارا فرض ہے کہ تمہارے درمیان صلح کرائیں۔ مگر حاجی صاحب نے مراد بوجھ کے اشارہ سے انکار کیا۔ پھر حدیث شریف مسائل پوچھے تو بھی انکار کر دیا ۔ پھر کہا گیا کہ قرآن مجید میں جو شریعت کا فیصلہ ہوا اس پر عمل کیا جائے تو بھی انکار کر دیا پھر تنازعہ کا فیصلہ کے لیے پنچایت کے متعلق کہا گیا تو بھی انکار کر دیا اور ہر بار کہتے رہے ہم پنچایت کہیں جو کہاں ہیں کیا ہے قرآن شریف حدیث شریف اور پنچایت کی ۔ کس پر عمل کیا کہ نہ ہی ضرور نہیں ہے ۔ کیا حاجی صاحب کو صلح کرنا چاہیے یا نہیں؟

حاجی صاحب نے مراد بوجھ کے اشارہ سے قرآن وحدیث کا انکار کیا ہے کیا حاجی صاحب نے نیا توبہ کرنی ضروری ہے یا نہیں؟

دوبارہ پھر حاجی صاحب کے سامنے قرآن و حدیث پیش کیے گئے تو کہنے لگا کہ تمہارا فرض ادا ہو گیا اس انکار کا وبال مجھ پر پڑے گا ۔ مجھ پر تمہاری بات کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ کیا حاجی صاحب کے کہے گئے الفاظ سے مراد یا ہاتھ کے اشارے سے انکار کرنے ہیں قرآن وحدیث کے انکار کے مرتکب ہوئے ہیں؟ اگر انکار کے مرتکب نہیں تو کیا انکار کے مرتکب ہیں تو تجدید ایمان اور نکاح ضروری ہے یا نہیں؟ کیا ایسے کے امام بنائے جا سکتے ہیں؟ بینوا توجروا

الجواب

واضح رہے کہ بلاوجہ کسی مسلمان سے ناراض ہونا سخت گناہ ہے[1] مگر حاجی صاحب کے پاس اس کا کوئی شرعی ثبوت نہیں تو وہ سخت گنہگار ہیں اور قرآن و حدیث سے ان کو سمجھانے کے باوجود بھی اگر وہ اس سے انکار کرتے ہیں لیکن اس پر عمل نہیں کرتے تو اور بھی زیادہ سخت گنہگار بن گئے ہیں ان پر لازم ہے کہ وہ فوراً توبہ تائب ہو

---

(1) لما في قوله تعالى ولا يأتين ببهتان يفترينه بين أيديهن الآية سورة الممتحنة آية ١٢

وأخرج أحمد حديث خمس ليس لهن كفارة الشرك بالله وقتل النفس بغير حق وبهت مؤمن والفرار من الزحف ويمين صابرة يقتطع بها مالا بغير حق الخ (الزواجر عن اقتراف الكبائر كتاب النكاح الكبيرة الرابعة والستون بعد المائتين، ص ٤١/٢ دار الفكر بيروت).

ہوگئی (۱) اور حافظ صاحب نے مصالحت نہیں کی تو بیشک حافظ صاحب گنہگار ہوئے، ان پر توبہ لازم ہے
سے توبہ کرنی چاہئے، ورنہ ان کی امامت مکروہ ہوگی، اور حافظ صاحب کو چاہئے کہ وہ توبہ کر کے معافی مانگے
ان پر تہمت لگانا اور ... شریعت میں ... ہے ... حافظ صاحب ... ہے
... کی امامت درست ہے (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

دماغی بیماری میں مبتلا شخص کی امامت کا حکم

سوال

ایک فرد نے ہمیں ... دریافت کیا ہے کہ امام صاحب ... عرصہ سے ... ہے کہ انکا
دماغی توازن درست نہیں ہے وہ دماغی ... ہے ... کبھی کبھی ... ہے
دماغی دورہ پڑ چکا ہے تو ان لوگوں کے پیچھے ... نماز ... کے بارے میں ... شریعت
میں کیا حکم ہے؟ کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز درست ہے؟

جب اس کا دماغی توازن درست ہو تو اس کی اقتداء کر سکتے ہیں، البتہ دماغی توازن درست نہ ہونے کی
صورت میں امام کے پیچھے نماز پڑھنا درست نہیں ... دماغی دورہ کی ... لوگوں کی اقتداء
پیچھے ... کے پیچھے نماز پڑھ کر ... جماعت ... ہے ...
... امامت ... مسجد ... امام ... ہے ...

---

(۱) لما في شرح النووي على صحيح مسلم: واتفقوا على أن التوبة من جميع المعاصي واجبة وأنها واجبة على الفور لا يجوز تأخيرها سواء كانت المعصية صغيرة أو كبيرة. كتاب التوبة ۲/۳۵۴ طبع قديمي كتب خانه. وكذا في تفسير روح المعاني تحت آية يا أيها الذين آمنوا توبوا إلى الله توبة نصوحا، سورة التحريم ... طبع دار إحياء التراث العربي.
وكذا في رياض الصالحين شرح اردو مولانا قيام الدين الحسيني صاحب ... التوبة واجبة من كل ذنب باب التوبة ۱/۵۰ طبع مكتبه مدنيه اردو بازار لاهور.

(۲) لما في مشكاة المصابيح: عن أبي أيوب الأنصاري رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يحل للرجل أن يهجر أخاه فوق ثلاث ليال. كتاب الآداب باب ما ينهى عنه من التهاجر والتقاطع ص۴۲۷ طبع قديمي كتب خانه. وكذا في مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح ... قال الخطابي رخص للمسلم أن يغضب على أخيه ثلاث ليال لقلته ولا يجوز فوقها إلا إذا كان الهجران في حق من حقوق الله تعالى ... ۹/۲۳۳ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان. وكذا في سنن أبي داود كتاب الأدب باب في هجرة الرجل أخاه ۲/۳۲۰ حديث ۴۹۱۰ طبع رحمانيه لاهور.

ہونے کا خطرہ پیش کر کے بات ٹال دیتے ہیں اور اس امام کو نہیں نکالتے۔ کیا مسجد کے اراکین کا یہ رویہ شرعاً درست ہے اور مسجد کے اراکین یہ بھی کہتے ہیں کہ جب اس کا دماغی توازن درست ہوتا ہے تو یہ نماز میں نہیں بھولتا۔ بینوا توجروا۔

﴿ج﴾

جس وقت امام کا دماغی توازن خراب ہو، اس وقت اس کی اقتداء درست نہیں[1]۔ مسجد کے اراکین پر لازم ہے کہ وہ کسی ایسے عالم صالح اور متقی کو امام مقرر کر دیں[2] جو امامت جیسی اہم عبادت کو بطریق احسن سرانجام دے سکے۔ امامت کا منصب اسلام میں بہت اہمیت کا حامل ہے۔ اس میں کسی قسم کی کوتاہی درست نہیں۔ امام مقتدیوں کی نماز کا ضامن ہوتا ہے[3]۔ جس امام سے مقتدی نفرت کرتے ہوں اس شخص کا امام بننا مکروہ ہے[4] اور حدیث شریف میں اس کی سخت وعید آئی ہے[5]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

(۱) وتجب على العقلاء البالغين الاحرار القادرين على الجماعة من غير حرج كذا في حلبي كبير كتاب الصلوة فصل في الامامة ص: ۵۰۸ طبع سعيدي كتب خانه. وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب الامامة وشروط صحة الامامة للرجال الاصحاء ص: ۲۸۷، ۲۸۸ كتاب الصلوة باب الامامة طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان. وكذا في الدر المختار كتاب الصلوة باب الامامة ۱/ ۵۹۸ طبع ايچ ايم سعيد كراچي.

(۲) كما في التاتارخانية وفي فتاوى الارشاد يجب ان يكون امام القوم في الصلوة أفضلهم في العلم والورع والتقوى والقرأة والحسب اه ج ۱/ ۶۰۰ طبع ادارة القرآن والعلوم الاسلامية. وكذا في الدر المختار كتاب الصلوة باب الامامة ۱/ ۵۵۷، ۵۵۸ طبع ايچ ايم سعيد.
وكذا في النهر الفائق كتاب الصلوة باب الامامة ۱/ ۲۳۹ طبع بيروت لبنان.

(۳) كما في سنن ابي داؤد عن ابي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الامام ضامن والمؤذن مؤتمن (الخ، كتاب الصلوة باب ما يجب على المؤذن من تعاهد الوقت) ص ۸۸ ج ۱، طبع مكتبه رحمانيه لاهور. وكذا في حلبي كبير كتاب الصلوة باب الامامة ص ۵۱۷ طبع سعيدي كتب خانه.

(۴) كما في أبي داؤد عن عبد الله بن عمرو رضي الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يقول ثلاثة لا يقبل الله منهم صلوة من تقدم قوما وهم له كارهون (كتاب الصلوة باب الرجل يؤم القوم وهم له كارهون). وكذا في جامع الترمذي ابواب الصلوة باب ما جاء ان الامام ضامن والمؤذن مؤتمن ۱/ ۵۱ طبع ايچ ايم سعيد كمپنی.

(۵) كما في الدر المختار ولو ام قوما وهم له كارهون ان الكراهة لفساد فيه أو لانهم أحق بالامامة منه كره له ذلك تحريما كتاب الصلوة باب الامامة ۱/ ۵۵۹ طبع ايچ ايم سعيد كراچي. وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح قال الحلبي وينبغي أن تكون الكراهة تحريمية لخبر أبي داؤد ثلاثة لا يقبل الله منهم صلاة وعد منهم من تقدم قوما وهم له كارهون كتاب الصلوة باب الامامة ص: ۳۰۶ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان. وكذا في البحر الرائق كتاب الصلوة باب الامامة ۱/ ۶۰۹ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه.

دورانِ نماز امام گر گیا تو نماز کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید ایک مسجد کا خطیب ہے۔ وہ دونوں پاؤں سے اس قدر معذور ہے کہ جب دوسری رکعت کے لیے اٹھتا ہے تو بعض اوقات بڑی دقت اور مشکل سے اٹھ پاتا ہے۔ ایک جمعہ کے موقع پر جب وہ اٹھنے لگا تو اس نے ابھی لفظ اللہ ہی کہا تھا کہ توازن برقرار نہ رکھ سکے اور منہ کے بل زمین پر پیٹ کے بل گر گئے۔ تاہم پیچھے کی جانب نہیں گئے۔ دونوں پاؤں اٹھانے کو اور چہرہ کو ایک طرف موڑ لیا۔ چند لمحوں کے ساتھ سنبھلے تو پھر اسی حالت میں دوبارہ اللہ اکبر کہا اور بیٹھے بیٹھے قرات شروع کردی۔ کیا یہ نماز درست ہوگی؟ اس قسم کا نقص واقع ہوگیا۔ نیز اس پر آدھے نمازی ناراض بھی ہیں کہ یہ نماز نہ پڑھائے مگر وہ اس کی پرواہ نہیں کرتا اور نماز پڑھاتا ہے۔ جواب دے کر ممنون فرمائیں۔

الجواب

بظاہر یہ عمل کثیر معلوم ہوتا ہے اس لیے نماز کے فاسد ہونے کا قول کیا جائے گا[1]۔ نیز چاہیے کہ نمازیوں کی جمعیت کا خیال رکھتے ہوئے امامت سے علیحدگی اختیار کرے اور کسی عالم متقی کو مستقل امام مقرر کریں[2]۔ فقط واللہ اعلم۔

معذور اور زبان میں لکنت والے کی امامت کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے کہ ایک آدمی ہے جو نماز کے متعلق ضروری مسائل یاد ہیں اور اس کی داڑھی سنت طریقے پر نہیں ہے جو کہ ٹوٹا ہے اور زبان میں تھوڑی سی لکنت ہے اور تھوڑا

---

(۱) كما في الدر المختار ويفسدها كل عمل كثير ليس من أعمالها ولا لإصلاحها كتاب الصلوة ۱/۶۲۴، ۶۲۵ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه

وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب ما يفسد الصلوة ص۳۱۲ طبع قديمي كتب خانه.

وكذا في حلبي كبير كتاب الصلوة باب كراهية الصلوة ص۴۴۳ طبع سعيدي كتب خانه.

(۲) كما في التاتارخانية وفي فتاوى الارشاد يجب أن يكون امام القوم في الصلوة أفضلهم في العلم والورع والتقوى والقراءة الخ كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۶۰۰ طبع ادارة القرآن والعلوم الاسلامية

وكذا في الدر المختار كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵۵۷، ۵۵۸ طبع ايچ ايم سعيد كراچی.

وكذا في النهر الفائق كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۲۳۹ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان.

[illegible] پانی [illegible] وقت [illegible] امامت [illegible]

[illegible]

درمختار میں ہے کہ بغیر عذر [illegible] توڑنا حرام ہے [illegible] وما قطعها رفعي ذو بيه فلو بعده احمد(۱) بحرالرائق میں ہے: وكذا يحرم على الرجل قطعه لحمده(۲) [illegible] ہے ایک شخص سے [illegible] امام [illegible] ہے(۳) [illegible] کے پیچھے [illegible] ہے(۴) [illegible] ہو کر امام صاحب [illegible] کے پیچھے پڑھ لیا جائے(۵) [illegible] بہر حال جب تک [illegible] فقط واللہ اعلم۔

(۱) شامی، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسده ۲/۴۰۹ طبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ
وکذا فی البحر الرائق کتاب الصوم باب ما یفسد الصوم وما لا یفسده ۲/۴۹۰ طبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ۔ وکذا فی فتح القدیر کتاب الصوم باب ما یوجب القضاء والکفارة ۲/۲۷۰ طبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ

(۲) [illegible] عن [illegible] والخروج عن الأئمة [illegible] کتاب الصلاة باب الامامة ۱/۵۶۰ طبع ایچ ایم سعید کراچی۔
وکذا فی تفسیر روح المعانی سورة البقرة [illegible] طبع دار احیاء التراث العربی
وکذا فی حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح کتاب الصلاة فصل فی بیان الأحق بالإمامة ص ۳۰۲ طبع دار الکتب العلمیة بیروت

(۳) [illegible] فی شرح المنیة [illegible] کراهة تقدیمه [illegible] شامی کتاب الصلاة باب الامامة ۱/۵۶۰ طبع ایچ ایم سعید کراچی
وکذا فی حلبی کبیر کتاب الصلاة باب الامامة ص ۵۱۳ [illegible]
وکذا فی حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح کتاب الصلاة باب الامامة ص [illegible] طبع قدیمی کتب خانہ

(۴) [illegible] کتاب الصلاة باب الامامة [illegible] طبع ایچ ایم سعید کراچی۔
وکذا فی حلبی کبیر کتاب الصلاة باب الامامة ص [illegible] طبع [illegible]
وکذا فی حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح کتاب الصلاة باب الامامة ص ۳۰۳ قدیمی کتب خانہ

لنگڑے شخص کی امامت کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص عالم دین ہے۔ مگر شومئی قسمت کہ دائیں ٹانگ معیوب ہوگئی اور اب کیفیت یہ ہے کہ تشہد اور سجدہ کی حالتوں میں اپنی پوری ٹانگ سامنے کی طرف یعنی قبلہ رخ پھیلانی پڑتی ہے تو ایسے امام کی امامت درست ہے یا کسی اور کو امام مقرر کیا جائے۔

الجواب

نماز اس کے پیچھے صحیح ہے۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ اگر کوئی دوسرا شخص جو لنگڑا نہ ہو لائق امامت کے موجود ہو تو اس کو امام بنایا جاوے۔ وكذالك[1] اعرج يقوم ببعض قدمه فالاقتداء بغيره اولى۔ فقط واللہ اعلم

دونوں پاؤں سے معذور شخص کی امامت کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں ایک شخص حافظ قرآن ہے۔ اس کے ہر دو پاؤں کٹے ہوئے ہیں۔ مگر وہ کھڑا ہو کر دونوں پاؤں پر ٹھیک اور ایک پر ٹھیک طرح زور دے کر نماز پڑھا سکتا ہے۔ رکوع، سجود صحیح کر سکتا ہے۔ اس کی نسبت ثبوت کے ساتھ تحریر فرما دیں کہ وہ نماز پڑھا سکتا ہے یا نہیں۔ اس کی داڑھی ٹھیک ہے۔ خوبصورت ہے۔ نیک آدمی ہے۔ لیکن مسائل نماز سے ناواقف ہے۔ کیا ایسے شخص کا ہمیشہ کے لیے امام مقرر کرنا جائز ہے یا نہ۔ بالدلائل بیان فرما دیں۔

الجواب

وفي رد المحتار[2] وكذلك اعرج يقوم ببعض قدمه فالاقتداء بغيره

---

1) شامي كتاب الصلوة باب الامامة ١/ ٣٦٠ طبع رشيديه جديد.
وكذا في التتارخانية كتاب الصلوة من هو احق بالامامة ١/ ٦٠٢ طبع ادارة القرآن والعلوم الاسلامية.

2) شامي كتاب الصلوة باب الامامة ١/ ٣٦٠ طبع رشيديه جديد.
وكذا في التتارخانية كتاب الصلوة من هو احق بالامامة ١/ ٦٠٢ طبع ادارة القرآن والعلوم الاسلامية.

اولیٰ کذا فی الخانیہ۔ اس سے معلوم ہوا کہ امام مذکور کی امامت بلا کراہت جائز ہے۔ اگر دوسرا کوئی اس کے ساتھ مساوی علم تقویٰ اور شرافت میں موجود نہ ہو اور دوسرے کی موجودگی میں اس کی امامت خلاف اولیٰ ہے۔ لہٰذا اس امام کے برابر کا کوئی دوسرا وہاں پر نہیں ہے تو ان کے لیے اس کی امامت بلا کراہت جائز ہے[1]۔ واللہ اعلم

ایک پاؤں سے معذور شخص کی امامت کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک حافظ قرآن اور سند یافتہ قاری جو کہ صحیح طریقے پر قرآن پاک کی تلاوت کرسکتا ہے اور مسائل ضروریہ سے بھی اچھی طرح واقف ہے۔ لیکن ایک پاؤں سے تھا معذور ہے کہ جب کھڑا ہوتا ہے۔ ایک پاؤں کا پنجہ زمین پر رکھتا ہے اور دوسرا پاؤں بالکل ٹھیک ہے اور جب سجدہ کرتا ہے اور التحیات پڑھتا ہے تو پاؤں کو آگے نکال کر رکھتا ہے۔ ایسے آدمی کو مستقل امام بنانا کیسا ہے اور اس کے پیچھے آدمیوں کی نماز کیسی ہے۔ جب کہ ان آدمیوں میں اس جتنا علم والا کوئی اور نہیں اگر اس کی امامت مکروہ ہے تو کونسی ہے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ایسے شخص کی امامت بلا کراہت درست ہے۔ اگر کوئی دوسرا شخص اس جیسا عالم نہ ہو ورنہ خلاف اولیٰ اور مکروہ تنزیہی ہے۔ **کما قال فی الدر المختار وکذا اعرج وغیرہ اولیٰ**[2] اسی طرح امداد الفتاوی[3] میں بھی مذکور ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد عبداللطیف غفرلہ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ

۸ رجب ۱۳۸۶ھ

---

(۱) لما في البحر المختار هذا إن وجد غيرهم وإلا فلا كراهة كتاب الصلاة باب الإمامة ۲/ ۳۵۰ طبع مكتبه رشيديه جديد

وكذا في البحر الرائق كتاب الصلوة باب الإمامة ۱/ ۶۱۱ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه.

(۲) لما في رد المحتار مع شرحه الدر المختار وكذا أعرج يقوم ببعض قدمه فالاقتداء بغيره أولى كتاب الصلوة باب الإمامة ۲/ ۳۰۶ طبع مكتبه رشيديه جديد.

وكذا في التتارخانيه كتاب الصلوة في مراعي باب الإمامة ۱/ ۶۰۲ طبع إدارة القرآن والعلوم الإسلاميه.

(۳) امداد الفتاوى ۱/ ۲۹۹ مكتبه دار العلوم كراچی.

قیام سے معذور شخص کا حکم

سوال:

[illegible]

جواب:

[illegible]

---

(۱) [illegible]

(۲) [illegible]

معذور شخص کی امامت کا حکم

سوال

جو امام مسجد کی چوری کرتا ہو اور جس کی ہر وقت ہوا خارج ہوتی رہتی ہو اور اس کا تصور رہتا ہو اور اسے پیشاب کے قطرے آتے ہوں۔ جب وہ ہر وقت وضو کرتا ہے تو لوگوں کے پوچھنے پر وہ کہتا ہے کہ میرا وضو ٹوٹ جاتا ہے لیکن شبہ کی وجہ سے وضو کرتا ہوں۔ جب اس سے کوئی مسئلہ پوچھا جائے تو اچھی طرح نہیں بتا سکتا اور جو امام دین کی خاطر نہیں بلکہ صرف پیسے، روزی کی خاطر امامت کرتا ہو اور کوئی دیکھنے کے باوجود تو تو زیادہ عربی وغیرہ بھی کہا جاتا ہو۔ قرآن امامت رکھ کر خود ترجمہ کرتا ہو۔ نماز عشاء سے پہلے ہمیشہ نیند کرنے کی وجہ سے نہ پڑھتا ہو۔ ہوتے ہیں اور وہ قاری ہے۔ تین چار مہینے کی اپنی تنخواہ لے لیتا ہے۔ صرف چار پانچ آدمیوں کی وجہ سے اپنی امامت زبردستی سے کرواتا ہے کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے؟

الجواب

امام اگر واقعی معذور ہے کہ اس کا وضو نہیں رہتا کہ نماز میں بھی اس کو پیشاب کے قطرات خارج ہو جاتے ہیں اور ہوا خارج ہوتی ہے تو اس کی امامت جائز نہیں۔ معذور کے پیچھے غیر معذور کی نماز نہیں ہوتی[1]۔ اسی طرح اگر امام جھوٹ بولتا ہو اور چوری کرتا ہو، قرآن غلط پڑھتا ہو یا حق تلفی کی وجہ سے اس سے ناراض ہوں تو اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے[2]۔ فقط واللہ اعلم

---

(۱) لما في تنوير الابصار وكذا لا يصح الاقتداء بمجنون ... ولا طاهر بمعذور. كتاب الصلوة باب الامامة ۲/۳۰۹ طبع مكتبه رشيديه جديد.

وكذا في حلبي كبير كتاب الصلوة باب الامامة ص: ۵۱۶ طبع سعيدي كتب خانه.

وكذا في البحر الرائق كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۶۲۸ طبع مكتبه رشيديه كوئته.

(۲) كما في الدر المختار ولو أم قوماً وهم له كارهون إن الكراهة لفساد فيه أو لأنهم أحق بالامامة منه كره له ذلك تحريماً كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵۵۹ طبع ايچ ايم سعيد كراچي.

وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب الامامة ص ۳۰۱ طبع دار الكتب العلمية بيروت.

وكذا في البحر الرائق كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۶۰۹ طبع مكتبه رشيديه كوئته.

غیر قادر علی القیام کی امامت کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین ان مسائل میں کہ:

(۱) امام اعرج جو قیام نماز ادا کر سکتا ہے۔ (۲) معذور امام جو نماز میں قیام نہیں کر سکتا۔

(۳) اس مقعد کا ایک ہاتھ شل ہے وہ شخص کا لک ہے ان کے پیچھے نماز کیسی ہے۔ جبکہ تندرست صحیح موجود ہے۔

الجواب

(۱ تا ۳) نماز ان کے پیچھے ہو جاتی ہے۔ لیکن ایسا شخص جو تندرست ہے اور مسائل سے واقف ہو اس کو امام بنانا اولیٰ اور بہتر ہے کیونکہ اعرج اور مقعد جس کا ایک ہاتھ شل ہے لوگوں کی نفرت یا نجس طہارت میں کوتاہی کی وجہ سے ان کی امامت مکروہ اور غیر اولیٰ ہے۔ کما فی الشامیۃ[1] وکذا الک اعرج یقوم ببعض قدمه فالاقتداء بغیره اولی۔ وایضا فی الشامیة وصح اقتداء متوضئ لا ماء معه بمتیمم[2] الخ۔ وقائم بقاعد یرکع ویسجد الخ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ایسے بہرے امام کی امامت کا حکم جو بتائی جانے والی غلطی نہ سن سکے

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک پیش امام بہرہ ہے وہ حافظ قرآن شریف پڑھتا ہے۔ جب تصحیح کے لیے اسے لقمہ دیا جاتا ہے تو وہ بوجہ بہرہ پن اسے نہیں سن سکتا یعنی نہیں سمجھ سکتا اور غلط ملط قرآن پڑھ جاتا ہے تو کیا وہ پیش امام بننے کے قابل ہے یا نہیں۔

---

(۱) شامی کتاب الصلوٰۃ باب الامامۃ ۱/۵۶۲ طبع مکتبہ رشیدیہ جدید۔
وکذا فی التاتارخانیہ کتاب الصلوٰۃ من هو أحق بالامامة ۱/۶۰۲ طبع إدارة القرآن والعلوم الاسلامیه۔

(۲) وفی الدر المختار کتاب الصلوٰۃ باب الامامۃ ۱/۵۸۸ طبع ایچ ایم سعید کراچی۔
وکذا فی البحر الرائق کتاب الصلوٰۃ باب الامامۃ ۱/۶۳۲، ۳۷ طبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ۔
وکذا فی حلبی کبیر کتاب الصلوٰۃ باب الامامۃ ص ۵۰۹، ۵۱۰ طبع سعیدی کتب خانہ۔

الجواب

اگر قرآن شریف پڑھنے میں ایسی غلطی کرتا ہے جس سے نماز میں نقصان یا فساد آتا ہو تو ان کو امام بنانا مکروہ ہے اور صحیح قرآن پڑھنے والا امام بنایا جائے۔ (ولا غیر الالثغ به) ای بالالثغ (علی الاصح)[1] ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عالموں کی موجودگی میں نابینا شخص کی امامت کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک نابینا قاری ہے اور متقی و پرہیزگار ہے اور مسجد میں کئی علماء موجود ہیں اور مولوی صاحب نابینا قاری کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں اور مولوی صاحب نابینا حافظ قاری سے بہتر عالم ہیں کیا نابینا کے پیچھے ان علماء کی اقتداء مکروہ ہے یا نہیں اور ان علماء کے ہوتے ہوئے نابینا کی امامت جائز ہے یا نہیں؟ تفصیل سے جواب مطلع فرمایا جائے۔

الجواب

نابینا کی امامت میں کراہت ہے جب کہ اس سے بہتر کوئی دوسرا موجود ہو اور اگر اس سے بہتر قرات وغیرہ میں یا اخلاق میں کوئی دوسرا نہ ہو تو نابینا کی امامت بلا کراہت جائز ہے۔ قال الشامی[2] حیث قال فیہ کراہۃ امامۃ الاعمی فی المحیط وغیرہ بان لا یکون افضل القوم فان کان افضلهم فهو اولی اس نابینا کی امامت بلا کراہت جائز ہے عام طور پر موجودگی میں اگر وہ سب سے بہتر ہو تو امامت میں کوئی کراہت نہیں

---

(۱) الدر المختار، کتاب الصلوۃ، باب الامامۃ [illegible] طبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ جدید

وکذا فی الفتاوی الهندية، کتاب الصلوۃ، الباب الخامس فی الامامۃ [illegible] طبع ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیۃ

(۲) رد المحتار، کتاب الصلوۃ، باب الامامۃ [illegible] طبع مکتبہ رشیدیہ جدید۔

وکذا فی حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، کتاب الصلوۃ، باب الامامۃ ص [illegible] طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان

وکذا فی الفتاوی الهندية، کتاب الصلوۃ، الباب الخامس فی الامامۃ [illegible] طبع ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیۃ کراچی

تحریمی آ جاتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو امام مقرر کیا لیکن یہ اس وقت جب کہ تمام جلیل القدر صحابہ کرام غزوہ پر گئے تھے۔ کما یفہم من عبارۃ الشامی لکن ورد فی الاعمی نص خاص هو استخلافه صلی اللہ علیہ وسلم لابن ام مکتوم وعتبان علی المدینة وکانا اعمیین لانه لم یبق من الرجال من هو اصلح منهما (1) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

ربیع الثانی ۱۳۹۷ھ

پرہیزگار نابینا کی امامت کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک امام مسجد جس کو امامت کرتے تقریباً پچیس سال ہو گئے ہیں۔ وہ امام نابینا اور حافظ قرآن و قاری ہے۔ نیز قاری ہونے کے علاوہ وہ شریعت کے احکام سے بھی واقفیت رکھتا ہے اور پرہیزگار بھی ہے۔ یہاں تک کہ ناپاکی و گندگی سے بچنے کے لیے ایک طالب علم ساتھ رکھتا ہے۔ چند اشخاص حافظ صاحب پر الزام چوری یا خرد برد بیت المال بغیر ثبوت شرعی و گواہان کے لگاتے ہیں۔ نیز اس کے نابینا ہونے پر سوال پیدا کرتے ہیں کہ یہ نابینا ہے اور نابینا امامت کی اہلیت نہیں رکھتا۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسی صفات والے نابینا کی امامت شرعاً جائز ہے یا نہیں اور بلاوجہ الزام لگانے والوں کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے۔

جواب

ایسا امام جو پچیس سال سے امامت کر رہا ہے اور حافظ و قاری بھی ہے۔ احکام شریعت سے بھی واقف ہے اور پرہیزگار بھی ہے اور طہارت و پاکی کا پورا لحاظ رکھتا ہے جیسے کہ سوال میں مرقوم ہے۔ ایسے امام کو ذاتی جھگڑوں کی بنا پر مورد الزام قرار دینا جائز نہیں (2) اور اسی طرح مسجد کی امامت سے الگ کرنا بھی روا نہیں جب کہ اکثریت اس کے حق میں ہو بلکہ بلاوجہ الزام لگانے والے مجرم ہیں۔ ان کو روکنا ضروری ہے اور نابینا کی امامت کا مکروہ ہونا اس وقت ہے جب کہ افضل القوم نہ ہو اور نجاست و طہارت کے معاملے میں احتیاط نہ کرتا ہو ورنہ بصورت دیگر مستحب ہے جیسا کہ قید ہے وکراهة امامة الاعمى في المحيط وغيره بان لا يكون

---

(1) رد المحتار کتاب الصلوٰۃ باب الامامۃ ۱/۵۶۲ طبع مکتبہ رشیدیہ جدید۔

وکذا فی البحر الرائق کتاب الصلوٰۃ باب الامامۃ ۱/۶۱۰ طبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ۔

(2) الدر المختار مع رد المحتار: واعمی الا ان یکون اعلم القوم فهو اولی قوله ونحوه الاعشی هو سیئ البصر ... وهو الاظهر بحثا ... من تقبل الاعمی بانه لا یتوقی النجاسة. کتاب الصلوٰۃ باب الامامۃ ۱/۵۶۰ سعید کراچی۔

افضل القوم فان کان افضلهم فهو اولی[1]۔

عالم امام کے ہوتے ہوئے نابینا کا امامت کی خواہش کرنا

سوال:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں کہ زید عرصہ سے ایک مسجد کا امام ہے اور نیک متقی عالم سمجھا جاتا ہے اور تمام مقتدی اس امامت میں ہر طرح سے متفق ہیں۔ عمر جو ایک نابینا ہے اور اپنے آپ کو عالم قاری کہتا ہے وہ اگر جماعت میں زید کے ساتھ پیچھے کھڑا ہوتا ہے اور تکبیر قراءت شروع کرتا ہے۔ اس خیال سے کہ میں ہی نماز پڑھاتا ہوں اور مقتدی زید کی اقتداء کرتے ہیں۔ عمر خود نماز پڑھاتا ہے۔ عمر کی اس امر پر کہہ دیتا ہے کہ زید کے پیچھے میری نماز نہیں ہوتی ہے تو ایسے لوگوں کی اس حالت میں از روئے شرع اس مسئلہ کا کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب:

عمر مذکور کی یہ حرکت شرعاً نہایت قبیح ہے۔ جب مسجد کا مستقل امام پہلے سے مقرر ہے اور لوگ اس کی امامت پر خوش اور رضامند ہیں اور ایک عالم دین اور صحیح اللسان ہے تو عمر نابینا (جس کی امامت مکروہ ہے[2]) کو خواہ مخواہ امامت کا یا مصلیٰ پر جانے کا شوق کیوں چڑھا ہوا ہے۔ عمر کو سمجھایا جائے کہ ایسی نازیبا حرکت سے باز آجائے ورنہ اگر الگ جماعت میں نماز پڑھے گا تو وہ منفرد شمار ہوگا اور اس کا فرض ادا ہو جائے گا۔ اگرچہ ترک جماعت اور فتنہ پردازی کا گناہ اس پر ضرور ہوگا[3]۔ اور عمر جو یہ کہتا ہے کہ زید کے پیچھے نماز نہیں ہوتی

---

(١) ويكره تنزيهاً إمامة الأعمى في المحيط وغيره إلا أن لا يكون أفضل القوم فإن كان أفضلهم فهو أولى. رد المحتار مع الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الإمامة ٢/٢٥٦ طبع مكتبه رشيديه جديد.
وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، فصل في الإمامة ص: ٣٠٢ طبع دار الكتب العلمية بيروت. وكذا في التاتارخانية كتاب الصلاة من هو أحق بالإمامة ١/٦٠٣ طبع إدارة القرآن والعلوم الإسلامية كراتشي.

(٢) ويكره في الدر المختار إمامة عبد وفاسق وأعمى كتاب الصلاة باب الإمامة ٢/٥٥٩ طبع مكتبه رشيديه جديد. وكذا في البحر الرائق كتاب الصلاة باب الإمامة ١/٦٠٧، ٦١٠ طبع مكتبه رشيديه كوئته. وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلاة فصل في الإمامة ص: ٣٠٢ طبع دار الكتب العلمية بيروت.

(٣) كما في رد المحتار أن هذا يقتضي الاتفاق على أن تركها مرة بلا عذر يوجب إثماً كتاب الصلاة باب الإمامة ص ٢/٢٥٤ طبع مكتبه رشيديه جديد. وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلاة باب الإمامة ص: ٢٨٦ طبع دار الكتب العلمية بيروت.
وكذا في حلبي كبير كتاب الصلاة فصل في الإمامة ص: ٥٠٨ طبع سعيدي كتب خانه

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

نابینا کی امامت کا حکم

سوال:

[illegible]

[illegible] پاک صاف رہتا ہے۔

الجواب:

نابینا امام کے پیچھے نماز [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کما قال فی الدر المختار[۱]: ویکرہ تنزیہا امامۃ عبد [illegible] وفاسق واعمی ونحوہ الاعشی نہر (الا ان یکون) ای غیر الفاسق (اعلم القوم) فہو اولیٰ، وقال فی الکبیری شرح منیۃ المصلی[۲]: وتقدیم الاعمی لانہ لا یمکنہ الاحتراز عن النجاسۃ ولا یتحقق استقبال القبلۃ کما ینبغی [illegible] فخرج من ہذا لانہ [illegible] النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقال فی البحر الرائق[۳]

---

(۱) الدر المختار [illegible] کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ [illegible] طبع مکتبہ رشیدیہ [illegible]

(۲) الحلبی الکبیر، کتاب الصلوٰۃ، فصل فی الامامۃ [illegible]

(۳) البحر الرائق، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ [illegible] طبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ۔

تصح قبل الحكم ويكره سماع القصد ... ثم شيخ ... في الفتح انه يكره لهؤلاء التقدم ويكره الاقتداء بهم كراهة تحريمية فان امكن الصلوة خلف غيرهم فهو افضل والا فالاقتداء اولى من الانفراد وينبغي ان يكون محل كراهة الاقتداء بهم عند وجود غيرهم والا فلا كراهة كما لا يخفى (۱) والله تعالى اعلم

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کی امامت کا حکم

سوال نمبر [illegible]

[illegible]

جواب

[illegible] ... کراہۃ امامۃ الاعمی فی المحیط وغیرہ ان لا یکون افضل القوم فان کان افضلہم فہو اولی (۲) والله اعلم

[illegible]

[illegible]

---

(۱) شامی کتاب الصلوۃ باب الامامۃ ۱/۵۶۰ طبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ

(۲) [illegible] ... دار الکتب العلمیۃ بیروت ... [illegible] ... طبع ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیۃ

لنگڑے کی امامت کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص قاری ہے اور وہ لنگڑا ہے اور اس کا ... ہے اور شرعی مسائل سے واقف ہے۔ ایک شخص اس کی ... بھی ... اس کے ساتھ رہتا ہے اور ہزاروں انسانوں کو پڑھا بھی چکا ہے۔ اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

جواب

ایسے شخص کی امامت درست ہے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نابینا حافظ کی امامت کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک نابینا شخص ہے۔ حافظ قرآن ہے غریب مزدوری پر ہے اس لیے وہ کہیں ملازمت کرتا ہے لیکن وہ اگر محلہ والوں کو نماز پڑھائے تو ان سے کچھ نہیں ملتا اس لیے اس غریب کے بارے میں آپ یہ بتائیں کہ نابینا کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں جبکہ وہ احتیاط بھی کرتے ہیں اگر صحیح ہو تو اس غریب بندہ کے لیے ... کوئی دوسرا کام تجویز کریں اور بندہ صرف قرآن شریف کا حافظ ہے باقی عالم وغیرہ نہیں ہے۔

جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نابینا کی امامت مکروہ تنزیہی ہے اس لیے کہ وہ نجاست سے حفاظت پورے طور پر نہیں کر سکتا، ویسے اگر نابینا قوم میں سب سے زیادہ علم رکھنے والا ہو تو اس کی امامت بلا کراہت درست ہے بشرطیکہ نجاست سے احتراز و احتیاط کرتا ہو، صورت مسئولہ میں حافظ نابینا موصوف بشرطیکہ نجاستوں سے خوب احتیاط کرتا ہو امامت کرا سکتا ہے، ہاں اگر کوئی دوسرا اس محلہ میں موجود ہو تو اس کی امامت افضل ہے۔ کما قال فی

---

(۱) قال في البحر: كره إمامة الأعمى في المحيط وغيره بأن لا يكون أفضل القوم فإن كان أفضلهم فهو أولى. كتاب الصلوة باب الإمامة ۱/۳۶۸ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه.
وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلوة فصل في الإمامة ص ۳۰۳ طبع دار الكتب العلمية بيروت. وكذا في التاتارخانية كتاب الصلوة من هو أحق بالإمامة ۱/۶۰۲ طبع إدارة القرآن والعلوم الإسلامية كراچی.

الکبری وفی حق الاعمی لانہ لا یری النجاسۃ فلا یحترز عنہا وقد عن وجہ لا یصیبہ واذا تاملت وجدت سبب الکراہۃ فی الاعمی احد من غیرہ ولذا لم یکرہ تقدیمہ عند الائمۃ الثلاثۃ وذکر فی المحیط لا باس بان یؤم الاعمی والعبد الا ان فی الاصل انما یکرہ تقدیم الاعمی اذا کان غیرہ افضل منہ وقد ثبت ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم استخلف ابن ام مکتوم[1] یؤم الناس وھو اعمی رواہ ابوداؤد. واللہ تعالیٰ اعلم

عبداللطیف غفرلہ مفتی مدرسہ [illegible]

۹ رجب ۱۳۶۷ھ

بالکل اندھے اور لنگڑے شخص کی امامت کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسائل میں:

(۱) بالکل اندھے کانے اور لنگڑے [illegible] نماز [illegible] ہو جاتی۔ (۲) [illegible] روپے [illegible] [illegible] ہے [illegible] والدہ [illegible] [illegible] [illegible] دی [illegible]۔

جواب

(۱) لنگڑے اندھے کی امامت جائز تو ہے لیکن اس میں کراہت ہے۔ ہاں اگر اندھا ایک متقی پرہیزگار شخص ہو اور نجاست سے پوری طرح بچتا ہو اور احتیاط کرتا ہو تو پھر اس کی امامت مکروہ نہیں ہے۔ قال فی

---

(۱) حلبی کبیر کتاب الصلوٰۃ فصل فی الامامۃ ص ۵۱۴ طبع سہیل اکیڈمی لاہور۔

وکذا فی البحر الرائق کتاب الصلوٰۃ باب الامامۃ ۱/۶۱۱ طبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ۔

وکذا فی حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح کتاب الصلوٰۃ فصل فی الامامۃ ص ۳۰۳ طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت۔

الیہ العالمگیریہ[1] ولو کان لقدم الامام عوج وقام علی بعضہا یجوز وغیرہ اولی کذا فی التبیین وقال فیہا ایضاً وتجوز امامۃ الاعرابی والاعمی والعبد وولد الزنا والفاسق کذا فی الخلاصۃ الا انہا تکرہ ھکذا فی المتون قال فی التنویر ویکرہ امامۃ عبد الی ان قال واعمی الا ان یکون اعلم القوم[2]

(۳) امامت ... [illegible] ... ہیں ... [illegible] ... صرف ... [illegible] ... اور ... حاجات ... [illegible] ... بقدر ... [illegible] ... صورت میں ... [illegible] ... صاحب نصاب نہیں ... [illegible] ... فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود ... [illegible] ... دارالعلوم دیوبند

۲۲/رجب ۱۳۹۳ھ

صفائی قرآن کا خیال رکھنے والے نابینا کی امامت کا حکم

سوال:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ... [illegible] ... نابینا ... ایک مسجد میں امام ہے، قرآن کریم کی اچھی ... [illegible] ... ہیں ... [illegible] ... حافظ صاحب ... [illegible] ... صورت میں ... [illegible] ... نماز ... [illegible] ...

---

(۱) الہندیۃ کتاب الصلوٰۃ الفصل الثالث فی بیان من یصلح اماماً لغیرہ ۱/۸۵ طبع بلوچستان بک ڈپو
وکذا فی رد المحتار کتاب الصلوٰۃ باب الامامۃ ۱/۵۶۰ طبع مکتبہ رشیدیہ جدید۔

(۲) شامی کتاب الصلوٰۃ باب الامامۃ ... طبع مکتبہ رشیدیہ جدید
وکذا فی حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح کتاب الصلوٰۃ فصل فی الامامۃ ص ۳۰۲ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت، وکذا فی البحر الرائق کتاب الصلوٰۃ باب الامامۃ ... طبع دار المعرفۃ ... الاسلامی کراچی

جواب

نابینا کی امامت اس وقت مکروہ ہے جب کہ وہ نجاست سے بچنے پر قادر نہ ہو یا وہ دوسرے لوگوں سے باعتبار تجوید قرآن اور علم مسائل افضل نہ ہو۔ اگر کوئی نابینا ایسا ہے کہ نجاست سے بچنے کا انتظام کرتا ہے تو اس کی امامت درست ہے۔ قال الشامی قید کراهة امامة الاعمی فی المحیط وغیرہ بان لا یکون افضل القوم فان کان افضلهم فهو اولی [1] جب نابینا کو امامت سے الگ کرتے ہیں تو نابینا کی تحقیر ہوتی ہے [illegible] امامت [illegible] آدمی ہے لہٰذا ان کا [illegible] کہ ان کو مستقل امام رکھا جائے اور نماز ان کے پیچھے ادا ہو، مستحب یہ ہے کہ بینا شخص کا تقرر ہو اور ایسا شخص ہو جو قوم میں افضل ہو، ضروری مسائل نماز سے واقف ہو۔

ایک نابینا شخص کی امامت کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک نابینا جو قرآن شریف کا حافظ اور قاری ہونے کے علاوہ شریعت کے احکام سے بھی واقفیت رکھتا ہے اور پرہیزگار بھی ہے۔ نجاست وغیرہ کی ناپاکی سے بچنے کے لیے ایک نابالغ [illegible] آدمی [illegible] امامت [illegible] شریعت [illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] نابینا [illegible] اس نابینا آدمی کے پیچھے نماز جائز نہیں تو اس کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے۔

جواب

اگر نابینا امام نجاست سے کافی احتیاط کرتا ہے اور قرآن کا حافظ و قاری اور احکام شرعیہ سے واقف ہے تو اس کی امامت میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ بلکہ افضل القوم ہونے کی وجہ سے وہی زیادہ لائق امامت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن ام مکتوم کو [illegible] جب آپ [illegible] تو مسجد نبوی کا امام مقرر فرمایا تھا۔

(۱) شامی کتاب الصلوۃ باب الامامۃ [illegible] طبع مکتبہ رشیدیہ جدید

وکذا فی حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح کتاب الصلوۃ فصل فی الامامۃ [illegible] طبع دار الکتب العلمیة بیروت وکذا فی الفتاوی الهندیة کتاب الصلوۃ الباب الخامس فی الامامة [illegible] طبع إدارة القرآن والعلوم الاسلامیة کراچی

کما فی رد المحتار [illegible] الاعمی [illegible] لا یتوقی النجاسة [illegible] الصلوة باب الامامة [illegible] سعید کراچی

حضرت عتبان بن مالک بھی نابینا تھے اور حضور ﷺ نے ایک مسجد کا امام مقرر فرمایا تھا، بعض حضرات نابینا تھے، بحر الرائق[1] میں ہے: وامامة عتبان بن مالک الاعمی لقومه مشهورة فی الصحیحین واستخلاف ابن ام مکتوم الاعمی علی المدینة تکرر ثم قال: وفیه کراهة امامة الاعمی فی المحیط وغیره الا ان یکون افضل القوم فهو اولی الخ۔ لہٰذا اس کے خلاف ذہن میں شبہ نہ لائے، اگر کوئی شخص یا قوم نے ان میں کوئی بات خلاف شرع دیکھی تو ان سے دریافت کرنا چاہیے، اختلاف و ضد کو ترک کر دینا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

محمد عنایت ... [illegible]

افیون کا نشہ کرنے والے کی امامت کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین کہ یہاں ایک مولوی صاحب افیون کا نشہ کرتے ہیں، تو کیا ایک مولوی صاحب کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہ؟

جواب

افیون کھانے والے کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے، ان کو امام بنانا جائز نہیں۔ بحرم ذلک کله[2] ویعید فیه وکذا تکره خلف امرد وسفیه (الی قوله) وشارب الخمر واکل الربوا[3] وفی الشامیة وکراهة تقدیمه ای الفاسق کراهة تحریم الخ[4] فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

... [illegible] ۱۸ ... ۱۳۹۲ھ

---

(۱) البحر الرائق کتاب الصلوۃ باب الامامة ۱/۳۶۹ طبع مکتبہ رشیدیہ ...

کذا فی الشامیة کتاب الصلوۃ باب الامامة ۱/۵۶۲ طبع مکتبہ رشیدیہ جدید

وکذا فی التتارخانیة کتاب الصلوۃ من هو احق بالامامة ۱/۶۰۴ طبع ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیة

(۲) ... کتاب الامامة ... ۱/۴۷ طبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ جدید ...

(۳) الدر المختار کتاب الصلوۃ باب الامامة ۱/۵۵۹، ۵۶۰ طبع مکتبہ رشیدیہ

(۴) شامی کتاب الصلوۃ باب الامامة ۱/۵۶۰ طبع مکتبہ رشیدیہ جدید

وکذا فی حلبی کبیر کتاب الصلوۃ باب الامامة ص ۵۱۳ طبع ... کتب خانہ

وکذا فی حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح کتاب الصلوۃ فصل فی الامامة ص ۳۰۳ طبع دار الکتب العلمیة بیروت لبنان

تمباکو کھانے والے کی امامت کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین مسائل ذیل کے

(۱) ایک امام مسجد چونا، تمباکو اور نسوار وغیرہ کا عادی ہے جس کی وجہ سے اس کے استعمال کا اس قدر عادی ہے کہ دوران وعظ بھی استعمال کرتے ہیں اور جماعت کرانے سے ایک دو منٹ پہلے تک استعمال کرتے ہیں جماعت کی ... کیا ان کی امامت اس صورت حال کے تحت درست ہے۔

(۲) جب یہ امام صاحب ... جمعہ کی تقریر کرتے ہیں ... اس وقت ... فرماتے ... قرآن شریف شروع کر دیتے ہیں اور ... سے فارغ ہو کر ... خطاب فرما کر ... اس ... کے ... ہیں ... کیا ان کا یہ عمل درست ہے

جواب

(۱) معروف چونا اور نسوار کے استعمال کرنے والے کی امامت جائز و درست ہے مگر اول الذکر کی ... [1] ... [2] ... گیا ہے۔

(۲) ... ... کے بعد ... سے پہلے امام ... ... کرے ... کا ... ہو جاتا ہے [3] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

---

(۱) ... ...

(۲) ویکره الاقتداء بالمعروف بأکل الربا أو شیء من المحرمات أو یداوم الإصرار على شیء من البدع المکروهة ... ... الدر المختار ... ...

(۳) ... ... عن جابر ... رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم السلام قبل الكلام كتاب الاستئذان والآداب باب السلام قبل الكلام ... ... السلام ... ... قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ... السلام ... كتاب ... ... في البيع ... ...

حقہ نوشی کے عادی نابینا قاری کی امامت دو عالموں کے ہوتے ہوئے

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ

(۱) ایک محلہ یا ایک شہر میں دو عالم باعمل وہ بھی دو مفتی موجود ہوں اور وہاں ایک قاری نابینا صاحب کو بلا اتفاق کے امام مقرر کیا گیا ہے اور وہ دو عالم بھی ان کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں۔ کیا ان کی امامت اور ان کی اقتداء بلا کراہت جائز ہے یا نہیں باوجودیکہ وہ قاری صاحب احتیاط نہیں کرتے ہیں اور نیز اکثر مسائل نماز سے بھی واقف ہیں لیکن حقہ نوشی بہت کرتا ہے اور اس عادت کے ترک کرنے پر مجبور کیا گیا ہے۔ لیکن وہ حقہ کسی صورت میں بھی نہیں چھوڑتا اور غلطی پر شرمندہ بھی نہیں ہے۔ لہذا مہربانی فرما کر اس مسئلہ کو پوری وضاحت سے بیان فرما کر ہماری تسلی فرمائیں۔

(۲) اور دوسرا یہ کہ نماز جمعہ کے فرض ادا کرنے کے بعد ظہر احتیاطی پڑھنا چاہئے یا نہیں پڑھنا چاہئے؟ لازم ان دونوں مسئلوں کو وضاحت سے تحریر فرمائیں۔

جواب

(۱) علامہ شامی رحمہ اللہ نے[۱] لکھا ہے: قید کراهة امامة الاعمی فی المحیط وغیرہ بان لا یکون افضل القوم فان کان افضلهم فهو اولی۔ بنا بر سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ امام مذکور (نابینا) قاری تو ہیں لیکن یہ ثابت نہیں کہ وہ افضل القوم ہیں کیونکہ دو عالم باعمل موجود ہیں ان حضرات کے ہوتے ہوئے اس نابینا کی امامت مکروہ ہے۔ نیز حقہ نوشی اگرچہ ناجائز نہیں ہے لیکن اس پر اصرار کرنا اور ہمیشہ اس کا ارتکاب کرنا صغیرہ نہیں[۲] بلکہ اس سے آدمی فاسق ہو جاتا ہے اور فاسق کے پیچھے غیر فاسق کی موجودگی میں نماز

---

(۱) شامی کتاب الصلوة باب الامامة ۱: ۵۶۲ طبع مکتبہ رشیدیہ ماجدیہ۔
وکذا فی حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح کتاب الصلوة فصل فی الامامة ص ۳۰۲ طبع دار الکتب العلمیة بیروت. وکذا فی خلاصة الفتاوی کتاب الصلوة من هو احق بالامامة ۱/ ۳۰۲ طبع ادارة القرآن والعلوم الاسلامیة کراچی.

(۲) وشرعاً ما خرج عن طاعة الله تعالی بارتکاب کبیرة قال القهستانی ای او إصرار علی صغیرة. حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح کتاب الصلوة فصل فی الامامة ص ۳۰۳ طبع دار الکتب العلمیة بیروت. وکذا فی شرح فقه الاکبر لا کبیرة مع الاستغفار ولا صغیرة مع الاصرار ص ۱۷۰ طبع قدیمی کتب خانه.

پڑھی جائے[1]۔

(۲) شہر میں جمعہ ادا کرنے کے بعد فرض احتیاطی پڑھنا درست نہیں البتہ اگر کہیں جواز جمعہ میں شک پڑ گیا وہاں پر اگر پڑھی جائے تو درست ہے۔ و عن الاختلاف فی المصر قالوا فی کل موضع وقع الشک فی جواز الجمعة ینبغی ان یصلی اربعا الخ مجموعہ فتاویٰ جلد ۲ ص ۱۴۔ لیکن عوام کے لیے فرض احتیاطی ٹھیک نہیں ہے۔ کما ھو المنقول عن البحر فی رد المحتار یفید انه علی الراجح من جواز التعدد لا یصلیها بناء علی ما قدمه عن البحر من انه افتی بترکها خوفا من اعتقاد عدم فرضیة الجمعة وقال فی البحر انه لا احتیاط فی فعلها لانه العمل باقوی الدلیلین[2] واللہ تعالیٰ اعلم

امام کعبہ کی اقتداء میں نماز کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ہمارے ہاں بعض لوگ یہ پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ امام کعبہ کی امامت میں نماز ناجائز ہے۔ کیونکہ ان کی داڑھی ایک مشت سے کم ہے، تو کیا یہ صحیح ہے۔

جواب

امام کعبہ کی امامت میں جو نمازیں ادا کی گئی ہیں وہ صحیح ہیں۔ واجب الاعادہ نہیں۔ داڑھی منڈے کی امامت مکروہ ہے[3]۔ لیکن اگر کسی نے اس کی اقتداء میں نماز پڑھ لی تو واجب الاعادہ

---

(۱) لما فی الدر المختار ویکرہ تحریماً إمامة عبد ... وفاسق کتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵۵۹ طبع ایچ ایم سعید کراچی۔ ومثله فی الخلاصة کتاب الصلوة الفصل الخامس عشر فی الامامة والاقتداء ۱/۱۴۵ طبع مکتبه رشیدیه کوئٹه۔

ومثله فی البنایة علی شرح الهدایة کتاب الصلوة باب الامامة ۲/۲۳۲،۲۳۳ طبع دار الکتب العلمیة۔

(۲) شامی کتاب الصلوة مطلب فی نیة آخر ظهر بعد صلاة الجمعة ۲/۱۸ طبع مکتبه رشیدیه۔

وکذا فی البحر الرائق کتاب الصلوة باب صلاة الجمعة ۲/۱۵۱ طبع مکتبه رشیدیه کوئٹه۔

(۳) لما فی الدر المختار مع رد المحتار ویحرم علی الرجل قطع لحیته ۶/۴۰۷ کتاب الحظر والاباحة طبع ایچ ایم سعید کراچی

وکذا ایضاً فی رد المحتار واما الاخذ منها وهی دون ذلک کما یفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم یبحه أحد کتاب الصوم مطلب فی الاخذ من اللحیة ۲/۴۱۸ طبع ایچ ایم سعید کراچی۔

وکذا فی البحر الرائق کتاب الصوم باب ما یفسد وما لا یفسد ۲/۴۹۰ طبع مکتبه رشیدیه کوئٹه

نہیں[1]۔ کذا فی فتاوی دار العلوم[2] و امداد الفتاوی۔[3] فقط واللہ اعلم

محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی قاسم العلوم ملتان

۲۳ ذوالقعدہ ۱۳۹۸ھ

امامِ حرم کی اقتداء میں ادا کی گئی نمازوں کا حکم

﴿س﴾

محترم مفتی صاحب السلام علیکم

یہاں حاجیوں کو یہ بتایا ہے کہ حرم شریف میں امام چونکہ چاروں اماموں کی مخصوص جگہوں میں سے کسی پر بھی نہیں ہوتا اور امامت نئی جگہ پر کرواتا ہے۔ مسجد نبوی میں امام نجدی ہے لہٰذا اہلِ سنت کی تمام نمازیں دوہرائی جائیں۔

﴿ج﴾

محترم المقام جناب منظور احمد صاحب دام مجدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ نمازوں کے اعادہ سے متعلق آپ کا خط ملا۔ جواباً عرض ہے کہ مسجد حرام میں چار مخصوص جگہوں میں سے کسی جگہ پر کھڑا ہونا امامت کے لیے ضروری نہیں۔ مسجد حرام میں اس وقت جو امام نمازیں پڑھاتا ہے اور وہاں کھڑا ہوتا ہے اس کے پیچھے سب لوگوں کی نمازیں بلاشبہ صحیح اور درست ہیں اعادہ کا حکم نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

۱۰ ربیع الاول ۱۳۹۴ھ

---

(۱) كما في الدر المختار مع رد المحتار وفي النهر عن المحيط صلى خلف فاسق أو مبتدع نال فضل الجماعة قوله نال فضل الجماعة أفاد أن الصلوة خلفهما أولى من الانفراد لكن لا ينال كما ينال خلف تقي ورع كتاب الصلوة باب الإمامة ١/٥٦٢ طبع ايچ ايم سعيد كراچي۔

وكذا في حلبي كبير كتاب الصلوة باب الإمامة ص ٥١٤ طبع سعيدي كتب خانه۔

وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة فصل في الإمامة ٣٠٢ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان۔

(۲) فتاوى دار العلوم باب الامامت ٣/١٢٧، ١٢٨ طبع دار الاشاعت۔

(۳) امداد الفتاوى: باب الامامة والجماعات ١/٢٣٣ طبع مكتبه دار العلوم كراچى

حرمین شریفین کے اماموں کی اقتداء کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ حرمین شریفین کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

جواب

جائز ہے درست ہے[1] واللہ تعالیٰ اعلم

۲ ذی الحجہ ۱۴۰۰ھ

ایک مسلک کے قائل شخص کی دوسرے مسلک کے امام کی اقتداء میں نماز کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ [illegible] مسجد نبوی شریف کے امام [illegible] کے قائل [illegible] ہیں اور اب بیت المقدس شریف کے امام صاحب تشریف لائے ہوئے ہیں تو ان سے دریافت طلب امر یہ ہے کہ حنفی مسلک کے مقتدی ان کی موجودگی میں حنفی مسلک [illegible] والے علماء کے پیچھے نماز [illegible] ہے یا حنبلی مالکی شافعی امام کے پیچھے؟ بینوا توجروا

جواب

اہل سنت والجماعت [illegible] چاروں مذاہب (حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی) حق ہیں۔ ان کا آپس میں اختلاف فروعی مسائل میں ہے، لہٰذا حنفی کی نماز شافعی المذہب یا حنبلی مذہب والے امام کے پیچھے درست ہے۔ اگرچہ حنفی مسلک کے مقتدی [illegible] درمختار میں ہے: ویکرہ [illegible] خلف امرد وسفیہ ومفلوج و[illegible] ومخالف کشافعی لکن فی وتر البحر ان تیقن المراعاۃ لم یکرہ [illegible] و صحت

---

(۱) کما فی الدر المختار مع رد المحتار: ومخالف کشافعی لکن فی وتر البحر ان تیقن المراعاۃ لم یکرہ الخ کتاب الصلوۃ باب الامامۃ ج ۱ ص [illegible] طبع مکتبہ رشیدیہ جدیدہ
وکذا فی تقریرات الرافعی علی حاشیۃ رد المحتار کتاب الصلوۃ باب الامامۃ ج ۱ ص [illegible] طبع مکتبہ [illegible] کذا فی حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح کتاب الصلوۃ فصل فی الامامۃ ص [illegible] طبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

المستحب ... انه يراعي في الفروض والواجبات والسنن الخ كذا في ...[1] فتاوی دار العلوم[2] — فقط واللہ اعلم

علماء دیوبند کی اقتداء میں نماز کا حکم

مسئلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ دیوبندی کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں اگر ہوتی ہے تو جو پیچھے نماز پڑھتے ہیں ان کی نماز ہو گئی۔

جواب

علماء دیوبند اہل حق اور اہل علم ہیں، اہل سنت والجماعت حنفی ہیں ان کی اقتداء میں نماز بلا شبہ درست ہے[3] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد بن عبدالوہاب کو برا کہنے والوں کا حکم

مسئلہ

زید محمد بن عبدالوہاب نجدی کو ... کتاب ... قرن الشیطان والی روایت پیش کرتے ہوئے ردالمحتار کی کتاب الجہاد والبغاۃ سے ... ثابت کرتا ہے ... ۱۲۳۳ ہجری میں محمد بن عبدالوہاب نجدی

---

(۱) رد المحتار كتاب الصلوة باب الإمامة ۱/۵۵۷ طبع مكتبه رشيديه جديد.

وكذا في تقريرات الرافعي على هامش رد المحتار كتاب الصلوة باب الإمامة ... طبع مكتبه رشيديه جديد، وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة فصل في الإمامة ۳۰۲ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان

(۲) فتاوى دار العلوم باب الإمامة ۳/۱۸۶ طبع دار الاشاعت

(۳) ... ان يكون امام ... في الصلوة ... في تمام ... والورع والتقوى ... كتاب الصلوة من هو احق بالامامة ۱/۵۰۰ طبع ادارة القرآن والعلوم الاسلامية كراتشي

وكذا في الدر المختار كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵۵۸ طبع ايچ ايم سعيد كراتشي.

كذا في النهر الفائق كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۲۳۹ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان.

کے مطابق درست پوری ہوئی۔ پھر زید کے خلاف کہتا ہے اور مشکوٰۃ پر اتبع الہدیٰ والی روایت پیش کر کے یہ بات کرتا ہے کہ اس نے سنت نبی ﷺ پر عمل کیا ہے۔ اب یہ اختلاف ہماری سمجھ سے باہر ہے۔ حالانکہ دونوں اہل سنت والجماعت ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور دونوں امام مسجد اور خطیب ہیں۔ اب علمائے کرام و مفتیان عظام کی خدمت میں گذارش ہے کہ عمرو زید دونوں سچے ہیں یا عمرو زید کے پیچھے نماز پڑھیں بیان کر کے بتایئے۔

الجواب

محمد بن عبدالوہاب نجدی کے متعلق مختلف قسم کے اقوال و خیالات فقہاء و علماء وغیرہ سے منقول ہیں لیکن بہرحال وہ حنبلی المذہب تھے اور عمل بالحدیث بجا لاتے تھے جیسا کہ امام احمدؒ کے مذہب میں ہوتا ہے چونکہ وہ اہل سنت والجماعت سے بعض عقائد میں مختلف ہیں۔ مگر ان کی تکفیر یا تضلیل میں غلو کرنا صحیح نہیں ہے۔ عمرو زید دونوں کے پیچھے نماز جائز ہے[1]۔ نجدی والی حدیث کا مصداق محمد بن عبدالوہاب کو قرار دینا صحیح نہیں ہے یہ محض ان کا اپنا خیال ہے۔

غیر مقلدین اور محمد بن عبدالوہاب کے پیروکاروں کی اقتداء میں نماز کا حکم

السوال

ما رأى سماحتكم في جواز الصلوة خلف اتباع محمد بن عبد الوهاب النجدي واهل الحديث جميعا ثم ماذا عقيدة سماحتكم في شيخ الاسلام ابن تيمية والحافظ ابن القيم الجوزي وقد افتى بعض المبتدعة في ديارنا بعدم جواز الصلوة خلفهم وقال انهم من اهل الخوارج وقد نسب هذا القول الى الشيخ عبد الحق المحدث الدهلوي وابن عابدين الشامي وايضا استدل هذا المبتدع بحديث النجد المشهور هنا تطلع قرن الشيطن الخ. بينوا بيانا شافيا تؤجروا اجرا وافيا

الجواب

مبسملا وحامدا ومصليا اقول التفصيل عندي ان غير المقلدين هم اصناف فمنهم من يختلف مع المقلدين في الفروع الاجتهادية فقط فحكمهم في جواز الاقتداء بهم

---

(1) لما في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح صلوا خلف كل بر وفاجر وصلوا على كل بر وفاجر وجاهدوا مع كل بر وفاجر كتاب الصلوة باب الامامة ص ٣٠٣ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان. وكذا في حلبي كبير كتاب الصلوة باب الامامة ص ٥١٤ طبع سعيدي كتب وكذا في شرح فقه اكبر ص: ١٧٠ طبع قديمي كتب خانه.

للحنفية كالشافعية حيث يجوز بشرط المراعاة في الخلافيات الصلوة وفاقوا عند عدم المراعاة خلافا وبالاولى في تجويز فان امر الصلوة ينبغي ان يحتاط فيه ومنهم من يختلف معهم في الاجتهاديات عند اهل السنة كتجويز نكاح مافوق الاربع وتجويز سب السلف وامثال ذلك وحكمهم كاهل البدعة حيث يكره الاقتداء بهم تحريما عند الاختيار وتنزيها عند الاضطرار وحيث يشتبه الحال فالاولى ان يقتدى بهم دفعا للفتنة ثم يعيد احتياطا بالاحوط ولو كانت الفتنة في الاقتداء فلا يقتدى صونا للمسلمين عن التخليط في الدين وهكذا حكم من لا يجوز بشرط مراعاة الخلافيات بصورة خلف متبعي عبدالوهاب النجدي وابن تيمية والله تعالى اعلم وعلمه علم اليقين والحق المبين والكاتب مولانا اشرف علي التهانوي [1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عبداللہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۹ھ

ایسے امام کی اقتداء کا حکم جس کا روزہ ہو اور قوم کی عید ہو، تعلیم قرآن پر اجرت لینے والے کی امامت کا حکم

(س)

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ بارہ میں کہ ایک شخص امام مسجد ہو اور قوم اس کے پیچھے نماز ادا کرتی ہو ہمیشہ کے لیے اور اس نے روزہ رکھا ہوا ہو اور قوم کی عید ہو اور وہ روزہ دار کو قوم نے پیش کی نماز پڑھانے کے لیے امام کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہ۔ ایک شخص امام ہو اور اس کے گھر میں پردہ نہ ہو اس کی عورت بے پردگیاں میں پھرتی ہو گھومتی ہو ایسے امام کے لیے کیا حکم ہے۔ ایک شخص نے دو وقت قرآن کریم کی تعلیم دینے والے بچوں سے مقرر کر کے ایک روپیہ لے کر قرآن پڑھاتا ہو اجرت لے کر اس کے لیے کیا حکم ہے۔ ایک شخص ہے جس کا نام رحم علی اہل حدیث کے بارے میں یہ عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ کو علم ما کان وما یکون ہے ایسے شخص کے متعلق کیا حکم ہے۔

---

(۱) امداد الفتاوی باب الامامة والجماعة ج ۱، ص ۲۶۸ طبع مکتبہ دارالعلوم کراچی۔

الجواب

صورت مسئولہ میں امام صاحب کا جان بوجھ کر عید کے دن روزہ رکھنا مکروہ ہے[1] اس کے علاوہ جو دیگر سوالات میں ذکر ہیں، غیر شرعی ہیں، مذکورہ وجوہ کی بنا پر ان کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے[2] لہٰذا آپ اصلاح کرلیں اور اگر وہ اصلاح نہ کریں تو انہیں ہٹا کر کسی اچھے امام کو مقرر کیا جائے۔ فقط واللہ اعلم

[illegible]

قرآن خوانی پر طے کر کے اجرت لینے والے کی امامت کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ امامت کے اندر مندرجہ ذیل باتیں پائی جاتی ہوں اس کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے۔ جو جمعہ کے بڑے مسجد میں جاتے ہیں نماز جمعہ کے لئے قرآن خوانی پر دو سو روپیہ اجرت طے کر کے دعا کرتا ہو، تعویذ گنڈوں کا کاروبار کرتا ہو اور نامحرم عورتوں اور مردوں سے ملتا ہو، نماز کے اوقات سے واقفیت نہ رکھتا ہو، صاحب نصاب ہوتے ہوئے زکوٰۃ نہ دیتا ہو، دکان پر بیٹھ کر ... تجارت دینے سے انکار کرتا ہو، گھر میں ٹی وی بھی رکھتا ہو، کیا ایسا شخص امامت کے قابل ہے جب کہ مقتدی اس سے ناخوش ہوں۔

---

[1] في السنن للترمذي عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن صيامين صيام يوم الأضحى ويوم الفطر أبواب الصوم ۱/۱۶۰ باب ما جاء في كراهية الصوم يوم الفطر ويوم الأضحى

وكذا في العالمكيرية ويكره صوم يوم العيدين وأيام التشريق كتاب الصوم الباب الثالث فيما يكره للصائم وما لا يكره ۱/۲۰۱ طبع مكتبه رشيديه كوئٹہ۔

وكذا في رد المحتار بخلاف الصوم في تلك الأيام مباشرة للمعصية بمجرد الشروع فيها كتاب الصوم فصل في العوارض ۲/۴۲۸ طبع مكتبه رشيديه كوئٹہ

[2] وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لأمر دينه كتاب الصلاة باب الإمامة ۱/۵۶۰ طبع ايچ ايم سعيد كراچی

وكذا في البناية على شرح الهداية كتاب الصلوة ۲/۳۲۹ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر واقعی امام مذکور کا یہ حال ہے جو سوال میں درج ہے تو اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے(۱)۔ وہ توبہ کرے، توبہ نہ کرے(۲) تو اس کو امامت سے الگ کردیا جاوے(۳)۔ فقط واللہ اعلم

[illegible]

۲۱ شوال ۱۳۹۸ھ

امامت پر مشاہرہ کے طالب کی امامت کا حکم

سوال[۱]:

ایک شخص امامت مسجد کا طالب ہے اور اس پر مشاہرہ بھی طلب کرتا ہے۔ کیا ایسے شخص کو امام بنانا جائز ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

متاخرین فقہاء نے امامت پر تنخواہ لینے کو جائز لکھا ہے(۴)۔ جو امام جائز کے مطالبہ پر شخص [illegible]

---

(۱) قال في رد المحتار: بل مشى في شرح المنية على أن كراهة تقديمه (أي الفاسق) كراهة تحريم. (كتاب الصلوة، باب الإمامة: ۱/۵۶۰، طبع ایچ ایم سعید) وكذا في الحلبي الكبير، كتاب الصلوة، باب الإمامة، ص: ۵۱۴، طبع سهيل اكيدمي لاهور) وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلوة، فصل في الإمامة، ص: ۳۰۳، طبع دار الكتب العلمية بيروت، لبنان

(۲) كما في قوله تعالى: ﴿قل يا عبادي الذين أسرفوا على أنفسهم لا تقنطوا من رحمة الله إن الله يغفر الذنوب جميعا إنه هو الغفور الرحيم﴾ (سورة الزمر، آية: ۵۳، پاره: ۲۴)

قال في شرح النووي على صحيح المسلم: اتفقوا على أن التوبة من جميع المعاصي واجبة، وأنها واجبة على الفور، لا يجوز تأخيرها، سواء كانت المعصية صغيرة أو كبيرة. (كتاب التوبة: ۲/۳۵۴، طبع قديمي كتب خانه) (وكذا في الدر المختار مع رد المحتار: ويعزل به الإمام إلا لفتنة، أي بالفسق لو طرأ عليه، والمراد أنه يستحق العزل. كتاب الصلوة، باب الإمامة: ۱/۵۴۹، طبع ایچ ایم سعید کراچی)

وفي البحر الرائق: قالوا: ولا يعزل القاضي صاحب وظيفة بغير جنحة وعدم أهلية ... (كتاب الوقف: ۵/۳۸۰، طبع مكتبه رشيديه كوئٹه) وكذا في الشامية، كتاب الوقف، مطلب في عزل الواقف للمدرس والإمام وعزل الناظر: ۴/۴۲۸، طبع ایچ ایم سعید

(۴) لما في رد المحتار: ... أن المفتى به مذهب المتأخرين من جواز الاستئجار على تعليم القرآن والإمامة. (كتاب الصلوة، باب الإمامة: ۲/۶۰۳، طبع مكتبه رشيديه كوئٹه)

وكذا في تبيين الحقائق: ... الفتوى على مذهب المتأخرين ... (كتاب الصلوة، باب الإمامة: ۱/۳۶۰، طبع مكتبه رشيديه كوئٹه)

وكذا في البحر الرائق، كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة: ۸/۳۴، طبع مكتبه رشيديه كوئٹه.

امامت میں کوئی کراہت نہیں۔ بے کراہت اس کی امامت صحیح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۳ شوال ۱۳۹۷ھ

اماموں، خطیبوں، مؤذنوں کے محکمہ اوقاف سے تنخواہ لینے کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک آدمی محکمہ اوقاف کا ملازم ہے۔ مثلاً کسی مسجد کا مؤذن، امام، خطیب ہے اس کو تنخواہ محکمہ سے ملتی ہے جب کہ محکمہ والوں نے ایک اکاؤنٹ کھول رکھا ہے۔ جس میں سے بعض دوکانوں کا کرایہ اور مزاروں کے نذرانے وغیرہ ایک جگہ جمع کرتے ہیں اور اس جمع شدہ رقم میں سے اس مؤذن یا امام مسجد خطیب کو تنخواہ ملتی ہے۔ اب ان کے لیے یہ تنخواہ لینا جائز ہے یا ناجائز۔ جب کہ ان کا عقیدہ بھی یہ ہے کہ مزاروں پر نذرانے چڑھانا حرام ہے۔

﴿ج﴾

خطیب مذکور کے لیے تنخواہ لینا درست ہے[1]۔ فقط واللہ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۰ محرم ۱۳۹۸ھ

صدقہ فطر اور قربانی کی کھالوں کی شرط پر امام رکھنے کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین۔ ہمارے قصبہ میں مولوی صاحب ہیں جن کو اس شرط پر امامت کے لیے منتخب کیا گیا کہ فصل ربیع و خریف کے علاوہ بقر عید کے چرم و صدقہ عید الفطر بھی دیے جاتے ہیں۔ چنانچہ گزشتہ عید الفطر میں اس مذکورہ شرط پر عمل کیا گیا۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ صدقہ عید الفطر ادا ہو جاتا ہے یا نہیں اگر مالک نصاب ہو یا نہ ہو جواب دے کر ممنون فرمائیں۔

---

(۱) تنقیح الفتاوی الحامدیہ ج: ۲ ص: ۲۱۳

ج

امامت پر اگرچہ اجرت لینی جائز[1] ہے۔ لیکن زکوٰۃ، عشر، صدقہ کا اجرت میں دینا جائز نہیں[2] اور اگر اس اجرت میں یہ صدقات دیے جائیں تو زکوٰۃ وغیرہ فرائض و واجبات ادا نہیں ہوں گے۔ خواہ امام صاحب نصاب ہو یا نہ ہو البتہ اگر امام صاحب نصاب نہیں اور کوئی اجرت نہیں بلکہ اس کو مصرف صدقات سمجھ کر صدقات دیتے ہیں تو درست ہے[3]، صدقات ادا ہو جاتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

محمد عطاء اللہ عفی عنہ

۲۹ ذوالقعدہ ۱۳۹۸ھ

منکرین حدیث سے تعلقات رشتہ داری رکھنے والے کی امامت کا حکم

س

کیا فرماتے ہیں علماء دین اندریں مسئلہ کہ ایک شخص ایک بستی کی مسجد میں کچھ عرصہ سے نماز کی جماعت کرا رہا مگر اس کی بعض حرکات کی وجہ سے نمازی اس سے متنفر ہونا شروع ہو گئے حتیٰ کہ نمازیوں کی اکثریت نے اس کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دیا اور خود اس نے بھی کہہ دیا کہ بے شک کوئی دوسرا آدمی امام بنا لیں۔ اب میں تمہیں نماز نہیں پڑھاؤں گا مگر جب دوسرا آدمی تجویز کر لیا گیا تو اسی پہلے امام نے اسی مسجد میں پھر دو تین نمازیوں کو نماز پڑھانا شروع کر دی۔ اب اس مسجد میں ایک وقت دو جماعتیں کھڑی ہو جاتی ہیں۔ اکثریت اس امام سے اس وجہ سے بھی متنفر ہے کہ اس کا کھانا پینا اور رشتہ داریوں کے تمام تعلقات اس فرقہ سے ہیں جو اپنے آپ کو اہل قرآن کہتا ہے۔ جو صرف تین نمازوں کے قائل ہیں پانچ نمازوں کو فرض ہی نہیں سمجھتے ہیں۔ نیز کھلے

---

(۱) تقدم تخریجہ تحت ۳ ص: ۳۶۲

(۲) كما في الدر المختار ولو دفعها المعلم لخليفته إن كان بحيث يعمل له لو لم يعطه صح وإلا لا لأن المدفوع يكون بمنزلة العوض كتاب الزكاة ۲/۳۵۹ طبع مكتبة رشيدية كوئٹہ

(۳) كما في قوله تعالى إنما الصدقات للفقراء والمساكين سورة التوبة آية: ۶۰ پارہ ۱۰۔

وكما في الدر المختار مصرف الزكاة والعشر ... هو فقير وهو من له أدنى شيء أي دون نصاب أو قدر نصاب غير نام مستغرق في الحاجة (ومسكين) من لا شيء له الخ كتاب الزكاة باب المصرف ۲/۳۳۹ طبع ايچ ايم سعيد۔

وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الزكاة باب المصرف ص: ۷۲۹ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان۔

طور پر انکار حدیث کرتے ہیں اور جس بچے کی شادی بھی ایسے لوگوں کے گھر کی گئی ہے اور ان کا ہر وقت اس کے ہاں آنا جانا رہتا ہے اور بہت زیادہ کھانا پینا بھی انہی کے ساتھ ہے تو ایسے شخص کو امام بنانا اس سے جماعت کرانا جائز ہے جب کہ سوائے ایک دو آدمیوں کے اس کے پیچھے نماز پڑھنے کے لئے کوئی آدمی تیار بھی ہے اور اکثر لوگ اس سے بیزار ہیں مگر اس پر اس کے علاوہ اور بھی فسق و فجور کے شبہات ہیں۔

الجواب

اگر یہ باتیں درست ہیں کہ امام مذکور میں فسق و فجور بھی پایا جاتا ہے نیز اس کے تعلقات اور رشتہ داریاں فرقہ منکرین حدیث سے ہیں اور انہی کی وجہ سے سب اہل محلہ اس سے بیزار ہیں اور اکثریت نے اس کی اقتداء ترک کر دی ہے تو امام مذکور کو لازم ہے کہ اس مسجد کی امامت سے الگ ہو جائے اور زبردستی اپنی امامت ان لوگوں پر مسلط کرنا ہرگز ہرگز جائز نہیں ہے۔ بلکہ ان کی امامت مکروہ ہے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

[illegible]

الجواب صحیح محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ [illegible]

پرویزی کی نماز جنازہ پڑھانے والے کی امامت کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس مسئلہ میں کہ مشہور منکر حدیث غلام احمد پرویز جس کو جمہور علماء امت نے کافر قرار دیا ہے۔ اس کا ایک پیروکار جو عقیدہ و مسلک اور مسلک پرویز کا مبلغ مرتد ہے جبکہ جمہور علماء امت نے پرویز کے متبعین کو بھی خارج از اسلام قرار دیا ہے۔ اس پرویزی کی نماز اہل سنت والجماعت کے ایک پیش امام نے جنازہ پڑھا دی ہے۔ لہٰذا شریعت اسلامی میں مذکورہ امام کا کیا حکم ہے۔ نیز جنازہ کی اس امامت کے بعد کیا اس امام کے پیچھے اقتداء جائز ہے۔

---

(۱) کما فی الدر المختار (ولو أم قوما وهم له كارهون إن) الكراهة (لفساد فيه أو لأنهم أحق بالإمامة منه كره) له ذلك تحريما لحديث أبي داود لا يقبل الله صلاة من تقدم قوما وهم له كارهون اه. كتاب الصلوة باب الإمامة ۱/۵۵۹، ۵۶۰ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه

ومثله في البزازية كتاب الصلوة الباب الخامس عشر في الإمامة والاقتداء ۴/۵۴ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه

وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة فصل في الإمامة ص ۳۰۱ طبع دار الكتب العلمية بيروت.

ج

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ امت مسلمہ کے تمام علماء کا متفقہ فیصلہ ہے کہ غلام احمد پرویز بوجہ انکار حدیث کافر ہے[1]۔ لہٰذا اس فرقے سے تعلق رکھنے والا پرویز کا متبع وپیروکار بھی کافر ہوگا اور کافر کا نماز جنازہ پڑھنا ناجائز ہے[2]۔ لہٰذا جس سنی پیش امام نے اس پرویزی کا جنازہ پڑھا ہے اگر اس کو اس کے پرویزی ہونے کا علم ہو یا اس کا پرویزی ہونا بالکل ظاہر اور معروف ہو تو اس نے بڑا ناجائز کام کیا ہے اور اس کی امامت مکروہ ہوگی۔ مسلمانوں کو اسے امامت سے معزول کرنا چاہیے البتہ اگر یہ صدق دل سے علانیہ توبہ کرے اور عوام مسلمانوں کو اس پر اعتماد ہو جائے تو اس کی امامت درست ہوگی اور اس کو امام رکھنا بھی جائز ہوگا۔ کما فی الحدیث التائب من الذنب کمن لا ذنب له[3]۔ **وفی الکنز وکره امامة العبد والاعرابی والفاسق والمبتدع**[4]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حیات النبی ﷺ کے منکر کی امامت کا حکم

س

کیا فرماتے ہیں علمائے دین دریں مسئلہ کہ جو آدمی حیات النبی ﷺ کا قائل نہ ہو اور یہ کہتا ہو کہ اس مسئلہ میں اختلاف ہے تو ایسے آدمی کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں۔

---

۱) لا شك ان من القادیانیة واللاهوریة كلها كافرون قادیانی فتنہ اور ملت اسلامیہ کا موقف ص: ۹۷۔

۲) كما في قوله تعالى ولا تصل على احد منهم مات ابدا ولا تقم على قبره انهم كفروا بالله ورسوله وماتوا وهم فاسقون سورة التوبة آیت: ۸۴ پارہ: ۱۰۔

كما في الدر المختار وشرطها ستة اسلام الميت وطهارته الخ كتاب الصلوة باب صلوة الجنائز ۲/۲۰۷ طبع ایچ-ایم-سعید۔

وكذا في البحر الرائق كتاب الجنائز فصل في الصلوة على الميت ۲/۳۱۴ طبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ۔

۳) مشكوة المصابيح باب التوبة والاستغفار ص ۲۰۶ طبع قدیمی کتب خانہ۔

وكذا في ابن ماجة باب ذكر التوبة ص ۳۲۳ طبع ایچ-ایم-سعید

۴) كنز الدقائق كتاب الصلوة باب الامامة ص: ۲۸ طبع بلوچستان بکڈپو۔

وكذا في البحر الرائق وكره امامة العبد ... والفاسق والمبتدع كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۶۱۰ طبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ

وكذا في الدر المختار كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵۵۹ طبع ایچ-ایم-سعید کراچی۔

الجواب

[illegible] اس کی امامت درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

[illegible]

[illegible]

۱۰ شوال ۱۳۸۹ھ

[illegible] کی امامت کا حکم

سوال

[illegible]

الجواب

[illegible] امامت درست ہے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

---

(۱) والأحق بالإمامة الأعلم بأحكام الصلوة ثم الأحسن تلاوة للقراءة ثم الأورع ثم الأسن ثم الأحسن خلقا ثم الأحسن وجها ثم الأشرف نسبا ثم الأحسن ثوبا [illegible] (الهندية، كتاب الصلوة، باب الامامة، ص [illegible] ج ۱ [illegible])

وكذا في [illegible] كتاب الصلوة [illegible]

[illegible] الامامة [illegible] ثم الأحسن [illegible] (الدر المختار، كتاب الصلوة، باب الامامة ص [illegible] ج ۱ [illegible])

ومثله في البحر الرائق، كتاب الصلوة، باب الامامة، ص [illegible] ج ۱ [illegible]

ایسے شخص کی امامت کا حکم جو سید ہوتے ہوئے صدقہ، ایصالِ ثواب استعمال کرے

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) ایک شخص سید ہو کر صدقات اور ایصال ثواب کا کھانا کھاتے ہیں، باقی عقائد ان کے درست ہیں تو کیا اس کی امامت وغیرہ درست ہے؟ (۲) بلا عذر کسی وجہ سے چند مقتدی اپنے گھر میں الگ نماز پڑھیں تو شرعاً جائز ہے یا نہ؟

جواب

(۱) اگر اس کے عقائد بھی درست ہیں تو اس کے پیچھے نماز درست ہے[۱]، البتہ امام مذکور پر لازم ہے کہ اپنے آپ کو ان چیزوں کے کھانے سے محفوظ رکھے[۲]۔ (۲) ان لوگوں کو چاہیے کہ مذکورہ امام کے پیچھے نماز پڑھیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور عفی عنہ، مفتی مدرسہ ...

۲۶ جمادی ۱۳۹۹ھ

ایسے شخص کی امامت کا حکم جس کی بیوی فوت ہو چکی ہو

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین کہ ایک آدمی دو شادیاں کر چکا ہے۔ چنانچہ ان سے تین بچے پیدا ہوئے ہیں۔ اس کے بعد ان کی والدہ کا انتقال ہو گیا۔ پھر کچھ عرصہ بعد دو بچے بھی فوت ہو گئے۔ چنانچہ اب وہ ایک گاؤں میں پیش امام ہے ایک بے وقوف ... نے فتویٰ دے دیا کہ اس کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔ کچھ لوگوں نے کہا

---

(۱) والأحق بالإمامة الأعلم بأحكام الصلوة فقط صحة وفساداً بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة، ثم الأحسن تلاوة وتجويداً للقراءة ثم الأورع ... (الدر المختار، كتاب الصلوة، باب الإمامة: ۵۵۷/۱، سعيد)
وكذا في الفتاوى الهندية، كتاب الصلوة، الفصل الثاني في بيان من هو أحق بالإمامة: ۸۳/۱، ...
وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلوة، باب الإمامة: ۶۰۸/۱، رشيدية

(۲) ويكره ... والصدقة ... ولا تحل الصدقة ... لبني هاشم ...
... مختار، ص: ۱۰۲، ج: ۲، سعيد
وكذا في الفتاوى ... العالمگیریة ... ص: ۱۸۹، ج: ۱، رشيدية

ہے کہ بخاری شریف میں ہے غیر شادی شدہ کے پیچھے نماز مکمل نہیں ہوتی اور اس کی نماز بھی اور لوگوں کی بھی نہیں ہوتی کہ اس کی روح خراب کر دیتا ہے۔ آپ براہ کرم اس مسئلہ کی اہل سنت و جماعت حنفی المسلک کے مطابق پوری طرح سے تشریح فرمائیں۔

الجواب

غیر شادی شدہ اگر متقی پرہیزگار ہو، باقی شرائط امامت اس میں پائی جاتی ہوں تو صرف اس بات کی وجہ سے کہ وہ غیر شادی شدہ ہے اس کی امامت میں کوئی خلل واقع نہیں ہوتا، بلا کراہت اس کی امامت جائز ہے[1]۔ بخاری شریف میں ایسا مضمون نظر سے نہیں گزرا۔ پیر صاحب کا مسئلہ غلط ہے۔ اس کی کوئی حقیقت کتاب و حدیث میں نہیں۔ واللہ اعلم

کتبہ [illegible] دارالعلوم [illegible]

[illegible]

غیر شادی شدہ کی امامت کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص عالم ہے اور دینی علوم کا فارغ التحصیل ہے مگر غیر شادی شدہ ہے کیا ایسے شخص کی امامت جائز ہے اور کیا شادی شدہ ہونا شرط امامت ہے؟ اپنی تحریر سے جواب دے کر مشکور فرمائیں۔ بینوا توجروا

الجواب

امامت کے لیے مسائل نماز سے واقف ہونا اور متقی ہونا ضروری ہے شادی شدہ ہونا ضروری نہیں[1]، لہٰذا صورت مسئولہ میں اس کی امامت درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

---

(۱) والأحق بالإمامة الأعلم بأحكام الصلوة ثم الأحسن تلاوة وتجويدا للقراءة ثم الأورع ثم الأسن ثم الأحسن خلقا ثم الأحسن وجها ثم الأشرف نسبا ثم الأنظف ثوبا. (الدر المختار، كتاب الصلوة، باب الإمامة: ص ۵۵۷، ۵۵۸/۱، سعيد)

وكذا في الفتاوى العالمگيرية، كتاب الصلوة، الفصل الثاني في بيان من هو أحق بالإمامة: ج ۱ ص ۸۳، رشيدية

وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلوة، باب الإمامة: ص ۶۰۸، ج ۱، مكتبه رشيديه

گھر میں اہل وعیال کو ساتھ ملا کر جماعت کرانے کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ

(۱) زید کسی عذر کی بنا پر مسجد نہیں جا سکتا، گھر میں اپنی بیوی اور بچوں یا بال بچوں کے ساتھ جماعت کرواتا ہے، کبھی صرف بچی، کبھی صرف عورت اور کبھی صرف نابالغ بچے کے ساتھ جماعت کراتا ہے۔ کیا مذکورہ بالا تمام صورتوں میں جماعت درست ہے؟

(۲) ایک امام اور ایک مقتدی مرد ہونے کی صورت میں جماعت کی شکل ہے۔ یعنی امام کے دائیں طرف ذرا پیچھے کھڑا ہو، جیسے مقتدی مرد کھڑا ہوتا ہے، کیا اسی طرح زوجہ یا گھر کی اپنی محرم یا نابالغ بچی کے ساتھ جماعت کرانے کی یہی صورت ہوگی؟ برائے کرم تفصیلی جواب عنایت فرما کر مشکور فرمائیں۔

جواب

(۱) واضح رہے کہ بلا عذر شرعی ترک جماعت مسجد کی عادت سے معصیت ہے اور بعض اوقات فسق ہے[1]۔ لیکن اگر کسی اتفاق سے مسجد میں جماعت نہ ملے تو گھر کے افراد بیوی بچوں کو شامل کر کے جماعت کرے جیسا کہ در مختار[2] میں ہے اور حدیث پاک[3] سے ثابت ہے کہ مرد ان کے ساتھ عذر کی وجہ سے جماعت کرلی

---

(۱) والجماعة سنة مؤكدة للرجال ... قال الزاهدي أرادوا بالتأكيد الوجوب ... من أن تاركها بلا عذر يعزر
رد المحتار مع الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الامامة، ص ۲۸۷، ج ۱، سعيد
والبحر الرائق، كتاب الصلوة، باب الامامة، ص ۳۶۵، ج ۱، مكتبة رشيدية
وكذا في الحلبي الكبير، فصل في الامامة، ص ۵۰۹، ج ۱، سهيل أكيدمي
(۲) ولو فاتته ندب طلبها في مسجد آخر ... فلا يجب عليه الطلب في المساجد ... يجمع بأهله ويصلي بهم
رد المحتار مع الدر المختار، كتاب الصلوة، باب الامامة، ص ۲۸۸، ج ۱، سعيد
وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلوة، باب الامامة، ص ۳۶۷، ج ۱، مكتبة رشيدية، وكذا في بدائع الصنائع
كتاب الصلوة، فصل وأما بيان ... ص ۱۵۶، ج ۱، مكتبة رشيدية
(۳) عن أبي بكرة ... أن رسول الله صلى الله عليه وسلم أقبل من نواحي المدينة يريد الصلوة فوجد الناس قد صلوا فمال إلى منزله فجمع أهله فصلى بهم ...
مجمع الزوائد، كتاب الصلاة، باب ... ص ۴۵، ج ۲، دار الكتب العلمية
الجماعة، باب فضل صلاة الجماعة، ص ۱۵۶، ج ۱، قديمي كتب خانه

چاہیے۔ بلکہ مسجد میں آئیں اور نہ تنہا جماعت کریں۔ نیز معلوم رہے کہ مرد کو صرف عورتوں کی امامت کرانا مکروہ ہے جہاں کوئی مرد نہ ہو نہ کوئی محرم عورت مثلاً اس کی زوجہ یا ماں، بہن وغیرہ سے موجود ہو۔ ہاں اگر کوئی مرد یا محرم عورت موجود ہو تو پھر مکروہ نہیں(۲)۔ اگر مقتدی عورت ہو یا نابالغ لڑکی ہو تو اس کو چاہیے کہ امام کے پیچھے کھڑی ہو۔ خواہ ایک ہو یا ایک سے زائد۔

(ويكره تحريماً جماعة النساء) الخ كما تكره امامة الرجل لهن في بيت ليس معهن رجل غيره ولا محرم منه كأخته او زوجته)[1] وفي الشامية[2] المرأة اذا صلت مع زوجها في البيت ان كان قدمها بحذاء قدم الزوج لا تجوز صلاتهما بالجماعة وان كان قدماها خلف قدم الزوج الخ- جازت صلاتهما الخ- لو تقدمت متاخرة عند تقدمها صحت صلاتهما- الخ- فقط والله تعالى اعلم

عورت کی امامت کا حکم

سوال:

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ عورت عورتوں کی امامت کر سکتی ہے یا نہیں۔ اگر امامت کی گئی ہو تو نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔

الجواب:

عورت عورتوں کی امامت کر سکتی ہے لیکن مکروہ ہے[3]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

---

(۱) الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الامامة، ص ۵۶۵-۵۶۶، ج ۱، سعيد۔
وكذا في الهندية، كتاب الصلاة، الباب الخامس في الامامة، ص ۸۵، ج ۱، مكتبه رشيديه۔
وكذا في بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل وأما بيان من تجب عليه الجماعة، ص ۳۸۶، ج ۱، رشيديه
(۲) رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الامامة، مطلب في الكلام على الصف، ص ۵۷۲، ج ۱، سعيد۔
وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الامامة، ص ۶۲۶، ج ۱، رشيديه۔
وكذا في الحاشية على هامش الهندية، ص ۸۹، ج ۱، مكتبه رشيديه۔
(۳) ويكره امامة المرأة للنساء في الصلوات كلها من الفرائض والنوافل، فان فعلن وقفت الامام وسطهن وبقيامها وسطهن لا تزول الكراهة. الهندية، كتاب الصلاة، الباب الخامس في الامامة، ص ۸۵، ج ۱، رشيديه۔
وكذا في فتح القدير، كتاب الصلاة، باب الامامة، ص ۳۰۶، ج ۱، مكتبه رشيديه۔
وكذا في مجمع الانهر، كتاب الصلاة، فصل الجماعة سنة، ص ۱۶۵، ج ۱، مكتبه الغفاريه۔

عورت کی امامت کا حکم

(سوال)

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ عورت فقط عورتوں کی نماز عیدین و جمعہ میں امامت کرا سکتی ہے؟ جیسے نماز تراویح میں اور نوافل، وظائف وغیرہ میں اگر کرا سکتی ہے تو اذان کلمہ مسجد والی کافی ہے یا کوئی اور عورت جو کہ یہ علم رکھتی ہو جب چاہے کرا دے۔ جواب دیں۔ بینوا توجروا

(الجواب)

عورتوں کی امام اگر عورت ہو تو یہ نماز مکروہ ہے۔ ویکرہ امامة المرأة للنساء فی الصلوٰة کلہا من الفرائض والنوافل[۱] الخ۔ پس عورتوں کی جماعت مکروہ تحریمی ہے ویکرہ تحریما جماعة النساء ولو فی التراویح[۲]۔ عورت تہجد کی بھی یہ نماز میں امامت نہ کرے[۳]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عورتوں کے مسجد میں آنے کا حکم

(سوال)

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ اگر ایک جامع مسجد ہو اور اس کے ساتھ ایسا جماعت کے حجرے ہوں اور عورتیں وہاں قرآن و حدیث کا وعظ جمعہ کے دن سننے کے لیے آتی ہیں اور ان حجروں میں جو بالکل مسجد کی دیوار کے ساتھ متصل ہیں ان میں باقاعدہ پردہ کے ساتھ بیٹھتی ہیں اور ان حجروں کو پردہ کے ساتھ بند کیا ہوا ہے یعنی پردوں کے ساتھ حجروں کو بند کیا گیا ہو تو کیا عورتیں وہاں بیٹھ کر قرآن و حدیث سن سکتی ہیں اور جمعہ کی نماز امام کی اقتداء میں پڑھ سکتی ہیں یا نہ، اگر اس حیثیت سے عورت مسجد میں نہ پڑھ سکتی ہوں تو کوئی اور صورت بیان فرماویں جس میں

---

(۱) الہندیۃ، کتاب الصلوٰۃ، الباب الخامس فی الامامۃ، ص ۸۵، ج ۱، رشیدیہ۔

(۲) الدر المختار: کتاب الصلوٰۃ باب الامامۃ، ص ۵۶۵، ج ۱، سعید

وکذا فی البحر الرائق، کتاب الصلوٰۃ، باب الامامۃ، ص ۶۱۶، ج ۱، مکتبہ رشیدیہ۔

(۳) (لأن الإقامة على الستر للنساء سنة الجماعة والجماعة عليهن ولأن خروجهن عورة واحدة للاعمش) منها۔ وقال ... ص ۴۳۲، ج ... ص ۳۶، طبع ادارة القرآن۔

ولأن المرأة لا تؤمن نفسها من رفع صوتها لأنه يؤدي إلى الفتنة البحر الرائق: كتاب الصلوة، باب الأذان ص ۴۵۸، ج ۱، مكتبه رشيديه۔

اور جس قرآن وحدیث کا معنی بھی نہیں سمجھتیں اور نہ ترجمہ ہی جانتی ہیں۔ [illegible]
[illegible] تو اس صورت میں بھی نکلتی ہے یا نہیں۔

الجواب

احتیاط تو بہرحال اسی میں ہے کہ عورتوں کو مطلقاً اجازت نہیں ہونی چاہیے۔ نماز جمعہ میں ان کی اجازت سے مفسدہ پیدا ہونے کا قوی احتمال ہے: ویکرہ حضورهن الجماعة ولو لجمعة وعيد ووعظ مطلقاً ولو عجوزاً ليلاً على المذهب المفتى به لفساد الزمان واستثنى الكمال بحثاً العجائز المتفانية۔(۱) لیکن وہاں کے لوگوں نے ایسا کوئی انتظام کر رکھا ہے جس سے وہاں کے علماء حضرات بھی مطمئن ہوں تو اس صورت میں وہاں کے علماء خود اس حالت کا مشاہدہ کر کے فتویٰ دیں گے، دور رہ کر میں کچھ نہیں کہہ سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

غیر مقلد کی اقتداء میں نماز کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ غیر مقلد کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں۔

الجواب

فقہاء کرام رحمہم اللہ نے تصریح کی ہے کہ اگر مخالف مذہب شخص امام بن جائے تو اگر وہ واجبات وفرائض میں دوسرے فریق کی رعایت کرتا ہے تو اس کے پیچھے نماز درست ہے اور اگر ان امور میں فریق مخالف کی رعایت نہ کرے تو اگر وہ شخص ایسے امور کا ارتکاب کرے جس سے فریق مخالف کے نزدیک نماز فاسد ہو جاتی ہے تو اس کی اقتداء میں نماز درست نہ ہوگی اور اگر ایسے امور کا مرتکب ہو جو مکروہ ہوں تو مکروہ ہوگی۔ قال فی الدر: وكذا تكره خلف ... مخالف كشافعي، لكن في وتر البحر إن تيقن المراعاة لم يكره أو عدمها لم يصح وإن شك كره (۲) فقط واللہ اعلم

[illegible]

[illegible] ۱۳۹۶ھ

---

(۱) الدر المختار مع رد المحتار: کتاب الصلوٰۃ، باب الامامۃ، ص ۶۶۵، ج ۱، سعید
وكذا في البحر الرائق: كتاب الصلوة، باب الإمامة، ص ۶۲۷، ۶۲۸، ج ۱، مكتبه رشيديه [illegible]
[illegible] كتاب الصلوة [illegible] ص ۸۹، ج ۱، مكتبه رشيديه۔
(۲) الدر المختار: كتاب الصلوة، باب الإمامة، ص ۵۶۳، ج ۱، سعید۔
وكذا في البحر الرائق: كتاب الصلوة، باب الوتر والنوافل، ص ۶۷۹، ج ۲، مكتبه رشيديه۔
وكذا في [illegible]: كتاب الصلوة، باب الوتر والنوافل، ص ۲۳۷، ج ۱، [illegible]

مسجد کے مقررہ وقت نماز سے پہلے کچھ لوگوں کے جماعت کرانے کا حکم

﴿س﴾

مسجد کریم خان والی واقع اندرون دہلی گیٹ بابت علی پوری چوک ملتان شہر، محکمہ اوقاف کی تولیت میں ہے اور محکمہ نے اس مسجد کے لیے ایک باقاعدہ امام اور ایک مؤذن مقرر کیا ہوا ہے۔ پانچوں وقتوں کے لیے امام مقرر کیا ہوا ہے اور وقت مقررہ پر نمازیں ادا کی جاتی ہیں۔ چند صاحب جن کی تعداد پانچ سات ہے کسی وجہ سے امام کے وقت مقررہ سے پہلے نماز باجماعت ادا کرتے ہیں۔ علمائے دین کیا فرماتے ہیں ان اصحاب کا یہ طریقہ نماز کیسا ہے۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں اگرچہ ان اصحاب کا نماز سے فارغ ہو جانا ہے فرض نماز ادا ہو جاتی ہے لیکن جب کہ مسجد میں امام مقرر ہے اور ان اصحاب کے علاوہ دوسرے نمازی اہل مسجد پانچوں نمازیں وقت مقررہ پر پڑھتے ہیں تو امام مقرر کے علاوہ ان اصحاب کا بلا کسی شرعی قوی عذر کے جماعت کرانا گناہ ہے۔ وہ مکروہ تحریمی و ماخوذ ہیں[1]۔ ان کا یہ فعل جس سے مسلمانوں کے درمیان تفرقہ وفساد کا قوی اندیشہ ہے ناجائز ہے۔ ان اصحاب کے لیے ضروری ہے کہ اسی امام مقرر کے پیچھے نماز باجماعت ادا کریں اور یا کسی دوسری مسجد میں ادا کریں تاکہ مسجد میں تفرقہ پیدا نہ ہو[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

---

(۱) والجماعة سنة مؤكدة للرجال وقيل واجبة وعليه العامة فتسن أو تجب ثمرته تظهر في الإثم بتركها مرة على الرجال العقلاء البالغين الأحرار القادرين على الصلاة بالجماعة لا تقبل شهادته إذا تركها استخفافا ومجونا (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة ص ۵۵۲ تا ۵۵۴ ج ۱، سعيد).

وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلوة، باب الإمامة ص ۶۰۲ تا ۶۰۳ ج ۱، مكتبه رشيديه.

وكذا في حلبي كبير فصل في الإمامة ص ۵۰۹، سعيدي كتب خانه.

(۲) واعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا "الآية نمبر ۱۰۳، سورة آل عمران.

ولا تنازعوا فتفشلوا وتذهب ريحكم واصبروا إن الله مع الصابرين "سورة الأنفال" الآية نمبر ۴۶. ولا تفرقوا "أمرهم بالجماعة ونهاهم عن التفرقة عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إن الله يرضى لكم ثلاثا ويسخط لكم ثلاثا يرضى لكم أن تعبدوه ولا تشركوا به شيئا وأن تعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا (تفسير ابن كثير سورة آل عمران الآية ۱۰۳ ج ۱ قديمي).

بلا وجہ مسجد میں اختلاف کرکے دوسری جماعت کرانا درست نہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک مسجد میں لوگوں نے امام مقرر کیا اور جماعت شروع کی امام اس کے بعد امامت کرانی شروع کی ... اب چند لوگ ہیں جنہوں نے دوسری جماعت شروع کروائی ہے اکثر لوگ پہلے سے مقرر امام کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں اور امام عالم باعمل متقی پرہیزگار ہے کوئی شرعی نقص نہیں تو کیا دوسری جماعت کرانا جائز ہے بینوا توجروا۔

﴿ج﴾

درمختار میں ہے (ولو اختار القوم) فإن اختلفوا اعتبر أكثرهم[1] الخ اور عالمگیری میں ہے: ولو اختار بعضهم الأقرأ واختار بعضهم غيره فالعبرة للأكثر[2] الخ۔ ان عبارات فقہیہ سے واضح ہے کہ صورت مسئولہ میں جب کہ اکثر اہل مسجد سابق مقرر امام کی امامت پر متفق ہیں اور مطمئن ہیں، اس وقت تک مسجد میں نماز پڑھانا سابق امام کا حق ہے[3]۔ چند نمازیوں کا دوسرے امام کو لانا اور مسلمانوں میں تفرقہ اور انتشار پیدا کرنا بہت بڑا گناہ ہے جس کے متعلق سخت وعیدیں قرآن و حدیث میں وارد ہیں[4] اور اس صورت میں جبکہ امام عالم باعمل متقی اور پرہیزگار ہے تو بلا کسی شرعی نقص کے اس کو امامت سے علیحدہ کرنا شرعاً جائز نہیں ہے[5] لہٰذا ان چند نمازیوں پر شرعاً لازم ہے کہ اکثر اہل مسجد سے اتفاق کریں اور فتنہ و اختلاف ختم کرکے سابق امام کے پیچھے نماز پڑھنا شروع کردیں۔ اس صورت میں دوسری جماعت

---

(۱) الدر المختار: كتاب الصلاة، باب الإمامة، ص ۵۵۸، ج ۱، سعيد

(۲) الهندية: كتاب الصلاة، باب الإمامة، ص ۸۴، ج ۱، رشيدية، وكذا في البزازية على هامش الهندية: كتاب الصلاة، الخامس عشر في الإمامة والاقتداء، ص ۵۲، ج ۴، رشيدية

(۳) [illegible] وفي دار الإمامة [illegible] مطلقاً، الدر المختار: كتاب الصلاة، باب الإمامة، ص ۵۵۹، ج ۱، سعيد، وكذا في الهندية: كتاب الصلاة، باب الإمامة، ص ۸۳، ج ۱، رشيدية

(۴) تقدم تخريجه [illegible] ۳۳۶ حاشیہ نمبر ۲

(۵) [illegible] البحر [illegible] الحاوي [illegible] لا يجوز [illegible] كتاب الوقف [illegible] ص ۲۱۸، ج ۵، سعيد، وكذا في البحر الرائق: كتاب الوقف، ص ۲۴۰، ج ۵، رشيدية

کرانا جائز اور کارِ ثواب ہے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

جماعتِ ثانیہ کا حکم

﴿سوال﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص ایک مسجد جو عرصہ چند سال سے تعمیر کراتا ہے لوگوں سے چندہ وصول کر کے لگاتا ہے اور خود جماعت بطور مہتمم و متولی کراتا ہے۔ لیکن اب چند اشخاص نے اس مسجد میں دوسرا شخص کھڑا کر کے دوسری جماعت شروع کر دی ہے۔ پہلا مہتمم دعویٰ پر جماعت کراتے ہیں۔ اب فریق ثانی بعد میں اسی مسجد میں جماعت کراتا ہے۔ کیا فریق ثانی کا دوسری مرتبہ جماعت کرانا جائز ہے یا نہیں؟ فریق ثانی کی جماعت درست ہے یا نہیں؟ قرآن مجید و حدیث شریف سے جواب دیا جائے۔ بینوا توجروا۔

﴿جواب﴾

اگر مسجد والوں نے باتفاق کسی امام کو پہلے مقرر کیا ہے تو دوسرے امام کے پیچھے نماز مکروہ ہے ابتداءً کیونکہ امام معزول نہیں کیا گیا اور معزول کرنے والے کی شرط کے [illegible] اس صورت میں دوسرے امام کے پیچھے بھی نماز ہو جاتی ہے لیکن معزول ہونے کے بغیر دوسرے امام کے پیچھے جماعت ثانی سے نماز پڑھنا مکروہ ہے(۲)۔ اگر [illegible] کہ دوسرے امام کو مقرر کرنے والے تھوڑے ہیں تو ایسی صورت میں کراہت [illegible] ہوتا ہے اس لئے دوسرے امام کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ وفی الدر المختار فان استووا يقرع بين المستويين او الخيار الى القوم فان اختلفوا اعتبر اكثرهم(۳)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

---

(۱) ويكره تكرار الجماعة [illegible] في مسجد محلة لا في مسجد طريق او مسجد لا امام له ولا مؤذن له. الدر المختار، كتاب الصلوة باب الامامة ص ۵۵۲ ج ۱ [illegible] وكذا في الهندية كتاب الصلوة الباب الخامس في الامامة ص ۸۳ ج ۱ [illegible] وكذا في الفقه الاسلامي وادلته [illegible] ص ۱۱۸۲ ج ۲ دار الفكر المعاصر۔

(۲) رد المحتار ويكره تكرار الجماعة باذان واقامة في مسجد محلة (كتاب الصلوة باب الامامة ص ۵۵۳ ج ۱ طبع رشيدية كوئته) وكذا في الهندية (كتاب الصلوة الباب الخامس) ص ۸۳ ج ۱ طبع رشيديه، وكذا في الفقه الاسلامي (كتاب الصلوة) الفصل العاشر ص ۱۲۸ ج ۲ طبع دار الفكر المعاصر۔

(۳) الدر المختار [illegible] باب الامامة ص ۵۵۷ ج ۱ طبع رشيديه جديد) وكذا في الفتاوى الهندية (كتاب الصلوة باب الامامة ص ۸۳ ج ۱ طبع ادارة القرآن كراتشي)،
وكذا في خلاصة الفتاوى (كتاب الصلوة الفصل الخامس عشر ص ۱۴۸ ج ۱ طبع رشيديه كوئته)۔

احناف کی مسجد میں غیر مقلدین کا دوسری جماعت کرنا

سوال:

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین کہ غیر مقلدین پہلے ایک امام حنفی کے پیچھے نماز ادا کرتے تھے اب اور بعد میں مسئلہ بتایا کہ امام حنفی کے پیچھے نماز ادا نہیں ہوتی، اس لئے کہ حنفی رفع یدین نہیں کرتے اور آمین بالجہر اور قراءۃ خلف الامام کے قائل نہیں، اب غیر مقلدوں نے اسی مسجد میں ہر وقت کی دوسری علیحدہ جماعت کرانی شروع کردی ہے، آیا یہ دوسری جماعت ان کی درست ہے یا نہیں، اور حنفی کی نماز غیر مقلدین کے پیچھے درست ہے یا نہیں۔ جواب سے ممنون فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

آمین بالجہر، رفع یدین، قراءۃ خلف الامام میں اختلاف ہے، جن میں ائمہ مجتہدین کا اختلاف چلا رہا ہے، مسئلہ مجتہد فیہ ہے، آمین بالجہر بعض کے نزدیک افضل ہے، بعض کے نزدیک آمین بالسر افضل ہے، بعض کے نزدیک رفع یدین افضل ہے، بعض کے نزدیک عدم رفع یدین، یہ اختلاف فقط فضیلت میں ہے، نماز سب کے نزدیک دونوں صورت میں ہوجاتی ہے۔ مقتدی کے ذمہ کسی امام نے فرض صلوۃ کا قول نہیں کیا (۱) بلکہ امام قراءۃ کرتا ہے۔ سب کے پیچھے اہل حدیث کی نماز ان کے اپنے مذہب کے مطابق بھی صحیح ہوجاتی ہے۔ لہذا کوئی وجہ نہیں کہ اہل حدیث کی نماز ان کے پیچھے جائز نہ ہو۔ یہ کوئی تو خود اہل حدیث علماء بھی نہیں کہتے، بلکہ خود اہل حدیث کے صدر مولانا ... صاحب احناف کے پیچھے نماز پڑھتے رہے ہیں، ایسے ہی حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری مرحوم بھی پڑھا کرتے تھے، تو اب جو لوگ بلاوجہ حنفیوں کے پیچھے نماز نہ پڑھ کر مسجد میں علیحدہ جماعت قائم کرتے ہیں، مسجد میں فساد اور فتنہ پیدا کرتے ہیں، یہ سخت گنہگار ہیں۔ وہ تو چونکہ مسجد اور مسلمانوں میں فتنہ پیدا کرنے سے نہیں رکتے ان کو مسجد سے روک دیا جاوے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوم اور پیاز کھانے والے کو یہ حکم فرمایا تھا کہ وہ ہماری مسجد میں نہ آئے، اس کی بدبو سے تکلیف ہوگی، مسجد میں آنے سے روک دیا ہے۔ حدیث میں وارد ہے: من اکل من هذه الشجرة الخبيثة فلا يقربن مساجدنا او كما قال

---

(۱) كما في ... لابد منه ... وعند ... في الاسلام ... [illegible] ... المشروع في ... [illegible] (كتاب الصلوة ... ج: ۱، ... [illegible])
وكذا في البحر الرائق (كتاب الصلوة، باب ... ج: ۱، ص: ... [illegible])

علیہ السلام(۱) [illegible] (شامی) باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا میں لکھا ہے کہ
[illegible] کو تکلیف پہنچے [illegible] والحق بالحدیث کل من اذی الناس بلسانہ
وبہ افتی ابن عمر وھو اصل فی کل من یتأذی بہ(۲) [illegible]
[illegible] تکلیف پہنچے [illegible] باقی [illegible]
اقتداء میں تفصیل ہے [illegible]
[illegible] پیچھے نماز [illegible]
[illegible] جائز ہے [illegible]
[illegible] فی المفروض و فی الواجبات و السنن فلا کراہۃ [illegible]
[illegible](۳) واللہ اعلم۔

[illegible]

کسی شرعی ضرورت کے بغیر مسجد کی جماعت سے علیحدہ دوسری جماعت کرانا درست نہیں

(سوال) کیا فرماتے ہیں علمائے دین [illegible] ایک مسجد میں امام [illegible] ایک وقت [illegible]
[illegible] جماعت [illegible]
[illegible] امام [illegible]
امام [illegible]

(جواب) اگر مقررہ امام میں کوئی شرعی قباحت نہیں تو دوسری جماعت کرانا درست نہیں ۔ پہلے امام کے پیچھے نماز

(۱) [illegible] صحیح البخاری [illegible] کتاب
[illegible] کتاب الصلوٰۃ، باب
[illegible]

(۲) شامی، کتاب الصلوٰۃ، باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا [illegible] ط سعید کراچی
وکذا فی البحر، کتاب الصلوٰۃ، باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا [illegible]

(۳) الشامی، کتاب الصلوٰۃ، باب الامامۃ [illegible] ط سعید وکذا فی تبیین الحقائق، کتاب الصلوٰۃ
[illegible] وکذا فی البحر [illegible]
[illegible]

قعدہ اولیٰ میں نماز کے بارے میں یہ تمام جزئیات روشن دلیل ہیں۔[1]

پہلی جماعت فاسد سمجھ کر دوسری کرانے کی دوسری میں اقتداء کرنے والوں کی نماز کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین مسائل ذیل میں:

(۱) نماز جماعت میں والذین کفروا بآیاتنا هم اصحاب المشئمة میں ... کے کفروا کے بجائے ... گیا تو نماز جائز ہے یا نہ؟

(۲) بوجہ ناواقفی کے جماعت فاسد سمجھی گئی اور دوسری جماعت کرائی گئی، جو لوگ پہلی جماعت میں شامل تھے ان کی نماز کا کیا حکم ہے؟

الجواب

(۱) نماز فاسد نہیں ہوئی کیونکہ اس کی تغییر فاحش سے ... ہے، پھر یہاں معنی کی تغییر فاحش نہیں اس لیے نماز صحیح ہے۔[2]

(۲) دوسری جماعت جب نماز فرض کے لیے قائم نہیں ہوئی تو وہ لوگ جو اس کے ساتھ فرض ادا کرنے کی غرض سے شریک ہوئے ہیں ان کی نماز صحیح نہیں۔ اقتداء مفترض کی متنفل کے پیچھے جائز نہیں لہٰذا دوسری جماعت میں شریک ہونے والوں کا نماز کا اعادہ کرنا واجب ہے[3]۔ فقط واللہ اعلم

محمد عبداللہ عفی عنہ مدرسہ قاسم العلوم ملتان

---

(۱) كما في الدر المختار ... [illegible] ... كتاب الصلوة باب الامامة ص ... ج ۱ طبع رشيديه) وكذا في الهنديه ... [illegible] ... طبع ... وكذا في ... كتاب الصلوة ... ص ... ج ... طبع دار الفكر.

(۲) كما في الدر المختار ... [illegible] ... ص ۶۳۳ ج ۱ طبع سعيد.
وكذا في الهنديه ... كتاب الصلوة ... ص ... ج ۱ طبع رشيديه.
وكذا في ... [illegible] ... طبع ادارة القرآن كراتشي.

(۳) كما في الدر المختار ولا مفترض بمتنفل (كتاب الصلوة باب الامامة ص ۵۷۹ ج ۱ طبع سعيد)
وكذا في خلاصة الفتاوى (كتاب الصلوة ... ص ۱۴۶ ج ۱ طبع رشيديه)
وكذا في الهداية كتاب الصلوة باب الامامة ص ۱۲۴ ج ۱ طبع ... ملتان.

قصداً جماعت مسجد میں شریک نہ ہونے والے کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین متدرجہ ذیل مسائل میں کہ:

(۱) ایسا شخص جو مسجد کے پاس رہتا ہے نماز کے وقت کسی سے کہتا ہے کہ دیکھو نماز باجماعت ہو چکی ہے یا نہیں پھر نماز ہو چکنے کے بعد اکیلا نماز پڑھتا ہے۔ اس کی تو یہ عادت ہو گئی اس بارہ میں کیا حکم ہے۔

(۲) ایک مسجد کے امام صاحب نے یعنی مسجد کے خادم کو حکم دیا کہ مسجد کے اندر کسی کو سونے کی اجازت نہیں ہے ورنہ کسی کو سونے دیا گیا تو بجلی میں خرچ ہے۔ اس پر ایک شخص ناراض ہو گیا وہ امام مذکور کے پیچھے نماز پڑھتا تھا اور ضدی ہو گیا ہے اور اس واقعہ سے تنگ ہو کر اس امام صاحب کے پیچھے باجماعت نماز پڑھتا نہیں ہے۔

(۳) دلائل سے جواب دیں۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ (۱) اگر بلا عذر شرعی عادۃً ترک جماعت ہے تو یہ شخص فاسق ہے اور مردود الشہادت ہے کیونکہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنی واجب ہے یا سنت مؤکدہ۔ کما قال فی الدر المختار الجماعۃ سنۃ مؤکدۃ کذا فی المتون والخلاصۃ والمحیط و محیط السرخسی و فی الغایۃ قال عامۃ مشائخنا انہا واجبۃ الخ(۱)۔

(۲) اس بناء پر ترک جماعت اس کی جہالت ہے اس پر لازم ہے کہ فوراً باجماعت نماز پڑھنی شروع کر دے اور امام صاحب کے ساتھ راضی ہو جائے(۲)۔

---

(۱) الدر المختار: (کتاب الصلوۃ، باب الامامۃ، ص ۵۵۲، ج ۱، طبع سعید) وکذا فی الهندیۃ (کتاب الصلوۃ، الباب الخامس عشر، ص ۸۲، ج ۱، طبع رشیدیہ) وکذا فی البحر (کتاب الصلوۃ، باب الامامۃ، ص ۶۰۲، ج ۱، طبع رشیدیہ)۔ کما فی الدر المختار والجماعۃ سنۃ مؤکدۃ للرجال قال الزاهدی ارادوا بالتاکید الوجوب وقیل واجبۃ وعلیه العامۃ۔

(۲) کما فی الدر المختار والاحکام تدل علی الوجوب من ان تارکها بلا عذر یعزر وترد شهادته ویأثم الجیران بالسکوت عنه (کتاب الصلوۃ، باب الامامۃ، ص ۵۵۲، ج ۱، طبع سعید) وکذا فی البحر (کتاب الصلوۃ، باب الامامۃ، ص ۶۰۲، ج ۱، طبع رشیدیہ) وکذا فی حلبی کبیر (کتاب الصلوۃ، فصل فی الامامۃ، ص ۵۰۹، طبع سہیل اکیڈمی لاہور)۔

(۳) [illegible]

[illegible]

(۴) [illegible] (۲) [illegible] (۳) [illegible] عن عبد الله بن عمرو رضي الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اربع من كن فيه كان منافقا خالصا و من كانت فيه خصلة منهن كانت فيه خصلة من النفاق حتى يدعها اذا اؤتمن خان و اذا حدث كذب و اذا عاهد غدر و اذا خاصم فجر متفق عليه[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ولو كرر اهله بدونهما او كان مسجد طريق جاز اجماعا كما في مسجد ليس له امام و لا مؤذن و يصلي الناس فيه فوجا فوجا فان الافضل ان يصلي كل فريق باذان و اقامة على حدة [illegible] المسجد المختص بالمحلة احترز به عن الشارع و بالاذان الثاني احترز به عما اذا صلى في مسجد المحلة جماعة بغير اذان حيث يباح اجماعا۔

[illegible] و في باب الاذان عن آخر شرح المنية عن ابي يوسف انه اذا لم تكن الجماعة على الهيئة الاولى لا تكره و الا تكره و هو الصحيح و بالعدول عن المحراب تختلف الهيئة كذا في البزازية۔ و في التاتارخانية عن الولوالجية و به ناخذ۔

---

(۱) [illegible]

مسجد میں دوبارہ جماعت کے مطلق عدم جواز کو ثابت کرتا ہے خواہ جماعت ثانیہ باذان واقامت ہو یا بدون اذان واقامت، جبکہ محلہ کی مسجد ہو

جہاں امام اور مؤذن مقرر ہیں۔

لیکن اکثر حضرات یہ فرماتے ہیں کہ جماعت ثانیہ محلہ کی مسجد میں مکروہ تحریمی ہے، بشرطیکہ پہلی جماعت اذان و اقامت کے ساتھ ہوئی ہو۔

مذہب

علامہ کاسانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ محلہ کی مسجد میں جماعت ثانیہ مکروہ ہے، البتہ راستہ کی مسجد میں جماعت ثانیہ جائز ہے۔ قال فی البدائع ج ۱ ص ۱۵۳: ولنا ما روي عن عبد الرحمن بن أبي بكر عن أبيه رضي الله عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم خرج من بيته ليصلح بين الأنصار لتشاجر بينهم فرجع وقد صلى في المسجد بجماعة فدخل رسول الله صلى الله عليه وسلم في منزل بعض أهله فجمع أهله فصلى بهم جماعة ولو لم يكره تكرار الجماعة في المسجد لما تركها رسول الله صلى الله عليه وسلم مع علمه بفضل الجماعة في المسجد وروي عن أنس بن مالك رضي الله عنه أن أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم كانوا إذا فاتتهم الجماعة صلوا في المسجد فرادى، ولأن التكرار يؤدي إلى تقليل الجماعة لأن الناس إذا علموا أنهم تفوتهم الجماعة فيستعجلون فتكثر الجماعة وإذا علموا أنها لا تفوتهم يتأخرون فتقل الجماعة وتقليل الجماعة مكروه بخلاف المساجد التي على قوارع الطرق لأنها ليست لها أهل معروفون فأداء الجماعة فيها مرة بعد أخرى لا يؤدي إلى تقليل الجماعة وبخلاف ما إذا صلى فيه غير أهله لأنه لا يؤدي إلى تقليل الجماعة لأن أهل المسجد ينتظرون أذان المؤذن المعروف فيحضرون حينئذ ولأن حق المسجد لم يقض بعد لأن قضاء حقه على أهله[1] الخ

حضرت تھانوی رحمہ اللہ بھی محلہ کی مسجد میں جماعت ثانیہ کو مکروہ تحریمی فرماتے ہیں۔[2]

---

(۱) بدائع الصنائع، کتاب الصلوٰۃ، فصل فی بیان محل وجوب الاذان، ص ۱۵۳، ج ۱، طبع رشیدیہ
وکذا فی الشامیہ، کتاب الصلوٰۃ، باب الامامۃ، ص ۵۵۳، ج ۱، طبع سعید کراچی
وکذا فی البحر الرائق، کتاب الصلوٰۃ، باب الامامۃ، ص ۶۰۵، ج ۱، طبع رشیدیہ
(۲) امداد الفتاوی، کتاب الصلوٰۃ، باب الامامۃ والجماعۃ، عنوان کراہت و عدم کراہت جماعت ثانیہ در مسجد محلہ، ص ۲۸۸، ج ۱، طبع مکتبہ دار العلوم کراچی

جس جگہ پر ولی اللہ جیسا ایک مباح ... واقع ہو تو ثواب کے تقاضا ... صاحب امامت نے توکل ... بھی اعلیٰ ... کی ہو ... احتمال ... ہے اور اس میں کوئی ضرر ... نہیں ... نہیں ... تحقیق ہے ... مسائل کے ... پیش ... تو یقیناً امامت شدید ... مختلف کیا ہے اور ... مختلف ہیں اس لئے کوئی ... فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ورثہ کا حق نہ دینے والے کے معاون کی امامت کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں کہ ایک آدمی عالم پابند شریعت فوت ہوگیا۔ بوقت وفات مرحوم کی اہلیہ، دو لڑکیاں اور دو بھائی ... والدہ ... سال زندہ تھیں۔ تمام وراثت کا انتقال مرحومہ کی اہلیہ کے نام ہو چکا ہے اور باقی ورثہ حق سے محروم ہیں۔ (۱) کیا دیگر ورثہ ... حقدار ہیں یا نہ؟ (۲) اہلیہ موصوف پر ... کیا حکم عائد ہوتا ہے؟ (۳) ... اہلیہ موصوف کا شرعاً کیا حکم ہے۔ کیا امامت ان کی شرعاً جائز ہے۔

﴿ج﴾

(۱) حقدار ہیں[1] (۲) خیانت ہے توبہ کرنا لازم ہے[2] (۳) ظالم کی معاونت و امداد بھی ظلم ہے[3]۔ (۴) اگر واقعی پیش امام صاحب بھی عورت کا معاون ہے اور یہ بات ثابت ہو جائے تو ایسے شخص کو پیش امام نہیں بنانا

---

۱) كما في الدر المختار ... يقسم الباقي بين ورثته (كتاب الفرائض) ص ... طبع رشيديه وكذا في الهندية (كتاب الفرائض الباب الأول ص ٤٤٧ ج ٦ طبع رشيديه) وكذا في الدر المختار مع شرحه (كتاب الفرائض ... طبع سعيد كراچی)

۲) كما قال الله تعالى يا أيها الذين آمنوا توبوا إلى الله توبة نصوحا (سورة التحريم آيت نمبر ٨) وفي المشكوة: عن الأغر المزني قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا أيها الناس توبوا إلى الله فإني أتوب إليه في اليوم مائة مرة (باب التوبة ص ٢٠٣ طبع قديمي) وفي شرح النووي واتفقوا على أن التوبة من جميع المعاصي واجبة (مسلم كتاب التوبة باب الاستغفار ص ٣٤٦ ج ٢ طبع قديمي كتب خانه)

۳) كما قال الله تعالى: ﴿ولا تعاونوا على الإثم والعدوان﴾ (سورة المائدة آيت نمبر ٢) وفي تفسير روح المعاني: قوله تعالى ولا تعاونوا على الإثم والعدوان فيعم النهي كل ما هو من مقولة الظلم والمعاصي ويندرج فيه النهي عن التعاون على الاعتداء (سورة المائدة آيت نمبر ٢) ص ٤٢٤ ج ٦ طبع دار الفكر، وكذا في الدر المختار (كتاب الجهاد باب البغاة ص ٢٦٨ ج ٤ طبع سعيد)

چاہیے(۱)۔ اگر ہے تو اس کو معزول کر کے کسی دوسرے متقی شخص کو امام بنایا جائے(۲)۔ لیکن شرط یہ ہے کہ وہاں کے لوگوں کے سامنے یہ باتیں اگر واضح ہوں تو اس پر عمل کریں۔ ورنہ وہاں کی تحقیق کے مطابق عمل ہو۔ واللہ اعلم۔

احکام شریعت کو پس پشت ڈالنے والے کی امامت کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص مسئلہ وراثت میں شریعت کی طرف استغاثہ کرتا ہے۔ مگر ایک مولوی صاحب کہتا ہے کہ اس شرعی مسئلہ کو چھوڑ دو کیونکہ اس میں اس کا ذاتی نقصان تھا۔ لیکن مدعی نے شرعی استفتا حاصل کر لیا۔ جس کی پاداش میں مولوی صاحب نے ساری برادری کو مدعی کے خلاف کر کے ایک فتنۂ عظیم کھڑا کر دیا۔ جس کی وجہ سے فسادات خلاف شریعت رونما ہونے لگے۔ کیا ایسے مولوی سے جو دروغ گوئی کا پابند ہو اور شریعت کو پس پشت ڈالے بلکہ کتمان شریعت کی تبلیغ کرتے ہو [illegible] اپنی ذاتی [illegible] عام مسلمین کا تعلقات رکھنا یا اس کو امام نماز بنانا یا اس کا وعظ سننا یا اس سے اپنے بچوں کو تعلیم دلوانا درست ہے؟ بینوا توجروا۔

﴿ج﴾

اگر واقعی ایسا ہے جو سوال میں درج ہے تو واقعی ایسے شخص کے ساتھ تعلقات(۳) اور اس کی امامت جائز

---

(۱) كما في الدر المختار ويكره إمامة عبد [illegible] وفاسق (كتاب الصلاة، باب الإمامة، ص ٥٥٩، ج ١، طبع سعيد) وكذا في خلاصة الفتاوى (كتاب الصلاة، الفصل الخامس عشر، ص ١٤٥، ج ١، طبع رشيديه) وكذا في البحر (كتاب الصلاة، باب الإمامة، ص ٣٣٢ تا ٣٣٣، ج ٢، طبع دار الكتب)

(۲) كما في الدر المختار مع شرحه [illegible] الأعلم بأحكام الصلاة [illegible] (كتاب الصلاة، باب الإمامة، ص ٥٥٧، ج ١، طبع سعيد) وكذا في البحر (كتاب الوقف، ص ٢٨٠، ج ٥، طبع رشيديه)

وفي الفتاوى التاتارخانية [illegible] فيقوم في الصلاة أفضلهم في العلم والورع والتقوى (كتاب الصلاة، من يصلح للإمامة، ص ٦٠٠، ج ١، طبع إدارة القرآن) وكذا في الدر المختار (كتاب الصلاة، باب الإمامة، ص ٥٥٧ تا ٥٥٨، ج ١، طبع سعيد) وكذا في البحر الرائق (كتاب الصلاة، باب الإمامة، ص ٣٢٩، ج ١، طبع دار الكتب)

(۳) قال الخطابي: رخص للمسلم أن يغضب على أخيه ثلاث ليال لقلته ولا يجوز فوق ذلك إلا إذا كان الهجران في حق من حقوق الله فيجوز فوق ذلك [illegible] فإن هجرة أهل الأهواء والبدع واجبة على مر الأوقات ما لم يظهر منه التوبة والرجوع إلى الحق (مرقاة المفاتيح، ص ٤٤٣، ج ٨، كتاب الآداب، باب ما ينهى عنه من التهاجر والتقاطع، طبع دار الكتب العلمية بيروت) كذا في فتح الباري شرح البخاري، ص ٤٩٦، ج ١٠، حديث نمبر ٦٠٧٧، كتاب الأدب، باب ما يجوز من الهجران لمن عصى، دار الفكر بيروت، كذا في التعليق الصبيح، ص ١٩٤، ج ٥، كتاب الآداب، رشيديه

[illegible] (۱) [illegible]

[illegible]

[illegible]

اس شخص کی امامت کا حکم جس پر مجہول النسب ہونے کا اعتراض کیا گیا ہو

سوال

[illegible]

الجواب

[illegible] (۲) [illegible]

[illegible]

---

(۱) [illegible]

(۲) [illegible]

[illegible] امامت کا حکم

سوال

[illegible]

الجواب

[illegible] فقط واللہ اعلم

[illegible]

عالم کی نماز غیر عالم کے پیچھے

سوال

[illegible]

---

(۱) فتاویٰ رشیدیہ ص ۸۳

جواب

عالمگیری میں ہے: دخل المسجد من هو اولی بالامامة من امام المحلة فامام المحلة اولی۔[1] درمختار میں ہے: واعلم ان صاحب البیت ومثله امام المسجد الراتب اولی بالامامة من غیره مطلقا۔[2] [illegible] مطلقا ای وان کان غیره من الحاضرین من هو اعلم واقرأ منه [illegible]۔ [illegible] اولی ہے اگرچہ [illegible] افضل [illegible] ہو۔[3] حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] امام [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]۔[4] [illegible] افضل [illegible] امام [illegible]۔[5] [illegible] الاحق بالامامة تقدیما بل نصبا [illegible] الاعلم باحکام الصلوة [illegible]

---

(۱) فتاوى العالمكيرية، ص ۸۳، ج ۱، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثاني، ط رشيدية۔

(۲) الدر المختار مع رد المحتار، ص ۵۵۹، ج ۱، باب الإمامة، سعيد۔
كذا في البحر الرائق، ص [illegible]، ج ۱، باب الإمامة، كتاب الصلاة، رشيدية۔

(۳) عن إبراهيم بن سعد عن أبيه عن جده عبد الرحمن بن عوف أن رسول الله صلى الله عليه وسلم لما انتهى إلى عبد الرحمن بن عوف وهو يصلي بالناس أراد عبد الرحمن أن يتأخر فأومأ إليه النبي صلى الله عليه وسلم أن مكانك فصلى وصلى رسول الله صلى الله عليه وسلم بصلاة عبد الرحمن۔ (جمع الجوامع، ص [illegible]، ج [illegible]، مسند عبد الرحمن بن عوف رضي الله عنه، دار الكتب العلمية بيروت) كذا في التعليق الصبيح على مشكاة المصابيح، ص [illegible]، ج [illegible]۔ [illegible] في الصحابة [illegible] مكتبة رشيدية كوئٹه۔ كذا في طبقات ابن سعد [illegible]

(۴) قال الله تعالى: واعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا (سورة آل عمران، آیت نمبر ۱۰۳)
وفي تفسير [illegible] قوله "ولا تفرقوا" [illegible] الثاني أنه نهي عن المعاداة والمخاصمة فإنهم كانوا في الجاهلية مواظبين على ذلك [illegible] الثالث أنه نهي عما يوجب الفرقة ويزيل الألفة [illegible] (التفسير الكبير، ص [illegible]، ج [illegible]، سورة آل عمران، آیت نمبر ۱۰۳، دار الكتب العلمية بيروت) كذا في روح المعاني، ص [illegible]، ج [illegible]، سورة آل عمران [illegible] كذا في التفسير المظهري، ص [illegible]، ج [illegible]، سورة آل عمران: ۱۰۳، طبع حقانيه كوئٹه۔

(۵) الدر المختار مع رد المحتار، ص ۵۵۷، ج ۱، باب الإمامة، كتاب الصلاة، سعيد۔ كذا في البحر الرائق، ص [illegible]، ج ۱، باب الإمامة، كتاب الصلاة، رشيدية۔ كذا في العالمكيرية، ص ۸۳، ج ۱، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثاني، ط رشيدية۔

لکھتے ہیں (من نصب) ای للامام الراتب نمازوں پر لازم ہے کہ مسجد میں حتی الوسع ماخوذ فیہ کوئی امام رکھیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

تراویح میں امامت کا حقدار کون ہے

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک بستی میں ایک حافظ صاحب تراویح پڑھاتا ہے اور ساری جماعت متفق ہے کہ یہی ہماری اپنی بستی کا حافظ تراویح پڑھاوے۔ مگر چند آدمی اختلاف کرتے ہیں کہ اس حافظ صاحب کے پیچھے نماز جائز نہیں اور شرارت کرنے کے واسطے کسی دوسری بستی سے ایک حافظ صاحب کو لاتے ہیں۔ نہ اس حافظ صاحب کی اپنی مسجد بھی ہے۔ اس کو محض شرارت کے لیے ادھر سے لیا آتا ہے اور آخر کار اس مسجد میں دو جماعتیں ایک وقت ہوتی ہیں۔ پہلا حافظ جس کی مسجد ہے اور جو اس بستی کا رہنے والا ہے اور جس کے ساتھ زیادہ جماعت ہے وہ نماز پڑھاتا ہے اور اسی کی جماعت کی تکبیر پہلے ہوتی ہے اور دوسرا حافظ صاحب باہر جماعت کراتا ہے۔ اب فرمائیں کہ کون سے حافظ صاحب کی جماعت صحیح ہوئی۔ بینوا توجروا

الجواب

فقہاء نے تصریح فرمائی ہے کہ امام مقرر کرنے کا حق بانی یا اہل محلہ کو ہے۔ اگر نمازیوں میں نصب امام کے بارے میں اختلاف ہو جائے تو جس شخص کو زیادہ لوگ مقرر کر دیں وہی امام رہے گا۔ (او الخیار الی القوم) فان اختلفوا اعتبر اکثرهم [1] فقہاء نے یہ بھی تصریح کی ہے کہ مسجد کا جو امام مقرر ہو اور اس میں امامت کی اہلیت ہے تو وہ امام مقرر ہی دوسرے شخص کی نسبت امامت کا زیادہ مستحق ہے۔ واعلم ان صاحب البیت و مثله امام المسجد الراتب اولی بالامامة من غیره مطلقا قال الشامی قوله مطلقا ای وان کان غیره من الحاضرین من هو اعلم و اقرأ منه۔ [2]

---

(۱) الدر المختار مع رد المحتار: ص ۵۵۸، ج ۱، باب الامامة، سعید

وکذا فی السراجیة ص ۲۴۷، ج ۱، باب الامامة، کتاب الصلوة، طبع ادارة القرآن، کراچی۔

وکذا فی خلاصة الفتاوی: ص ۱۴۴، ج ۱، کتاب الصلوة، الفصل الخامس عشر، رشیدیہ۔

(۲) الدر المختار مع رد المحتار: ص ۵۵۹، ج ۱، باب الامامة، سعید

وکذا فی العالمگیریة: ص ۸۳، ج ۱، الباب الخامس فی الامامة، الفصل الثانی، طبع رشیدیہ، وکذا فی

البحر الرائق: ص ۶۰۹، ج ۱، باب الامامة، رشیدیہ۔

پس صورت مسئولہ میں اگر پہلے امام نے جو ان کی تقرری وہاں چند افراد کے پاس نہیں تو یہی امام آج
باقاعدہ ہے۔ دوسرے امام کو اس مسجد میں امامت کا حق نہیں۔ جماعت کے ہوتے ہوئے دوسری جماعت نہیں کرنی
چاہیے یہ مکروہ ہے(1) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

عالم کی نماز غیر عالم حافظ کی اقتدا میں

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عالم دین ایک مسجد کے خطیب اور امام تھے کسی
جگہ ان کی جگہ پر مقتدی ان سے ناراض ہو گئے۔ مولوی صاحب نے امامت چھوڑ دی انہوں نے ایک حافظ
صاحب جو دین کے مسائل سے ناواقف ہیں اور قرآن شریف بھی صحیح پڑھتے ہیں اور ایک ہفتہ سے نماز پڑھاتے
ہیں کو امام مقرر کیا۔ اب وہ حافظ صاحب ٹھیک ٹھیک پڑھتے ہیں تو نماز پڑھاتے ہیں کیا اس سابقہ عالم کی نماز بھی
اس امام حافظ صاحب کے پیچھے جائز ہے یا نہیں دوسرے لوگ جو اقتدا کر رہے ہیں ان کی نماز ہے یا نہیں اگر کوئی اور
امام مقرر کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔

جواب

قرآن کی اور دوسرے ہوں تو اس حافظ صاحب کے پیچھے نماز درست ہے لیکن افضل ہے کہ مستقل امام کسی عالم یا
عالم کو قرآن شریف پڑھنے والے کو مقرر کیا جائے۔ اس قسم کے حافظ کو مستقل طور پر امام مقرر کرنا مکروہ ہے(2)۔

مستقل امام کے ہوتے ہوئے اس کی اجازت کے بغیر دوسرے شخص کے نماز پڑھانے کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کہ ایک مسجد کا امام حافظ القرآن مستقل امام ہو اور مصلی امامت پر اس
کی بغیر اجازت اور رضا مندی کے دوسرا امام جب کہ مستقل امام بھی موجود ہو امامت کے لیے مصلی پر کھڑا ہو
جائے اور اس امام کی اور ایک مقتدی کی آپس میں عداوت ہو تو کیا مقتدی کی نماز ایسے امام کے پیچھے ہو جائے گی

---

(1) ويكره تكرار الجماعة في مسجد محلة ... الدر المختار: ص [illegible]، ج ١، (سعيد) باب الامامة۔
كذا في الهندية: ص [illegible]، ج ١، كتاب الصلاة الفصل الخامس في الامامة، وكذا في الفقه الإسلامي ص [illegible]
ج ١، كتاب الصلاة الفصل العاشر، دار الفكر۔
(2) [illegible] ولو قدموا غير الأولى أساؤوا بلا إثم، الدر المختار ص [illegible] ج ١، باب الإمامة [illegible]

دو مقتدی کو بعض اوقات حالت نماز میں جب کہ یہ امام مسجد میں آ جاتے اور یہی امام جو کہ مستقل امام کی بغیر اجازت جماعت کراتا ہے۔ اس نے بالغ لڑکی بھی عرصہ نو دس سال سے گھر بٹھا رکھی ہے۔ نکاح کیوں نہیں کرتا۔ دو مقتدی بھی ایک اس کا ہم نوا ہے۔ جو مذکور ہوا ہے۔ از راہ کرم جواب نص قطعی یا حدیث صحیحہ سے بیان فرمائیں۔

الجواب

معلوم رہے کہ مستقل امام کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر کسی دوسرے شخص کو امامت کرانا ناجائز ہے۔ اگر امام مستقل صراحۃً اجازت دے یا پہلے امام اس کی امامت کرانے پر راضی نہیں ہوتا یعنی دلالۃً اجازت ہو تب امامت کر سکتا ہے(1)۔ باقی بغیر اجازت لیے بھی اگر نماز پڑھا لے تو نماز ہو جاتی ہے۔ اگرچہ ایسا کرنا درست نہیں ہے۔ جس ایک مقتدی کی اس امام کے ساتھ عداوت ہے اس کی نماز بھی اس امام کے پیچھے ادا ہو جاتی ہے(2)۔ لیکن عداوت اگر بلا وجہ شرعی ہے تو عداوت رکھنی بہت بری بات ہے(3)۔ فوراً توبہ کر کے عداوت کو دل سے نکال دے(4)۔ زید جو عرصہ دس سال سے بالغ لڑکی کو گھر میں بٹھائے رکھے ہے جو حق ہے کہ ابھی تک

---

(1) ولا يؤمن الرجل الرجل في سلطانه ولا يقعد في بيته على تكرمته إلا بإذنه. رواه مسلم. مشكوة المصابيح، كتاب الصلوة، باب الإمامة، ص: ١٠٠، ج: ١، قديمي۔
واعلم أن صاحب البيت وكذا إمام المسجد الراتب أولى بالإمامة من غيره مطلقاً وإن كان غيره من الحاضرين من هو أعلم وأقرأ منه. الدر المختار، ص: ٥٥٩، ج: ١، باب الإمامة، كتاب الصلوة، سعيد. كذا في البحر الرائق: ص: ٦٠٧، ج: ١، باب الإمامة، كتاب الصلوة، رشيديه۔

(2) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الجهاد واجب عليكم مع كل أمير برا كان أو فاجرا، والصلوة واجبة عليكم خلف كل مسلم برا كان أو فاجرا وإن عمل الكبائر. سنن أبي داؤد، كتاب الجهاد، باب في الغزو مع أئمة الجور، ص: ٣٥٠، ج: ١، امداديه ملتان. وإن تقدموا جاز لقوله عليه الصلوة والسلام: صلوا خلف كل بر وفاجر. تبيين الحقائق: ص: ٣٤٦، ج: ١، باب الإمامة، دار الكتب بيروت، كذا في بدائع الصنائع، ص: ٣٨٦، ج: ١، فصل في بيان من يصلح للإمامة، رشيديه۔

(3) في النصاب: من أبغض عالما من غير سبب ظاهر خيف عليه الكفر. كذا في الخلاصة. ويخاف عليه الكفر إذا شتم عالما أو فقيها من غير سبب. الهندية: ص: ٢٧٠، ج: ٢، كتاب السير، باب أحكام المرتدين، منها ما يتعلق بالعلم والعلماء، رشيديه. كذا في البحر الرائق، ص: ٢٠٧، ج: ٥، كتاب السير، باب أحكام المرتدين، رشيديه۔

(4) واتفقوا على أن التوبة من جميع المعاصي واجبة، وأنها واجبة على الفور لا يجوز تأخيرها سواء كانت المعصية صغيرة أو كبيرة. الصحيح لمسلم مع شرحه الكامل للنووي، ص: ٣٥٤، ج: ٢، كتاب التوبة، قديمي. وكذا في روح المعاني، ص: ١٥٩، ج: ٢٨، احياء التراث. وكذا في المرقاة على مشكوة المصابيح، ص: ٢٦٣، ج: ٥، كتاب الدعوات، رشيديه۔

مگر تھوڑا سا ہو اس کی تلاش میں رہے۔ اطلبوا العلم من المهد الی اللحد ڈیڑھ سال کا عرصہ تو کوئی بڑی مدت نہیں ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ عبداللطیف غفرلہ
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ
۱۰ ذوالقعدہ ۱۳۸۶ھ

سپاہی کے افسرانِ بالا کا امام بننے کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ سپاہی حوالدار وغیرہ افسران کی موجودگی میں ان کے ماتحت سپاہی کو امامت کرانا جائز ہے یا نہیں؟ اگر سپاہی امامت کرے اور حوالدار وغیرہ مقتدی ہوں تو کیا اس میں کوئی شرعی نقصان ہے؟

﴿ج﴾

صحت امامت کے لیے ضروری مسائل کا جاننا اور قرآن مجید کا صحیح پڑھنا ضروری ہے اور جو امام نماز کے اکثر مسائل سے واقف ہو قرآن مجید صحیح پڑھتا ہو اس کی امامت صحیح ہے سپاہی امام ہو اور حوالدار وغیرہ مقتدی ہوں تو سب کی نماز[1] بلا کراہت صحیح اور درست ہے اس میں کسی قسم کا کوئی حرج نہیں ہے نہ بے ادبی ہے اس لیے صورت مسئولہ میں امامت بلا کراہت درست ہے نماز باجماعت جاری رکھیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

امامت کا حقدار کون ہے

﴿س﴾

محمد سعید ولد فضل احمد امام مسجد خویدادخیل بنام ... وغیرہ قوم تندی خویدادخیل ... چوہدری خان ... بحضور مفتی صاحب دامت برکاتہم۔

فریقین ... دعویٰ امامت کرتے ہیں ... قوم تندی خویدادخیل مسجد

---

(۱) والأحق بالإمامة الأعلم بأحكام الصلاة فقط صحة وفسادا بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة ... أي الأكثر ... الدر المختار مع رد المحتار ص ٥٥٧ ج ١ باب الإمامة ... وكذا في البحر الرائق ص ٦٠٨ ... باب الإمامة ... كذا في الهندية ص ٨٣ ج ١ الباب الخامس عشر في الإمامة الفصل الثاني ...

دم باتفاق قوم در روز مرگ و دفن پدر خود امام شده ام ۔ بعض از قوم او انکار کرده گفته که وی ابن او را بالکل امام نه کرده ایم بعد از گرفتن بیانات ایشان تحریض صلح نموده ام بفضل الله تعالیٰ صلح منظور کرده اند ۔ صورت صلح این باتفاق قوم قائم کرده ام که پسر جواسید امام مسجد مقرر شده ۔ بشرطیکه بعد از عید الاضحیٰ آئنده ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۹۳۶ء به تعلیم دروس علم قدسی دینی شروع خواهد کرد ۔ بحصول تعلیم دینی مذهب در مسلک علماء متقدمین خواه که در ملک پشاور باشد یا هندوستان تا وقتیکه سند از مدرسه دیوبند یا یکے از مدارس دہلی وغیره حاصل کرده تا آن وقت از طرف او خلیفه مقرر کرده ام ۔ و باتفاق قوم خلیفه منظور کرده و حقوق امامت زمین کل بحصت جریب است آمدن یک سه حصه شود یک حصه امام اصلی را برائے کتاب و خرچ سبق و دینی علم داده شوند ۔ و حصه خلیفه را داده میشود ۔ و خیر مجموعی که در مسجد است ۔ حصه سوم امام اصلی را است و دو حصه خلیفه را است باقی وظائف مرسومه از قسم خیرات و سرمایه و نکاح وغیره وظیفه را داده میشود علاوه از زمین بالا اگر یک قطعه زمین متعلقه مسجد پیدا شده و نیز یک حصه امام اصلی را و دو حصه خلیفه را است ۔ این فیصله و راضی نامه از وجوهات شرعیه تحریر کرده ام که صاحب در مختار شامی در این تصریح کرده اند ۔ ومقتضاه ان توجیهات الامام و المدرس لا یصح توجیه وظیفته علی ابنه الصغیر وقد مناه فی الجهاد فی اخر فصل الجزیة عن العلامة البیری بعد کلام نقله الی ان قال اقول هذا مؤید لما هو عرف الحرمین الشریفین و مصر و الروم من غیر تکیر من ابقاء ابناء المیت و لو کانوا صغارا علی وظائف ابائهم من امامة و خطابة و غیر ذلک عرفا مرضیا لان فیه احیاء خلف العلماء و مساعدتهم علی بذل الجهد فی الاشتغال بالعلم و لذا افتی بجواز ذلک طائفة من اکابر الفضلاء الذین یعول علی افتائهم اه و قیدنا ذلک هناک بما اذا اشتغل الابن بالعلم اما لو ترکه و کبر وهو جاهل فانه یعزل ـ

تحریر ۱۹ ذی القعده ۱۳۵۴ھ مطابق ۳ فروری ۱۹۳۶ء الفقیر عبدالله المعروف میر صاحب ... دل خان وکیل حاجی خان و ناصر وغیره ۔

جناب مفتی صاحب یہ ... جزء الثالث فی مطلب من له استحقاق فی بیت المال لیفی وله سعده میں موجود ہے ۔ جناب والا اس فیصلے کے بعد قوم کے بعض افراد نے قانونی حمایت سے ایک اجنبی فرد کو امام مقرر دیا ہے اور شرعی امام کو بغیر عذر شرعی معزول کیا ہے ۔ حالانکہ اصلی امام میں شرائط فیصل موجود ہیں کیا اس دوسرے امام کی امامت شرعاً درست ہے یا نہیں اور دوسرے فیصلے کی شرعی حیثیت کیا ہے ۔

---

(۱) رد المحتار ص ۱۱۱ ج ۱ مطلب فی توجیه الوظائف للابن و هو صغیر ، کتاب الفقه ، سعید ۔

الجواب

قوم کے اتفاق سے مسجد کا جو امام مقرر ہوا اور اس میں امامت کی اہلیت ہے تو وہ امام مقرر ہی اس دوسرے شخص کی نسبت منصب امامت کا زیادہ حق دار ہے۔ بلا وجہ شرعی قوم کے بعض افراد کو قوم کے متفقہ فیصلہ کے خلاف ورزی کر کے پہلے امام کو معزول کرنے کا حق حاصل نہیں فیصلہ کی پابندی ضروری ہے۔ جزئیات ذیل اس کی مؤید ہیں۔ (الباني)[1] للمسجد (اولى) من القوم بنصب الامام والمؤذن في المختار الا اذا عين القوم اصلح ممن عينه الباني (درمختار) وكذا ولده وعشيرته اولى من غيرهم اولى التخيير الى القوم فان اختلفوا اعتبر اكثرهم و اعلم ان صاحب البيت و مثله امام المسجد الراتب اولى بالامامة من غيره مطلقا قال الشامي (قوله مطلقا) اى وان كان غيره من الحاضرين من هو اعلم و اقرأ منه[2]. فقط والله تعالى اعلم

کیا امام مقرر کے علاوہ کوئی اور شخص امامت کا مستحق ہے

(س)

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ زید ایک مسجد میں تقریباً عرصہ ۲۵ سال سے امامت کر رہا ہے اور قرآن شریف کا حافظ ہے عالم نہیں ہے۔ اب زید کا لڑکا عالم دین کی سند لے کر گھر آ گیا ہے اور زید کی رضا کے بغیر مصلی لے لیا ہے اور امامت کر رہا ہے۔ زید امامت اپنے پر رضامند نہیں ہے۔ باقی لوگ رضامند ہیں کہ یہ عالم ہے اور زید صرف حافظ ہے اس لیے عالم امامت کرے اور حافظ نہ کرے۔ مگر کچھ لوگ اس بات پر راضی نہیں کہ زید ہمارا سب کا استاد ہے اور عرصہ دراز سے امامت کر رہا ہے۔

خدام الدین ۲۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۱ھ ۲۳ جولائی ۱۹۷۱ء میں حقوق والدین کے متعلق حدیث شریف تحریر ہے کہ اپنے والد سے آگے بڑھ کر امامت نہ کرائے اگرچہ وہ علمی لحاظ سے زیادہ فقیہ ہو اور اپنے باپ سے علمی اور دینی لحاظ کے اعتبار سے بہت بلند ہو۔ حدیث شریف تحریر نہیں ہے۔ صرف ترجمہ تحریر ہے زید کا لڑکا زید کا شاگرد بھی ہے قرآن شریف اپنے والد صاحب سے پڑھا ہے۔

---

(۱) الدر المختار، کتاب الوقف، ص ۴۳۰، ج ۱، سعید۔
وکذا في البحر الرائق، ص ۲۶۸، ج ۵، کتاب الوقف، باب في احکام المساجد، رشیدیہ۔
وکذا في حلبي الكبير، ص ۶۱۵، فصل في احكام المسجد، سهيل اكيدمي، لاهور
(۲) الدر المختار، ص ۵۵۸، ج ۱، باب الامامة، طبع ايچ ايم سعيد

﴿ج﴾

مسجد میں جو امام مقرر ہے اور اس میں امامت کی اہلیت ہے تو وہ امام مقرر ہی اس کے علاوہ کسی کی نسبت امامت کا زیادہ مستحق ہے۔ اگرچہ دوسرا شخص افضل واعلم واقرأ ہو۔ در مختار و شامی میں ہے۔ واعلم ان صاحب البیت ومثله امام المسجد الراتب اولی بالامامة من غیره مطلقا قال الشامی قوله مطلقا ای وان کان غیره من الحاضرین من هو اعلم واقرأ منه (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

امامت کے لیے اعلم کی پہچان

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک سابقہ فتویٰ جس نے صرف مقامی امیدواروں کو مستحق قرار دے کر ان میں سے سب سے زیادہ عالم کو امامت کا مستحق قرار دیا ہے اور دوسرے مقامی علماء کی امامت غیر صحیح قرار دی ہے ایسی خاص صورت میں غیر مقامی عالم کی امامت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا وہ علامۃ الوقت ہو اور ہوائی اڑنے والا کیوں نہ ہو۔ جیسے اوپر تھا اہل علم کے معاملے میں اہل مسجد (اہل محلہ) کی محض اپنی خواہش کو مقابلہ میں پیش کرنا اسے مصلحت قرار دے کر حقوں سے محروم کرنا ہے تو یہ ایک مسلمان کی شان کے قطعی منافی ہے۔ انتہی

فتویٰ مذکورہ بالا مندرجہ ذیل سوالات کی روشنی میں کہاں تک صحیح ہے صحیح حوالہ جات کی روشنی میں بیان فرمائیں۔

(۱) امامت کے لیے سب سے زیادہ عالم ہونا ضروری ہے۔ (۲) عالم ہونے کا کیا معیار ہے۔ مدارس میں ... [illegible] ... کی بنیاد ہے یا خدمت میں ... جو مدارس کی استعداد کے مطابق لکھے جاتے ہیں۔ یا خدمت علوم وفنون دینیہ کی تعداد میں زیادتی وکمی اس کا معیار ہو سکتا ہے۔ (۳) امامت کے لیے مسلمان ہونا شرط ہے یا مستحق امامت کو ... [illegible] ... ہے۔ (۴) تمام دنیا کی مسلمان قوم میں سے سب سے زیادہ عالم کو مستحق امامت قرار دیا گیا ہے یا مقامیوں میں سے کسی عالم کو۔ (۵) مقامی سے اہل مسجد مراد ہیں اگر وہ اہل نہ ہوں تو اسی شہر یا گاؤں یا مضافات یا تحصیل یا ضلع کے باشندے مراد ہیں۔ (۶) اگر محلہ یا شہر یا علاقہ کے اندر امامت کا کوئی امیدوار نہ ہو یا کوئی امیدوار تو مضافات شہر سے مستقل باشندے ہوں بہرحال اگر کام کے مستحق ہوں ان کی سند کی بنا پر بھی اہل ہوں۔ تمام خدمات کی تعداد بھی زیادہ رکھتے ہوں مشہور علمی اور مذہبی خاندان

---

(۱) الدر المختار مع رد المحتار ج ۱ ص ۵۵۹ باب الامامۃ طبع سعید کراچی۔

وکذا فی حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۲۹۹ فصل فی بیان الاحق بالامامۃ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت۔ وکذا فی البحر الرائق ج ۱ ص ۳۶۰ کتاب الصلوٰۃ باب الامامۃ طبع رشیدیہ کوئٹہ۔

سے بھی تعلق رکھتے ہوں اور خود بھی ایسا کوئی شرعی قصور نہ کر چکے ہوں جو امامت کے لیے مناسب نہ ہو۔ اس کے باوجود کسی دوسرے شخص سے ملازمت کے سلسلہ میں آئے ہوئے ایسے شخص کو امام مقرر کیا جائے جس کے پاس صرف ایک سند ہو۔ اس کے ریمارکس بھی نسبتاً کمزور ہوں۔ مجہول النسب اور مجہول العمل ہو کیا اس قسم کی تقرری ٹھیک ہے۔ اگر صحیح نہیں تو اس کا کیا نتیجہ ہوگا۔

الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ہمیں آپ کے منسلکہ فتوی کے ساتھ مکمل اتفاق نہیں ہے۔ ہمیں فقہاء کے کلام پر غور کرنے سے مندرجہ ذیل باتیں سمجھ میں آئی ہیں۔

(۱) فقہاء کی مشہور ترتیب فی التقدیم والنصب یہ صرف تحریری یا مسنون[1] ہے کوئی واجب نہیں ہے۔ اگر غیر مستحق کو بھی جب اس کی امامت جائز ہو مقدم کریں یا اس کو ایسے مستقل امام منتخب کریں تب بھی اس کی امامت جائز بلا کراہت ہے۔ نماز میں کوئی نقص نہیں ہے کہ باوجود اولی و افضل کی تقدیم یا نصب کے ممکن ہونے کے غیر اولی کو مقدم کرنا یا مستقل امام بنانا خلاف اولی یا خلاف سنت ضرور ہوگا اور باوجود اس کے کہ اگر غیر اولی کو مستقل امام بنا چکے ہیں انہیں امام مذکور کو معزول کرنا نہیں چاہیے ہاں پہلے سے اس کی رعایت مسنون ہے کہ مستحق و افضل کا انتخاب کرلیا جائے۔ قال فی الدر المختار و لو قدموا غیر الاولی اساءوا بلا اثم – و فی العنایة و جملة القول ان المستحب فی التقدیم ان یکون افضل القوم قراءة و علما و صلاحا و نسبا و خلقا و خلقا اقتداء برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فانہ کان هو الامام فی حیاته لسبقه سائر البشر بهذه الاوصاف[2]۔

(۲) اور اگر ایک امام راتب ہے مستقل مقرر ہے اور دوسرا شخص غیر مقرر ہے تب اگرچہ دوسرا شخص علامۃ الدہر کیوں نہ ہو تب بھی حق تقدم امام مستقل کو حاصل ہے اگر اسے امام نماز پڑھانے کی اجازت دے دے تو ٹھیک ہے ورنہ حق اسی امام راتب کا ہی ہے وہ خود آگے بڑھ کر پڑھائے۔ قال فی الدر المختار (و) اعلم ان (صاحب البیت) و مثله امام المسجد الراتب (اولی بالامامة من غیره)

---

(۱) ولو قدموا غیر الاولی اساءوا بلا اثم (الدر المختار، ص ۵۵۹ ج ۱، کتاب الصلوٰۃ، باب الامامۃ، طبع سعید کراچی۔ وکذا فی حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، ص ۳۰۱، کتاب الصلوٰۃ، باب الامامۃ، طبع قدیمی کتب خانہ۔ وکذا فی التاتارخانیۃ ص ۶۰۲ ج ۱، کتاب الصلوٰۃ، من هو احق بالامامۃ، طبع ادارۃ القرآن، کراچی۔

(۲) العنایہ شرح الهدایہ علی هامش فتح القدیر ص ۳۰۲ ج ۱، باب الامامۃ، طبع رشیدیہ کوئٹہ۔

مطلقاً[1]۔ آنجناب کے تمام سوالوں کے متعلق مختصر گزارش ہے کہ جب امام ایک مقرر ہو چکا ہے اب دوسرا کوئی عالم امیدوار بنتا ہے۔ پھر تو اگر یہ دوسرا بہت بڑا عالم بھی کیوں نہ ہو تب بھی مناسب یہی ہے کہ اس سے پہلے کو ہی امام رکھا جائے اور معزول نہ کیا جائے اور اگر ابتداءً انتخاب ہے تو پھر سب سے زیادہ عالم ہی کو امام مقرر کرنا مسنون ہے۔ سب سے زیادہ عالم ہونا یہ ایک علمی لیاقت ومہارت کا نام ہے اس کا تعلق سندات کی کثرت وقلت وغیرہ کے ساتھ نہیں ہے۔ وہاں کے لوگوں کو جو بہت بڑا عالم نظر آئے اس کی حیثیت پر وہاں کے علماء کا اعتماد ہو تو یہی اعلم ہے۔ ویسے اگر غیر اعلم کو بھی امام مقرر کر لیا جائے تب بھی نماز صحیح ہوگی گو یہ انتخاب خلاف سنت شمار ہوگا اس انتخاب میں مقامی غیر مقامی کا کوئی فرق نہیں ہے۔ اس مختصر تقریر سے آپ کے تمام سوالوں کا جواب تقریباً نکل رہا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ایسے شخص کی امامت کا حکم جس پر الزام لگایا گیا ہو

س

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ایک پیش امام تقریباً ۷۰ یا ۷۵ سال کی عمر کے ان کے پاس بچے پڑھتے ہیں۔ ایک چھوٹی سی لڑکی تقریباً جس کی عمر ۶ برس ہوگی۔ بروز ہفتہ سبق کے لئے اوپر اس کو دہرا تھا اور پھر اس کا سبق پڑھا دیا اتوار کو آگے کھڑا کر کے پیار کیا اور پھر اس کو سبق دے کر ۹ بجے صبح کے وقت شہر چلے جاتے ہیں ایک بج کر ۲۰ منٹ پر واپس آ جاتے ہیں ایک مکان پر ۱۰ آدمی جمع ہو کر اس امام صاحب کو بلاتے ہیں اور صرف یہ کہا جاتا ہے برائے مہربانی مسجد میں تشریف نہ لائیں اور بچے بھی نہ پڑھائیں بچوں کی شہادت پر الزام لگایا اور لڑکی سے مار پیٹ کر زبردستی کہلوایا کہ حافظ صاحب گندی گندی باتیں کرتے تھے۔ وہ لڑکی باہر کھیل کر آتی ہے اور کھیلتی پھرتی ہے۔ کیا یہ الزام صحیح ہے جب کہ وہ بچی باہر کھیلتی ہے۔

ج

یہ الزام از روئے شریعت قابل قبول نہیں ہے۔ نہ شہادت ہے نہ اقرار جب تک پورا ثبوت نہ ہو اس وقت تک الزام لگانا بالکل ناجائز ہے[2]۔ اس پیش امام کو اگر قوم کی اکثریت چاہتی ہے تو بلا شبہ وہ امامت کرے کوئی

---

(۱) در مختار ص ۵۵۹، ج ۱، باب الامامۃ، طبع سعید کراچی۔
وکذا فی حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، ص ۲۹۹، فصل فی بیان الأحق بالإمامۃ طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت، وکذا فی البحر الرائق، ص ۶۰۹، ج ۱، کتاب الصلوٰۃ، باب الامامۃ، طبع رشیدیہ کوئٹہ۔

(۲) یا ایہا الذین آمنوا اجتنبوا کثیراً من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضاً، سورۃ الحجرات، پارہ نمبر ۲۶، آیت نمبر ۱۲ (وایضاً وقال تعالیٰ لولا اذ سمعتموہ ظن المؤمنون والمؤمنات بانفسہم خیراً وقالوا ہذا افک مبین (سورۃ النور، آیت نمبر ۱۲)

گناہ کی بات اس میں نہیں (1)۔ واللہ اعلم۔

محمد انور شاہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۱۱ ذوالقعدہ ۱۳۷۹ھ

الزام لگنے پر قسم اٹھانے کے بعد امامت پر بحال کرنے کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ شیخ آباد کالونی والوں نے امام مسجد رکھا ہوا ہے عرصہ دو سال کے بعد کسی شخص نے امام مسجد پر الزام لگایا اور امام مسجد نے بھی الزام لگانے والوں پر الزام لگایا تو اس صورت میں انجمن اصلاح وترقی اور تمام باشندگان نے امام مسجد پر الزام عائد کرنے والے کی قسم پر فیصلہ کیا اب جبکہ دونوں فریقین نے قسم قرآن پاک کی اٹھائی ہے تو ہم امام مسجد رکھ سکتے ہیں یا کہ نہیں

﴿ج﴾

شرعی ثبوت نہ ہونے کی صورت میں جبکہ الزام برأت میں امام صاحب نے قسم اٹھائی تو وہ بری ہے (2) لہذا صورت مسئولہ میں اگر امام مذکور میں کوئی اور خلاف شرع بات نہیں (3) تو اہل مسجد رضامندی سے اسے امام رکھ سکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جس پر الزام ہو اس کی امامت

﴿س﴾

رپورٹ تحقیقاتی کمیٹی دربارہ تنازعہ امام مسجد بستی والی مخدوم پور پہوڑاں

---

(1) الدر المختار ص ۵۵۸، ۵۵۹، ج ۱، کتاب الصلاة، باب الامامة، طبع سعید کراچی۔ وکذا فی حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۳۰۲، کتاب الصلوة باب الامامة، طبع قدیمی کتب خانہ کراچی۔ وکذا فی التاتارخانیة ص ۶۰۰، ج ۱، کتاب الصلوة من هو أحق بالامامة طبع ادارة القرآن، کراچی۔

(2) عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده أن النبی صلی الله علیه وسلم قال فی خطبته البینة علی المدعی والیمین علی المدعی علیه (الترمذی، ص ۲۴۹، ج ۱، باب ما جاء فی ان البینة علی المدعی والیمین علی المدعی علیه طبع سعید کراچی۔

وکذا مجلة الاحکام مادة نمبر ۷۶، ص ۲۵، طبع قدیمی کتب خانه کراچی۔

(3) (والأحق بالامامة) تقدیما بل نصبا مجمع الانهر (الأعلم بأحکام الصلوة) فقط صحة وفسادا بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة کتاب الصلوة باب الامامة، الدر المختار ج ۱ ص ۵۵۷ طبع سعید کراچی۔

فریقین - زید چونکہ جامع مسجد شہر والی کا خطیب اور امام مسجد ہے - فریقین ، زید اور بکر جو کہ مسجد مذکورہ کا ایک متولی اور امام مسجد مذکور کا گہرا دوست ہے -

روئداد :- باہمی دوستی کی بنا پر زید کی آمد و رفت بکر کے گھر میں بے تکلفانہ تھی اور عوام پر بھی ان کی گہری دوستی واضح تھی - ایک روز بکر مغموم حالت میں تھا تو اس کے ملنے جلنے والوں نے پوچھ گچھ کی تو اس نے مختلف حلقوں میں ایک افسوسناک واقعہ کا اظہار کیا اور بچی ۸ سالہ بچی کے ساتھ ناشائستہ حرکت کرنے کے الزام میں زید کو مورد الزام ٹھہرایا - جس کا عوام میں خاصا چرچا ہوا - مسجد کے متعلقین نے زید سے کہا کہ آپ پر الزام عائد ہو گیا لہٰذا جب تک آپ کی صفائی نہ ہو جائے احتیاطاً آپ امامت نہ کرائیں جس کا ردعمل یہ ہوا کہ زید نے اپنی برات ظاہر کرنے اور معافی حاصل کرنے کی خاطر مجلس عام میں تقریر کی کہ انسان خطا کا پتلا ہے اس سے غلطی ہو جاتی ہے چونکہ یہ دشمنوں یعنی شیطان اور نفس اور روح کے درمیان گھرا ہوا ہے - میں بھی ایک انسان ہوں مجھ سے خطا ہو جاتی ہے - پھر یہ آیت ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا پڑھ کر اس کا ترجمہ کیا کہ اے ہمارے پروردگار ہماری بھول چوک اور خطاؤں پر ہمیں نہ پکڑنا - اس کے بعد کہا کہ مجھ پر جو نابالغ لڑکی کے بارے میں الزام لگایا گیا ہے مجھے اس کا کوئی افسوس نہیں کیونکہ اس قسم کے الزامات تو پیغمبروں پر بھی لگائے گئے اور بی بی مریم علیہا السلام اور بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جیسی پاک دامن بیبیوں پر بھی الزام لگائے گئے - یہ الزام یا تو میری شامت اعمال کا نتیجہ ہے یا میرا امتحان ہے - میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں اور قرآن شریف ہاتھ میں لے کر کہتا ہوں اور بیت اللہ شریف کی قسم کھا کر کہتا ہوں اور مجھ میں جیسوں قرآن پڑھے ہوں کے واسطے اگر میں نے ... ہوں کہ مذکورہ لڑکی سے زیادتی کرنے کی میری غلط نیت نہیں تھی اور لعنت الله على الكاذبين پڑھا - چند آدمی اس تقریر سے متاثر ہوئے - لیکن مجلس میں آخر وقت تک مجلس کے حاضرین کی اکثریت نے یقین نہ کیا بلکہ تذبذب پیدا ہوا - لیکن جلد ہی متنازعہ ہو گیا اور اشتعال پیدا ہوا ایک تحقیقاتی کمیٹی تشکیل دی گئی - جس کی تحقیقاتی کارروائی حسب ذیل ہے -

بکر کا بیان :- جمعہ کے روز نماز مغرب کے بعد بیٹھک میں بیٹھا ہوا تھا - زید باہر سے گھر آیا دروازے پر میرا بچہ اور ایک نوکر لڑکا موجود تھے - لیکن زید نے میری لڑکی کو آواز دے کر بلوایا اور سامنے والی طرف بیٹھک کا دروازہ کھولنے کے لیے کہا - اس نے بیٹھک کھول دی زید وہاں بیٹھ گیا پھر زید نے لڑکی سے پینے کے لیے پانی طلب کیا - لڑکی نے پانی کا گلاس گھر سے لا کر دے دیا - پھر زید نے اس کو کہا کہ گلاس رکھ کر پھر آ - لڑکی گلاس گھر میں رکھ کر بیٹھک میں گئی تو زید نے اسے اپنی گود میں بٹھا لیا اور چھاتی سے لگا کر بھینچا اور اس کا منہ چوم لیا اور ساتھ ہی لڑکی کا منہ بند کر دیا - لڑکی خائف ہو کر رونے لگی تو زید نے اسے چھوڑ دیا اور لڑکی اپنی

ماں کے پاس روتی ہوئی گئی اس کی ماں نے حقیقت حال سن کر زید کو گالیاں دینی شروع کر دیں تو زید وہاں سے نکل کر چلا گیا کچھ دیر کے بعد میں اپنے گھر آیا تو گھر میں ہنگامہ تھا۔ بیوی سے حال پوچھا تو اس نے زید کی حرکتوں کا بتایا اور لڑکی سے باتیں پوچھی گئیں تو اس نے ان باتوں کی تصدیق کی تو مجھے زید کی اس بیہودہ حرکت سے سخت صدمہ پہنچا کہ میں لوگوں میں منہ دکھانے کے قابل نہیں رہا۔

زید کا بیان :- میرے اور بکر کے کافی عرصہ سے نہایت اچھے مراسم تھے ایک روز بکر کی بیوی میرے گھر آ کر کہنے لگی کہ میرا خاوند تمہارا گہرا دوست ہے اسے سمجھاتے کیوں نہیں کہ وہ فلاں فلاں عورتوں سے تعلق رکھتا ہے تو میں نے جواب دیا کہ میں نے اپنے دوست کے اندر اس قسم کی برائی نہیں دیکھی اس لیے میرا اسے کچھ کہنا زیب نہیں دیتا وہ کہنے لگی کہ میرے آنے کی تو کوئی قدر نہ کی اور لفظ چنگا (اچھا) کہہ کر واپس چلی آئی میں نے چنگا سے یہ مراد لی کہ وہ مجھ سے ناراض ہو گئی ہے اور اس کا انتقام لینے والی ہے۔ کچھ دنوں کے بعد میں بکر کے گھر گیا تو وہ معمول حرکت میں لیٹا ہوا تھا۔ سبب دریافت کرنے پر اس نے کہا کہ اس کی عورت نے مجھے بڑا پریشان کیا ہے۔ یہ عورتوں کے بارے میں مجھ سے بدظن ہے اس وقت میں نے یہ بات کہہ دی کہ یہ بات تو اس نے مجھ سے بھی کہی تھی۔ ایک روز میں پھر بکر کے گھر گیا میں نے اس کی خادمہ کو آواز دے کر بیٹھک کا دروازہ کھلوایا تو میں نے دیکھا کہ ایک غیر آدمی بکر کے گھر میں بکر کی بیوی کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے کھڑا ہے میں نے بکر کی بیوی کو اس کی طرف دیکھا وہ اس نے مجھے دیکھ لیا اور اس غیر محرم آدمی کو دھکا دے کر ایک طرف کر دیا۔ انہی باتوں کی خلش کی وجہ سے اس نے مجھ پر لڑکی کا الزام لگایا ہے حالانکہ بات یہ تھی کہ میں بکر کے کسی دوسرے دوست کی چوری کی اطلاع دینے کے لیے مغرب کی نماز کے بعد بکر کے گھر گیا۔ لڑکی کو آواز دی اور پوچھا کہ تیرا ابا جان ہے۔ اس نے کہا کہ کہیں باہر چلا گیا ہے۔ میں نے لڑکی سے بیٹھک کا دروازہ کھلوایا اور بیٹھک میں بیٹھ گیا۔ پھر لڑکی سے پانی منگوا کر پیا وہ گلاس رکھ کر جب بیٹھک میں آئی تو میں نے اس سے کہا کہ تو کدھر ہے جب تیرا ابا آئے گا تو اس کے ساتھ جانا۔ وہ گھر چلی گئی تو اس کی ماں نے پوچھا کہ اس نے کیا کہا اور یک لخت مجھے گالیاں دینی شروع کر دیں میں نے کہا کہ بھرجائی (بھابی) میرا قصور نہیں ہے تو مجھے کیوں گالیاں دیتی ہو اور مجھ پر ایسا الزام کیوں لگا رہی ہو مگر اس نے ایک نہ سنی تو میں وہاں سے چلا آیا

تنقیح :- (۱) جب آپ کو معلوم تھا کہ وہ عورت مجھ سے ناراض ہے اور انتقام لینا چاہتی ہے تو آپ رات کے وقت بکر کی عدم موجودگی میں اس کی بیٹھک میں کیوں گئے۔ جواب دیا کہ میرا خیال تھا کہ وہ جلدی آ جائے گا اور میں خبر دے کر فارغ ہو جاؤں گا۔ (۲) جب آپ بکر کے گھر کے دروازے پر گئے اس کا پتہ ور

نوکر وہاں موجود تھے یا نہیں؟ جواب دیا کہ موجود تھے۔ (۳) جب دولہا کے دروازے پر موجود تھے تو آپ نے بیٹھک کھلوانے کے لیے لڑکی کو گھر کے اندر سے آواز دے کر کیوں بلایا؟ جواب کہ بس میری غلطی۔ (۴) کیا اس سے پہلے آپ نے کبھی اس لڑکی سے پیار محبت کیا اور بوسہ لیا ہے۔ جواب دیا کہ میں اس لڑکی کو گود میں اٹھا لیا کرتا اور اکثر مرتبہ اس کے بوسے اس طرح لیتا رہا ہوں جس طرح ایک باپ اپنی بیٹی کا بوسہ لیتا ہے۔ (۵) آپ نے جس غیر محرم شخص کو بکر کی بیوی کے ساتھ مشتبہ حالت میں دیکھا وہ کون تھا؟ جواب دیا کہ میں نے اس کو نہیں پہچانا۔ (۶) کیا آپ نے اس غیر محرم شخص کو معلوم کرنے کی کوئی کوشش کی یا اس راز سے اپنے دوست کو آگاہ کیا جواب دیا کہ میں اسے دیکھ کر چپ چاپ واپس چلا گیا اور نہ ہی اپنے دوست بکر سے کبھی اس کا ذکر کیا۔ (۷) جب آپ کے دوست کے گھر میں برائی جنم لے رہی تھی تو اپنے دوست کی خیر خواہی کرنا آپ کا فرض تھا مگر آپ خاموش تماشائی کیوں بنے رہے۔ جواب دیا کہ بس اسی وجہ سے خاموش رہا کہ ایسی بات جتلانے سے برا محسوس کرتے ہیں۔ (۸) جب بکر کی بیوی نے آپ کے گھر جا کر شکایت کی تو کیا اس وقت کوئی اور شخص بھی موجود تھا؟ جواب دیا۔ اس وقت میرے اور اس کے سوا کوئی تیسرا شخص موجود نہ تھا۔ ہم نے بالکل علیحدگی میں بات چیت کی تھی۔

رپورٹ کمیٹی :- (۱) ممبران کمیٹی نے جو فرداً فرداً اجتماعی طور پر تحقیقات کی ہیں اس میں کئی مردوں نے اور عورتوں نے اس امر کی تصدیق کی ہے کہ جب لڑکی کی والدہ واویلا کر رہی تھی تو ہم موقع پر پہنچے اور لڑکی کو نہایت پریشان حالت میں دیکھا اور لڑکی سے باتیں دریافت کی گئیں تو لڑکی نے واقعات کا صحیح ہونا بیان کیا اور بکر کا بیان لڑکی کے بیان کے مطابق ہے۔ کمیٹی اس پر اعتماد کرتی ہے۔ (۲) زید کی عمر تقریباً ۴۵ سال ہے اور صحت نہایت اچھی ہے لیکن آج تک بالکل غیر شادی شدہ ہے اور اس کی سابقہ زندگی بھی مورد الزامات رہی ہے۔ (۳) تنقیدی سوالات ۵ تا ۷ کے جوابات سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اول تو زید کا بیان ہی مصنوعی ہے اور اپنے الزام کا جوابی الزام ہے دوم یہ ہے کہ وہ اس غیر محرم شخص کا رقیب ہے سوم یہ کہ وہ عورت کا رفیق ہے۔ (۴) چند آدمی اپنے قوی شبہات کی بناء پر زید کے پیچھے پہلے سے ہی نماز نہیں پڑھتے تھے مگر اس معاملے کے بعد مسجد ہی چھوڑ گیا ہے اس تشہیر کے بعد اکثر نمازی زید کی امامت سے متنفر ہو گئے ہیں۔ برادر کرم اس کے متعلق فتویٰ صادر فرمائیں کہ ایسے حالات اور کردار کے امام کی امامت شرعاً کیسی ہے؟

الجواب

بالفرض امام مذکور پر مذکورہ بالا تہمت اگر ثابت بھی ہو جائے اور اس کے فی الواقع مذکورہ حرکت ناشائستہ

صادر ہوں تو کئی بار توبہ بھی کر چکا ہو جب بھی فسق نہیں ہے کیونکہ ان کے اوپر کوئی [illegible] ہے۔ اس پر توبہ اور انکار وغیرہ کا ثبوت ہے اور [illegible] صغیرہ ہے جو نماز پڑھنے اور توبہ کرنے سے بھی معاف ہو جاتا ہے۔ ایک صحابی ابوالیسر رضی اللہ عنہ نے کسی ایک اجنبی عورت کا بوسہ لیا تھا پھر وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور پشیمان ہوا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ جواب نہیں دیا یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی[۱]۔ **واقم الصلوۃ طرفی النہار وزلفا من اللیل ان الحسنات یذھبن السیئات ذلک ذکری للذاکرین** ۔ یعنی نمازیں اور نیکیوں سے صغیرہ گناہ معاف ہوتے ہیں۔ (رواہ الشیخان) اللہ تعالیٰ اس بنا پر ایسا امام مستحق ہے[۲]۔ نیز امام [illegible] حرکات [illegible] ہوتی ہیں یا اس کے اندر کچھ [illegible] موجود ہیں جب اس کی امامت مکروہ ہوگی۔ ایسے امام سے صرف نظر کرتے ہوئے اگر کچھ لوگوں کو ان سے نفرت ہے تو وہ امام [illegible] کہ اسے امامت سے ہٹا سکتے ہیں کیونکہ محلے والوں اور اہل مسجد کا حق ہے جب تک کوئی امام [illegible] نہ ہو[۳]۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اس استفسار کے جواب دارالافتاء [illegible] نے ان کا فیصلہ دیا اور نیچے مفتی محمود صاحب کی تصدیق درج ہے [illegible] صاحب نے [illegible] امام مسجد مولوی عبدالحمید صاحب [illegible] صاحب [illegible] سے [illegible] اور غور وفکر کے بعد حالات [illegible] امام مسجد مولوی عبدالحمید کے پیش نظر [illegible] طور پر [illegible] مسجد کے سامنے [illegible] کہ [illegible] ہے لہٰذا مولوی صاحب اس [illegible] قرار دیے جاتے ہیں [illegible] کو مولوی صاحب کے [illegible] امامت [illegible] اور تقویٰ [illegible] مولوی صاحب [illegible] کے متعلق [illegible] کافی [illegible] مقامی [illegible]

---

(۱) [illegible] کتاب الصلوۃ [illegible] طبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ
(۲) سورۂ ھود آیت نمبر ۱۱۴ [illegible]
(۳) [illegible] الطاھرۃ [illegible] کتاب الصلوۃ [illegible] طبع [illegible] رشیدیہ [illegible] طبع مکتبہ رشیدیہ
[illegible] کتاب الصلوۃ باب الامامۃ [illegible] طبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ
(۴) [illegible] کتاب الوقف [illegible] ج ۴ طبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ

فیصلہ کرتا ہوں کہ اب مولوی صاحب کو مسجد کی امامت سے سبکدوش کر دیا جائے اور ان کی بجائے برادر خورد حافظ صاحب مسجد مذکور کے امام رہیں اور اہل محلہ کو اختیار ہے کہ وہ انھیں مستقل طور پر امام رکھیں اور اگر ان سے اور اچھا معتمد علیہ اور متقی عالم امام مل جائے تو اسے مقرر فرمالیں۔ بہرحال حالات کے پیش نظر مولوی عبدالحمید صاحب کو دوبارہ امامت پر مقرر نہ کیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جواب مفتی محمود صاحب :۔ چونکہ حضرت مولانا مفتی عبداللہ صاحب مدظلہ العالی خود موقع پر پیوڑن تشریف لے جا کر تمام حالات و واقعات کی مکمل تحقیق کر چکے ہیں۔ اس لیے مجھے ان کے اس فیصلہ پر مکمل اعتماد ہے وہاں کے مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ مفتی صاحب مدظلہ کے اس شرعی فیصلہ کو دل و جان سے تسلیم کر کے اس پر عمل کریں اور اپنے جملہ اختلافات کو یکسر ختم کرائیں۔ مولوی عبدالحمید کو آئندہ اس قسم کا الزام بالکل نہ دیں۔ دل کی صفائی سے ان سے تعلقات قائم رکھیں۔ البتہ اس نزاع اور قیل و قال کے بعد انھیں امامت جیسے پاک اور مقدس منصب سے فارغ کر دیا گیا ہے۔ لہٰذا ان کے بھائی کو امام بنا دیا جائے۔ اس کی امامت میں اب اختلاف نہیں کرنا چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

متہم و مشتبہ شخص کی امامت کا حکم

﴿س﴾

کوٹ مہاراجہ ضلع جھنگ میں ایک مسئلہ زیر غور ہے جس کے حل نہ ہونے پر موضع والے بڑے پریشان ہیں اس لیے آپ کی خدمت میں التجاءً عوام پیش کی جاتی ہے۔ (۱) محمد فضل نامی ایک شخص عمر تقریباً بائیس سال کا کنوارہ ایک رشتہ دار کے گھر عارضی طور پر آ وارد ہوا جس کا پیشہ ملازمت ہے کچھ عرصہ کے بعد وہ شخص اس کے گھر کا مالک بن گیا اور دن رات اسی گھر میں رہنے لگا۔ عوام میں چہ میگوئیاں شروع ہو گئیں کہ محمد فضل کا اس امام مسجد کے گھر رہنا ٹھیک نہیں کیونکہ اس کی بیوی کے ساتھ اس کا ناجائز تعلق معلوم ہوتا ہے یا تو اس گھر سے نکل جانا چاہیے یا اسے شادی کر لینی چاہیے چنانچہ محمد فضل کو لوگوں نے اعلانیہ کہا کہ تم شادی کر لو تب اپنی بیوی کے ہمراہ اس گھر میں رہ سکتے ہو۔ جب اس نے انکار کیا تو عوام کو پورا یقین ہو گیا کہ اس کا اس گھر میں ناجائز تعلق ضرور ہے۔ اس لیے یہ شادی نہیں کرتا اور نہ ان کو چھوڑتا ہے یہ شخص اسی طرح اس گھر میں گزارا کرتا ہے اور نہ نکلا ہے۔

(۲) بعد میں ایک رات ایک شخص مسمی حاجی محمود نگار دو جو تہجد کی نماز ادا کرنے کے لیے مسجد میں موجود تھا۔ اس نے اچانک ہائے ہائے کی آواز سنی۔ امام مسجد کا گھر مسجد سے بالکل متصل ہے یہ شخص موقع پر پہنچا تو معلوم ہوا کہ مسمی محمد فضل جو اپنی معشوقہ کے ہمراہ اللہ وتہ مولوی کو جو گھر کا مالک ہے مار رہے ہیں اس سے پوچھا تو اس نے

کہا کہ میں نے محمد فضل کو خود اپنی بیوی کے ساتھ دیکھا مگر محمد فضل مجرم نے حاجی محمود کو کہا کہ یہ اللہ دتہ بیماری کی وجہ سے روٹی مانگتا ہے اس لیے ہم اسے مار رہے ہیں کہ اس وقت کوئی روٹی نہیں۔ اس وقت رات کے تین بجے تھے۔ اس سے پہلے لوگوں کو یہی شبہ تھا آخر یہ فیصلہ مولوی قطب الدین صاحب کے پاس گیا۔ انھوں نے فرمایا کہ مجرم محمد فضل امامت کرنے کے قابل نہیں اس لیے یہ امامت نہیں کر سکتا۔ مجرم نے اپنی برأت کے لیے حلف اٹھایا کہ میرا کوئی قصور نہیں جس کی بدولت کئی آدمی اعتبار کر کے اس کے پیچھے نماز پڑھنے لگ گئے اور بہت سے شک کی وجہ سے نماز نہ پڑھتے تھے۔ (۴) ایک دفعہ دو آدمی مل کر کسی کام کے لیے رات کے دس بجے مولوی صاحب کے گھر گئے تو دیکھا کہ دروازہ بغیر قفل وکنڈہ کے بند تھا اور بتی جل رہی تھی۔ انھوں نے دروازہ دھکیلا تو کھل گیا تو دیکھا کہ محمد فضل اور اللہ دتہ کی بیوی برہنہ ایک چارپائی پر سوئے ہوئے تھے۔ عورت جلدی سے چارپائی پر سے اتری تو دیکھنے والے کے منہ سے یک دم نکلا (لاحول ولاقوۃ) یہ کیا ہو گیا تو دوسرا آدمی جو ذرا دور کھڑا تھا اس نے پوچھا کیا بات ہے۔ اس نے کہا میں نے محمد فضل کو اللہ دتہ کی بیوی کے ساتھ سوئے ہوئے دیکھا۔ جب اس قسم کی بہت سی باتیں نکلیں تو اللہ دتہ نے اپنی بیوی محمد فضل کو نکاح میں دے دی وہاں نکاح کسی نے نہیں پڑھا کوئی آدمی مجلس میں بیٹھا تو محمد فضل کے ایک رشتہ دار نے لوگوں کو بلایا۔ اس نے آ کر نکاح پڑھا اور لوگوں کو کہا مولوی صاحب کے پیچھے نماز پڑھو۔ اس کے بعد نماز پڑھا جا سکتا ہے ؟ کیا اس کے بعد اپنی ساس کی رضامندی سے خاوند حج پر گئے۔ واپس ہونے کے چند مدت بعد بدستور پھر دو آدمیوں نے دیکھا؟

الجواب

ان حالات میں یہ تو قطعی طور پر لازم ہے کہ اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔ ایسا متہم و مشتبہ شخص جس کے متعلق عوام الناس تک کے دلوں میں شبہات ہوں امامت کے لائق ہرگز نہیں[1] امامت کا مستحق عالم قاری پرہیزگار اور باوقار لوگوں کی نظروں میں معزز شخص ہوتا ہے[2]۔ واللہ تعالیٰ اعلم

---

(۱) وکرہ امامۃ العبد والاعرابی والفاسق والمبتدع ... ان الفاسق اذا تعذر منعہ یصلی الجمعۃ خلفہ وفی غیرھا ینتقل الی مسجد آخر۔ بحر الرائق "کتاب الصلوۃ" باب الامامۃ، ص ۶۱۰-۶۱۱، طبع مکتبہ رشیدیہ جدید۔
وایضاً فی الھندیۃ "کتاب الصلوۃ" باب الامامۃ، الفصل الثالث فی بیان من یصلح اماماً لغیرہ" ص ۸۴، ج ۱، طبع رشیدیہ جدید۔ وایضاً فی الشامی "کتاب الصلوۃ" باب الامامۃ، ص ۳۳۴، ج ۲، طبع رشیدیہ جدید۔

(۲) فی فتاوی الارشاد: یجب ان یکون امام القوم فی الصلاۃ افضلھم فی العلم والورع والتقوی والقراءۃ والحسب تاتارخانیہ، کتاب الصلاۃ، الفصل السادس فی بیان من ھو احق بالامامۃ، ص ۶۰۰، ج ۱، طبع ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ۔
وایضاً فی البنایۃ، کتاب الصلوۃ، باب فی الامامۃ، ص ۳۲۸، ج ۲، طبع دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔
وایضاً فی البحر الرائق، کتاب الصلوۃ، باب الامامۃ، ص ۶۰۷، ج ۱، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ۔

متہم شخص کی امامت کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین مسئلہ ہذا میں کہ ایک امام متہم بزنا ہے صرف اتہام نہیں بلکہ ایسے علامات وآثار پائے جاتے ہیں اگر عورتوں کا اعتبار کیا جائے تو مرد زنا کا اعتراف تک بات پہنچ رہی ہے۔ مثلاً آدھی رات کے وقت میں مولوی صاحب کے مکان میں عورت کے پاس جانا اور جواب میں وہ کہتی کہ میں تو تہجد پڑھ رہی تھی۔ پھر عورتوں کی گواہی دینا، اب ایسے مولوی کے پیچھے نماز کیسی ہے۔

الجواب

اس قسم کے امام کو پیش امام بنانا جائز نہیں ہے[۱]۔ اہل مسجد کے لئے حق پہنچتا ہے کہ معزول کردیں، بلکہ مقتدیوں پر لازم ہے کہ اسے امامت سے معزول کریں[۲]، اور جو ذمہ دار حضرات امام بنانے میں ساعی ہیں[۳]۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ

۲۳/ربیع الآخر ۱۳۸۸ھ

حرام کاموں سے متہم شخص کی امامت کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ جیپ نمبر ۲۲ میں ایک امام صاحب کی مولوی تمام معمول

---

(۱) لا ينبغي أن يقتدى بالفاسق. (الشامي، كتاب الصلاة، مطلب في تكرار الجماعة، طبع مكتبه رشيديه جديد)
وأيضاً في البناية، كتاب الصلاة، باب في الإمامة، ص: ۳۳۳، ج: ۲، طبع دار الكتب العلمية بيروت، وأيضاً في البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ص: ۶۱۱، ج: ۱، طبع مكتبه رشيديه كوئته.

(۲) وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لأمر دينه، وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه، وقد وجب عليهم إهانته شرعاً. ص: ۵۶۰، ج: ۱، طبع رشيديه جديد.
وبمعناه في البناية، كتاب الصلاة، باب في الإمامة، ص: ۳۳۳، طبع دار الكتب العلمية بيروت.
وأيضاً في التاتارخانية، كتاب الصلاة، الفصل السادس في بيان من هو أحق بالإمامة، ص: ۶۰۳، ج: ۱، إدارة القرآن والعلوم الإسلامية.

(۳) وفي فتاوى الإرشاد: ... (التاتارخانية، كتاب الصلاة، الفصل السادس في بيان من هو أحق بالإمامة، ج: ۱، طبع إدارة القرآن والعلوم الإسلامية)
وكذا في الشامي، كتاب الصلاة، باب الإمامة، ج: ۱، طبع رشيديه جديد، وأيضاً في البناية، كتاب الصلاة، باب في الإمامة، ص: ۳۳۹، ج: ۲، طبع دار الكتب العلمية بيروت.

صاحب جو کہ عربی مدرسے سے پاس شدہ ہیں [illegible] قرآن کریم کی تلاوت کی تو سراسر غلط پڑھتے ہیں۔ مزید یہ کہ وہ [illegible] سے [illegible] اور [illegible] سے [illegible] تعلقات رکھتا ہے۔ یہ بات [illegible] وقت [illegible] بیٹھنا کافی ہے اور [illegible] مجالس میں بیٹھ کر [illegible] ابتدائی حالت یہ ہے کہ ایک عورت جو کہ اب مولوی مذکور کی بیوی ہے۔ مولوی صاحب نے اس کو [illegible] رکھ کر اسے بغیر نکاح کے رکھا۔ ساتھ امامت بھی کرتا رہا۔ [illegible] بیٹے کی اسی [illegible] میں ہوئے بعد میں اس کا نکاح کیا اب اس کی ایک لڑکی ہے جس کا نکاح پچھلے سال کیا۔ تو مولوی صاحب نے [illegible] شوہر کے ہاں بھیجتا نہیں۔ محلے کے معزز حضرات نے بہت دفعہ مولوی مذکور کو [illegible] اور سمجھایا کہ لڑکی بھیج دے۔ مگر بغیر کسی [illegible] وجہ کے شوہر کے ہاں بھیجتے نہیں جبکہ لڑکی کا [illegible] سب کا سب [illegible] جس پر مولوی مذکور [illegible] لہٰذا درپیش صورت مقتدیوں نے تنگ آ کر آپ کی طرف رجوع کیا ہے کہ براہ کرم [illegible] فتویٰ صادر فرمادیں کہ آیا کہ مذکورہ مولوی مذکور کی امامت جائز ہے یا ناجائز۔ بینوا توجروا

الجواب

صورت مسئولہ میں امام سے متعلق جو باتیں تحریر میں مذکور ہیں اگر سچی ہیں تو ایسے شخص کی امامت مکروہ ہے[1] اور ایسے شخص کو امام رکھنا درست نہیں[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

قاتل کی امامت کا حکم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ ایک شخص ایک مسلمان کا قاتل ہے اور قاتل نے مقتول کے وارثین سے معافی

---

[1] (ويكره تقديم الفاسق) لأنه لا يهتم لأمر دينه [illegible] تقليل الجماعة [illegible] كتاب الصلاة، باب في الإمامة، ص ٢٤٣، ج ١، طبع دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان.

وأيضاً في الشامي: كتاب الصلاة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، ص ٢٥٥، ج ٢، طبع رشيدية جديد. وأيضاً في التاتارخانية: كتاب الصلاة، الفصل السادس في بيان من هو أحق بالإمامة، ص ٣٠٢، ج ١، طبع إدارة القرآن والعلوم الإسلامية.

[2] [illegible] لا ينبغي أن يقتدى بالفاسق [illegible] ص ٢٤٥، ج ١، طبع دار الكتب العلمية، بيروت. وأيضاً في البحر الرائق: كتاب الصلاة، باب الإمامة، ص ٦١٠، ج ١، طبع مكتبه رشيديه، كوئٹہ. وأيضاً في الشامي: كتاب الصلاة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، ص ٢٥٦، ج ٢، طبع رشيديه جديد.

بالکل بیہودہ قائل داڑھی بھی کتاتا ہو یعنی شریعت سے کم مقدار رکھتا ہو اور جن لوگوں نے جان بوجھ کر نمازیں ایسے شخص کی اقتداء میں ادا کی ہوں اور ادا کر رہے ہیں۔ ان کی نمازوں سے متعلق کیا حکم ہے۔ آیا اس قائل کو امام رکھنا چاہیے یا نہیں۔

﴿الجواب﴾

درمختار کے مکروہات صلوٰۃ میں ہے **و خلف فاسق** اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص کی امامت جس کے متعلق پوچھا گیا ہے مکروہ ہے کیونکہ یہ فاسق ہے (بر تقدیر صدق مستفتی) اور فاسق کی امامت مکروہ ہے[1]۔ لیکن بغیر جماعت کے نماز پڑھنے سے فاسق کے پیچھے نماز پڑھنا بہتر ہے[2]۔ زمانہ ماضی کی نمازوں کے اعادہ کی ضرورت نہیں اور جب تک دوسرا متقی امام نہ ملے۔ اس وقت تک اس کے پیچھے نماز پڑھنی چاہیے کیونکہ تنہا پڑھنے سے فاسق کے پیچھے پڑھنے میں ثواب زیادہ ہوتا ہے۔ **کما فی الدر المختار[3] صلی خلف فاسق او مبتدع نال فضل الجماعة.**

واللہ تعالیٰ اعلم

عبدالرحمٰن

الجواب صحیح محمود عفی عنہ

۱۵ ذوالقعدہ ۱۳۸۹ھ

---

(۱) ويكره ان يكون الامام فاسقاً ويكره للرجال ان يصلوا خلفه. تاتارخانية، ص ۶۰۳، ج۱، طبع ادارة القرآن والعلوم الاسلامية. وايضاً في البناية "باب في الامامة" ص ۳۳۳، ج۲، طبع دار الكتب العلمية، بيروت.
وايضاً في الدر المختار: كتاب الصلوٰة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، ص ۲۹۹، ج۲، طبع مكتبه رشيديه جديد.

(۲) ان الصلاة خلفهما اولى من الانفراد" شامي" كتاب الصلوٰة، مطلب البدعة خمسة اقسام، ص ۳۰۹، ج۲، طبع رشيديه جديد. وايضاً في البحر الرائق: كتاب الصلوٰة، باب الامامة، ص ۶۱۱، ج۱، طبع رشيديه جديد. وايضاً في التاتارخانية: كتاب الصلوٰة، الفصل السادس في من هو احق بالامامة، ص ۶۰۳، ج۱، طبع ادارة القرآن والعلوم الاسلامية.

(۳) الدر المختار: كتاب الصلوٰة، باب الامامة، مطلب البدعة خمسة اقسام، ص ۳۰۸، ج۲، مكتبه رشيديه جديد. وايضاً في التاتارخانية: كتاب الصلوٰة، الفصل السادس في من هو احق بالامامة، ص ۶۰۳، ج۱، طبع ادارة القرآن والعلوم الاسلامية. وايضاً في تبيين الحقائق: كتاب الصلوٰة، باب الامامة والحدث فيها، ص ۳۴۶، ج۱، طبع دار الكتب العلمية، بيروت.

باب فی تسویۃ الصفوف

ضرورۃً صف میں [illegible] کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک مسجد کا اندرونی حصہ اتنا چھوٹا ہے کہ اس میں تین صفیں آسانی کے ساتھ نہیں بن سکتیں، جمعہ کے وقت نمازی زیادہ ہوتے ہیں اور باہر دھوپ [illegible] تکلیف ہوتی ہے اگر محراب کے اندر امام کے ایک جانب [illegible] چوتھی صف اس طرح بنائی جائے [illegible] کے پیچھے ایک آدمی کی جگہ خالی [illegible] تو کیا یہ جائز ہے یا نہیں۔

جواب

بلا ضرورت محراب [illegible] امام کا [illegible] کراہت اس وقت ہوتی ہے جب [illegible] ہو ورنہ [illegible] آگے [illegible] کوئی [illegible] صاحب الدر المختار [illegible] باب [illegible] ہوئے جب قیام الامام فی المحراب ونحو ذلك [illegible] عليه [illegible] وعكسه [illegible] وهذا كله عند عدم العذر كجمعة وعيد فلو قاموا على الرفوف والامام على الارض اوفي المحراب لضيق المكان لم يكره الخ وقال الشامي تحت قوله كجمعة وعيد مثال للعذر وهو على تقدير مضاف اى كزحمة جمعة وعيد [illegible] ومن العذر ارادة التعليم او التبليغ وقال [illegible] ومن العذر ما في الانفراد في مكان مرتفع الى ان قال قلت لكن في [illegible] يقولان الشافعي رحمه الله [illegible]

---

(۱) [illegible]

عدم جواز الانقطاع في الصف حكماً عدم جواز قيام الامام في المحراب و انفراده عن المقتدي و عكسه [illegible] تعلیم و تبلیغ [illegible] باوجودیکہ [illegible] اعتبار علی المسائل المسطورۃ [illegible] کی وجہ سے [illegible] واللہ اعلم۔

[illegible]

باجماعت نماز میں درمیان سے جگہ چھوڑ کر صف بنانے کا حکم

سوال

[illegible] جماعت [illegible] درمیان [illegible] ایک صف [illegible] چھوڑ کر [illegible] پیچھے [illegible] ان کی نماز ہو گئی یا نہ؟

جواب

نماز ہو گئی مگر خلاف سنت ہے، صفوں کو متصل کرنا چاہیے اور صف کے درمیان میں جگہ چھوڑنا نہ چاہیے [illegible] ہونا چاہیے اور [illegible] جگہ خالی نہ چھوڑنا چاہیے یہی سنت طریقہ ہے۔ [illegible] پیچھے ہوں[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

[illegible]

[illegible] ۱۳۹۵ھ

[illegible] میں جماعت کرانے کی صورت میں امام کہاں کھڑا ہو [illegible] کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین [illegible] مسئلہ کے

---

(۱) قال المصنف [illegible] بالحائط [illegible] ولو صلى على [illegible] الدر المختار كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في الكلام على الصف الأول، ص ۵۶۸ [illegible] ايچ ايم سعيد [illegible] البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الإمامة [illegible] حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح [illegible] دار الكتب [illegible] الفتاوى [illegible] ۳۳۴ [illegible]

(۱) کیا نماز فرض باجماعت اولیٰ ادا کرنے کے لیے امام ومقتدی صحن مسجد میں کھڑے ہوں تو امام کو محراب مسجد کے سامنے کھڑا ہونا ضروری ہے یا نماز فرض باجماعت ادا کرنے کے لیے امام کو محراب مسجد سے دائیں یا بائیں طرف ہٹ کر کھڑا ہونا ضروری ہے متذکرہ سوال مع قاعدہ کی روشنی میں جواب تحریر کرکے عنداللہ ماجور ہونے کا موقع دیں۔

(۲) جماعت ثانیہ کے بارے میں حکم شرعی کیا ہے۔

الجواب

(۱) امام کو وسط میں کھڑا ہونا چاہیے اور دونوں طرف برابر مقتدی کرنے چاہئیں طریقہ سنت یہ ہے کہ جس وقت جماعت کھڑی ہو۔ دونوں طرف برابر مقتدی ہوں پھر جو بعد میں آکر شریک ہوں ان کو بھی یہ لحاظ رکھنا چاہیے کہ حتی الوسع دونوں طرف برابر شریک جماعت ہوں۔ اگر امام صحن میں کھڑا ہو۔ تب بھی بالمقابل محراب کے کھڑا ہو البتہ اگر کہیں مسجد کا صحن کسی طرف بڑھا دیا گیا ہو تو صحن کے وسط کا خیال کیا جائے اور امام کو صحن کے اعتبار سے بیچ میں کھڑا ہونا چاہیے۔ شامی[1] میں ہے السنة ان يقوم في المحراب ليعتدل الطرفان ولو قام في احد جانبي الصف يكره ولو كان المسجد الصيفي بجنب الشتوي وامتلأ المسجد يقوم الامام في جانب الحائط ليستوي القوم من جانبيه والاصح ماروي عن ابي حنيفة انه قال اكره ان يقوم بين الساريتين او في زاوية او في ناحية المسجد او الى سارية لانه خلاف عمل الامة

(۲) مسجد محلہ میں یعنی جس مسجد کا امام ومؤذن مقرر ہو جماعت ثانیہ مکروہ ہے۔

قال المحقق الشامي ولنا انه عليه الصلوة والسلام كان خرج ليصلح بين قوم فعاد الى المسجد وقد صلى اهل المسجد فرجع الى منزله فجمع اهله وصلى ولو جاز ذلك لما اختار الصلوة في بيته على الجماعة في المسجد[2] زیادہ تحقیق اس مسئلہ کی

---

(۱) (ردالمحتار: كتاب الصلوة، باب الامامة، مطلب هل الاساءة دون الكراهة، ص ۵۶۸، ج ۱، ایچ ایم سعید) "وينبغي للامام ان يقف بازاء الوسط فان وقف في ميمنة الصف او ميسرته فقد اساء لمخالفته السنة الاترى الى المحاريب لم تنصب الا في الوسط وهي معينة لمقام الامام" (تبيين الحقائق: كتاب الصلوة، باب الامامة والحدث في الصلاة، ص ۳۵۱، ج ۱، دار الكتب العلمية بيروت) (وكذا في الفتاوى الهندية: كتاب الصلاة، الباب الخامس في الامامة، الفصل الخامس، ص ۸۹، ج ۱، رشيدية كوئته)

(۲) (ردالمحتار: كتاب الصلوة، باب الامامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، ص ۵۵۲، ج ۱، سعید) "ولو كان له امام ومؤذن معلوم فيكره تكرار الجماعة فيه باذان واقامة عندنا" (حلبي كبير: فصل في احكام المسجد، الثالث في مسائل متفرقة، ص ۶۱۴، كتب خانه كوئته) (وكذا في الفتاوى الهندية: كتاب الصلوة، الباب الخامس في الامامة الفصل الاول، ص ۸۳، ج ۱، رشيدية كوئته)

"القطوف الدانیۃ فی تحقیق الجماعۃ الثانیۃ" میں گذر چکا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ

۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۰ھ

کیا صحن میں جماعت کرانے کا ثواب مسقف حصہ کے برابر ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسائل کہ

(۱) ایک مسجد ہے۔ اس کے چاروں طرف فرش ہے لیکن ہم بے ساری جگہ مسجد کے قبضہ میں ہے کسی کا حق نہیں۔ جیسے فرش پاک صاف ہوتے ہیں۔ کبھی جماعت سردی گرمی کی وجہ سے جنوب کی طرف کبھی جماعت مغرب کی طرف کبھی شمال کی طرف تو ان فرشوں پر جماعت کرانے کی فضیلت مسجد کے بیچ صحن ہے یا کمروں وغیرہ میں ہے تحقیق فرمایئے کہ شرعاً کیا حکم ہے۔

(۲) ایک امام اور ایک ہی مقتدی جماعت کراتے ہیں۔ دو قدم سے برابر ہوتے ہیں پھر دوسری یا تیسری رکعت یا پہلی ہی رکعت میں ایک مقتدی اور آگیا تو فرمایئے کہ امام آگے چلا جائے یا مقتدی پیچھے ہٹ کر مقتدی صف بنائیں تو دونوں کے شرعاً کیا حکم ہے۔ آپ کی عین مہربانی ہوگی

﴿ج﴾

(۱) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ فرش داخل مسجد ہے اور اس کو برائے نماز پڑھنے کے لئے ہی وقف کر دیا گیا ہے تو اس پر نماز پڑھنے کا ثواب مسجد کے بیچ جیسا ہوگا[1]۔ ہاں اگر جماعت کرائی ہے تو مسجد یا اس کے صحن کے بیچ میں امام کھڑا ہو تاکہ دونوں طرف کے مقتدی تقریباً برابر ہوں[2] یہ افضل و بہتر ہے

---

(۱) "وفناء المسجد له حكم المسجد حتى لو اقتدى بالامام منه يصح اقتداؤه وإن لم تتصل الصفوف ولا المسجد ملآن" حلبی کبیر، فصل فی احکام المسجد، الثانی فی مسائل متفرقہ، ص ۶۱۴، سہیل اکیڈمی۔ وكذا في الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، الفصل الثاني، ص ۱۰۹، ج ۱، رشیدیہ۔ وكذا في تنوير الابصار، كتاب الصلاة، فصل في احكام المساجد، ص ۳۵۴، ج ۱، دار الاشاعت کراچی۔

(۲) "السنة أن يقوم في المحراب ليعتدل الطرفان ولو قام في أحد جانبي الصف يكره، ولو كان المسجد الصيفي بجنب الشتوي وامتلأ المسجد يقوم الإمام في جانب الحائط ليستوي القوم من جانبيه" (رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب هل الإساءة دون الكراهة، ص ۵۶۸، ج ۱، ایچ ایم سعید) (وكذا في تبيين الحقائق، كتاب الصلاة، باب الإمامة والحدث في الصلاة، ص ۳۶۰، ج ۱، دار الكتب العلمية بيروت) (وكذا في الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الخامس، ص ۸۹، ج ۱، رشیدیہ)

اور اس میں قیام زیادہ ہو [illegible] اگر پہلی بات پر مقتدی ہو [illegible] آج تک جو آپ
اندرون مسجد [illegible] کے آپ کے [illegible]۔

(۲) دونوں طرح جائز ہے لیکن اگر آگے جگہ ہو تو مقتدی کو پیچھے ہٹ جانا چاہیے۔ اور اگر پیچھے جگہ نہ ہو تو امام کو آگے بڑھ جانا چاہیے اور اگر آگے پیچھے دونوں طرف جگہ ہو تو امام کو آگے بڑھ جانا چاہیے۔ اگر امام آگے نہ بڑھے تو مقتدی پیچھے ہٹ جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد [illegible] غفر لہ
[illegible] عفا اللہ عنہ
۲۳ ذو القعدہ ۱۳۸۶ھ

بوقت اقامت نمازی کے لیے کب کھڑا ہو

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کہ ایک مولوی صاحب کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کے زمانہ میں جب جماعت ہوتی تو پہلے نمازی اپنی صفیں درست کرتے اس کے بعد اقامت ہوتی اور یہ حدیثیں پیش کرتے ہیں۔

(۱) وعن انس رضی اللہ عنہ قال اقیمت الصلوٰۃ فاقبل علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوجھہ فقال اقیموا صفوفکم الخ مشکوٰۃ ص ۹۸۔

(۲) وعن نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسوی صفوفنا حتی کانما یسوی بہا القداح حتی رأی انا قد عقلنا عنہ ثم خرج یوما فقام حتی کاد یکبر فرأی رجلا بادیا صدرہ من الصف فقال عباد اللہ لتسون صفوفکم او لیخالفن اللہ بین وجوھکم رواہ مسلم مشکوٰۃ ص ۹۸۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ پہلے صفوں کو درست کر لیا جائے کیونکہ [illegible] ہے اور اس زمانہ میں تو اس کی اہمیت زیادہ ہو گئی ہے کیونکہ لوگ اس کی [illegible] پرواہ نہیں کرتے [illegible]

---

(۱) [illegible]
[illegible] الامام [illegible]
[illegible] الامامۃ [illegible]
[illegible] الامامۃ [illegible]۔

ہے کہ حی علی الفلاح یا قد قامت الصلوٰۃ پر کھڑے ہونے سے امام کی تحریمہ کے وقت تک صفوف کا تسویہ نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ پہلے سے کھڑے ہونے پر بھی اگر تسویہ صفوف کا انتظام کیا جاوے تو اقامت اور تحریمہ امام میں فصل کی ضرورت ہوتی ہے۔ لہٰذا اس کی اہمیت کی وجہ سے اگر اقامت سے پہلے ہی کھڑے ہو جائیں تو کوئی حرج نہیں۔

دوسرے مولوی صاحب کہتے ہیں کہ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ والی روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری صفوں کو اس قدر برابر کرتے تھے کہ تیر کی لکڑی اس سے سیدھی ہوتی تھی یہاں تک کہ آپ کو معلوم ہو گیا کہ ہم صف سیدھا کرنا پہچان گئے۔ پھر ایک دن آپ باہر نکلے اور کھڑے ہوئے تکبیر کہنے کو تھے اتنے میں ایک شخص کو دیکھا کہ جس کا سینہ صف سے باہر نکلا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے خدا کے بندو اپنی صفیں برابر کرو نہیں تو اللہ تعالیٰ تم میں پھوٹ ڈال دے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ آگے پیچھے رہنا اختلاف کی نشانی ہے اور جب تم اس اختلاف کو گوارا کر لو گے تو رفتہ رفتہ دلوں کے اختلاف کو بھی جائز رکھ لو گے اور یہی پھوٹ آفتوں کی جڑ ہے۔ پہلی حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اس حدیث میں لفظ **اقیمت الصلوٰۃ فاقبل فقال اقیموا صفوفکم** کا مفہوم تو یہ ہے کہ اقامت ہو چکنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کی صف بندی کو دیکھا اور ٹھیک کھڑے ہونے کا حکم دیا۔ **فاء تعقیبیہ فاقبل** اور **فقال** کی صاف دلالت ہے کہ یہ اقبال اور ارشاد بعد اقامت ہوا۔ اسی طرح حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی حدیث کا مفہوم ہے۔ یہ مراد نہیں کہ تسویہ صفوف کرتے کرتے اقامت ہوئی۔ حدیث کے دو جز ہیں۔ اول جز کا حاصل تو یہ ہے کہ آپ ﷺ تسویہ صفوف کی ہدایت دیتے رہتے تھے وقتاً فوقتاً اس کی تاکید فرمایا کرتے تھے یہاں تک کہ آپ کو یہ گمان ہو گیا کہ اب جماعت صحابہ نے یہ بات خوب سمجھ لی ہے اور عمل میں لے لی ہے۔ اس کے بعد کسی روز جب حجرہ شریف سے نکل کر جماعت کرانے کے لیے مسجد میں آپ اپنے مقام پر پہنچے اور کسی صحابی پر نظر پڑی کہ وہ اپنا سینہ بقیہ جماعت والوں سے نکالے ہوئے ہیں تو اس کو تنبیہ کی کہ خدا کے بندو اس حرکت سے باز آ جاؤ۔ خارج سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور علیہ السلام کا حجرہ سے نکل کر مسجد میں آنا حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی تکبیر کے وقت ہوتا تھا کہ وہ حضور ﷺ کو دیکھ کر اقامت شروع کر دیتے تھے اس میں صحابہ صفوں کو برابر کر لیتے تھے۔ حضور ﷺ جب مصلیٰ پر پہنچتے تو تکبیر ختم ہونے کو ہوتی یا ختم ہو جاتی۔ اس کے بعد آپ تکبیر تحریمہ پڑھتے **حتی کاد ان یکبر** سے یہی مراد ہے۔ اس مذکورہ صورت میں اس احتمال پر آپ کا انکار اقامت کے خاتمے کے وقت ہوا۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فتح الباری ص ۲۰۸ پر فرماتے ہیں۔ **ان بلالا کان یراقب خروج النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاول مایراہ یشرع فی الاقامۃ قبل ان یراہ غالب الناس ثم**

اذا رأوه قاموا فلا يقوم في مقامه.

اس سیاق سے معلوم ہوا کہ قامت اول شروع ہوئی اور تسویۂ صفوف بعد کو ہوا۔ آپ ﷺ کا اس حالت پر انکار بھی اقامت کے ختم پر جماعت قریب ہونے سے ہوا۔ وہی کتاب الذین بیکسو فرماتے ہیں۔ جتنا ان سے ظاہر ہوتا ہے یہ کہ اقامت سے یہ نہیں کہ قامت جب شروع کی جائے کہ وہ تسویۂ صفوف ہو جائے بلکہ یہ ہے کہ جب لوگ مسجد میں داخل ہوں اپنی اپنی جگہ صف بستہ بیٹھ جائیں اور جب حی علی الفلاح پر پہنچے سب یعنی امام اور مقتدی کھڑے ہو جائیں یہی مسئلہ تمام فقہاء سے نقل ہے۔ ہاں افضل یہ ہے کہ پہلے مؤذن صاحب حق کو جو بیان واسطے جو تحریر ختم ہو تحریر فرما دیں کہ مقتدی اور امام کب کھڑے ہوں۔

قال في الدر المختار[1] ولها آداب تركه لا يوجب إساءة ولا عتابا كترك سنة الزوائد لكن فعله أفضل (نظره إلى موضع سجوده حال قيامه) إلى أن قال (والقيام) لإمام ومؤتم (حين قيل حي على الفلاح) الخ. (إن كان الإمام بقرب المحراب وإلا فيقوم كل صف ينتهي إليه الإمام على الأظهر) الخ. (وشروع الإمام) في الصلوة (مذ قيل قد قامت الصلوة) ولو أخر حتى أتمها لا بأس به إجماعا وهو قول الثاني والثلاثة وهو أعدل المذاهب الخ وفي القهستاني معزيا للخلاصة أنه الأصح (قوله أنه الأصح) لأن فيه محافظة على فضيلة متابعة المؤذن وإعانة له على الشروع مع الإمام[2]. وقال في الطحطاوي على الدر المختار (قوله والقيام للإمام والمؤتم الخ) مسارعة لامتثال أمره والظاهر أنه احتراز عن التأخير لا التقديم حتى لو قام أول الإقامة لا بأس[3] وأيضا في الدر المختار ويصف الإمام بأن يأمرهم بذلك قال الشمني وينبغي أن يأمرهم بأن يتراصوا ويسدوا الخلل ويسووا مناكبهم[4]۔ حقیقی کی ان تمام عبارات سے معلوم ہوا کہ اصل نماز میں ہے کہ جس وقت حی علی الفلاح کہے تو اس وقت سب امام

---

۱) (الدر المختار مع رد المحتار: كتاب الصلوة، آداب الصلوة، ص ٤٧٧، ٤٧٩، ج ١، ايچ ايم سعيد كراچی)

۲) (رد المحتار: كتاب الصلوة، آداب الصلوة، ص ٤٧٩، ج ١، ايچ ايم سعيد)

۳) (كتاب ... موجود نہیں ملی)

۴) والقيام حين قيل حي على الفلاح لأنه أمر به فيستحب المسارعة إليه ... فقيام الإمام والمأموم إن كان الإمام بقرب المحراب وإلا فيقوم كل صف ينتهي إليه الإمام وهو الأظهر ... (مراقي الفلاح، كتاب الصلوة، باب صفة الصلوة، ص ... ، قديمي كتب خانه، وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلوة، فصل في آدابها، ص ٢٧٧، ١٢٧٨، دار الكتب العلمية بيروت)

مناسب اور بہتر نہیں۔ کیونکہ ایک امام اور سب مقتدی کھڑے ہو جائیں اور یہ بھی معلوم ہو کہ یہ حکم اگر پہلی اس وقت ہے کہ ہم وہاں قریب قریب سے پہلے سے موجود ہوں اور امام آگے کی طرف سے آئیں ساتھ سے آ رہے تو جس وقت امام پر نظر پڑے مقتدی کھڑے ہو جائیں لیکن ظاہر ہے کہ اگر پہلے سے مقتدی کھڑے ہو جائیں تو پھر کچھ اعتراض نہیں ہے کیونکہ ترک استحباب اور ترک ادب پر ملامت نہیں ہو سکتا۔ بلکہ طحاوی سے تو یہ معلوم ہوا کہ اول قرار دیا۔ والقیام حین قیل حی علی الفلاح کا مطلب تاخیر سے ممانعت ہے نہ کہ تقدیم سے نہی۔ اگر پیچھے سے امام اور مقتدی کھڑے ہونے والے ہوں تو حی علی الفلاح کے وقت کھڑے ہو جاویں۔ بہرحال اس طرح سنت سے ثابت ہے بہت فقہاء کا اولیٰ و افضل ہے۔ لیکن ان کے ترک پر اس قدر تشدد کرنا کہ ان کے تارک کو ملامت کی جائے تو ان پابندیوں کا کیا موقع ہے۔[1] نیز علامہ شامی کے شروع الامام مذ قیل قد قامت الصلوٰۃ کی بحث سے معلوم ہوا کہ صحیح اعدل المذاہب یہ ہے کہ جب تک مکبر پوری تکبیر سے فارغ نہ ہو اس وقت تک امام نماز شروع نہ کرے۔ کیونکہ اس میں پوری تکبیر کا جواب حاصل ہے جو کہ مستحب و مسنون ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جس وقت مکبر قد قامت الصلوٰۃ کہتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اقامہا اللہ وادامہا پڑھتے تھے۔[2] اور یہ بھی حدیث شریف میں ہے سووا صفوفکم فان تسویۃ الصفوف من اقامۃ الصلوٰۃ ومن تمام الصلوٰۃ[3] پس امام کو چاہیے کہ مقتدیوں کو برابر کھڑے ہونے کا امر اور تاکید کرے کا حکم کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، ۲۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۰ھ

پہلی صف مکمل ہونے پر دوسری صف کے لیے ایک لڑکی ہو تو کیا حکم ہے

سوال

حضرت مولانا مفتی محمود صاحب السلام علیکم کے بعد عرض ہے کہ بندہ عرض کرتا ہے۔ پیچھے ایک شخص ورا گیا پہلی صف پوری ہو چکی ہے۔ اب پہلی صف میں سے ایک آدمی نکال کر پہلی صف میں نیت باندھ کر کھڑا ہو یا نہیں۔ اس کے بارے میں شرعی مسئلہ سے مطلع فرمائیے۔

---

[1] ...علی امر مندوب وجعله عزماً ... من ... الاضلال ... [illegible]
از مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، کتاب الصلوٰۃ، باب الدعاء فی التشہد، حدیث نمبر ۹۴۶، ص ۹۶، ج ۳، دار الکتب العلمیہ بیروت، و کذا فی السعایۃ فی کشف ما فی شرح الوقایۃ، کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، ص ۱۶۰، ج ۲، سہیل اکیڈمی لاہور۔

[2] مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الصلوٰۃ، باب فضل الاذان واجابۃ المؤذن، الفصل الثانی، ص ۶۶، ج ۱، قدیمی کراچی

[3] مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الصلوٰۃ، باب تسویۃ الصفوف، الفصل الاول، ص ۹۸، ج ۱، قدیمی۔

الجواب حامداً ومصلیاً

پہلی صف میں سمجھدار اور ہوشیار آدمی ہونا چاہیے تاکہ اگر امام کو حدث ہو جائے تو خلیفہ بنانے میں دقت نہ ہو، اور ناواقف آدمی کی نماز فوت ہونے کا خطرہ ہے (1)۔

اقامت کے وقت کب کھڑا ہو

سوال:

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ جماعت کی نماز سے پہلے جب تکبیر کہی جائے جس وقت حی علی الفلاح کہے تو اس وقت کھڑے ہونا چاہیے۔ اس مسئلہ میں شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

تکبیر شروع ہوتے ہی کھڑا ہونا درست ہے، اگر پہلے کھڑا نہیں ہوا تو حی علی الفلاح پر ضرور کھڑا ہونا چاہیے۔ حی علی الفلاح کے جملہ پر تو بہر حال نماز کے لیے صف بنانا چاہیے اور اگر تکبیر شروع ہوتے ہی کھڑا ہو جائے تو بہتر ہے تاکہ صفوں کو سیدھا کر سکیں اور امام کے ساتھ تکبیر تحریمہ کہنے میں دقت نہ ہو۔ عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ اس جملہ سے پہلے کھڑا ہونا درست نہیں، یہ صحیح نہیں، یہ آخری وقت ہے، اس سے پہلے تو ممنوع نہیں (2)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

۱۳/رمضان ۱۳۸۸ھ

---

(1) "ولهذا كره الانفراد في صف خلف صف فيه فرجة ... وكذا القيام منفرداً ... أحد من الصف ... في رواية ... ولو قاموا ... في صف ... " (الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الإمامة: 1/567، سعيد) (وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، فصل في بيان الأحق بالإمامة، ص: 306، دار الكتب العلمية بيروت) (وكذا في الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثاني: 1/89، رشيدية)

(2) "والقيام لإمام ومؤتم حين قيل حي على الفلاح ... إن كان الإمام بقرب المحراب ... " (الدر المختار، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة: 1/479، سعيد) (وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة: 1/535، رشيدية) (وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، فصل في آدابها، ص: 277/278، دار الكتب العلمية بيروت)

امامت کے لیے امام کس جگہ کھڑا ہو

﴿سوال﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک امام نے جمعہ کے روز جب کہ مسجد وسیع تھی جائے نماز کو کمرہ کے دروازے میں چوکھٹ سے اندر کی طرف بچھا کر نماز پڑھائی اور مقتدی برآمدے میں کھڑے تھے کیا یہ نماز مکروہ تو نہیں۔ کیونکہ فقہ حنفی شامی، صاحب عمدۃ الرعایۃ وغیرہ سے کراہت کی دو وجہیں معلوم ہوتی ہیں (۱) التمیز علی الماموم (۲) تخصیص الامام بمکان جو کہ تشبہ اہل کتاب سے ہے اور امام کے محراب میں کھڑا ہونے کو ان دو وجوں سے مکروہ لکھا ہے۔ خواہ محراب داخل مسجد ہو یا خارج۔ بینوا توجروا

﴿الجواب﴾

شامی میں ہے۔ والاصح ماروی عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ انہ قال اکرہ (للامام) ان یقوم بین الساریتین او فی زاویۃ او فی ناحیۃ المسجد او الی ساریۃ لانہ خلاف عمل الامۃ[1]۔ دروازہ میں چوکھٹ سے اندر کھڑے ہونے کی کراہت کی وہی وجہ ہے جو محراب میں کھڑے ہونے کی ہے۔ پس اگر امام دروازہ کے اندر اسی طرح کھڑا ہو کہ قدم بھی اندر ہوں اور مقتدی باہر برآمدے میں ہوں تو یہ مکروہ ہے۔ الحاصل دروازہ بحکم محراب ہے اور محراب کے اندر کھڑا ہونا امام کا مکروہ ہے۔ اگر چہ اشتباہ و عدم اشتباہ حال امام مساوی ہے مگر اولیٰ مکروہ ہے کراہت تنزیہی ہے۔ اس کا یہ عمل خلاف اولیٰ ہے۔ اگر قدم دروازہ سے باہر ہوں تو کراہت مرتفع ہے۔ وکرہ الخ (قیام الامام فی المحراب لا سجودہ فیہ) وقدماہ خارجہ لان العبرۃ للقدم (مطلقا) وان لم یتشبہ حال الامام ان علل بالتشبہ وان بالاشتباہ ولا اشتباہ فلا اشتباہ فی نفی الکراہۃ[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

---

(۱) "رد المحتار" کتاب الصلوۃ، باب الامامۃ، مطلب هل الاساءۃ دون الکراهۃ، ص ۵۶۸، ج ۱، طبع ایچ ایم سعید کراچی) "وروی عن الامام: اکرہ للامام أن یقوم بین الساریتین أو زاویۃ أو ناحیۃ المسجد أو الی ساریۃ لأنہ خلاف عمل الأمۃ" وکذا فی النهر الفائق، کتاب الصلوۃ، باب الامامۃ، ص ۲۴۶، ج ۱، طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت، وکذا فی فتح القدیر، کتاب الصلوۃ، باب الامامۃ، ص ۳۰۹، ج ۱، طبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ

(۲) الدر المختار: کتاب الصلوۃ، باب ما یفسد الصلوۃ وما یکرہ فیها، ص ۶۴۵، ج ۱، طبع ایچ ایم سعید کراچی) "فالحاصل أن مقتضی ظاهر الروایۃ کراهۃ قیامه فی المحراب مطلقاً سواء اشتبه حال الامام أو لا وسواء کان المحراب من المسجد أم لا وانما لم یکرہ سجودہ فی المحراب اذا کان قدماہ خارجه لأن العبرۃ للقدم فی مکان الصلوۃ ... الخ" البحر الرائق: کتاب الصلوۃ، باب ما یفسد الصلوۃ وما یکرہ فیها، ص ۲۸، ج ۲، رشیدیہ۔ وکذا فی الهندیۃ، کتاب الصلوۃ، الباب السابع، الفصل الثانی فیما یکرہ فی الصلوۃ، ص ۱۰۸، ج ۱، رشیدیہ کوئٹہ

نمازی کے آگے سے کوئی چیز اٹھانے کا حکم

سوال:

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین کہ ایک شخص نمازی کے سامنے سے گزرتا ہے یا نمازی کے آگے جو چیز پڑی ہوئی ہے اس کو اپنی جگہ سے ہاتھ بڑھا کر اٹھاتا ہے، تو اس شخص پر گناہ ہوگا یا نہیں؟

الجواب:

ہاتھ بڑھا کر نمازی کے سامنے سے کوئی چیز اٹھانا گزرنا نہیں ہے، اس لیے ایسا کرنا گناہ نہیں ہے۔[1] واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ: ...

۱۳/۴/۱۴۲۸ھ

---

(1) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لو يعلم المار بين يدي المصلي ماذا عليه لكان أن يقف أربعين خيرا له من أن يمر بين يديه. (الصحيح للبخاري، كتاب الصلاة، باب إثم المار بين يدي المصلي ...) ... وكذا في رد المحتار، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ... والفتاوى الهندية ...

باب فی اللاحق والمسبوق

مسبوق نے سہواً امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو کیا حکم ہے

﴿سوال﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسائل میں کہ:

(۱) ایک مسبوق ہے جس کی ایک یا دو رکعت امام سے رہ گئی ہیں اور امام پر سجدہ سہو واجب ہو گیا ہے اس نے سجدہ سہو کرتے وقت یا بعد میں جب مسبوق امام کے ساتھ سہواً سلام پھیر لے تو آیا اس کی نماز فاسد ہو جاتی ہے یا اس پر سجدہ سہو ہے؟ تحریر فرمائیں۔

(۲) قرآن شریف میں جب لفظ الزکوٰۃ آیا ہے اور ایک جگہ رقم "الزکوٰۃ" آیا ہے۔ ان میں کیا فرق ہے تحریر فرمائیں۔

﴿جواب﴾

(۱) مسبوق اگر بھول کر امام کے ساتھ سلام پھیر دے تو اگر بالکل امام کے ساتھ سلام پھیرا ہو تو نماز پوری کرے اور سجدہ سہو واجب نہیں مگر معیت حقیقی بہت نادر ہے۔ اس لئے سلام بعد میں ہونا ہی غالب ہے اس لئے سجدہ سہو کا حکم کیا جاتا ہے اور اگر بعد امام سلام پھیرا تو سجدہ سہو کرنا لازم ہے اور اگر قصداً سلام پھیرا تو اس صورت میں نماز فاسد ہو گئی۔ ولو سلم ساهيا ان بعد امامه لزمه السهو والا فلا[1] قوله لزمه السهو لانه منفرد في هذه الحالة قوله والا فلا اي وان سلم معه او قبله لا يلزمه لانه مقتد في هاتين الحالتين وفي شرح المنية عن المحيط ان سلم في الاولى مقارنا لسلامه فلا سهو عليه لانه مقتد به وبعده يلزمه لانه منفرد اهـ ثم قال فعلى هذا يراد بالمعية حقيقتها وهو نادر الوقوع قلت يشير الى ان الغالب لزوم السجود لان الاغلب عدم المعية وهذا مما يغفل عنه كثير من الناس[2] وفي الفتح[3] ومن تكلم في صلاته عامدا او ساهيا بطلت صلاته قوله بخلاف السلام ساهيا لانه من الاذكار فيعتبر ذكرا في حالة النسيان وكلاما في حالة التعمد لما فيه من كاف الخطاب وفي العناية[4] شرح الهداية على هامش فتح

(۱) الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الصلوٰۃ، باب الامامۃ، فصل فی ... الاستخلاف، ص [illegible] ج ۲ (سعید)

(۲، ۳) فتح القدیر مع العنایۃ، کتاب الصلوٰۃ، باب ما یفسد الصلوٰۃ و ما یکرہ فیہا، ص [illegible] ج ۱ (رشیدیہ)

کذا ... المسبوق ... یتابع الامام فی السهو لا فی السلام ... ۔ ...

... ... (البحر الرائق، کتاب الصلوٰۃ، باب سجود السهو، ص [illegible] ج ۲ ...)

... (کتاب الصلوٰۃ، باب سجود السهو، ص [illegible] ج ۱ ...)

تقدير قوله من الاذكار اذ لم تتنبه بعطف على النبي صلى الله عليه وسلم او هو اسم من اسماء الله تعالى وانما اخذ حكم الكلام بخلاف الخطاب وانما يتحقق معنى الخطاب لما فيه عمد لقصد فاذا كان باب الخطاب بالذكر وانما كان [illegible] الخطاب بالكلام عمدا فيتضمن بخلاف الكلام فانه منافي الصلوة على كل حال فكان مبطلا لها اه

(۲) واتوا الزکوٰۃ — واتوا الزکوٰۃ میں [illegible] صیغہ امر ہے [illegible] (واتوا الزکوٰۃ) [illegible] واتوا الزکوٰۃ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] سے نماز کو فاسد ہو گیا۔

اسی کی مثال — واقیموا الصلوٰۃ، حافظوا علی الصلوٰۃ، قوموا للہ قانتین وغیرہ کی طرح۔

[illegible] لا تقربوا الصلوٰۃ، اقیموا الصلوٰۃ، واذا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] (فتاویٰ [illegible]) [illegible] احسن الفتاویٰ ج۳ ص۴۲۳ — واللہ تعالیٰ اعلم

لاحق چھوٹ جانے والی رکعت کب ادا کرے

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین ان مسائل میں:

(۱) ایک شخص امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہے بیچ میں وضو ٹوٹ گیا [illegible] امام صاحب کے [illegible] [illegible] اس صورت میں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہے یا نہیں؟

(۲) ایک شخص [illegible] [illegible] [illegible] آخری رکعت میں [illegible] [illegible] [illegible] دوسری رکعت میں [illegible] [illegible] [illegible] اس صورت میں [illegible] ادا کرے گا یا نہیں۔

الجواب

(۱) یہ شخص پہلے اپنی رہی ہوئی رکعت کو بغیر قراءت کے پڑھے اور پھر جہاں امام کو پائے اس کے ساتھ ہو جائے،(۱) اس عمل سے اس کی نماز فاسد نہیں ہوتی۔

(۲) شخص مذکور پر سجدہ سہو واجب ہے(۲) فقط واللہ اعلم۔

بندہ محمد [illegible] عفی عنہ

۳ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۰ھ

کسی خیال میں لگ کر کچھ حصہ نماز میں امام سے رہ جانے والے کا حکم

السؤال

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک آدمی نے امام کے ساتھ تکبیر اولیٰ کہی اور سبحانک وغیرہ بھی پڑھی اور وہ کھڑا رہا۔ اب اس کو یہ پتہ نہیں چلا کہ امام نے رکوع کی تکبیر کب کہی۔ جب امام اللہ اکبر کہتا ہوا سجدہ میں گیا تب اس کو پتہ لگا۔ اب یہ رکوع کر کے امام کے ساتھ دوسرے سجدے میں جا ملا ایک سجدہ بھی کیا اور دوسرے سجدہ میں جا ملا اس کی نماز ہوئی یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

---

(۱) واللاحق من فاتته الركعات كلها او بعضها لكن بعد اقتدائه بعذر كغفلة وزحمة وسبق حدث... وحكمه كمؤتم فلا يأتي بقراءة ولا سهو... ويبدأ بقضاء ما فاته عكس المسبوق ثم يتابع امامه... ولو عكس صح وأثم. (الدر المختار، كتاب الصلوة ۶/۱۲۲، ۱۴۰ رشيديه كوئٹه)

ومثله في الهندية كتاب الصلوة الباب الحادي عشر في قضاء الفوائت ۱/۱۲۲، رشيديه كوئٹه.

(۲) والمسبوق يسجد مع امامه مطلقا قال ابن عابدين تحت قوله ولو سها فيه اي فيما يقضيه بعد فراغ الامام يسجد ثانيا لانه منفرد فيه والمنفرد يسجد لسهوه (الدر المختار مع رد المحتار كتاب الصلوة باب سجود السهو فصل في سهو الامام يوجب عليه السهو ص ۶۵۹ ج ۲، طبع رشيديه جديد)

ومثله في الهندية كتاب الصلوة الباب الثاني عشر في سجود السهو فصل في سهو الامام يوجب عليه ۱/۱۲۸ رشيديه كوئٹه.

ومثله في حلبي كبير كتاب الصلوة فصل في سجود السهو ص: ۴۶۶ سعيدي كتب خانه كوئٹه.

جواب

صورتِ مسئولہ میں بقدرِ تشہد [illegible] نماز ادا ہوگئی ہے[1]۔ فقط واللہ اعلم۔

[illegible]

[illegible]

نماز کے اعادہ کے وقت نئے نمازیوں کی شمولیت کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین درج ذیل مسائل میں:

(۱) مسبوق قعدہ اخیرہ میں تشہد کے بعد درود شریف اور دعا بھی پڑھے یا [illegible] غلطی سے [illegible] پڑھ لے تو کیا اس پر سجدہ سہو واجب ہوگا؟

(۲) جماعت سے نماز پڑھی گئی [illegible] واجب [illegible] تعلق سے امام سجدہ سہو کرنا بھول گیا، اب سوال یہ ہے کہ نماز کا اعادہ کرتے وقت [illegible] پہلے نمازی [illegible] شمولیت کر سکتے ہیں [illegible] نمازی بھی [illegible] سکتے ہیں یا نہیں؟ [illegible] بینوا توجروا۔

جواب

بعون الملک الوہاب (۱) مسبوق تشہد کے بعد قعدہ اخیرہ میں درود [illegible] نہ پڑھے [illegible] یہی قول مفتیٰ بہ ہے[2]۔ [illegible] تشہد پڑھے [illegible]

---

(۱) [illegible]

[illegible]

ومثله في الهندية كتاب الصلوة [illegible]

(۲) المسبوق [illegible] يتابع الامام في التشهد الاخير [illegible] لا يشتغل بما بعده من الدعوات [illegible]

[illegible] كذا في الغياثية [illegible] المسبوق [illegible] في التشهد [illegible]

[illegible] وهكذا في الخلاصة [illegible] الهندية كتاب الصلوة [illegible]

في المسبوق واللاحق [illegible]

ومثله في قاضي خان كتاب الصلاة فصل في المسبوق [illegible]

وقت تک یہ تشہد ہی سے فارغ ہو۔ لہٰذا بالفرض اگر اس نے تشہد کے بعد درود وغیرہ پڑھ لیا لیکن امام کے ساتھ سلام نہیں پھیرا تو اس پر سجدہ سہو واجب نہیں ہوگا۔ کیونکہ یہ امام کے تابع ہے۔ کما قال فی الدر المختار واما المسبوق فیترسل لیفرغ عند سلام امامه وقیل یتم وقیل یکرر کلمة الشهادة اھ. والتفصیل فی الشامیة (۱)۔

(۲) واجب کے ترک ہو جانے کی حالت میں وقت کے اندر اعادہ کرتے وقت نئے نمازی بھی جماعت میں شریک ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ دوسری نماز بھی فرض واقع ہوتی ہے۔ اور فرض نماز کے طریقے سے ہی ادا کی جاتی ہے۔ لہٰذا نئے آنے والے لوگ بھی جماعت میں شریک ہو سکتے ہیں اور ان کی نماز فرض اس امام کے پیچھے ادا ہو جاتی ہے۔ کما قال فی الشامیة (تنبیه) یوخذ من لفظ الاعادة ومن تعریفها بما مر انه ینوی بالثانیة الفرض لان ما فعل اولاً هو الفرض فاعادته فعله ثانیا اما علی القول بان الفرض یسقط بالثانیة فظاهر واما علی القول الآخر فلان المقصود من تکریرها ثانیاً جبر نقصان الاولی فالاولی فرض ناقص والثانیة فرض کامل مثل الاولی ذاتا مع زیادة وصف الکمال ولو کانت الثانیة نفلا لزم ان تجب القراءة فی رکعاتها الاربع وان لاتشرع الجماعة فیها ولم یذکروه الخ (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ عبداللطیف غفرلہ

۲۸ جمادی الاخری ۱۳۹۹ھ

مسبوق صف مکمل ہونے پر تنہا کھڑا ہو یا کسی کو ساتھ ملائے

﴿سوال﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسائل کہ

(۱) امام کے پیچھے صف پوری ہو، ایک آدمی کی بھی گنجائش نہ ہو اور پیچھے آنے والے شخص نے صف کے پیچھے اکیلے اقتداء کی تو اس آدمی کی نماز جائز ہے یا ناجائز؟ والدہ ابن سعید کی روایت سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ

---

(۱) الدر المختار کتاب الصلوة مطلب مهم فی عقد الاصابع عند التشهد ۱/ ۲۷۰ رشیدیه کوئٹه جدید۔
ومثله فی البحر الرائق کتاب الصلوة باب صفة الصلوة ۱/ ۵۷۰ رشیدیه کوئٹه۔

(۲) رد المحتار کتاب الصلوة مطلب فی تعریف اعادة ۲/ ۱۶۳ رشیدیه کوئٹه جدید۔
ومثله فی البحر الرائق کتاب الصلوة باب قضاء الفوائت ۲/ ۱۳۹ رشیدیه کوئٹه۔

نماز جائز نہیں۔ ترمذی نے اس حدیث کو نقل کر کے حدیث حسن قرار دیا ہے اور ترمذی میں اس لفظ حدیث حسن کے اوپر حاشیہ میں لکھا ہے۔ قال ابن الهمام ورواه ابن حبان في صحيحه وقال ابن حجر وصححه ابن حبان والحاكم ويوافقه الخبر الصحيح ايضاً "لاصلوة للذي خلف الصف وحدها" اخذ احمد وغيره ببطلان صلوة المنفرد عن الصف مع امكان الدخول فيه وحمل ائمتنا الاول على الندب والثاني على الكمال ليوافقا حديث البخاري عن ابي بكرة انه دخل والنبي صلى الله عليه وسلم راكع فركع قبل ان يصل الى الصف فذكر للنبي صلى الله عليه وسلم فقال زادك الله حرصا ولا تعد" وفي رواية لابي داؤد وصححها ابن حبان فركع دون الصف ثم مشى ظاهره عدم لزوم الاعادة لعدم امره بها وايضا فهو عليه السلام تركه حتى فرغ ولو كانت باطلة لم اقره على المضي فيها مع ان هذا الحديث وان صححه وحسنه من ذكر اعله ابن عبد البر بانه مضطرب وضعفه البيهقي كذا في المرقات مطبوعه رشيديه کوئٹہ ص ۱۸۱ ج ۳۔

اس کے حاشیہ میں ولا تعد کے ذیل میں لکھا ہے۔ ان يعيد الصلوة اى استحبابا لارتكابه الكراهة قال الطيبي انما امر باعادة الصلوة تشديدا وتغليظا قال القاضي ذهب الجمهور الى ان الانفراد خلف الصف مكروه لا مبطل كذا قاله علي۔ ۱۲

اور طحاوی جلد اول ص ۱۷۲ میں لکھتے ہیں۔ فلما كان دخول ابي بكرة في الصلوة دخولا صحيحا كانت صلوة المصلي كلها دون الصف صلوة صحيحة ۔الخ۔ اور طحاوی جلد اول ص ۲۷۲ میں ہے۔ دل ذلك على ان من صلى دون الصف ان صلوته مجزئة عنه. الخ اور طحاوی جلد دوم ص ۲۷۲ میں ہے۔ ومن اجازة صلوة من صلى خلف الصف هو قول ابي حنيفة وابي يوسف ومحمد اور شامی کی عبارت کا بھی ہم نے مطالعہ کیا ہے اور بحر کی عبارت بھی ہم نے دیکھی ہے۔ اب جواز اور عدم جواز میں تعارض ہے کراہت اور عدم کراہت کہ ایک آدمی آیا صف پوری ہو چکی ہے گنجائش نہیں اور اس نے کسی شخص کو کھینچا بھی نہیں اور اکیلا ہی اقتداء کی تو کیا نماز ہوگی یا نہیں۔

(۲) اگر موذن اذان اور ... کے وقت اللہ اکبر اللہ اکبر کی ر ت۔ کہے اور الف کہے تو صحیح ہے یا غلط سنت کے موافق ہے یا نہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

بسم اللہ الرحمن الرحیم (۱) اگر پہلی صف میں گنجائش بالکل نہ ہو تو پیچھے تنہا کھڑا ہونا بلا کراہت جائز ہے[1]۔ اصل مسئلہ تو یہ ہے کہ اگلی صف سے کسی آدمی کو کھینچ لے اور اگر نہ بھی کھینچے تو تنہا ہو جاتی ہے لیکن آج کل مسئلہ دینی سے ناواقفیت کے سبب عوام، فتنہ کا اندیشہ ہے اس لیے تنہا کھڑا ہونے ہی کو اولیٰ کہا ہے۔ کما قال فی الشامی[2]

وان لم یجد حتی رکع الامام یختار اعلم الناس بهذه المسألة فیجذبه ویقفان خلفه ولو لم یجد عالما یقف خلف الصف بحذاء الامام للضرورة ولو وقف منفرداً بغیر عذر تصح صلوته عندنا خلافا لاحمد اھ وفی البحر رفی القنیة والقیام وحده اولی فی زماننا لغلبة الجهل علی العوام[3]

(۲) دونوں تکبیر اکٹھی کہنا اذان میں سنت ہیں الگ الگ کہنا خلاف سنت ہے، اس سے احتراز کرنا چاہیے[4]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ، ۱۶ ربیع الثانی ۱۳۸۹ھ

امام کے سجدۂ سہو کے وقت مسبوق کے لیے کیا حکم ہے

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مسبوق نے امام کی اقتداء میں سجدۂ سہو کے سلام پھیرنے کے موقع میں سلام پھیرنا چاہیے یا نہیں اور اگر سلام پھیر دیا تو کیا اس کی نماز جائز ہو جائے گی؟

---

(۱) ان وجد فی الصف فرجة سدها والا انتظر حتی یجیء آخر فیقفان خلفه ... ولو لم یجد عالما یقف خلف الصف بحذاء الامام للضرورة ولو وقف منفرداً بغیر عذر تصح صلاته عندنا خلافا لاحمد.
(رد المحتار، کتاب الصلوة ۲/۳۷۲، حبیبیہ کوئٹہ جدید)

(۲) رد المحتار، کتاب الصلوة، مطلب فی الکلام علی الصف الاول ۲/۳۷۲، رشیدیہ کوئٹہ جدید۔

(۳) ومثله فی البحر الرائق، کتاب الصلوة، باب الامامة ۱/۶۱۶، رشیدیہ، ومثله فی حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح، کتاب الصلوة، فصل فی بیان الاحق بالامامة ص۳۰۷، دار الکتب العلمیة بیروت۔

(۴) ویترسل فیه ویحدر فیها ای یتمهل فی الاذان ویسرع فی الاقامة وحده ان یفصل بین کلمتی الاذان بسکتة بخلاف الاقامة للتوارث ولحدیث الترمذی انه صلی الله علیه وسلم قال لبلال اذا اذنت فترسل واذا اقمت فاحدر فکان سنة فیکره ترکه (البحر الرائق، کتاب الصلوة، باب الاذان ۱/۴۴۷، رشیدیہ کوئٹہ)۔ وسکتة بعد کل تکبیرتین لا بینهما کما افاده فی الامداد اخذا من الحدیث (رد المحتار، کتاب الصلوة، مطلب فی الکلام علی حدیث الاذان جزم ۲/۶۶، رشیدیہ کوئٹہ جدید)۔ ومثله فی الهندیة، کتاب الصلوة، الباب الثانی فی الاذان، الفصل الثانی فی کلمات الاذان والاقامة وکیفیتهما ۱/۵۶، رشیدیہ کوئٹہ۔

الجواب

عالمگیری میں ہے: ومنها انه یتابع الامام فی السهو ولا یتابعه فی التسلیم والتکبیر والتلبیة فان تابعه فی التسلیم والتلبیة فسدت[۱] وفی فتاوی قاضی خان بهامش عالمگیریه المسبوق اذا سلم مع الامام علی ظن ان علیه ان یسلم مع الامام فهو سلام عمدا یمنع البناء الخ[۲] وکذا فی عالمگیریه عن ظهیریه۔ ان عبارات سے یہ واضح ہے کہ مسبوق امام کے سجدۂ سہو کے سلام پھیرنے کے موقع میں سلام نہ پھیرے، اگر اس گمان میں سلام پھیر دیا کہ امام کے سلام پھیرنے کے ساتھ میرے اوپر بھی سلام پھیرنا لازم ہے تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ لیکن اگر اسے معلوم ہے کہ سلام نہیں پھیرنا، اور بھول کر سلام پھیر دیا تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوئی۔ فقط واللہ اعلم۔

مسبوق کے لیے امام کی اتباع

السوال

مسبوق کو دوسری رکعت کے قعدہ میں امام کی اتباع لازم ہے یا پوری التحیات پڑھنے کے لیے بیٹھا رہے۔ اور امام کی اتباع چھوڑ دے، واضح بیان فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

الجواب

(قوله فانه لایتابعه الخ) ای ولو خاف ان تفوته الرکعة الثالثة مع الامام کما صرح به فی الظهیریة. وشمل باطلاقه مالو اقتدی به فی اثناء التشهد الاول او الاخیر فحین قعد قام امامه او سلم ومقتضاه انه یتم التشهد ثم یقوم[۳]. وفی عالمگیریه

---

۱) الهندیه کتاب الصلوٰة الباب الخامس الفصل السابع فی المسبوق واللاحق ۱/۹۲ رشیدیه کوئٹه.

۲) فتاوی قاضی خان علی هامش الهندیة کتاب الصلوٰة فصل فی المسبوق ۱/۱۰۳ رشیدیه

ولو سلم ساهیا بعد امامه لزمه السهو والا لا قال ابن عابدین تحت قوله ولو سلم ساهیا قید به لانه لو سلم مع الامام علی ظن ان علیه السلام معه فهو سلام عمد فتفسد کما فی البحر عن الظهیریه (الدر المختار مع رد المحتار کتاب الصلوٰة مطلب فیما لو اتی بالرکوع او السجود الخ ۲/۲۲ رشیدیه کوئٹه جدید.

۳) الدر المختار کتاب الصلوٰة مطلب فی اطالة الرکوع للجائی ۱/۲۴۴ رشیدیه کوئٹه جدید.

ومثله فی البحر الرائق کتاب الصلوٰة باب صفة الصلوٰة ۱/۵۹۲ رشیدیه کوئٹه.

اذا ادرک الامام فی التشهد وقام الامام قبل ان یتم المقتدی او سلم الامام فی آخر الصلاة قبل ان یتم المقتدی التشهد فالمختار ان یتم التشهد كذا فی الغیاثیة وان لم یتم اجزأه الخ (۱) مذکورہ بالا عبارات دلالت کرتی ہیں کہ ایسی صورت میں امام کی اتباع لازم نہیں ہے۔ مسبوق تشہد ختم کر کے اٹھے۔ بعد از ختم کرنے تشہد کے اٹھے، یہی مختار ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ محمد انور عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح بندہ عبداللہ عفا اللہ عنہ

مسبوق کے التحیات میں شامل ہونے پر امام کھڑا ہو گیا تو مسبوق التحیات پڑھ کر اٹھے یا بغیر پڑھے

﴿سوال﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک آدمی جماعت کے ساتھ عین التحیات میں شامل ہوتا ہے۔ جب وہ بیٹھتا ہے تو امام تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو جاتا ہے۔ اس آدمی کو اب التحیات پڑھنی چاہیے یا نہیں یا کہ امام کے ساتھ کھڑا ہو جانا چاہیے۔ اگر پڑھنی چاہیے تو جو نہ پڑھے اس کی نماز ہوتی ہے یا نہیں اور اگر نہیں پڑھنی چاہیے تو پڑھنے والے کے متعلق کیا حکم ہے۔

﴿الجواب﴾

صورت مسئولہ میں جب کہ وہ شخص امام کے ساتھ قعدہ میں شریک ہو گیا تھا تو اس پر لازم ہے کہ التحیات پڑھ کر پھر کھڑا ہو۔ بغیر تشہد پڑھے امام کے ساتھ شامل نہ ہو۔ ہاں اگر کھڑا ہو گیا تو نماز ہو گئی مع الکراہۃ ہے (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

(۱) الهندية، كتاب الصلوة، الفصل السادس فيما يتابع الامام وفيما لا يتابعه ۱/۹۰، رشيدية كوئٹه.
ومثله في فتاوى قاضي خان على هامش الهندية، كتاب الصلوة، فصل فيمن يصح الاقتداء به وفيمن لا يصح ۱/۹۶، رشيدية كوئٹه.

(۲) بخلاف سلامه قبل تمام المؤتم التشهد فانه لا يتابعه بل يتمه لوجوبه قال ابن عابدين تحت قوله فانه لا يتابعه اى ويشمل باطلاقه ما لو اقتدى به في اثناء التشهد الاول او الاخير فحين قعد قام امامه او سلم ومقتضاه انه يتم التشهد ثم يقوم ... عن ابی اللیث المختار عندی ان یتم التشهد وان لم یفعل اجزأه.
(الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلوة، مطلب في اطالة الركوع للجائي ۲/۴۶، رشيدية كوئٹه جديد.
ومثله في الهندية، كتاب الصلوة، الفصل السادس فيما يتابع الامام وفيما لا يتابعه ۱/۹۰، رشيدية.
ومثله في فتاوى قاضي خان، كتاب الصلوة، فصل فيمن يصح الاقتداء به وفيمن لا يصح ۱/۹۶، رشيدية كوئٹه.

دوبارہ لاحق نماز کہاں سے شروع کرے

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے مسئلہ بتایا ہے کہ لاحق کا نماز کے اندر وضو ٹوٹ جائے تو وضو کرنے وہاں سے شروع کرے جس مقام پر وضو ٹوٹا تھا اگر بتاتا تھا کہ نماز کو نئے سرے سے شروع کیا جائے تو نماز ہوتی ہے ورنہ نہیں ہوگی بشرطیکہ زید نے یہی مسئلہ بتایا ہے مگر کہتا ہے کہ شرطیں ہیں اگر وہ پوری نہ کی جائیں تو نماز نہیں ہوگی لاحق کو۔ عمر سے لوگ یہی عمل کرتے ہیں جماعت چھوڑ کر وضو کرنے جاتے ہیں دوبارہ پھر اس جگہ سے آکر نماز کو شروع کرتے ہیں اور امام کے ساتھ ہی سلام پھیرتے ہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

بناء کے جائز ہونے کے لئے تیرہ شرطیں ہیں[۱] اگر ان میں سے ایک شرط بھی نہ پائی جائے تو بناء جائز نہیں ہوتی، بناء جائز ہونے کے باوجود بھی استیناف یعنی نئے سرے سے نماز پڑھنا افضل ہے[۲] بناء کے مسائل سے لوگ واقف نہیں ہوتے اور استیناف اولیٰ بھی ہے اس لئے وضو کرکے از سرِ نو نماز پڑھے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

محمد انور

۱۱ محرم ۱۳۹۷ھ

مسبوق امام کے سہو کے سلام اور سجدہ میں اتباع امام کرے یا صرف سجدہ میں

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک مقتدی کی شرکت ایک

---

(۱) هي ثلاثة عشر شرطاً كما بسطها في البحر الرائق كتاب الصلوة باب الحدث في الصلوة ۱/۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶ رشيدية كوئٹه،

ومثله في الهندية كتاب الصلوة الباب السادس في الحدث في الصلوة ۱/۹۳، ۹۵ رشيدية.

ومثله في الدر المختار كتاب الصلوة باب الاستخلاف ۲/۲۲٤ رشيدية كوئٹه

(۲) والاستيناف افضل كما في المتون (الهندية كتاب الصلوة الباب السادس في الحدث في الصلوة ۱/۹۳ رشيدية كوئٹه، ومثله في الخلاصة الفتاوى كتاب الصلوة الفصل الرابع عشر في الحدث في الصلوة ۱/۱۳۷ رشيدية كوئٹه

حالت میں ہوئی جبکہ امام ایک یا دو رکعت پڑھ چکا نماز میں امام کے ذمہ سجدہ سہو واجب ہو گیا - امام نے ایک طرف سلام پھیر کر سجدہ سہو ادا کیا اور اس مقتدی مسبوق نے سجدہ سہو کے سلام میں اقتداء نہیں کی مگر سجدہ امام کو سجدہ سہو میں پایا تو مسبوق بھی سجدہ سہو کے اندر داخل ہو گیا آیا اس مقتدی مسبوق کی نماز صحیح ہو گئی یا دوبارہ پڑھنے کی ضرورت ہے ایک مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ اس کو دوبارہ نماز پڑھنی چاہیے - بینوا توجروا - جناب سے جلدی جواب دینے کی تاکیداً عرض ہے - مفصل تحریر فرمائیں تاکہ اچھی طرح سمجھ میں آ جائے -

الجواب

مسبوق کو امام کے ساتھ سجدہ سہو میں شامل ہونا چاہیے اور سلام میں امام کی متابعت نہ کرے - یعنی امام کے ساتھ سجدہ سہو کا سلام نہ پھیرے اور سجدہ سہو میں شریک ہو جائے بعد فراغ امام کے کھڑا ہو کر اپنی بقیہ نماز پوری کر لے - اگر آپ کی مسئولہ صورت یہی ہے جو بظاہر عبارت سے معلوم ہوتی ہے تو یہ طرز عمل صحیح ہے ہو سکتا ہے اسی کا تا مسبوق کو حکم کیا جاوے گا اور اگر کوئی اور صورت مراد ہو تو اس کی پوری تشریح کر کے تحریر کریں - جواب دیا جاوے گا

"(والمسبوق يسجد مع امامه) قيد بالسجود لانه لا يتابعه في السلام بل يسجد معه و يتشهد فاذا سلم الامام قام الى القضاء"(1)

محمود عفا اللہ عنہ

---

(1) الشامية كتاب الصلاة باب سجود السهو ٢/٦٥٩ طبع مكتبه رشيديه جديد كوئٹه.
كما في البحر الرائق ثم المسبوق انما يتابع الامام في السهو لا في السلام فيسجد معه ويتشهد كتاب الصلوة باب سجود السهو ٢/١٧٦ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه.
وكذا في الهنديه كتاب الصلوة باب ثاني عشر في سجود السهو ١/١٢٨ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه.

باب فى الذكر بعد الصلوة

نمازی کے پاس با آوازِ بلند قرآن پاک یا درود شریف پڑھنے کا حکم

﴿سوال﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ:

(۱) جب نمازی نماز پڑھ رہا ہو اور دوسرے نمازی جو کہ با جماعت نماز پڑھنے کے بعد فارغ ہوں کیا وہ نمازی بلند آواز سے کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر یا رسول اللہ یا حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہہ سکتے ہیں اور یہ کہنا کیسا ہے۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کیونکہ بعض لوگ جماعت کے بعد آکر اپنی نماز پڑھتے ہیں اور ادھر دوسرے نمازی الصلوٰۃ والسلام کہنا شروع کر دیتے ہیں۔

(۲) نمازی کے پاس بیٹھ کر قرآن پاک بلند آواز سے پڑھنا کیسا ہے۔ اس کو فقہ، حدیث و دلائل ائمہ اربعہ سے بحوالہ قرآن و سنت کی روشنی میں واضح کریں۔

﴿جواب﴾

(۱) صلاۃ وسلام کہنا فی نفسہ عبادت اور کارِ ثواب ہے[1]۔ سرّاً بھی کہہ سکتے ہیں اور جہراً بھی لیکن جب دوسرے لوگ نماز میں مشغول ہوں تو جہراً کہنا جائز نہیں ہے کیونکہ اس سے لوگوں کی نمازوں میں خلل آنے کا اور سہو ہو جانے کا اندیشہ ہے[2]۔ باقی الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ سے افضل اور بہتر یہ ہے کہ ان الفاظ کے ذریعہ سے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام بھیجا جائے جو احادیث میں منقول ہیں

---

۱) کما قال اللہ تعالیٰ ان اللہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی یٰایھا الذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما سورۃ الاحزاب آیۃ: ۵۶۔

۲) کما فی رد المحتار ... وھناک أحادیث اقتضت طلب الاسرار والجمع بینھما بان ذلک یختلف باختلاف الاشخاص ولا یعارض ذلک حدیث خیر الذکر الخفی لانہ حیث خیف الریاء او تأذی المصلین کتاب الصلوٰۃ باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا مطلب فی رفع الصوت بالذکر ۱/۶۶۰ سعید کراچی۔

وکذا فی مجموعۃ الرسائل اللکھنوی سباحۃ الفکر فی الجھر بالذکر الباب الاول ۳/۱۶۹ ادارۃ القرآن کراچی۔

وکذا فی مجموعۃ الفتاوی حجر بہ علی حامش تنقیح الحامدیہ کتاب الکراھیۃ الاستحسان ۲/۱۸۸ مکتبہ حقانیہ پشاور۔

[illegible]

[illegible]

[illegible] ہے۔

[illegible] لقوله [illegible] ومحمد [illegible] القرآن ولا يمكنه سماع القرآن كان [illegible] على [illegible] وعلى هذا [illegible] في الليل جهر [illegible] [3] [illegible]

[illegible]

بعد از فاتحہ [illegible] کی شرعی حیثیت

سوال

[illegible] جناب حضرت [illegible] صاحب [illegible]

[illegible]

---

(1) عن ابی ھریرۃ رضی الله عنه قال قال رسول الله [illegible]

[illegible] النبی صلی الله علیه وسلم [illegible]

[illegible]

(2) [illegible] ملتان [illegible]

(3) [illegible]

[illegible]

[illegible]

جس سے میں اتنی دیر لگاتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ ۳۰۰ مرتبہ تسبیح پڑھ لیتا ہے اور یہ لوگ نہیں اٹھتے۔ اب آپ مہربانی فرما کر اس کے بارے میں کھلے کھلے الفاظ میں فتویٰ عنایت فرمادیں؟ کہ ہم بھی سمجھیں اور ان کو بھی سمجھائیں۔

الجواب

قال في رد المحتار: وفي الفتاوى الخيرية من الكراهية والاستحسان: جاء في الحديث ما اقتضى طلب الجهر به نحو وإن ذكرني في ملأ ذكرته في ملأ خير منهم. رواه الشيخان وهناك أحاديث اقتضت طلب الإسرار والجمع بينهما بأن ذلك يختلف باختلاف الأشخاص والأحوال كما جمع بذلك بين أحاديث الجهر والإخفاء بالقراءة ولا يعارض ذلك حديث خير الذكر الخفي لأنه حيث خيف الرياء أو تأذي المصلين أو النيام (إلى أن قال) عن الإمام الشعراني: أجمع العلماء سلفا وخلفا على استحباب ذكر الجماعة في المساجد وغيرها إلا أن يشوش جهرهم على نائم أو مصل أو قارئ[1].

پس ثابت ہوا کہ صورت مسئولہ میں اذکار و اوراد کا پڑھنا ممنوع ہے جبکہ تشویش نمازیوں کو ہوتی ہے[2]۔ کذا فی فتاویٰ دار العلوم ص ۲۰۸ ج ۲ (قدیم)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور عفی عنہ ۱۳۹۰ھ

نمازوں سے قبل یا بعد ذکر بالجہر کی شرعی حیثیت

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اندریں مسئلہ کہ ہمارے ہاں ایک جماعت جو دس پندرہ اشخاص پر مشتمل ہے۔

---

(۱) كذا في رد المحتار، كتاب الصلاة، مطلب في رفع الصوت بالذكر ۱/۶۶۰ طبع ایچ ایم سعید کراچی۔ وكذا في مجموعة الرسائل اللكنوي ... وهناك أحاديث اقتضت طلب الإسرار والجمع بينهما بأن ذلك يختلف باختلاف الأشخاص والأحوال كما جمع بين الأحاديث الطالبة للجهر والطالبة للإسرار بقراءة ولا يعارض ذلك حديث خير الذكر الخفي لأنه حيث خيف الرياء أو تأذي المصلين أو النيام سباحة الفكر في الجهر بالذكر الباب الأول في حكم الجهر بالذكر ۳/۶۹ طبع إدارة القرآن كراچی۔ وكذا في الفتاوى الخيرية على هامش تنقيح الحامدية، كتاب الكراهية والاستحسان ۲/۱۸۹ طبع مكتبه حقانيه پشاور۔

(۲) كذا في فتاوى دار العلوم ديوبند، كتاب الصلاة، باب السادس عشر في صلاة العيدين ۵/۱۸۰ مكتبه حقانيه ملتان۔

ہر نماز سے قبل یا بعد میں ذکر الٰہی بالجہر بڑے زور وشور سے اہتمام سے بجا لاتے ہوتے ہیں۔ جو کہ انفرادی نماز پڑھنے والوں اور قرب وجوار کے عوام کے لیے اعتراض کا موجب بنتا ہے۔ کیا شرع شریف میں از روئے شریعت ذکر بالجہر مطلق جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

قال اللہ تعالیٰ ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ الآیۃ (1) آیت سے ذکر خفی کا مامور ہونا ظاہر ہے۔ احادیث میں جہاں جہاں ذکر بالجہر کا ثبوت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جہر فرمایا وہ تو انہی کلمات اور مقامات کے ساتھ مخصوص ہوتا ہے۔ یا احیاناً بلا تکلف وبلا التزام یا بغرض تعلیم المسلمین ہی پر صادق آتا ہے۔ اس سے مطلق التزاماً ذکر بالجہر کا جواز ثابت کرنا صحیح نہیں (2)۔ قال فی الفتح القدیر الاصل فی الاذکار الاخفاء والجهر بها بدعة وفي (3) البحر الرائق والجهر بالتكبير بدعة في كل وقت الا المواضع المستثناة وصرح قاضي خان في فتاواه بكراهة الذكر جهراً وفي الفتاوى العلامية ويمنع الصوفية من رفع الصوت والصفق وفي البرهان شرح مواهب الرحمن رفع الصوت بالذكر بدعة لمخالفته قوله تعالى واذكر ربك في نفسك تضرعاً وخيفة ودون الجهر من القول الآية. البتہ برائے ازالہ وساوس وخطرات قلب مشائخ ذکر بالجہر کی تعلیم دیتے ہیں۔ لیکن اس میں جواز جب ہوگا کہ کسی دوسرے کو تکلیف نہ ہو ورنہ اس سے نماز میں خلل پڑنے کی صورت میں تو قرآن کی تلاوت بھی بالجہر جائز نہیں بلکہ آہستہ تلاوت لازم ہے (4)۔ واللہ اعلم۔

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

---

(1) سورۃ اعراف آیت: ۵۵۔

(2) وكذا في فتح القدير كتاب الصلاة باب صلاة العيدين ۱/۲۷۹، ۲۸۰ طبع رشيديه.

(3) كذا في البحر الرائق كتاب الصلوة باب الصلاة العيدين ۲/۲۷۹ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه.
كذا في الدر المختار كتاب الصلوة باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها مطلب في رفع الصوت بالذكر ۱/۶۶۰ سعيد كراچي. وكذا في مجموعة الرسائل سباحة الفكر في الجهر بالذكر الباب الاول ۲/۴۶۹ ادارة القرآن كراچي

(4) كما في رد المحتار هناك احاديث اقتضت طلب الاسرار والجمع بينهما بان ذلك يختلف باختلاف الاشخاص ولا يعارض ذلك حديث خير الذكر الخفي لانه حيث خيف الرياء وتأذي المصلين كتاب الصلاة باب ما يفسد الصلوة وما يكره فيها مطلب في رفع الصوت بالذكر ۱/۶۶۰ سعيد كراچي. وكذا في مجموعة الرسائل اللكنوي سباحة الفكر في الجهر بالذكر ۲/۴۶۸، ۴۶۹ طبع ادارة القرآن كراچي، وكذا في الفتاوى الخيرية على هامش تنقيح الحامدية كتاب الصلاة فصل في الكراهة والاستحسان ۲/۲۸۱ مكتبه حقانيه.

نمازوں کے بعد جہراً درود شریف پڑھنے کی شرعی حیثیت، بہتر وافضل درود وسلام کونسا ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ بعض مساجد میں کچھ لوگ نماز باجماعت ادا کرنے کے بعد ہی متصل صلی اللہ علیک یا رسول اللہ وسلم علیک یا حبیب اللہ وغیرہ کلمات کو مسنون درود شریف سمجھتے ہوئے جہراً پڑھتے ہیں۔ کیا یہ کلمات مسنون درود یا اس کے قائم مقام ہیں یا نہیں نیز مسنون درودوں میں۔ سب سے اولیٰ اور بہتر کون سا درود شریف ہے اور اس کے الفاظ کیا ہیں؟ نیز مسجد میں نماز کے بعد ان مذکورہ بالا کلمات کو جہراً پڑھنے کے متعلق شرعاً کیا حکم ہے اور جن فرض نمازوں کے بعد سنتیں نہیں ہیں ان کے بعد قبل از دعا کیا نیز پڑھنے کا حکم ہے۔ بینوا توجروا۔

﴿ج﴾

درود شریف پڑھنے کا بڑا ثواب ہے(۱) لیکن نماز باجماعت کے بعد سراً پڑھا جائے۔ جہراً پڑھنے سے مسبوقین کی نماز میں خلل واقع ہوگا۔ اس لیے اس سے احتراز کیا جائے اگر عقیدہ یہ ہو کہ ان کلمات کو فرشتہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کرے گا(۲)۔ پھر یہ درود بھی جائز ہے اور اگر یہ عقیدہ ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت بلاواسطہ سنتے ہیں تو ان کلمات سے درود ہرگز نہ پڑھا جائے۔ ویسے درود شریف میں سب سے بہتر طریقہ

---

(۱) لما فی قولہ تعالیٰ ان اللہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی یاایھا الذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما سورۃ الاحزاب آیۃ: ۵۶ پارہ: ۲۲۔

لما فی کنز العمال أکثروا من الصلوۃ علی فی کل یوم الجمعۃ فان صلاۃ أمتی تعرض علی فی کل یوم جمعۃ فمن کان أکثرھم علی صلاۃ کان أقربھم منی منزلۃ الباب السادس فی الصلوۃ علی النبی علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام ۱/۴۸۸ طبع مؤسسۃ الرسالۃ۔

وکذا فی ایضاً فی کنز العمال: ۲۱۳۸ أتانی آت من ربی عزوجل فقال من صلی علیک من أمتک صلاۃ کتب اللہ لہ بھا عشر حسنات ومحی عنہ عشر سیئات ورفع لہ عشر درجات ورد علیھا مثلھا۔ الباب السادس فی الصلوۃ علیہ وعلی آلہ علیہ الصلوۃ والسلام ۱/۴۸۸ طبع مؤسسۃ الرسالۃ

وکذا ایضاً فی کنز العمال ۲۱۴۷ حیثما کنتم فصلوا علی فان صلاتکم تبلغنی ۱/۴۸۹ طبع مؤسسۃ الرسالۃ۔

(۲) تقدم تخریجہ تحت حاشیہ نمبر (۱)

وکذا ایضاً فی کنز العمال ص ۲۱۴۷، حیثما کنتم فصلوا علی فان صلاتکم تبلغنی الخ، ص ۴۸۹، ج ۱، طبع مؤسسۃ الرسالۃ۔

طریقہ وہ ہے جو نماز میں پڑھا جاتا ہے[1] اللّٰھم صل علی محمد الخ یعنی یہ مسنون درود بھی نماز با جماعت کے بعد زور زور سے پڑھا جانے مروجہ طریقہ ہے[2] آیت اور ان عبارات وروایات حدیث میں منقول نہیں، اس کا چھوڑنا افضل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

۲۴ شعبان ۱۳۹۵ھ

بغیر التزام کے گھٹیوں پر درود شریف پڑھنے کی شرعی حیثیت

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک مسجد میں بعض احباب کے یہاں بعد از نماز فجر درس قرآن مجید ہوا کرتا ہے اور بعد نماز عشاء درس حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوا کرتا ہے مگر ہر دو محفل ختم ہونے پر مولوی صاحب ... درود شریف پڑھتے ہیں۔ ... کا وقت بعد نماز فجر کا وقت خالی ہو جاتا ہے۔

ایک مقتدی کا ... گھنٹیاں بجنے والی ... ہے۔ ان میں بیٹھنے والے درود شریف پڑھتے ہیں۔ لیکن یہ درود شریف اس حیثیت سے پڑھا جاتا ہے ... معلوم ہوتا ہے ... بعض اوقات کھڑے ہوتے ہیں ... بعض بیٹھے ہوتے ہیں درود شریف پڑھتے ہیں۔ بعض اوقات قیام کرتے چلے جاتے ہیں۔ بعض اوقات قیام کے ... بیٹھ جاتے ہیں ... دوسری ... قرآن مجید ... درود شریف ... ہوا کہ ... ٹھیک ہے۔

---

(۱) قال البخاري في صحيحه: حدثنا ... عن عبد الرحمن بن أبي ليلى قال لقيني كعب بن عجرة فقال ألا أهدي لك هدية إن النبي صلى الله عليه وسلم خرج علينا فقلنا يا رسول الله قد علمنا كيف نسلم عليك فكيف نصلي عليك؟ قال: فقولوا اللهم صل على محمد ... (صحيح البخاري، كتاب الدعوات، باب الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم: ۲/۹۴۰، قديمي كتب خانه)

وكذا في رد المحتار، كتاب الصلاة، مطلب في ... بعد التشهد: ۱/۳۷۲، ۳۷۳، طبع مكتبه رشيديه جديد

(۲) لما في قوله تعالى: ادعوا ربكم تضرعا وخفية إنه لا يحب المعتدين. سورة الأعراف آية: ۵۵ پاره ۸

اگر مولوی صاحب بروز جمعہ تشریف فرما ہوں، تو پھر درود شریف نہیں پڑھا جاتا، بلکہ درس قرآن مجید حسب معمول ہوتا ہے۔

حدیث نبوی میں موجود ہے کہ بروز جمعہ کثرت سے درود شریف پڑھا کرو مجھ پر پہنچایا جاتا ہے۔ اس خیال سے درود شریف پڑھا جاتا ہے کہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں پہنچ جاتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ دس نیکیاں ملتی ہیں اور دس گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور دس درجے بلند ہوتے ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کچھ آدمیوں کو دیکھا کہ کنکریوں یا گٹھلیوں پر لا الہ الا اللہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں پڑھ رہے تھے۔ تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کفن ابھی میلا بھی نہیں ہوا تم نے بدعات شروع کر دی ہیں۔ تو بیان مذکورہ کے مضمون کو دیکھا جائے تو کیا اس طرح اور اس حیثیت سے بغیر کسی قید و بغیر التزام درود شریف پڑھنے کے جواز کی صورت نکل سکتی ہے۔ پڑھا جائے یا نہ اگر پڑھا جائے جب کہ جواز کی صورت نکل سکتی ہے۔ تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت کا کیا جواب ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے پڑھنے والے حضرات کو روک دیا۔ کیا کیفیت تھی۔ ضروری سمجھ رہے تھے یا کوئی اور وجہ تھی۔

الجواب

طریقہ مذکورہ بالا کے ساتھ بلا کسی قید و التزام کے درود شریف پڑھنا جائز ہے[1]۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما والی حدیث میں اصول کے پیش نظر یہی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کا ارشاد بھی ضروری سمجھ لینے کے خوف سے ہے یا اور کوئی صحیح محمل رکھتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ عبداللطیف

---

(۱) لما في الترغيب والترهيب عن ابيها رضي الله عنه انه دخل مع رسول الله صلى الله عليه وسلم على امرأة وبين يديها نوى او حصى تسبح به فقال الا اخبرك بما هو أيسر عليك من هذا او أفضل فقال سبحان الله عدد ما خلق في السماء وسبحان الله عدد ما خلق في الارض وسبحان الله عدد ما بين ذالك (الترغيب في جوامع من التسبيح والتحميد والتهليل والتكبير ۲/۲۸۹ طبع المكتبة حرمين الشريفين كانسي روڈ كوئٹه.

وكذا في رد المحتار كتاب الصلوة مطلب الكلام على اتخاذ السبحة ۲/۸۰، طبع مكتبه رشيديه جديد.

نمازِ عشاء کے فوراً بعد درسِ قرآن کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص عشاء کی نماز کے بعد فوراً درسِ قرآن کریم آواز بلند بذریعہ لاؤڈ اسپیکر دیتا ہے۔ جس سے بعد میں آنے والے نمازیوں وغیرہ کو تکلیف ہوتی ہے اور نماز میں خلل پڑتا ہے تو کیا ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

اگر لوگوں کو تکلیف ہو اور مسجد میں نماز پڑھنے والوں کی نماز میں خلل واقع ہوتا ہے تو لاؤڈ اسپیکر کے استعمال سے احتراز لازم ہے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ

۱۳/رجب ۱۳۹۸ھ

اقامت سے قبل صلوٰۃ کے نعروں کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ہمارے ہاں ایک مسجد میں خطیب مسجد نے یہ رائج کر رکھا ہے کہ اقامت سے پہلے تین نعرے لاؤڈ اسپیکر پر صلوٰۃ کے لگائے جاتے ہیں۔ مثلاً **الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ یارحمۃ للعالمین۔ یا شفیع المذنبین** وغیرہ ان نعروں کا ثبوت قرآن وحدیث سے مل سکتا ہے یا نہیں اور ایسے نعرے لگانے جائز ہیں یا ناجائز۔ اگر ناجائز ہوں تو اصرار کرنے والوں کے متعلق کیا حکم ہے۔

اس ضمن میں ایک نعرہ الصلوٰۃ والسلام علیک یاحبیب اللہ بھی لگایا جاتا ہے تو آیا اس نعرے کا کوئی مطلب نکلتا ہے یا نہیں اور یہ جملہ لغوی طور پر بھی صحیح ہے یا نہیں۔ اس معاملے میں قرآن وحدیث وفقہ حنفی کی روشنی میں جواب عنایت فرمایا جاوے تاکہ صحیح راستہ اختیار کیا جا سکے۔

---

(۱) لما في رد المحتار: أجمع العلماء سلفاً وخلفاً على استحباب ذكر الجماعة في المساجد وغيرها إلا أن يشوش جهرهم على نائم أو مصل أو قارئ (كتاب الصلاة مطلب في رفع الصوت بالذكر [illegible] طبع مكتبه رشيديه جديد).

﴿ج﴾

نعرۂ تکبیر اللہ اکبر کے سوا باقی تمام نعرے بدعت واجب الترک ہیں۔ اس بدعت میں جو لوگ مبتلا ہوں ان کو نرمی سے سمجھایا جائے اور بدعت کا معنی اور تعریف سمجھا کر ان کو باز رکھا جائے (1)۔ کیونکہ ہماری استطاعت تو سمجھانے تک محدود ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

عبد اللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

---

(۱) لما في الدر المختار (ومبتدع) أي صاحب بدعة وهي اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول صلى الله عليه وسلم لا بمعاندة بل بنوع شبهة الخ كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۳۰۶، ۳۰۷ طبع مكتبه رشيديه جديد.

وكذا في حلبي كبير والمراد بالمبتدع من يعتقد شيئا على خلاف ما يعتقده أهل السنة والجماعة كتاب الصلوة باب الامامة ص ۵۱۴ سهيل اكيڈمي.

وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب الامامة ص ۳۰۳ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان.

باب فی السنن والنوافل

جماعت کھڑی ہونے پر فجر کی سنتوں کا حکم

﴿س﴾

صبح کی جماعت کھڑی ہونے کی صورت میں صبح کی سنتیں پڑھنی چاہئیں یا نہیں۔ زید کہتا ہے کہ اگر جماعت میں شامل ہونے کا امکان ہو اگرچہ التحیات ہی میں تو سنتیں پڑھ لے ورنہ چھوڑ کر جماعت میں شامل ہو جائے اور سورج نکلنے پر ان کی قضا ہے مگر بکر کہتا ہے کہ اگر جماعت کھڑی ہو تو سنتیں نہ پڑھنی چاہئیں اور نہ سورج نکلنے پر ان کی قضا واجب ہے۔ براہ کرم مفصل تحریر کریں۔

﴿ج﴾

صورۃ مسئولہ میں اصح عندالاحناف یہ ہے کہ اگرچہ قعدہ ملنے کی امید ہو تب بھی سنتِ فجر ترک نہ کرے[۱]۔ کیونکہ احادیث میں اس کی بہت تاکید آئی ہے۔ ہاں اگر بالکل فوت جماعت کا خطرہ ہو تو پھر نہیں پڑھنی چاہئیں۔ بلکہ جماعت میں شرکت ضروری ہے۔ باقی اگر سنتیں رہ گئیں تو اگر فرائض بھی نہیں پڑھے۔ پھر تو تبعاً للفرائض سنتوں کو بھی بعد طلوع شمس قضا کرے۔ (ولا یقضیہا الا بطریق التبعیۃ)[۲]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

بندہ احمد عفا اللہ عنہ

---

(۱) لما فی رد المحتار وقد اتفقوا علی ادراکہ بادراک التشہد، فیاتی بالسنۃ اتفاقاً کما اوضحہ فی النہر [illegible] ایضاً کتاب الصلوۃ مطلب هل الاساءۃ دون الکراہۃ او افحش، ۲/۶۶۷ طبع مکتبہ رشیدیہ جدید۔ وکذا فی حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح کتاب الصلوۃ باب ادراک الفریضۃ ص: ۴۵۲ طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت۔

وکذا فی البحر الرائق کتاب الصلوۃ باب ادراک الفریضۃ ۲/۱۲۹ طبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ۔

(۲) لما فی الدر المختار کتاب الصلوۃ باب ادراک الفریضۃ ۲/۱۲۹ طبع مکتبہ رشیدیہ جدیدہ۔

لما فی حاشیۃ الطحطاوی لم یقض سنۃ الفجر إلا بفوتها مع الفرض من کتاب الصلوۃ باب ادراک الفریضۃ ص: ۴۵۳ طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان۔

وکذا فی البحر الرائق کتاب الصلوۃ باب ادراک الفریضۃ ۲/۱۳۱ طبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ۔

فجر کی جماعت قائم ہو چکنے کے بعد سنتیں پڑھنے کا حکم

(سوال)

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین ان مسائل میں کہ

(۱) فجر کی جماعت کھڑی ہے ایک صاحب آتے ہیں اور سنت پڑھنا چاہتے ہیں۔ دوسرے صاحب ان کو منع فرماتے ہیں اور قرآن پاک کی سورۃ اعراف کی آخری آیات سناتے ہیں۔ واذا قرئ القرآن اور ایک حدیث مشکوٰۃ شریف کی اور کہتے ہیں جہاں تک امام کی آواز جائے وہاں تک نہیں پڑھ سکتا ہے۔ لیکن پہلے صاحب فرماتے ہیں ایک طرف ہو کے میں پڑھ سکتا ہے۔

(۲) اگر سنتیں کسی وجہ سے رہ جائیں تو ان کو کس وقت ادا کرے۔ مفصل جواب دے کر ممنون فرمائیں۔

(جواب)

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ (۱) احادیث شریفہ میں فجر کی سنتوں کی بڑی تاکید آئی ہے۔ ایک حدیث شریف میں وارد ہے[۱] "صلوھما وان طردتکم الخیل" او کما قال دوسری حدیث میں ہے۔ "رکعتا[۲] الفجر خیر من الدنیا وما فیہا" او کما قال۔ پس امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر ایک شخص مسجد میں آیا اور فجر کی جماعت کھڑی ہوگئی ہو اور سنتیں نہ پڑھ چکا ہو۔ تب اگر اس کو گمان ہو کہ سنتوں کے پڑھ لینے کے بعد آخری رکعت مل جائے گی اور ایک قول کے مطابق تشہد میں شامل ہو جائے[۳] تو

---

(۱) لما فی العنایۃ علی ہامش فتح القدیر کتاب الصلوٰۃ باب النوافل ۱/۲۸۵ طبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ۔
وکذا فی العنایۃ علی ہامش کتاب الصلوٰۃ باب إدراک الفریضۃ ۱/٤٤٦ طبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ۔
وکذا فی البنایۃ علی شرح الہدایۃ کتاب الصلوٰۃ باب إدراک الفریضۃ ۲/٦٩٤ طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان۔

(۲) لما فی صحیح المسلم باب استحباب رکعتی سنۃ الفجر والحث علیہما ۱/۲٥۱ طبع قدیمی کتب خانہ۔ وکذا فی العنایۃ علی ہامش کتاب الصلوٰۃ باب إدراک الفریضۃ ۱/٤٤٦ طبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ۔

(۳) لما فی رد المحتار وقد اتفقوا علی إدراکہ بإدراک التشہد فیأتی بالسنۃ اتفاقاً کما أوضحہ فی الشرنبلالیۃ أیضاً کتاب الصلوٰۃ مطلب ہل الإساءۃ دون الکراہۃ أو أفحش ۲/٦۱۷ طبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ وکذا فی حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح کتاب الصلوٰۃ باب إدراک الفریضۃ ص: ٤٥۱ طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت۔
وکذا فی البحر الرائق کتاب الصلوٰۃ باب إدراک الفریضۃ ۲/۱۲۹ طبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ۔

ممکن ہو تو ایسی صورت میں مسجد سے باہر اگر جگہ ہو یا کسی ستون کے پیچھے سنتیں پڑھ لے اور جماعت میں اس کے بعد شریک ہو جائے تاکہ دونوں ثواب حاصل ہو جائیں۔ کیونکہ نماز فرض کے بعد تو سنتیں پڑھنی مکروہ ہیں۔ کما قال فی الهدایة ومن انتهی الی الامام فی صلوٰة الفجر وهو لم یصل رکعتی الفجر ان خشی ان تفوته رکعة ویدرک الاخری یصلی رکعتی الفجر عند باب المسجد ثم یدخل لانه امکنه الجمع بین الفضیلتین وان خشی فوتهما دخل مع الامام لان ثواب الجماعة اعظم[1] الخ

(۲) اگر فجر کی سنتیں رہ جائیں تب طلوع آفتاب سے قبل تو ادا نہ کرے۔ کیونکہ وقت مکروہ ہے اور سورج کے چڑھ جانے کے بعد زوال سے قبل امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک ان کو پڑھنا جائز ہے اور شیخین کے نزدیک ان کی قضاء کوئی نہیں ہے۔ کما قال فی الهدایة واذا فاتته رکعتا الفجر لا یقضیهما قبل طلوع الشمس الخ[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ عبداللطیف غفرلہ
۱۳/ذی ۱۳۸۴ھ

فجر کی جماعت ملنے کی امید ہو تو سنتیں پڑھے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک بالکل چھوٹی سی مسجد میں صبح کی نماز کے لیے جماعت کھڑی ہو چکنے کے بعد مسجد میں زید اور بکر داخل ہوتے ہیں۔ زید مسجد میں دو رکعت سنت ترک کرتے فرضوں کی ادائیگی کے لیے جماعت میں شامل ہو کر بعد فرضوں کے دو رکعت سنت ادا کرتا ہے۔

---

۱) الهدایة کتاب الصلوٰة باب ادراک الفریضة ۱/۱۵۹ طبع مکتبه رحمانیه لاهور
وکذا فی البنایة علی شرح الهدایة کتاب الصلوٰة باب إدراک الفریضة ۲/۵۶۹ طبع دار الکتب العلمیة بیروت لبنان وکذا فی العنایة علی هامش فتح القدیر کتاب الصلوٰة باب إدراک الفریضة ۱/۴۴۱ طبع مکتبه رشیدیه کوئٹه

۲) الهدایة کتاب الصلوٰة باب ادراک الفریضة ۱/۱۵۹ طبع مکتبه رحمانیه لاهور
وکذا فی البنایة علی شرح الهدایة کتاب الصلوٰة باب إدراک الفریضة ۲/۵۶۹ طبع دار الکتب العلمیة بیروت لبنان وکذا فی العنایة علی هامش فتح القدیر کتاب الصلوٰة باب إدراک الفریضة ۱/۴۴۱ طبع مکتبه رشیدیه کوئٹه۔

بکر مسجد میں ہی دو رکعت سنت ادا کرنے کے بعد جماعت میں شامل ہوا مگر دونوں رکعتیں فرضوں کی چلی گئیں۔ صرف التحیات میں جماعت کے ساتھ ملا۔ کبھی کبھار ایک رکعت فرض میں شامل ہو گیا۔ جناب فرمایئے کہ ان دونوں یعنی زید اور بکر میں سے کس نے صحیح عمل کیا۔

الجواب

اگر صبح کی جماعت ہو رہی ہے تو اگر ایک رکعت کے ملنے کی امید ہے تو سنتیں علیحدہ ہو کر پڑھ لے پھر جماعت میں شامل ہو جاوے۔ یعنی جب تک ایک رکعت ملنے کی امید ہو اس وقت سنن کا ترک جائز نہیں اگر پہلے نہ پڑھے تو پھر بعد فرضوں کے قبل طلوع آفتاب نہ پڑھے اس لیے کہ فرض پڑھنے کے بعد سنن فجر کا طلوع شمس سے پہلے پڑھنا مکروہ ہے۔ اگر قضاء کرنی ہے تو طلوع شمس کے بعد کرنی چاہیے۔ ورنہ ضرورت تو اس کی بھی نہیں ہے کیونکہ مستقلاً سنتوں کی قضا نہیں۔ واذا خاف فوت ركعتي الفجر لاشتغاله بسنتها تركها وإلا لا ولا يقضيها الا بطريق التبعية لقضاء فرضها قبل الزوال لا بعده اما اذا فاتت وحدها فلا تقضى قبل طلوع الشمس بالاجماع لكراهة النفل بعد الصبح اما بعد طلوع الشمس فكذلك عندهما وقال محمد احب الى ان يقضيها الى الزوال الخ. وقالا لا يقضي وان قضى فلا بأس به الخ.[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ محمد انور غفرلہ
۸ ربیع الثانی ۱۴۰۳ھ

سنتیں پڑھے بغیر جماعت میں شامل ہونے والا سنتیں کب پڑھے

(س)

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ کوئی شخص صبح کی نماز میں سنتیں پڑھے بغیر فرض نماز میں امام کے پیچھے شامل ہو جاتا ہے تو آیا اب وہ فرض نماز کے بعد سنتیں ادا کر سکتا ہے یا کس وقت سنتیں ادا کر سکتا ہے۔

---

(۱) لما في الدر المختار مع رد المحتار كتاب الصلوة باب ادراك الفريضة مطلب هل الاساءة دون الكراهة او افحش ۲/۶۱۹ طبع مكتبه رشيديه جديد
وكذا في البحر الرائق كتاب الصلوة باب ادراك الفريضة ۲/۷۹ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه.
وكذا في فتح القدير شرح الهداية كتاب الصلوة باب ادراك الفريضة ۱/۴۱۶، ۴۱۷ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه.

الجواب

درمختار میں ہے: ولا یقضیها إلا بطریق التبعیة [1] یعنی فجر کی سنتوں کی قضا نہیں ہے مگر جب کہ فرض کے ساتھ ہو، اس صورت میں زوال سے پہلے پہلے قضا کرلے۔ اگر تنہا سنت فوت ہوں تو اس کی قضا نہیں۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام ابویوسف رحمہ اللہ تو کسی وقت بھی قضا کے قائل نہیں نہ قبل طلوع شمس نہ بعد طلوع شمس اور امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بعد طلوع شمس زوال سے پہلے پہلے پڑھنا بہتر ہے۔ وإذا فاتته ركعتا الفجر لا يقضيهما قبل طلوع الشمس لأنه يبقى نفلا مطلقا وهو مكروه بعد الصبح ولا بعد ارتفاعها عند أبي حنيفة وأبي يوسف وقال محمد أحب إلي أن يقضيهما إلى الزوال [2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سنت فجر کے لیے جگہ مختص کرنے کا حکم

السؤال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کہ فجر کی دو رکعت سنت جماعت ہونے کی صورت میں کس جگہ ادا کی جائیں۔ اگر مسجد کے صحن میں صرف چار صفوں کی جگہ ہو اور جماعت ایک صف میں کھڑی ہو باقی صفیں خالی ہیں تو باقی صفوں پر سنت ادا کی جا سکتی ہے یا نہیں اور اس مقصد کے لیے سنتوں کو الگ جگہ ادا کرنے کے متعلق مندرجہ ذیل مسئلہ درست ہے یا نہ؟ مثلاً ایک مسجد کو بنائے ہوئے پندرہ سال کا عرصہ ہو چکا ہے۔ اس کے صحن میں صرف چار صفیں تھیں اور چار صفوں کے پیچھے ٹونٹیاں وضو بنانے کے لیے بھی ہوئی تھیں۔ اب ٹونٹیاں کی جگہ میں بنادی ہیں اور وہ جگہ صحن مسجد کی صرف سنت کے لیے الگ کر دی جاوے یا ایک انچ کا فرق کر کے صحن میں

---

(۱) الدر المختار، كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، ص ۶۶، ج۲، طبع مكتبه رشيديه كوئٹه، وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة ص ۴۵۳، طبع دار الكتب العلمية، بيروت، وكذا في البحر الرائق: كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، ص ۱۳۶، ج۲، طبع مكتبه رشيديه كوئٹه۔

(۲) الهداية، كتاب الصلوة، باب إدراك الفريضة [illegible] طبع مكتبه رحمانيه لاهور

وكذا في الدر المختار مع رد المحتار باب إدراك الفريضة مطلب هل الإساءة دون الكراهة أو أفحش ۲/۶۹، طبع مكتبه رشيديه جديد.

وكذا في البحر الرائق كتاب الصلوة باب إدراك الفريضة ۲/۱۳۶ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه.

شامل نہ کرنے کی غرض سے عارضی ہو تو ایسی جگہ کی حیثیت شرعاً مسجد کی نہیں ہوگی۔ یہ حکم بعینہٖ ایسا ہے جیسا کہ دیکھا گیا ہے کہ مسجد کے بیچ میں کوئی ایسی جگہ بنائی جائے اور جوتے بھی ایسی جگہ رکھے جائیں، پھر مسجد کے ساتھ ملا دیا جائے تو اس کا حکم کیا ہوگا؟ ایسی صورت میں مسجد کا حکم ابھی ثابت نہیں ہوا۔ اس طرح نیچے حصے سے نیت تو نہیں ہوئی۔ بینوا توجروا

الجواب

جب جماعت ہو رہی ہو تو فجر کی سنت خارج از مسجد ادا کی جائے(۱) یا اگر مسجد میں پڑھی جائے تو کسی ستون کے پیچھے پڑھی جائیں(۲)۔ جماعت کے ساتھ صف میں کھڑے ہو کر سنت فجر پڑھنا مکروہ ہے(۳)۔ اگر خارج از مسجد کوئی موقع نہ ہو تو جماعت اگر اندر ہو رہی ہو تو باہر پڑھیں اور اگر باہر ہو رہی ہو تو اندر پڑھیں۔ مجبوری

---

(۱) لما في الدر المختار: لا يتركها بل يصليها عند باب المسجد إن وجد مكاناً وإلا تركها. كتاب الصلوة باب إدراك الفريضة ۲/۵۷ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه جديد.
وكذا في الهداية كتاب الصلوة باب إدراك الفريضة ۱/۱۵۹ طبع مكتبه رحمانيه لاهور.
وكذا في العناية على هامش فتح القدير كتاب الصلوة باب إدراك الفريضة ۱/۴۴۱ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه.

(۲) لما في رد المحتار: قوله يكون عند باب المسجد إن لم يكن موضع للصلوة يصليها في المسجد خلف سارية من سواري المسجد. كتاب الصلوة باب إدراك الفريضة مطلب هل الإساءة دون الكراهة أو أفحش ۲/۵۷ طبع مكتبه رشيديه جديد.
وكذا في العناية على هامش فتح القدير كتاب الصلوة باب إدراك الفريضة ۱/۴۴۱ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه
وكذا في البناية على شرح الهداية كتاب الصلوة باب إدراك الفريضة ۲/۵۶۹ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان.

(۳) لما في البناية على شرح الهداية وقال شمس الأئمة أشدها كراهة أن يصلي مخالطاً للصف مخالفاً للجماعة كتاب الصلوة باب إدراك الفريضة ۲/۵۷۰ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان.
وكذا في العناية على هامش فتح القدير كتاب الصلوة باب إدراك الفريضة ۱/۴۴۱ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه
وكذا في حلبي على هامش فتح القدير كتاب الصلوة باب إدراك الفريضة ص: ۴۴۱ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه.

میں ایسا بھی درست ہے، بلکہ پیچھے کی صفوف میں سنت پڑھنا بہرحال چھوڑنا سنت کرتا ہو ہے۔ جب تک جماعت کا کوئی جزو مل سکے(1)۔ باقی مسجد کا بقیہ حصہ اگرچہ ابھی تک مسجد میں شامل نہیں کیا گیا لیکن چونکہ کہا گیا کہ یہ حصہ مسجد ہے تو اس کو سنتیں پڑھنے کے لیے مخصوص کرنا درست ہے۔

جمعہ کے فرضوں کے بعد والی سنتوں کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ جمعہ کی نماز میں ۴ رکعت نماز سنت ۲ رکعت نماز فرض اور پھر ۴ رکعت نماز سنت مؤکدہ اور ۲ جو چار سنتیں فرض کے بعد ہیں کیا یہ سنتیں مؤکدہ ہیں یا غیر مؤکدہ، نہ پڑھنے کی صورت میں نماز مکمل ہوگی یا نہیں۔

الجواب

جمعہ کی پہلی سنت اور بعد کی چار رکعت دونوں سنت مؤکدہ ہیں لیکن فرض کے بعد چھ ہیں۔ پہلے ۴ اور ۲ پیچھے وسن مؤکدا اربع قبل الظهر واربع قبل الجمعة واربع بعدها بتسليمة(2) وذكر الطحاوي عن ابي يوسف انه قال يصلي بعدها ستا الخ. اي ركعتين(3)

سنن مؤکدہ کو ترک کرنا درست نہیں، بلکہ ترک پر اصرار گناہ ہے ولهذا كانت السنة المؤكدة قريبة من الواجب في لحوق الاثم كما في البحر ويستوجب تاركها التضليل واللوم كما في التحرير اي على

---

(۱) لما في رد المحتار وهذا نصوا على إدراكه بإدراك التشهد مراعاة بالسنة اتفاقاً كما أوضحه في النهر تبعاً له أيضاً كتاب الصلوة مطلب هل الاساءة دون الكراهة أو أفحش ۲/۷ طبع مكتبه رشيديه جديد.

وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب ادراك الفريضة ص: ۴۵۱ طبع دار الكتب العلمية بيروت.

وكذا في البحر الرائق كتاب الصلوة باب ادراك الفريضة ۲/۱۲۹ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه.

(۲) الدر المختار كتاب الصلوة باب الوتر والنوافل ۲/۴۵۱ طبع مكتبه رشيديه جديد.

وكذا في العالمگيريه كتاب الصلوة الباب التاسع في النوافل ۱/۱۱۲ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه.

وكذا في البحر الرائق كتاب الصلوة باب الوتر والنوافل ۲/۸۳ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه

(۳) بدائع الصنائع كتاب الصلوة فصل وأما الصلوة المسنونة ۱/۲۸۵ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه.

سبیل الاصرار و بلا عذر (۱) اس جزئیہ سے معلوم ہوا کہ سنت مؤکدہ کا تارک موجب عتاب و سرزنش ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فجر کی جماعت کے وقت سنتیں پڑھنے کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ فجر کی جماعت کھڑی ہے۔ ایک آدمی آیا اس کو یقین ہے کہ فجر کی دو سنتیں پڑھ کر جماعت میں شامل ہو جائے گا۔ اب وہ پہلے سنتیں پڑھے یا سنتیں چھوڑ کر جماعت میں شامل ہو جائے؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں واضح کر دیں۔

جواب

سنت پڑھ کر جماعت میں شامل ہو جائے بلکہ اگر ایک رکعت ملنے کی امید ہے تب بھی سنت ترک کرنا درست نہیں (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

---

(۱) رد المحتار كتاب الصلوة باب الوتر والنوافل مطلب في السنن والنوافل ۲/۱۲ طبع مكتبه رشيديه جديد.
وكذا في التاتارخانية إذا ترك السنن إن تركها بعذر فهو معذور وإن تركها بغير عذر لا يكون معذوراً فهو يسئل عنه يوم القيامة عن تركها كتاب الصلوة مسائل التطوع ۱/۶۴۴ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان.
وكذا في البحر الرائق وقد اتفقوا على انه يأثم بتركها كتاب الصلوة باب الوتر والنوافل ۲/۸۰ طبع مكتبه رشيديه كوئته.
(۲) كما في رد المحتار وقد اتفقوا على عدم تركه إن أدرك الإمام في التشهد عملاً بالسنة اتفاقاً كما أوضحه في الشرنبلالية ... كتاب الصلوة مطلب هل الاساءة دون الكراهة أو أفحش منه ۲/۶۱ طبع مكتبه رشيديه جديد.
وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب ادراك الفريضة ص: ۴۵۰ طبع دار الكتب العلمية - بيروت.
وكذا في البحر الرائق كتاب الصلوة باب ادراك الفريضة ۲/۱۳۹ طبع مكتبه رشيديه كوئته.

عرفہ کے روز نوافل کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا نوافل پڑھنے میں کسی معین دن کی عبادت وقت میں تاکید بھی آئی ہے کہ کسی دن میں نوافل پڑھنا ہر شخص کے لیے ضروری ہو اور اس میں ثواب بھی زیادہ ہو۔ جیسا کہ عوام میں مشہور ہے کہ حج کے دن (یوم عرفہ) نوافل پڑھنا ضروری ہے۔ اگر کوئی نہ پڑھے تو ملامت کی جاتی ہے اور برا کہا جاتا ہے۔ نیز عوام الناس میں مشہور ہے کہ حج کے دن نوافل میں بار بار سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص کے پڑھے جائیں۔ کیا ان دونوں صورتوں کا کہیں ثبوت ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو صرف تمہ عقلی یا بہر حال جواز صورت بتایا کا جواب کہ ثبوت نہیں ہے تو اس پر عمل کرنا واجب ہے یا محض جواز ہے یا بدعت ہے۔ اور اگر جواب نفی میں ہے تو اس پر عمل کرنے والے تو بدعت کے مرتکب ہیں۔ مدلل جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرفہ کے دن نوافل پڑھنا ضروری نہیں ہیں بلکہ دیگر ایام جیسے اس میں بھی اختیار ہے چاہے پڑھے چاہے نہ پڑھے۔ اس دن میں نوافل ضروری ماننا کسی دلیل شرعی سے ثابت نہیں ہے، ضروری سمجھنے والا مبتدع ہے۔[۱] باقی ضم سورۃ اخری سورۃ فاتحہ کے ساتھ ہر رکعت نفل میں واجب ہے۔[۲] عوام الناس کا یہ خیال بھی غلط ہے کہ حج کے دن کے نوافل میں سورۃ اخلاص ہے۔ فقہ کی کتابوں میں یوم عرفہ کے نوافل کا کوئی استثناء نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم

---

(۱) لما في الدر المختار (ومبتدع) اي صاحب بدعة وهي اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول صلى الله عليه وسلم لا بمعاندة بل بنوع شبهة كتاب الصلوة باب الامامة ج ۱ ص ۳۷۶،۳۷۵ طبع مكتبه رشيديه جديد. وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح (ومبتدع) بأن تكلمه ما احدث على خلاف الحق المتلقى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم من علم أو عمل أو حال بنوع شبهة كتاب الصلوة فصل في الامامة ص ۳۰۳ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان.

وكذا في البحر الرائق كتاب الصلوة باب الامامة ج ۱ ص ۶۱۱ طبع مكتبه رشيديه كوئته

(۲) لما في البحر الرائق (وكل النفل والوتر) اي القراءة فرض في جميع ركعات النفل والوتر كتاب الصلوة باب الوتر والنوافل ج ۲ ص ۹۹ طبع مكتبه رشيديه كوئته. وكذا في تبيين الحقائق كتاب الصلوة باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۴۴۲ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان.

وكذا في حلبي كبير كتاب الصلوة فصل في النوافل ص ۳۸۱ طبع سعيدي كتب خانه.

کیا عشاء کے بعد پڑھے گئے نوافل کو تہجد میں شمار کرنا درست ہے

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ بعد عشاء کی نماز ۴ سنت ۴ فرض ۲ سنت ۲ نفل پڑھنے کے بعد نماز تہجد ۲-۲ رکعت ۳ وتر پڑھتا ہے یعنی وقت ایک سنت کا ہوتا ہے عشاء کے وقت میں ہی پڑھ لیتا ہوں آیا یہ درست ہے یا کہ نہیں - اس کے متعلق فرمائیں اور مسئلہ کی وضاحت کریں -

جواب

ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز عشاء کے بعد جو نوافل پڑھے جائیں گے وہ نماز تہجد میں شمار ہوں گے اور ثواب تہجد کا اس سے حاصل ہو جائے گا جیسے کہ شامی میں حدیث طبرانی سے نقل کی ہے - وروی الطبرانی مرفوعا لابد من صلوۃ بلیل ولو حلب شاۃ وما کان بعد صلوۃ العشاء قبل الفجر -(۱) صورت مسئولہ میں جو طریقہ ہے یہ درست ہے - فقط واللہ تعالیٰ اعلم

فجر کے فرضوں کے بعد سنتیں ادا کرنے کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ صبح کی دو سنتیں بعد از فرض جائز ہے یا نا جائز اگر جائز ہے تو جو لوگ منع کرتے ہیں ان کو کیا کہنا چاہیے بعد از فرض سنتیں پڑھنے کو جائز کہنے والے یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے فرض کے بعد سنت شروع کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا پڑھتے ہو تو صحابی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سنت پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت کیا اس کا کیا جواب ہوگا براہ مہربانی جواب مفصل تحریر کریں -

---

(۱) رد المحتار، کتاب الصلوٰۃ باب الوتر والنوافل مطلب فی صلوۃ اللیل - ص ۴۶۶، ج ۲، طبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ (جدید) وکذا فی البحر الرائق: کتاب الصلوٰۃ باب صلوۃ الوتر والنوافل - ص ۹۲، ج ۲، طبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ -

﴿ج﴾

صبح کی سنتیں اگر رہ جائیں تو سورج نکلنے کے بعد قضا کر لینا مستحب ہے(۱) اور صبح کی نماز کے بعد سورج نکلنے سے پہلے سنتیں یا نوافل پڑھنا مکروہ ہے(۲)۔ بخاری ج ۱ ص ۸۲ حدیث نمبر ۵۸۱(۳) بخاری و مسلم میں صریح حدیث ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ **شهد عندي رجال مرضيون وأرضاهم عندي عمر أن النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن الصلوة بعد الصبح حتى تشرق الشمس۔** الحديث حضرت عمر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے جب تک سورج چمکنے نہ لگے، اور جو لوگ جواز کے لیے صحابی کا عمل پیش کرتے ہیں انہیں ہمارے پاس بھیج دیں۔ صحابی کا عمل بتا دیا جائے گا اور پوری طرح سمجھا دیا جائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حبیب اللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

سنن غیر مؤکدہ کے پہلے قعدہ میں درود شریف اور تیسری رکعت میں "ثنا" کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ سنن غیر مؤکدہ کے پہلے قعدہ میں درود شریف اور دعا پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

---

۱) لما في الهداية وقال محمد أحب إلي أن يقضيهما إلى وقت الزوال كتاب الصلوة باب ادراك الفريضة ۱/۱۶۰ طبع مكتبه رحمانيه لاهور.

وكذا في رد المحتار وقال محمد أحب إلي أن يقضيها إلى الزوال كما في الدرر وقيل هذا قريب من الاتفاق كتاب الصلوة باب إدراك الفريضة مطلب هل الإساءة دون الكراهة أو أفحش ۲/۶۶۹ طبع رشيديه جديد. وكذا في البناية على شرح الهداية كتاب الصلوة باب إدراك الفريضة ۲/۵۷۳ طبع دار الكتب العلمية بيروت.

۲) لما في الهداية وإذا فاتته ركعتا الفجر لا يقضيهما قبل طلوع الشمس لأنه يبقى نفلاً مطلقاً وهو مكروه بعد الصبح كتاب الصلوة باب إدراك الفريضة ۱/۱۵۹، ۱۶۰ طبع مكتبه رحمانيه لاهور.

وكذا في البناية على شرح الهداية كتاب الصلوة باب إدراك الفريضة ۲/۵۷۲ طبع دار الكتب العلمية بيروت. وكذا في رد المحتار كتاب الصلوة باب إدراك الفريضة مطلب هل الإساءة دون الكراهة أو أفحش ۲/۶۶۹ طبع مكتبه رشيديه جديد.

۳) لما في فتح الباري شرح صحيح البخاري كتاب مواقيت الصلوة باب الصلوة بعد الفجر حتى ترتفع الشمس حديث: ۵۸۱، ۲/۵۲ طبع دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع

وكذا في الهداية تقدم تخريجه تحت مذكوره بالا حاشيه: ۲.

﴿ج﴾

وفی البواقی من ذوات الاربع یصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویستفتح ویتعوذ۔ روایت بالا سے معلوم ہوا کہ سنن غیر مؤکدہ میں جب چار رکعات کی نیت کرے تو قعدہ اولیٰ میں درود شریف پڑھے، اسی طرح تیسری رکعت کو سبحانک اللہم سے شروع کرے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفر اللہ لہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

عشاء کے فرضوں کے بعد کتنی رکعات سنت ہیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء اس مسئلہ میں کہ عشاء کے بعد چار رکعت سنت پڑھ لیتا ہوں یا دو رکعت۔ السنۃ رکعتان قبل الفجر واربع قبل الظہر واربع قبل العشاء واربع بعدھا وان شاء رکعتین والاصل فیہ قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم من ثابر علی ثنتی عشرۃ رکعۃ الخ وفی غیرہ ذکر الاربع فلہذا خیر الا ان الاربع افضل خصوصا عند ابی حنیفۃ علی ما عرف من مذہبہ[2]۔ براہ کرم تحقیق مسئلہ تو آپ سے جواب فرمائیں۔ والسلام مع الاکرام

﴿ج﴾

دو رکعت اولیٰ تو آپ سنت مؤکدہ ہوتی ہیں[3] دوسری دو رکعت سنت مؤکدہ نہیں بلکہ دو رکعت مستحب ہیں سے قائم ہوتا ہیں تمام ان میں کا اتفاق نہیں ہے۔ لان الغیر مؤکدۃ مع الزیادۃ افضل من المؤکدۃ فقط۔ ایسے طریقہ سے ذکر کرتے ہیں ہدایہ کے نسخے ہیں جیسے کہ فتح القدیر والے نے ثابت کیا ہے۔ لان الاربع افضل من رکعتین بالاجماع بل کلام الکل فی ہذا المقام یفید ما قلنا اذ لا شک فی ان الراتبۃ بعد العشاء رکعتان والاربع افضل فتح القدیر مصری[4] الخ۔

---

(۱) الدر المختار (وفی البواقی) من ذوات الاربع یصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویستفتح ویتعوذ کتاب الصلوۃ باب الوتر والنوافل ۲/۲۲ طبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ
وکذا فی الہندیہ کتاب الصلوۃ الباب التاسع فی النوافل ۱/۱۱۲ طبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ۔
وکذا فی البحر الرائق باب الوتر والنوافل ۲/۸۶، ۸۷ طبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ
(۲) الہدایۃ باب النوافل ج ۱، ص ۱۲۷، طبع مکتبہ امدادیہ ملتان
(۳) لما فی البحر الرائق والسنۃ قبل الفجر وبعد الظہر والمغرب والعشاء رکعتان کتاب الصلوۃ باب الوتر والنوافل ۲/۸۲ طبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ، وکذا فی الدر المختار کتاب الصلوۃ باب الوتر والنوافل ۲/۱۲ طبع رشیدیہ کوئٹہ۔ وکذا فی البنایۃ فی شرح الہدایۃ کتاب الصلوۃ باب النوافل ۲/۵۰۰ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان۔
(۴) فتح القدیر کتاب الصلوۃ باب النوافل ۱/۳۸۷، ۳۸۸ طبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ۔
وکذا فی حلبی علی ہامش فتح القدیر کتاب الصلوۃ باب النوافل ۱/۳۸۷ طبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ۔

شکرانہ کے نوافل کی جماعت کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ نفل شکرانہ بصورت جماعت ادا کیے جا سکتے ہیں۔ نیز وقت کے متعلق بھی وضاحت فرما دیں۔ بینوا توجروا۔

﴿ج﴾

بصورت جماعت درست نہیں اس سے احتراز لازم ہے(۱)۔ اپنے طور پر اگر کوئی شخص بغیر کسی اہتمام کے نفل پڑھ لے یا سجدہ شکر بجا لائے تو اس کی گنجائش ہے۔ اوقات مکروہہ میں نوافل درست نہیں (۲)۔

بہر حال مسئولہ صورت درست نہیں اور دین میں اپنی طرف سے ایک نئی چیز کا اضافہ کریں کہ یہ بدعت اور گمراہی ہے(۳)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

فجر کی جماعت سے قبل اور عصر ومغرب کے درمیان نوافل کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسائل کہ

(۱) ایک آدمی مسجد میں داخل ہوتا ہے جبکہ صبح کی اذان ہو چکی ہے تو کیا وہ جماعت سے قبل وضو کے نفل یا کسی اور قسم کے نفل ادا کر سکتا ہے یا نہیں۔

---

(۱) لما في الدر المختار (ولا يصلي الوتر و) لا (التطوع بجماعة خارج رمضان أي يكره ذلك على سبيل التداعي كتاب الصلوة باب الوتر والنوافل ۲/۴۹ طبع ایچ ایم سعید۔

وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب الوتر والنوافل ص: ۳۸۶ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان۔

وكذا في البحر الرائق كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۶۰۱ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه۔

(۲) وكره تحريما ..... صلاة مطلقا ولو قضاء أو واجبة أو نفلا أو جنازة وسجدة تلاوة وسهو مع شروق ... واستواء وغروب (الاعصر يومه الدر المختار كتاب الصلوة ۱/۳۷۰ طبع ایچ ایم سعید کراچی۔ وكذا في تبيين الحقائق كتاب الصلوة ۱/۲۲۸ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان۔

(۳) وعن عائشة رضي الله عنها قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد متفق عليه مشكوة المصابيح باب الاعتصام بالكتاب والسنة ص: ۲۷ طبع قديمي كتب خانه۔

(۳) یہ بات ہی ممکن ہے کہ جماعت فجر کی دوسری رکعت کو پالے اور سنت پڑھنے کی وجہ سے جماعت فوت ہوجائے تو پھر جماعت میں شامل ہوجائے پھر جماعت کے ختم ہونے کے بعد نماز فجر کی سنتیں نہیں پڑھ سکتا بلکہ سورج نکلنے کے بعد ادا کرے۔

(۴) نماز فجر ادا کرنے کے بعد جو سنتیں پڑھی جاتی ہیں۔ پہلے یا بعد میں پڑھنی ہیں وہ وقت۔

(۵) عصر اور مغرب کی اذانوں کے درمیان نفل پڑھ سکتا ہے یا نہیں اور اگر نفل نہیں پڑھ سکتا تو پچھلی قضا ادا کر سکتا ہے یا نہیں۔ نیز عصر کی نماز پڑھنے کے بعد سورج کے پیلا ہونے تک جب عصر کا مکروہ وقت شروع ہو جائے۔

جواب

(۱) صبح صادق کے بعد فجر کی سنتوں کے علاوہ نفل پڑھنا مکروہ ہے۔ واما الوقتان الاخريان – الخ – فانه يكره فيهما التطوع فقط ولا يكره فيهما الفرض – الخ – وهذان اي الوقتان الممنوع كون ما بعد طلوع الفجر الى ان ترتفع الشمس فانه يكره في هذا الوقت النوافل كلها الا سنة الفجر – الخ – وما بعد صلوة العصر الى غروب الشمس لحديث ابن عباس (۱)

(۲) اگر فجر کی جماعت ہو رہی ہو تو اگر ایک رکعت کے ملنے کی امید ہے تو پہلے سنتیں پڑھ لے ورنہ سنت ترک کر کے جماعت میں شریک ہو جائے (واذا خاف فوت ركعتي الفجر لاشتغاله بسنتها تركها لكون الجماعة اكمل والا) بان رجا ادراك ركعة (لا) يتركها بل يصليها عند باب المسجد ان وجد مكانا –(۲)

....

(۱) غنية المستملي المعروف بشرح الكبير، ص ... طبع سعيدي كتب خانه
وكذا في الدر المختار كتاب الصلوة ۲/۳۷۲ طبع مكتبه رشيديه جديد.
وكذا في الهداية كتاب الصلوة فصل في الاوقات التي تكره فيها الصلوة ۱/۸۳ طبع مكتبه رحمانيه لاهور.

(۲) الدر المختار كتاب الصلوة باب ادراك الفريضة ۲/۵۶ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه جديد
وكذا في الهداية كتاب الصلوة باب ادراك الفريضة ۱/۱۵۲ طبع مكتبه رحمانيه لاهور
وكذا في الكفاية على هامش فتح القدير كتاب الصلوة باب ادراك الفريضة ۱/۴۱۶ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه

(۳) اگر پہلے سنت نہ پڑھے تو پھر بعد فرض کے قبل طلوع آفتاب نہ پڑھے اگر پڑھے تو بعد آفتاب نکلنے کے پڑھے۔ ولا یقضیها الا بطریق التبعیة لقضاء فرضها قبل الزوال لا بعده فی الاصح [1] (وقال فی رد المحتار) و اما اذا فاتت وحدها فلا تقضی قبل طلوع الشمس بالاجماع لکراهة النفل بعد الصبح و اما بعد طلوع الشمس فکذلک عندهما و قال محمد احب الی ان یقضیها الی الزوال۔ [2]

(۴) دونوں طرح جائز ہے [3]۔

(۵) نماز عصر کے بعد سوائے قضاء کے کوئی نفل نماز درست نہیں [4]۔ (حوالہ بالا) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

رمضان شریف کے شبینہ کا حکم

﴿سوال﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین مسئلہ ذیل میں کہ رمضان شریف کے مہینہ کے آخری عشرہ میں شبینہ کے طور پر ایک رات میں قرآن پاک پڑھنا درست ہے یا نہیں۔

﴿جواب﴾

اگر یہ ختم نماز تراویح کے علاوہ نفل میں ہو تو چونکہ اس کے کہ نفل میں بہت سے افراد کے ساتھ جماعت کرائے

---

۱) الدر المختار، کتاب الصلوة باب ادراک الفریضة مطلب هل الاساءة دون الکراهة او افحش، ۲/۶۹ طبع مکتبه رشیدیه جدید. وکذا فی حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح کتاب الصلوة باب ادراک الفریضة ص: ۱۲۱ طبع دار الکتب العلمیة بیروت. وکذا فی البحر الرائق کتاب الصلوة باب ادراک الفریضة ۲/۱۲۹ طبع مکتبه رشیدیه کوئٹه. وکذا فی فتح القدیر علی شرح الهدایة کتاب الصلوة باب ادراک الفریضة ص: ۱۶۶، ۱۷۰: طبع مکتبه رشیدیه کوئٹه.

۲) کما فی الدر المختار، کتاب الصلوة باب ادراک الفریضة مطلب هل الاساءة دون الکراهة او افحش، ۲/۶۹ طبع مکتبه رشیدیه جدید. وکذا فی حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح کتاب الصلوة باب ادراک الفریضة ص: ۱۲۱ طبع دار الکتب العلمیة بیروت. وکذا فی البحر الرائق کتاب الصلوة باب ادراک الفریضة ۲/۱۲۹ طبع مکتبه رشیدیه کوئٹه. وکذا فی فتح القدیر علی شرح الهدایة کتاب الصلوة باب ادراک الفریضة ص: ۱۶۶، ۱۷۰: طبع مکتبه رشیدیه کوئٹه.

۳) کما فی البحر الرائق وعن ابی یوسف انه یحب ان یصلی اربعا ثم رکعتین کتاب الصلوة باب الوتر والنوافل ۲/۸۷ طبع مکتبه رشیدیه کوئٹه.

۴) تقدم تخریجه تحت حاشیه ۱: ص: ۴۰۲.

میں کراہت ہے[۱] اس لیے اس کا ترک کرنا ضروری ہے۔ اگر یہ ختم نہ ہوتو تراویح میں چھوٹی سورتیں پڑھی جائیں اگرچہ جائز ہے۔ تب بھی چند مفاسد کے لزوم کی وجہ سے اس کا ترک ہی کرنا زیادہ مناسب ہے۔ مفاسد مثلاً (تخفیف صلوٰۃ کا حکم جو امام کو دیا گیا ہے[۲] اس کے خلاف لازم آتا ہے۔ جلدی کی وجہ سے حروف قرآن کو صحیح ادا نہیں[۳] کیا جاتا نیز نمود اور اجرت مال کا حصول وغیرہ) کے علاوہ تمام نامناسب امور سے بچ کر اگر کوئی شخص ایسا کرسکتا ہے تو یہ عمل جائز ہوگا۔

امام کس طرف رُخ کرکے دعا مانگے

﴿سوال﴾

کیا ارشاد فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کی بابت کہ جب امام نماز سے سلام کے ساتھ فارغ ہوتا ہے۔ بعد ازاں دعا مانگتا ہے لیکن دعا مانگتے وقت امام اپنا منہ قبلہ شریف کی سمت ہی رکھتا ہے۔ اور مقتدیوں کی طرف منہ کرکے دعا نہیں مانگتا تو آیا ایسے امام کو پتھر مارنے کا حکم ہے یا نہیں اگر ہے تو بمع حوالہ تحریر فرمادیں۔ دیگر ترک سنت یا ترک مستحب کے تحریر فرمانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ صرف فتویٰ یہی چاہیے کہ آیا جو امام مقتدیوں کی طرف منہ کرکے دعا نہیں مانگتا اس کو پتھر مارنے کا حکم ہے یا یہ ایسی لاعلمی کا محض مشہور ہے۔ وضاحت ارشاد فرمادیں۔ فقط والسلام۔

---

۱) كما في الدر المختار (ولا يصلى الوتر و) لا التطوع بجماعة خارج رمضان اى يكره ذالك على سبيل التداعي كتاب الصلوة باب الوتر والنوافل ۲/۶۰۴ طبع مكتبه رشيديه جديد. وكذا في البحر الرائق كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۱۲۲ طبع مكتبه رشيديه كوئته وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب الوتر والنوافل ص: ۳۸۶ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان.

۲) كما في مشكوة المصابيح عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال: رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا صلى أحدكم للناس فليخفف فان فيهم السقيم والضعيف والكبير واذا صلى أحدكم لنفسه فليطول ماشاء متفق عليه كتاب الصلوة باب ما على الامام الفصل الاول ص: ۱۰۱ طبع قديمي كتب خانه.

۳) كما في رد المحتار قوله هذرمة بفتح الهاء وسكون الذال المعجمة وفتح الراء سرعة الكلام والقراءة كتاب الصلوة باب الوتر والنوافل مبحث التراويح ۲/۶۰۳ طبع مكتبه رشيديه كوئته. جديد

وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة فصل في التراويح ص: ۴۱۶ طبع دار الكتب العلمية بيروت.

وكذا في البحر الرائق كتاب الصلوة باب الوتر والنوافل ۲/۱۶۶ طبع مكتبه رشيديه كوئته. جديد

الجواب

عصر و فجر میں اولیٰ و افضل ہے کہ مقتدیوں کی طرف (۱) رخ کرے اور دعا مانگے اور اس کا خلاف کرنے پر کوئی بھی قابلِ رجم کے نہیں ہوتا جو پتھر مارنے کا کہتا ہے وہ سخت غلطی پر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

محمود عفا اللہ عنہ

۱۸ شعبان ۱۳۹۲ھ

---

(۱) لما في الدر المختار: "وفي القنية سن تحويله يميناً وشمالاً وأماماً وخلفاً وذهابه لبيته واستقباله الناس بوجهه ولو دون عشرة ما لم يكن بحذائه مصل ولو بعيداً على المذهب" كتاب الصلاة، فصل مطلب فيما لو زاد على العدد الوارد في التسبيح عقب الصلاة ۲/۳۰۲ طبع مكتبة رشيديه كوئته، جديد

وكذا في بدائع الصنائع، كتاب الصلاة، فصل في بيان ما يستحب للإمام ۱/۱۵۹، ۱۶۰ طبع مكتبة رشيديه كوئته.

وكذا في حلبي كبير، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة ص: ۳۴۰ طبع سعيدي كتب خانه.

باب فى الدعاء بعد الصلوٰة

سلام پھیرنے کے بعد امام کس جانب رخ کرکے بیٹھے

سوال:

سلام پھیرنے کے بعد امام کا رخ کدھر ہونا چاہیے۔

جواب:

فقہاء نے اس میں اختیار دیا ہے کہ خواہ داہنی طرف منہ کرکے بیٹھے اور خواہ بائیں طرف کو اور خواہ مستقبل الی الناس یعنی مقتدیوں کی طرف منہ کرکے بیٹھے، یہ بھی ثابت ہے۔ وفي الحاوية يستحب للإمام التحول ليمين القبلة يعني يسار المصلي الخ وخيره في المنية بين تحويله يمينا وشمالا الخ واستقباله الناس بوجهه [1] اکثر عمل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا داہنی طرف منہ کرکے بیٹھنے کا تھا، كما ذكره الشراح وعليه عمل أكابرنا، كذا في فتاوى دار العلوم ديوبند جدید ص ۱۹۳ [2] البتہ جن نمازوں کے بعد سنتیں ہیں، ان کے بعد مختصر دعا کرکے سنتوں کے لیے کھڑے ہو جانا چاہیے [3]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ

---

(۱) كما في الدر المختار، كتاب الصلوة، باب صفة الصلوة: ۱/۵۳۰، طبع مكتبه رشيديه كوئٹه جديد.

وكذا في بدائع الصنائع، كتاب الصلوة، فصل وأما بيان ما يستحب للامام: ۱/۳۹۴، طبع مكتبه رشيديه كوئٹه.

وكذا في حلبي كبير، كتاب الصلوة، باب صفة الصلوة، ص: ۳۴۰، طبع سعيدي كتب خانه.

(۲) وكذا في فتاوى دار العلوم ديوبند، كتاب الصلوة: ۳/۱۹۳، طبع دار الاشاعت اردو بازار لاهور.

(۳) كما في رد المحتار: وإن كان بعدها تطوع وقام يصليه يتقدم أو يتأخر أو ينحرف يمينا أو شمالا أو يذهب إلى بيته فيتطوع ثمة. كتاب الصلوة، مطلب فيما لو زاد على العدد الوارد في تسبيح عقب الصلوة: ۲/۲۰۳، ۲۰۴، طبع مكتبه رشيديه كوئٹه.

وكذا في بدائع الصنائع، كتاب الصلوة، فصل وأما بيان ما يستحب للامام: ۱/۳۹۴، طبع مكتبه رشيديه كوئٹه.

وكذا في حلبي كبير، كتاب الصلوة، باب صفة الصلوة، ص: ۳۴۲، طبع سعيدي كتب خانه.

سنن کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کی شرعی حیثیت

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ سنتوں کے بعد اجتماعی دعا ہاتھ اٹھا کر مانگنا کیسا ہے یہ طریقہ ہمارے علاقے میں ایک عالم دین نے شروع کیا ہے ... صاحب ہیں انہوں نے اس کو بدعت قرار دیا ہے برائے کرم جواب دیں

الجواب

اس قسم کے ایک سوال کے جواب میں مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ[1] لکھتے ہیں ... [illegible] ... کا اہتمام ہوتا ہے۔[2]

علاوہ ازیں بھی ... [illegible] ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرون ... [illegible]

---

[1] احسن الفتاوی ... ج ۳ ص ... طبع ایچ ایم سعید کمپنی

[2] ... [illegible] ... الصلوۃ ... ص ... طبع مکتبہ ... کوئٹہ

... [illegible] ... علی ... [illegible]

... [illegible] ...

الصلوۃ باب ... ۱۱/۲ ... طبع دار الکتب بیروت

وکذا فی ... علی شرح ... کتاب الصلوۃ ... ص ... طبع ... اکیڈمی لاہور

وکذا فی مجموعہ ... ۱۹۳ ... طبع ادارۃ القرآن کراچی

[illegible]

[illegible]

ہے۔ اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتي ورضيت لكم الاسلام دينا[1]

[illegible]

[illegible] من احدث في امرنا هذا ما ليس منه فهو رد[2] [illegible] عليكم

بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين عضوا عليها بالنواجذ[3] [illegible] كل محدثة

بدعة وكل بدعة ضلالة وكل ضلالة في النار[4]

[illegible]

(۲) [illegible] قال النبي صلى الله عليه وسلم لاتختصوا ليلة الجمعة بالقيام ويوم الجمعة بالصيام وقال في شرح التنوير كل مباح يؤدي اليه اي الى اعتقاد الوجوب فمكروه[5] وقال الطيبي في شرح المشكوة في الانصراف عن اليمين بعد الصلوة ان من اصر على مندوب وجعله عزما ولم يعمل بالرخصة فقد اصاب منه الشيطان[6]

(۳) [illegible] قال في الهندية واما اذا سجد بغير سبب فليس بقربة ولا مكروه وما يفعل عقيب الصلوة مكروه لان الجهال يعتقدونها سنة او واجبة وكل مباح يؤدي اليه فمكروه هكذا في الزاهدي[7] [illegible] ولا يدعو للميت بعد صلوة الجنازة لانه يشبه

---

۱) سورة المائدة آية:۳ پاره:۶.

۲) مشكوة المصابيح باب الاعتصام بالكتاب والسنة الفصل الاول ص ۲۷ طبع قديمي كتب خانه

۳) مشكوة المصابيح باب الاعتصام بالكتاب والسنة الفصل الثاني ص ۳۰ طبع قديمي كتب خانه

۴) مشكوة المصابيح باب الاعتصام بالكتاب والسنة الفصل الثاني ص ۳۰ طبع قديمي كتب خانه

۵) رد المحتار كتاب الصلوة باب سجود التلاوة [illegible] طبع مكتبه رشيديه كوئٹه.

۶) تقدم تخريجه تحت حاشية [illegible]

۷) العالمگيرية كتاب الصلوة الباب الثالث عشر في سجود التلاوة [illegible] طبع مكتبه رشيديه كوئٹه.
وكذا في رد المحتار كتاب الصلوة باب سجود التلاوة [illegible] طبع مكتبه رشيديه كوئٹه (جديد)

الزيادة في صلوة الجنازة (١)

دعا کا ثبوت ”دعا کی حد ہو“ ... سب سے بڑی دلیل البتہ ... اور موجود ہ دور ... اگر پیدا ثابت ہوئی تب بھی ناجائز ہو جاتی ہے ... کا ثبوت ... واللہ اعلم بالصواب

مقتدی امام کی دعا پر آمین کہے یا خود بھی دعا مانگے

سوال:

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ نماز فرض کرنے کے بعد جب امام دعا مانگتا ہے تو امام کی آواز پر مقتدی کے لیے دعا پر آمین کہنا مسنون طریقہ ہے یا مقتدی کو اپنی مسنون دعا مانگنی چاہئے۔

جواب:

چونکہ امام کو ہدایت ہے کہ نمازیوں کے ساتھ مل کر دعا مانگے (٢) یعنی دعا صرف اپنے لیے نہ مانگے بلکہ مقتدیوں اور تمام مسلمانوں کے لیے مانگے (٣) اس لیے اگر کوئی دعا پر آمین کہے تو بھی سنت ہے اور اپنی مسنون دعا مانگنا بھی سنت ہے (٤)۔

بعد از فرض نماز دعا کی شرعی حیثیت

سوال:

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ نماز فرض کے ادا کرنے کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا سنت ہے یا بدعت ہے اگر دعا مانگنا درست ہے تو سنت یا مستحب ہے اور اگر سنت ہے تو قولی ہے یا فعلی تفصیل کے ساتھ

---

(١) مرقاة المفاتيح كتاب الجنائز باب المشي بالجنازة والصلاة عليها تحت الحديث ١٦٨٧: ٤/١٤٦
دار الكتب العلمية بيروت لبنان
وكذا في البحر الرائق ... كتاب الصلوة الجنائز ...
الجنازة ... ٢/٢٠٨ طبع مكتبه رشيديه كوئٹہ۔
(٢) ... کے ساتھ ... دعا ... طرف ...
(٣) ... في قوله تعالى واستغفر لذنبك وللمؤمنين والمؤمنات سورة محمد آية ١٩
... كتاب الصلوة مطلب في
الدعاء ... ٢/٤٨٦ طبع مكتبه رشيديه كوئٹہ
(٤) ... ما في كنز العمال ...
الدعاء لا كمال في إجابة الدعاء باعتبار الأوقات والحالات رقم الحديث ٣٣٢٦٧

جواب مرحمت فرمائیں۔ اس مسئلہ پر کافی فساد برپا ہے۔

الجواب

نماز فرض کے بعد دعا مانگنا مستحب ہے۔(۱) یہ دعا کا وقت ہے، ہاتھ اٹھا کر عاجزی سے ہر قسم کی حاجت کے لیے دعا کرنی چاہیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے البتہ یہ ضروری نہیں کہ فوراً متصل مانگی جاوے بلکہ متصل اور بعد مختصر دونوں طرح درست ہے۔ لیکن بعض اوقات ہیئت اجتماعیہ کے ساتھ دعا کرنے کو زیادہ ثواب کا باعث سمجھا جاتا ہے(۲) لیکن ترک کرنے پر نکیر کرنا ان باتوں سے تنازعہ کسی طرح بھی جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

محمد ...
۲۰ ربیع الثانی ...

نماز پنجگانہ کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کا ثبوت حدیث شریف سے

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان عظام اس مسئلہ میں کہ ہمارے علاقہ میں ایک گروہ موجود ہے ایسا کہتا ہے کہ نماز پنجگانہ و جمعہ کے بعد مجتمعاً یا منفرداً علی سبیل الالتزام ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا احادیث

---

(۱) لما في جامع الترمذي عن ابي امامة رضي الله عنه قال قيل لرسول الله صلى الله عليه وسلم أي الدعاء أسمع قال جوف الليل الآخر ودبر الصلوات المكتوبات أبواب الدعوات ۲/۱۸۷ طبع ایچ ایم سعید

وكذا في صحيح البخاري كتاب الدعوات باب الدعاء بعد الصلوات ۲/۹۳۷ طبع قديمي كتب خانه.

وكذا ايضاً في الترمذي ابواب الدعوات باب بلا ترجمه ۲/۱۸۷ طبع ایچ ایم سعید

(۲) كما في الدر المختار والمبتدع أي صاحب بدعة وهي اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول لا بمعاندة بل بنوع شبهة كتاب الصلوة باب الامامة ۲/۳۵۶-۳۵۷ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه.

وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة فصل في الامامة ص ۳۰۳ طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان.

وكذا في البحر الرائق كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۶۱۱ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه.

گیا اور اس کو معمول بنا لیا گیا تو یہ ثابت نہیں، لیکن یہ بدعت بھی نہیں، مطلق دعا کا ثبوت ہے۔ دعا ایک نیک کام ہے کہ فرض نماز کے بعد قبولیت کا وقت ہے، اجتماعی ہیئت کی ممانعت نہیں ہے اور امام کی دعا پر مقتدیوں کا آمین کہنا بھی ثابت ہے۔ [illegible] اب اس وقت طبعاً [illegible] کی بات ہے [illegible] بلکہ فرض نماز کی بات ہے [illegible] فرق کی بات [illegible]۔

جواب

فرائض کے بعد دعا کا مانگنا احادیث میں مصرح ہے(۱)، کثرت سے احادیث میں دعا میں ہاتھ اٹھانا ثابت ہے اور [illegible] نیز فرائض کے بعد دعا مانگنا ثابت ہے اور دعا کا ثبوت ہاتھ اٹھا کر ہی مسنون ہوگا، کما ورد عن ابن عباس رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال المسئلة أن ترفع یدیک حذو منکبیک أو نحوهما (۲) علامہ جزری رحمہ اللہ حصن حصین میں لکھتے ہیں کہ من آداب الدعاء رفع الیدین (۳)، اسی طرح حضرت مولانا عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: الا انه قد ندب الرفع (ای رفع الیدین) فی مطلق الدعاء استحبه العلماء فی خصوص هذه الدعاء (الدعاء بعد الفرائض) (۴) اس کی تصریح میں ایک روایت موجود ہے، مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے: عن الاسود العامری عن ابیه قال صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الفجر فلما سلم انحرف ورفع یدیه ودعا الحدیث (۵) ورواه ابن السنی فی کتابه عمل

---

(۱) عن أبي أمامة قال قيل يا رسول الله صلى الله عليه وسلم أي الدعاء أسمع قال جوف الليل الآخر ودبر الصلوات المكتوبات (صحيح الترمذي) ابواب الدعوات باب بلا ترجمة ۲/۱۸۷ ایچ ایم سعید کراچی۔

وكذا في اعلاء السنن كتاب الصلوة باب الدعاء بعد الصلوة ۳/۲۰۲ ادارة القرآن کراچی۔

(۲) سنن أبي داود كتاب الصلوة باب الدعاء ۱/۲۰۹ رحمانیہ لاہور۔

(۳) حصن حصین (مترجم اردو) فصل سوم دعا مانگنے کے آداب کا بیان ص: ۲۸ تاج کمپنی کراچی۔

(۴) السعاية في كشف ما في شرح الوقاية كتاب الصلوة باب صفة الصلوة ۲/۲۵۸ سہیل اکیڈمی لاہور۔

(۵) مصنف ابن أبي شيبة كتاب الصلوات باب من كان يستحب إذا سلم أن يقوم أو ينحرف ۳/۲۷۰ [illegible] ومنها قوله [illegible] رفع يديه ودعا۔

الیوم واللیلۃ [1] اس لیے اس کی دلیل ثابت ہے لہٰذا بعد سلام دعا کرنا اور اس وقت دعا کو چھوڑنا سنت الی پر
تشنیع کرنے اچھا نہیں ہے [2]۔ لیکن ایسے ہی لوگوں کی دعوت کے لیے ... کریں یا اس
کے ثبوت سے انکار کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

احقر ...

... ھ

حدیث شریف میں وارد دعا اللھم انت السلام میں اضافہ کا حکم

سوال

حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں۔ اللھم انت السلام ومنک السلام تبارکت یا ذا الجلال والاکرام لیکن بعض مساجد کے ائمہ عام طور پر دعا کے الفاظ یوں پڑھتے ہیں۔ اللھم انت السلام ومنک السلام والیک یرجع السلام حینا ربنا بالسلام وادخلنا دار السلام تبارکت یا ذا الجلال والاکرام۔ کیا ان الفاظ کا پڑھنا جائز ہے یا ان الفاظ کی زیادتی سے ... کیا اس کو روکنا چاہیے؟ قرآن وحدیث اور فقہ حنفی کے مطابق تفصیل سے جواب دیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

مذکورہ الفاظ کا ثبوت کسی حدیث میں نہیں ہے۔ ملا علی قاری کی عبارت میں اللھم انت السلام اس طرح نقل کیا گیا ہے کہ اس میں والیک یعود السلام بھی شامل ہے۔ ... ان میں ... پڑھنا ... کی تحریر فرماتے ہیں۔ قال فی شرح المشکوٰۃ [3] عن الجزری واما ما یزاد

---

(۱) ایضاً

(۲) من اصر علی امر مندوب وجعله عزما ولم یعمل بالرخصة فقد اصاب منه الشیطان من الاضلال فکیف من اصر علی بدعة او منکر (مرقاة شرح مشکوٰة کتاب الصلوٰة باب الدعاء فی التشهد حدیث: ۹۴۶، ۳/۲۶ دار الکتب علمیه بیروت۔

وکذا فی السعایه فی کشف ما فی شرح الوقایه کتاب الصلوٰة باب صفة الصلوٰة ۲/۲۶۵ سهیل اکیڈمی لاهور۔

وکذا فی مجموعة الرسائل اللکنوی: سباحة الفکر فی الجهر بالذکر، الباب الاول فی حکم الجهر بالذکر ص: ۳۴، مجموعه ۳/۴۹۰ ادارة القرآن کراچی۔

(۳) مرقاة المفاتیح شرح مشکوٰة المصابیح کتاب الصلوٰة باب الذکر بعد الصلوٰة الفصل الاول حدیث: ۹۶۰، ۳/۳۴، ۳۵ دار الکتب بیروت۔

بعد قولہ و بسبک الصلاۃ من نحو والشک یرجع الصلاۃ فیضمہا ربہ بالصلاۃ واذا ضمہا ودرک ذو ابتلاء لا اصل لہ من محض حکم القصاص انتہی[۱] یعنی مقتدی کی اذان سے مقتدی ہے اور ان اذکار کے علاوہ مسبک الصلاۃ کے بعد ان کو پڑھتے ہیں۔ والسک یرجع الصلاۃ فیضمہا ربہ بالصلاۃ واذا ضمہا دار الصلاۃ۔ [illegible] کی ہے۔ یعنی وہ نفوس کے [illegible] ہوتے ہیں۔ [illegible] روایات سے ثابت ہے۔ اللہم انت السلام ومنک السلام تبارکت یا ذا الجلال والاکرام[۲] تک دعائیں [illegible]

اور ان کا پڑھنا [illegible] بلکہ [illegible] الفاظ کو پڑھنا چاہیے [illegible] سے منقول ہے۔ [illegible] قرآن کریم [illegible] ہے۔ [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے [illegible] ہیں [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] زبان مبارک سے [illegible] آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے [illegible] وما ینطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی[۳] آپ اپنی خواہش سے کچھ نہیں کہتے بلکہ آپ کی زبان سے جو نکلتا ہے وہ وحی ہے [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان [illegible] زبان سے نکلی ہوئی دعاؤں اور اذکار [illegible] زبان سے

---

(۱) حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح کتاب الصلاۃ فصل فی الاذکار الواردۃ ص ۳۱۱ قدیمی کراچی۔

(۲) عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا سلم لم یقعد الا مقدار ما یقول اللہم انت السلام ومنک السلام تبارکت یا ذا الجلال والاکرام (الصحیح لمسلم کتاب المساجد باب استحباب الذکر بعد الصلاۃ وبیان صفتہ [illegible] قدیمی کراچی)

وکذا فی مشکوۃ المصابیح کتاب الصلاۃ باب الذکر بعد الصلاۃ الفصل الاول [illegible] قدیمی کراچی۔ وکذا فی جامع الترمذی ابواب الصلاۃ باب ما یقول اذا سلم [illegible] سعید کراچی۔

(۳) سورۃ النجم: ۳، ۴ [illegible] وما ینطق عن الہوی [illegible] ان ہو الا وحی یوحی [illegible] تفسیر مظہری سورۃ النجم [illegible] روح المعانی سورۃ النجم [illegible]

لکھے ہوئے کلمات میں جو کوئی نہیں ہو سکتی۔ بہر حال آیات اور ادعیہ ماثورہ کا نماز کے بارے میں تمام علماء متفق ہیں کہ ان کا اپنی عربی الفاظ میں پڑھنا ہی ہے جو قرآن و حدیث میں آئے ہیں۔ ترجمہ و تبدیلی کی گنجائش نہ کرنی چاہیے۔ نماز کے بعد جو دعائیں اور اذکار ماثور ہیں وہ حصن حصین میں مذکور ہیں۔

[illegible]

فرض نمازوں سے فراغت پر دعا کا ثبوت

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ بعد از صلوٰۃ مفروضہ دعا، تکلف اجتماعی صورت میں ہاتھ اٹھا کر جائز ہے یا نہیں۔ اگر جائز ہے تو اس کا ثبوت احادیث صحیحہ اور اقوال محدثین وعلماء سے ارشاد فرما کر موقع عنایت فرمائیں۔

جواب

فرضوں کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا اور بعد دعا کے منہ پر ہاتھ پھیرنا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ اس کا منکر سنت سے بے خبر ہے۔ ترمذی شریف میں مروی ہے۔ **عن ابی امامة قال قیل یارسول اللہ ای الدعا اسمع قال جوف اللیل الآخر ودبر الصلوات المکتوبات**[1] اور حصن حصین میں بروایت ترمذی و حاکم نقل کیا ہے۔ **ومسح الیدین**[2] اور عام طرق روایت سے نقل کیا ہے۔ **ورفعهما**[3] پس ان احادیث صحیحہ سے ہر ایک نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا اور اس کا سنت ہونا ثابت ہوا اور حصن حصین میں التزام احادیث صحیحہ کا کیا گیا ہے۔ کذا فی فتاویٰ دارالعلوم دیوبند عزیز الفتاویٰ[4] لیکن بعد سنن ونوافل کے خاص التزام کے ساتھ دعا مانگنا ثابت نہیں بدعت ہے[5]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

[illegible]

---

۱) الجامع للترمذی ابواب الدعوات باب ۸۰ رحمة ۲/۱۸۷ ایچ ایم سعید کراچی۔

۲) حصن حصین دعا مانگنے کے آداب کا بیان ص: ۲۸ طبع تاج کمپنی لمیٹڈ کراچی۔

۳) عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا رفع يديه في الدعاء لم يحطهما حتى يمسح بهما وجهه (الجامع الترمذي كتاب ابواب الدعوات باب ما جاء في رفع الأيدي عند الدعاء ۲/۱۷۶ سعيد، وكذا في سنن أبي داؤد كتاب الصلوة باب الدعاء حديث: ۱۴۹۲، ۱/۲۱۶ رحمانيه لاهور۔

۴) فتاوى دار العلوم ديوبند (عزيز الفتاوى) كتاب الذكر والدعاء ۱/۴۹۴ طبع دار الاشاعت كراچي۔

۵) البدعة ما أحدث على خلاف الحق المتلقى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم من علم أو عمل أو حال بنوع شبهة واستحسان وجعل دينا قويما وصراطا مستقيما (رد المحتار كتاب الصلوة باب الإمامة ۱/۵۶۰ مطلب البدعة خمسة أقسام، طبع سعيد كراچي) ورحم الله طائفة من المبتدعة في بعض أقطار الهند حيث واظبوا على أن الإمام ومن معه يقومون بعد المكتوبة ثم إذا فرغوا من فعل السنن والنوافل يدعوا الإمام عقب الفاتحة جهرا بدعاء مرة ثانية والمقتدون يؤمنون على ذلك وقد جرى العمل منهم بذلك على سبيل الالتزام والدوام حتى أن بعض العوام اعتقدوا أن الدعاء بعد السنن والنوافل باجتماع الإمام والمأمومين ضروري واجب ... ولا ريب أن هذا امر محدث في الدين۔ إعلاء السنن كتاب الصلوة باب ما إذا فرغ من الصلوة ۳/۲۰۵ طبع إدارة القرآن كراچي۔ وكذا في معارف السنن كتاب الصلوة بحث الدعاء بعد الصلوة ۳/۴۰۹ سعيد كراچي۔

[illegible]

سوال:

[illegible]

جواب:

[illegible]

[illegible]

[illegible] شرعی حیثیت

سوال:

[illegible]

---

(۱) [illegible]

(۲) [illegible]

کی تحریرات بھی شامل ہیں۔ جس سے اس خیال کو مزید تقویت ملی۔ چنانچہ جس سے کئی طرح کی باتیں پھیل گئی ہیں جو غالب پھیلا دی گئی جس سے مقتدیوں کی ایک قلیل تعداد نے یہ بات مان لی کہ اکثر مقتدی اور عوام اس سے پریشان اور کبیدہ خاطر ہیں اور بار بار کہتے ہیں کہ دعا بھی ایک عبادت ہے۔ علماء اس سے کیوں منع کرتے ہیں۔ ہم آپ اور علماء دین دار و بندی مکتب فکر سے تعلق رکھتے ہیں اور دیوبند کے فتاوی کو قابل عمل سمجھتے ہیں۔ دعا ثانیہ کے ثبوت کے بارے میں جو آیات قرآنی اور احادیث پیش کرتے ہیں تو اس سے مندرجہ ذیل سوالات پیدا ہوتے ہیں۔

(۱) مذکورہ دونوں مولوی صاحبان میں کون حق پر ہے۔

(۲) کیا دعا ثانیہ کا قرآن و حدیث میں کوئی ثبوت ہے اور خیر القرون میں یا ائمہ اربعہ سے اس کا کوئی ثبوت ملتا ہے۔

(۳) اس مسئلہ میں بصورت عدم ثبوت اکثر علماء دین کا اتفاق یا عدم جواز کی دعا ثانیہ کا حکم ہے یا نہ۔

(۴) بصورت ثبوت اس کی کیا حیثیت ہے سنت یا مستحب۔

(۵) دعا ثانیہ میں جہراً و اخفاءً سراً میں کوئی فرق ہے یا ایک ہی حکم ہے۔

(۶) بصورت عدم جواز دعا ثانیہ کے جواز کے قائلین و عاملین پر بدعتی وغیرہ کا حکم لگانا صحیح ہے۔

(۷) اگر دعا ثانیہ ناجائز ہے تو دارالعلوم دیوبند، مرکزی افتاء دارالعلوم کی متعلقہ تحریرات کا کیا جواب ہے جس سے جواز معلوم ہوتا ہے۔

الجواب

(۱) بعد میں آنے والے امام صاحب نے جو موقف اختیار کیا ہے[۱]۔

(۲) کسی بھی صحیح حدیث میں اس کا ثبوت نہیں ہے۔ خاص طور پر مذکورہ صورت میں حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ

---

(۱) ورجب ابن [illegible] في بعض أقطار الهند [illegible] أن الإمام [illegible] بعد المكتوبة ... ثم إذا فرغوا من فعل السنن والنوافل يدعو الإمام عقب الفاتحة جهرا بدعاء مرة ثانية والمقتدون يؤمنون على ذلك وقد جرى العمل منهم بذلك على [illegible] العوام [illegible] أن الدعاء بعد السنن والنوافل باجتماع الإمام والمأمومين ضروري [illegible] وأنه [illegible] (معارف السنن كتاب الصلاة باب ما قيل في الدعاء [illegible] ۴۰۵/۳ [illegible])

وكذا في معارف السنن كتاب الصلاة بحث الدعاء بعد الصلاة ۴۰۹/۳ [illegible] كراچی۔

صاحب (۱) میں اس پر تفصیل سے بحث کی ہے۔

(۳) اگر اس کو چھوڑ دیا جائے اس خیال سے تو کیا فرض ادا نہیں ہوں گے۔

(۴) جہاں جہاں سے آپ کو کتابیں بحوالہ عبارت بھی ان کا جواب دیا جائے گا۔ فقط والسلام

﴿ھو المصوب﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ نوافل کے بعد دعا مانگنا احادیث سے ثابت ہے (۲) اور انفرادی طور پر بغیر التزام و اصرار اور بدون قیود مشروعہ کے کسی نے امام کے ساتھ اجتماعی صورت دے دی، تب بھی تو اس میں بھی کوئی مضائقہ نہیں۔ ہاں اگر ان کو اپنے عقیدہ میں ضروری سمجھے یا اس میں اس کی پابندی اصرار کے ساتھ اس طرح کی جائے کہ دوسری جماعت امام کے فارغ ہونے تک منتظر بیٹھی رہے اور پہلے اٹھ جانے کو معیوب اور اس کے تارک کو قابل ملامت، طعن و تشنیع قرار دیا جائے اور دعا کے لیے اس مخصوص طریق کا جزو لازم ضروری سے التزام کیا جائے۔ تو یہ بدعت ہے۔ اور سنتوں اور نفلوں کے بعد امام کے ساتھ ہیئت اجتماعیہ بطریق مخصوص یہ دعا کرنا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ تابعین تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین میں سے کسی سے بھی ثابت نہیں۔ جس کا وجود ہی ثابت نہ ہو اس کا التزام کرنا اس پر اصرار کرنا اور اسے وجوب کا درجہ دینا کیسے صحیح ہو سکتا ہے (۳)۔ قال اللہ تعالیٰ: الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا (۴)

---

(۱) کفایت المفتی کتاب الصلوٰۃ میں نوافل کے بعد دعا کے بارے میں مفصل بحث ہے ماخوذ از مجموعۃ الفتاویٰ العربیہ ۲/۳۳۷ طبع دار الاشاعت کراچی۔

(۲) عن الفضل بن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصلوۃ مثنیٰ مثنیٰ تشہد فی کل رکعتین وتخشع وتضرع وتمسکن وتقنع بیدیک یقول ترفعهما الی ربک مستقبلاً ببطونهما وجهك وتقول یا رب یا رب ومن لم یفعل ذلک فهو کذا وکذا (جامع الترمذی: ابواب الصلوۃ باب ما جاء فی التخشع فی الصلوۃ ۱/۸۷ سعید کراچی)۔

وکذا فی اعلاء السنن کتاب الصلوۃ باب ما یقرأ بعد الفراغ من الصلوۃ ۳/۲۰۶ حدیث: ۹۲۸ إدارۃ القرآن کراچی۔

(۳) من أصر علی أمر مندوب وجعله عزماً ولم یعمل بالرخصة فقد أصاب منه الشیطان من الإضلال فکیف من أصر علی بدعة أو منکر (مرقاۃ شرح مشکوۃ کتاب الصلوۃ باب الدعاء فی التشهد حدیث ۹۴۶: ۳/۳۱ دار الکتب العلمیہ بیروت)۔

وکذا فی السعایة فی کشف ما فی شرح الوقایة کتاب الصلوۃ باب صفة الصلوۃ ۲/۲۶۵ طبع سہیل اکیڈمی لاہور۔

(۴) سورۃ المائدۃ آیۃ: ۳۔

تراویح کے اختتام پر دعا کا حکم

﴿سوال﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ عام مشاہدہ ہے کہ ہر مکتب فکر کی مساجد میں تراویح ہونے کے بعد دعا مانگی جاتی ہے۔ لیکن اس مرتبہ ایک مسجد کے امام صاحب نے فرمایا ہے کہ تراویح کے بعد دعا مانگنا ضروری نہیں ہے بلکہ وتر کی جماعت کے بعد دعا مانگنا افضل ہے۔ اس پر بعض حضرات اعتراض کر رہے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ جہاں تک دعا مانگنے کا تعلق ہے تو وہ ضروری (یعنی فرض) تو ہر فرض نماز کے بعد بھی نہیں ہے اور جہاں تک افضل ہونے کا تعلق ہے تو وہ یہی ہے کہ تراویح کے بعد ہی دعا مانگی جائے کیونکہ اس پر اجماع امت ہے۔ لہٰذا براہ کرم تحریری طور پر مطلع فرمائیں کہ اس سلسلہ میں صحابہ کرام و بزرگان دین کا کیا طریقہ رہا ہے اور افضل طریقہ کون سا ہے آیا بعد از تراویح یا بعد از وتر؟ مع حوالہ اپنے قلم سے مطلع فرمائیں۔

﴿جواب﴾

بعد ختم تراویح دعا مانگنا درست ہے اور مستحب ہے اور معمول سلف و خلف ہے کذا فی فتاویٰ دارالعلوم (۱)۔

اور بعد از وتر اجتماعی طور پر مستحب نہیں ویسے مانگ لینے میں بھی حرج نہیں ہے (۲)۔

---

(۱) فتاویٰ دارالعلوم دیوبند کتاب الصلوٰۃ فصل رابع در باب مسائل تراویح ۴/۲۹۳، دار الاشاعت کراچی۔

والیٰ ربك فارغب والی ربك وحده فارغب حاضرًا بالسؤال ولا تسأل غیره تعالیٰ فانه القادر علی الاسعاف لا غیره عزوجل وأخرج ابن جریر وغیره من طرق عن ابن عباس رضی الله عنه أنه قال أی إذا فرغت من الصلوٰة فانصب فی الدعاء... (تفسیر روح المعانی سورة الم نشرح آیة ۸: ۳۰/۱۷۶، طبع دار احیاء التراث العربی بیروت۔

وکذا فی تفسیر ابن کثیر سورة الم نشرح آیة ۸، ۴/۶۰۸، ۴۸۹ قدیمی کراچی۔

(۲) ثم یدعون لأنفسهم وللمسلمین بالأدعیة المأثورة رافعی أیدیهم حذاء الصدر ثم یمسحون بها أی بأیدیهم وجوههم فی آخره... ۔

مراقی الفلاح مع نور الإیضاح کتاب الصلوٰۃ فصل فی صفة الأذکار ص ۱۶۰، ۱۸۰ قدیمی کراچی۔

-

باب فی مکبر الصوت

(لاؤڈ اسپیکر کے احکام)

جمعہ وتراویح میں لاؤڈ سپیکر کے استعمال کا شرعی حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ نماز جمعہ میں یا نماز تراویح میں اگر لوگ زیادہ ہوں کہ امام کی آواز لوگوں تک نہ پہنچ سکتی ہو یا گھر میں مستورات کو سننے کا شوق ہو۔ تو لاؤڈ اسپیکر میں قرآن مجید پڑھنا درست ہے یا نہیں۔ مہربانی فرما کر شرعی مسئلہ سے آگاہ کریں۔

﴿ج﴾

نماز جمعہ تراویح وغیرہ میں لاؤڈ سپیکر کے استعمال کرنے سے احتراز کرنا ضروری ہے لیکن اگر استعمال کیا تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی نماز صحیح ہے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ نائب مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۲۵ ذوالحجہ ۱۳۹۰ھ

لاؤڈ سپیکر پر جماعت کرانے کی شرعی حیثیت

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ لاؤڈ سپیکر پر اگر جماعت کرائی جاوے تو از روئے شرع محمدی صلی اللہ علیہ وسلم یہ نماز ہو جاتی ہے یا نہیں اگر ہوتی ہے تو مکروہ ہوتی ہے یا نہیں۔ بیت اللہ شریف میں امام نماز لاؤڈ سپیکر پر پڑھاتا ہے۔ وہاں پر گورنمنٹ نے ریڈیو اسٹیشن کا لاؤڈ سپیکر بھی رکھا ہوا ہے جو کہ تمام ریڈیو اسٹیشنوں پر اس نماز کو نشر کرتا ہے اور جو مکانات و دکانات بیت اللہ شریف سے متصل ہیں مثلاً دار ارقم وغیرہ اور شیخ صالح قزاز کا دفتر جو دار ارقم کے اوپر ہے۔ جب حجاج کی بھیڑ ہوتی ہے اور اندر کے لاؤڈ سپیکروں کی آواز نہیں آتی تو یہ لوگ اپنے ریڈیو کھول دیتے ہیں۔ اب اس ریڈیو کی آواز پر نماز کی اقتداء جائز ہے یا نہیں جب کہ صفوف متصلہ

---

(۱) مفتی صاحب نے جس وقت یہ فتویٰ دیا ہے اس وقت اس آلہ کا استعمال نیا تھا بہت سے ماہرین فن اس وقت تک اس آلے کے متعلق شاید مکمل تحقیق معلوم نہیں کی اور اب جدید تحقیق یہ ہے کہ یہ آلہ صرف مکبر الصوت ہے اور اس کی آواز متکلم ہی کی آواز ہے صدا نہیں اور اس کے علاوہ چونکہ آج کل اس آلے کا استعمال بہت عام ہو گیا ہے اس لئے علماء کرام نے اب اس کے ذریعے نماز پڑھانے کے جواز کا حکم دیا ہے۔

کذا فی آپ کے مسائل اور ان کا حل لاؤڈ سپیکر کا استعمال ۲/۳۱۵ طبع مکتبہ بینات کراچی۔

وکذا فی الفتاوی الحقانیہ کتاب الصلوۃ باب مفسدات الصلوۃ ۳/۲۲۰ دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔

[illegible]

(جواب)

نماز میں [illegible] لاؤڈ اسپیکر [illegible] کی اقتدا [illegible] [1] [illegible]

[illegible]

[illegible]

لاؤڈ اسپیکر پر نماز پڑھنے کی شرعی حیثیت

(سوال)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین [illegible] لاؤڈ اسپیکر [illegible] نماز [illegible]

(جواب)

[illegible] لاؤڈ اسپیکر کا استعمال [illegible] اقتدا [illegible] تو نماز درست ہے [2] [illegible]

[illegible]

[illegible]

کیا مجمع والی نمازوں میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال خلاف سنت ہے

(سوال)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین [illegible] مجمع والی نمازوں

---

(۲) [illegible] لاؤڈ اسپیکر [illegible]

[illegible]

الجواب

[illegible] ہے[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

[illegible]

تراویح میں ٹیپ ریکارڈ کے استعمال کا حکم

سوال

تراویح میں ٹیپ ریکارڈ کے استعمال کا حکم کیا ہے۔

الجواب

[illegible] قرآن کریم کی [illegible] ہے[3] [illegible] واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلكم ترحمون[4] [illegible] (5) [illegible] فقط واللہ اعلم۔

[illegible]

---

(۱) ملاحظہ ہو: جمعہ وتراویح میں لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کا حکم، ص ۴۳۰۔

(۲) آلات جدیدہ کے شرعی احکام، ص [illegible] ادارۃ المعارف کراچی۔

(۳) آلات جدیدہ کے شرعی احکام، ص [illegible] ادارۃ المعارف کراچی۔

(۴) سورۃ الاعراف، آیۃ ۲۰۴۔

(۵) [illegible] الاشتغال [illegible] كتاب الصلوة [illegible]

وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلاة [illegible]

[illegible] وقراءة القرآن [illegible]

سپیکر کی آواز پر اقتداء کا حکم

﴿سوال﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ہمارے امام مسجد تقریباً عرصہ پانچ سال سے جمعہ اور عیدین کی نماز لاؤڈ سپیکر پر پڑھا رہے ہیں۔ ایک ماہ سے وہ اس بات پر مصر ہیں کہ آئندہ میں جمعہ کی نماز لاؤڈ سپیکر پر نہیں پڑھاؤں گا۔ کیونکہ اس میں قباحت ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ اسٹیشن کے قریب ہے۔ اگر لاؤڈ سپیکر پر جمعہ کی نماز نہ ہوئی تو مسافروں کو بھی اعادہ ہو سکتا ہے۔ علاوہ ازیں اب ایسا کرنے سے عام لوگوں میں انتشار کا خطرہ ہے۔ لہٰذا آپ یہ فرمادیں کہ لاؤڈ سپیکر کا استعمال حرام ہے، کیا لاؤڈ سپیکر پر خطبہ مسنونہ پڑھا جا سکتا ہے۔ جو لوگ ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھیں جس کے سامنے لاؤڈ سپیکر ہو کیا ان کی نماز ہو جائے گی بینوا توجروا۔

﴿الجواب﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ لاؤڈ سپیکر کا استعمال حرام نہیں ہے۔ اس پر خطبہ مسنونہ پڑھا جا سکتا ہے[1]۔ نماز میں لاؤڈ سپیکر کا استعمال کرنا درست نہیں ہے۔ اگرچہ لاؤڈ سپیکر پر نماز پڑھانے والے کی اقتداء اگر کی جائے تو نماز اکثر علماء کے نزدیک ہو جاتی ہے۔ بعض علماء نے اس میں بھی اختلاف کیا ہے۔ ویسے جو لوگ نماز کو جائز قرار دیتے ہیں وہ بھی نماز جیسی عبادت میں لاؤڈ سپیکر کے استعمال کو بوجہ متعدد قباحتوں کے ناجائز قرار دیتے ہیں۔ نماز کی صحت اور چیز ہے اور اس آلے کا استعمال اس میں دوسری شئی ہے۔ کذا فی احسن الفتاوی[2]۔

لہٰذا امام صاحب کا خیال درست ہے۔ لاؤڈ سپیکر کو نماز میں استعمال نہ کیا جائے اور اگر ضرورت ہو تو مکبرین کا انتظام کر لیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

عبد اللطیف غفرلہ

الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ ۹ صفر ۱۳۸۷ھ

---

(۱) آلات جدیدہ کے شرعی احکام، ص: ۲۸، ادارۃ المعارف کراچی۔

(۲) أحسن الفتاوی کتاب الصلوۃ باب الامامۃ رسالۃ تمام الکلام فی تبلیغ صوت الامام ۳/۳۳۹، ط: ایچ۔ ایم۔ سعید کراچی۔

ملاحظہ ہو صفحہ ۴۶۲ حاشیہ تحت عنوان جمعہ و عیدین میں لاؤڈ سپیکر کے استعمال کا شرعی حکم۔

اسپیکر پر آیت سجدہ سننے سے وجوب سجدہ کا حکم

سوال

نماز تراویح میں قرآن پاک کی تلاوت کے لیے لاؤڈ اسپیکر استعمال کیا جاتا ہے۔ اگر سجدہ تلاوت آجائے تو کیا ہر سننے والے پر سجدہ تلاوت واجب ہو جاتا ہے یا نہیں؟ چاہے وہ مسجد میں ہو یا مسجد سے باہر ہو۔

جواب

لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ آیت سجدہ سننے والوں پر سجدہ تلاوت واجب ہو جاتا ہے۔ چاہے وہ مسجد میں ہوں یا مسجد سے باہر ہوں۔ سجدہ لازم ہو جاتا ہے۔ وذکر فی المجتبی ان الموجب للسجدۃ احد ثلاثۃ: التلاوۃ والسماع والائتمام۔ (۱) فقط واللہ اعلم

---

(۱) رد المحتار، کتاب الصلوۃ، باب سجود التلاوۃ ۲/۱۰۴، طبع ایچ ایم سعید کراچی۔
وأما سبب وجوب السجدۃ فسبب وجوبها أحد شیئین: التلاوۃ أو السماع. بدائع الصنائع، کتاب الصلوۃ، فصل فی سبب وجوب السجدۃ ۱/۱۸۰، رشیدیہ کوئٹہ۔
وکذا فی الفتاوی التاتارخانیۃ، کتاب الصلوۃ، باب سجدۃ التلاوۃ، نوع آخر فی بیان من یجب علیہ السجدۃ ۱/۷۰۲، طبع ادارۃ القرآن کراچی۔
وکذا فی احسن الفتاوی، کتاب الصلوۃ، باب سجود التلاوۃ ۴/۴۱، سعید کراچی۔

باب فى القراءة

قراءۃ کا بیان

جمعہ کی نماز میں سورۃ اعلیٰ اور سورۃ غاشیہ پڑھنے کا حکم

(سوال)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین دریں مسئلہ کہ ہمارے شہر کے امام نماز جمعہ میں ہر جمعہ سورۃ سبح اسم ربک الاعلی اور ھل اتک حدیث الغاشیۃ پڑھتے ہیں۔ لیکن ایک آدمی نے اعتراض کیا کہ پہلی سورۃ سے دوسری سورۃ بڑی ہے اس لیے نماز مکروہ ہے۔ امام صاحب نے کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز جمعہ میں مذکورہ بالا سورتیں اور سورۃ جمعہ اور منافقون پڑھا کرتے تھے۔ معترض نے کہا ہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھا کرتے ہوں گے لیکن ہمارے لیے نہیں ہے۔ نماز تو جائز ہے مگر مکروہ ہے۔ براہ کرم قرأت مسنونہ کے متعلق فرمایا جائے اور ساتھ ہی قرآت مذکورہ بالا کے صحیح ہونے یا نہ ہونے کے متعلق بھی مسئلہ واضح فرمایا جائے تو ذرہ نوازی ہوگی۔

(جواب)

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ قرأۃ مسنونہ یہ ہے کہ نماز فجر و ظہر میں طوال مفصل، عصر اور عشاء میں اوساط مفصل، اور مغرب میں قصار مفصل کی سورتیں پڑھی جائیں۔ سورۃ الحجرات سے لے کر سورۃ والسماء ذات البروج تک طوال مفصل اور والسماء ذات البروج سے سورۃ لم یکن تک اوساط مفصل اور سورۃ لم یکن سے والناس تک قصار مفصل ہے۔ والاصل فیہ کتاب عمر رضی اللہ عنہ الی ابی موسی الاشعری رضی اللہ عنہ ان اقرأ فی الفجر والظھر بطوال المفصل وفی العصر والعشاء باوساط المفصل وفی المغرب بقصار المفصل [1] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سورۃ سبح اسم ربک الاعلی

---

(۱) الھدایۃ کتاب الصلوۃ باب صفۃ الصلوۃ ۱/ ۱۲۰ طبع مکتبہ رحمانیہ لاہور۔

ویسن فی الحضر ... طوال المفصل من الحجرات الی آخر البروج فی الفجر والظھر ومنھا الی آخر لم یکن اوساطہ فی العصر والعشاء وباقیہ قصارہ فی المغرب ای فی کل رکعۃ سورۃ مما ذکر ذکرہ الحلبی (الدر المختار کتاب الصلوۃ باب صفۃ الصلوۃ ۱/ ۹۳۲ ط رشیدیہ کوئٹہ)

اور ہل اتاک حدیث الغاشیہ، سورۂ جمعہ اور منافقون پڑھنا ثابت ہے(۱)، ہمیشہ التزام کر لینا کہ ان کے علاوہ پڑھنے کو سنت کے خلاف سمجھیں۔ بلکہ دیانا قرآن کریم سب ان ہی ہے کہ ان سے عوام کا خیال سے پڑھنا زیادہ قریب سنت اور ان وجہ سے اختلاف کے نہیں سورۃ نہیں ہے۔ و یکرہ التعیین کالسجدۃ و ھل اتی لفجر کل جمعۃ بل یندب قراءتھما احیانا(۲) واذا فرغ من الخطبۃ اقام الصلوۃ وصلی بالناس رکعتین علی ما ھو المتوارث المعروف فی التحفۃ وغیرھا یقرأ فیھما قدر ما یقرأ فی الظھر لانھما بدل عنہ ان قرأ سورۃ الجمعۃ و اذا جاءک المنافقون او سبح اسم و ھل اتاک حدیث الغاشیۃ تبرکا بالمأثور عنہ علیہ الصلوۃ والسلام علی ما مر فی صفۃ الصلوۃ کان حسنا لکن یترک احیانا لئلا یظن العامۃ وجوبہ(۳)

نیز سورۂ غاشیہ کی آیات سے مناسبت بھی ہے اگرچہ زیادہ نہیں لیکن نماز میں ان دونوں کو پڑھنے سے کسی قسم کی کراہت نہیں لکونہ ماثورا فیستثنی من الکراہیۃ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نمازوں میں تسلسل کے ساتھ قرآن پاک پڑھنا

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ ایک حافظ صاحب جو کہ امام مسجد ہیں وقتیہ نمازوں میں تسلسل سے قرآن کریم پڑھتے ہیں، کیا ان کا طریقہ درست ہے، قرآن کریم کا ختم کرنا ان نمازوں میں ثابت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے ثابت ہے یا نہیں، ان کا شرعی حکم کیا ہے۔ بینوا توجروا

---

(۱) عن النعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقرأ فی العیدین وفی الجمعۃ بسبح اسم ربک الاعلی وھل اتاک حدیث الغاشیۃ قلت: وقد مر فی باب الجھر فی الجمعۃ والعیدین حدیث ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ انہ قرأ سورۃ الجمعۃ رواہ مالک والشافعی من رفع الشرح فھذہ الاحادیث ... تدل علی ان کان صلی اللہ علیہ وسلم قرأھما مرۃ وھذہ مرۃ ... فیہ دلیل علی ان لا توقیت لقراءۃ فی ذلک وان للامام ان یقرأ فی ذلک مع فاتحۃ الکتاب ای القرآن شاء (اعلاء السنن، کتاب الصلوۃ، باب مقدار القراءۃ فی الجمعۃ: ۸/۶۰، ادارۃ القرآن کراچی)

(۲) الدر المختار مع شرحہ رد المحتار، کتاب الصلوۃ، باب صفۃ الصلوۃ: ۱/۵۴۴، ایچ ایم سعید کراچی

(۳) حلبی کبیر، فصل فی صلوۃ الجمعۃ، ص: ۵۶۰، طبع سعیدی کتب خانہ کوئٹہ

وکذا فی تبیین الحقائق، کتاب الصلوۃ، باب صفۃ الصلوۃ: ۱/۳۳۲، طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت

وکذا فی البحر الرائق، کتاب الصلوۃ، باب صفۃ الصلوۃ: ۱/۵۹۸، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ

الجواب

پنج وقتہ نمازوں میں مسنون قرآن کریم پڑھنے کی ترتیب یہ ہے کہ مفصلات کا پڑھنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ سے ثابت ہے[1] البتہ اگر کوئی امام اس میں کمی بیشی کرتا ہے تو اس طریقے سے نماز میں کوئی کراہت بھی پیدا نہیں ہوتی[2] اور یہ جائز ہے۔

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر

تحقیق مخرج ضاد

الحمد لله الذي نزل القرآن بلسان عربي مبين والصلوة والسلام على نبيه الامي الذي هو افصح العرب والاعجميين وعلى آله وعترته وصحابته الذين بلغوا الينا قواعد الاداء وطرقه والقوانين - اما بعد -

ضاد معجمہ کے متعلق چند مباحث ہیں۔

اول مخرج: زبان کی دائیں یا بائیں کروٹ کا وہ حصہ جو اوپر کی داڑھوں کے بالمقابل ہو جب یا اپنے مقابل والی چار یا پانچ داڑھوں سے متصل و ملاقی ہو اس حرف کا مخرج ہے (کروٹ زبان کی پشت سے ملا ہوا ہے) داڑھوں کی جڑ سے ملا ہوا ... سے ملا ہوا ہے (جڑ زبان سے بنا ہوا ہے) داڑھوں کی اطراف دونوں سے ملا ہوا ... ادا کرنا آسان ہے اور بائیں جانب سے ... دونوں طرف ... ہے[3]۔

---

(1) والاصل فيه كتاب عمر رضي الله عنه الى ابي موسى الاشعري رضي الله عنه ان اقرأ في الفجر والظهر بطوال المفصل وفي العصر والعشاء بأوساط المفصل وفي المغرب بقصار المفصل" الهداية كتاب الصلوة باب صفة الصلوة ۱/۱۱۹ رحمانيه لاهور
وكذا في الدر المختار كتاب الصلوة باب صفة الصلوة ۱/۵۴۰ طبع ايچ ايم سعيد كراچی
وكذا في تبيين الحقائق كتاب الصلوة باب صفة الصلوة ۱/۳۲۹ دار الكتب العلمية بيروت

(2) قال الله تعالى فاقرءوا ما تيسر من القرآن (سورة المزمل آية ۲۰)
فيه دليل على ان لا توقيت للقراءة في ذلك وان للامام ان يقرأ في ذلك مع فاتحة الكتاب اي القرآن شاء (اعلاء السنن كتاب الصلوة مقدار القراءة في الصلوة ۴/۲۹ ادارة القرآن كراچی)

(3) والضاد من حافته اذ وليا الاضراس من ايسر او يمناها
المقدمة الجزرية باب مخارج الحروف ص: ۷ قرآت اکیڈمی لاہور
فوائد مکیہ دوسری فصل مخارج کے بیان میں ص: ۱۵ طبع قرآت اکیڈمی لاہور
وكذا في جمال القرآن چوتھا مخرج ۸ ص ۱۸ قرآت اکیڈمی لاہور

دوم صفات لازمی کی تعریف اور تفصیل کتب تجوید میں مذکور ہیں۔ (۱) جہر: ادائیگی کے وقت آواز کا بلند ہونا جس میں سانس رک جائے اور آواز کا حصہ کم اور صوت کا حصہ زیادہ ہو۔ (۲) رخاوت: نرمی اور لطیف انداز سے پوری آواز کا ادا ہونا۔ (۳) استعلاء: زبان کی جڑ کا اوپر کی طرف اٹھنا۔ (۴) اطباق: زبان کے درمیانی حصے کا تالو سے ملنا۔ (۵) اصمات: مضبوطی اور عدم روانی کے ساتھ ادا ہونا۔ (۶) استطالت: شروع سے آخر تک آواز کا دراز ہونا اور طویل کرنا(۱)۔

سوم ضاد کے ظاء کا مشابہ ہونا: ضاد اور ظاء کا مشابہ ہونا تجوید و قراءت اور صرف و نحو کے علماء کے نزدیک مسلّم ہے ... ان تمام حضرات کا اس پر اجماع ہے کہ ضاد کی ادائیگی ظاء کے قریب ہے ... مشابہت ... ضاد کی صحیح ادائیگی میں ... ظاء سے ... چند حوالے نقل کیے جاتے ہیں:

(۱) فلولا الاستطالة واختلاف المخرجين لكانت ظاء — التمهيد لابي علي للعلامة الجزري(۲) یعنی ضاد و ظاء میں اگر استطالت اور مخرج کا فرق نہ ہو تو ضاد ظاء بن جائے۔

(۲) والضاد تشبه لفظها بلفظ الظاء الخ — كتاب الرعاية لابي محمد مكي بن ابي طالب المكي(۳) في القراءات یعنی ضاد کا تلفظ ظاء کے تلفظ کے مشابہ ہے۔

(۳) فثبت بما ذكرنا ان المشابهة بين الظاء والضاد شديدة وان التمييز عسير — تفسير الكبير للامام الرازي(۴) یعنی ... مشابہت ... ثابت ہوئی ... اور دونوں میں تمیز کرنا بہت دشوار ہے۔

---

۱) المقدمة الجزرية باب الصفات ص ... قراءات اکیڈمی لاہور

وكذا في الفوائد مکیہ تیسری فصل صفات کے بیان میں ص ... طبع قراءات اکیڈمی لاہور

وكذا في جمال القرآن پانچواں لمعہ ص ... قراءات اکیڈمی لاہور

۲) بحوالہ مجموعہ الفتاوی اردو ترجمہ کتاب الصلوۃ ... ایچ ایم سعید

۳) بحوالہ مجموعہ الفتاوی اردو ترجمہ کتاب الصلوۃ ... طبع ایچ ایم سعید

۴) ... کتاب الصلوۃ فصل فی قراءۃ القرآن ... رشیدیہ کوئٹہ

(۴) [illegible]

(۵) و بعض الحروف اذا وقف عليها خرج معها شئ من الصحة و لم يسقط الاول و هي الظاء و الذال و الضاد و الزاء [illegible]

[illegible]

(۶) و يجتهد في الفرق بين الضاد و الظاء [illegible]

[illegible]

---

(۱) [illegible] سعيد كراتشى

(۲) الفتاوى الهندية، كتاب الصلوة، الباب الرابع، الفصل الخامس في زلة القارئ [illegible] رشيدية كوئٹه

(۳) الفتاوى الهندية، كتاب الصلوة، الباب الرابع، الفصل الخامس في زلة القارئ [illegible] رشيدية كوئٹه

(۴) الفتاوى البزازية على هامش الهندية، كتاب الصلوة، الفصل الثاني عشر في زلة القارئ [illegible]

(۵) فتح القدير، كتاب الصلوة، فصل في القراءة [illegible] رشيدية كوئٹه

(۶) النهر الفائق، كتاب الصلوة، باب ما يفسد الصلوة و ما يكره فيها [illegible] دار الكتب العلمية بيروت

(۷) مجموعة الفتاوى اردو [illegible] سعيد كراتشى

(۸) احياء علوم الدين، كتاب اسرار الصلوة [illegible]

(۹) والقاعدة عند المتقدمين ان ما غير المعنى تغيرا يكون اعتقاده كفرا يفسد في جميع ذلك [illegible]

[illegible]

[illegible]

...الطالحات... الطالحات... [illegible]

[illegible]

وإن ذكر حرفاً مكان حرف وغيّر المعنى فإن أمكن الفصل بين الحرفين بلا مشقة كالصاد مع الطاء فقرأ الطالحات مكان الصالحات تفسد صلاته عند الكل وإن لا يمكن الفصل بين الحرفين إلا بمشقة كالظاء مع الضاد والصاد مع السين والطاء مع التاء اختلف المشايخ فيه قال أكثرهم لا تفسد صلاته [illegible]

[illegible]

---

۱) [illegible] لاہور

۲) جمال القرآن پانچواں لمعہ فائدہ ۵ ص ۲۰ قرآن کمپنی لاہور

۳) [illegible]

حلبی کبیر فصل فی بیان أحكام زلة القارئ ص: ٤٧٨ سعيد كراچی

۴) [illegible]

۵) [illegible] كوئٹه

۶) [illegible] كوئٹه

۷) [illegible]

[illegible] كوئٹه

جائے گا، بدون عذر ولا الضالین سے نماز فاسد ہو جائے گی (فتاویٰ) اسی طرح تعطیل (فعل) سے بھی نادرست ہوگی (منیہ)[1]

لیکن یہ واضح رہے کہ یہ ساری تفصیل الغرض وجہ بیان علی الطلبات کی صورت میں ہے۔ باقی عمداً یا عجزاً باوجود قدرت علی الاداء الصحیح کے ضاد کو ظا یا دال مفخم سے تبدیل کرنا مطلقاً مفسد صلوۃ ہے۔ ان تعمد ذلک مفسد وإن جرى على لسانه أو لا يعرف التمييز لا يفسد وهو المختار۔[2]

تنبیہ۔ باوجود تمرین الحیاء وقت زبان وقدرت کے صحیح کی طرف توجہ نہ کرنا موجب اثم ہے۔[3]

ششم: طریقہ ادائے صحیح ضاد: ادائے ضاد کا طریقہ یہ ہے کہ بائیں یا دائیں جانب کی داڑھوں سے زبان کو چپکا کر صفت استعلاء واطباق کو ادا کرنے کے لیے اس کو دبا دے۔ اس طرح کہ ... زبان کی نوک کا اوپر ... کے مخرج تک پہنچ جائے۔ جس قاعدہ کے موافق زبان لگ جائے تو آواز میں جو پیدا کرنے کی کوشش کریں کہ آواز جب تک مخرج سے اچھی طرح ادا ہو تو اس کا بھی خیال رہے کہ آواز ... سے پیدا نہ ہو بلکہ ... حروف میں پیدا ہو اور ... مخرج سے نکلے۔ ... صرف زبان کا مخرج ہی اس کا ادا کرنے ہے۔[4] واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب وعندہ علم الکتاب۔ العبد احمد عفا اللہ عنہ ...

ضاد کا مخرج اصلی کیا ہے

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین وقراء عظام دریں مسئلہ کہ ضاد (ض) کے مخرج کی آواز کے ساتھ کسی حرف کی

---

۱) ولو قرأ الدال المهملة مكان الضاد ... في تعليل ... لفساد نسبة حفص ... في بيان الأحكام زلة القارئ (منيه) ص: ٤٩٦ سعيدي كتب خانه كوئته

۲) رد المحتار كتاب الصلوة باب ما يفسد الصلوة مطلب إذا قرأ تعالى جد ١/٦٣٤ ايج ايم سعيد

وقال القاضي ابو الحسن والقاضي أبو عاصم إن تعمد فسد وإن جرى على لسانه أو كان لا يعرف التمييز لا يفسد وهو أعدل الأقاويل وهو المختار (الفتاوى البزازية على هامش الهندية كتاب الصلوة الفصل الثاني عشر في زلة القارئ ٤/٢ طبع مكتبه رشيديه كوئته

وكذا في الفتاوى الهندية كتاب الصلوة الباب الرابع في صفة الصلوة الفصل الخامس في زلة القارى ١/٧٩ رشيديه كوئته

۳) وفي الحلبي وإن الشعة أنه بعد بذل جهده دائما حتما ... فهو معذور ... (الدر المختار كتاب الصلوة باب الامامة مطلب في الالثغ ١/٥٨٢ سعيد

۴) كذا في جمال القرآن ... ص ١٨ قرآن اكيڈمي لاهور

آواز کو مشابہت ہے اور اس کا مخرج کیا ہے۔ صحیح کتب سے باحوالہ جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جمال القرآن مصنفہ حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ میں ہے: مخرج نمبر ۸ ض(۱) کا ہے اور وہ حافہ لسان یعنی زبان کی کروٹ داہنی یا بائیں سے نکلتا ہے جبکہ اضراس علیا یعنی اوپر کی داڑھوں کی جڑوں سے لگائیں اور بائیں طرف سے آسان ہے اور دونوں طرف سے ایک دفعہ میں نکالنا بھی صحیح ہے مگر بہت مشکل ہے اور اس حرف کو حافیہ کہتے ہیں اور اس حرف میں اکثر لوگ بہت غلطی کرتے ہیں اس لیے کسی مشاق قاری سے اس کی مشق کرنا ضروری ہے۔ اس حرف کو دال پُر یا باریک یا دال کے مشابہ جیسا کہ آج کل اکثر لوگوں کے پڑھنے کی عادت ہے ایسا ہرگز نہیں پڑھنا چاہیے یہ بالکل غلط ہے۔ اسی طرح خالص ظاء پڑھنا بھی غلط ہے البتہ اگر ضاد کو اس کے صحیح مخرج سے صحیح طور پوری کے ساتھ آواز کو جاری رکھ کر اور تمام صفات کا لحاظ کرکے ادا کیا جائے تو اس کی آواز سننے میں ظاء کی آواز کے ساتھ بہت زیادہ مشابہ ہوتی ہے۔ دال کے مشابہ بالکل نہیں ہوتی۔ علم تجوید و قراءت کی کتابوں میں اسی طرح لکھا ہے۔

اور تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ ص ۲ (۲) سورۃ التکویر میں ہے: فرق درمیان ضاد و ظاء بسیار مشکل است اگر خوانندگان این دیار ہر دو را یکسان بخوانند در مقام ضاد ظاء خواندہ شود و در مقام ظاء ضاد، این ہر دو حرف را جدا جدا شناختن قاری قرآن را ضرور است الخ۔

اور جہد المقل میں ہے: الضاد والظاء والذال المعجمات الکل مشترکۃ فی الجہر والرخاوۃ ومتشابہۃ فی السمع (او بمضاہیہ) ویشبہ صوتہا (ای صوت الضاد المعجمۃ) صوت الظاء المعجمۃ بالضرورۃ۔ (۳) اور حاشیہ شرح شاطبی میں ہے: ان ہذہ الثلٰث (ای الضاد والظاء والذال) متشابہۃ فی السمع والضاد لا تفترق من الظاء الا باختلاف المخرج وزیادۃ الاستطالۃ فی الضاد ولولاہما لکانت احدیہما عین الاخری۔ (۴)

اس مسئلہ کی مزید تفصیل مجموعۃ الفتاوی مولانا عبدالحی لکھنوی (۵) اور احسن الفتاوی مولانا رشید احمد

---

(۱) جمال القرآن چوتھا لمعہ مخرج ۸ ص ۱۸ قرآن اکیڈمی لاہور

(۲) بحوالہ مجموعۃ الفتاوی کتاب الصلوٰۃ استفتاء ۱۶۸، ۱/۲۵۶ ایچ ایم سعید

(۳، ۴، ۵) مجموعۃ الفتاوی اردو مترجم کتاب الصلوٰۃ استفتاء ۱۶۸، ۱/۲۵۶ طبع ایچ ایم سعید کمپنی کراچی۔

لدھیانوی(۱) اور تفسیر مواھب الرحمان تحت آیۃ وما ھو علی الغیب بضنین (سورۃ تکویر) میں ملاحظہ فرمائیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

قراءۃ فاتحہ خلف الامام کا حکم

﴿س﴾

کیا امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنا ضروری ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

قرأت خلف الامام میں ائمہ کا اختلاف ہے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے اتباع و متبعین عدم جواز قرأت خلف الامام کے قائل ہیں۔ دلیل امام صاحب کی آیت قرآنیہ و اذا قرئ القران فاستمعوا له وانصتوا[۲]۔ الآیۃ اور حدیث صحیح مسلم و اذا قرأ فانصتوا[۳] اور من کان له امام[۴]۔ الحدیث اور شامی میں تو اس سے منقول ہے۔ وفی الکافی و منع المؤتم من القرأۃ مأثور من ثمانین القراء من کبار الصحابۃ المرتضی والعبادلۃ و قد دون فی الحدیث اسامیھم[۵]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ضاد کے مخرج اور صفات کا دیگر حروف سے فرق

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ حرف (ض) کی صحیح ادائیگی کیسی ہے اور اس کی آواز ظاء کے مشابہ ہے یا دال کے اور اس کا مخرج اور اس کی صفات کیا کیا ہیں مفصل بیان فرمائیں۔

---

۱) احسن الفتاوی باب القراءۃ والتجوید، رسالہ الارشاد فی مخرج الضاد ۳/۰۹ طبع ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

۲) سورۃ الاعراف آیۃ: ۲۰۴

۳) صحیح المسلم کتاب الصلوۃ باب التشہد فی الصلوۃ ۱/۱۷۴ قدیمی کراچی

۴) عن جابر رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کان له امام فقرأۃ الامام له قرأۃ
سنن ابن ماجہ کتاب الصلوۃ باب اذا قرأ الامام فانصتوا ۱/۶۱ ایچ ایم سعید کراچی

۵) رد المحتار کتاب الصلوۃ باب صفۃ الصلوۃ فصل فی القرأۃ ۱/۵۴۵ ایچ ایم سعید
ولا یقرأ المؤتم بل یستمع وینصت . للحدیث المروی من طرق عدیدۃ من کان له امام فقرأۃ الامام له قرأۃ .... (البحر الرائق کتاب الصلوۃ باب صفۃ الصلوۃ ۱/۵۹۹ رشیدیہ کوئٹہ
وکذا فی النہر الفائق کتاب الصلوۃ باب صفۃ الصلوۃ ۱/۲۳۵ دار الکتب العلمیۃ بیروت

حرف	مخارج	صفات
ض معجمہ	زبان کی کروٹ اور اوپر کی داڑھوں کی جڑ	جہر-رخوت-استعلاء-اطباق-استطالت[1]
ظ معجمہ	زبان کی نوک اور ثنایا علیا	جہر-رخوت-استعلاء-اطباق-[2]
د مہملہ	زبان کی نوک اور ثنایا علیا	جہر-شدت-استفال-انفتاح-قلقلہ[3]

اس سے معلوم ہوا کہ ضاد اور ظاء دونوں حروف کے مخارج جدا جدا ہیں مگر ضاد حرف ظاء سے بجز سوائے صفت استطالت کے باقی تمام صفات میں متحد ہے اور دال حرف ضاد کے ساتھ سوائے صفت جہر کے باقی تمام صفات میں مختلف ہے اور یہ بات واضح ہے کہ کسی دو حرفوں میں تشابہ کا سبب اتحاد صفات یا قرب مخارج ہوا کرتا ہے یا پھر آپس میں صفات بیان حرف ضاد سے تو یہ دونوں حرف (ظ-د) مخرج میں مختلف ہیں - حاصل یہ کہ ضاد و دال کا مخرج کے ساتھ بوجہ اتحاد ایک صفت جہر کے نہایت قلیل درجہ کی مشابہت ہے - اسی وجہ سے ضاد کو مشابہ بدال کہنا ضاد کی شکل سے نہایت بعید اور انجان ہے - لیکن حرف ظاء بسبب اتحاد تمام صفات کے ضاد کے ساتھ مشابہت کاملہ رکھتا ہے - اسی وجہ سے علماء تجوید کے ہاں ان دونوں حرفوں میں تمیز کو مشکل اور مشکل سمجھا گیا ہے اور تنبیہ کی ہے کہ اس کو اچھی طرح سے تمیز کیا جائے - لیکن چونکہ یہ دونوں حرف جدا جدا ہیں کیونکہ مشابہت مشروط بمغایرت ہے - لیکن جب حرف ضاد کو اپنے مخرج سے تمام رعایت صحیح صفات کے ساتھ ادا کیا جائے تو اس کی آواز ظاء کی آواز کی مسموع ہوتی ہے اور اسی کی آواز سے مشابہ ہوتی ہے علامہ مرکلی نے اپنی کتاب در باب الضاد میں ارشاد فرماتے ہیں - الضاد تخرج من المخرج الرابع من مخارج الفم تخرج من اول حافة اللسان و ما يليه من الاضراس و هو حرف قوى لانها مجهور مطبق من حروف الاستعلاء و فيه استطالة و له صفات قد تقدم ذكرها و ايضا يشتبه لفظها بلفظ الظاء لانها من حروف الاطباق و من حروف المستعلية و من الحروف المجهورة و لو لا اختلاف المخرجين و ما فى الضاد من الاستطالة لكان لفظهما واحدا و لم يختلفا فى السمع[4] - اس مسئلے کی تحقیق اور مزید تفصیل مطلوب ہو تو رسالہ الفرق بالمقالة القاری[5]، المقری محمد اسماعیل کی کتاب مجموعة الفتاوی[6]، مولانا عبدالحی لکھنوی کا مجموعہ فتاوی[7]، رسالہ ما هو علی الغيب بضنين جهد المقل للعلامة المرعشي[8] اور دیگر کتب متعلقہ کی طرف رجوع فرمائیں۔ والله تعالى اعلم

۱،۲،۳) کذا فی قواعد مکیہ دوسری فصل مخارج کے بیان میں ص:۱۵ اور چوتھی فصل ہر حرف کی صفات لازمہ کے بیان میں ص:۲۲ ضیاء قرآن اکیڈمی لاہور

۴) لم اجد هذا الكتاب۔

(ولكن مثله فى مجموعة الفتاوى، كتاب الصلوة، استفتاء نمبر ۸، ص ۱۵۲، ج ۱، ایچ ایم سعید کراچی)

۵) (لم اجد هذا الكتاب)

۶) (مجموعة الفتاوى (اردو مترجم) كتاب الصلوة، ص ۲۵۰/۱، ۲۵۲، استفتاء نمبر ۸، سعید کراچی)

۷) لم اجد هذا الكتاب

۸) لم اجد هذا الكتاب۔

نمازوں میں قراءۃ مسنونہ کے بجائے ترتیب سے پورا قرآن پڑھنے کا حکم

﴿سوال﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کہ میں حافظ قرآن ہوں۔ اگر میں فرض پانچ نمازوں میں قرآن اس ترتیب سے پڑھوں کہ ہر رکعت میں ایک رکوع قرآن مجید کا پڑھا جائے اور اس ترتیب سے قرآن ختم کیا جائے پھر شروع کیا جائے کیا اس ترتیب سے قرآن مجید پڑھنے سے قراءت مسنونہ میں تو کوئی فرق نہیں آئے گا۔ برائے مہربانی مدلل تحریر فرمائیں۔

﴿جواب﴾

فجر اور ظہر کی نماز میں تو رکوع ہر رکعت سے پڑھنے سے قراءۃ مسنونہ پر عمل ہو جائے گا۔ لیکن عصر، مغرب میں جبکہ قصار سور کے پڑھنے کا حکم ہے یہ مقدار قوم کے لیے گراں ہوگی جیسا کہ بعض مشاہدہ ہے اس لیے تمام نمازوں میں یکساں قراءۃ مقرر کرنے کی بجائے مسنون مقدار کے مطابق پڑھا جائے[1]۔ اپنی سہولت پر سنت کو ترجیح دیں تاکہ نمازیوں کے لیے حرج کا باعث نہ ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف پڑھنے سے فساد نماز کا حکم

﴿سوال﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کہ کسی شخص نے ضاد کی جگہ ظاء پڑھ لی تو نماز ہو جائے گی یا نہیں جیسا کہ پارہ نمبر ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل میں واخفض لهما جناح الذل ضاد کی جگہ ظا پڑھی گئی۔

---

(۱) ويقرأ في الحضر في الفجر في الركعتين بأربعين آية أو خمسين آية سوى فاتحة الكتاب ... وفي الظهر مثل ذلك لاستوائهما في سعة الوقت .... والعصر والعشاء سواء يقرأ فيهما بأوساط المفصل وفي المغرب دون ذلك يقرأ فيها بقصار المفصل والأصل فيه كتاب عمر رضي الله عنه إلى أبي موسى الأشعري رضي الله عنه. الهداية كتاب الصلوة فصل في القراءة ١/١٢٠ طبع مكتبه رحمانيه لاهور

وكذا في الدر المختار مع رد المحتار كتاب الصلوة باب صفة الصلوة ١/٥٤٠ طبع ايچ ايم سعيد

وكذا في الفتاوى الهندية كتاب الصلوة الباب الرابع في صفة الصلوة في القراءة ١/٧٧ رشيديه كوئٹه

الجواب

تجوید و حفاظ ضاد کی تمیز نہ کر سکیں تو نماز ہو جائے گی۔ اور اگر قدرت ہے اور حرف میں تبدیلی آجائے اور معنی بدل جائیں پھر نماز فاسد ہو جائے گی، باب الرد کے حرفوں میں مشکل ہے مثلاً ضاد اور ظاء میں نماز فاسد نہ ہوگی اگرچہ معنی بدل جائیں[1]۔ باقی اس کی تفصیل دیکھنی ہو تو آیت ما هو على الغيب سے متعلق کتب تفسیر[2] اور شرح بخاری[3] کی طرف مراجعت کریں۔ واللہ اعلم

تبدیل حرف بحرف کا حکم

(سوال)

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک امام جہری نماز میں صراط الذین کی بجائے صراط الظین پڑھتا ہے۔ بجائے ذال کے صحیح طور پر ظاء ادا ہوتا ہے، اور سورۃ تین میں فما یکذبک کی بجائے فما یکظبک ادا کرتا ہے جس سے صحیح طور پر ظاء پڑھا جاتا ہے اور تنبیہات میں ایسی تبدیلی ہوتی ہے کہ مقتدی مشکل سے صحیح پڑھ سکتے ہیں۔ اس کے متعلق دریافت کیا گیا ہے کہ صحیح طور پر پڑھتے ہیں یا ہوا ایسا پڑھتے ہیں۔ کیا اس صورت میں نماز ہوتی ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

---

(۱) ولو زاد كلمة أو نقص كلمة أو نقص حرفاً أو قدمه أو بدله بآخر نحو من ثمره إذا أثمر لم تفسد ما لم يتغير المعنى إلا ما يشق تمييزه كالضاد والظاء فأكثرهم لم يفسدها وكذا لو كرر كلمة ... المختار أن الخطأ إن غير المعنى ... (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب مسائل زلة القاري: ج ۱ ص ۶۳۳، ایچ ایم سعید کراچی)

وكذا في الفتاوى الخانية على هامش الهندية، كتاب الصلاة فصل في قراءة القرآن خطأ: ۱/۱۴۲ رشیدیہ کوئٹہ

وكذا في الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة الباب الرابع الفصل الخامس في زلة القاري ۱/۷۹ طبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ

(۲) دیکھیے تفسیر روح المعانی سورۃ التکویر آیۃ: ۲۴، ۳۰/۷۲، دار احیاء التراث العربی بیروت

(۳) (والفصل بين الضاد والظاء ومعرفة مخرجيهما لا يدركه إلا القارئ ... يعرفون بين الحرفين) عمدة القاري شرح صحيح البخاري، كتاب التفسير، سورة التكوير ۱۹/۲۷۲، طبع دار الفكر بيروت

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اس قسم کی صورتوں میں جو ہوا ہے کہ غلط حروف ادا کر کے مذکورہ [illegible] والے کے نماز پڑھنے سے تو اس صورت میں نماز نہیں ہوتی ہے اور اگر ویسے پڑھنا ہے تو [illegible] ہے لیکن یہ حقیقی سے ان کی غلطی کا پڑھ لیتا ہے تو اس صورت میں نماز متاخرین کے قول کے مطابق ہو جاتی ہے لیکن اگر صحیح نہ پڑھ سکے تو ان کو امام بنانا [illegible] جماعت کرائے۔

(ومنها) ذكر حرف مكان حرف إن ذكر حرفا مكان حرف ولم يغير المعنى بأن قرأ إن المسلمون إن الظالمون وما أشبه ذلك لم تفسد صلاته وإن غير المعنى فإن أمكن الفصل بين الحرفين من غير مشقة كالطاء مع الصاد فقرأ الطالحات مكان الصالحات تفسد صلاته عند الكل وإن كان لا يمكن الفصل بين الحرفين إلا بمشقة كالظاء مع الضاد والصاد مع السين والطاء مع التاء اختلف المشايخ قال أكثرهم لا تفسد صلاته هكذا في فتاوى قاضي خان وكثير من المشايخ أفتوا به قال القاضي الإمام أبو الحسن والقاضي الإمام أبو عاصم إن تعمد فسدت وإن جرى على لسانه أو كان لا يعرف التمييز لا تفسد وهو أعدل الأقاويل والمختار هكذا في الوجيز [1] ۔۔۔الخ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کسی ماہر قاری سے تصحیح کرائی جائے [illegible] نماز پڑھنا ہے [illegible]۔

[illegible] مدرسہ قاسم العلوم ملتان

---

(1) الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب الرابع في صفة الصلاة، الفصل الخامس في زلة القارئ: ١/٧٩، رشيدية كوئٹه

الأصل فيما إذا ذكر حرفا مكان حرف وغير المعنى إن أمكن الفصل بينهما بلا مشقة تفسد وإلا يمكن إلا بمشقة كالظاء مع الضاد المعجمتين والصاد مع السين المهملتين والطاء مع التاء قال أكثرهم لا تفسد وفي خزانة الأكمل قال القاضي أبو عاصم إن تعمد ذلك تفسد وإن جرى على لسانه أو لا يعرف التمييز لا تفسد وهو المختار حلية وفي البزازية وهو أعدل الأقاويل وهو المختار

رد المحتار، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب إذا قرأ تعالى جدك: ١/٦٣٣، ايچ ايم سعيد كراچی. وكذا في الفتاوى البزازية بهامش الهندية، كتاب الصلاة، الفصل الثاني عشر في زلة القارئ: ٤/٤٦، رشيدية كوئٹه

وكذا في الخانية بهامش الهندية، كتاب الصلاة، فصل في قراءة القرآن خطأ: [illegible]، رشيدية كوئٹه

نماز کی تلاوت میں درمیان سے ایک سورت چھوڑ کر پڑھنا

سوال:

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ آخری دس سورتوں میں سے ایک سورت نماز کی پہلی رکعت میں پڑھ جائے پھر ایک سورت چھوڑ کر دوسری رکعت میں تیسری سورت پڑھی جائے یعنی پہلی رکعت میں سورت الفیل پڑھی پھر سورت القریش چھوڑ کر دوسری رکعت میں سورت الماعون پڑھی تو کیا ایک سورت چھوڑنے سے نماز میں کراہت آتی ہے یا نہیں، بینوا توجروا۔

جواب:

دو سورتوں کے درمیان میں کوئی چھوٹی سورت جس کی تین آیتیں ہوں چھوڑ دی جائے تو یہ مکروہ ہے لیکن درمیان میں چھوٹی سورت کو چھوڑنا مکروہ ہے اس لیے کہ اس طرح کرنا ... بڑی سورت ہو تو ... چھوٹی سورت سے بڑی ہو اور دوسری رکعت ... کے ساتھ ... نماز میں ... تو ... بعض نے ... اگر خلاف سنت ہے ... کیونکہ ... واجب ہے ... کی کراہت ثابت ہے۔ ویکرہ الفصل بسورة قصيرة أما بسورة طويلة بحيث يلزم منه إطالة الركعة الثانية إطالة كثيرة فلا يكره - شرح المنية[1] ... واعلم أن الفصل ... كون تلك الكراهة كراهة تحريم فتجب الإعادة أو تنزيه فتستحب[2]

یہی صورت مسئولہ میں نماز درست ہے اس کا اعادہ ... واللہ اعلم ...

---

(۱) الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب [illegible] ...
[illegible]

وكذا ... بين سورتين ... [illegible]
... لا يكره ... [illegible]
... [illegible] ... كتاب الصلاة، باب الإمامة ... [illegible]
... [illegible]
... [illegible]
[illegible]

(۲) رد المحتار، كتاب الصلاة ... [illegible]
... [illegible]
... [illegible]

نمازوں میں زیادہ بلند آواز سے تلاوت کرنے کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک امام مسجد بہت اونچی آواز سے نماز پڑھاتا ہے کہ مسجد سے باہر دور دراز تک آواز جاتی ہے تو ایک مولوی صاحب نے کہا کہ اس قدر زور سے نماز پڑھانا جائز نہیں کہ کسی کو مشقت میں ڈالے اور خوش الحانی بنا کر پڑھنا یا گا کر قرآن پڑھنے سے نماز میں فساد پیدا ہو جاتا ہے۔ اب علماء صاحبان سے استفسار ہے کہ کس انداز میں قرآن پڑھی جائے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

نماز پڑھانے کے لیے امام کو عالم ہونا اور قرأت کا صحیح پڑھنا ضروری ہے[1]۔ خوش الحانی شرط نہیں، خوش الحانی کرنے سے بہت سی غلطیاں ایسی بھی ہو جاتی ہیں جن سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ **لا ینبغی للقوم ان یقدموا فی التراویح الخوشخوان و لکن یقدموا الدرستخوان فان الامام اذا قرأ بصوت حسن یشغله عن الخشوع والتدبر والتفکر[2] هکذا فی فتاوی قاضیخان**[3]۔ جب تراویح کے لیے درست خواں امام ہونا چاہیے نہ خوش خواں تو فرضوں کے لیے ضروری درست خواں ہونا چاہیے اور اس قدر بلند نہ پڑھے کہ پڑھنے میں خود کو مشقت میں ڈالے بلکہ بلا تکلف اتنی آواز سے پڑھے کہ امام کے پیچھے پہلی صف والے لوگ اس کی آواز کو سن سکیں۔ مسجد کے تمام لوگوں کو سنانا واجب نہیں جب صف اول اس کی قرأت سن سکتی ہے۔ **وادنی الجهر اسماع غیره (الی قوله) والجهر ان یسمع الکل[4] ای کل صف الاول لا کل المصلین بدلیل القهستانی** الخ۔ امام ابی جعفر سے ایک روایت ہے کہ بلند آواز تب پڑھے جب امام کو تکلیف نہ ہو ورنہ بلند آواز سے پڑھنا افضل

---

۱) أولى الناس بالامامة أعلمهم بالسنة فان تساووا فاقرؤهم. فتح القدير مع الهداية كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۳۰۴ رحمانيه لاهور، وكذا في تنوير الابصار مع الدر المختار كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۵۵۷ ایچ ایم سعید، وكذا في البحر الرائق كتاب الصلوة باب الامامة ۱/۶۰۷ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه، وكذا في حلبي كبير بحث التراويح ص: ۴۰۷ طبع سعيدى كتب خانه

۲) الفتاوى الهندية، كتاب الصلوة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح، ص ۱۱۶، ج۱، رشيديه كوئٹه

۳) فتاوى قاضيخان على هامش الهندية كتاب الصوم باب التراويح فصل في مقدار القراءة في التراويح ۱/۲۳۸ رشيديه كوئٹه

۴) الدر المختار مع رد المحتار كتاب الصلوة باب صفة الصلوة فصل في القراءة ۱/۵۳۴ ایچ ایم سعید، وكذا في جامع الرموز كتاب الصلوة فصل يجهر الامام ۱/۱۶۵ ایچ ایم سعید کراچی

ہے لیکن یہ روایت ہے اس پر عمل نہیں۔ نیز شامی (۱) کی عبارت بالا سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ضروری نہیں کہ تمام نمازی امام کی قراءت سنیں ای کل صف الاول لا کل المصلین الخ۔ والمستحب ان یجہر بحسب الجماعة فان زاد فوق حاجة الجماعة فقد اساء (۲) اور نیز یہ ہے یجہر الامام وجوبا بحسب الجماعة فان زاد علیہ اساء۔ اور شامی میں ہے۔ فی الزاهدی عن ابی جعفر لو زاد علی الحاجة فهو افضل الا اذا اجهد نفسه او اذی غیره (۳)

هذا ما عندی: [illegible]

الجواب صواب

قول: بالخصوص ... امام جماعت میں مقتدیوں کی رعایت کرے یعنی اگر مقتدی قلیل ہوں تو قلیل جہر جو ان کے لیے کافی ہوتا ہے تو امام اتنے ہی جہر سے پڑھے جتنے جہر کی ان کو ضرورت ہے۔ اور اس سے زیادہ جہر کرنے کو تو شرعاً مستحسن نہیں کہتا۔ لان الامام یجہر لاسماع القوم فی قراءته لیحصل احضار القلب کما فی السراج الوهاج (۴) اور اگر مقتدی کثیر ہوں تو بلا تکلف جتنا جہر کر سکتا ہے کرے لیکن اتنی مشقت نہیں اگر جہر ... مصائب ... نہیں۔ ولا یجهد الامام نفسه بالجهر کذا فی البحر الرائق (۵) واللہ اعلم وعلمہ اتم

نقل یہی ہے کہ امام کو جہر کرتے وقت اپنے آپ کو مشقت میں نہیں ڈالنا چاہیے فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ضاد کو دال یا ظاء کے مشابہ پڑھنے کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض لوگ ضاد کو مشابہ بدال پڑھتے ہیں اور بعض لوگ ضاد کو مشابہ بظاء پڑھتے ہیں۔ اب ان میں کون صحیح ہے اور کون غلط اگر بالفرض مشابہ بظاء صحیح ہے تو مشابہ بدال سے نماز جائز ہوتی ہے یا نہیں؟ اور مشابہ بظاء سے نماز فاسد ہوتی ہے یا نہیں اور ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنے سے کیا نماز جائز ہوتی ہے یا نہیں۔

---

(۱) رد المحتار کتاب الصلوة باب صفة الصلوة فصل فی القراءة ۱/۵۳۴ طبع ایچ ایم سعید کراچی
(۲)(۳) الدر المختار مع رد المحتار کتاب الصلوة باب صفة الصلوة فصل فی القراءة ۱/۵۳۴ سعید
(۴) الفتاوی الهندیة کتاب الصلوة الباب الرابع فی صفة الصلوة الفصل الثانی فی واجبات الصلوة ۱/۷۲ طبع مکتبه رشیدیه کوئٹه۔ ولا یجهد الامام نفسه بالجهر وفی السراج الوهاج: الامام اذا جهر فوق حاجة الناس فقد اساء، والاصح انه لا فرق فی حق الامام بین الاداء والقضاء
(۵) البحر الرائق کتاب الصلوة باب صفة الصلوة ۱/۳۰۵ رشیدیه کوئٹه
وکذا فی تبیین الحقائق کتاب الصلوة باب صفة الصلوة ۱/۳۲۷ دار الکتب العلمیة بیروت۔

تحقیق

ضاد کے مسئلہ میں جو اختلاف ہے وہ در اصل دو قسم پر منقسم ہے۔ ایک یہ کہ ضاد کا مخرج کیا ہے اور وہ ظاء کے مشابہ ہے یا دال مہملہ کے مشابہ ہے۔ دوسرے یہ کہ جو شخص بجائے ضاد کے نماز میں ظاء قصداً یا دال مہملہ پڑھ دے اس کی نماز فاسد ہوتی ہے یا نہیں۔ پہلی صورت کے متعلق تو تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ جمہور اہل تجوید و محققین کا اس پر اتفاق ہے کہ مخرج ضاد کا حافۂ لسان اور اضراس سے ہے، اور ادا کرنے میں ظاء کے مشابہ ہے نہ دال مہملہ کے مشابہ ہے۔

كما في نهاية القول المفيد في علم التجويد: إن الضاد والظاء المعجمتين اشتركتا جهراً ورخاوة واستعلاءً وإطباقاً وافترقتا مخرجاً الخ[1]

اور امر ثانی کے متعلق کتب فقہ کی عبارات سے ظاہر ہے کہ ضاد صحیح اور ظاء کی ادائیگی میں چونکہ تمیز مشکل ہے اس لئے ضاد کی جگہ ظاء یا دال پڑھنا غلطی ہے، لیکن اس سے نماز فاسد ہونے کے بارے میں یہ تفصیل ہے کہ جو شخص قادر ہے اور صحیح مخرج سے ادا کر سکتا ہے اگر وہ قصداً ان الفاظ کو پڑھتا ہے جس میں ضاد کی جگہ ظاء یا دال پڑھتا ہے تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی، اور اگر عمداً نہیں کیا بلکہ اتفاقیہ زبان سے نکل گیا تو نماز فاسد نہیں ہوئی۔ اگرچہ یہ شخص صحیح حرف ادا نہ کرنے کی وجہ سے گنہگار ہوگا۔ والدليل عليه ما في الذخيرة: إن الحرفين إن كانا من مخرج واحد أو كان بينهما قرب الخ إلى أن قال: وهذا أعدل الأقاويل۔ فتاوی دار العلوم ملخصاً[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

---

(۱) كما في نهاية القول المفيد في علم التجويد ص ۱۸ طبع مكتبه علميه لاهور، وأيضاً في حصول ... ص ... طبع قرآن اكيڈمی، وكذا في المقدمة الجزرية ... ص ... طبع قرآن اكيڈمی لاهور، وكذا في ... مخارج ... ص ... طبع قراءة اكيڈمی لاهور۔

(۲) فتاوی دار العلوم ديوبند، كتاب الصلوة، باب مفسدات الصلوة ۴/۷۲ طبع دار الاشاعت۔

وفي الخانية على هامش الهندية: وإن ذكر حرفاً مكان حرف وغير المعنى، إن أمكن الفصل بين الحرفين من غير مشقة كالطاء مع الصاد ... فسدت صلاته عند الكل، وإن كان لا يمكن الفصل بين الحرفين إلا بمشقة كالظاء مع الضاد والصاد مع السين ... قال أكثرهم لا تفسد صلاته۔ كتاب الصلوة فصل في القراءة ۱/۱۶۸ طبع رشيديه

وكذا في الفتاوى التاتارخانية كتاب الصلوة نوع آخر في زلة القارئ الفصل الأول ۱/۴۷۲ طبع إدارة القرآن، وكذا في البزازية كتاب الصلوة الفصل الثاني عشر ۴/۴۳ طبع رشيديه كوئٹه۔

نماز میں دوسری قراءت کے مطابق پڑھنے کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک پیش امام نے جماعت کرائی اور لست علیہم بمصیطر کے بجائے لست علیہم بمسیطر پڑھا۔ کیا نماز ہوئی ہے یا نہیں؟ اور جب دریافت کیا گیا تو جواب دیا کہ میں ہمیشہ ایسے ہی پڑھتا ہوں اور امام حمزہ رحمہ اللہ کی قراءت یہی ہے، تو کیا نماز فاسد ہوئی؟ اور پچھلی نمازوں کا کیا حکم ہے؟

الجواب

بمصیطر میں اشمام والی قراءت امام حمزہ کوفی رحمہ اللہ کی قراءت ہے جس کی کیفیت یہ ہے کہ صاد اور زاء سے مرکب ایک حرف بنا کر اس طرح ادا کرتے ہیں کہ پڑھنے والے کی طرح معلوم ہو جس کی اصطلاحی مثال صاد کا ہونا، جیسے کہ امام حمزہ رحمہ اللہ کی قراءت کی سند حضرت علی، حضرت ابن مسعود اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم تک ہے ... کی کوئی قراءت شمام یا اشمام والی نہیں ہے ... ان دونوں میں مشابہت پیدا کرنے کے لئے ... اور پیدا کرتے ہیں ... حضرت حمزہ کوفی رحمہ اللہ کی قراءت میں نماز پڑھتا ہے تو سورۃ فاتحہ میں جب اھدنا الصراط المستقیم میں صاد میں اشمام کرتا ہے اور صراط الذین انعمت علیہم میں بھی یہی کرتا ہے اور مالک یوم الدین میں ملک یوم الدین بغیر الف کے پڑھتا ہے۔ یعنی پوری قراءت میں امام حمزہ رحمہ اللہ کی قراءت کا لحاظ رکھتا ہے تو یہ جائز ہے[1] اور اگر دوسری صورت میں اور کبھی تو امام عاصم رحمہ اللہ کی قراءت کے مطابق پڑھتا ہے اور کبھی ایک آدھ لست علیہم بمصیطر میں اشمام یا ادا کرتا ہے تو یہ خلط بین القراءات ہے جو کہ جائز نہیں ہے[2]۔

---

(۱) فی الفتاوی التاتارخانیة: ... ولو قرأ فی صلاته ... فإنه لا تفسد صلاته عندهما ... وأجمعوا إذا كان قرأ لا تفسد ... (الفتاوى التاتارخانية ... ۱/۴۷۶ طبع إدارة القرآن.

وكذا في الهندية كتاب الصلوة فصل في القراءة ۱/۶۴ طبع رشيديه كوئٹه.

(۲) كما في مقدمة اعلاء السنن ... ولا ... في ... القراءة ... واشهر ... في ... ولا ... مذهب ... وكلهم في ... ولا ... بعضهم ... عند ... ذلك ... ولا يمنع الرخص ... (مقدمة ... ۲۹ طبع إدارة القرآن كراچی.

وكذا في شرح ... ص ۴۴ طبع قديمي كتب خانه كراچی.

نماز فاسد نہیں ہوئی اس لیے اعادہ واجب نہیں (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ضاد کو دال پڑھنے والے کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین ان مسائل میں کہ:

(۱) سورۃ الفاتحہ شریف میں غیر المغضوب علیہم ولا الضالین میں حرف (ض) کو ز یا دال سے پڑھنا چاہیے یا دوسری صورت میں تو کوئی کافر ہو جاتا ہے اور مقتدی کا کیا حکم ہے؟

(۲) اس آدمی سے جو یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ فلاں آدمی اور دوسرے گروہ والے سب کافر ہیں ان کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔

جواب

(۱) ضاد کو حتی الامکان صحیح پڑھنے کی کوشش کرے اور صحت کا طریق کسی قاری سے سیکھا جائے، اس کوشش کے بعد جس طرح سے ادا کرے ان شاء اللہ تعالیٰ نماز جائز ہوگی (۲)۔

(۲) اس جھگڑے کو اپنے طور پر تحقیق سے ادا کرنا چونکہ مشکل امر ہے، اس لیے کسی فریق پر کفر یا فسق کا الزام لگانا جائز نہیں (۳) اور دونوں کا اس معاملہ میں جھگڑا نامناسب ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

---

(۱) كما في البزازية: لأن القراءة الشاذة لا توجب فساد الصلاة. (كتاب الصلاة، الفصل الثاني عشر: ۴/۴۶، طبع رشيدية) وكذا في الخانية، كتاب الصلاة، فصل في القراءة: ۱/۱۴۶، طبع رشيدية. وكذا في الهندية، كتاب الصلاة، الباب الرابع، الفصل الخامس: ۱/۸۲، طبع رشيدية.

(۲) كما في العناية: وإن ذكر حرفا مكان حرف وغير المعنى فإن أمكن الفصل بين الحرفين من غير مشقة كالطاء مع الصاد فقرأ الطالحات مكان الصالحات تفسد صلاته عند الكل، وإن كان لا يمكن الفصل بين الحرفين إلا بمشقة كالظاء مع الضاد والصاد مع السين ... قال أكثرهم لا تفسد صلاته، كذا في المضمرات. (فصل في القراءة: ۱/۳۲۲، طبع رشيدية) وكذا في الفتاوى التاتارخانية، كتاب الصلاة، نوع آخر ... الفصل الأول: ۱/۴۴۶، طبع إدارة القرآن. وكذا في البزازية، كتاب الصلاة، الفصل الثاني عشر: ۴/۴۶، طبع رشيدية.

(۳) كما في صحيح البخاري عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أيما رجل قال لأخيه: يا كافر، فقد باء بها أحدهما. (كتاب الأدب، باب من أكفر أخاه بغير تأويل: ۲/۹۰۱، طبع قديمي كتب خانه) وكذا في صحيح المسلم، كتاب الإيمان، باب بيان حال إيمان من قال لأخيه المسلم يا كافر: ۱/۵۷، طبع قديمي كتب خانه. وفي الهندية: والصحيح أن الفتوى في جنس هذه المسائل أن القائل بمثل هذه المقالات إن كان أراد الشتم ولا يعتقده كافرا لا يكفر، وإن كان يعتقده كافرا يكفر. (كتاب السير، موجبات الكفر: ۲/۲۷۸، طبع رشيدية كوئٹہ)

ضاد کو مشابہ بالظاء یا مشابہ بالدال پڑھنے والے کے پیچھے نماز کا حکم

(س)

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ آج کل کے لوگوں اور مولویوں میں ایک عجیب مسئلہ پایا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ بعض کہتے ہیں (ضادی) یعنی مشابہ بالظاء کے پیچھے نماز پڑھنا درست نہیں ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ضاد کو مشابہ بالدال کے پڑھنے والے مولوی کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے اور قطعاً ضاد کا لفظ غلط ہے کہیں بھی نہیں آیا۔ لہٰذا اس مسئلے کو مفصل اور واضح بادلائل بیان فرمائیں۔

(ج)

لفظ ضاد ایک مستقل لفظ ہے۔ ظاء اور دال الگ لفظ ہیں۔ ان کے مخارج اور صفات جدا جدا ہیں۔ لفظ ضاد کے متعلق علامہ جزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: والضاد من حافته اذ ولیا الاضراس من ایسر او یمناها۔ یعنی لفظ ضاد حافۂ لسان سے خارج ہوتا ہے جب کہ داڑھ بائیں یا دائیں جانب کی داڑھوں سے متصل ہو۔ یہ ضاد کا مخرج ہے[1] اور ضاد کی صفات میں اطباق استطالت وغیرہ ہیں جو کہ کتب تجوید وقرأت میں مذکور ہیں[2]۔ لہٰذا اصل حکم تو یہ ہے کہ حرف کو اپنے مخرج سے ادا کرنے کی کوشش کی جائے اور دال یا ظاء پڑھنے سے احتراز کیا جائے اور اس کوشش کے باوجود جس طرح بھی زبان سے ادا ہو جائے نماز صحیح ہوگی[3]۔ یہ طے کر لینا کہ اس لفظ کو دال ہی پڑھنا ہے یا ظاء ہی پڑھنا ہے دونوں کام غلط ہیں۔ پھر اس غلطی کے بعد یہ دوسری غلطی ہے کہ دوسرے فریق کو مجبور کرے کہ تم بھی میری طرح غلط پڑھو اور اگر وہ نہ پڑھے تو اس کے ساتھ جھگڑا کیا جائے۔ دوسرے فریق کے ساتھ تو یہ رویہ ہونا چاہیے کہ بھائی میں تو غلط پڑھتا ہوں اور صحیح کرنے کی سعی و کوشش

---

1) كما في مقدمة الجزري باب مخارج الحروف ص: 7 طبع قرأت اکیڈمی۔
وکذا في جمال القرآن چوتھا لمعہ مخرج نمبر ص: 18 طبع قرأت اکیڈمی وکذا في فوائد مکیہ دوسری فصل مخارج کے بیان میں ص: 15 طبع قرأت اکیڈمی لاہور۔

2) كما في فوائد مکیہ پانچویں لمعہ صفات کے بیان میں ص: 29، 30 طبع قرأت اکیڈمی۔
وکذا في مقدمة الجزري باب الاستعلاء والاطباق طبع قرأت اکیڈمی

3) كما في الهداية وإن ذكر حرفاً مكان حرف وغير المعنى فإن أمكن الفصل بين الحرفين من غير مشقة كالطاء مع الصاد، فقرأ الطالحات مكان الصالحات تفسد صلاته عند الكل وإن كان لا يمكن الفصل بين الحرفين إلا بمشقة كالظاء مع الضاد والصاد مع السين... قال أكثرهم لا تفسد صلاته كتاب الصلوة فصل في القراءة 1/ 141، 142 طبع رشیدیہ۔
وكذا في الفتاوى التاتارخانية كتاب الصلوة نوع آخر في زلة القاري الفصل الأول 1/ 465 طبع إدارة القرآن وكذا في البزازية كتاب الصلوة الفصل الثاني عشر 4/ 42 طبع رشیدیہ کوئٹہ۔

میں ہوں تو اس لفظ کو کسی قاری سے مشق کرالو۔ مختصر یہ کہ صورت مسئولہ میں امامت درست ہے مگر اس لفظ کے تلفظ پر جھگڑا
ہرگز جائز نہیں(۱)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

عجمی شخص

﴿سوال﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسائل ذیل میں کہ

(۱) عجمی آدمی اگر قرآن مجید کی تلاوت کرے تو ضاد کا مخرج ادا کرتے وقت مشابہ بالظاء پڑھے یا مشابہ بالدال علماء تجوید واحناف کا کیا مسلک ہے۔

(۲) اگر نماز میں امام ضاد کو مشابہ بالدال پڑھتا ہے تو نماز میں کراہت ہوگی یا باطل ہے یا نماز فاسد ہو جائے گی۔

﴿جواب﴾

(۱) حرف ضاد کا مخرج زبان کا کنارہ اور داڑھوں کی جڑیں ہیں۔ اس لیے یہ مخرج ظاء سے بالکل متحد ہے(۲)۔ تحقیق یہ ہے (ملاعلی قاری۔ مقدمہ جزریہ) کہ دال حرف شدید ہے اور ضاد رخوہ۔ رخوہ کی تعریف یہ ہے کہ آواز جاری رہے پس جب مشابہ دال کے پڑھا جائے گا تو آواز بند ہو جائے گی اور جاری نہ رہ سکے گی اور رخوۃ ختم ہو جائے گی جو ضاد کی صفت لازمی ہے۔ جس کے معدوم ہونے سے حرف تبدیل ہو جاتا ہے اس لیے مشابہ بالدال پڑھنے کی صورت میں وہ حرف قرآنی حرف نہیں رہے گا اور تمام قراء کا اس پر اتفاق ہے کہ اس حرف کی آواز ظاء کے ساتھ مشابہ ہے۔ جیسا کہ مقدمہ میں ہے **فتشبه صوتها صوت الظاء المعجمة بالضرورة فهذا بعد لحن او اختلال**(۳)۔ یہ قراءت کا مسئلہ ہے لیکن

---

(۱) كما قال الله تعالى ولا تنازعوا فتفشلوا وتذهب ريحكم واصبروا ان الله مع الصابرين سورة الانفال الآية ۴۶. وفي تفسير ابن كثير ولا تفرقوا امرهم بالجماعة ونهاهم عن الفرقة عن ابي هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله يرضى لكم ثلاثا ويسخط لكم ثلاثا يرضى لكم ان تعبدوه ولا تشركوا به شيئا وان تعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا سورة آل عمران آية ۱۰۳ ج ۱ ص ۴۰۲ طبع قديمي كتب خانه

(۲) كما في مقدمة الجزري والضاد من حافته اذ ولي الاضراس من ايسر او يمناها باب مخارج الحروف ص ۷ طبع قرآن اكيڈمي وكذا في جمال القرآن جزنها لمعه مخرج ها ص ۵۰ طبع قرآن اكيڈمي۔

وكذا في فوائد مكيه دوسري فصل مخارج كي بيان ميں ص ۲۰ طبع قرآن اكيڈمي۔

(۳) جهد المقل۔ مذكوره تفصيل جمال القرآن پانچويں لمعه ص ۲۳۔ ۲۵ طبع قرآن اكيڈمي لاهور۔
وكذا في مقدمة الجزري صفات كا بيان ص ۱۱ طبع قرآن اكيڈمي لاهور۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے مجتہدین کا کوئی اختلاف نہیں ہے اور یہ متفق علیہ ہے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ تفسیر عزیزی میں لکھتے ہیں: بداں کہ فرق درمیان ضاد و ظاء بسیار مشکل است۔ رحمانیہ میں لکھا ہے: الضاد والظاء والذال والزاء المعجمات كلها متشاركة في الجهر والرخاوة متشابهة في السمع [1] امام رازی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر میں تحریر کرتے ہیں: فثبت بما ذكرنا ان المشابهة بين الضاد والظاء شديدة وان التمييز عسير۔ آگے لکھتے ہیں: ان التمييز بين هذين الحرفين ليس في محل التكليف [2]۔ فقہ حنفی کے مشہور متن کے صاحب درمختار لکھتے ہیں: الا ما يشق تمييزه كالضاد والظاء فاكثرهم لم يفسدها [3] فتاوی عالمگیری میں ہے [4] اور قاضی خان میں ہے: وان كان لا يمكن الفصل الا بمشقة كالضاد مع الظاء والصاد مع السين والطاء مع التاء اختلف المشائخ فيه قال اكثرهم لا تفسد۔ الی غیر ذلک من عبارات القراء والمفسرين والفقهاء [5]

(۲) جب اصل تلفظ میں مشابہ بظاء ہے تو نماز کا اعادہ لازم نہیں ہوگا [6]۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فرض نماز میں تلاوت کے دوران امام کو غلطی بتانے کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں کہ:

(۱) امام صاحب نے جماعت کرائی، سورہ فاتحہ کے بعد جب انہوں نے قراءت شروع کی تو آیتیں ختم ہونے کے بعد امام صاحب سے دو تین غلطیاں ہوئیں۔ یعنی کمی بیشی ہوئی، کیا مقتدی پیچھے سے امام کو لقمہ دے سکتا ہے یا نہیں، اگر دے سکتا ہے تو کیسے دے۔

(۲) صبح کی نماز کے وقت ایک امام مسجد گئے تو انہوں نے جماعت شروع کی۔ ایک گھنٹہ بعد دوسرے امام صاحب آگئے اور صبح کی جماعت کرائی جس شخص نے نماز پہلے پڑھی تھی وہ پیچھے ہی بیٹھ گیا اور قراءت سننے لگا۔ امام صاحب نے فاتحہ کے بعد دوسری سورت شروع کی تو امام صاحب نے غلطی پر غلطی کی تو اس نے

---

۱) مذکورہ حوالہ مجموعۃ الفتاوی کتاب الصلوۃ ص ۲۰۳ طبع سعید میں ملاحظہ ہو۔

۲) مذکورہ حوالہ ملاحظہ ہو بحوالہ مجموعۃ الفتاوی کتاب الصلوۃ ص ۲۰۴ طبع ایچ ایم سعید۔

۳) الدر المختار کتاب الصلوۃ باب ما یفسد الصلوۃ وما یکرہ فیہا ۱/۶۳۳ طبع سعید۔

۴) وکذا فی الهندیة کتاب الصلوۃ الباب الرابع الفصل الخامس ۱/۷۹ طبع رشیدیہ

۵) الخانیة کتاب الصلوۃ فصل فی القراءة ۱/۱۴۱، ۱۴۲ طبع رشیدیہ۔

۶) تقدم تخریجہ تحت حاشیة ۲، ۳ من صفحہ ھذا حوالہ مذکورہ۔

دیگر تین مقتدیوں میں سے کسی نے لقمہ نہیں دیا اور دو شخص پہلے نماز چھوڑ کر پانی پی بیٹھا تھا اس نے لقمہ صحیح لقمہ دیا گیا، کیا بیت لقمہ دے سکتا ہے؟

جواب

(۱) اگر ایسے الفاظ چھوٹ گئے ہوں کہ ان کے چھوٹنے سے معنی میں خرابی آتی ہو تو لقمہ دینا واجب ہے لہٰذا صورت مسئولہ میں بغیر ضرورت کے لقمہ دینے والے پر کوئی حرج نہیں ہے کسی کی نماز فاسد نہیں ہوئی(1)۔

(۲) باہر کے آدمی کو لقمہ نہیں دینا چاہیے اور اگر دے دیا تو امام کو اس پر عمل نہیں کرنا چاہیے، اگر امام نے اس کے لقمہ پر عمل کرتے ہوئے الفاظ ٹھیک کیے تو امام کی نماز اور پوری جماعت کی نماز فاسد ہو جائے گی سب پر اعادہ فرض ہوگا(2)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کیا "ضاد" کے مخرج یا صفات میں اختلاف ہے

سوال

محترم مکرم جناب حضرت قاری صاحب دامت برکاتہم السلام علیکم۔

بعد از آداب کے عرض یہ ہے کہ کیا آپ کے نزدیک ضاد کے مخرج یا صفات میں ائمہ کا اختلاف الفاظ میں پایا جاتا ہے یا نہیں؟ مہربانی فرما کر اس اختلاف کا آپ کتب کا حوالہ بھی تحریر فرمائیں۔

---

(1) كما في حاشية الطحطاوي وفتحه على امامه جائز لما روي انه صلى الله عليه وسلم قرأ في الصلوة سورة المؤمنين فترك كلمة فلما فرغ قال الم يكن فيكم ابي قال بلى قال هلا فتحت علي ... ويكره للمقتدي أن يعجل بالفتح لأن الإمام ربما يتذكر (باب ما يفسد الصلوة ص ٣٣١ طبع قديمي كتب خانه ص ٣٨٢ ... وكذا في الشامية كتاب الصلوة باب ما يفسد الصلوة ١/٦ طبع رشيديه.

وكذا في البحر كتاب الصلوة باب ما يفسد الصلوة ٢/٦ طبع رشيديه

(2) كما في الدر المختار مع شرحه وفتحه على غير امامه الا اذا اراد التلاوة وكذا الاخذ الا اذا تذكر فتلا قبل تمام الفتح قال ابن عابدين ... بسبب الفتح ... كتاب الصلوة باب ما يفسد الصلوة وما يكره فيها ١/٦٢٢ طبع سعيد

وكذا في البحر الرائق كتاب الصلوة باب ما يفسد الصلوة وما يكره فيها ٢/٦ طبع رشيديه.

وكذا في حاشية الطحطاوي كتاب الصلوة باب ما يفسد الصلوة وما يكره فيها ص: ٣٢٤ طبع دار الكتب العلمية بيروت.

﴿ضاد﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ علماء قراء عظام، مشائخ دیار، اساتذہ امصار، محققین ماہرین، جہابذہ مجودین، فضلاء متقدمین، اجلہ ارباب فن قراء عشرہ وغیرہم میں سے کسی قاری و امام کا بھی ضاد صحیحہ فصیحہ کے مخرج، اس کی صفات لازمہ (قویہ مستعلیہ) نیز اس کے مشتبہ و متشابہ (ظاء) اور اس کے تلفظ کی نوعیت میں کسی جہت سے بھی کوئی نزاع و خلاف نہیں پایا جاتا ہے۔ بلکہ باتفاق جمیع القراء و اجماع محققین فن ضاد کا مخرج ہے حافہ لسان یعنی (یمنی یا یسری) کا اول یعنی حصہ (جو کہ اضراس کے محاذی ہے) جبکہ اپنے مقابل بائیں یا داہنے اضراس علیا (ضواحک، طواحن، نواجذ) کے ساتھ تحقیق و تعمل و ملاقی ہو یعنی حافہ لسان کے اوپر والے حصہ کو (جو اوپر بطرف لسان سے ملا ہوا ہے) اضراس کی جڑ (مسوڑھ) کے ساتھ اور اس کے درمیان و وسط اضراس کے ساتھ اور نچلے حصہ کو (جو نچلی طرف لسان سے جدا ہے) اطراف اضراس کے ساتھ ملا دیں۔ (تاکہ اس مقام سے جس سے کہ ضاد ادا کی جاتی ہے) حافہ لسان یسریٰ سے ادا کرنا ایسر و اسہل و اکثر اور ایمن سے مشکل اور جانبین سے اقل و اعز و اصعب و اعسر ہے اور یہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے سب جملہ کتب فن میں اسی طرح درج ہے۔ چنانچہ مقدمہ جزریہ، رعایہ[1]، جہد المقل[2]، النشر[3]، حرز الامانی[4] وغیرہ میں تفصیل موجود ہے۔ علامہ محقق ابن الجزری رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

والضاد من حافته اذ ولیا ۔ الاضراس من ایسر او یمناها[5]

حضرت شاطبی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں

وحافة اللسان فاقصاها لحرف تطولا ۔ الی ما یلی الاضراس وهو لدیهما

یعز وبالیمنی یکون مقللا — اس کا ماحصل یہ ہے کہ حافۂ لسان (کروٹ) اور اوپر کی داڑھوں سے ادا ہوتی ہے خواہ بائیں طرف سے ادا کی جائے یا دائیں سے یا بیک وقت دونوں طرف سے۔ اول اسہل و اکثر، ثانی مشکل ہے اور ثالث اقل و اعسر ہے۔ **ولهذا قال سیبویه انها تتکلف من الجانبین و هذا الحرف یصعب علی وجه من العالمین** - (شرح شاطبیہ عربی)[6] علیٰ ہذا القیاس ضاد کی صفات اتفاقی ہیں۔

---

1) رعایہ۔ 2) جہد المقل۔

3) النشر۔ 4) حرز الامانی۔

5) کذا فی المقدمة الجزریة باب مخارج الحروف، ص، طبع قرآن اکیڈمی۔
وکذا فی جمال القرآن لمعہ، مخرج، ص ۱۸ طبع قرآن اکیڈمی لاہور۔
وکذا فی فوائد مکیہ دوسری فصل مخارج کے بیان میں ص ۱۵ طبع قرآن اکیڈمی لاہور

6) شرح شاطبیہ عربی۔

(۱) جہر (۲) رخاوت (۳) استعلاء (۴) اطباق (۵) اصمات (۶) استطالت۔

یعنی یہ مجہورہ، رخوہ، مستعلیہ، مطبقہ، مستطیلہ (حافیہ) (ضرسیہ) ہوا۔ یعنی جہر کی وجہ سے بلندی قوت نفس ہوا، رخاوت کی وجہ سے نرم بالطیف و نازک نیز جریان صوت، استعلاء کی وجہ سے مفخم، اطباق کی وجہ سے زیادہ مفخم اقوی و اعلی، اصمات کی وجہ سے بوجھل نیز مضبوطی و جماؤ۔ استطالت کی وجہ سے طول الصوت بتدریج ادا ہوگا۔[۱]

للضاد ستة بلا شقاق جهر و رخو ثم بالاطباق مستعليا و مصمت مستطيلا الخ

(اغاثة الملهوف في مخارج الحروف لابراهيم بن سعد)[۲]

ضاد کو صحیح ادا کرنے کا طریقہ: اول داڑھ کو اضراس سے دائیں یا بائیں یا دونوں جانب لگائیں پھر بقیہ حصہ زبان کو پھیلا کر صفت استعلاء و اطباق ادا کرنے کے لیے تالو سے لگائیں۔ اس طرح کہ وسط تالو تک جائے اور زبان کی نوک کو رہ ط کے مخرج پر لگنے سے بچائیں۔ پس جب قاعدے کے مطابق زبان لگ جائے تو اب آواز پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے کہ آواز آہستہ آہستہ عن اول حافته الی آخرها پورے مخرج میں کھینچی جائے اس کا بھی خیال رکھنا کہ آواز منہ سے نہ پیدا ہو بلکہ حرف میں پیدا ہو اور پورے مخرج سے نکلے اس طرح پر کہ اگر جبڑوں کو سمیٹ کر ہاتھ منہ کے قریب دائیں جانب یا بائیں جانب جدھر سے لگا رہا ہو رکھیں تو آواز کے ساتھ سانس تھوڑا ہوا بھی ہاتھوں کو محسوس ہو۔ کوئی یہ نہ سمجھے کہ جبڑوں کے سمیٹنے اور اس کے مخرج پر ادا میں دخل ہے کیونکہ یہ تو صحت ادا معلوم کرنے کا طریقہ بیان کیا ہے۔ یعنی جب تک صوت مخرج سے نہ نکلے صرف زبان کا مخرج پر لگنا کارآمد نہیں۔ (فرعی، رخوی، لطیف، مخرج باصوت کون سا حرف ہے اس امر پر سب قراء و مجودین متفق ہیں کہ اگر ضاد کو اس کے مخرج معلوم عند القراء (حافہ زبان مع اصول اضراس علیا) سے بہ رعایت جمیع صفات لیکن مفخم ---- مستطیل نیز طرف زبان کے دخل کے بغیر ادا کیا جائے گا تو اس کی صوت و ادا، ماہر و مشاق و کامل قاری کی سماعت میں ظاء معجمہ کے ساتھ کافی مشابہ معلوم ہوگی۔ یعنی دونوں میں آواز جاری، جاری، مفخم ہوگی، لیکن مخرج جدا جدا ہی رہے گا۔ اب نقشہ پیش، ذیل پر چند دلائل پیش کیے جاتے ہیں۔

---

۱) کما فی جمال القرآن پانچواں لمعہ، ص ۲۲ تا ۲۶ طبع قراءت اکیڈمی لاہور

وکذا فی فوائد مکیہ تیسری فصل صفات کے بیان میں ص ۱۸، ۲۳ طبع قراءت اکیڈمی،

وکذا فی مقدمہ جزری (صفات کا بیان) ص ۲۱ طبع قراءت اکیڈمی لاہور۔

۲) اغاثة الملهوف مخارج الحروف لابراهيم بن سعد.

(١) قال في التفسير الكبير: ان المشابهة بين الضاد والظاء شديدة وان التمييز عسير[1] (٢) وفي جهد المقل: الضاد والظاء والذال المعجمات الكل مشاركة في الجهر والرخاوة ومتشابهة في السمع[2] (٣) وايضا فيه: يشتبه صوتها اي الضاد بصوت الظاء المعجمة بالضرورة[3] (٤) وفي شرح الشاطبية: ان هذه الثلاث متشابهة في السمع (٥) فلذلك اشتبهتا وعسر التمييز واحتاج القارئ في ذلك الى الرياضة لاتصال بين مخرجيهما والفصحاء والعرب ينطقون بها بحيث يشبه صوتها صوت الظاء (شرح قصيدة منه)[4] (٦) واما نحن معاشر [illegible] فانا عرفنا يعلمون بالضاد فيسمعها السامع ظاء مشددة قريبا منها وشبيها به – وهذا هو المحفوظ عن فصحاء العرب الاولين (تفسير منار ج للشيخ محمد عبده مفتي مصر)[5] اسی طرح بہت سی کتب میں ہے لولا الاستطالة واختلاف المخرجين لكانت الضاد عين الظاء[6]۔ (٨) شرح تنوير الابصار[7]، خزانة[8] فتح القدير[9]، بحر رائق[10]، خزانة المفتين[11]، خلاصة الفتاوى[12] وغيرها کتب فقہ میں ہے

(١) تفسير الكبير
(٢) جهد المقل
(٣) جهد المقل
(٤) شرح قصيدة
(٥) تفسير منار للشيخ محمد عبده مفتي مصر
(٦) [illegible] جمال القرآن [illegible] کی تصحیح مخارج [illegible] کی [illegible] اور [illegible] صفات [illegible] کیا [illegible] ہوا الضاد [illegible] في الفرق بين الظاء والضاد [illegible] لاہور [illegible] لاہور
(٧) شرح تنوير [illegible] كتاب الصلاة ٣٤٣ [illegible]
(٨) [illegible] كتاب الصلاة [illegible] ٢٧١ [illegible]
(٩) فتح القدير كتاب الصلاة [illegible] ٢٧٦/١ [illegible]
(١٠) البحر الرائق كتاب الصلاة [illegible] ١٦٦/١ طبع دار المعرفة
(١١) خزانة المفتين
(١٢) خلاصة الفتاوى كتاب الصلاة [illegible] ٩٣/١ طبع [illegible]

طرح ادا کرنے سے تفصیل موقوف نہیں (۹) فقہاء بھی ان کے فرق وفصل کو مشقت سے تعبیر کرتے ہیں چنانچہ غنیۃ میں ہے
اس بات کے کہ ان دونوں حرفوں میں شدید صوتی تشابہ پایا جاتا ہے شرح منیہ میں ہے۔ الا ما یشق تمییزہ
کالضاد والظاء فان اکثرھم لم یفسدھا[1] خلاصہ میں ہے: وان ذکر حرفا مکان حرف وغیر
المعنی فان امکن الفصل بین الحرفین بلا مشقۃ کالصاد مع الطاء فقرأ الطالحات مکان
الصالحات تفسد صلاتہ عند الکل وان کان لا یمکن الفصل بینھما الا بمشقۃ کالظاء مع
الضاد والصاد مع السین والطاء مع التاء اختلف المشائخ فیہ قال اکثرھم لا تفسد صلاتہ[2] (۱۰) والضاد یشبہ لفظھا بلفظ الظاء لانھما من حروف الاطباق ومن الحروف
المستعلیۃ ومن الحروف المجھورۃ ولولا اختلاف المخرجین وما فی الضاد من
الاستطالۃ لکان لفظھما واحدا ولم یختلفا فی السمع الخ[3] (۱۱) ضاد اور ظاء میں فرق درمیان مخرج کے بہت مشکل ہے (تفسیر عزیزی)[4] (۱۲) ومنھا ای من انواع التجنیس وھو تشابہ اللفظین
فی اللفظ مع اختلافھما ذاتا۔ کقولہ تعالی وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربھا ناظرۃ (تفسیر اتقان
مجتبائی تیسیر)[5] اس میں صنعت تجنیس اس صورت میں ممکن ہے کہ دونوں کا تشابہ صوتی ہو (۱۳) حروف استعلائیہ
میں سے جو حروف جہر ورخاوت میں شریک ہوتے ہیں وہ تشابہ صوت ہوتے ہیں۔ ان کی پہچان ق ...
جو شکل ہے ان میں تشابہ صوتی کا سبب اتحاد مخرج حقیقی یا قریبی (جو کہ اتنی نہیں (اگر ایسا ہوتا تو ... ہی ...
... اور ... میں کی تشابہ پیدا ہوتا (کیونکہ ان میں عدم تشابہ صوتی مسلم ہے) بلکہ اتحاد مخرج ...
... کے ساتھ ... خاص صفت ... کا پایا جانا ضروری ہے۔ چنانچہ حروف استعلائیہ کے
... (۱۔ شدیدہ مجہورہ ... ۲۔ مہموسہ رخوہ ۳۔ مجہورہ رخوہ) اور حروف ... کے ... (یا ...
...) اور حروف ... کے ... (۱۔ مجہورہ شدیدہ ۲۔ مجہورہ رخوہ ۳۔ مہموسہ رخوہ) صورتیں بھی ہیں۔ ان ...
... میں تشابہ صوتی نہیں ہے۔ کیونکہ یہ مجہورہ رخوہ ... میں ... قسم دال میں شدت
ہے۔ اگرچہ دونوں بسبب ... (محل ادائی) کے لحاظ ... اختلاف ہیں اس لیے کہ بعض قراء نے ... ۔ دونوں ...

---

(۱) کذا فی شرح کتاب الصلوۃ باب ما یفسد الصلاۃ ص ۴۳۲ طبع سعید
(۲) خلاصہ کتاب الصلوۃ فصل فی القراءۃ ۱ / ۹۷ طبع رشیدیہ
(۳) کتاب الرعایۃ لابی محمد المکی باب الضاد ص ۴۵-۴۶ مطبوعہ محبوب المطابع دہلی
(۴) تفسیر عزیزی ص ۱۲۹ ج ۱ طبع سعید کمپنی
(۵) تفسیر اتقان

فی المخرج تصور کرکے قصد صلوۃ وغیرہ میں ادا کرتا ہے۔ مگر ان دونوں کا عدم تشابہ مسلم ہے۔ والتفصیل مقام آخر۔ یہ بھی مخفی نہ رہے کہ ض، ظا کا تشابہ سمعی و صوتی ہے نہ کہ مخرجی و ذاتی و وجودی بھی۔ کیونکہ مخرج تو دونوں کا متباین و متغایر ہے۔ یعنی یہ دونوں حروف مخرج کے اعتبار سے ماہیت و حقیقت متغایر ہیں۔ اس کی وجہ سے ذاتا متغایر و متمایز و متباین الصوت ادا ہوں گے۔ مگر چونکہ اکثر صفات میں دونوں متحد ہیں جیسے رخاوت، استعلاء، اطباق، اصمات کے ان دونوں میں تشابہ صوتی سمعی محسوس ہوگا۔ اسی بنا پر قراء لکھتے ہیں کہ ض اور ظا میں تشابہ کے باوجود تمایز ذاتی و وجودی و تباین مخرجی لازم ہے۔

نیز صفت استطالت کی وجہ سے بھی ان دونوں کی صوت میں فرق محسوس معلوم ہوگا کہ ض تو بوجہ مستطیل و طویل الصوت ادا ہوگا۔ (اسی لیے دال کے قریب پہنچ جاتی ہے) اور ظا قصیر ادا ہوگی۔ (اسی لیے وہ قریب با ذال ہے) حاصل یہ کہ ض۔ ظا میں تشابہ صوتی اور تغایر ذاتی و وجودی ہے[1]۔ لہذا کوئی ض مرتفق یا دال مفخم یا ذال مفخم یا دال یا ظا مفخم یا ضمن ظاء مفخم۔ یا ضاد مشابہ بالدال و مجملہ بالام مفخم یا ذوا یا ظاء مفخم یا ذوا ذال وغیرہ (جیسا کہ معلوم ہو بیان کرے) پڑھنا بالکل خلاف تجوید و مفسد صلوۃ ہے۔ بلکہ تجوید مخرج تغییر اور اختیار بطریق ابدال کرنے سے مفسد صلوۃ نہیں تو کم از کم غلط و مکروہ اور عقائد فرعی غلط ہو تب بھی قدرت علی المخرج کے موجب اثم و مفسد صلوۃ ہے۔ اگر باوجود ریاضت و مجاہدہ کے بارشاد ماہر استاذ صحیح ضاد ادا نہ ہو۔ تو وہ معذور ہوگا۔ ان تعمد ذلك تفسد وان جرى على لسانه او لا يعرف التمييز لا تفسد وهو المختار[2] تفصیل دوسری فرصت پر چھوڑتا ہوں۔ والله يقول الحق وهو يهدى السبيل – والله اعلم بالصواب وعنده علم الكتاب

غير المغضوب یا المغظوب۔ اسی طرح ولا الضالين یا الظالين پڑھا ہے کے مفسد صلوۃ ہے۔[3] اسی طرح كيدهم في تظليل (مثنیٰ المصلی) ۱۲ منہ[4]

---

۱) جمال القرآن پانچواں لمعہ ص: ۲۳، ۲۴ طبع قرآن اکیڈمی لاہور وکذا فی فوائد مکیہ تیسری فصل صفات کے بیان میں ص: ۱۸، ۲۶ طبع قرآن اکیڈمی لاہور وکذا فی مقدمۃ الجزری صفات کا بیان ص: ۹، ۱۱ طبع قرآن اکیڈمی لاہور۔

۲) الشامیہ کتاب الصلوۃ باب ما یفسد الصلوۃ وما یکرہ فیہا ص: ۶۳۲ طبع سعید۔
وکذا فی الخانیہ کتاب الصلوۃ فصل فی القراءۃ ۱/۱۴۲، ۱۴۴ طبع رشیدیہ وکذا فی الفتاوی التاتارخانیہ کتاب الصلوۃ من اخر فی زلۃ القاری الفصل الاول ۱/۶۴۰ طبع ادارۃ القرآن۔

۳) الخانیہ ولو قرأ والعادیات ضبحا بالظاء تفسد صلاته وکذا لو قرأ غیر المغضوب بالظاء او بالدال تفسد صلاته کتاب الصلوۃ فصل فی القراءۃ ۱/۱۴۲، ۱۴۴ طبع رشیدیہ کوئٹہ۔

۴) کما فی حلبی کبیر ولو قرأ الم یجعل کیدھم فی تظلیل بالظاء مکان الضاد تفسد کذا فی کتاب الصلوۃ فصل فی بیان زلۃ القاری ص: ۴۹۲ طبع سعیدی کتب خانہ۔

فقط وانا العبد القاصر المفتقر الى رحمة الملك المقتدر محمد طاهر الرحيمي عفا الله عنه الناظم خادم التجويد والقراءة والقرآن بمدرسة قاسم العلوم

دو رکعتوں کی تلاوت میں چھوٹی سورت سے فصل کرنے کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک امام مسجد جو کہ جہری نماز پڑھاتے وقت پہلی رکعت میں سورۃ ماعون اور دوسری رکعت میں ساتھ والی سورۃ کوثر چھوڑ کر اس سے اگلی سورۃ کافرون پڑھتا ہے اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد جب اس کو کہا جاتا ہے کہ آپ بھول گئے تو کہتا ہے کہ نہیں یہ جائز ہے اور میں نے پڑھا ہے تو کیا ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں۔ کتاب وسنت کے مطابق جواب عنایت فرمائیں۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں امام کا یہ فعل مکروہ ہے یعنی امام پہلی رکعت میں جہاں سے قرأت کرتا ہے دوسری رکعت میں اس کے بعد والی سورۃ یا آیتیں پڑھے اور کم از کم دو چھوٹی سورتوں کا یا اس کی مقدار کا فاصلہ دے کر پڑھے اگر ایک چھوٹی سورۃ کا فاصلہ دے کر قرأت کرے تو یہ مکروہ ہے۔ ویکرہ الفصل بسورۃ قصیرۃ الخ۔ شامی میں محشی اس عبارت کے تحت لکھتے ہیں۔ اما بسورة طويلة بحيث يلزم منه اطالة الركعة الثانية اطالة كثيرة فلا يكره كما اذا كانت سورتان قصيرتان الخ [1] نور الایضاح میں ہے۔ يكره للمصلي سبعة وسبعون شيئا (الى ان قال فيه) وفصله بسورة بين سورتين قرأهما في ركعتين [2] الخ عالمگیری میں ہے۔ واذا جمع بين سورتين بينهما سورة او سورة واحدة في ركعة واحدة يكره واما في ركعتين ان كان بينهما سور لا يكره وان كان سورة واحدة قال بعضهم يكره وقال بعضهم ان كانت السورة طويلة لا يكره هكذا في المحيط كما اذا كان بينهما سورتان قصيرتان الخ [3] ان عبارات فقہیہ سے مذکورہ بالا فعل کی کراہت کا واضح ہے [illegible]

---

(١) كما في الشامية كتاب الصلوة فصل في القراءة ١/٥٤٦ طبع سعيد.

(٢) حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح شرح نور الايضاح كتاب الصلوة فصل في مكروهات الصلوة ص: ٣٥٢ طبع قديمي كتب خانه.

(٣) الهندية كتاب الصلوة الفصل الرابع في القراءة ١/٧٨ طبع رشيديه كوئٹه.

اس وجہ سے ترجیح حاصل ہے۔ مسائل کی تحقیق کرتے رہنا ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

تحقیق مسئلہ فاتحہ خلف الامام

(سوال)

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ فاتحہ خلف الامام پڑھنا کیسا ہے؟ مع دلائل تحریر فرمادیں۔ بینوا توجروا عند اللہ

(الجواب)

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مذہب میں قرأت فاتحہ خلف الامام مکروہ ہے (۱) امام کی قرأت ہی مقتدی کے لئے کافی ہوتی ہے۔ حدیث میں آتا ہے۔ من كان له امام فقراءة الامام له قراءة رواه محمد بن الحسن في الموطا والطحاوي واسناده صحيح قال محمد اخبرنا ابو حنيفة نا موسى بن ابي عائشة عن عبد الله بن شداد عن جابر رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم نحوه (۲)۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ امام اعظم ہیں جو مذہب کے امام ہیں اس کے راوی ہیں۔ موسیٰ بن ابی عائشہ اور عبد اللہ بن شداد ثقہ ... راوی ہیں۔ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ صحابی ہیں۔ لہذا اس سند پر کوئی اعتراض وارد نہیں ہوسکتا۔ لہذا حدیث کی صحت میں کوئی شک نہیں ہے۔ ... امام ابو حنیفہ ... قرآن مجید ... یہ دونوں آیت ہیں۔ نیز آیت و اذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلكم ترحمون (۳) سے ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ قرآن پڑھنے کے وقت استماع و انصات کا حکم ہے۔ ... کا حکم جہری نماز میں بھی ہے اور سری نماز میں بھی ... اور ... ہے۔ قال ابن تيمية و استفاض عن

---

(۱) كما في الدر المختار والمؤتم لا يقرأ مطلقا ولا الفاتحة في السرية ولو قرأ كره تحريما كتاب الصلوة فصل في القراءة ج ۱ ص ۵۰۴ طبع سعيد. كما في آثار السنن عن ابي موسى رضي الله عنه قال علمنا رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اذا قمتم الى الصلوة فليؤمكم احدكم واذا قرأ الامام فانصتوا (باب ترك القراءة ج ۱ ص ۸۰ طبع امدادیه ملتان) وكذا في البحر الرائق كتاب الصلوة باب صفة الصلوة ج ۱ ص ۳۴۹ طبع رشيديه.

(۲) الموطا امام محمد باب القراءة في الصلوة خلف الامام ص ۹۶ مير محمد كتب خانه وكذا في شرح الآثار الطحاوي ص ۱۲۹ طبع سعيد

(۳) سورة الاعراف آية ۲۰۴

المسلمين انها نزلت في الصلوة و ذكر احمد بن حنبل انها نزلت في الصلوة[1] مغني ابن قدامہ میں امام احمد کا قول نقل کیا گیا ہے: و ذكر احمد ما سمعنا احدا من اهل الاسلام يقول ان الامام اذا جهر بالقرآن لا تجزئ صلوة من خلفه اذا لم يقرء[2]۔ نیز مغنی میں ہے قال احمد هذا النبي صلى الله عليه وسلم واصحابه والتابعون وهذا مالك في اهل الحجاز وهذا الثوري في اهل العراق وهذا الاوزاعي بالشام وهذا الليث في مصر ما قالوا الرجل صلى خلف الامام وقرأ امامه ولم يقرأ هو فصلوته باطلة[3]۔ نیز حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے یقول من صلى ركعة لم يقرأ فيها بام القرآن فلم يصل الا وراء الامام رواه مالك في موطا و اسناده صحيح[4]۔ اور صحیح مسلم میں حضرت عطاء بن یسار سے مروی ہے انه سأل زيد بن ثابت عن القراءة مع الامام فقال لا قراءة مع الامام في شيء رواه مسلم في باب سجود التلاوة في صحيحه[5]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے جب سوال کیا: اقرأ والامام بين يدي فقال لا۔ رواه الطحاوي[6]۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: فقال انصت للقراءة فان في الصلوة شغلا وسيكفيك ذالك الامام رواه الطحاوي۔ واسناده صحيح[7]۔ اور حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے الامام اذا ام القوم فقد كفاهم رواه النسائي والطحاوي[8]۔ نیز مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے واذا قرأ فانصتوا[9]۔ جن کے مخارج بھی موجود ہیں۔ حدیث لا صلوة الا بفاتحة الكتاب سے[10] اگر فاتحہ کا وجوب معلوم ہوتا ہے اور اس لیے فاتحہ پڑھے بغیر نماز نہیں ہوتی اور امام کی قراءت قائم مقام قراءت مقتدی

١) المغني لابن قدامة كتاب الصلوة مسألة قراءة المأموم الفاتحة ١/٦٠٦ طبع دار الكتب.

٢) المغني لابن قدامة كتاب الصلوة قراءة المأموم الفاتحة ١/٦٠٦ طبع دار الكتب.

٣) المغني لابن قدامة كتاب الصلوة مكروهات الصلوة ١/٦٠٢ طبع دار الكتب

٤) موطا امام مالك كتاب الصلوة باب ما جاء في ام القرآن ص ٦٦-٦٧ طبع محمد كتب خانه كراچي

٥) صحيح المسلم كتاب الصلوة باب سجود التلاوة ١/٢١٥ طبع قديمي كتب خانه كراچي.

٦) شرح معاني الآثار للطحاوي كتاب الصلوة باب القراءة خلف الامام ١/١٤٩ طبع سعيد كراچي.

٧) شرح معاني الآثار للطحاوي كتاب الصلوة باب القراءة خلف الامام ١/١٥٠ طبع سعيد كراچي.

٨) شرح معاني الآثار للطحاوي كتاب الصلوة باب القراءة خلف الامام ١/١٤٧ طبع سعيد كراچي.

٩) صحيح المسلم كتاب الصلوة باب التشهد في الصلوة ١/١٧٤ طبع قديمي.

وكذا في آثار السنن كتاب الصلوة باب في ترك القراءة خلف الامام ص ١٠٩ مكتبه امداديه ملتان

١٠) شرح معاني الآثار كتاب الصلوة خلف الامام ١/١٤٨ طبع سعيد.

ادا نہیں ہوتی جیسا کہ ہمارے مخالفین یعنی غیر مقلدین کا اصول ہے تو ان پر لازم ہے کہ وہ فاتحہ کے ساتھ ضم سورۃ بھی کریں اور امام کے پیچھے سورۃ بھی پڑھیں۔ اس لیے کہ حدیث میں جہاں فاتحہ کا وجوب مروی ہے وہاں ضم سورۃ بھی ابوداؤد نے سنن میں نقل کیا ہے: عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال امرنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان انادی انہ لا صلوٰۃ الا بقراءۃ فاتحۃ الکتاب فما زاد انتہی۔[1] نیز مسلم[2] اور نسائی[3] نے زہری کے طریق سے حدیث لا صلوٰۃ الخ میں فصاعداً کی زیادتی نقل کی ہے۔ سنن ابوداؤد میں ہے: امرنا ان نقرأ بفاتحۃ الکتاب وما تیسر[4] تو کیا وجہ ہے کہ بلا اولیٰ الفاتحہ کے پڑھے بغیر تو امام کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے اور فاتحہ پڑھے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ اگر امام کی قراءت کفایت کرتی ہے تو فاتحہ اور سورۃ دونوں میں کرتی ہے فرق کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ ترمذی کی روایت لا تفعلوا الا بفاتحۃ الکتاب فانہ لا صلوٰۃ لمن لم یقرأ بہا[5]۔ اگرچہ فاتحہ کے پڑھنے میں صریح ہے لیکن یہ حدیث تین وجوہ سے معلول ہے۔ (۱) اس کا راوی مکحول ہے جو مدلس ہے اور یہاں وہ روایت عن عن سے کرتا ہے مدلس کی روایت عن عن سے اتصال پر محمول نہیں ہوتی جو محدثین کا متفقہ مسلک ہے۔ (۲) نیز اس کی سند میں اضطراب ہے۔ (۳) محمد بن اسحاق اس کا راوی مختلف فیہ ہے۔ اور محمد بن اسحاق اتنا قوی نہیں ہے کہ اس کے تفردات بھی قابل قبول ہوں لہذا حدیث حسن نہیں اور حدیث کی صحت کا دعویٰ تو خود ترمذی نے بھی نہیں کیا۔ صرف حسن کا دعویٰ کیا ہے۔ لیکن ان تین علل کی وجہ سے حسن بھی نہ رہی[6]۔ بہرحال ایسی کوئی دلیل صریح اور صحیح آخر تک نہیں پائی گئی جس سے فاتحہ کا پڑھنا خلف الامام ثابت ہو سکے اور انصات کی حدیث اور آیت کی موجودگی میں پڑھنا کراہت سے خالی نہیں بالخصوص جہری نمازوں میں۔

واللہ تعالیٰ اعلم

---

۱) ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب من ترک القراءۃ فی صلاتہ ۱/۱۲۶ طبع مکتبہ رحمانیہ لاہور۔

۲) مسلم کتاب الصلوٰۃ باب وجوب قراءۃ الفاتحۃ ۱/۱۶۹ طبع قدیمی کتب خانہ۔

۳) سنن النسائی کتاب الصلوٰۃ باب ایجاب قراءۃ فاتحۃ الکتاب فی الصلوٰۃ ۱/۱۴۵ طبع قدیمی۔

۴) سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ باب من ترک القراءۃ فی صلاتہ ۱/۱۲۲ طبع رحمانیہ لاہور

۵) سنن ترمذی کتاب الصلوٰۃ باب ما جاء فی القراءۃ خلف الامام ۱/۶۹، ۷۰ طبع سعید

۶) وکذا فی المشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ باب القراءۃ فی الصلوٰۃ ۱/۸۱ طبع قدیمی کتب خانہ۔

مذکورہ بالا تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو مرقاۃ المفاتیح کتاب الصلوٰۃ فصل فی القراءۃ الفصل الثانی ۲/۵۳۳، ۵۳۴ طبع دار الکتب۔

نمازوں میں جہر اور سر کی وجہ

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ پانچ نمازوں میں سے فجر، مغرب اور عشاء میں بلند آواز سے قراءت پڑھی جاتی ہے اور ظہر، عصر کی نماز میں بلند آواز سے قراءت کیوں نہیں کی؟ ان میں کیا فرق ہے؟ اگر بلند آواز سے پڑھی جائے تو کیا فرق ہے۔

جواب

مبسوط میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک حدیث نقل کی گئی ہے: وقال ابو سعيد الخدري رضي الله عنه سجد رسول الله صلى الله عليه وسلم في صلوة الظهر فظننا انه قرأ الم تنزيل السجدة وقد كان النبي صلى الله عليه وسلم في الابتداء يجهر بالقرآن في الصلوات كلها وكان المشركون يؤذونه ويسبون من انزل ومن انزل عليه فانزل الله تعالى ولا تجهر بصلوتك ولا تخافت بها وابتغ بين ذلك سبيلا فكان يخافت بعد ذلك في صلوة الظهر والعصر لانهم كانوا مستعدين للاذى في هذين الوقتين ويجهر في صلوة المغرب لانهم كانوا مشغولين بالاكل وفي صلوة العشاء والفجر لانهم كانوا نياما وجهر في الجمعة والعيدين لانه اقامها بالمدينة وما كان للكفار بها قوة الاذى(۱)۔

روایت مذکورہ سے جہر و سر میں یہ حکمت معلوم ہوتی ہے کہ ابتداء اسلام میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ کے اندر جہر سے تمام نمازیں پڑھا کرتے تھے۔ مشرکین مکہ قرآن جب سنا کرتے تھے تو اس کے نازل کرنے والے یعنی اللہ تعالیٰ اور جس پر نازل کیا گیا ہے یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب و شتم کیا کرتے تھے۔ اللہ جل مجدہ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ نہ نماز میں سورت بلند آواز سے پڑھا کرو اور نہ بہت آہستہ اور درمیان کی صورت کو اختیار کرو۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بعد ظہر و عصر میں سر کیا کرتے تھے کیونکہ ان دو وقتوں میں مشرکین

---

(۱) المبسوط للسرخسي كتاب الصلوة فصل بجهر الامام في صلاة الجهر و يخافت الخ ۱۷/۱ طبع ادارة القرآن . وكذا في حاشية الطحطاوي كتاب الصلوة فصل في واجب الصلوة ص ۲۵۳، ۲۵۴، طبع قديمي كتب خانه وكذا في اعلاء السنن كتاب الصلوة باب وجوب الجهر في الجهرية والسر في السرية ۲۰/۴ طبع ادارة القرآن .

مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو معارف القرآن ۵۴۲/۵ طبع مکتبہ دار العلوم کراچی۔

زیب دیا کرتے تھے، مغرب کے بعد ۔۔۔ نفل میں مشغول رہتے تھے ۔۔۔ نے وقت دو سے ہوتے ہوئے تھے آپ جماعت نہیں پڑھتے تھے اس لیے بلند آواز سے دعا کرتے تھے ۔۔۔ عیدین کی نماز میں بلکہ ۔۔۔ فرض نماز میں ۔۔۔ ظاہر نہیں تھا اس سے دو ۔۔۔ بلند آواز سے ادا کی ۔۔۔ کے بعد ۔ چونکہ فرض کی ادائیگی کا اندیشہ نہیں رہتا لیکن ۔۔۔ اسی طرح ۔۔۔ السلطۃ ۔۔۔ بلند آواز کے ساتھ ۔۔۔ سے سجدہ سہو لازم ہے ۔۔۔ اور نماز صحیح ہو جائے گی۔[1]

نماز میں تلاوت سے قبل بسم اللہ کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ فرض نماز ہو یا نفل، ہر رکعت میں سورت سے پہلے بسم اللہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

جواب

ہر رکعت میں تلاوت سے قبل بسم اللہ پڑھنا مسنون ہے۔[2]

کیا کسی کے اشارہ کرنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ۔۔۔ اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص ۔۔۔ نماز میں ۔۔۔ اسی اثنا میں ایک شخص نے ۔۔۔ کو اشارہ ۔۔۔ تو کیا اس کی نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ آپ ۔۔۔ شریعت کی رو سے ۔۔۔ کہ اس کی نماز فاسد ہو گئی ہے یا نہیں ۔۔۔ ہے یا نہیں۔ بینوا بالدلیل توجروا عند الجلیل

---

[1] رد المحتار، باب سجود السهو ۔۔۔ بالجهر والمخافتة ۔۔۔ الى آخر ۔۔۔ الصلاة باب سجود السهو ۲/۔۔۔ ۔۔۔ وكذا في حلبي كبير فصل في سجود السهو ص ۔۔۔ ۔۔۔ وكذا في البحر الرائق فصل في سجود السهو ۲/۔۔۔ طبع مكتبه رشيديه

[2] الدر المختار مع رد المحتار ۔۔۔ كل ركعة ۔۔۔ المحيط المختار ۔۔۔ قبل الفاتحة ۔۔۔ كل ركعة ۔۔۔ كتاب الصلاة باب في بيان صفة الصلاة ۔۔۔ (فرع)

وكذا في البحر الرائق كتاب الصلاة ۔۔۔ صفة الصلاة ۔۔۔ رشيديه

وكذا في الهندية كتاب الصلاة الفصل الثالث في سنن الصلاة ۱/۷۳ رشيديه

الجواب حامداً ومصلیاً

اس شخص کا یہ کہنا درست نہیں ہے کہ جماعت کی نماز فاسد ہو جاتی ہے اور ان کی نماز فاسد ہو گئی ہے اور ایسے آمین بالجہر کہنے والے کو دکھ پہنچانا حرام ہے(۱)۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

محمود عفی عنہ

۲۰ ربیع الثانی ۱۳۸۰ھ

ثنا اور تسمیہ کس رکعت میں پڑھنا بہتر ہے

سوال:

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ:

(۱) نماز چار رکعت کی تیسری رکعت کی ابتداء میں ثنا پڑھنی چاہیے یا نہیں۔ مع حوالہ کتب معتبرہ تحریر فرمادیں۔

(۲) بسم اللہ الخ ہر رکعت میں پڑھنی چاہیے یا صرف پہلی رکعت میں ہی پڑھنی چاہیے اور باقی رکعتوں میں نہیں پڑھنی چاہیے۔ بینوا توجروا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) تیسری رکعت کی ابتداء میں ثناء پڑھنی چاہیے کذا فی الشامیہ(۱)۔

(۲) ہر رکعت کی ابتداء میں پڑھنی چاہیے کما ذکر فی المحیط المختار قول محمد وهو أن يسمي قبل الفاتحة وقبل كل سورة في كل ركعة (۲)

---

(۱) عن عبد الله بن عمرو رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده. (الصحيح للبخاري، كتاب الإيمان، باب المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده: ۶/۱، قديمي كراچي)

وكذا في مشكوة المصابيح، كتاب الإيمان: ۱۲/۱، قديمي كراچي

وكذا في الجامع للترمذي، أبواب الإيمان، باب ما جاء المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده: ۹۰/۲، سعيد

(۲) الدر المختار: ولا يستفتح إذا قام إلى الثالثة منها … وفي البواقي من ذوات الأربع يصلي على النبي صلى الله عليه وسلم ويستفتح ويتعوذ ولو نذراً، لأن كل شفع صلاة. (كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل: ۲۲/۲، رشيدية جديد كوئٹه) وكذا في الهندية، كتاب الصلوة، باب الوتر والنوافل: ۸۶/۲، ۸۷، مكتبه رشيديه، وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلوة، باب صفة الصلوة: ۱۹۰/۱، سعيد.

وكذا في الهندية، كتاب الصلوة، الفصل الثالث في سنن الصلوة: ۷۴/۱، رشيديه

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ محمد انور

۱۳ رجب ۱۳۹۱ھ

نمازِ معکوس کی شرعی حیثیت

س

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

(۱) نماز معکوس کا ثبوت قرآن و حدیث یا کتب معتبرہ یا غیر معتبرہ میں ملتا ہے کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھی ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر مبارک نیچے کو کیا ہو اور پاؤں مبارک اوپر کیے ہوں۔ کیا ایسی نماز ثابت ہے اور کس موقع پر پڑھی ہے یا کسی امام و بزرگ نے یہ نماز اخراج کی غرض سے پڑھی ہو۔ (۲) مشہور مولوی واعظ پنجابی اپنی تقریروں میں نہایت جوش و خروش کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ ایک موقع پر حضرت ام المؤمنین صدیقہ بنت صدیق حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں تو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا من انت مولوی صاحب نے جواب میں عرض کیا کہ [illegible] تو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ [illegible] یا عائشۃ۔ کیا یہ روایت صحیح ہے۔ (۳) جن روایات سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہونا ثابت ہے ان کے بیان کی مختصر تعداد کی فہرست حسب اختلاف اسناد یا الفاظ یا کتب عنایت فرمائیں۔

ج

(۱) یہ نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ثبوت نہیں[1] ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے القول الجمیل[2] میں اسے اشغال چشتیہ میں درج کیا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ سنت سے اس کا ثبوت نہیں ملتا۔ اس کے علاوہ نماز [illegible] عمل میں ایک مجاہدہ ہے [illegible] اور مجاہدہ ہے اور مجاہدے کے لیے منقول و ماثور ہونا ضروری نہیں۔ ہاں [illegible] ہونا چاہیے مگر اس وقت اکثر لوگ اس کے متحمل نہیں ہو سکتے اس لیے مشائخ نے اس کو ترک فرمایا ہے۔

---

(۱) مشکوٰۃ المصابیح من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد، کتاب الایمان باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ ۱/۲۷ قدیمی کتب خانہ۔

(۲) شفاء العلیل ترجمہ القول الجمیل ص ۵۶، طبع مکتبہ رحمانیہ لاہور

(۲) ان روایات کا ثبوت حتمی ہونے تین مناسب ممکن ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی خاص وقت یا کسی متعینہ وقت ان کی نفی فرمایا ہو

(۳) عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال قلت یا رسول اللہ بابی انت وامی اخبرنی عن اول شیء خلقہ اللہ قبل الاشیاء قال یا جابر ان اللہ تعالی قد خلق قبل الاشیاء نور نبیک[1]۔ یہ مسلم شریف میں ایک کی دعا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لیے دعا کی ہے اللھم اجعلنی نورا الخ۔ قد جاءکم من اللہ نور وکتاب مبین[2] میں اکثر مفسرین نے نور سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم مراد لیے ہیں[3]۔ اس روایت سے یہ معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نور کا اطلاق کیا گیا ہے اور چونکہ آیات قطعی[4] ہے کہ آپ جنس بشریت سے تھے۔

مقتدی کے لیے قراءت کی ممانعت

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین درین مسائل کہ:

(۱) نماز میں ہاتھ ناف کے نیچے باندھنے کی حدیث تحریر فرمائیں۔

(۲) نماز میں آمین آہستہ پڑھنے کا حکم بحوالہ حدیث شریف تحریر فرمائیں۔

(۳) امام کے پیچھے مقتدی کے الحمد پڑھنے کا حکم۔

(۴) فجر کی نماز کی سنتیں بعد نماز فجر کے طلوع آفتاب سے قبل پڑھنے کا حکم۔

(۵) نماز وتر پڑھنے کا مسنون طریقہ تحریر فرمائیں۔

---

1) الصحیح لمسلم کتاب صلاۃ المسافرین باب صلاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۱/۲۶۱ قدیمی کتب خانہ.

2) سورۃ المائدۃ الآیۃ: ۱۵.

3) روح المعانی قد جاءکم من اللہ نور عظیم وھو نور الانوار والنبی المختار صلی اللہ علیہ وسلم سورۃ المائدۃ الآیۃ: ۱۵، ۶/۹۷ ... وکذا فی تفسیر المظہری سورۃ المائدۃ الآیۃ: ۱۵، ۳/۶۸ مکتبہ المعارف وکذا فی تفسیر اللباب فی علوم الکتاب سورۃ المائدۃ الآیۃ: ۱۵، ۷/۲۵۹ دار الکتب العلمیۃ وکذا فی تفسیر زاد المسیر سورۃ المائدۃ الآیۃ: ۱۵، ۲/۳۱۲ دار الکتب العلمیۃ.

4) قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الٰہکم الٰہ واحد سورۃ الکہف الآیۃ: ۱۱۰.

تفسیر المظہری ای قل یا محمد لہم انما انا بشر مثلکم فی البشریۃ لیس لی صفۃ الملکیۃ او الالوہیۃ ولا علم لی الا ما علمنی اللہ سورۃ الکہف آیۃ: ۱۱۰، ۶/۴۹۶ مکتبہ المعارف.

وکذا فی تفسیر روح المعانی سورۃ الکہف الآیۃ: ۱۱۰، ۱۶/۵۶ دار احیاء التراث العربی.

تخریج

(١) عن علقمة بن وائل بن حجر عن ابيه قال رأيت النبي صلى الله عليه وسلم يضع يمينه على شماله في الصلوة تحت السرة — رواه ابن ابي شيبة[1] واسناده صحيح

(٢) روى احمد وابو يعلى والطبراني والدارقطني والحاكم في المستدرك من حديث شعبة عن سلمة بن كهيل عن حجر ابي العنبس عن علقمة بن وائل عن ابيه انه صلى مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما بلغ غير المغضوب عليهم ولا الضالين قال آمين واخفى بها صوته[2] اهـ

٣— عن عطاء بن يسار انه سأل زيد بن ثابت رضي الله عنه عن القراءة مع الامام فقال لا قراءة مع الامام في شيء[3] رواه مسلم في باب سجود التلاوة

٤— عن ابي سعيد الخدري قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا صلوة بعد العصر حتى تغرب الشمس ولا صلوة بعد صلوة الفجر حتى تطلع الشمس رواه الشيخان[4]

٥— عن ابي سلمة بن عبد الرحمن انه سأل عائشة رضي الله عنها كيف كانت صلوة رسول الله صلى الله عليه وسلم في رمضان فقالت ما كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يزيد في رمضان ولا في غيره على احدى عشرة ركعة يصلي اربعا فلا تسئل عن حسنهن وطولهن ثم يصلي اربعا فلا تسئل عن حسنهن وطولهن ثم يصلي ثلاثا قالت عائشة فقلت يا رسول الله اتنام قبل ان توتر فقال يا عائشة ان عيني تنامان ولا ينام قلبي رواه البخاري[5] فقط والله تعالى اعلم

---

(١) مصنف ابن ابي شيبة كتاب الصلوات باب وضع اليمين على الشمال [illegible] ١/٣٤٧ [illegible] كتاب الصلوة [illegible] وضع اليمين تحت السرة [illegible] كراچی
[illegible] كتاب الصلوة [illegible] كتاب الصلوة [illegible] دار الكتب العلمية

(٢) آثار السنن ص [illegible] والترمذي ابواب الصلوة [illegible]
[illegible] والصلاة [illegible] كتاب الصلوة [illegible] الفصل الثاني في باب الصلوة [illegible]

(٣) الصحيح لمسلم كتاب الصلوة باب سجود التلاوة ١/٢١٥ قديمي كتب خانه
[illegible] ولا الفاتحة [illegible] كتاب الصلوة فصل في القراءة [illegible]

(٤) مشكوة المصابيح كتاب الصلوة باب اوقات النهي [illegible] قديمي كتب خانه
وكذا في الصحيح للبخاري كتاب المواقيت [illegible] الصلوة قبل غروب الشمس [illegible]
قديمي كتب خانه

(٥) وكذا في الصحيح للبخاري كتاب [illegible] النبي صلى الله عليه وسلم [illegible] قديمي كتب خانه

سبحان ربی العظیم کی جگہ سبحان ربی الکریم پڑھنے کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین [illegible] سبحان ربی العظیم کی جگہ سبحان ربی الکریم پڑھنا کیسا ہے؟ [illegible] سے ظ صحیح ادا نہیں ہوتی [illegible] عظیم کی جگہ عزیم [illegible] کیا ان کے لیے [illegible] سبحان ربی الکریم [illegible] جواب عطا فرمائیں۔

جواب

امام اہل سنت [illegible] سبحان ربی العظیم [illegible] سبحان ربی الکریم [illegible] ظ کی ادائیگی صحیح نہ ہو [illegible] العظیم کی جگہ العزیم پڑھ [illegible] سبحان ربی الکریم [illegible] ہے[1] — وتسمية [illegible] في الركوع سبحان ربي العظيم لأن كان لا يحسن الظاء فيبدل به سبحان ربي الكريم لئلا يجري على لسانه العزيم فتفسد به الصلوة كذا في شرح درر البحار فليحفظ فإن العامة عنه غافلون حيث يأتون بدل الظاء بزاء مفخمة[1]

[illegible] سبحان ربی العظیم [illegible] پڑھنے کے [illegible] ہے[2] [illegible] سبحان ربی الکریم [illegible] ہے [illegible]

---

(1) رد المحتار، كتاب الصلوة، فصل في بيان تأليف الصلوة، [illegible]

(2) عن ابن مسعود رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال إذا ركع أحدكم فقال في ركوعه سبحان ربي العظيم ثلاث مرات فقد تم ركوعه وذلك أدناه [illegible] الصلوة [illegible] التسبيح في الركوع [illegible]

رد المحتار [illegible] سبحان ربي العظيم كتاب الصلوة فصل في بيان تأليف الصلوة [illegible] وكذا في البحر الرائق كتاب الصلوة باب صفة الصلوة [illegible]

مذکورہ امامت درست ہے خواہ بعض حروف صحیح ادا کر سکتا ہو اور بعض ادا نہ کر سکتا ہو تب بھی پڑھ سکتا ہے لیکن نہیں کر سکتا جب تک ایسی حالت ہے اس کی امامت ابھی بالاتفاق درست ہے علی قول کما قال فی الشامی (۱)

امامۃ الالثغ لسلیم فاسد … فمجوز عند البعض من اکابر

وقد اباہ اکثر الاصحاب … لما لغیرہ من اعراب

جو آدمی … پڑھ سکتا ہے اس کا مقتدی بننا … اس کی امامت درست

ہی (۲) اگر … خلاف … فقط واللہ تعالیٰ اعلم

فاتحہ خلف الامام کی حدیث کا مقام

سوال:

کیا فرماتے ہیں علمائے اہل سنت والجماعت مندرجہ ذیل سوال کے متعلق:

(۱) من کان لہ امام فقراءۃ الامام لہ قراءۃ (۲) من کان لہ امام فقراءۃ الامام لہ قراءۃ والی حدیث شریف اصول حدیث شریف، اصول فقہ حنفی، اصول تقلید علمائے اہل سنت والجماعت کی رو سے مرفوع متصل صحیح ہے یا ضعیف ہے۔

(۲) کیا وہ احادیث شریف جن کی رو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مقتدیوں کو امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ سری اور جہری نمازوں میں پڑھنے سے منع فرمایا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری قول اور فعل ہے جبکہ وہ احادیث شریف جن کی رو سے امام کے پیچھے سری اور جہری نمازوں میں سورۂ فاتحہ مقتدیوں کو پڑھنے کا حکم دیا ہے وہ منسوخ کرنے والی حدیث شریف سے پہلے کی ہیں۔ فقط؟

---

(۱) شامی، کتاب الصلوۃ، فصل فی القراءۃ، مطلب فی الالثغ ۱/۵۸۲ سعید

وکذا فی الھندیۃ، کتاب الصلوۃ، الباب الخامس فی الامامۃ ۱/۸۶، رشیدیہ

(۲) … ومنها زلۃ القاری … فی اعراب … لم یفسد … الا ما یشتد تغیرہ … والطالب … کتاب الصلوۃ … مما یفسد الصلوۃ ۱/۶۳۰، ۶۳۲ سعید

فکل ذلک حکمہ ما مر من بدل … والا فلا تصح الصلوۃ … ردالمحتار، کتاب الصلوۃ، باب الامامۃ ۱/۵۸۲ سعید

جواب

(۱) حدیث مرفوع متصل صحیح ہے۔ قال امام المحدثین [illegible] (۱) وعن جابر رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من کان له امام فقراءة الامام له قراءة رواه الحافظ احمد بن منیع فی مسنده و محمد بن الحسن فی الموطا والطحاوی والدارقطنی واسناده صحیح والتفصیل فی تعلیقه

(۲) حضرت اقدس علامہ رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے الکوکب الدری علی جامع الترمذی (۲) [illegible] میں [illegible] مقتدی [illegible] وھذه عبارته و كذا الذي قاله النبي صلى الله عليه وسلم من انه لا صلوة لمن لم يقرأ بام القرآن و كذلك لا صلوة الا بفاتحة الكتاب مصداقه المنفرد والامام لا المقتدي لما ورد في الرواية الصحيحة من زيادة لفظة وفي رواية زيادة لفظ فصاعدا [illegible] (۲) [illegible]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

---

۱) آثار السنن باب فی ترک القراءۃ ص ۱۸۰ مکتبہ امدادیہ۔

وکذا فی آثار السنن للنیموی ص ۱۹۹ [illegible]

وکذا فی السنن للنسائی کتاب الصلوة باب [illegible] القرآن [illegible] قدیمی

۲) الکوکب الدری علی الجامع الترمذی ص ۳۰۲ ج ۱ طبع ادارة القرآن کراتشی۔

[illegible]

[illegible]

کتاب الصلوة [illegible] القراءة [illegible]

وکذا فی البحر الرائق باب صفة الصلوة ۱/۵۹۹ رشیدیہ۔

وکذا فی تبیین الحقائق باب صفة الصلوة ۱/۲۴۲ [illegible] مکتبہ امدادیہ

باب الجمعه

بڑی دیہی آبادی میں جمعہ کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کہ ایک گاؤں ۱۴۰۰ نفوس پر مشتمل شہر سے ۱۳ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اس میں تین مسجدیں ہیں۔ ۲۰ تا ۲۵ پیشے کی دکانیں ہیں جن میں روئی صاف کرنے، دھنے اور لکڑی چیرنے، دھان نکالنے اور صاف کرنے کا بھی انتظام ہے، گاؤں کی حد ۱۳ ایکڑ ہے۔ ایک پرائمری سکول پختہ تعمیر شدہ اور ایک دینی مدرسہ بھی ہے جس میں حفظ و ناظرہ و تجوید کا مکمل نظام ہے اور ابتدائی عربی کتب کا بھی انتظام ہے گاؤں کے ارد گرد تقریباً ۲۰ بستیاں ملحق ہیں جن کی بعض ضروریات مثلاً سودا خریدنا، آٹا پسوانا، روئی صاف کروانا، لکڑی چروانا وغیرہ اس گاؤں سے پوری ہوتی ہیں یہ بستی ان تمام بستیوں سے بڑی بستی ہے اور گرد کے بچے سکول مدرسہ میں تعلیم کے لیے بھی آتے ہیں۔ اس میں ایک لیڈی ڈاکٹر اور ڈسپنسر ہیں۔ تعلیم یافتہ بھی موجود ہیں۔ اس گاؤں کی ایک بڑے محلے والی مسجد میں نماز جمعہ پڑھی جاتی ہے۔

لہٰذا ازراہ کرم مدلل تحریر فرمادیں کہ اس گاؤں میں جمعہ ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اور جاری شدہ جمعہ کو بند کرنے کا کیا حکم ہے اور جو جمعے پڑھے جا چکے ہیں ان کی قضاء لازم ہے یا نہیں۔ نیز شامی نے جمعہ کی اجازت میں گاؤں کا تذکرہ کیا ہے اس کی کیا تعریف ہے۔

جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ معلوم ہونا چاہیے کہ باتفاق جمیع علماء احناف جمعہ کی فرضیت اور اس کی صحت کے لیے مصر (شہر) ہونا شرط ہے[1]۔ عام دیہاتوں اور بستیوں میں نماز جمعہ پڑھنی جائز نہیں بلکہ ظہر چار رکعتیں فرض اور ضروری ہے[2]۔ مصر کی تعریف میں مختلف اقوال ہیں۔ بعض کہتے ہیں وہ بڑی آبادی کہ جس میں بازار اور گلیاں

---

۱) ويشترط لصحتها سبعة أشياء: الأول: المصر (الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الجمعة ٢/١٣٧، سعيد)
وكذا في البحر الرائق كتاب الصلاة باب الجمعة ٢/٢٤٦، رشيدية.

۲) وفيما ذكرنا إشارة إلى أنه لا تجوز في الصغيرة التي ليس فيها قاض ومنبر وخطيب كما في المضمرات والظاهر أنه أريد به الكراهة لكراهة النفل بالجماعة، ألا ترى أن في الجواهر لو صلوا في القرى لزمهم أداء الظهر (رد المحتار، باب الجمعة ٢/١٣٨، سعيد) وكذا في البحر الرائق كتاب الصلاة باب الجمعة ٢/٢٤٥، رشيدية

ہوں اور اس میں ایک ایسا حاکم موجود ہو جو اپنی قوت سلطنت اور علم وفہم کے ذریعہ مقدمات کے فیصلے کرنے کی قدرت رکھتا ہو۔ بعض کا قول ہے وہ آبادی کہ جس میں والی اور قاضی ہو جو حدود اور احکام شرعیہ کو جاری کرتا ہو۔ بعض فرماتے ہیں اتنی بڑی آبادی کہ اس کے سب عاقل بالغ مرد اگر جمع ہو جائیں تو بڑی مسجد کے اندر اور باہر نہ آسکیں۔ ایک اور روایت امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے ہے کہ وہ آبادی کہ جس میں دس ہزار آدمی بستے ہیں۔ وہ قسم ہے اسی طرح دیگر اقوال بھی ہیں اور یہ تعریفیں امارات وعلامات ہیں اور سب کا مآل تقریباً ایک ہی ہے وہ یہ کہ ایسی آبادی ہو کہ بڑے شہروں کو شمار کرتے وقت اسے بھی عرفاً اس میں شمار کیا جائے۔

كما قال في البحر [1] تحت قول الكنز شرط ادائها المصر وهو كل موضع له امير وقاض ينفذ الاحكام ويقيم الحدود او مصلاه (قال) وفي حد المصر اقوال كثيرة اختاروا منها قولين احدهما ما في المختصر ثانيهما ما عزوه لابي حنيفة انه بلدة كبيرة فيها سكك واسواق ولها رساتيق وفيها وال يقدر على انصاف المظلوم من الظالم بحشمه وعلمه او علم غيره والناس يرجعون اليه في الحوادث۔ الخ

وقال في الهداية لا تصح الجمعة الا في مصر جامع او في مصلى المصر ولا تجوز في القرى لقوله عليه السلام لا جمعة ولا تشريق ولا فطر ولا اضحى الا في مصر جامع والمصر الجامع كل موضع له امير وقاض ينفذ الاحكام ويقيم الحدود وهذا عند ابي يوسف رحمه الله وعنه انهم اذا اجتمعوا في اكبر مساجدهم لم يسعهم والاول اختيار الكرخي وهو الظاهر والثاني اختيار الثلجي [2] وفي العناية وعن ابي يوسف رواية اخرى غير هاتين الروايتين وهو كل موضع يسكن عشرة آلاف نفر فكان عنه ثلاث روايات [3]۔

بنا بریں جس بستی کے بارے میں سوال میں پوچھا گیا ہے اور جس کے کچھ حالات سوال میں درج ہیں مصر کی تمام تعریفوں کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ بستی مصر (شہر) شرعاً نہیں ہے لہٰذا اس بستی میں جمعہ جائز نہیں۔ اس بستی

---

۱) وكذا في البحر الرائق كتاب الصلوة باب الجمعة ۲/۲۴۵ رشيديه۔

وكذا في حلبي كبير فصل في صلوة الجمعة ص: ۵۵۰ سعيدي كتب خانه.

وكذا في رد المحتار كتاب الصلوة باب الجمعة ۲/۱۳۷ سعيد.

۲) الهداية كتاب الصلوة باب الجمعة ۱/۱۵۰، ۱۵۱ سعيد.

۳) العناية شرح الهداية على هامش فتح القدير كتاب الصلوة باب الجمعة ۲/۲۴ مكتبه رشيديه.

میں جب جمعہ جائز نہیں تو وہاں جمعہ پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور جاری شدہ جمعہ کا بند کرنا واجب ہے۔ صلوة العید فی القری تکرہ تحریما و مثله الجمعة (۱)۔۔ ایسی بستی میں جہاں کوئی تعریف مصری صادق نہ آتی ہو امام صاحب کے نزدیک جمعہ پڑھنا مسقط ظہر نہیں اس لیے جو نمازیں پڑھ چکے ہیں ان کی قضاء لازم ہے۔ و لو صلوا فی القری لزمهم اداء الظهر هذا مذهب ابی حنیفة (۲)۔

علامہ شامی رحمہ اللہ نے جمعہ کی اجازت میں گاؤں کا تذکرہ کیا ہے اس سے مراد قریہ کبیرہ ہے۔ عبارت اس کی یہ ہے و تقع فرضا فی القصبات والقری الکبیرة التی فیها اسواق۔ الخ۔ "الی ان قال" و فیما ذکرنا اشارة الی انها لا تجوز فی الصغیرة (۳) ان عبارات سے ظاہر ہے کہ جمعہ قصبات اور بڑے قریہ میں ادا ہوتا ہے جن میں بازار ہوں اور چھوٹے قریہ میں ادا نہیں ہوتا۔ واللہ تعالی اعلم

ایک مسجد میں جمعہ کی سنتیں پڑھ کر دوسری میں فرض ادا کرنے کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک مسجد میں ساڑھے بارہ بجے اذان ہوتی ہے اور ایک بجے نماز جمعہ شروع ہوتی ہے اور دوسری مسجد میں پون بجے نماز جمعہ ہے لوگ پہلی مسجد میں آ کر وضو کرتے ہیں سنت پڑھتے ہیں اذان بھی سنتے ہیں اور جمعہ پڑھنے کے لیے دوسری مسجد میں جہاں پونے ایک بجے نماز جمعہ ہوتا ہے چلے جاتے ہیں۔ دوسری مسجد میں نماز جمعہ پڑھ کر واپس پہلی مسجد میں آ جاتے ہیں اور بقیہ سنتیں اس پہلی مسجد میں پڑھ کر گھروں کو چلے جاتے ہیں۔ کیا ان لوگوں کا یہ طرز عمل از روئے شریعت جائز ہے یا نہ۔

---

۱) الدر المختار کتاب الصلوة باب العیدین ۲/۱۶۷ طبع سعید

۲) رد المحتار کتاب الصلوة باب الجمعة ۲/۱۳۸، سعید

۳) رد المحتار کتاب الصلوة باب الجمعة ۲/۱۳۷ سعید.

وکذا فی البحر الرائق کتاب الصلوة باب الجمعة ۲/۲۴۵ مکتبہ رشیدیہ.

الجواب

حکم شرعی یہ ہے کہ اذان کے وقت جو لوگ مسجد میں موجود ہوں یا اذان ہو جانے کے بعد مسجد میں داخل ہوں ان کے لیے نماز ادا کرنے سے پہلے بلا ضرورت شرعیہ کے مسجد سے نکلنا مکروہ تحریمی ہے۔ کما فی الحدیث عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کنتم فی المسجد فنودی بالصلوٰۃ فلا یخرج احدکم حتی یصلی (رواہ احمد)

(۲) وعن ابی الشعثاء رضی اللہ عنہ قال خرج رجل من المسجد بعد ما اذن فیہ فقال ابوہریرۃ اما ہذا فقد عصی ابا القاسم صلی اللہ علیہ وسلم وعن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ادرک الاذان فی المسجد ثم خرج لم یخرج لحاجۃ وھو لا یرید الرجعۃ فھو منافق[1]

وفی الدر المختار: وکرہ تحریما للنہی خروج من لم یصل من مسجد اذن فیہ الا لمن ینتظم بہ امر جماعۃ اخری والا لمن صلی الظہر والعشاء وحدہ مرۃ فلا یکرہ خروجہ بل ترکہ للجماعۃ الا عند الشروع فی الاقامۃ فیکرہ لمخالفتہ الجماعۃ بلا عذر[2] وفی الکنز: وکرہ خروجہ من مسجد اذن فیہ حتی یصلی وان صلی لا الا فی الظہر والعشاء ان شرع فی الاقامۃ الخ[3] وفی فتح المعین: وکرہ خروجہ الخ تحریما لقولہ علیہ السلام لا یخرج من المسجد بعد النداء الا منافق او رجل یخرج لحاجۃ یرید الرجوع وقولہ اذن فیہ ای علی الغالب والمراد دخول الوقت اذن فیہ اولا ولا فرق بین ما اذا کان ھو فیہ او دخل بعد الاذان قالوا اذا کان ینتظم بہ امر جماعۃ بان کان مؤذنا او اماما فی مسجد آخر تتفرق الجماعۃ بغیبتہ یخرج بعد النداء لانہ ترک صورۃ تکمیل معنی وفی النہایۃ اذا خرج یصلی فی مسجد حیہ مع الجماعۃ فلا بأس بہ مطلقا من غیر فصل بالامام والمؤذن فلا یخفی ما فیہ

---

(۱) مشکوٰۃ المصابیح: کتاب الصلوٰۃ، باب الجماعۃ وفضلہا، الفصل الثالث ص ۹۷ قدیمی کتب خانہ کراچی

(۲) الدر المختار: کتاب الصلوٰۃ، باب ادراک الفریضۃ ۲/۵۴ مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی

(۳) کنز الدقائق: کتاب الصلوٰۃ، باب ادراک الفریضۃ ص ۳۶ بلوچستان بک ڈپو کوئٹہ

وخروجه مكروه تحريماً، والصلوة في مسجد حيه مندوبة فلا يرتكب المكروه لأجل المندوب بخلاف الخروج لحاجة إذا كان على عزم العود لأنه مستثنى بنص الحديث الخ (1)

ان عبارات فقہیہ کی بنا پر ثابت ہوا کہ صورت مسئولہ میں ان لوگوں کے لیے اپنی مسجد چھوڑ کر دوسری مسجد میں جانا مکروہ تحریمی ہے۔ (البتہ اگر اذان ہونے سے قبل دوسری مسجد کو جانے کا ارادہ ہو یا وہاں جا کر جماعت قائم کرنا ان کے لیے گنجائش ہے) (2) البتہ جامع مسجد میں نماز جمعہ ادا کریں کیونکہ اس مسجد کا حق ہے اور ثواب بھی اس میں زیادہ ہے: افضل المساجد مكة ثم المدينة ثم القدس ثم قبا ثم الأعظم ثم الأقرب (3) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

پانچ سو افراد کی آبادی میں جمعہ کا حکم

سوال:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک گاؤں کی آبادی پانچ سو ہے، جس میں دو تین دکانیں ہیں جو کسی وقت کھلی ہوتی ہیں اور کسی وقت بند، اور ضروریات کا سامان وہاں نہیں ملتا، ایک مسجد ایسی ہے جس میں پانچ وقت نماز ہوتی ہے، اہل قریہ کے علاوہ اس بستی کے قریب آبادی سے دور کوئی بستی نہیں ہے سوائے چند گھروں کے، تو ایسی بستی میں جمعہ پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

---

(1) رد المحتار، باب ما يفسد الصلوة وما يكره فيها

(2) كذا في الدر المختار (وكره) تحريماً للنهي (خروج من لم يصل من مسجد أذن فيه) جرى على الغالب والمراد دخول الوقت أذن فيه أو لا (إلا لمن ينتظم به أمر جماعة أخرى) أو كان الخروج لمسجد حيه ولم يصلوا فيه أو لأستاذه لدرسه أو لسماع الوعظ أو لحاجة ومن عزمه أن يعود، نهر" (وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلوة، باب إدراك الفريضة، ص ٥٤، ج ٢، مكتبه ايچ ايم سعيد كراچي) (وكذا في تبيين الحقائق، كتاب الصلوة، باب إدراك الفريضة، ص ٤٥١، ج ١، دار الكتب العلمية، بيروت)

(3) كذا في الدر المختار، كتاب الصلوة، باب ما يفسد الصلوة وما يكره فيها، ص ٦٥٩، ج ١، مكتبه ايچ ايم سعيد كراچي، وكذا في مشكوة المصابيح، كتاب الصلوة، باب المساجد ومواضع الصلوة، ص ٧٢، قديمي كتب خانه كراچي

(وكذا في الهندية، كتاب الكراهية، الباب الخامس، ص ٣٢١، ج ٥، رشيديه، كوئٹه)

﴿الجواب﴾

حنفیہ کے مذہب میں یہ ہے کہ شہر اور قصبہ اور بڑے قریہ میں جس میں تین چار ہزار آدمی آباد ہوں اور ضروری اشیاء کی دوکانیں ہوں اور شہر ہی کو شمار کرتے وقت اسے بھی عرفاً ان میں شمار کیا جائے تو وہاں جمعہ واجب ہے اور ادا ہو جاتا ہے۔ البتہ چھوٹے قریہ میں جمعہ صحیح نہیں ہوتا اس میں جمعہ پڑھنا مکروہ تحریمی لکھا ہے۔ رد المحتار میں ہے: وتقع فرضا فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیہا اسواق (الی ان قال) وفیما ذکرنا اشارۃ الی انہا لا تجوز فی الصغیرۃ الخ[1] وایضاً فیہ: صلوۃ العید فی القری تکرہ تحریما وفی القنیۃ ومثلہ الجمعۃ[2]۔

ظاہر ہے کہ قریہ مذکورہ فی السوال جس کی آبادی تقریباً پانچ سو ہے قریہ صغیرہ ہے۔ یہ قصبہ یا قریہ کبیرہ جس کو فقہاء نے بحکم قصبہ لکھا ہے شہر کی تعریف صادق نہیں آتی۔ لہٰذا وہاں ظہر باجماعت ادا کرے۔ ترک ظہر وہاں حرام اور معصیت ہے اور جمعہ پڑھنے سے ساقط نہیں۔ ولو صلوا فی القری لزمہم اداء الظہر[3] واللہ تعالیٰ اعلم۔

جمعہ کا وقت اختتام

﴿سوال﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ جمعہ کی نماز آخری گرمی کے موسم میں کس وقت تک جائز ہے یعنی کتنے بجے تک جائز ہے اور سردی کے موسم میں آخری وقت جمعہ کی نماز کس وقت تک جائز ہے یعنی کتنے بجے تک جائز ہے۔

---

۱) كما في الدر المختار: (كتاب الصلوة: باب الجمعة ص ۱۳۸، ج ۲، ایچ ایم سعید کراچی)
(وكذا في بدائع الصنائع: (كتاب الصلوة، فصل في بيان شرائط الجمعة: ص ۲۵۹، ج ۱، مكتبه رشيديه كوئٹه)۔ (وكذا في البحر الرائق: كتاب الصلوة، باب الجمعة، ص ۲۴۸، ج ۲، مكتبه رشيديه كوئٹه) (وكذا في الهداية: كتاب الصلوة، باب صلوة الجمعة، ص ۱۵۰، ج ۱، بلوچستان بک ڈپو کوئٹہ)

۲) كما في الدر المختار: مع رد المحتار: (كتاب الصلوة، باب العيدين، ص ۱۶۶، ج ۲، مكتبه ایچ ایم سعید کراچی)

۳) رد المحتار (كتاب الصلوة، باب الجمعة: ص ۱۳۸، ج ۲، ایچ ایم سعید کراچی)
(وكذا في البحر الرائق: كتاب الصلاة، باب الصلاة الجمعة: ۲۴۹، ج ۲، مكتبه رشيديه كوئٹه)
(وكذا في خير الفتاوى: باب الجمعة، قريه صغيره ميں جمعه پڑھا گيا تو ظهر ادا كرنی لازم ہے۔ ص ۶۴۳، ج ۲، امدادیہ ملتان۔)

﴿جواب﴾

جمعہ کا وقت مثل ظہر کے بعد زوال آفتاب کے بعد شروع ہوتا ہے اور ایک مثل یا دو مثل تک علی اختلاف القولین باقی رہتا ہے[1] لیکن جمعہ میں تعجیل یعنی جلدی پڑھنا مستحب اور بہتر ہے[2] باقی مختلف موسموں میں آخری اوقات مختلف ہوتے ہیں اس لیے نقشوں کے حساب سے آخری وقت ایک نہیں ہوتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

پانچ سو افراد کی آبادی میں جمعہ کا حکم

﴿سوال﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ودریں مسئلہ کہ ہمارے گاؤں کی آبادی پانچ سو کے قریب ہے اور دو سو گھر آباد ہیں گاؤں کے اردگرد چھوٹی چھوٹی بستیاں ہیں۔ چونکہ دکانیں ہیں ہمارے گاؤں میں ہر چیز میسر آسکتی ہے۔ جولاہے لوہار سب ہمارے گاؤں میں موجود ہیں۔ ایک پرائمری سکول اور ایک بہت بڑی مسجد ہے جس میں ہر روز درس ہوتا ہے۔ سینکڑوں طلباء وہاں سے دینی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ شہر ہمارے گاؤں سے بہت دور (تین میل کے فاصلے پر) ہے کافی لوگ شہر پہنچتے پہنچتے نماز عید یا جمعہ پڑھنے سے رہ جاتے ہیں اور فاصلہ شہر سے زیادہ ہونے کی وجہ سے کافی لوگ نماز پڑھ نہیں سکتے اور خاص کر بوڑھے اس تکلیف سے دوچار ہیں۔ آپ بتائیں کہ ہمارے گاؤں میں نماز عید اور جمعہ جائز ہو سکتا ہے یا نہیں۔

---

۱) الدر المختار: (ووقت الجمعة كالظهر أصلا واستحبابا) في الزمانين لأنها خلفه (كتاب الصلاة ص، ج۱، ایچ ایم سعید کراچی)

وكذا في البحر الرائق: (كتاب الصلاة باب الجمعة، ص ۲۵۶، ج ۲، مكتبه رشيديه كوئته)

وكذا في الهداية: (كتاب الصلوة باب الصلوة الجمعة، ص ۱۵۶، بلوچستان بك ڈپو كوئته)

۲) صحيح البخاري: عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه أن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم، كان يصلي الجمعة حين تميل الشمس: (كتاب الجمعة باب وقت الجمعة إذا زالت الشمس، ص ۱۲۳، ج ۱، قديمي كتب خانه كراچي)

وكذا في إعلاء السنن: (أبواب الجمعة، باب أن وقت الجمعة بعد الزوال، ص ۵۹، ج ۸، ادارة القرآن، كراچي)۔

وكذا في رد المحتار: (كتاب الصلوة مطلب في طلوع الشمس من مغربها، ص ۳۶۷، ج ۱، ايچ ايم سعيد كراچي)

توضیح

[illegible] [1] [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] [3] [illegible]
[illegible] [4] [illegible]
[illegible]
جائز نہیں[5] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

---

۱) الهداية (كتاب الصلوة، باب الجمعة، ص [illegible] ج ۱ [illegible])

۲) شرح وقاية (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص [illegible] ج [illegible] كراچی)

۳) الدر المختار: تقع فرضا في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها أسواق [illegible] وفيما ذكرنا إشارة إلى أنه لا تجوز في الصغيرة التي ليس فيها قاض ومنبر وخطيب كما في المضمرات والظاهر أنه أريد به الكراهة لكراهة النفل بالجماعة [illegible] (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص [illegible] ج ۲، ایچ ایم سعید کراچی) وكذا في البحر الرائق (كتاب الصلوة، [illegible] ص ۲۴۹، ج ۲، مكتبة رشيدية كوئٹہ)
وكذا في البحر الرائق (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص [illegible] ج ۲، مكتبة رشيدية كوئٹہ)
وكذا في الهندية (كتاب الصلوة، باب الجمعة، ص [illegible] ج ۱، [illegible])

۴) الدر المختار: ولو صلوا في القرى لزمهم أداء الظهر (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۳۸، ج ۲، ایچ ایم سعید کراچی)
وكذا في البحر الرائق (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص [illegible] ج ۲، مكتبة رشيدية كوئٹہ)
وكذا في [illegible] باب الجمعة [illegible] ص [illegible] ج ۱، [illegible]
وكذا في الشامي: تقع فرضا في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها أسواق [illegible] وفيما ذكرنا إشارة إلى أنه لا تجوز في الصغيرة التي ليس فيها قاض ومنبر وخطيب كما في المضمرات والظاهر أنه أريد به الكراهة لكراهة النفل بالجماعة (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۳۸، ج ۲، ایچ ایم سعید کراچی)

۵) الدر المختار: [illegible] في الأصح [illegible] (كتاب الصلاة، باب [illegible] ص ۱۶۶، ج ۲) وكذا في البحر الرائق (كتاب الصلاة، باب [illegible] ص ۲۷۵، ج ۲، مكتبة رشيدية كوئٹہ)

قصبہ سے ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر واقع گاؤں میں جمعہ کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسئلہ کہ ایک گاؤں ہے اس میں دو مسجدیں ہیں ایک کے قریب چھوٹا مدرسہ ہے جس میں اس پندرہ باہر کے طلباء علم بھی رہتے ہیں - اس مسجد میں دس مہینے پانچ وقت نماز باجماعت ہوتی ہے - باقی دو مہینے مدرسہ کی چھٹی ہوتی ہے تو وہاں جماعت کا انتظام نہیں رہتا - باقی دو مہینے دوسری مسجد میں پنج وقتہ نماز باجماعت ہوتی ہے - یہ دونوں مسجدیں ایک جماعت کے حکم میں ہیں یا الگ الگ ہیں - اور ڈیڑھ میل کے فاصلے پر ایک اور بڑا قصبہ ہے اس میں پہلے نماز جمعہ پڑھی جاتی ہے اس قصبہ میں ۵–۸ ہزار بھی ہیں آبادی ہوگی ہے - جس میں ریڈیو بھی بہت ہیں دوسری لغویات اور شور و شکایت بھی بہت ہیں - اس قصبہ میں جب آدمی جمعہ کی نماز پڑھنے جاتے ہیں تو بازاروں سے جانا پڑتا ہے اور سستی اور غفلت کی وجہ سے سارا دن ادھر ہی خراب کر دیتے ہیں - شور و شکایت میں شرکت ہوتی ہے دنیاوی کاروبار بھی خراب ہوتا ہے اور سارا دن فضول جاتا ہے اور وہاں زیادہ آنے جانے سے آوارگیاں بھی پیدا ہو جاتی ہیں - اور چند آدمی سستی اور دوری فاصلے کی وجہ سے نماز جمعہ سے محروم ہو جاتے ہیں - بعض آدمی ایسے بھی ہیں کہ ناسازی کی وجہ سے ادھر نہیں جاتے تو جمعہ نہیں پڑھتے - ان تمام پہلوؤں کو مدنظر رکھ کر دینی حکم صادر فرمائیں کہ مذکورہ گاؤں میں نماز جمعہ جائز ہے یا نہیں جب ہو سکتا ہے تو دونوں مسجدوں میں سے کس میں پڑھی جائے جس مسجد میں دو مہینے نماز باجماعت پڑھی جاتی ہے اس میں پانی وغیرہ کا انتظام بھی اچھا ہے اور دوسری مسجد سے بڑی بھی ہے - آدمی اس میں آسانی سے آ جاتے ہیں - باقی دوسری مسجد کے بانی سوال یہ ہے کہ نماز باجماعت باقاعدہ پابندی سے نہیں ہوتی - دونوں میں نماز بھی کبھی پڑھی جاتی ہے ایک ظہر اور دوسری عصر کی نماز بھی - جواب سے مطلع فرمائیں -

الجواب

وجوب جمعہ کے لئے شہر یا قریہ کبیرہ وغیرہ شرط ہے - کذا فی جمیع کتب الفقہ چھوٹے گاؤں میں نماز جمعہ جائز نہیں[1] - چھوٹے گاؤں میں نماز جمعہ پڑھنے سے نماز ظہر ذمہ سے ساقط نہیں ہوتی لہٰذا یہاں کے لوگ نماز ظہر

---

(۱) رد المحتار: تقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرة التی فیها أسواق ... وفیما ذکرنا إشارة إلی أنه لا تجوز فی الصغیرة التی لیس فیها قاض ومنبر وخطیب کما فی المضمرات والظاهر أنه أرید به الکراهة لکراهة النفل بالجماعة (کتاب الصلاة باب الجمعة ص ۱۳۸ ط ایچ ایم سعید کراچی)
وکذا فی بدائع الصنائع: (کتاب الصلاة فصل فی بیان ... مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

[illegible] (۱) [illegible] (۲) [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

(۱) [illegible]

(۲) [illegible]

(۳) [illegible]

(۴) [illegible]

---

(۱) [illegible]

[illegible]

(۲) [illegible]

[illegible]

لوگ اس روایت کو ختم کر دیں۔ پھر مقتدی پیش امام نے کہا کہ نماز جمعہ قرآن کی رو سے ہوتا ہے۔ مگر چونکہ زید کا جمعہ نہیں ہوا تو پیچھے والوں کا بھی نہیں ہوا۔ لہٰذا پھر دوبارہ ظہر قضا کرکے پڑھا گیا۔ آیا یہ درست ہے اور اس نماز جمعہ کے لوٹانے کی ضرورت ہے جبکہ دیہات میں سرے سے جمعہ جائز ہی نہ ہو۔ براہ کرم جواب مفصل و مدلل عنایت فرمادیں۔

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (۱) معلوم ہو کہ باتفاق جمیع علماء احناف جمعہ کی فرضیت اور اس کی صحت کے لیے مصر (شہر) ہونا شرط ہے۔ تمام دیہاتوں اور بستیوں میں نماز جمعہ پڑھنی جائز نہیں ہے[۱]۔ بلکہ ظہر چار رکعتیں ادا کرنی فرض اور ضروری ہیں[۲]۔ مصر کی تعریف میں مختلف اقوال ہیں بعض کہتے ہیں وہ بڑی آبادی کہ جس میں بازار اور گلیاں ہوں اور اس میں ایک ایسا حاکم موجود ہو جو اپنی قوت و طاقت اور علم و فہم کے ذریعہ مقدمات کے فیصلے کرنے کی قدرت رکھتا ہو۔ بعض کا قول ہے وہ آبادی کہ جس میں والی اور قاضی موجود ہو اور احکام شریعت کو جاری کرتا ہو۔ بعض فرماتے ہیں اتنی بڑی آبادی کہ اس کے سب عاقل بالغ مرد اگر جمع ہو جائیں تو بڑی مسجد کے اندر اور باہر نہ سما سکیں اور ایک روایت امام ابو یوسف صاحب سے منقول ہے۔ وہ آبادی کہ جس میں دس ہزار آدمی بستے ہیں وہ شہر ہے۔ اسی طرح دیگر اقوال بھی ہیں اور یہ تعریفیں امارات و علامات ہیں اور سب کا منشا تقریباً ایک ہی

---

۱) كما في رد المحتار: تقع فرضا في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها أسواق ... وفيما ذكرنا إشارة إلى أنه لا تجوز في الصغيرة التي ليس فيها قاض ومنبر وخطيب كما في المضمرات والظاهر أنه أريد به الكراهة لكراهة النفل بالجماعة (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۳۸، ج ۲، مكتبه ايچ ايم سعيد كراچی)۔

وكذا في بدائع الصنائع: (كتاب الصلاة فصل في بيان شرائط الجمعة، ص ۲۵۹، ج ۱، مكتبه رشيديه كوئٹه)

وكذا في البحر الرائق: (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۲۴۸، ج ۲، مكتبه رشيديه كوئٹه)

۲) رد المحتار: ولو صلوا في القرى لزمهم أداء الظهر. (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۳۸، ج ۲، مكتبه ايچ ايم سعيد كراچی)

وكذا في البحر الرائق: (كتاب الصلاة، باب الصلاة الجمعة، ص ۲۴۹، ج ۲، مكتبه رشيديه كوئٹه)

وكذا في خير الفتاوى: باب الجمعة، قريه صغيره ميں جمعه پڑھا گيا تو ظهر ادا كرنی لازم ہے۔ ص ۱۳، ج ۳، امداديه ملتان)

ہے۔ وہ یہ ... [illegible] ... جائے[1]۔ کما في البحر الرائق تحت قول الكنز: شرط أدائها المصر وهو كل موضع له أمير وقاض ينفذ الأحكام ويقيم الحدود أو مصلاه – (قال) وفي حد المصر أقوال كثيرة اختاروا منها قولين: أحدهما ما في المختصر، ثانيهما ما عزوه لأبي حنيفة أنه بلدة كبيرة فيها سكك وأسواق ولها رساتيق وفيها وال يقدر على إنصاف المظلوم من الظالم بحشمه وعلمه أو علم غيره والناس يرجعون إليه في الحوادث الخ[2]۔ وقال في الهداية: لا تصح الجمعة إلا في مصر جامع أو في مصلى المصر ولا تجوز في القرى، لقوله عليه السلام لا جمعة ولا تشريق ولا فطر ولا أضحى إلا في مصر جامع – والمصر الجامع كل موضع له أمير وقاض ينفذ الأحكام ويقيم الحدود وهذا عند أبي يوسف رحمه الله تعالى وعنه أنهم إذا اجتمعوا في أكبر مساجدهم لم يسعهم والأول اختيار الكرخي وهو الظاهر والثاني اختيار الثلجي[3]۔ وفي العناية: وعن أبي يوسف رواية أخرى غير هاتين الروايتين: هو كل موضع يسكنه عشرة آلاف نفر فكان عنه ثلاث روايات[4]۔ ... [illegible] ...

[illegible]

---

۱) رد المحتار: (تقع فرضا في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها أسواق ... وفيما ذكرنا إشارة إلى أنه لا تجوز في الصغيرة التي ليس فيها قاض ومنبر وخطيب كما في المضمرات والظاهر أنه أريد به الكراهة لكراهة النفل بالجماعة (كتاب الصلاة، باب الجمعة: ۲/۱۳۸، ج ۲، مكتبه ايچ ايم سعيد كراچى)

وكذا في بدائع الصنائع (كتاب الصلوة، فصل في بيان شرائط الجمعة، ص ۵۸۴، ج ۱، مكتبه رشيديه كوئٹه)

وكذا في البحر الرائق (كتاب الصلاة، باب الجمعة: ص ۲۴۸، ج ۲، مكتبه رشيديه كوئٹه)

وكذا في الهداية (كتاب الصلوة، باب صلوة الجمعة، ص [illegible]، ۱۶۸، [illegible] كوئٹه)

۲) البحر الرائق (كتاب الصلوة، باب صلوة الجمعة: ص ۲۴۵، ۲۴۶، ج ۲، مكتبه رشيديه كوئٹه)

۳) الهداية (كتاب الصلوة، باب صلوة الجمعة، ص [illegible]، [illegible] كوئٹه)

۴) العناية على هامش فتح القدير (كتاب الصلوة، باب صلاة الجمعة ص ۲۴، ج ۲، مكتبه رشيديه كوئٹه)

[illegible] ثابت ہے(۱)۔

(۲) اور ان کے دیہاتوں پر نماز جمعہ فرض نہیں ہے بلکہ ظہر کی نماز فرض ہے، اور ان کے جمعہ کی نماز پڑھنے سے ان کے ذمہ سے ظہر کی نماز ساقط نہ ہوگی(۲)۔

(۳) چونکہ چھوٹے گاؤں میں حنفی مذہب میں جمعہ کی نماز صحیح نہیں ہے جیسا کہ اوپر معلوم ہوا، [illegible] (۳)۔ (۴)۔ صلوة العيد في القرى تكره تحريما و مثله الجمعة (۵)

---

(۱) رد المحتار: تقع فرضا في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها أسواق ... وفيما ذكرنا إشارة إلى أنه لا تجوز في الصغيرة التي ليس فيها قاض ومنبر وخطيب كما في المضمرات والظاهر أنه أريد به الكراهة لكراهة النفل بالجماعة. (كتاب الصلوة، باب الجمعة، ص ۱۳۸، ج ۲، مكتبه ايج ايم سعيد كراجي) وكذا في البحر الرائق (كتاب الصلوة، باب الجمعة، ص ۲۴۸، ج ۲، مكتبه رشيديه كوئٹه) وكذا في بدائع الصنائع (كتاب الصلوة، فصل في بيان شرائط الجمعة، ص ۲۵۹، ج ۱، مكتبه رشيديه كوئٹه)

(۲) رد المحتار: فلو صلوا في القرى لزمهم أداء الظهر. (كتاب الصلوة، باب الجمعة، ص ۱۳۸، ج ۲، ايج ايم سعيد كراجي) وكذا في الهندية (كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ص ۱۴۵، ج ۱، مكتبه رشيديه كوئٹه)

وكذا في البحر الرائق (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۲۴۸، ج ۲، مكتبه رشيديه كوئٹه)

(۳) رد المحتار: تقع فرضا في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها أسواق ... وفيما ذكرنا إشارة إلى أنه لا تجوز في الصغيرة التي ليس فيها قاض ومنبر وخطيب كما في المضمرات والظاهر أنه أريد به الكراهة لكراهة النفل بالجماعة. (كتاب الصلوة، باب الجمعة، ص ۱۳۸، ج ۲، مكتبه ايج ايم سعيد كراجي) وكذا في الهداية (كتاب الصلاة، باب الصلاة الجمعة، ص ۱۵۰، ج ۱، بلوچستان بك ڈپو كوئٹه)

وكذا في البحر الرائق (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۲۴۸، ج ۲، مكتبه رشيديه كوئٹه)

(۴) الهندية: ومن لا تجب عليهم الجمعة من أهل القرى والبوادي لهم أن يصلوا الظهر بجماعة يوم الجمعة بأذان وإقامة (كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ص ۱۴۵، ج ۱، مكتبه رشيديه كوئٹه)

وكذا في رد المحتار (كتاب الصلوة، باب الجمعة، ص ۱۳۸، ج ۲، مكتبه ايج ايم سعيد كراجي)
وكذا في البحر الرائق (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۲۴۸، ج ۲، مكتبه رشيديه كوئٹه)

(۵) الدر المختار مع رد المحتار (كتاب الصلاة، باب العيدين، ص ۱۶۷، ج ۲، مكتبه ايج ايم سعيد كراجي)

(۳) اگر وہ گاؤں چھوٹا ہے جیسا کہ سوال سے ظاہر ہوتا ہے تو بے شک جمعہ وہاں پڑھنا مکروہ تحریمی ہے[۱] اور جمعہ کا ترک واجب ہے، اور جمعہ کا اعادہ ہو جائے تو وہاں کے لوگ ظہر کی نماز ہی ادا کریں[۲]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بستی کے بغیر کنویں پر واقع مسجد میں جمعہ کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے میں کہ ایک کنواں جہاں بستی بھی نہیں ہے صرف ایک کنواں ہے اس پر ایک مسجد میں لوگ جمعہ پڑھتے ہیں اور پھر ساتھ ساتھ ظہر کی نماز بھی پڑھ لیتے ہیں تو یہاں کا یہ جمعہ درست ہے یا نہ کہ جمعہ ہوگا یا ظہر ہوگی۔ احتیاط الظہر کا ایسے حالات میں کیا حکم ہے؟

﴿ج﴾

جواز جمعہ کے لیے مصر یا قریہ کبیرہ ہونا ضروری ہے، قریہ صغیرہ میں نماز جمعہ جائز نہیں بلکہ جمعہ پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ اور جب یہاں سرے سے بستی بھی نہیں ہے تو بطریق اولیٰ[۳] جس سے کسی کے نزدیک بھی جمعہ جائز

---

(۱) رد المحتار: تقع فرضا في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها أسواق ... وفيما ذكرنا إشارة إلى أنه لا تجوز في الصغيرة التي ليس فيها قاض ومنبر وخطيب كما في المضمرات والظاهر أنه أريد به الكراهة لكراهة النفل بالجماعة. (كتاب الصلوٰة، باب الجمعة، ص ۱۳۸، ج ۲، مكتبه ايچ ايم سعيد كراچى)۔ وكذا في البدائع الصنائع (كتاب الصلاة، فصل في بيان شرائط الجمعة، ص ۲۵۹، ج ۱، مكتبه رشيديه كوئٹه)۔ وكذا في الهندية (كتاب الصلاة، باب صلوٰة الجمعة، ص ۱۵۰-۱۵۱، ج ۱، مكتبه بلوچستان بك ڈپو كوئٹه)

(۲) كما في رد المحتار: وتؤدوا في القرى لزمهم أداء الظهر. (كتاب الصلوٰة، باب الجمعة، ص ۱۳۸، ج ۲، مكتبه ايچ ايم سعيد، كراچى)۔ وكذا في الهندية: (كتاب الصلوٰة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ص ۱۴۵، ج ۱، مكتبه رشيديه كوئٹه)۔

وكذا في البحر الرائق: (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۲۴۸، ج ۲، مكتبه رشيديه كوئٹه)

(۳) كما في الفقه الإسلامي وأدلته: قال الحنفية: يشترط الإقامة في مصر أو بلد كبير ... وقال المالكية: تجب الجمعة على مقيم ببلد الجمعة ... وقال الشافعية: تجب الجمعة على المقيم في بلد ... ومذهب الحنابلة: تجب الجمعة ... مقيم في بلد (الفصل العاشر، أنواع الصلاة، المبحث الثاني، صلاة الجمعة، المطلب الثالث من تجب عليه الجمعة أو شروط وجوب الجمعة، ص ۱۲۸۶-۱۲۸۷-۱۲۸۸، ج ۲، مكتبه دار الفكر المعاصر بيروت)۔

نہیں[1]۔ شامی میں ہے: وتقع فرضا في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها اسواق الخ (الی ان قال) وفيما ذكرنا اشارة الى انها لا تجوز في الصغيرة التي[2]۔ بحرالرائق میں ہے: صلوة العيد في القرى تكره تحريما اي لانه اشتغال بما لا يصح ومثله الجمعة[3]۔ پس ان لوگوں کا نماز جمعہ ادا کرنا مکروہ ہے ان پر لازم ہے کہ وہ نماز ظہر باجماعت ادا کریں[4] اس لیے کہ جمعہ کی صورت میں ان لوگوں کو دو گناہوں کا ارتکاب کرنا پڑتا ہے ایک تو نماز جمعہ غیر مقام پر مکروہ تحریمی ہے[5]۔ اس کا ارتکاب کرتے ہیں اور ایک ترک نماز ظہر باجماعت کے گناہ کا ارتکاب[6] کرتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

فوجی ٹریننگ کے سلسلے میں جنگل میں مقیم افواج کے لیے جمعہ کا حکم

(سوال)

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ جب فوج ٹریننگ کے لیے جنگل میں جائے تو وہاں ہر قسم کی سہولتیں اور ضروریات زندگی مہیا کی جاتی ہیں اور شہر میں بھی آبادی جیسی سہولتیں ہوتی ہیں کیا ایسی حالت میں جمعہ کی نماز پڑھ سکتے ہیں تفصیل سے تحریر کرکے مشکور فرمائیں۔

---

۱) كما في الهداية: لا تصح الجمعة الا في مصر جامع (كتاب الصلاة باب صلاة الجمعة، ص ١٦٥، ج ١، بلوچستان بک ڈپو کوئٹہ) وكذا في الفقه الاسلامي وادلته (الفصل العاشر أنواع الصلاة، المبحث الثاني، صلاة الجمعة، المطلب الخامس، شروط صحة الجمعة، ص ١٢٩٤، مكتبة دار الفكر المعاصر بيروت، لبنان)، وكذا في بدائع الصنائع (كتاب الصلاة فصل في بيان شرائط الجمعة، ص ٢٥٩، ج ١، مكتبة رشيدية، كوئٹہ)

۲) ردالمحتار (كتاب الصلاة، فصل في بيان شرائط الجمعة، ص ٢٥٩، ج ١، مكتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

۳) كما في الدر المختار مع ردالمحتار: (كتاب الصلاة باب العيدين، ص ١٦٧، ج ٢، ایچ ایم سعید کراچی)

۴) كما في الهندية: ومن لا تجب عليهم الجمعة من اهل القرى والبوادي لهم ان يصلوا الظهر بجماعة يوم الجمعة باذان واقامة (كتاب الصلاة الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ص ١٤٥، ج ١، مكتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

۵) وكذا في ردالمحتار (كتاب الصلاة باب الجمعة ص ١٣٨، ج ٢، مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی)
وكذا في البحر الرائق: (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ١٤٨، ج ٢، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

۶) كما في الصحيح لمسلم: عن ابي سفيان قال: سمعت جابرا رضي الله تعالى عنه يقول: سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول: ان بين الرجل وبين الشرك والكفر ترك الصلوة (كتاب الايمان، باب بيان اطلاق اسم الكفر على من ترك الصلاة، ص ٦١، ج ١، قدیمی کتب خانہ کراچی)

الجواب

جہاں پر جنگل آبادی کی حدود سے دور ہو اور جمعہ کی اذان آبادی سے قریب بھی نہ ہو تو وہاں بالاتفاق جمعہ صحیح نہیں ہے[۱] - ولا جمعة بعرفات في قولهم جميعا لأنها فضاء ولا أبنية فيها، وبمنى أبنية الخ - [۲] پس صورت مسئولہ میں جنگل میں نماز جمعہ صحیح نہیں ہے۔

قیام جمعہ کی افضلیت عیدگاہ یا مسجد میں

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک گاؤں میں ایک محلہ میں ایک مسجد ہے جس میں تقریباً عرصہ سے جمعہ پڑھا جا رہا ہے - لیکن دیگر نمازوں کے اوقات اور خصوصاً رمضان المبارک میں مقدس مسجد میں اور نمازوں کا کوئی انتظام نہیں ہے - کسی آدمی نے کبھی اتفاقی طور پر پڑھا دی تو پڑھ لی ورنہ جماعت وغیرہ کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ اس کے مقابلہ میں آبادی میں بستی کے محلہ میں ایک مدرسہ ہے جو عیدگاہ کے ساتھ ملحق ہے۔ اب منتظم صاحب مدرسہ وہاں عیدگاہ میں جمعہ قائم کرنا چاہتے ہیں - کیونکہ وہاں تو دینی کام کا ہجوم رہتا ہے اور پنجگانہ نماز بھی وہاں باجماعت ہوتی ہے - تو وہاں شرعاً جمعہ پڑھنا وہاں مسجد میں منتقل کرنے سے باہمی ... کے لیے یہ مدرسہ کی عیدگاہ میں (جہاں پنجوقتہ نماز پڑھی جاتی ہے) افضل ہے - وہاں مسجد کی بہ نسبت یہاں مدرسہ میں لوگوں کو آسانی ہے - کیونکہ شہر میں ہے اور وہاں مسجد میں مشکل سے بیس آدمی وہاں پر نماز پڑھ سکتے ہیں اور یہاں مدرسہ میں جمعہ کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

---

(۱) كما في الهداية: لا تصح الجمعة إلا في مصر جامع أو في مصلى المصر ولا تجوز في القرى (كتاب الصلوة، باب صلوة الجمعة، ص: ۱۶۸، ج: ۱، مكتبة شركت علمية ملتان)

وكذا في رد المحتار: (كتاب الصلوة، باب الجمعة، ص: ۱۳۸، ج: ۲، مكتبة ايج ايم سعيد كراچی)

وكذا في البحر الرائق: (كتاب الصلوة، باب الجمعة، ص: ۲۴۵، ج: ۲، مكتبة رشيدية كوئٹہ)

(۲) كما في الهداية: (كتاب الصلوة، باب صلوة الجمعة، ص: ۱۶۹، ج: ۱، مكتبة شركت علمية ملتان)

الجواب

واضح رہے کہ بعض احکام میں عیدگاہ کا حکم مسجد کا مختلف فیہ ہے۔ شامیہ سے اس کو ترجیح معلوم ہوتی ہے کہ صحیح[1] اقتداء میں حکم مسجد ہے[2] اور عالمگیریہ میں ہے کہ اتصال صفوف کے سوا باقی احکام میں حکم مسجد نہیں اکثر حضرات اکابر نے اسی قول کو اختیار فرمایا ہے۔ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ مسجد میں جمعہ پڑھنا افضل ہے بشرطیکہ جمعہ کی شرائط اس حق میں پائی جائیں۔ باقی اس مسجد میں نماز پنجگانہ کا انتظام کرنا اور مسجد کو آباد کرنا بھی تو آپ لوگوں کا فرض ہے[3]۔ ویسے عیدگاہ میں بھی نماز جمعہ پڑھنا جائز ہے کیونکہ نماز کے لیے مسجد شرط نہیں۔ وعن انس ابن مالک رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ **وسلم صلوة الرجل في بيته بصلوة و صلوته في مسجد القبائل بخمس و عشرين صلوة و صلوته في المسجد الذي يجمع فيه بخمسمائة صلوة و صلوته في المسجد الاقصى بخمسين الف صلوة و صلوته في مسجدي بخمسين الف صلوة و صلوته في المسجد الحرام بمائة الف صلوة**[4] **وفي الدر المختار و تؤدى في مصر واحد بمواضع كثيرة مطلقاً**[5] فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

۱) العيدگاه ... حكمه في الشريعة أي ... حكم المساجد ... (الشامية: كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب في أحكام المسجد، ص ۶۵۷، ج ۱، مكتبه ايچ ايم سعيد كراچی)

۲) اما (المتخذ لصلاة جنازة أو عيد) فهو (مسجد في حق جواز الاقتداء) وإن انفصل الصفوف رفقا بالناس (لا في حق غيره) به يفتي نهاية (فحل دخوله لجنب وحائض) كفناء مسجد ... (تنوير الأبصار مع الدر المختار: كتاب الصلوة، باب ما يفسد الصلاة ومايكره فيها، ص ۶۵۷، ج ۱، ايچ ايم سعيد كراچی)، وكذا في البحر الرائق: (كتاب الطهارة، باب الحيض: ص ۲۳۸، ج ۱، مكتبه رشيديه كوئٹه)، وكذا في الفتاوى العالمكيرية: (كتاب الطهارة، الفصل الرابع في أحكام الحيض والنفاس، ص ۳۸، ج ۱، طبع رشيديه كوئٹه)، وكذا في فتاوى تاتارخانية: (كتاب الوقف، مسائل وقف المساجد، ص ۸۴۵، ج ۵، مكتبه إدارة القرآن كراچی)

۳) افضل المساجد مكة ثم المدينة ثم القدس ثم قباء ثم الأقدم ثم الأعظم ثم الأقرب (الدر المختار: كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ص ۶۵۸، ج ۱، مكتبه ايچ ايم سعيد كراچی)، وكذا في مشكوة المصابيح. (الدر المختار، كتاب الصلاة، باب المساجد و مواضع الصلوة، ص ۷۲، قديمي كتب خانه كراچی۔

وكذا في الهندية: (كتاب الكراهية، الباب الخامس، ص ۳۲۱، ج ۵، مكتبه رشيديه كوئٹه)

۴) مشكوة المصابيح: (كتاب الصلوة، باب المساجد ومواضع الصلوة، ص ۷۲، قديمي كتب خانه كراچی)

۵) الدر المختار: (كتاب الصلوة، باب الجمعة، ص ۱۴۴، ج ۲، مكتبه ايچ ايم سعيد كراچی)

پندرہ سو کی آبادی میں جمعہ کا حکم

[illegible]

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام [illegible]

[illegible]

[illegible] کما فی التنویر [illegible] واللہ تعالیٰ اعلم

---

(۱) [illegible] (الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ [illegible] مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی)

(۲) لا تصح الجمعۃ الا فی مصر جامع [illegible] (الهدایۃ، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجمعۃ [illegible])

وکذا فی رد المحتار (کتاب الصلوۃ، باب الجمعۃ [illegible] مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی)

وکذا فی [illegible] کتاب الصلوۃ [illegible] الجمعۃ [illegible] مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

(۳) [illegible] کتاب الصلوۃ، باب الجمعۃ [illegible] مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی)

ساتھ ساتھ واقع دو بستیوں کی آبادی کے کثیر ہونے کے سبب جمعہ کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ:

کاغذات مال میں ڈیرہ بدھو ملک و رام کلی ایک ہی حلقہ پٹوار میں شامل ہے اور ڈیرہ بدھو ملک میں نماز جمعہ جاری ہے۔ ہر دو مواضعات کی آبادی تقریباً ۴۰۰۰ افراد پر مشتمل ہے اور اکیلے رام کلی کی آبادی ۲۵۰۰ ہے۔ دونوں مواضعات ساتھ ساتھ ملحق ہیں اور نشان حد و بستی تیسرے پار وضع رام کلی کی حد میں لگ چکا ہے۔ تقریباً ۱۲۱/۱۰۰ گھر آباد ہیں۔ باقی آبادی حاجات پر ہے۔ دو پٹرول پمپ، تین بنک، ایک ماڈل جننگ فیکٹری، فضل ماڈل جننگ فیکٹری ایک محل آگے ہے۔

گورنمنٹ ہائی سکول دونوں بستی سے ایک میل کے فاصلہ پر ہے اور مرزا حسین کوٹلہ محمد شاہ کی اراضی ہے اور قائم پور کالونی کوٹلہ محمد شاہ میں ہے۔ مستقل رام کلی میں ۱۲ عدد بس ویگنیں چلتے ہیں اور بستی میں بجلی بھی آئی ہوئی ہے۔ ڈیرہ کے بدھو اور رام کلی کا مشترکہ پرائمری سکول ہے اور ڈاکخانہ بھی ہے۔ محصول چونگی قائم پور کالونی میں ہے۔ ہسپتال اور ایک مدرسہ اور جامع مسجد رام کلی میں ہے۔ یونین کونسل ڈیرہ بدھو ملک ایک میں ہے آٹھ مواضعات شامل ہیں اور چیئرمین بھی ہے۔ اور تحصیل کونسل کی ممبر یعنی رام کلی قائم پور کالونی کی حلقہ میں واقع ہے۔ مسئلہ مندرجہ بالا کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے۔ کیا بستی رام کلی میں جمعہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ اگر کئی سال سے جمعہ پڑھا جاتا ہو تو بند کرنا جائز ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

رام کلی کی آبادی بھی تھوڑی ہے۔ مندرجہ بالا اوصاف جو رام کلی کے مذکور ہیں ان میں سے کوئی وصف رام کلی کو بڑا شہر بناتا ہے اور نہ قریہ۔ شہر اگر قریب سے ہی کا اتصال ایسا ہوتا کہ درمیان میں فصیت بالکل نہ ہوتے تو بھی اتصال سے شہر بن جاتا ہے۔ اس کی آبادی بھی متصل نہیں ہے۔ لہذا بظاہر حال یہ چھوٹی بستی ہے اس میں جمعہ جائز نہیں اس لیے ترک کر دیا جاوے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

---

(۱) كما في رد المحتار: تقع فرضا في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها أسواق … وفيما ذكرنا إشارة إلى أنه لا تجوز في الصغيرة التي ليس فيها قاض ومنبر وخطيب كما في المضمرات والظاهر أنه أريد به الكراهة لكراهة النفل بالجماعة. (كتاب الصلوة، باب الجمعة ص ۱۳۸، ج۲: مكتبة ايچ ايم سعيد كراچي) وكذا في بدائع الصنائع (كتاب الصلوة فصل في بيان شرائط الجمعة ص ۲۵۹ ج۱: مكتبة رشيديه كوئته)

ایک سو مکانات پر مشتمل بستی میں جمعہ کا حکم

(س)

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک بستی جس کی آبادی تقریباً ایک صد مکانات ہیں اور صرف ایک مسجد ہے اس بستی میں ایک دوکان ہے نمک تیل وغیرہ کی اس بستی میں شرعاً جمعہ کی نماز کا جواز ہے یا کہ نہیں۔ بینوا توجروا۔

(ج)

فی الشامیة عن القهستانی و تقع فرضا فی القصبات والقری الکبیرة التی فیها اسواق — الی ان قال — وفیما ذکرنا اشارة الی انه لا تجوز فی الصغیرة التی لیس فیها قاض ومنبر وخطیب — الخ۔ [1] اس عبارت سے واضح ہوا کہ بستی مذکورہ جس میں تقریباً ایک صد مکانات ہیں جمعہ جائز نہیں۔ یہ قریہ قریہ صغیرہ ہے قریہ کبیرہ نہیں۔ هذا ما علیه المحققون۔ واللہ اعلم

حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذہب یہی ہے کہ اس بستی میں نماز جمعہ جائز نہیں ہے اس لیے احناف کو اسی پر عمل کرنا لازم ہے۔

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم

پچاس مکانات کی آبادی میں جمعہ کا حکم

(س)

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ یہاں جس جگہ بازار نہیں مگر کاروبار تجارت ہوتا ہے۔ سڑک موجود ہے، جامع مسجد موجود ہے جس میں دو ڈھائی سو آدمی نماز پڑھ سکتے ہیں۔ گرد و نواح میں سینکڑوں مکانات ہیں۔ ڈاک خانہ موجود نہیں۔ البتہ یونین کونسل کا دفتر موجود ہے۔ بستی میں پچاس گھر ہیں۔ کیا علماء امت اس مسئلہ میں اجتہاد کر کے ایسی جگہ میں نماز جمعہ پڑھنے کی اجازت دے سکتے ہیں۔

---

(۱) ردالمحتار: (کتاب الصلوۃ، باب الجمعة: ص ۱۳۸، ج ۲ مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی)

[illegible]

فقہ حنفی کی کتب میں مصر ... ہدایہ(١)، فتح القدیر(٢)، درمختار(٣)، شامی(٤) سے یہ ثابت ہے کہ وجوب جمعہ اور ادائے جمعہ کے لیے مصر شرط ہے ... قصبہ اور بڑے گاؤں میں جمعہ واجب ہے کیونکہ ... مصر کی تعریف ... صادق آتی ہے ... اور ... درست نہیں (٥)۔

في التحفة عن أبي حنيفة أنه بلدة كبيرة فيها سكك وأسواق ولها رساتيق وفيها وال يقدر على إنصاف المظلوم من الظالم بحشمته وعلمه أو علم غيره يرجع الناس إليه فيما يقع من الحوادث وهذا هو الأصح(٦) ... وتقع فرضا في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها أسواق ... وفيما ذكرنا إشارة إلى أنه لا تجوز في الصغيرة (٧) أيضا فيه، قوله: وصلوة العيد في القرى تكره تحريما ومثله الجمعة(٨)۔

صورت مسئولہ میں ... جمعہ ... ہے ...

---

(١) الہدایۃ (کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ الجمعۃ، ص: ...، ج: ١، مکتبہ ...)

(٢) فتح القدیر (کتاب الصلوٰۃ، باب الجمعۃ، ص: ...، ج: ٢، مکتبہ ... ناشر ... کراچی)

(٣) الدر المختار (کتاب الصلوٰۃ، باب الجمعۃ، ص: ١٣٧، ج: ٢، مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی)

(٤) الشامیۃ (کتاب الصلوٰۃ، باب الجمعۃ، ص: ١٣٨، ج: ٢، مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی)

(٥) وفي الدر: وتقع فرضا في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها أسواق ... وفيما ذكرنا إشارة إلى أنه لا تجوز في الصغيرة التي ليس فيها قاض ومنبر وخطيب كما في المضمرات والظاهر أنه أريد به ... (کتاب الصلوٰۃ، باب الجمعۃ، ص: ١٣٨، ج: ٢، مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی) وكذا في البحر الرائق (کتاب الصلوٰۃ، باب الجمعۃ، ص: ٢٤٨، ج: ٢، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ) وكذا في بدائع الصنائع (کتاب الصلوٰۃ، فصل في بيان شرائط الجمعة، ص: ٢٥٩، ج: ١، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

(٦) رد المحتار (کتاب الصلوٰۃ، باب الجمعۃ، ص: ١٣٧، ج: ٢، مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی)

(٧) رد المحتار (کتاب الصلوٰۃ، باب الجمعۃ، ص: ١٣٨، ج: ٢، مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی)

(٨) الدر المختار مع رد المحتار (کتاب الصلوٰۃ، باب العیدین، ص: ١٦٧، ج: ٢، مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی)

کیونکہ یہ گاؤں شہر نہیں اور یہاں جمعہ ادا کرنے سے ان لوگوں کے ذمہ سے نماز ظہر ساقط نہیں ہوتی[1]۔ کما فی الشامیۃ لاتری ان فی الجواہر لو صلوا فی القری (الصغیرۃ) لزمہم اداء الظہر[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

شرائط جمعہ پائے جانے کے باوجود شروع کرایا ہوا جمعہ بند کیا جائے یا نہ

سوال:

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کہ ایک ایسی جگہ ہو کہ وہاں جمعہ کی نماز کی شرائط پوری ہوتی ہیں۔ وہاں اس مسجد میں نماز جمعہ لگ سکتی ہے یا نہیں۔ جبکہ اس مسجد میں چھ یا سات سال پہلے بھی جمعہ کی نماز جاری رہی ہو اور اس مسجد کے نزدیک ایک اور مسجد آدھ کلو میٹر کے فاصلہ پر ہو۔ وہاں اس مسجد میں بھی جمعہ کی نماز قائم ہوتی ہے پھر صرف چالیس پچاس آدمی نماز جمعہ کے لیے آتے ہیں۔ اب دونوں مسجد میں نماز جمعہ پڑھی جائے۔ نماز ظہر بھی پڑھے یا نہ اگر پڑھے تو باجماعت پڑھے یا نہ۔

جواب:

جس گاؤں میں نماز جمعہ کی شرائط پائی جاتی ہیں وہاں نماز جمعہ پڑھنا صحیح ہے اور نماز جمعہ ادا کرنے سے ظہر پڑھنا ضروری نہیں ہوتی۔ ایسی جگہ میں نماز جمعہ چھوڑنا درست نہیں جیسا کہ شامی میں لکھا ہے[3]۔ لہٰذا اس مسجد میں جمعہ

---

(۱) كما في رد المحتار: لا تجوز في الصغيرة التي ليس فيها قاض ومنبر وخطيب ... لو صلوا في القرى لزمهم أداء الظهر (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ١٣٨، ج ٢، مكتبه ايچ ايم سعيد كراچى)
وكذا فيه: (تجب صلاتهما) في الأصح (على من تجب عليه الجمعة بشرائطها) المتقدمة (سوى الخطبة) فإنها سنة بعدها، وفي القنية: صلاة العيد في القرى تكره تحريما ... قبله وصلوة العيد ومثله الجمعة (كتاب الصلاة، باب العيدين، ص ١٦٦، ج ٢، مكتبه ايچ ايم سعيد كراچى) وكذا في البحر الرائق (كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ٢٤٥، ج ٢، مكتبه رشيديه كوئٹه)۔
وكذا فيه: (كتاب الصلاة، باب صلاة العيدين، ص ٢٧٥، ج ٢، مكتبه رشيديه كوئٹه)، وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلاة، باب أحكام العيدين، ص ٥٢٨-٥٢٧، مكتبه قديمي كتب خانه كراچى)
(۲) كما في الشامية: (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ١٣٨، ج ٢، مكتبه ايچ ايم سعيد كراچى)
(۳) كما في رد المحتار: تقع فرضا في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها أسواق ... وفيما ذكرنا إشارة إلى أنه لا تجوز في الصغيرة التي ليس فيها قاض ومنبر وخطيب كما في المضمرات والظاهر أنه أريد به لكراهة النفل بالجماعة. (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ١٣٨، ج ٢، مكتبه ايچ ايم سعيد كراچى) وكذا في البحر الرائق: (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ٢٤٨، ج ٢، مكتبه رشيديه كوئٹه)، وكذا في بدائع الصنائع (كتاب الصلاة، فصل في بيان شرائط الجمعة، ص ٥٨٤، ج ٢، مكتبه رشيديه كوئٹه)

ضروری ہے تمام قوم کو ظہر کی نماز باجماعت ادا کرنی ہے(1)- و فیما ذکرنا اشارة الی انه لا تجوز (الجمعة) فی الصغیرة التی لیس فیها قاض و منبر و خطیب الخ - الا تری ان فی الجواهر لو صلوا فی القری (الصغیرة) لزمهم اداء الظهر [2] و فی القنیة صلوة العید فی القری تکره تحریما لانه اشتغال بما لا یصح قوله صلوة العید و مثله الجمعة [3] - فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جمعہ کی اذان ثانی کے جواب کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ خطبہ جمعہ سے قبل اذان ثانی کا جواب دینا جائز ہے یا نہیں اور اذان کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا اللهم رب هذه الدعوة التامة الخ پڑھنا از روئے شریعت مطہرہ جائز ہے یا نہیں، بینوا توجروا-

جواب

صحیح یہ ہے کہ اجابت اذان ثانی جمعہ مکروہ ہے [4] اسی طرح دعا بعد اذان ثانی پڑھنا اللهم رب هذه الدعوة التامة الخ- وینبغی ان لا یجیب بلسانه اتفاقا فی الاذان بین یدی الخطیب و اجابة الاذان حینئذ مکروهة و فیه ایضا و ذکر ان الاحوط الانصات [5] - فقط واللہ تعالیٰ اعلم

---

1) كما في رد المحتار: ولو صلوا في القرى لزمهم اداء الظهر (كتاب الصلوة باب الجمعة ص ١٣٨، ج ٢: ايچ ايم سعيد كراچي، وكذا في الهندية: (كتاب الصلوة الباب السادس عشر في صلاة الجمعة ص ١٤٥، ج ١: مكتبه رشيديه كوئٹه)، وكذا في البحر الرائق: (كتاب الصلاة باب الجمعة ص ١٣٨، ج ٢: مكتبه ايچ ايم سعيد كراچي)

2) رد المحتار مع الدر المختار: (كتاب الصلوة باب الجمعة: ص ١٣٨، ج ٢: مكتبه ايچ ايم سعيد كراچي)

3) رد المحتار مع الدر المختار باب العيدين ١٦٧، ج ٢، طبع ايچ ايم سعيد كراچي

4) كما في الطحطاوي: وينبغي أن يقال: لا تجب يعني بالقول بالإجماع للأذان بين يدي الخطيب (كتاب الصلاة باب الأذان، ص ٢٠٣، قديمي كتب خانه كراچي)، وكذا في منحة الخالق على البحر الرائق: (كتاب الصلاة، باب الأذان، ص ٤٥٠، ج ١: مكتبه رشيديه، كوئٹه.
وكذا في الدر المختار: (كتاب الصلاة، باب الأذان، ص ٣٩٩، ج ١، مكتبه ايچ ايم سعيد كراچي) -

5) الدر المختار: (كتاب الصلاة، باب الأذان، ص ٣٩٩، ج ١: مكتبه ايچ ايم سعيد كراچي)

جمعہ کا افضل وقت

سوال

جمعہ کا وقت فضیلت کیا ہے اور آخری وقت کیا ہے؟

الجواب

جمعہ کا وقت ظہر کی طرح زوال شمس کے بعد سے شروع ہوتا ہے اور جس وقت تک ظہر کا وقت ہے یعنی دو مثل تک اسی وقت تک جمعہ کا وقت ہے جمعہ میں تعجیل مستحب ہے[1] وجمعة كظهر أصلا واستحبابا في الزمانين (أي الشتاء والصيف) لأنها خلفه لكن جزم في الأشباه من فن الأحكام أنه لا يسن لها الإبراد. الخ[2]

ایک سو اسی گھروں کی آبادی میں جمعہ کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ یہ بات بھی کہ پنجگانہ نماز جماعت کے ساتھ ادا کی جائے یعنی جمعہ کے روز جماعت کے ساتھ جمعہ ادا کیا جائے یہ حکم شرعی سے مطلع فرمائیں۔ سائل امام اعظم حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد ہیں ہمارے گاؤں کی آبادی ایک سو اسی گھر ہیں اور پچاس کے قریب دکانیں ہیں نیز ہر چیز یہاں دستیاب ہے تحصیل کے کن کن شرائط سے جائز ہو سکتا ہے۔

عبدالرشید، ضلع پشاور

---

(1) كما في الصحيح البخاري: عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يصلي الجمعة حين تميل الشمس (كتاب الجمعة، باب وقت الجمعة إذا زالت الشمس، ص ١٢٣، ج ١، قديمي كتب خانه كراچي)، وكذا في بذل المجهود (كتاب الصلاة، باب في وقت الجمعة، ص ١٧٩، ج ٢، مكتبه قاسميه ملتان)، وكما في تنوير الأبصار مع الدر المختار (وجمعة كظهر أصلا واستحبابا في الزمانين لأنها خلفه) (كتاب الصلوة، مطلب في طلوع الشمس من مغربها، ص ٣٦٧، ج ١، مكتبه ايچ ايم سعيد كراچي).

(2) كما في الدر المختار مع رد المحتار (كتاب الصلوة، مطلب في طلوع الشمس من مغربها، ص ٣٦٧، ج ١، مكتبه ايچ ايم سعيد كراچي).

الجواب

حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک [illegible] جمعہ جائز نہیں لہذا قریہ صغیرہ میں ظہر کی نماز باجماعت ادا کی جائے اور جمعہ نہ پڑھا جائے[۱]۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[illegible]

شہر سے تین میل کے فاصلے پر واقع بستی میں جمعہ کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الجواب

صورت مسئولہ میں جس چھوٹی بستی کا ذکر کیا گیا ہے اس میں جمعہ جائز نہیں [illegible] لہذا ان لوگوں پر لازم ہے کہ [illegible] ظہر کی نماز باجماعت ادا کریں[۲]۔ [illegible]

---

(۱) كما في رد المحتار: تقع فرضا في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها أسواق [illegible] الصغيرة التي ليس فيها قاض ومنبر وخطيب كما في المضمرات والظاهر أنه أريد به الكراهة [illegible] (كتاب الصلوة، باب الجمعة، ص ۱۳۸، ج ۲، مكتبه ايچ ايم سعيد كراچی) وكذا في البحر الرائق (كتاب الصلاة، باب الجمعة، [illegible] مكتبه رشيديه كوئٹه) وكذا في بدائع الصنائع (كتاب الصلاة، فصل في بيان شرائط الجمعة، ص ۲۵۹، ج ۱، مكتبه رشيديه كوئٹه)

(۲) كما في الهداية: ومن لا تجب عليهم الجمعة من أهل القرى والبوادي لهم أن يصلوا الظهر بجماعة يوم الجمعة بأذان وإقامة (كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، [illegible] مكتبه رشيديه كوئٹه)۔

۔ شہر کی نماز ان سے ساقط نہیں - طہران کے ذمہ فرض ہے۔ وکما لا یجوز اداء الجمعة في المصر يجوز اداؤها في فناء المصر [۱] وفي الدر المختار او فناءه وهو ما حوله اتصل به او لا لاجل مصالحه كدفن الموتى وركض الخيل والمختار للفتوى تقديره بفرسخ ذكره الولوالجي [۲] الخ - وفي الشامية والتعريف احسن من التحديد الخ - وايضا فيه فالقول بالتحديد بمسافة يخالف التعريف المتفق على ما صدق عليه بانه المعد لمصالح المصر الخ وقال الشامي وتقع فرضا في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها اسواق (الى ان قال) وفيما ذكرنا اشارة الى انها لا تجوز في الصغيرة [۳] وفي باب العيدين من الدر المختار [۴] وصلوة العيد في القرى تكره تحريما وقال الشامي ومثله الجمعة الخ - وفي رد المحتار ولو صلوا في القرى لزمهم اداء الظهر [۵] الغرض صورت مسئولہ میں یہ بستی جب بڑا قریہ ہے کی تعریف میں داخل نہیں اور نہ فناء مصر میں داخل ہے۔ اس لیے یہاں نماز جمعہ جائز نہیں اور بستی والوں پر ظہر باجماعت ضروری ہے [۶] واللہ تعالیٰ اعلم

---

۱) الهندية: كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ص ۱۴۵، ج ۱، مكتبه رشيديه كوئٹه۔

۲) تنوير الابصار مع الدر المختار مع رد المحتار: (كتاب الصلوة، باب الجمعة، ص ۱۳۹، ج ۲، ايچ ايم سعيد كراچی)

۳) رد المحتار: (كتاب الصلوة، باب الجمعة، ص ۱۳۸، ج ۲، مكتبه ايچ ايم سعيد كراچی)

۴) كما في الدر المختار مع رد المحتار: (كتاب الصلوة باب العيدين، ص ۱۶۷، ج ۲، مكتبه ايچ ايم سعيد كراچی)

۵) رد المحتار: (كتاب الصلوة، باب الجمعة، ص ۱۳۸، ج ۲، مكتبه ايچ ايم سعيد كراچی)

۶) رد المحتار: وتقع فرضا في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها اسواق... وفيما ذكرنا اشارة الى انها لا تجوز في الصغيرة التي ليس فيها قاض ومنبر وخطيب كما في المضمرات والظاهر انه اريد به الكراهة لكراهة النفل بالجماعة الا ترى ان في الجواهر لو صلوا في القرى لزمهم اداء الظهر۔ (كتاب الصلوة، باب الجمعة، ص ۱۳۸، ج ۲، مكتبه ايچ ايم سعيد كراچی)

وكذا في البحر الرائق: (كتاب الصلوة، باب صلاة الجمعة، ص ۲۴۸، ج ۲، مكتبه رشيديه كوئٹه)

وكذا في بدائع الصنائع: (كتاب الصلوة فصل في بيان شرائط الجمعة، ص ۲۵۹، ج ۱، مكتبه رشيديه كوئٹه)

چار سو مکانات کی آبادی پر مشتمل بستی میں جمعہ کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین [illegible] چار پانچ سو مکانات کی آبادی پر مشتمل ہے۔ اور ضروریات کی اشیاء بھی مہیا ہو سکتی ہیں۔ اس شہر میں جمعہ شروع ہوا تقریباً تیس سال ہوئے تو جمعہ کے جواز ہونے پر اختلاف ہوا۔ تو بعض علماء [illegible] فتویٰ دیا کہ اگر شہر سے عاقل بالغ [illegible] اور [illegible] تو اس شہر میں جمعہ جائز ہے [illegible] میں وہاں کے [illegible] ہوں تو جمعہ جائز ہے [illegible] ہوتی ہے [illegible] جمعہ کے جواز کی [illegible] فرمادیں۔ بینوا توجروا۔

جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جمعہ کی صحت کے لیے مصر (شہر) کا ہونا شرط ہے، [illegible] جانتے ہیں [illegible] حکومت کی طرف سے حاکم [illegible] مقرر ہو [illegible] بازار اور گلی کوچے ہوں۔ شہر کی یہ تعریف [illegible] علامات بتائی گئی ہیں ان میں سے بڑی مسجد میں وہاں کے عاقل بالغ مرد[1] نہ سما سکیں۔ لیکن یہ تعریف [illegible] شہر کے عام طور پر [illegible] پانچ چھ ہزار [illegible] آبادی [illegible] ہو [illegible] وہ لوگ [illegible] میں شہر کے نام سے[2] پکارا کرتے ہوں۔ [illegible] آپ کے [illegible] یہ تعریف صادق آتی ہو تو

---

(۱) [illegible] (وعنه) [illegible] عن أبي يوسف [illegible] كل موضع له أمير وقاض ينفذ الأحكام ويقيم الحدود [illegible] إذا اجتمعوا في أكبر مساجدهم لم يسعهم [illegible] كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ۱۵۵، ج ۲ [illegible]

(۲) [illegible]

[illegible]

[illegible] کیا گیا ہے[1]۔ کما فی التنویر

ویشترط لصحتها المصر [illegible] وقال الشامی [illegible] انها لا تجوز فی الصغیرة

التی [illegible] فیها قاض ومنبر وخطیب کما فی المضمرات والظاهر انه اراد به الکراهة لکراهة

النفل بالجماعة الا ترى ان فی الجواهر لو صلوا فی القرى لزمهم اداء الظهر [illegible]

واللہ اعلم

تین ہزار کی آبادی میں جمعہ کا حکم

سوال

[illegible]

الجواب

[illegible]

---

(۱) [illegible]

(۲) [illegible]

قرار دیا ہے کہ مصر وہ جگہ ہے جس میں امیر و قاضی (حاکم) یعنی ذمہ دار ہوں کہ معاملات کو نمٹانے پر قدرت رکھتے ہوں احکام جاری کر سکتے ہوں اور اس کی گلیاں کوچے و بازار ہوں۔ کما قال فی الکبیری (۱)

علی ما صرح بہ فی تحفۃ الفقہاء عن ابی حنیفۃ انہ بلدۃ کبیرۃ فیہا سکک و اسواق و لہا رساتیق و فیہا وال یقدر علی انصاف المظلوم من الظالم بحشمتہ و علمہ او علم غیرہ والناس یرجعون الیہ فی الحوادث و ہذا ہو الاصح۔ آپ نے جو ذکر کیا ہے کہ آبادی کافی ہے اور ایسی بستی میں بصورت جمعہ کا قائم ہونا ہے۔ تقاضا ہے کہ ڈھائی تین ہزار آبادی والا دیہات ایک ہی بصورت مجموعہ شہر بننے کے لیے معیار قرار دیا جا سکتا ہے۔ آپ نے جو ذکر کیا ہے [illegible] لکھے ہیں کہ یہ جواز جمعہ یا عدم جواز کے متعلق کوئی قطعی بات نہیں کہہ سکتا۔ ایسے میں نے اوپر جو اس کی شرائط کی تعریف لکھ دی ہے۔ آپ خود بھی اس سے ان شاء اللہ فیصلہ کر سکیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

دو ہزار نفوس پر مشتمل آبادی میں جمعہ کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارا قصبہ تونسہ شریف ضلع ڈیرہ غازی خان کی مجموعی آبادی تقریباً دو ہزار نفوس پر مشتمل ہے جس میں [illegible] ہیں، ان کی ایک قطعہ [illegible] اہل سنت والجماعت کی ایک مسجد بنی ہوئی ہے اور یہاں پہلے نماز جمعہ ایک ہی مسجد میں ادا کی جاتی تھی۔ پھر چند تنازعات کی بنا پر اختلاف کی وجہ سے جمعہ دو مسجدوں میں ادا کی جانے لگی۔ کیا مجموعی آبادی کے لحاظ سے [illegible] نماز جمعہ [illegible] دونوں مسجدوں میں نماز جمعہ ادا ہو جائے گی۔

الجواب

علامہ [illegible] نے جو تعریف مصر کی [illegible] امام ابو حنیفہ [illegible]

---

(۱) حلبی کبیر فصل فی صلاۃ الجمعۃ ص ۵۵۰ [illegible] کتب خانہ کوئٹہ

تک مذہب حنفی میں یہاں جمعہ جائز نہیں[۱] لا جمعة ولا تشريق إلا في مصر جامع حضرت علی سے موقوفاً حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے[۲] وكفى به قدوة۔ مذہب حنفی مذہب ہے، جو کہ اس گاؤں میں جمعہ جائز نہیں تو ایک اور دوسری جگہ جمعہ جائز ہونا، عدم جواز کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

تیرہ سو افراد پر مشتمل آبادی میں جمعہ کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کہ ایک گاؤں ہے جس کی آبادی تیرہ سو افراد پر مشتمل ہے۔ شہر سے دور ہے، جہاں ضروریات زندگی کی تمام اشیاء نہیں ملتیں، اس کے قریب دوسرے گاؤں ہیں، جہاں کے لوگ اپنی ضروریات کے لیے قریب کے شہر جاتے ہیں، ان میں سے بعض گاؤں میں دکان ہیں اور بعض میں نہیں، کیا ایسی صورت میں جمعہ جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

﴿ج﴾

ظاہر ہے کہ تیرہ سو افراد پر مشتمل آبادی قریہ صغیرہ ہے اور قریہ صغیرہ میں جمعہ جائز نہیں ہے۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں جمعہ کی بجائے ظہر باجماعت ادا کرنی چاہیے۔ جمعہ پڑھنے سے فرض ظہر ساقط نہیں ہوگا۔[۳] جیسا کہ شامی میں ہے: وتقع فرضا في القصبات والقرى

---

(۱) كما في رد المحتار: وتقع فرضا في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها أسواق ... وفيما ذكرنا إشارة إلى أنه لا تجوز في الصغيرة التي ليس فيها قاض ومنبر وخطيب. (كتاب الصلاة باب الجمعة ص ۱۳۸ ج ۲ مكتبة ايج ايم سعيد كراچی)

وكذا في البحر الرائق: (كتاب الصلاة باب الجمعة ص ۲۴۸ ج ۲ مكتبة رشيدية كوئٹہ)

وكذا في حلبي كبير: (فصل في صلاة الجمعة ص ۵۵۰ سعيد كتب خانه كوئٹہ)

(۲) كما في إعلاء السنن: (أبواب الجمعة باب عدم جواز الجمعة في القرى ص ۳ ج ۸ إدارة القرآن كراچی)

(۳) كما في رد المحتار: وتقع فرضا في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها أسواق ... وفيما ذكرنا إشارة إلى أنه لا تجوز في الصغيرة ... لأن أداء الظهر لا يسقط بأداء الجمعة فيها إذا لم تقع فرضا. (كتاب الصلاة باب الجمعة ص ۱۳۸ ج ۲ مكتبة ايج ايم سعيد كراچی)

وكذا في البحر الرائق: (كتاب الصلاة باب الجمعة ص ۲۴۸ ج ۲ مكتبة رشيدية كوئٹہ)

وكذا في حلبي كبير: (فصل في صلاة الجمعة ص ۵۵۰ سعيد كتب خانه كوئٹہ)

الكبيرة التي فيها أسواق (إلى أن قال) وفيما ذكرنا إشارة إلى أنه لا تجوز في الصغيرة [1]۔

باقی جو کچھ عبارات مختلف مصر کی تعریف میں وارد ہیں سب کا مآل تقریباً ایک ہی ہے وہ یہ کہ بڑے شہروں کو شمار کرتے وقت جسے بھی عرفاً اس میں شمار کیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسجد سے باہر جمعہ کی شرعی حیثیت

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ نماز جمعۃ المبارک مسجد کے باہر ہو جاتی ہے جبکہ امام بھی مسجد میں نہ ہو تو اذان نہ خطبہ اور جگہ بھی ایسی ہو جہاں ہفتہ بھر جانور لید کر کے غلاظت وغیرہ پھیلاتے رہتے ہیں۔ ہفتہ بھر نجاست غلیظہ موجود ہے صرف جمعہ کے دن تھوڑا سا صاف کر کے دریاں وغیرہ بچھا کر جمعہ کی نماز ادا کر لی جائے۔ جبکہ ارد گرد شہر میں بالکل قریب اور بھی اسی مسلک کی جامع مسجد موجود ہیں۔ کیا نماز جمعہ وہاں ہو جاتی ہے اگر نہیں تو پڑھی گئی نمازوں کا اعادہ ضروری ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

نماز تو ہو جائے گی جبکہ اس جگہ پر دریاں بچھائی جائیں اور ان کے اوپر پاک کپڑا ہو [2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جس جگہ جمعہ کی شرائط نہ پائی جائیں البتہ مسجد شاندار ہو تو کیا ایسی جگہ جمعہ جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ہمارے چک کی آبادی تقریباً ایک صد ہے اور آس پاس کے نزدیکی دو تین آدمی نماز جمعہ ادا کرنے آجاتے ہیں اور ایسی شرائط جو کہ حدیث میں ہیں وہ سب پوری نہیں ہیں البتہ ہمارے چک کی مسجد بڑی شاندار ہے کیا جمعہ یہاں جائز ہے یا نہیں۔ اور مولوی محمد یوسف صاحب فرماتے ہیں کہ جمعہ یہاں جائز ہے۔

---

(1) ردالمحتار: (کتاب الصلوٰۃ باب الجمعۃ، ص ۱۳۸، ج ۲، مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی)

(2) ردالمحتار: وكذا الثوب إذا فرش على النجاسة اليابسة فإن كان رقيقا يشف ما تحته أو توجد منه رائحة النجاسة على تقدير أن لها رائحة لا يجوز الصلاة عليه وإن كان غليظا بحيث لا يكون كذلك جازت۔ (کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیها، ص ۶۲۶، ج ۱، مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی)۔ وکذا فی حاشیة الطحطاوی: (کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ وأرکانها، ص ۲۰۸، قدیمی کتب خانہ کراچی)۔ وکذا فی حلبی کبیر: (الشرط الثانی، ص ۱۹۹، مکتبہ سعیدی کتب خانہ کوئٹہ)۔

﴿ج﴾

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مذہب میں دیہات اور گاؤں میں جمعہ ادا نہیں ہوتا ہے لہٰذا اس چک مذکورہ میں جمعہ پڑھنا جائز نہیں سب مسلمانوں کو لازم ہے کہ ظہر کی نماز باجماعت ادا کریں[1]۔ واللہ تعالیٰ اعلم

جمعہ کی دوسری اذان خطیب کے قریب دی جائے یا مسجد سے باہر

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ جمعہ مبارک کے دن پہلی اذان مؤذن مسجد کے ایک مینار پر یا خاص جگہ پر دیتا ہے دوسری اذان جو خطبہ سے پہلے دی جاتی ہے کیا اس کو اسی جگہ پر دیں یا امام کے سامنے اس کے قریب دیں۔

﴿ج﴾

دوسری اذان مسجد میں امام کے سامنے دی جائے امام کے قریب کھڑا ہونا ضروری نہیں[2] حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے سے اسی پر امت کا عمل رہا ہے۔ صاحب ہدایہ نے اس کو مسجد کے اندر امام کے بالمقابل جہت محاذات سے حق قرار دیا ہے۔ و اذا صعد الامام المنبر و جلس اذن المؤذنون بین یدی المنبر بذالک جری التوارث ولم یکن علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا ھذا الاذان[3] اور فتح۔ عنایہ[4] کفایہ[5] وغیرہ میں عندالمنبر کی قید مذکور ہے لہٰذا یہی مسنون ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

---

۱) تقدم تخریجہ فی حاشیۃ نمبر ۳ فی صفحۃ ٤٩٠۔

۲) کما فی ردالمحتار: ویؤذن ثانیاً بین یدی الخطیب علی سبیل السنۃ (کتاب الصلاۃ۔ باب الجمعۃ، ص ١٦١، ج ٢، مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی)۔ وکذا فی البحر الرائق: (کتاب الصلاۃ: باب الجمعۃ، ص ٢٧٤، ج ٢: مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)۔ وکذا فی حلبی کبیر: (کتاب الصلاۃ، فصل فی صلاۃ الجمعۃ، ص ٥٦١: سعیدی کتب خانہ کوئٹہ)

۳) الھدایۃ: (کتاب الصلاۃ۔ باب الجمعۃ: ص ١٥٤، ج ١: بلوچستان بک ڈپو کوئٹہ)

٤) العنایۃ علی ہامش فتح القدیر۔ واختلفوا فی الاذان المعتبر الذی یحرم عندہ البیع ویجب السعی الی الجمعۃ فکان الطحاوی یقول ھو الاذان عندالمنبر بعد خروج الامام۔ (کتاب الصلاۃ۔ باب الصلاۃ الجمعۃ۔ ص ٣٨، ج ٢: مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

٥) الکفایۃ علی ہامش فتح القدیر وکان الطحاوی یقول المعتبر ھو الاذان عند المنبر بعد خروج الامام۔ (کتاب الصلاۃ۔ باب الصلاۃ الجمعۃ: ص ٣٨، ج ٢، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

کسی گاؤں میں عارضی طور پر بہت سے لوگ جمع ہو جائیں تو کیا جمعہ جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ کسی گاؤں میں کسی خاص وقت میں تقریباً ہزار کے قریب آدمی جمع ہو جاتے ہیں وہاں سے (یعنی گاؤں کے) جو ہمیشہ بسنے والے ہیں۔ اس کے بعد متفرق ہو کر گاؤں سے ایک مسافت کے فاصلہ پر جاتے ہیں وہاں کے (یعنی گاؤں سے) جو ہمیشہ بسنے والے ہیں تفصیل وار بیس تیس گھر کے ہیں کیا اس گاؤں میں جمعہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

﴿ج﴾

مذہب احناف میں یہ متفق علیہ ہے کہ مصر شرائط جمعہ میں سے ہے اور یہ قریہ جو بیس گھر پر مشتمل ہے نہ مصر ہے نہ قصبہ نہ قریہ کبیرہ بلکہ یقیناً قریہ صغیرہ ہے اس لیے اس میں جمعہ جائز نہیں ولا تجوز فی الصغیرۃ التی لیس فیہا قاض ومنبر وخطیب الخ۔(۱) باہر کے لوگوں کے عارضی اجتماع کی وجہ سے بھی یہ بات صادق نہیں آ سکتی(۲) اس لیے ان کا اعتبار نہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کیا شہر سے ایک میل کے فاصلہ پر کم آبادی والے علاقہ میں جمعہ جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ پہلے جمعہ شہر کوئٹہ میں پڑھا جاتا ہے اب چند لوگ ایک میل کے فاصلہ میں دوسرا جمعہ شروع کرنا چاہتے ہیں۔ وہاں کی آبادی چند گھر ہیں صرف لاری کا اڈہ اور پکی سڑک ہے۔ جہاں ٹریفک آتی جاتی ہے۔ وجہ صرف یہ ہے کہ وہاں آپس میں برادری کا اختلاف ہے اور کوئی وجہ نہیں تو کیا اس صورت میں دوسری جگہ پر جمعہ شروع کرنا یا پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

---

(۱) ردالمحتار: ولا تجوز فی الصغیرۃ التی لیس فیہا قاض ومنبر وخطیب الخ (کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ: ص ۱۳۸، ج ۲، مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی)

وکذا فی البحر الرائق: (کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجمعۃ: ص ۲۴۵، ج ۲: مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

وکذا فی الہدایہ: (کتاب الصلاۃ باب صلاۃ الجمعۃ: ص ۱۶۰، ج ۱: بلوچستان بک ڈپو کوئٹہ)

(۲) کما فی الدر المختار: ویشترط لصحتہا سبعۃ اشیاء: الأول: المصر الخ (کتاب الصلاۃ باب الجمعۃ ص ۱۳۷، ج ۲: مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی)۔

﴿ج﴾

اگر یہ آبادی اس شہر کی ضرورتوں میں سے شمار ہوتی ہے اور وہاں کی آبادی عرف عام میں مستقل آبادی شمار کی جاتی ہو تو اس صورت میں دوسری جگہ جمعہ جائز ہے (1)۔ اور اگر وہ اس شہر کی ضروریات میں داخل نہ ہو اور عرف عام میں وہاں کی آبادی مستقل شمار کی جاتی ہو تو وہ شہری آبادی یا فنائے شہر میں سے نہ ہوگا اور وہاں بوجہ چھوٹا گاؤں ہونے کے جمعہ جائز نہیں ہوگا (2) خواہ وہاں کی اذان سنائی دے یا نہ دے یہی راجح ہے اور اصح ہے (3)۔

ملخص من عمدۃ الفقہ حصہ دوم ص ۲۳۹، ۲۴۰۔

(نوٹ) چونکہ سوال میں دوسری جگہ کے پورے کوائف درج نہیں کہ آیا وہ دوسری جگہ حدود شہر میں داخل ہے یا نہیں وہاں تک شہری آبادی واقع ہے یا نہیں وہ اس شہر کی ضروریات میں سے ہے یا نہیں۔ اس لیے بہتر یہ ہے کہ کسی جید فقیہ عالم دین کو وہاں لے جا کر جائے وقوع کا معائنہ کرایا جائے اور پھر اس کے فیصلے کے مطابق عمل درآمد کیا جائے۔

---

۱) كما في الهداية: لا تصح الجمعة إلا في مصر جامع أو في مصلى المصر. (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۵۰، ج ۱: مكتبه بلوچستان بك ڈپو كوئٹه)
وكذا في بدائع الصنائع: (كتاب الصلاة، فصل في بيان شرائط الجمعة: ص ۲۵۹، ج ۱: مكتبه رشيديه كوئٹه)
وكذا في البحر الرائق: (كتاب الصلاة: باب الجمعة، ص ۲۴۸، ج ۲: مكتبه رشيديه كوئٹه)

۲) كما في رد المحتار: لا تجوز في الصغيرة التي ليس فيها قاض و منبر و خطيب (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۳۸، ج ۲: ايچ ايم سعيد، كراچی)
وكذا في البحر الرائق (كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة: ص ۲۴۵، ج ۲: مكتبه رشيديه كوئٹه)
وكذا في الهداية: (كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ۱۵۰، ج ۱: مكتبه بلوچستان بك ڈپو كوئٹه)

۳) كما في رد المحتار: وفي الحجة المقيم في موضع من أطراف المصر إن كان بينه وبين عمران المصر فرجة من مزارع لا جمعة عليه وإن بلغه النداء، وتقدير البعد بغلوة أو ميل ليس بشيء. (كتاب الصلاة، باب الجمعة، مطلب في شروط وجوب الجمعة، ص ۱۵۳، ج ۲، مكتبه ايچ ايم سعيد كراچی)
وكذا في البحر الرائق: (كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ۲۴۷، ج ۲: مكتبه رشيديه كوئٹه)
وكذا في الهندية: (كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ص ۱۴۵، ج ۱: مكتبه رشيديه كوئٹه)۔

کیا جمعہ کے فرضوں سے قبل کی چار سنتیں رہ جائیں تو بعد میں پڑھی جائیں

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ اگر کسی شخص کی جمعہ شریف کی پہلی چار سنتیں رہ جائیں وہ دیر سے آیا ہو اور پہلی ۴ سنتیں نہ پڑھ سکا ہو تو آیا ان ۴ سنتوں کی قضا ہوگی یا قضا کی صورت نہیں رہے گی۔ باقاعدہ مستند کتاب کا حوالہ ضرور تحریر فرمادیں یہ مسئلہ جمعہ شریف میں پیش آیا۔ کسی کتاب یا حدیث شریف میں کوئی حوالہ نہیں مل سکا۔

﴿ج﴾

جو سنتیں جمعہ کے اول پڑھی جاتی ہیں اگر ان کو نہ پڑھ سکا تو بعد جمعہ کے پڑھے۔ کما قال فی الدر المختار – (بخلاف سنة الظهر) وكذا الجمعة فإنه إن خاف فوت ركعة (يتركها) ويقتدي (ثم يأتي بها) على أنها سنة (في وقته) أي الظهر (قبل شفعه) عنده وبه يفتی جوهرة –[1] والله تعالى أعلم

کیا ڈیڑھ پونے دوسو کی آبادی والے گاؤں میں جمعہ جائز ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ موضع روانی بابا چک گجراں جس میں تقریباً ڈیڑھ سو تا پونے دو سو گھر کی آبادی ہے۔ دو چک میں دس دوکانیں بھی چھوٹی بڑی ہیں۔ اس آبادی کے ہونے سے پہلے ایک کچی مسجد تھی جب یہ آبادی اتنی ہوئی تو پھر سارے چک والوں نے ایک مسجد بڑی تیار کی اس کا نام جامع مسجد رکھ دیا اور اس میں جمعہ شروع کر دیا گیا اور تین سال ایک جگہ جمعہ ہوتا رہا اس کے بعد چک میں لڑائی جھگڑا ہوا ایک شخص نے آکر چھوٹی مسجد میں جمعہ شروع کردیا اور تین سال ہوتا رہا۔ تین سال کے بعد اب چھوٹی مسجد میں بند ہو گیا کہ ایک جگہ ہونا چاہیے یا دونوں جگہ درست ہے۔ اگر چھوٹی مسجد میں جمعہ درست نہیں تو کیا ظہر کی نماز ادا کرنی چاہیے۔

---

(۱) الدر المختار: كتاب الصلاة باب إدراك الفريضة، ص ۸۰، ج ۲: مكتبه ايچ ايم سعيد كراچی
وكذا في البحر الرائق كتاب الصلاة باب إدراك الفريضة، ص ۱۳۲، ج ۲: مكتبه رشيديه كوئٹه
وكذا في الهداية كتاب الصلاة باب إدراك الفريضة: ص ۱۴۵، ج ۱: مكتبه بلوچستان بك ڈپو كوئٹه.

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں جس موضع کا ذکر ہے جس کی آبادی تقریباً دو سو گھروں پر مشتمل ہے یہ قریہ صغیرہ ہے اس میں نماز جمعہ جائز نہیں ہے لوگ نماز ظہر باجماعت ادا کریں۔[1] وھو الموفق بالصواب

جمعہ کے فرضوں کے بعد احتیاطی ظہر ادا کرنے کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان زمان کہ آج کل لوگ بعد از نماز جمعہ چار رکعت ظہر احتیاطی پڑھتے ہیں کیا یہ احتیاطی ظہر ادا کرنا جائز ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

احتیاط ظہر کے بارہ میں یہ تفصیل ہے کہ عوام الناس جو مسائل شرعیہ کی تفصیل کو نہیں جانتے ہیں اور احتیاط الظہر ادا کرنے سے تکاسل فی ادائے جمعہ کے شکار ہو سکتے ہیں تو ایسے عوام کو عدم جواز احتیاط ظہر کا فتویٰ دے کر روک دیا جائے لیکن خواص جن کے متعلق یہ خطرہ نہ ہو تو ان کے لیے ادائی کی گنجائش بھی جائے اور ان سے اختلاف نہ کیا جائے ان کو اس عمل پر چھوڑ دیں۔ علامہ ابن نجیم کے لیے بحر الرائق کی یہ عبارت کافی ہے: مع ما لزم من فعلها في زماننا من المفسدة العظيمة وهو اعتقاد الجهلة ان الجمعة ليست بفرض۔[2] لا شك انه اذا ادى الى مفسدة لا تفعل لكن الكلام عند عدمها ولذا قال المقدسي نحن لا نأمر بذلك امثال هذه العوام بل ندل عليه الخواص ولو بالنسبة اليهم[3]

---

(1) كما في رد المحتار: ولا تجوز في الصغيرة التي ليس فيها قاض ومنبر وخطيب ... لزمهم اداء الظهر (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ١٣٨، ج ٢، مكتبه ايچ ايم سعيد كراچي)
وكذا في البحر الرائق (كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ٢٤٥-٢٤٦، ج ٢، مكتبه رشيديه كوئٹه)۔ وكذا في الهداية (كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص [illegible]، ج ١، مكتبه [illegible] كوئٹه)

(2) البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ٢٥١-٢٥٢، ج ٢، مكتبه رشيديه كوئٹه)

(3) كما في الشامية كتاب الصلاة، باب الجمعة، مطلب في نية آخر ظهر بعد صلاة الجمعة، ص ١٤٦، ج ٢، ايچ ايم سعيد كراچي)
وكذا في منحة الخالق على البحر الرائق كتاب الصلاة باب صلاة الجمعة، ص ٢٥٢، ج ٢، مكتبه رشيديه كوئٹه۔

ڈیڑھ ہزار کی آبادی والے گاؤں میں نماز جمعہ کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کہ جس قریہ کے درج ذیل کوائف ہوں: آبادی ڈیڑھ ہزار، متعدد دوکانیں کپڑا، پرچون، مرمت سائیکل، مرمت ریڈیو، سوڈا برف وغیرہ، حکمت یونانی وڈاکٹری، پختہ سڑک قریہ ہذا تک، موٹریں تانگے تحصیل ہیڈ کوارٹر تک ہمہ وقت برائے سفر فاصلہ ۹ میل تحصیل ہیڈ کوارٹر، سرکاری مردانہ ہسپتال، جانوروں کا شفاخانہ، ڈاک خانہ، پرائمری سکول، یونین کونسل ہیڈ کوارٹر، دفتر محکمہ زراعت، بجلی وغیرہ کا انتظام ایسی جگہ جمعہ جائز ہے یا نہیں۔ جواب سے مطلع فرمائیں۔

﴿ج﴾

شامی میں ہے و تقع فرضا في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها اسواق (الى ان قال) و فيما ذكرنا اشارة الى انه لا تجوز في الصغيرة التي ليس فيها قاض -[1]- اس عبارت سے یہ معلوم ہوا کہ عند الحنفیہ بڑے گاؤں میں جمعہ ہوتا ہے جو مثل قصبہ کے ہو اور اس میں بازار و دوکانیں ہوں اور چھوٹے قریہ میں جمعہ صحیح نہیں ہوتا ہے۔ صورت مسئولہ میں جس قریہ کا ذکر ہے جس کی آبادی ڈیڑھ ہزار ہے۔ بظاہر قریہ صغیرہ ہے یہاں جمعہ جائز نہیں یہاں کے لوگ نماز ظہر باجماعت ادا کریں[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

شہر سے سات آٹھ میل دوری آبادی میں جمعہ کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک دیہات جو دو دریاؤں کے درمیان واقع ہے۔ مختصر آبادی ہے۔ دو دو چار چار گھر ایک دوسرے سے فاصلے پر آباد ہیں۔ کوئی گاؤں بستی یا شہر نہیں ہے۔ نزدیکی شہر جہاں پر جمعہ ہوتا ہے اس مذکورہ آبادی سے سات آٹھ میل دور ہے۔ اس آبادی میں صرف چار دوکانیں بہت

---

(۱) رد المحتار: (كتاب الصلاة باب الجمعة ـ ص ١٣٨، ج ٢: مكتبه ايچ ايم سعيد كراچى)

(۲) ومن لا تجب عليهم الجمعة من اهل القرى والبوادي لهم ان يصلوا الظهر بجماعة يوم الجمعة باذان واقامة الهندية الباب السادس عشر في صلاة الجمعة ص ١٤٥، ج١۔

ای محدود قسم کی بھی موجود ہیں۔ عام قسم کی اشیاء مل جاتی ہیں مگر پوری ضروریات زندگی میسر نہیں آتیں۔ البتہ ایک پرائمری سکول بھی ہے، بس اڈہ، ریلوے اسٹیشن، پوسٹ آفس وقفانہ بھی ہے۔ ایسی جگہ پر ادھر ادھر سے اگر کچھ لوگ جمع ہو کر جمعہ وعیدین ادا کریں تو عند الاحناف جائز ہے یا نہیں۔ کیونکہ بوڑھے یا کمزور آدمی شہر تک نہیں پہنچ سکتے۔ بینوا توجروا

﴿الجواب﴾

صورت مسئولہ میں جس دیہات کا ذکر ہے یہ قریہ صغیرہ ہے۔ یہاں احناف کے نزدیک جمعہ وعیدین جائز نہیں۔ جواز جمعہ کے لیے شہر، قصبہ یا قریہ کبیرہ ہونا ضروری ہے۔ لما فی الشامیۃ تقع فرضا فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیہا اسواق (الی قولہ) وفیما ذکرنا اشارۃ الی انہ لا تجوز فی الصغیرۃ[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

اڑھائی سو گھرانوں پر مشتمل گاؤں میں جمعہ کا حکم

﴿السؤال﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک گاؤں جو کہ تقریباً ۲۵۰ گھرانوں پر مشتمل ہے۔ اس گاؤں میں جامع مسجد کے علاوہ تین اور چھوٹی مسجدیں بھی ہیں جن میں سے ایک پختہ اور دو کچی ہیں۔ ایک پرائمری سکول ہے۔ چھ، سات چھوٹی چھوٹی دکانیں ہیں۔ ایک درزی کی بھی دکان ہے۔ گاؤں مذکور پختہ سڑک کے قریب ہے۔ اہل بستی کے علاوہ مختلف جوانب سے بھی چند آدمی نماز جمعہ میں شمولیت کرتے ہیں۔ کل تعداد حاضرین نماز جمعہ تقریباً ۲۴۰ آدمی ہے۔ جامع مسجد میں پانچ وقت نماز باجماعت ادا کرنے کا اہتمام ہے۔ تقریباً بیس سال سے اس گاؤں میں نماز جمعہ وعیدین ہوتی آ رہی ہیں۔ آبادی تقریباً ۸۰۰/۹۰۰ ہے۔ لیکن کچھ آدمیوں کا کہنا ہے کہ نہ اس بستی میں جمعہ ہو سکتا ہے اور نہ ہی نماز عید ہو سکتی ہے۔ لہٰذا عرض ہے کہ بروئے شریعت مسئلہ صحیح سے آگاہ فرمادیں۔

---

(۱) ردالمحتار: (کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ص ۱۳۸، ج ۲: مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی)
وکذا فی البحر الرائق: (کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجمعۃ، ص ۱۴۸، ج ۲: مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)
وکذا فی بدائع الصنائع: (کتاب الصلاۃ، فصل فی بیان شرائط الجمعۃ، ص ۲۵۹، ج ۱: مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

الجواب

تقع فرضا فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیها اسواق، الی ان قال: وفیما ذکرنا اشارۃ الی انه لا تجوز فی الصغیرۃ[1] [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ہوگی[2] [illegible]

تین سو افراد پر مشتمل آبادی والے گاؤں میں جمعہ کا حکم

سوال:

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ:

(۱) [illegible]

(۲) [illegible]

---

(۱) رد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ص [illegible]، ج ۲ [illegible]

(۲) [illegible] الظہر [illegible] یوم الجمعۃ [illegible] واقامۃ [illegible] الباب السادس عشر فی صلاۃ الجمعۃ، ص [illegible]

(۳) [illegible] البحر الرائق، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجمعۃ، ص [illegible]، ج ۲، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ

(۴) [illegible] بدائع الصنائع، کتاب الصلاۃ، فصل [illegible]، ص [illegible]، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ

﴿حواشی﴾

(۱) مذہب حنفی کا جو تمام کتب فقہ حنفیہ میں مذکور ہے یہ ہے کہ جمعہ ادا ہونے اور واجب ہونے کے لیے مصر شرط ہے اور مصر کے تحت شہر اور قصبہ اور بڑا قریہ بھی حکم شہر میں ہے۔ کما فی الشامی تقع فرضا فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیہا اسواق (الی ان قال) وفیما ذکرنا اشارۃ الی انہ لا تجوز فی الصغیرۃ[۱]۔ الخ

جس کا خلاصہ یہ ہے کہ چھوٹے قریہ میں جمعہ نہیں ہوتا۔ سوال میں جس گاؤں کا ذکر ہے اس کی آبادی پچیس افراد پر مشتمل ہے قریہ صغیرہ ہے یہاں جمعہ پڑھنا جائز نہیں۔ یہاں لوگ نماز ظہر باجماعت ادا کریں جمعہ پڑھنے سے ظہر کی فرضیت ادا نہیں ہوتی[۲]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۳) نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنا بدعت ہے اس کے بعد دعا اول تو ماثور و منقول نہیں بلکہ فقہاء نے اس کو مکروہ اور بدعت لکھا ہے۔ لا یقوم بالدعاء بعد صلوۃ الجنازۃ فتاویٰ[۳] بزازیہ ملا علی قاری نے شرح مشکوۃ میں لکھا ہے ولا یدعو للمیت بعد صلوۃ الجنازۃ لانہ یشبہ الزیادۃ فی صلوۃ الجنازۃ[۴] اس کے علاوہ اور بھی بہت سی روایات میں نماز جنازہ کے بعد دعا کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

---

۱) رد المحتار: (کتاب الصلوۃ باب الجمعۃ، ص ۱۳۸، ج ۲: مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی)

۲) کما فی رد المحتار: تقع فرضا فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیہا اسواق... وفیما ذکرنا اشارۃ الی انہ لا تجوز فی الصغیرۃ التی لیس فیہا قاض ومنبر وخطیب کما فی المضمرات والظاہر انہ اریدبہ الکراہۃ لکراہۃ النفل بالجماعۃ الا تری ان فی الجواہر لو صلوا فی القری لزمہم اداء الظہر۔ (کتاب الصلاۃ باب الجمعۃ، ص ۱۳۸، ج ۲: مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی)

وکذا فی البحر الرائق: (کتاب الصلاۃ باب صلاۃ الجمعۃ، ص ۲۴۸-۲۴۹، ج ۲: مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

وکذا فی بدائع الصنائع: (کتاب الصلاۃ، فصل فی بیان شرائط الجمعۃ، ص ۲۵۹، ج ۱: مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)۔

۳) الفتاوی البزازیۃ علی ہامش الہندیۃ: (کتاب الصلاۃ، الخامس والعشرون فی الجنائز وبہ بالتمہید، نوع السلطان او الامام الاعظم اولی ثم، ص ۸۰، ج ۴: مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

۴) مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح: (کتاب الجنائز، باب المشی بالجنازۃ والصلاۃ علیہا، الفصل الثالث، تحت رقم ۱۶۸۷، ص ۱۴۹، ج ۴: مکتبہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)۔

وکذا فی خلاصۃ الفتاوی: (کتاب الصلوۃ، الفصل الخامس والعشرون، اذا اجتمعت الجنائز، ص ۲۲۵، ج ۱: رشیدیہ کوئٹہ)

اُس آبادی کے اوصاف کہ جس میں جمعہ جائز ہے

(س)

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ بستی میں جمعہ عند الاحناف جائز ہے یا نہیں اور اگر جائز ہے تو کیا آبادی کی مقدار کوئی متعین ہے یا نہیں۔ کیا ایسی جگہ میں جہاں پہلے جمعہ نہیں ہوتا اب جمعہ شروع کرنا جائز ہے یا نہیں۔ حوالہ جات کے ساتھ مسئلہ کی وضاحت فرماویں۔ بینوا توجروا۔

(ج)

مذہب حنفی جمعہ کے بارہ میں یہ ہے کہ مصر یعنی شہر میں واجب ہوتا ہے اور قصبہ اور قریہ کبیرہ یعنی جس میں بازار دوکانیں وغیرہ ہوں مصر کے حکم میں ہے۔ وہاں بھی جمعہ درست ہے۔ مصر کی تعریف میں اختلاف ہے لیکن ظاہر مدار عرف پر ہے۔ عرفاً جو شہر اور قصبہ ہو اور آبادی اس کی زیادہ ہو اور بازار وگلیاں اس میں ہوں اور ضروریات مہیا ملتی ہوں وہ شہر ہے۔ فی التحفة عن ابی حنیفة انه بلدة كبيرة فيها سكك و اسواق و لها رساتيق و فيها وال يقدر على انصاف المظلوم من الظالم بحشمته و علمه او علم غيره يرجع الناس اليه فيما يقع من الحوادث و هذا هو الاصح۔[1] قریہ صغیرہ میں جمعہ جائز نہیں۔ تقع فرضا فى القصبات و القرى الكبيرة التى فيها اسواق (الى ان قال) و فيما ذكرنا اشارة الى انه لا تجوز فى الصغيرة التى ليس فيها قاض و منبر و خطيب۔[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جس قریہ صغیرہ میں جمعہ شروع کیا گیا علم ہونے پر کیا جمعہ بند کر دیا جائے

(س)

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسائل کہ:

س (۱) جمعہ کے جواز کے لیے جو قریہ کبیرہ کا ہونا شرط ہے اس کی تعریف آج کل کے عرف کے مطابق تحریر فرمائیں کہ کس بستی میں جمعہ صحیح ہے اور کس میں صحیح نہیں ہے۔

---

۱) ردالمحتار. (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۳۷، ج ۲: مكتبه ايچ ايم سعيد، كراچى)

۲) ردالمحتار (كتاب الصلاة، باب الجمعة: ص ۱۳۸، ج ۲: مكتبه ايچ ايم سعيد كراچى)۔

وكذا فى البحر الرائق: (كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ۲۴۸، ج ۲، مكتبه رشيديه كوئٹه)

وكذا فى بدائع الصنائع. (كتاب الصلاة، فصل فى بيان شرائط الجمعة: ص ۲۵۹، ج ۱، مكتبه رشيديه كوئٹه)

(۲) کیا کسی قریہ صغیرہ میں جمعہ کافی مدت سے پڑھا جاتا ہے کیا اس کو اب ختم کرنا چاہیے یا وہاں نہ ہونا چاہیے شرعاً کیا حکم ہے۔

(۳) پولیس کی اجازت جمعہ کی نماز کے لیے لانا ضروری ہے- بینوا توجروا

الجواب

(۱) عرفاً جو بستی قریہ کبیرہ شمار کی جانے کی مستحق ہو جس میں بازار دوکانیں وغیرہ ہوں اور ضروریات روزمرہ وہاں ملتی ہوں وہ مختصر مصر جیسا اور بعد والی درست ہے شامی میں ہے- تقع فرضا في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها أسواق (إلى أن قال) وفيما ذكرنا إشارة إلى أنه لا تجوز في الصغيرة التي ليس فيها قاض ومنبر وخطيب- الخ[1]-

(۲) جس گاؤں میں جمعہ اس کے کچھ نہ ہونے کے مذہب حنفی جمعہ درست نہیں اس میں کسی خیال سے بھی جمعہ پڑھنا چاہیے، اس کو ترک کرنا چاہیے- کتابوں میں لکھا ہے کہ ایسی جگہ جمعہ پڑھنے سے گنہگار ہوتے ہیں اور ظہر کی جماعت کے ترک کا گناہ بھی ان پر ہے اور ظہر کی نماز ان کے ذمہ سے ساقط نہیں ہوتی- كما في الشامي وفيما ذكرنا إشارة إلى أنه لا تجوز (أي الجمعة) في الصغيرة التي ليس فيها قاض ومنبر وخطيب كما في المضمرات والظاهر أنه أريد به الكراهة لكراهة النفل بالجماعة ألا ترى أن في الجواهر لو صلوا في القرى لزمهم أداء الظهر[2]

(۳) جب جمعہ گاؤں والوں پر فرض نہیں ہے تو ان کو جمعہ ادا کرنے کے لیے اجازت بھی ضروری نہیں[3]- فقط واللہ تعالیٰ اعلم

---

(۱) رد المحتار: (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۳۸، ج ۲، مكتبه ایچ ایم سعید، کراچی)

(۲) رد المحتار: (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۳۸، ج ۲، مكتبه ایچ ایم سعید کراچی)
وكذا في البحر الرائق: (كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ۲۴۸-۲۴۹، ج ۲، مكتبه رشیدیه كوئٹه)- وكذا في بدائع الصنائع: (كتاب الصلاة، فصل في بيان شرائط الجمعة، ص ۲۵۹، ج ۱، مكتبه رشیدیه كوئٹه)

(۳) كما في البحر الرائق: وأما القرى فإن أرادوا الصلاة فيها فغير صحيحة على المذهب، وإن أرادوا تكليفهم بالذهاب إلى المصر فممكن لكنه بعيد. (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۲۴۸، ج ۲، مكتبه رشیدیه كوئٹه)- وكذا في رد المحتار: (كتاب الصلاة، باب الجمعة، مطلب في شروط وجوب الجمعة، ص ۱۵۳، ج ۲، مكتبه ایچ ایم سعید كراچی)- وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح: (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۵۰۵، مكتبه قديمي كتب خانه كراچی)

اسّی مربع اراضی، ۲۵۰۰ نفوس کی آبادی میں جمعہ کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کہ ایک چک ۸۰ مربع اراضی پر مشتمل ہے جو بحوالہ مردم شماری کے حساب سے آبادی ۲۵۰۰ نفوس کی ہے۔ چند گھر غیر مسلموں (عیسائیوں) کے ہیں۔ چھوٹی بڑی آٹھ دوکانیں پرچون کی ہیں۔ موت و پیدائش کے وقت ضروریات کی اشیاء میسر ہو جاتی ہیں۔ آٹے کی چکی موجود ہے۔ چک میں بجلی کی سہولت ہے گھروں میں بجلی کے لٹو اور پنکھے لگے ہوئے ہیں۔ جامع مسجد ایک ہے۔ لوگ حنفی اعتقاد دیوبندی خیال کے ہیں۔ ایک مولوی نے آج سے چار سال پہلے جمعہ کی نماز جاری کر دی۔ علاقہ کے بعض علماء نے جمعہ کی نماز کے عدم جواز کا فتویٰ دیا۔ خانقاہ سراجیہ ضلع میانوالی کے سجادہ نشین مولانا خان محمد صاحب نے بھی عدم جواز جمعہ کا ارشاد فرمایا۔ مگر حضرت مولانا فاضل بے بدل حافظ الحدیث مولانا عبداللہ صاحب درخواستی جب انگلینڈ کے زمانہ میں چیچہ وطنی تشریف لائے تھے تو جمعہ کے جواز کا تحریری فتویٰ دے گئے اور فرمایا جاری جمعہ کو نہ توڑا جائے جمعہ جائز ہے اور ایسا ہی مفتی اعظم مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کراچی والے نے جواب دیا ہے کہ جمعہ جائز ہے۔ معلوم رہے جمعہ کی نماز چار سال سے جاری ہے۔ باہر سے آدمی آتا ہے جمعہ کی نماز پڑھ جاتا ہے۔ بعض جمعہ پڑھتے ہیں۔ بعض اس نظریہ سے کہ چونکہ ہمارے اکابر کے نزدیک قریہ میں جمعہ نہیں ہوسکتا نماز نہیں پڑھتے۔ نااتفاقی کی وجہ سے کوئی امام مستقل طور پر مقتدی ٹھہرنے نہیں دیتے۔ اگر امام جمعہ کی نماز پڑھاوے تو جمعہ نہ پڑھنے والے ایسے امام کے پیچھے باقی نمازیں نہیں پڑھتے۔ بلکہ جماعت کو ترک کر کے علیحدہ الگ نماز شروع کر دیتے ہیں اور اسی طرح اگر امام جمعہ کی نماز نہ پڑھائے تو جمعہ پڑھنے والے بعض فرماتے ہیں امام کے پیچھے باقی نمازیں نہیں پڑھتے ہیں گو جماعت کی صورت میں الگ ہی پڑھتے ہیں اور مسجد چودہ سال سے آباد ہے۔ چک میں پرائمری سکول بھی موجود ہے۔ چک سے شہر چیچہ وطنی کی سڑک کا فاصلہ دو میل ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ آیا جاری کردہ جمعہ توڑ دیا جائے یا جاری رکھا جائے؟ اب ایسی حالت (مذکورہ) کے ہوتے ہوئے جمعہ جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

نوٹ:- عیدین تقریباً پچاس سال سے لوگ اسی چک میں پڑھتے چلے آ رہے ہیں۔ آٹے کی مشین کے علاوہ دو عدد اور ہیں۔ کپڑے کی دوکان ہے۔ برف، سبزی، گوشت مل سکتی ہے۔ حتی کہ برتن بنانے ہوں تو چک جا کر کمہاروں سے بنتے ہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

مدار جمعہ کے وجوب وعدم وجوب کا آبادی کا بڑا چھوٹا ہونا تھا، فقہاء نے لکھا ہے اور قریہ کبیرہ وہ ہے جو شکل قصبہ کے ہو، آبادی اس کی تین چار ہزار ہو، اس میں بازار ہو اور ضروریات زندگی کی اشیاء میسر ہوں، وہاں جمعہ جائز ہے(۱)۔

صورت مسئولہ میں جس چک کا ذکر ہے جس میں حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ نے جمعہ کے عدم جواز اور حضرت مولانا خواجہ صاحب مدظلہ نے جواز کا فتویٰ دیا ہے، بہتر یہ ہے کہ کسی معتمد علیہ مفتی و معتبر عالم کو چک میں لے جائیں اور وہاں چک کے پورے حالات وضروریات کا جائزہ لے کر حکم شرعی صادر فرمادیں اور چک والے اس شرعی حکم پر عمل کرتے ہوئے اتفاق واتحاد کے ساتھ ایک ہی امام کے پیچھے نماز باجماعت ادا کریں(۲)۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ عبد محمد ... غفرلہ ... الجواب صحیح

سو افراد پر مشتمل انبار کالونی میں جمعہ کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہماری کالونی ... قصبے کی آبادی سے تقریباً تین میل کے فاصلے پر ہے۔

---

(۱) کما فی رد المحتار: وفی القہستانی: عن ابی حنیفۃ انہ بلدۃ کبیرۃ فیہا سکک واسواق ولہا رساتیق وفیہا وال یقدر علی انصاف المظلوم من الظالم بحشمتہ وعلمہ او علم غیرہ یرجع الناس الیہ فیما یقع من الحوادث وہذا ہو الاصح۔ (کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ص ۱۳۷، ج ۲، مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی)

وکذا فی البحر الرائق: (کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ص ۲۴۸، ج ۲، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

وکذا فی بدائع الصنائع: (کتاب الصلاۃ، فصل فی بیان شرائط الجمعۃ، ص ۲۵۹، ج ۱، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

(۲) کما فی رد المحتار: وقد علم من ہذا ان مذہب العامی فتوی مفتیہ من غیر تقیید بمذہب، ولہذا قال فی الفتح: الحکم فی حق العامی فتوی مفتیہ اہـ (کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، ص ۴۱۶، ج ۲، مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی)

وکذا فی البحر الرائق: (کتاب الصوم، فصل فی العوارض، ص ۴۹۳، ج ۲، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

وکذا فی مسند احمد: رقم الحدیث ۲۲۴۴۳، ص ۴۷، ج ۵، دار احیاء التراث العربی) محولہ فتاویٰ محمودیہ ص ۱۲۴، ج ۹)

اور جس کی آبادی تقریباً سو افراد پر مشتمل ہے کیا ایسی کالونی میں نماز جمعہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ نیز نماز جمعہ پڑھنے سے یہاں کے لوگوں سے نماز ظہر ساقط ہو جاتی ہے یا نہیں؟ اگر اس کالونی میں نماز جمعہ جائز نہیں تو اس کالونی میں چونکہ عرصہ چار سال سے نماز جمعہ جاری ہے جمعہ جاری رکھا جائے یا بند کرنا ضروری ہے؟ واضح رہے کہ نہاد کالونی کی آبادی مستقل نہیں بلکہ محکمہ انہار کے ملازمین پر مشتمل ہے۔ اور شہر کا کھوہ کی ضروریات اس سے متعلق نہیں۔ بہرحال جو بھی صورت اختیار کرنی ضروری ہو تحریر فرمائیں۔

الجواب

واضح رہے کہ فقہ کی معتبر کتابوں مثلاً ہدایہ[1] شرح[2] الوقایہ در مختار و شامی سے یہ ثابت ہے کہ ادائے جمعہ اور وجوب جمعہ کے لیے مصر شرط ہے۔ (ویشترط لصحتها سبعة اشیاء الاول المصر)[3] اور شامی میں نقل فرمایا ہے کہ قصبہ و قریہ کبیرہ میں جمعہ ادا ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ بھی مصر اور شہر کے حکم میں ہے۔ تقع فرضا فی القصبات والقری الکبیرة التی فیها اسواق[4]۔ اسی طرح فنائے مصر میں جمعہ جائز ہے۔ (ویشترط لصحتها) سبعة اشیاء الاول (المصر)۔ او فناءه[5]

---

۱) الهدایه: (کتاب الصلاة، باب صلوة الجمعة، ص ۱۵۰، ج ۱، مکتبه بلوچستان بک ڈپو کوئٹہ)

۲) شرح الوقایه: (کتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۲۳۹، ج ۱، مکتبه محمد سعید اینڈ سنز، قرآن محل کراچی)۔

۳) الدر مع رد المحتار: (کتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۳۷، ج ۲، ایچ ایم سعید کراچی)

۴) رد المحتار: (کتاب الصلوة، باب الجمعة، ص ۱۳۸، ج ۲، ایچ ایم سعید کراچی)

وکذا فی البحر الرائق: (کتاب الصلوة، باب الجمعة، ص ۲۴۸، ج ۲، مکتبه رشیدیه کوئٹہ)

وکذا فی بدائع الصنائع: (کتاب الصلوة، فصل فی بیان شرائط الجمعة، ص ۲۵۹، ج ۱، مکتبه رشیدیه کوئٹہ)

۵) کما فی الدر المختار: (کتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۳۷، ج ۱، مکتبه بلوچستان بک ڈپو کوئٹہ)

شرح الوقایه: (کتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۶۰، ج ۱، مکتبه بلوچستان بک ڈپو کوئٹہ)

وکذا فی شرح الوقایه: (کتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۲۳۹، ج ۱، مکتبه محمد سعید اینڈ سنز قرآن محل کراچی)

مصر کی تعریف میں اختلاف ہے۔ لیکن بظاہر راجح یہ ہے کہ عرفاً جو شہر اور قصبہ ہو اور آبادی اس کی زیادہ ہو اور بازار، گلیاں، کوچے ہوں اور ضروریات سب ملتی ہوں وہ شہر ہے۔ علی ما فی التحفة عن ابی حنیفة انه بلدة کبیرة فیها سکک و اسواق و لها رساتیق و فیها وال یقدر علی انصاف المظلوم من الظالم بحشمته و علمه او علم غیره یرجع الناس الیه فیما یقع من الحوادث و هذا هو الاصح۔ (۱) اور فنائے مصر وہ جگہ ہے جو شہر سے متصل شہر کے مصالح کے لیے ہو، جیسے قبرستان، گھوڑ دوڑ کا میدان وغیرہ، غرض ضروریات شہر کے لیے ہو۔ کما فی الدر المختار (او فناؤه) (وهو ما) حوله (اتصل به) او لا (لاجل مصالحه) کدفن الموتی و رکض الخیل و فی الشامیة ان بعض المحققین اهل الترجیح اطلق الفناء عن تقدیره بمسافة — الی قوله — والتعریف احسن من التحدید (۲) اور در مختار میں یہ بھی نقل کیا ہے کہ چھوٹے قریہ میں جمعہ درست نہیں اور اس میں کراہت تحریمی ہے۔ و فیما ذکرنا اشارة الی انه لا تجوز فی الصغیرة التی لیس فیها قاض و منبر و خطیب — الخ — والظاهر انه ارید به الکراهة لکراهة النفل بالجماعة۔ تحریر رد المحتار میں ہے: و صلوة العید فی القری تکره تحریما و فی الشامیة و مثله الجمعة (۳)۔

چھوٹے قریہ میں جمعہ پڑھنے سے نماز ظہر ان لوگوں سے ساقط نہیں ہوتی۔ ان فی الجواهر لو صلوا فی القری لزمهم اداء الظهر (۴)۔

پس صورت مسئولہ میں جس قریہ کا حال کا ذکر ہے اور اس کے کچھ حالات بھی درج ہیں کہ کچا موہ سے قریب تین میل کے فاصلہ پر ہے اور اس کی آبادی تقریباً ۱۰۰ افراد پر مشتمل ہے اور شہر کی ضروریات کا اس سے کچھ

---

(۱) رد المحتار: (کتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۳۷، ج ۲، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ) وکذا فی البحر الرائق: (کتاب الصلوة، باب الجمعة، ص ۲۴۸، ج ۲، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ) وکذا فی بدائع الصنائع: (کتاب الصلاة، فصل فی بیان شرائط الجمعة، ص ۲۵۹، ج ۱، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

(۲) الدر مع رد المحتار: (کتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۳۸، ۱۳۹، ج ۲، مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی)

(۳) رد المحتار: (کتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۳۸، ج ۲، مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی) وکذا فی البحر الرائق: (کتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ۲۴۸، ج ۲، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ) وکذا فی بدائع الصنائع: (کتاب الصلاة، فصل فی بیان شرائط الجمعة، ص ۲۵۹، ج ۱، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

(۴) رد المحتار: (کتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۳۸، ج ۲، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ) وکما فی الهندیة: (کتاب الصلاة، الباب السادس عشر فی صلاة الجمعة، ص ۱۴۵، ج ۱، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

تعلق نہیں ہے تو یہ گاؤں ہے اور وہ ... ہے تو قریہ صغیرہ ہے اور اس میں نماز جمعہ و عیدین جائز نہیں بلکہ یہاں کے لوگ نماز ظہر باجماعت ادا کریں اور چونکہ یہ قریہ صغیرہ (نما گاؤں) ہے، یہاں جمعہ جائز نہیں اس لیے اس کو جاری رکھنا کسی طرح بھی درست نہیں بلکہ بند کرنا ضروری ہے[1]۔ واللہ تعالیٰ اعلم

تین ہزار کی آبادی والے چک میں جمعہ کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کہ فدوی چک نمبر ۲۲۲ جنوبی کا باشندہ ہے اس چک کی آبادی تقریباً تین ہزار ہے اور بازار بھی ہے ۱۵-۲۰ دکانیں بھی ہیں۔ تقریباً ضروریات زندگی میسر ہو جاتی ہیں۔ اس چک میں پہلے سے ایک مسجد تھی جس میں ہم جمعہ کو ظہر سب کی نماز پڑھتے رہے اور جمعۃ الوداع بھی پڑھتے رہے۔ چند جمعے تک پڑھتے رہے بعد میں ہمیں معلوم ہوا کہ یہ لوگ جمعہ بھی پڑھتے ہیں اور ساتھ احتیاطی ظہر بھی پڑھتے ہیں تو ہم نے ... ہمارے دلوں نے ... ہم نے جمعہ پڑھنا چھوڑ دیا اپنی مسجد تیار کر لی اپنی مسجد میں عرصہ تین سال سے ہم نے یہاں جمعہ پڑھنا شروع کر دیا جس میں تیس آدمیوں کی تعداد کبھی بیس کی تعداد ہوتی رہی۔ سب بھی اوسطاً بیس ... اب ایسا ہوا کہ ایک مولوی صاحب آئے انھوں نے جب یہاں آدمیوں کی تعداد دیکھی تو خود جمعہ پڑھا اور ہمیں بھی پڑھتے ... انھوں نے فرمایا کہ کم از کم چالیس آدمیوں کی تعداد ہونی چاہیے کم آدمیوں میں جمعہ نہیں۔ اب ایک ماہ سے بند ہے۔ ہم اس حالت میں جمعہ سے محروم ہیں ہم یا تو یہ چک چھوڑ دیں ... نہیں ہے۔ ہم اس شش و پنج میں ہیں کہ اب کیا کریں۔ آپ کی خدمت میں مکمل تفصیل تحریر ہے۔ آپ ہمارے مہربانی فرما کر بتائیں کیا ہم جمعہ پڑھ سکتے ہیں یا نہیں۔

جواب

مذہب حنفی جمعہ کے بارے میں یہ ہے کہ مصر یعنی شہر میں اور جب ہو سکے قریہ صغیرہ میں واجب نہیں ہوتا اور قصبہ اور قریہ کبیرہ بھی جس میں بازار ہو ... گلیاں وغیرہ ہوں مصر کے حکم میں ہے وہاں بھی جمعہ درست ہے[2]۔

---

(۱) تقدمہ تخریجہ فی حاشیۃ نمبر ۱ فی صفحۃ متقدمۃ

(۲) کما فی رد المحتار مع الدر المختار: وتقع فرضا فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیها اسواق ... وفیما ذکرنا اشارۃ الی انه لا تجوز فی الصغیرۃ (کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ص ۱۳۸، ج ۲، مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی) وکذا فی بدائع الصنائع (کتاب الصلاۃ، فصل فی بیان شرائط الجمعۃ، ص ۲۵۹، ج ۱، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

وکذا فی البحر الرائق (کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجمعۃ، ص ۱۴۸، ج ۲، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

کر سکیں، جیسا کہ شامی کی صورت مسئولہ میں اگر یہ چک عرفاً شہر یا قصبہ یا قریہ کبیرہ سمجھا جاتا ہو اور اس میں گلی بازار وہ کاٹتے ہوں اور وہ ضروریات زندگی سے ملتی ہوں تو اس میں جمعہ صحیح ہے(1) جہاں جمعہ جائز ہے وہاں احتیاط الظہر نہیں پڑھنا چاہیے(2)۔ جہاں نماز جمعہ کی شرائط پائی جائیں وہاں امام کے علاوہ کم از کم تین آدمیوں کا نماز میں شریک ہونا ضروری ہے(3) امام شافعی نے چالیس کا قول کیا ہے لیکن ہمیں پسند نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

شہر سے ساڑھے تین میل دور ایک ہزار کی آبادی والی بستی میں جمعہ کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک بستی جس کی آبادی تقریباً ایک ہزار نفوس پر مشتمل ہے اور اپنے علاقہ میں مرکزی حیثیت رکھتی ہے شہر سے ساڑھے تین میل دور ہے تمام بستی میں ایک ہی جامع مسجد ہے جس میں بچے قرآن مجید اور دینی تعلیم حاصل کرتے ہیں اور نماز پنجگانہ کے علاوہ اذان اور پنج وقت باجماعت نماز ہوتی ہے بستی میں تین پرائمری سکول ہیں، تین دوکانیں مستقل ہیں چونکہ دو بازار کا اور بارانی علاقہ ہے اگر بارشیں کثرت سے ہوں تو اناج وغیرہ ذخیرہ جات کی جگہ ہے ان دوکانوں پر مل جاتی ہیں کیا اس بستی میں عند الشرع جمعہ کی نماز باجماعت ادا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

﴿ج﴾

سوال میں جس بستی کا ذکر ہے کہ اس کی آبادی تقریباً ایک ہزار ہے اور یہاں دو تین دوکانیں ایک مسجد اور پرائمری سکول ہے یہ قریہ صغیرہ ہے اس میں نماز جمعہ و عیدین جائز نہیں۔ قال فی الشامیة و فیما ذکرنا

---

(1) تقدم تخریجه فی صفحة متقدمة

(2) کما فی حاشیة الطحطاوی: ولیس الاحتیاط فی فعلها لأن الاحتیاط هو العمل بأقوی الدلیلین وأقواهما إطلاق جواز تعدد الجمعة وبفعل الأربع مفسدة اعتقاد الجهلة عدم فرض الجمعة أو تعدد المفروض فی وقتها، ولا یفتی بالأربع إلا للخواص ویکون فعلهم إیاها فی منازلهم. (کتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۳۰۸، قدیمی کتب خانه کراچی)

(3) کما فی الدر المختار: (و) السادس: (الجماعة) وأقلها ثلاثة رجال ... (سوی الإمام) (کتاب الصلاة باب الجمعة، ص ۱۵۱، ج ۲، مکتبه ایچ ایم سعید کراچی) وکذا فی الهدایة: (کتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ۱۵۲، ج ۱، مکتبه بلوچستان بک ڈپو کوئٹه) وکذا فی شرح الوقایة (کتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۲۴۳، ج ۱، مکتبه محمد سعید اینڈ سنز قرآن محل کراچی)

إشارة الى انه لا تجوز في الصغيرة[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

خطبۂ جمعہ وعیدین عربی میں پڑھنے کے ساتھ ساتھ اردو میں ترجمہ کرنے کا حکم

﴿سوال﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ خطبۂ جمعہ وعیدین میں اگر خطیب عربی خطبہ تھوڑا تھوڑا پڑھ کر ترجمہ اردو یا ہندی میں کرے تاکہ عربی سے ناآشنا مقتدیوں کو مسائل اور مضمون سمجھ آ جائیں تو کیا یہ جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

﴿جواب﴾

خطبہ تمام عربی میں ہونا سنت ہے اور کچھ خطبہ عربی کا پڑھ کر پھر اردو وغیرہ میں ترجمہ کرنا یا اردو میں بطریق وعظ خطبے کے اندر کچھ بیان کرنا خلافِ سنت ہے اور بدعت ہے سلف سے ثابت نہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ نے مصفّی شرح موطا میں لکھا ہے کہ صحابہ باوجودیکہ بلادِ عجم میں تشریف لے گئے مگر خطبہ سوائے عربی کے اور کسی زبان میں مخاطبین کے سمجھانے کے لیے نہیں پڑھا پس صحابہ کا عمل متواتر چلا ہے اس لیے کہ تمام خطبہ عربی میں ہونا چاہیے[2]۔ کذا فی فتاویٰ دار العلوم[3] دیوبند۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

---

(1) رد المحتار: (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ١٣٨، ج٢: مكتبه ايچ ايم سعيد كراچى)
وكذا في البحر الرائق: (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ٢٤٨، ج٢، مكتبه رشيديه كوئٹه)
وكذا في بدائع الصنائع: (كتاب الصلاة: فصل في بيان شرائط الجمعة، ص ٢٥٩، ج١: مكتبه رشيديه كوئٹه)

(2) مصفى شرح موطا: چوں خطبه آں حضرت صلى الله عليه وسلم وخلفاء وهلم جرا ملاحظه كرديم تنقيح آں وجود چند چيز است: حمد وشهادتين، وصلوة بر آنحضرت صلى الله عليه وسلم، وامر بتقوى، وتلاوت قرآن بآيه ودعائے مسلمين ومسلمات، وعربى بودن خطبه، وعربى بودن بجهت عمل مستمر مسلمين در مشارق ومغارب با وجود آنكه در بسيارے از اقاليم مخاطبان عجمى بودند (باب التشديد على من ترك الجمعة من غير عذر، ص ١٥٤: كتب خانه رحيميه سنهرى مسجد دهلى بحواله فتاوى محموديه، ص ٢٢٧، ج٨)۔
وكذا في بذل المجهود: قال العيني مكروه اذا لم يكن امرا بالمعروف۔ (كتاب الصلاة، باب الامام يكلم الرجل في خطبته، ص ١٨١، ج٢: مكتبه امداديه ملتان)۔ وكذا في الدر المختار: (كتاب الصلاة، باب الجمعة: ص ١٤٩، ج٢: مكتبه ايچ ايم سعيد كراچى)۔ وكذا في بدائع الصنائع: (كتاب الصلاة، محظورات الخطبة، ص ٥٩٧، ج١: مكتبه رشيديه كوئٹه)

(3) كما في فتاوى دار العلوم ديوبند: (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ٢٧٥، ج٥: دار الاشاعت كراچى)

جس بستی کی طرف جانے کو شہر کی جانب جانا سمجھا جاتا ہو اس میں جمعہ کا حکم

(سوال)

موضع کوٹ مگل تحصیل کبیر والا ضلع ملتان میں جمعہ کی نماز کی اجازت ہے یا نہیں جس کے واقعات یہ ہیں کہ اس میں کئی محکمے، ہائی سکول، ڈاکخانہ، بینک اور تقریباً ہر قسم کی دوکانیں ہیں اور اس کی طرف جانے سے اگر پوچھا جائے تو کہا جاتا ہے کہ شہر جا رہا ہوں وغیرہ وغیرہ۔

(جواب)

اگر موضع قریہ کبیرہ کی حد میں آتا ہے اور دوکانیں اور بازار اس میں ہیں یعنی شہریت یہاں پائی جاتی ہے تو اس میں جمعہ پڑھنا صحیح ہے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

شہر سے دو میل کے فاصلہ پر ڈیڑھ سو کی آبادی پر مشتمل بستی میں جمعہ کا حکم

(سوال)

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک بستی میں جہاں ضروریات زندگی مکمل طور پر میسر نہیں اور وہ بستی واقع (بڑے مشہور شہر بھوانہ) سے دو میل کے فاصلے پر ہے اور وہاں ابھی تک جمعہ کی نماز نہیں ہوتی کیا ایسے مقام پر جمعہ کی نماز جائز ہے یا نہیں اور وہاں پر کوئی خاص شہری صورت بھی نہیں بلکہ ایک ڈیڑھ سو آبادی کی بستی ہے۔ بینوا توجروا

(جواب)

جمعہ اور عیدین کے وجوب اور ادا کے لیے مصر یا قریہ کبیرہ ہونا شرط ہے(۲) صورت مسئولہ میں جس بستی کا

---

(۱) كما في رد المحتار: تقع فرضا في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها أسواق الخ (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۳۸، ج ۲: ایچ ایم سعید کراچی)۔
وكذا في البحر الرائق: (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۲۴۸، ج ۲: مكتبه رشيديه كوئٹه)
وكذا في بدائع الصنائع: (كتاب الصلاة، فصل في بيان شرائط الجمعة، ص ۲۵۹، ج ۱: مكتبه رشيديه كوئٹه)۔

(۲) كما في رد المحتار: تقع فرضا في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها أسواق: (كتاب الصلاة، باب الجمعة: ص ۱۳۸، ج ۱: مكتبه ایچ ایم سعید کراچی)۔
وكذا في البحر الرائق: (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۲۴۸، ج ۲: مكتبه رشيديه كوئٹه)
وكذا في بدائع الصنائع۔ (كتاب الصلاة فصل في بيان شرائط الجمعة، ص ۲۵۹، ج ۱، مكتبه رشيديه كوئٹه)

[illegible] جمعہ [illegible] [1] واللہ تعالیٰ اعلم

جمعہ کے لیے شہر یا حاکم کی شرعی حیثیت

سوال ۸

[illegible]

[illegible] لا جمعة ولا عيد الا في مصر جامع [illegible]

[illegible]

الجواب

[illegible] [2] [illegible] [3] [illegible] واللہ تعالیٰ اعلم

(۱) [illegible]

(۲) [illegible] رد المحتار: وفيما ذكرنا اشارة الى انه لا تجوز في الصغرى [illegible] (كتاب الصلاة، باب الجمعة [illegible])

وكذا في البحر الرائق (كتاب الصلاة، باب الجمعة، [illegible] مكتبة رشيدية كوئٹہ)

وكذا في بدائع الصنائع (كتاب الصلاة، فصل في بيان شرائط الجمعة، [illegible] مكتبة رشيدية كوئٹہ)

تین سو کی آبادی والی بستی میں جمعہ جاری رکھنے کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک بستی کی آبادی تقریباً تین سو ہے، اس بستی میں جمعہ تقریباً عرصہ دراز سے شروع ہے، ہمارے ہاں ایک عالم نے فرمایا ہے کہ جمعہ کی نماز بستیوں میں نہیں ہوتی، اس کے بارے میں فرمائیں، یہاں پر امام نے شروع کیا ہے جمعہ کی نماز، آپ بھی اس کے بارے میں فرمائیں کہ ہمارا یہاں پڑھنی چاہیے یا نہیں؟

الجواب

فقہاء نے تصریح فرمائی ہے کہ قصبات اور قریہ کبیرہ میں نماز جمعہ فرض ہے اور ادا ہوتی ہے، اور یہ بھی تصریح فرمائی ہے کہ چھوٹے قریہ میں باتفاق احناف جمعہ نہیں ہوتا، بلکہ چھوٹے قریہ بستی میں وہاں کے لوگ نماز ظہر باجماعت ادا کریں۔ **وتقع فرضا في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها أسواق (إلى أن قال) ولما ذكرنا إشارة إلى أنه لا تجوز في الصغيرة التي ليس فيها قاض ومنبر وخطيب**[1]

سوال میں جس بستی کا ذکر ہے جس کی آبادی تین سو افراد پر مشتمل ہے تو یہ چھوٹا قریہ ہے، وہاں جمعہ کی نماز جائز نہیں، یہاں کے لوگ نماز ظہر باجماعت ادا کریں، عید بھی جائز نہیں[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

---

(۱) رد المحتار: (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۳۸، ج ۲، مكتبة ايچ ايم سعيد كراچى)
وكذا في البحر الرائق: (كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ۲۴۸، ج ۲، مكتبة رشيدية كوئٹه)
وكذا في بدائع الصنائع: (كتاب الصلاة، فصل في بيان شرائط الجمعة، ص ۲۵۹، ج ۱، مكتبة رشيدية كوئٹه)

(۲) رد المحتار: لا تجوز في الصغيرة التي ليس فيها قاض ومنبر وخطيب ... [illegible] في القرى الظهر [illegible] (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۳۸، ج ۲، مكتبة ايچ ايم سعيد كراچى)
وكذا [illegible] قال ابن عابدين: [illegible] (كتاب الصلاة، باب العيدين، ص ۱۶۷، ج ۲، مكتبة ايچ ايم سعيد كراچى)
وكذا في البحر الرائق (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۲۴۸/۲۴۹، ج ۲، مكتبة رشيدية كوئٹه)
وكذا في بدائع الصنائع (كتاب الصلاة، فصل في بيان شرائط الجمعة، ص ۲۵۹، ج ۱، مكتبة رشيدية كوئٹه)

سات سو کی آبادی والی بستی میں جمعہ قائم کرنے کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک بستی کی آبادی تقریباً سات سو ہے، مسجدیں ہیں، ایک مدرسہ بھی ہے اور ... بچوں کی تعلیم ... اپنے ... دکانیں ہیں، ضروریات پوری ہو جاتی ہیں، ... کیا اس بستی میں جمعہ پڑھنا جائز ہے؟ ... جمعہ پڑھنے سے ظہر ذمہ سے ساقط ہو جاتی ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

جواب

صورت مسئولہ میں یہ بستی جس کے متعلق سوال میں درج ہے قریہ صغیرہ ہے، اور قریہ صغیرہ (بستی) میں حنفیہ کے مذہب میں جمعہ قائم کرنے کی اجازت نہیں اور جمعہ ادا نہیں ہوگا۔ لہٰذا قریہ مذکورہ میں نماز جمعہ ادا کرنے سے ظہر ذمہ سے ساقط نہیں ہوگی، یہاں کے لوگ نماز ظہر باجماعت ادا کریں۔

وتقع فرضا في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها أسواق (إلى قوله) وفيما ذكرنا إشارة إلى أنه لا تجوز في الصغيرة التي ليس فيها قاض ومنبر وخطيب (إلى أن قال) لو صلوا في القرى لزمهم أداء الظهر (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جمعہ کے فرضوں کے بعد کتنی رکعات سنت مؤکدہ ہیں

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ جمعہ کے بعد کتنی سنت مؤکدہ ہیں؟ ... ان میں کوئی اختلاف ہے؟ صحابہ کرام اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کے بارے میں کیا عمل رہا ہے؟ بینوا توجروا

---

(۱) (رد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ص ۱۳۸، ج ۲، مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی)

وکذا في الهندية، (كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ص ۱۴۵، ج ۱، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

وكذا في البحر الرائق، (كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ۲۴۸، ج ۲، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

جواب:

فقہاء حنفیہ جمعہ کے بعد چھ رکعت سنت مؤکدہ لکھتے ہیں اور بعض روایت میں چار رکعت آتی ہیں جیسا کہ ہدایہ اور شرح وقایہ میں ہے: السنة قبل الظهر والجمعة وبعدها اربع بتسليمة [1] وفي الدر المختار: وسن مؤكدا اربع قبل الظهر واربع قبل الجمعة واربع بعدها بتسليمة [2] وذكر في الاصل واربع قبل الجمعة واربع بعدها الخ وذكر الطحاوي عن ابي يوسف انه قال يصلي بعدها ستا الخ ينبغي ان يصلي اربعا ثم ركعتين [3]

تحصیل مع سرکاری دفتر، سکول، ہوٹل، ہسپتال وغیرہ جس بستی میں ہو اس میں جمعہ کا حکم

سوال:

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک ایسے مقام پر جہاں ... آبادی ... نماز جمعہ ادا کی جاسکتی ہے یا نہیں؟

تحصیل مع سرکاری دفاتر ... ہسپتال ... اور ... ضروریات زندگی کی تمام اشیاء ... ایسے مقام پر جمعہ ... جائز ہے یا نہیں؟

براہ کرم جواب ... مذہب اہل سنت والجماعت کے مطابق ... فرمائیں۔

---

(۱) شرح الوقایہ، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، ص ۲۰۰، ج ۱، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ

(۲) کما فی الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مطلب فی السنن والنوافل، ص ۱۲، ج ۲، ایچ ایم سعید کراچی

(۳) بدائع الصنائع، کتاب الصلاۃ، فصل فی الصلاۃ المسنونۃ، ص ۲۸۵، ج ۱، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ
و کذا فی الہندیہ، کتاب الصلاۃ، باب النوافل، ص ۱۱۲، ج ۱، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ
و کذا فی البحر الرائق، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، ص ۸۶، ج ۲، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ

بسمہ تعالیٰ

سوال میں جس مقام کے بارے میں پوچھا گیا ہے اور جس کے کچھ حالات بھی سوال میں درج ہیں کہ تحصیل ہے، سرکاری ٹیلیفون، سکول، شفاخانہ حیوانات، سول ہسپتال اور سڑک کے قریب دکانیں موجود ہیں۔ تو یہ مقام بڑا قریہ کبیرہ معلوم ہوتا ہے اور قریہ کبیرہ میں نماز جائز ہے۔ لتقع فرضا فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیہا اسواق۔ الخ(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

تبلیغ کرنے، چندہ اکٹھا کرنے کی غرض سے چھوٹی بستی میں جمعہ کرانے کا حکم

بسمہ تعالیٰ

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ۔ ایک شخص نے بہت تبلیغ ایک بستی میں کر کے جماعت بنائی ہوئی ہے اور اراکین جماعت پر مندرجہ ذیل قواعد رکھے ہوئے ہیں (۱) ہر ماہ کا دوسرا جمعہ بمقام فلاں پر نماز میں شرکت کرنی ہوگی۔ (۲) ہر ممبر کو ایک روپیہ دینا ہوگا۔ (۳) ہر ممبر اپنے بچوں کو ہمیشہ واقف رکھے گا۔ (۴) کسی ماہ میں کوئی بیرونی مبلغ بلا کر جماعت کے پیسوں سے خرچ کر کے جلسہ کرایا جائے گا۔ چنانچہ چندہ وہ اس کار روائی پر خرچ کرتے ہیں۔ اب غرض یہ ہے کہ جو محرک جماعت ہے وہ باہر سے آتا ہے اور جس بستی میں تحریک چلی ہوئی ہے اس بستی میں لوگ جمعہ پڑھتے ہیں۔ انھوں نے محرک جماعت کو کہا ہے کہ بروز جمعہ مجلس شوریٰ قائم کی جائے کیونکہ جمعہ کو اجتماع کافی ہوتا ہے۔ آمدنی میں اضافہ ہوگا۔ محرک نے کہا ہے کہ میں چونکہ حنفی المذہب ہوں حنفی مذہب میں دیہات میں جمعہ ناجائز ہے۔ ایسا وصولی چندہ میں ضعف ہو جائے۔ تو حیلہ حسب ذیل کروں گا کہ امام جمعہ کے پیچھے بہ نیت دو رکعت نفل پڑھوں گا اور بعد کو چار فرض ادا کروں گا۔ اب قابل دریافت بات یہ ہے کہ حنفی مذہب رکھنے والے کو اس طرح حیلہ اپنی مصلحت کے لیے جائز ہے یا نہ؟ مفتی تحقیق فرما کر اجر دارین حاصل کریں۔ یہ بھی معلوم ہو کہ بستی کی چند مکانوں پر مشتمل ہے۔ بہت مکان بھی نہیں۔

---

(۱) ردالمحتار: (کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ص ۱۳۸، ج ۲: مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی)
وکذا فی الہندیۃ: (کتاب الصلاۃ، الباب السادس عشر فی صلاۃ الجمعۃ، ص ۱۴۵، ج ۱: رشیدیہ کوئٹہ)
وکذا فی البحر الرائق: (کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجمعۃ، ص ۲۴۸، ج ۲: مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

الجواب

جس بستی میں نماز جمعہ جائز نہیں وہاں جو لوگ نماز جمعہ دو رکعت ادا کرتے ہیں تو نوافل شمار ہوتے ہیں اور نوافل باجماعت ادا کرنا مکروہ ہے لہٰذا آدمی کے اضافی فرض سے مکروہ کا ارتکاب کرنا جائز نہیں۔ وفیما ذکرنا اشارة الی انه لا تجوز (ای الجمعة) فی الصغیرة التی لیس فیها قاض و منبر و خطیب کما فی المضمرات والظاهر انه ارید به الکراهة لکراهة النفل بالجماعة الا تری ان فی الجواهر لو صلوا فی القری لزمهم اداء الظهر [1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جمعہ پڑھ کر احتیاط الظہر پڑھنے کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک امام مسجد ہے جو کہتا ہے جمعہ پڑھنے کے بعد احتیاط نماز ظہر پڑھنی چاہیے اس کی وضاحت فرمائیں اس کا کوئی شریعت میں ثبوت ہے اگر ہے تو کس کا قول ہے اور اب فتویٰ کیا ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

شہروں وغیرہ میں احتیاط الظہر صحیح نہیں ہے اس لیے کہ وہاں جمعہ صحیح ہے اور قریہ صغیرہ میں جمعہ ادا نہیں ہوتا وہاں نماز ظہر باجماعت پڑھنی چاہیے [2]۔ وفی البحر قد افتیت مرارا بعدم صلوتها (ای الاربع بنیة اخر من الظهر) خوف اعتقاد الجهلة بانها الفرض [3]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

---

(۱) کما فی رد المحتار: (کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ص ۱۳۸، ج ۲، مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی) وکذا فی الهندیة: (کتاب الصلاۃ، الباب السادس عشر فی صلاۃ الجمعۃ، ص ۱۴۵، ج ۱، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ) وکذا فی البحر الرائق: (کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ص ۲۴۸، ج ۲، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

(۲) کما تقدم تخریجه فی صفحه متقدمه

(۳) البحر الرائق: (کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجمعۃ، ص ۲۴۵، ج ۲، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)
وکذا فی الدر المختار: (کتاب الصلاۃ باب الجمعۃ: ص ۱۳۷، ج ۲: مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی)
وکذا فی الهندیة: (کتاب الصلاۃ باب الصلاۃ الجمعۃ، ص ۱۴۴، ج ۱: مکتبہ بلوچستان بک ڈپو کوئٹہ)

سو گھر، پانچ سو چار افراد کی آبادی سے تین میل کی مسافت پر واقع بستی میں جمعہ کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک چک جو کہ ایک سو گھر پر مشتمل ہے اور افراد کی آبادی اس میں پانچ سو چار (۵۰۴) ہے، پانچ دوکانیں بھی ہیں۔ گاہے بگاہے افسران کی بھی آمدورفت ہے اور اس مذکورہ چک سے ایک قصبہ تین میل پر ہے جس میں جمعہ پڑھا جاتا ہے۔ آج کل تین چار میل پر جمعہ پڑھنے کے لیے کوئی بھی نہیں جاتا ہے۔ چک مذکورہ کا پیش امام جمعہ پڑھنے جاتا تھا اب وہ بھی بیمار اور کمزور رہتا ہے۔ آج کل وہ بھی جمعہ وہاں جا کر پڑھنے سے قاصر ہے بوجہ مجبوری و معذوری کے۔ اب لوگ بھی چک مذکورہ میں جمعہ جاری کرنے کا شوق رکھتے ہیں اور پیش امام کا بھی یہی خیال ہے کہ جمعہ یہاں پر جاری ہو جائے۔ لہٰذا آپ فتویٰ تحریر فرما کر ثواب دارین حاصل کریں کہ یہاں پر جمعہ جاری کیا جائے یا نہ؟ اگر کیا جائے تو ظہر پڑھیں یا ۴ رکعت پڑھیں، براہ کرم فتویٰ صادر فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔

(نوٹ) دوسرا قصبہ جہاں جمعہ پڑھا جاتا ہے وہاں پیش امام بمعہ مقتدی کے بریلوی ہیں جن کا عقیدہ ہے کہ السلام علیک یا رسول اللہ پڑھا جائے تو ٹھیک ہے، دوسرا قیام کرنا ضروری ہے، بعض اوقات دیوبند والوں پر کیچڑ اچھالتے ہیں جن کو ہم برداشت کرتے ہوئے وہاں نہیں جا سکتے ہیں۔

الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اصل یہ ہے کہ فقہ کی معتبر کتابوں مثلاً ہدایہ[1]، شرح وقایہ[2]، درمختار[3] اور شامی سے یہ ثابت ہے کہ ادائے جمعہ اور وجوب جمعہ کے لیے مصر شرط ہے اور شامی میں نقل فرمایا ہے کہ قصبہ اور بڑے گاؤں میں جمعہ ادا ہو جائے گا کیونکہ وہ بھی حکم شہر اور مصر کے ہے۔ وتقع فرضا في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها اسواق — الخ[4] اور درمختار اور شامی میں یہ بھی نقل کیا ہے کہ

---

۱) الهداية: (كتاب الصلاة باب الجمعة: ص ۱۵۰، ج۱، مكتبه بلوچستان بك ڈپو، كوئٹه)
۲) شرح الوقاية: (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۲۳۹، ج۱، مكتبه محمد سعيد اينڈ سنز قرآن محل كراچي)
۳) الدر المختار مع رد المحتار (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۳۷-۱۳۸، ج۲، مكتبه ايچ ايم سعيد كراچي)
۴) رد المحتار: (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۳۸، ج۲، مكتبه ايچ ايم سعيد، كراچي)

جیسے قریہ میں بصورت مذکورہ میں روایت تو یہ ہے وفیما ذکرنا اشارۃ الی انہ لا تجوز فی الصغیرۃ التی لیس فیها قاض و منبر و خطیب الخ والظاهر انہ ارید بہ الکراهۃ لکراهۃ النفل بالجماعۃ الا تری ان فی الجواهر لو صلوا فی القری لزمهم اداء الظهر – (ایضاً) [۱]

پس بنا برین سوال میں اس چک کے بارے میں پوچھا گیا ہے وہاں کے حالات سوال میں درج ہیں یہ چک قریہ کبیرہ ہونے کا حکم نہیں رکھتا بلکہ قریہ صغیرہ ہے تو نماز جمعہ پڑھنا یہاں جائز نہیں اور یہاں کے رہنے والوں پر نماز ظہر واجب ہے لہٰذا یہاں جمعہ پڑھنے کی اجازت نہیں کیونکہ جہاں جمعہ جائز نہ ہو وہاں پڑھنے سے نماز ظہر ذمہ سے ساقط نہیں ہوتی اور جمعہ ایک نفل سے زیادہ نہیں ہو جاتی ہے اور نفل با جماعت پڑھنا مکروہ ہے جو نفل کے لیے تداعی اذان وغیرہ کا اہتمام کرنا [illegible]۔ لہٰذا اس چک میں نماز جمعہ جائز نہیں یہاں کے لوگ نماز ظہر باجماعت ادا کریں [۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

آٹھ سو افراد پر مشتمل آبادی والے چک میں جمعہ کا حکم

سوال:

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ

چک نمبر ۳۴۳ ایم ایل سی آبادی تقریباً ۹۰ یا ۱۰۰ گھرانوں کی ہے تعداد افراد مرد و عورت کل ملا کر تقریباً ۷۰۰ یا ۸۰۰ ہیں کیا اس چک میں جمعہ پڑھنا واجب ہے اگر واجب نہیں تو کیا جمعہ پڑھنے سے ظہر کی نماز ساقط ہو جائے گی۔

---

(۱) ردالمحتار (کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ص ۱۳۸، ج ۲، ایچ ایم سعید کراچی)

(۲) ردالمحتار: وتقع فرضا فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیها اسواق ... وفیما ذکرنا اشارۃ الی انہ لا تجوز فی الصغیرۃ التی لیس فیها قاض ومنبر وخطیب الخ والظاهر انہ ارید بہ الکراهۃ لکراهۃ النفل بالجماعۃ الا تری ان فی الجواهر لو صلوا فی القری لزمهم اداء الظهر (کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ص ۱۳۸، ج ۲، ایچ ایم سعید کراچی)

وکذا فی الهندیۃ: (کتاب الصلاۃ، الباب السادس عشر فی صلاۃ الجمعۃ، ص ۱۴۵، ج ۱، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

وکذا فی بدائع الصنائع: (کتاب الصلاۃ، فصل فی بیان شرائط الجمعۃ، ص ۲۵۹، ج ۱، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

الجواب

صورت مسئولہ میں جس جگہ کا ذکر کیا گیا ہے یہ چونکہ نہ شہر ہے نہ قصبہ ہے اور یہاں نماز جمعہ جائز نہیں جمعہ پڑھنے سے ظہر ساقط نہیں ہوگی [1] صلوة الجمعة لا تصح الا فی مصر جامع او مصلی المصر و لا تجوز فی القری۔ [2] لہذا وہاں [illegible] احتیاط کا تقاضا ہے۔

محمد [illegible] دارالافتاء جامعہ حقانیہ [illegible] ۱۴۲۲ھ

چودہ پندرہ گھروں کی آبادی والے گاؤں میں جمعہ کا حکم

السؤال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے

(۱) ایک گاؤں جس کی آبادی تقریباً چودہ پندرہ گھر کی ہے اور وہ گاؤں [illegible] قصبہ [illegible] سے [illegible] میں رہتے ہیں اور [illegible] دیہات ہیں جس میں ایک دو [illegible] ہیں۔ [illegible] اگر [illegible] ضرورت ہو تو اس گاؤں میں [illegible] ایک امام اور ایک مسجد بھی ہے۔ [illegible] آبادی [illegible] ہیں۔ آیا ایسا گاؤں [illegible] میں نماز جمعہ ادا کرسکتے ہیں یا نہیں۔

---

(۱) كما فی ردالمحتار: لا تجوز فی الصغيرة التی ليس فيها قاض ومنبر وخطيب ... الا ترى أن فی الجواهر لو صلوا فی القرى لزمهم أداء الظهر۔ (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۳۸، ج ۲، مكتبه ايچ ايم سعيد كراچی)
وكذا فی الهندية: (كتاب الصلاة، الباب السادس عشر فی صلاة الجمعة، ص ۱۴۵، ج ۱، مكتبه رشيديه كوئٹه) وكذا فی بدائع الصنائع: (كتاب الصلاة، فصل فی بيان شرائط الجمعة، ص ۲۵۹، ج ۱، مكتبه رشيديه كوئٹه)

(۲) الهداية: (كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص [illegible]، ج ۱، مكتبه [illegible] بك ڈپو كوئٹه) وكذا فی الدر المختار: (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۳۷، ج ۲، مكتبه ايچ ايم سعيد كراچی) وكذا فی بدائع الصنائع: (كتاب الصلاة، فصل فی بيان شرائط الجمعة، ص ۲۵۹، ج ۱، مكتبه رشيديه كوئٹه)

نیز اگر اس بات کو مد نظر رکھا جائے کہ جمعہ اور مسائل کے اندر عیدین کو قائم نہ کیا جائے تو لوگ تبلیغ و تعلیم سے محروم رہ جائیں گے تو اس صورت میں جمعہ و عیدین ادا کر سکتے ہیں یا نہیں۔

(۴) مصر و القریٰ کے متعلق بھی واضح کر دیں کہ کتنی مقدار ہوا کرتا ہے آپ کی طرف سے تحریر کی ضرورت ہے۔

الجواب

(۱) اصل یہ ہے کہ احناف کے نزدیک شرائط جمعہ میں مصر[1] یا قریہ[2] کبیرہ ہونا بھی ہے[3] جس سے ثابت ہے کہ ادائے جمعہ و وجوب جمعہ کے لئے مصر شرط ہے اور شہر کی طرح ضروری ہے کہ قصبہ یا قریہ کبیرہ میں ہو تا ہے کیونکہ وہ بھی حکم میں شہر اور مصر کے ہے جیسا کہ لکھا ہے - وتقع فرضا في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها أسواق[4] - الخ

مصر کی تعریف میں اختلاف ہے لیکن مدار عرف پر ہے عرفاً جو شہر و قصبہ ہو اور آبادی اس قدر زیادہ ہو اور بازار وغیرہ اس میں ہوں اور ضروریات سب ملتی ہوں وہ شہر ہے - في التحفة عن أبي حنيفة رحمه الله أنه بلدة كبيرة فيها سكك وأسواق ولها رساتيق وفيها وال يقدر على إنصاف المظلوم من الظالم بحشمته وعلمه أو علم غيره يرجع الناس إليه فيما يقع من الحوادث وهذا هو الأصح[5] - مثال میں یہی نقشہ دیا ہے کہ جیسے کے قریہ میں جمعہ درست نہیں وہاں بھی جمعہ جائز نہیں ہے اور جس گاؤں میں جو اس کے چھوٹے ہونے کے وجہ سے جمعہ درست نہیں اس میں کسی ضرورت سے مثلاً تبلیغ و تعلیم کے ادا کرنے سے بھی جمعہ ادا نہیں ہوتا۔

---

(۱) الهداية: لا تصح الجمعة إلا في مصر جامع أو في مصلى المصر (كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ۱۵۰، ج ۱: بلوچستان بک ڈپو، کوئٹہ)

(۲) شرح الوقاية: شرط لأدائها المصر ... (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۲۲۹، ج ۱: محمد سعيد ايند سنز، قرآن محل، كراچی)

(۳) الدر المختار مع رد المحتار (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۳۷، ۱۳۸، ج ۲: مكتبه ايچ ايم سعيد كراچی)

(۴) رد المحتار: (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۳۸، ج ۲: مكتبه ايچ ايم سعيد كراچی)

(۵) رد المحتار: (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۳۷، ج ۲: مكتبه ايچ ايم سعيد كراچی)

وكذا في البحر الرائق (كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ۲۴۸، ج ۲: مكتبه رشيديه كوئٹه)

وكذا في الهندية (كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ص ۱۴۵، ج ۱: مكتبه رشيديه كوئٹه)

کتابوں میں لکھا ہے کہ ایسی جگہ جمعہ پڑھنے سے ظہر ساقط نہیں ہوتی، ظہر کی جماعت کے ترک کا گناہ بھی ان پر ہے اور نماز ظہر ذمہ داری ان کے ذمہ سے ساقط نہیں ہوگی

وفیما ذکرنا اشارة الی انه لا تجوز (ای الجمعة) فی الصغیرة التی لیس فیها قاض ومنبر وخطیب۔ الخ

والظاهر انه ارید به الکراهة لکراهة النفل بالجماعة الا تری ان فی الجواهر لو صلوا فی القری لزمهم اداء الظهر (۱)

اس صورت مسئولہ میں اس گاؤں کا قریہ ہونا ہے، ان کو وہاں نماز جمعہ پڑھنا جائز نہیں ہے، ان کے ذمہ نماز ظہر باجماعت ادا کرنی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۲) صدقۃ الفطر کے بارے میں حنابلہ کی بھی یہی رائے ہے کہ ایک دو دن پہلے صدقۃ الفطر نکالے جا سکتے ہیں (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

دس بارہ افراد کی آبادی میں جمعہ قائم کرنے کا حکم

سوال ۶

کیا فرماتے ہیں علماء دین درج ذیل مسائل کے

(۱) صوبہ بلوچستان کے بعض علاقوں میں قریہ صغیرہ میں نماز جمعہ ادا کی جاتی ہے۔ مثلاً ایک جگہ جو [illegible] معروف ہے۔ جس میں پورے سال بھر میں افراد کی تعداد دس بارہ تک ہوتی ہے [illegible] زیادہ سے زیادہ آٹھ دس ہو جاتے ہیں، ایک دو چھوٹی دکانیں بھی ہیں جس سے ضروریات زندگی کی [illegible] ہے۔ نیز ایک عالم دین بھی ہے جو اکثر مسائل میں ان سے اختلاف رکھتا ہے۔ [illegible] جو کہ پچھلے کئی سالوں سے [illegible] جمعہ قائم کرتا ہے۔

(۱) رد المحتار: (کتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۳۸، ج ۲، مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی)
وکذا فی الهندیة: (کتاب الصلاة، الباب السادس عشر فی صلوة الجمعة، ص ۱۴۵، ج ۱، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ) وکذا فی بدائع الصنائع: (کتاب الصلاة، فصل فی بیان شرائط الجمعة، ص ۲۵۹، ج ۱، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)
(۲) کما فی [illegible]
وکذا فی رد المحتار: (کتاب الزکاة، باب صدقة الفطر، ص ۳۶۷، ج ۲، ایچ ایم سعید کراچی)
وکذا فی الهندیة: (کتاب الزکاة، باب صدقة الفطر، ص ۱۹۲، ج ۱، مکتبہ بلوچستان بک ڈپو کوئٹہ)

[illegible] (موضع علیہ) کیا جمعہ الشافعی [illegible] یا صرف دو ناب ابجعتی [illegible]
[illegible] چند باتیں قابل توجہ ہیں:

(۱) کیا عند الاحناف اس جگہ جمعہ جائز ہے یا نہیں۔

(۲) بالفرض جو جمعہ ادا کی جاتی ہے [illegible] عندالاحناف صحیح [illegible] دوسرے مذہب پر عمل کر سکتے ہیں یا نہیں۔

(۳) [illegible] جمعہ کے بعد [illegible] کے لیے ظہر کا پڑھنا [illegible]۔

(۴) [illegible] جمعہ ہونے کے لیے کتنی آبادی چاہیے۔ [illegible] کے [illegible] سوالات کے جوابات [illegible] کیے جاتے ہیں۔

الجواب

(۱) [illegible] جمعہ ادا کرنے کی شرائط [illegible] قریہ صغیرہ (چھوٹا گاؤں) ہے۔

(۲) عند الاحناف [illegible] جمعہ جائز نہیں۔ قال العلامة الشامی ما نقلا عن [illegible] فی التعصبات [illegible] الکبیرة [illegible] ذکر ما اشارة الی انه لا تجوز فی الصغیرة۔ (۱)

(۳) حنفی کو اس صورت میں امام شافعی کے مذہب پر عمل کرنا جائز نہیں ہے (۲) [illegible]

(۱) رد المحتار، کتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۳۸، ج ۲، مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی۔
وکذا فی البحر الرائق (کتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ۲۴۸، ج ۲، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)
وکذا فی [illegible] (کتاب الصلاة، الباب السادس عشر فی صلاة الجمعة، ص ۱۴۵، ج ۱، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

(۲) مقدمة اعلاء السنن: قال صاحب جامع الفتاوى يجوز للحنفي أن ينتقل إلى مذهب الشافعي وبالعكس لكن بالكلية أما في مسئلة واحدة فلا يمكن [illegible] الفقه ذكر الشروط [illegible] أحوال الاختلاف، ص ۱۹۳، ج ۲، ادارة القرآن کراچی۔
وكذا في رد المحتار: [illegible] مذهب باجتهاد [illegible] إلى الحكم [illegible] المقدمة، ص ۷۵، ج ۱، ایچ ایم سعید کراچی۔

تصریح فرمائی ہے کہ چھوٹے گاؤں میں نمازِ جمعہ وعیدین ادا نہیں ہوتی بلکہ مکروہ تحریمی ہے قید سے نقل کیا ہے کہ گاؤں میں جمعہ وعیدین کی نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ صلوۃ العید فی القری تکرہ تحریما۔ ای ومثله الجمعة (۱)

(۴) جس گاؤں میں جمعہ جائز نہیں ہے وہاں کے لوگوں کو جمعہ کے دن ظہر کی نماز پڑھنا چاہیے، شہروں میں جمعہ کے دن ظہر جماعت سے پڑھنا منع ہے، لیکن ظہر کی جماعت کا حکم گاؤں کا نہیں ہے۔ وفیما ذکرنا اشارة الی انه لا تجوز (ای الجمعة) فی الصغیرة التی لیس فیها قاض ومنبر وخطیب کما فی المضمرات والظاهر انه ارید به الکراهة لکراهة النفل بالجماعة الاتری ان فی الجواهر لو صلوا فی القری لزمهم اداء الظهر۔ (۲) نیز جماعت کے لیے اذان و اقامت کے ساتھ ... [illegible] ... اس مقصد کے لیے ظہر کی جماعت کرنا بھی جائز ہے۔ (۳)

(۵) نمازِ جمعہ کے لیے شہر کا ہونا یا شہر کے حکم میں قصبہ یا بڑا گاؤں ہونا شرط ہے اور مصر کی تعریف میں اختلاف ہے۔ لیکن ظاہر مذہب یہ ہے کہ جہاں گلی کوچے اور بازار ہوں اور آبادی اس قدر ہو کہ ... ضروریات سب ملتی ہوں، وہ مصر ہے۔ عن ابی حنیفة رحمه الله کل بلدة فیها سکک واسواق ولها رساتیق وفیها وال یقدر علی انصاف المظلوم من ظالمه وعالم یرجع الیه فی الحوادث کذا فی الهندیة (۴) وفی الکوکب الدری (۵) ولیس هذا کله تحدیدا له بل اشارة الی تعیینه وتقریب له الی الاذهان وحاصله ادارة الامر علی رای اهل

---

۱) الدر مع رد المحتار: (کتاب الصلاة، باب العیدین، ص ۱۶۷، ج ۲، مکتبہ ایچ ایم سعید، کراچی)

۲) رد المحتار: (کتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۳۸، ج ۲، مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی)

وکذا فی الهندیة: (کتاب الصلاة، الباب السادس عشر فی صلاة الجمعة، ص ۱۴۵، ج ۱، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

وکذا فی البحر الرائق: (کتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ۲۴۸، ج ۲، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

۳) [illegible] (المقدمة، المقالة الثالثة فی بیان القواعد الفقهیة، القاعدة نمبر ۳۳، ص ۱۹، قدیمی کتب خانہ کراچی)

۴) آثار السنن مع تعلیق: (کتاب الصلاة، باب لا جمعة الا فی مصر جامع، ص ۲۴۰، مکتبہ حقانیہ ملتان)

۵) الکوکب الدری: (ابواب الجمعة، باب ما جاء فی ترک الجمعة من غیر عذر، ص ۳، ج ۱، ادارة القرآن کراچی بحوالہ فتاوی محمودیہ ۱۳۵)

كل زمان في عدمه المعمورة مصرا فهو مصر في عرفهم جازت الجمعة فيه وما ليس بمصر لم يجز فيه الا ان يكون فناء المصر [illegible] فقط والله تعالى اعلم

چھ سات گھروں کی آبادی والی جگہ پر جمعہ کا حکم

سوال

چہ می فرمایند علماء احناف اندریں مسئلہ کہ نماز جمعہ بجائیکہ شش [illegible] خانہ معمور اند و آن قرات مسجد [illegible] قیراست [illegible] نماز [illegible] جماعت [illegible] مصر [illegible] نقل مکانی کردہ [illegible] شش [illegible] امام مسجد [illegible] نماز [illegible] جماعت [illegible] نماز جمعہ [illegible] جائز است یا نہ۔ بینوا بالجواب [illegible]۔

الجواب

در قریہ صغیرہ بمذہب امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اقامت جمعہ درست نیست و در قریہ کبیرہ کہ اسواق و کوچہ ہا [illegible] جمعہ [illegible] کما فی رد المحتار: تقع فرضا في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها اسواق (الى ان قال) وفيما ذكرنا اشارة الى انه لا تجوز في الصغيرة الخ[1]۔ و در تعریف شہر و قریہ جماعت [illegible] قدر جمعیت [illegible] قریہ [illegible] حکم مصر دارد و اقامت جمعہ دراں جائز است [illegible] روایت مذکورہ جمعہ در قریہ [illegible] نماز ظہر با جماعت واجب است[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

چار سو مکانات پر مشتمل آبادی میں جمعہ کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اندریں مسئلہ کہ [illegible] ہماری آبادی تقریباً چار سو مکانات پر مشتمل ہے۔ [illegible] سال سے جمعہ شروع ہے۔ [illegible] مسئلے کے متعلق تحقیق [illegible] جمعہ [illegible]

---

(۱) رد المحتار: (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۳۸، ج ۲، مكتبه ایچ ایم سعید، کراچی)

(۲) [illegible] ص ۳۲۹۔

ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس شہر میں جمعہ صحیح ہے یا نہیں۔ اگر صحیح نہیں تو لوگوں کی نمازیں تباہ ہورہی ہیں نیز جمعہ کا ثبوت ضروری ہوگا تو کیا جمعہ کا کسی جگہ چند سالوں تک پڑھ جانا بلکل جواز بن سکتا ہے یا نہیں؟ اور کیا یہ دلیل جواز جمعہ پر صحیح ہے کہ اس شہر کے عاقل بالغ اس شہر کی بڑی مسجد میں سما سکیں وہاں جمعہ درست ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

حنفیہ کا مذہب جمعہ کے بارہ میں یہ ہے کہ شہر اور قصبہ اور بڑے قریہ میں جس میں دو چار ہزار آدمی آباد ہوں اور ضروریات اشیاء کی دوکانیں ہوں وہاں جمعہ واجب اور ادا ہوتا ہے البتہ چھوٹے قریہ میں جمعہ صحیح نہیں ہوتا۔ اس میں جمعہ پڑھنا مکروہ تحریمی لکھا ہے[1]۔ صلوٰۃ العید فی القری تکرہ تحریما (درمختار) و مثلہ الجمعۃ[2] پس اگر یہ جگہ جس میں جمعہ ہوتا ہے قصبہ یا بڑا قریہ ہے تو جمعہ اس میں واجب اور صحیح ہے اور اگر وہ چھوٹا گاؤں ہے تو اس میں جمعہ پڑھنا مکروہ تحریمی ہے تو ترک جمعہ کا ضروری ہے جہاں شرائط صحت جمعہ موجود نہ ہوں صرف چند سال تک وہاں جمعہ پڑھا جانا دلیل جواز نہیں[3] اور چھوٹے گاؤں میں جمعہ پڑھنے سے ظہر ساقط نہیں ہوتی۔ لو صلوا فی القری لزمہم اداء الظہر[4] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

---

۱) ردالمحتار: تقع فرضا فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیہا اسواق وفیما ذکرنا اشارۃ الی انہ لاتجوز فی الصغیرۃ التی لیس فیہا قاض ومنبر وخطیب والظاہر انہ ارید بہ الکراہۃ لکراہۃ النفل بالجماعۃ الاتری ان فی الجواہر لو صلوا فی القری لزمہم اداء الظہر۔ (کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ص ۱۳۸، ج ۲، مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی)
وکذا فی الہندیۃ: (کتاب الصلاۃ، الباب السادس عشر فی صلاۃ الجمعۃ، ص ۱۴۵، ج ۱، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)
وکذا فی البحر الرائق: (کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجمعۃ: ص ۲۴۸، ج ۲، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)
۲) الدر مع الرد: (کتاب الصلاۃ، باب العیدین، ص ۱۶۷، ج ۲، مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی)
۳) تقدم تخریجہ فی حاشیۃ نمبر ۱ فی صفحۃ ہذا۔
۴) ردالمحتار: (کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ص ۱۳۸، ج ۲، مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی)
وکذا فی الہندیۃ: (کتاب الصلاۃ، الباب السادس عشر فی صلاۃ الجمعۃ، ص ۱۴۵، ج ۱، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)
وکذا فی البحر الرائق: (کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجمعۃ، ص ۲۴۸، ج ۲، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

بائیس سو کی آبادی والے قصبہ میں جمعہ کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کہ ایک بستی جس کی کل آبادی بائیس سو ہو یعنی سے چھ ہیں جو آباد ہیں جن میں مسجد زیر تعمیر ہے ایک پرائمری سکول ہے جس میں دینی مدرسہ بھی ہے جو تقریباً ۲۰ سال سے شروع ہیں تقریباً تیس دکانیں مختلف اشیاء کی موجود ہیں اس کے علاوہ باقی لوگوں کی دکانیں بہت ہیں جیسے حجام، نائی درزی، موچیوں کی دکان اور بزازی دکان، نجار کی دکان وغیرہ اکثر ضروریات زندگی کی چیزیں یہیں پوری ہو جاتی ہیں۔ باہر کے آنے والے اس کو شہر بولتے ہیں۔ شہر کی سب سے بڑی مسجد میں جس میں تین سو آدمی بلکہ بھی ضرورت پڑے تو پانچ سو آدمی نماز پڑھ سکتے۔ دو ممبر ایک نمبردار اور ایک چوکیدار ہے۔ تھانہ مستقل تو نہیں ہے لیکن لیفٹیننٹ کا تھانہ ہے ہر قسم کے پختہ مکان اور گلی بنے ہوئے ہیں۔ چودہ ٹیوب ویل سرکاری ہیں اس کے علاوہ شہر میں مختلف سڑکیں تو بہت ہی اچھی بنی ہیں۔ تقریباً دو سال کا عرصہ ہوا ہے اس بستی مذکورہ میں حضرت مولانا مفتی عبداللہ صاحب کہروڑپکا والے ایک شادی کے موقع پر تشریف لائے تھے انہوں نے جمعہ پڑھایا تھا تجویز فرمایا کہ یہ قریہ جامع معلوم ہوتا ہے۔ اس بستی مذکورہ میں تقریباً ۲ سال سے جمعہ شروع ہے اس مذکورہ بستی میں جمعہ پڑھنا قرآن اور کتاب کے رو سے جائز ہے یا نہیں، قرآن سے تحریراً جواب دیں

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حنفیہ کا مذہب جمعہ کے بارے میں یہ ہے کہ قریہ صغیرہ میں جمعہ صحیح نہیں ہے اور قریہ کبیرہ میں اور قصبہ میں جمعہ واجب و ادا ہوتا ہے اور عرف میں جس قریہ کو کبیرہ کہتے ہیں وہ قریہ کبیرہ ہے اور جس کو قریہ صغیرہ کہتے ہیں وہ قریہ صغیرہ ہے۔ فی رد المحتار باب الجمعة تقع فرضا فی القصبات والقری الکبیرة التی فیها اسواق[1] ۔الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

قریہ مذکورہ فی السوال میں جمعہ کے جواز و عدم جواز کے بارے میں حکم یہ ہے کہ کسی ذی رائے تجربہ کار عالم کو

---

(۱) رد المحتار: (کتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۳۸، ج ۲، مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی)

(وکذا فی الهندیة: (کتاب الصلاة، الباب السادس عشر فی صلاة الجمعة، ص ۱۴۵، ج ۱، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

(وکذا فی البحر الرائق: (کتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ۲۴۸، ج ۲، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

گویا کہیں امروواں قریہ میں صحت جمعہ کے شرط وغیرہ کا جائزہ لے کر حکم صادر فرمادیں[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سولہ سو کی آبادی والے قصبہ میں جمعہ کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ودریں مسئلہ کہ ایک گاؤں جس کی آبادی سولہ سو افراد پر مشتمل ہو اس میں جمعہ جائز ہے جبکہ دوکانیں معروف بازار کی شکل میں نہ ہوں گاؤں کی اکثر ضروریات اس گاؤں میں پوری ہوتی ہوں اور آس پاس کے عام دیہاتوں سے بڑا ہو اور ہر لحاظ سے فوقیت رکھتا ہو اور آس پاس کے لوگوں کی ضروریات یہاں سے پوری ہوتی ہوں مثلاً سکول، ڈسپنسری، ڈاکخانہ، آٹا پیسنے، چاول نکالنے، کپاس بیلنے، روئی بیلنے کی مشینیں ہوں، گھروں میں اور مسجد میں بجلی وغیرہ کا انتظام ہو اور گاؤں پررونق طریقے پر ہو، گاؤں ہر فن کے لیے خود کفیل ہو اور کافی مسلمان گاؤں کی بڑی مسجد میں نہ سما سکتے ہوں۔

﴿ج﴾

اصل یہ ہے کہ فقہ کی معتبر کتب مثل ہدایہ[2] شرح وقایہ[3] درمختار وشامی[4] سے یہ بات ثابت ہے کہ ادائے جمعہ اور وجوب کے لیے مصر شرط ہے اور شامی میں نقل فرمایا ہے کہ قصبہ وقریہ کبیرہ میں جمعہ ادا ہوتا ہے کیونکہ وہ بھی حکم شہر اور مصر کے ہے اور درمختار اور شامی میں یہ بھی نقل کیا ہے کہ چھوٹے قریہ میں جمعہ درست نہیں ہے اور اس میں کراہت تحریمہ ہے۔ باقی مصر کی تعریف میں اختلاف ہے۔ لیکن بظاہر مدار عرف پر ہے عرفاً جو شہر اور قصبہ

---

1) رد المحتار: وقد علم من هذا أن مذهب العامي فتوى مفتيه من غير تقييد بمذهب، ولهذا قال في الفتح: الحكم في حق العامي فتوى مفتيه الخ. (كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، ص ٤٦٦، ج٢، مكتبه ايچ ايم سعيد كراچى)۔ وكذا في البحر الرائق: (كتاب الصوم، فصل في العوارض، ص ٣٠٢، ج٢، مكتبه رشيديه كوئٹه)۔ وكذا في مجموعة رسائل: (رسم المفتي، ص ٤٣، ج١، ص ٤٧، ج١، دار إحياء التراث العربي (بحواله فتاوى محموديه، ص ١٥٤، ج٨)

2) كما في الهداية: لا تصح الجمعة إلا في مصر جامع. (كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ١٥٠، ج١، طبع بلوچستان بک ڈپو کوئٹہ)

3) كما في شرح الوقاية: شرط لوجوبها لا لأدائها الإقامة بمصر. (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ٢٢٩، ج١، محمد سعيد ايند سنز، قرآن محل، كراچى)

4) كما في الدر المختار مع رد: (ويشترط لصحتها) سبعة أشياء الأول (المصر) الخ وفي رد المحتار: وهو صحيح بالبلوغ مذكر مقيم وقدر عقل لشرط وجوبها ومصر الخ. (كتاب الصلوة، باب الجمعة، ص ١٣٧، ج٢، مكتبه ايچ ايم سعيد كراچى)

ہو اور آبادی اس کی زیادہ ہو اور بازار وغیرہ اس میں ہوں اور ضروریات سب اس میں ملتی ہوں، وہ قصبہ ہے[1] فی التحفة عن ابی حنیفة رحمه الله انه بلدة کبیرة فیها سکک و اسواق ولها رساتیق و فیها وال یقدر علی انصاف المظلوم من الظالم بحشمته و علمه او علم غیره یرجع الناس الیه فیما یقع من الحوادث و هذا هو الاصح[2]

جس مقام میں جس قدر آبادی ذکر کی گئی ہے اس میں شرائط صحت جمعہ پائی جاتی ہیں تو وہ قصبہ یا قریہ کبیرہ ہے تو اس میں نماز جمعہ جائز ہے ورنہ نہیں[3]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

تین چار سو گھروں پر مشتمل آبادی والی بستی میں جمعہ کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک بستی کی آبادی تقریباً تین چار سو گھروں پر مشتمل ہے جس میں ایک پرائمری سکول ہے، ایک ڈاکخانہ ہے، پانچ چھ دکانیں ہیں، بازار نہیں ہے، ضروریات زندگی بالکل نایاب ہیں، لوگ قصبہ میں کافی فاصلے سے جا کر خریدتے ہیں، کیا ایسی صورت میں جمعہ جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز نہیں ہے تو اس بستی میں نماز جمعہ پڑھنے سے ظہر ساقط ہوتی ہے یا نہیں؟ اگر کافی عرصہ سے جمعہ پڑھا جا رہا ہو تو اس صورت میں بند کرنا صحیح ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

---

(۱) كما في رد المحتار: تقع فرضا في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها أسواق ... وفيما ذكرنا إشارة إلى أنه لا تجوز في الصغيرة التي ليس فيها قاض ومنبر وخطيب الخ ... والظاهر أنه أريد به كراهة التحريم ... (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۳۸، ج ۲، مكتبه ايچ ايم سعيد كراچى) وكذا في الهندية: (كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ص ۱۴۵، ج ۱، مكتبه رشيديه كوئته) وكذا في البحر الرائق: (كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ۲۴۸، ج ۲، مكتبه رشيديه كوئته)

(۲) رد المحتار: (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۳۷، ج ۲، مكتبه ايچ ايم سعيد كراچى)

(۳) كما في رد المحتار: تقع فرضا في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها أسواق ... وفيما ذكرنا إشارة إلى أنه لا تجوز في الصغيرة التي ليس فيها قاض ومنبر وخطيب (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۳۸، ج ۲، مكتبه ايچ ايم سعيد كراچى)

وكذا في البحر الرائق: (كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ۲۴۸، ج ۲، مكتبه رشيديه كوئته)

وكذا في الهندية: (كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ص ۱۴۵، ج ۱، مكتبه رشيديه كوئته)

﴿الجواب﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جمعہ کے بارے میں اصل یہ ہے کہ فقہ کی معتبر کتابوں مثلاً ہدایہ و شرح وقایہ و درمختار و شامی سے یہ ثابت ہے کہ ادائے جمعہ و وجوب جمعہ کے لیے مصر شرط ہے۔ و لا تصح الجمعة الا فی مصر جامع او فی مصلی المصر و لا تجوز فی القری لقوله علیه السلام لا جمعة و لا تشریق و لا فطر و لا اضحی الا فی مصر جامع الخ (ہدایہ)[1] اور شامی نے نقل فرمایا ہے کہ قصبہ و قریہ کبیرہ میں بھی جمعہ ادا ہوگا کیونکہ وہ بھی حکم شہر اور مصر میں ہے۔ تقع فرضا فی القصبات و القری الکبیرة التی فیها اسواق الخ۔[2] اور درمختار اور شامی میں یہ بھی نقل کیا ہے کہ چھوٹے قریہ میں جمعہ درست نہیں ہے اور اس میں کراہت تحریمہ ہے۔ و فیما ذکرنا اشارة الی انه لا تجوز فی الصغیرة التی لیس فیها قاض و منبر و خطیب الخ و الظاهر انه ارید به الکراهة لکراهة النفل بالجماعة الا تری ان فی الجواهر لو صلوا فی القری لزمهم اداء الظهر[3] اور مصر کی تعریف میں اختلاف ہے لیکن بظاہر مدار عرف پر ہے عرفاً جو شہر اور قصبہ ہو اور آبادی اس کی زیادہ ہو اور بازار و گلیاں اس میں ہوں اور ضروریات سب ملتی ہوں وہ شہر ہے۔ فی التحفة عن ابی حنیفة انه بلدة کبیرة فیها سکک و اسواق و لها رساتیق و فیها وال یقدر علی انصاف المظلوم من الظالم بحشمته و علمه او علم غیره یرجع الناس الیه فیما یقع من الحوادث و هذا هو الاصح۔[4] ان روایات سے معلوم ہوا کہ جس چک کے بارے سوال میں پوچھا گیا ہے اور جس کے کچھ حالات سوال میں درج ہیں وہ یہ کہ اس کی آبادی تقریباً تیس چالیس گھروں پر مشتمل ہے۔ مصر کی تمام تعریفوں کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ چک مصر یا قصبہ شرعاً نہیں ہے لہذا اس کے اندر نماز جمعہ فرض نہیں ہے بلکہ اس چک کے لوگ ظہر کی نماز باجماعت ہی ادا کریں گے جمعہ کی نماز پڑھنے سے ان کے ذمہ سے ظہر ساقط نہ ہوگی

---

۱) الهداية: (كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ۱۵۰، ج۱: مكتبه بلوچستان بك ڈپو كوئٹه) و كذا في الدر المختار: (كتاب الصلاة - باب الجمعة، ص ۱۳۷، ج۲: مكتبه ايچ ايم سعيد - كراچی) و كذا في البحر الرائق: (كتاب الصلاة باب صلاة الجمعة: ص ۲۴۸، ج۲: مكتبه رشيديه كوئٹه)

۲) ردالمحتار: (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۳۸، ج۲: مكتبه ايچ ايم سعيد كراچی)

و كذا في الهندية: (كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ص ۱۴۵، ج۱: مكتبه رشيديه كوئٹه) و كذا في البحر الرائق: (كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ۲۴۸، ج۲: مكتبه رشيديه كوئٹه)

۳) ردالمحتار كتاب الصلاة باب الجمعة ص ۱۳۸، ج ۲، سعيد كراچی

۴) تقدم تخريجه في حاشيه نمبر ۲، في صفحة هذا۔

اور جمعہ اپنے مذہب کے موافق جمعہ فی القریٰ مکروہ تحریمی ہے جیسا کہ روایت ہو والظاهر انه اريد به الكراهة۔(۱) اب جس مذکور ہے تو احتیاطاً ظہر مع ادائے جمعہ اس کی مکافات کب کر سکتی ہے، وہاں تو ظہر جماعت سے پڑھنا چاہیے اور جمعہ کو ترک کرنا چاہیے ورنہ ارتکاب مکروہ تحریمی کا لازم آئے گا (۲) ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ایک ہزار کی آبادی والے گاؤں میں جمعہ کا حکم

﴿س﴾

چہ می فرمایند علماء کرام کہ در شہر جیری از عرصہ بعید نماز جمعہ کردہ بودند بلکہ دریں دیار بلوچستان در قریہ قریہ نماز جمعہ خواندہ میشود و در قریہ جیری بمطابق شروط احناف حدود شرعی یافتہ نمیشود البتہ یک کلاں قریہ ہست کہ مردم شہری شان تقریباً خورد و کلاں یک ہزار یا قدرے کم میشود و درآنجا بعضے بعضا بذریعہ قاضی صاحب پڑھی وقوم سردار صاحب ہم میشوند فی الوقت یک مولانا صاحب از خواندن جمعہ نماز منع فرمودہ است کہ در اینجا شروط جمعہ عندالاحناف موجود نیستند بعضے حضرات فتویٰ بر قول شاہ ولی اللہ صاحب دادہ کہ خواندن جمعہ کردہ . مردود در جمعہ نماز مندرجہ ذیل مفاد اند کہ قرآن و احادیث بفہمند و اہل شوند و دیگر او بیک و دیگر الفت پیدا شود و از رسوم ہائے بد پرہیز کنند و از حقیقت اسلام واقف میشوند بنابراں التماس است کہ درینجا مطلع معلوم بہ زید تا کہ تسلی باشد۔

﴿ج﴾

جمعہ باتفاق حنفیہ در مصر یا در قریہ کبیرہ کہ موافق ذکوچہ بازاران باشد ادا میشود و در قریہ صغیرہ جائز نیست کما صرح به الشامي نقلا عن القهستاني تقع فرضا في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها - (الى ان قال) وفيما ذكرنا اشارة الى انه لا تجوز في الصغيرة (۳)

---

۱) ردالمحتار: (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۳۷، ج۲: مكتبه ايچ ايم سعيد كراچي)

۲) ردالمحتار: (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۳۸، ج۲: مكتبه ايچ ايم سعيد كراچي)

۳) كما في ردالمحتار: تقع فرضا في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها اسواق ... وفيما ذكرنا اشارة الى انه لاتجوز في الصغيرة التي ليس فيها قاض و منبر و خطيب كما في المضمرات والظاهر انه اريد به الكراهة لكراهة النفل بالجماعة الاترى ان في الجواهر لو صلوا في القرى لزمهم اداء الظهر۔ (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۳۸، ج۲: مكتبه ايچ ايم سعيد كراچي)

وكذا في الهندية: (كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ص ۱۴۵، ج۱: مكتبه رشيديه كوئٹه)۔ وكذا في بدائع الصنائع: (كتاب الصلاة، فصل في بيان شرائط الجمعة، ص ۲۵۹، ج۲: مكتبه رشيديه كوئٹه)

حقیقت تعریف شہر و قریہ حاجت بیان ندارد — آنچہ عرفاً آنرا شہر نامند شہر است و آنرا قریہ نامند قریہ است اوزین قدر مست کہ قصبہ و قریہ کبیرہ بحکم مصر دارد و اقامت جمعہ دراں جائز است اگر سلطان یا نائب سلطان نباشد و اعتبار بعد واجب کلامی بادشاہی دراں جا مسلمین امام معین مقرر سازند ایں ہم کافی است۔

پس اگر قریہ مسئول عنہا بازار و کوچہ ہا دارد پس بموجب روایت مذکورہ جمعہ واجب و ادا گردد بوجود شرائط دیگر و جائے شہر رواست دراں جا — وبرائے آں مصالح کہ در سوال ذکر کردہ ارتکاب کردن نقل ظہر و ترک کردن ظہر بجماعت روا نیست[1] صلوۃ العید فی القری تکرہ تحریماً — (در مختار، و مثلہ الجمعۃ[2])

کیا عیدگاہ میں جمعہ ادا کرنا جائز ہے

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اندریں مسئلہ کہ شہر کی عیدگاہ میں جمعہ جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب

شہر کی عیدگاہ میں بلا شبہ نماز جمعہ صحیح اور درست ہے۔ ہدایہ میں ہے لا تصح الجمعۃ الا فی مصر جامع او فی مصلی المصر (ز مکتوب تحت هذا السطر) نحو مصلی العید[3] یعنی جمعہ شہر یا اس جگہ میں ہو سکتا ہے جو شہر کے مصالح کے لیے بنائی گئی ہو جیسے کہ عیدگاہ اور اس کے علاوہ قبرستان و چھاؤنی الخ۔ لہٰذا عیدگاہ میں نماز جمعہ بلا کسی تردد کے جائز ہے[4]۔ واللہ تعالیٰ اعلم

---

(١) كما في رد المحتار: تقع فرضا في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها أسواق ... وفيما ذكرنا إشارة إلى أنه لا تجوز في الصغيرة التي ليس فيها قاض ومنبر وخطيب كما في المضمرات والظاهر أنه أريد به الكراهة لكراهة النفل بالجماعة ألا ترى أن في الجواهر لو صلوا في القرى لزمهم أداء الظهر. (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ١٣٨، ج ٢، مكتبة ايچ ايم سعيد، كراچی) وكذا في الهندية: (كتاب الصلاة، باب السادس عشر في صلاة الجمعة ص ١٤٥، ج ١، مكتبة رشيدية كوئٹه)۔
وكذا في البحر الرائق: (كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ١٤٨، ج ٢، مكتبة رشيدية كوئٹه)

(٢) رد المحتار (كتاب الصلاة، باب العيدين، ص ١٦٧، ج ٢، مكتبة ايچ ايم سعيد كراچی)

(٣) الهداية: (كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ١٥٠، ج ١، مكتبة بلوچستان بك ڈپو، كراچی) و كذا في البناية شرح الهداية: (كتاب الصلاة باب صلاة الجمعة، ص ٤٢، ج ٣، دار الكتب العلمية بيروت)
وكذا في فتح القدير: (كتاب الصلاة، باب الصلاة الجمعة، ص ٢٣، ج ٢، مكتبة رشيدية كوئٹه)

(٤) تقدم تخريجه في حاشية نمبر ٣ في صفحة هذا

گردونواح سمیت دو ہزار کی آبادی والی بستی میں جمعہ کا حکم

﴿سوال﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ موضع سبحان پور کی آبادی تقریباً ایک ہزار افراد پر مشتمل ہے جس میں سات دوکانیں کریانہ ایک چکی آٹا پیسنے والی اور گردونواح کی آبادی بھی تقریباً ایک ہزار کے قریب ہے۔ جمعہ کے دن پڑھنے والوں کی اکثریت تقریباً ۱۰۰ افراد ہوتے ہیں اور آگے پیچھے نماز میں زیادہ آدمی نہیں ہوتے۔ اس مسجد میں کچھ آدمی جمعہ نہیں پڑھتے اور کچھ پڑھتے ہیں آیا یہاں جمعہ ہو سکتا ہے یا نہیں۔

﴿جواب﴾

صحت جمعہ کے لیے مصر یا قریہ کبیرہ ہونا شرط ہے جہاں آبادی زیادہ ہو تو بازار ہو اور اطراف کے لوگ اپنی ضروریات پوری کرنے کے لیے وہاں آتے ہوں عرفاً قریہ کبیرہ سمجھا جاتا ہو اور قریہ صغیرہ میں جمعہ جائز نہیں۔ صورت مسئولہ میں جس موضع کا ذکر ہے جہاں سات دوکانیں ہیں۔ چھوٹی دکانیں وغیرہ بھی اس موضع میں ہیں یہ قریہ صغیرہ ہے اور یہاں نماز جمعہ جائز نہیں۔ یہاں کے لوگ نماز ظہر باجماعت ادا کریں۔ جہاں جمعہ کے شرائط نہیں پائے جاتے وہاں شروع کرنے سے جائز نہیں ہوتا کسی کتاب میں یہ نہیں لکھا کہ جمعہ کے شرائط میں سے شروع کرنا بھی ہے بہرحال عندالاحناف یہاں جمعہ درست نہیں(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

---

(۱) كما في رد المحتار: تقع فرضا في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها أسواق ... وفيما ذكرنا إشارة إلى أنه لا تجوز في الصغيرة التي ليس فيها قاض ومنبر وخطيب كما في المضمرات والظاهر أنه أريد به الكراهة لكراهة النفل بالجماعة، ألا ترى أن في الجواهر لو صلوا في القرى لزمهم أداء الظهر۔ (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ١٣٨، ج٢، مكتبه ايچ ايم سعيد، كراچى)

وكذا في الهندية: (كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ص ١٤٥، ج١، مكتبه رشيديه كوئٹه)

وكذا في بدائع الصنائع: (كتاب الصلاة، فصل في بيان شرائط الجمعة، ص ٢٥٩، ج١، مكتبه رشيديه كوئٹه)

جس گاؤں کی مسلم و غیر مسلم آبادی اڑھائی ہزار ہو اس میں جمعہ کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین درین مسئلہ کہ ایک گاؤں چک نمبر ۵ ش، تحصیل فورٹ عباس ضلع بہاولنگر کی آبادی اس وقت دو ہزار پانچ سو ہے جس میں مسلم و غیر مسلم شامل ہیں اس گاؤں میں ضروریات کا سامان تقریباً ملتا ہے اور مکمل گاؤں کا رقبہ بھی کافی ہے۔ اس گاؤں میں ۱۹۸۲ء سے نماز جمعہ ادا کی جاتی ہے۔

یہاں کے مولوی صاحب یہ کہتے ہیں کہ اس گاؤں میں جمعہ جائز نہیں جبکہ اس گاؤں کے قریب ہی ایک چک نمبر ۵ ش جو کہ تحصیل فورٹ عباس میں ہے اس پر بات کیا جاتا ہے۔ اگر ان مولوی صاحب کا قول درست ہے تو ہمیں اور ہمارے مقتدیوں کے درمیان جھگڑا ہو جاتا ہے۔ جبکہ ہر گاؤں میں ہر ولی ہو تو جس گاؤں کے لوگ بھی آتے ہیں ایک بڑی اور ایک چھوٹی مسجد ہے۔ یہاں کے لوگ جمعہ چک نمبر ۵ ش اور تحصیل فورٹ عباس میں جا کر پڑھتے ہیں۔

اگر حنفی مسلک کے مطابق جمعہ اس گاؤں میں پڑھنا جائز نہیں تو کیا لوگ جمعہ پڑھیں اور نماز ظہر پڑھنے کا حکم دیں اور ثواب کے مستحق ہوں گے۔

جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ واضح رہے کہ جمعہ کی نماز کے لیے شہر یا قصبہ ہونا احناف کے نزدیک شرط ہے اور گاؤں میں جمعہ جائز نہیں ہے[1]۔ چونکہ صورت مسئولہ میں جس گاؤں کا ذکر کیا گیا ہے وہ مسلم و غیر مسلم آبادی ہے اور آبادی کی حیثیت سے ایک چھوٹا گاؤں ہے اور گاؤں کی تعریف یہ ہے کہ جہاں کی آبادی وسیع نہ ہو جس میں ضرورت کی اشیاء نہ ملتی ہوں اور گلی کوچے وغیرہ نہ ہوں اور ضروریات زندگی کی فراہمی کے لیے دوسرے شہر کا محتاج ہو اس لیے اس میں جمعہ جائز نہیں ہے[2] والجواب صحیح۔

---

(۱) تنبيه تصح الجمعة في مدينة تصح في مسجد.

(۲) كما في رد المحتار: في الجمعة عن أبي حنيفة أنه بلدة كبيرة فيها سكك وأسواق ولها رساتيق وفيها وال يقدر على إنصاف المظلوم من الظالم بحشمته الخ (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۳۷، ج ۲، مكتبة رشيدية كراچي)

وكذا في البناية شرح الهداية: (كتاب الصلاة، باب صلوة الجمعة، ص ۴۰، ج ۳، دار الكتب العلمية بيروت) وكذا في الفتاوى التاتارخانية (كتاب الصلاة، الفصل الخامس في صلاة الجمعة ص ۵۹، ج ۲، ادارة القرآن كراچي)

گاؤں سے یہ تعریف ثابت ہوتی ہے کہ جس جگہ اتنے لوگ رہتے ہوں کہ جب وہ وہاں کی بڑی مسجد میں جمع ہوں تو
مردم شماری پر جمعہ واجب ہوتا ہے کیونکہ اتنے افراد جو اس مسجد میں سمیٹ نہ سکیں (۱)۔ اور یہ تعریف مذکورہ بالا گاؤں پر
صادق ہوتی نظر نہیں آتی، ویسے یہ سب کچھ بھی ثابت نہیں ہوتا، یہ سب شہر کی علامات ہیں۔ ...
...
کرتے وقت ان لوگوں کی ... کیا گیا ہے ... کہ ایک مصر کی حیثیت اس گاؤں کی نہیں ہے۔ لہٰذا
اس میں جمعہ موقوف ہوگا اور عیدین کی نماز جائز نہ ہوگی۔ یہاں کے رہنے والوں پر جمعہ کے دن ظہر کے وقت چار
رکعتیں فرض ادا کرنی ضروری ہیں اور ان کو جماعت سے ادا کرنا مستحب و مؤکد ہے بلکہ واجب ہے[۲]۔ لہٰذا جمعہ کی نماز
چونکہ اس گاؤں میں جائز نہیں ہے، یہ امام ابو یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے شہر کی تعریف میں دس ہزار آبادی کے ہونے
کی ایک روایت آئی ہے[۳]۔ وفی الهداية لا تصح الجمعة إلا في مصر جامع أو في مصلى
المصر ولا تجوز في القرى لقوله عليه السلام لا جمعة ولا تشريق ولا فطر ولا أضحى إلا
في مصر جامع الخ[۴] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

---

۱) كما في الهداية: وعن أبي يوسف رحمه الله أنهم إذا اجتمعوا في أكبر مساجدهم لم يسعهم (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۶۵، ج۱، علوم اسلامی ملتان / لاہور کوئٹہ)
وكذا في البناية شرح الهداية (كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ۴۴۶، ج۳، دار الكتب العلمية بيروت) وكذا في الفتاوى التاتارخانية (كتاب الصلاة، الفصل الخامس في صلاة الجمعة، ص ۴۹، ج۲، ادارۃ القرآن، کراچی)

۲) كما في الهندية: والمصر في ظاهر الرواية الموضع الذي يكون فيه مفت وقاض يقيم الحدود وينفذ الأحكام ... ومن لا تجب عليهم الجمعة من أهل القرى والبوادي لهم أن يصلوا الظهر بجماعة يوم الجمعة بأذان وإقامة (كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ص ۱۴۵، ج۱، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)
وكذا في رد المحتار (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۳۸، ج۲، مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی)
وكذا في البحر الرائق (كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ۲۴۸، ج۲، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

۳) كما في الفتاوى التاتارخانية: وعن أبي يوسف ... وفي رواية أخرى عنه قال كل موضع يسكن فيه عشرة آلاف نفر (كتاب الصلاة، الفصل الخامس والعشرون في صلاة الجمعة، النوع الثاني، ص ۵۹، ج۲، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی)

۴) الهداية (كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ۱۶۵، ج۱، علوم اسلامی ملتان / لاہور کوئٹہ)
وكذا في البناية شرح الهداية (كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ۴۴۱، ۴۴۴، ج۳، دار الكتب العلمية بيروت) وكذا في فتح القدير (كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ۲۲، ۲۳، ج۲، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

جمعہ کی ادائیگی کا مستحب وقت کونسا ہے؟

﴿سوال﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ جمعہ اول وقت میں افضل ہے یا آخر میں جمعہ کا صحیح وقت کونسا ہے پہلا یا آخری۔ اس مسئلہ کی تفصیل سے روشنی ڈال کر شکریہ کا موقع دیں۔

﴿جواب﴾

جمعہ میں تعجیل یعنی اول وقت میں پڑھنا مستحب اور بہتر ہے۔ آج کل تقریباً ساڑھے بارہ بجے تو زوال آفتاب ہوتا ہے تو ایک بجے یا ڈیڑھ بجے تک نماز جمعہ ادا کر لی جائے زیادہ تاخیر پسندیدہ نہیں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول زوال کے ساتھ جمعہ پڑھنے کا تھا۔ اور یہی مستحسن ہے۔ عن انس رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی الجمعۃ حین تمیل الشمس رواہ البخاری[1] شامی میں ہے لکن جزم فی الاشباہ من فن الاحکام انہ لایسن لہا الابراد۔[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ایک سو تیس گھرانوں پر مشتمل آبادی میں جمعہ کا حکم

﴿سوال﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک گاؤں میں مدرسہ بھی ہے اور مسجد موجود ہو کیا اس میں شرعاً جمعہ وعیدین کی نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں جبکہ تقریباً پچیس سال سے یہاں جمعہ و عیدین کی نماز ہو رہی ہے باقی ہے اور دلیل امام ابو یوسف رحمہ اللہ کی یہ روایت کہ انہم اذا اجتمعوا فی اکبر مساجدہم لم یسعہم[3]۔ جس کو صاحب ہدایہ نے نقل کیا ہے پیش کرتے ہیں۔

---

۱) مشکوٰۃ المصابیح: (کتاب الصلاۃ، باب الخطبۃ والصلوٰۃ، الفصل الاول، ص ۱۲۳، قدیمی کتب خانہ کراچی)

۲) کما فی الشامیۃ (کتاب الصلاۃ، مطلب فی طلوع الشمس من مغربہا، ص ۳۶۷، ج ۱: مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی)۔ وکذا فی صحیح البخاری: (کتاب الجمعۃ، باب وقت الجمعۃ اذا زالت الشمس، ص ۱۲۳، ج ۱: قدیمی کتب خانہ کراچی)۔

۳) کما فی الھدایۃ (کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجمعۃ، ص ۱۶۵، ج ۱: مکتبہ رحمانیہ لاہور/ کوئٹہ)

اس گاؤں کی کل آبادی ۳۰۰۰ افراد پر مشتمل ہے۔ ضروریاتِ زندگی قریب ہی ہیں جو کہ مذکورہ بالا گاؤں سے تقریباً ۲ کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہیں اور ان کے علاوہ مسجد وغیرہ تمام ہیں۔ اسی گاؤں کی چار مسجدیں اور ایک عیدگاہ بصورت ... اپنے اپنے محلوں کے ... ہیں۔ نیز اس گاؤں میں ایک آٹا پیسنے کی مشین اور ایک ... موجود ہے۔ باقی ضروریاتِ زندگی کی تکمیل کے لئے صرف ایک دکان موجود ہے باقی ... وغیرہ موجود نہیں ہیں۔

امید ہے کہ مذکورہ بالا تمام امور مد نظر رکھتے ہوئے کسی مفصل فتویٰ سے نوازیں گے۔

الجواب

یہ گاؤں قریہ صغیرہ ہے اس میں نماز جمعہ صحیح نہیں جو لوگ جمعہ پڑھتے ہیں جمعہ کے پڑھنے سے ظہر کی نماز ذمہ سے ساقط نہ ہوگی(۲)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

ایک ہزار کی آبادی پر مشتمل گاؤں میں جمعہ کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک گاؤں ہے جس میں ایک جامع مسجد ہے اور اس میں پانچ وقت نماز باجماعت ادا کی جاتی ہے اور گاؤں کی آبادی تقریباً ایک ہزار افراد پر مشتمل ہے۔

الجواب

صحت جمعہ اور عیدین کے لئے مصر یا قریہ کبیرہ شرط ہے(۱)۔ ... کی آبادی تین چار ہزار کے قریب ہو

---

(۱) كما في رد المحتار: وفيما ذكرنا إشارة إلى أنه لا تجوز في الصغيرة التي ليس فيها قاض ومنبر وخطيب ... في الجواهر لو صلوا في القرى لزمهم أداء الظهر. (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۳۸، ج ۲، مكتبه ايچ ايم سعيد كراچى) وكذا في الهندية: (كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ص ۱۴۵، ج ۱، مكتبه رشيديه كوئته)

وكذا في البحر الرائق: (كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ۲۴۸، ج ۲، مكتبه رشيديه كوئته)

(۲) كما في رد المحتار مع الدر المختار: (ويشترط لصحتها سبعة أشياء: الأول: المصر) وتقع فرضاً في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها أسواق. (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۳۷، ۱۳۸، ج ۲، مكتبه ايچ ايم سعيد كراچى) وكذا في الهندية: (كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ص ۱۴۵، ج ۱، مكتبه رشيديه كوئته) وكذا في البحر الرائق: (كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ۲۴۸، ج ۲، مكتبه رشيديه كوئته)

اور ضروریات کی تمام اشیاء وہاں میسر ہوں یعنی روز مرہ کی ضروریات پوری کرنے کے لیے وہاں جمع ہوتے ہوں(١)۔ سوال میں جس گاؤں کا ذکر ہے چونکہ قریہ صغیرہ ہے اس لئے یہاں جمعہ کی نماز جائز نہیں۔ یہاں کے لوگ نماز ظہر باجماعت ادا کریں(٢)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

سات سو افراد پر مشتمل بستی میں جمعہ کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک بستی جس کی آبادی سات سو افراد کے قریب ہے اور ضروری اشیاء موجود ہے، بستی والوں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ یہاں جمعہ شروع کیا جائے ... آبادی شہر میں شامل ہو گئی ہے ... آبادی شہر سے ... کے فاصلے پر ہے ... نماز باجماعت ... کے ساتھ ہوتی ہے ... مساجد ہیں ... ان کا ... حصہ ہے

جواب

صورت مسئولہ میں جمعہ کے صحیح ہونے کے لیے علماء احناف کے نزدیک مصر کا ہونا شرط ہے ... مصر کے لیے ... بستی سات سو افراد پر مشتمل ہے ... اس کا حکم قریہ صغیرہ کا ہے ... لہٰذا یہاں جمعہ واجب الادا نہیں(٣)۔ قال في الشامي: والتعريف أحسن من التحديد. اهـ(٤)

---

(١) كما في الكوكب الدري: ... شرط المصر ... اختلفوا في ما يتحقق به المصر، فقيل ... وقيل: ما فيه أربعة آلاف رجال إلى غير ذلك، وأقرب الأقوال ... ما عليه ... في ترك الجمعة من غير عذر، ص ٢٣ ... ج ١، ادارة القرآن كراچي)

(٢) كما ... حاشية ... ص ٥٤٩

(٣) كما في رد المحتار: تقع فرضا في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها أسواق ... وفيما ذكرنا إشارة إلى أنه لا تجوز في الصغيرة التي ليس فيها قاض ومنبر وخطيب (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ١٣٨، ج ٢، ايچ ايم سعيد كراچي)

وكذا في البحر الرائق (كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ٢٤٨، ج ٢، مكتبة رشيدية كوئٹہ)

وكذا في الهندية (كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ص ١٤٥، ج ١، مكتبة رشيدية كوئٹہ)

(٤) رد المحتار (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ١٣٨، ج ٢، مكتبة ايچ ايم سعيد كراچي)

صورت مسئولہ میں جناب مستفتی صاحب نے اس کے مشہور ہے اور بستی کی حدود سے باہر ہے شہری قوانین کا اس بستی پر اطلاق نہیں ہوتا اور شہری قوانین کے لیے شہر ہونا ضروری ہے تو نماز جمعہ نہیں ہے یہاں کے لوگ نماز ظہر باجماعت ادا کریں (۱) جمعہ و عیدین یہاں درست نہیں (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

پانچ ہزار کی آبادی والے شہر سے تین میل کے فاصلے پر واقع تین صد آبادی والے گاؤں میں جمعہ کا حکم

سوال:

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک گاؤں جو تقریباً کم از کم تین صد افراد کی آبادی پر مشتمل ہے گاؤں مذکورہ سے اصلی تحصیل کے فاصلے پر ہے سلطان پور نامی قصبہ جو تقریباً ایک ہزار افراد اور چار پانچ ہزار کی آبادی پر مشتمل ہے واقع ہے تقریباً مذکورہ شہر و قصبہ سے نماز جمعہ ادا کی ہوتی ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ یہ جمعہ جو مذکورہ گاؤں میں جو نماز ادا کی جاتی ہے وہ ٹھیک جائز ہے یا نہیں واضح ہو کہ یہ جمعہ کی نماز میں تین سے زیادہ افراد شریک نماز نہیں ہوتے۔

الجواب:

بعد الحمد والصلوٰۃ نماز جمعہ کی صحت کے لیے شہر یا قصبہ کبیر ہونا ضروری ہے گاؤں اور دیہات میں جمعہ کی نماز ادا نہیں ہو سکتی اور ان کے رہنے والوں پر جمعہ کے بدلے اپنے گاؤں میں ظہر کی چار رکعتیں ادا کرنا فرض ہیں۔ دوسری جماعت واجب ہے اور صحت ادا کرنے سے ان کے ذمہ سے فرض ظہر ساقط نہیں ہوتا (۱)۔ قصبہ والوں کے لیے ...

---

(۱) كما في رد المحتار: لا تجوز في الصغيرة التي ليس فيها قاض ومنبر وخطيب ... الا مر ي في العوام لو صلوا في القرى لزمهم اداء الظهر (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۳۸، ج ۲، مكتبه ايچ ايم سعيد كراچي)

وكما في الهندية: ومن لا تجب عليهم الجمعة من اهل القرى والبوادي لهم ان يصلوا الظهر بجماعة يوم الجمعة باذان واقامة (كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلوة الجمعة، ص ۱۴۵، ج ۱، مكتبه رشيديه كوئٹه)

وكذا في البحر الرائق (كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ۲۴۸، ج ۲، مكتبه رشيديه كوئٹه)

(۲) كما في رد المحتار: صلوة العيد في القرى تكره تحريما (اي لانه اشتغال بما لا يصح) (كتاب الصلاة، باب العيدين، ص ۱۶۷، ج ۲، مكتبه ايچ ايم سعيد كراچي)

کی شرعی حیثیت نفل کی ہے اور نفل کو جماعت کے ساتھ ادا کرنا بالاتفاق مکروہ ہے(1) اس لیے ایسی بستی میں جمعہ ادا نہ کیا جائے اور ظہر کی نماز باقاعدہ باجماعت ادا کی جائے(2)۔ اسی طرح عیدین کی صحت کے لیے بھی وہی شرائط ہیں جو نماز جمعہ کے لیے ضروری ہیں: لا جمعة ولا تشریق ولا فطر ولا اضحی الا فی مصر جامع او کما قال(3)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جنازہ گاہ میں جمعہ و نماز پنجگانہ قائم کرنے کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین دریں مسئلہ کہ جنازہ گاہ جو کہ وسط شہر میں ہے اور قابل آبادی ہے اس کے ساتھ کاروبار مکانات ہیں اس میں نماز پنجگانہ جمعہ وغیرہ قائم کیے جا سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو کس حد تک ہے۔

الجواب

قبرستان کی زمین میں مسجد بنانا درست نہیں اگر جنازہ گاہ اسی غرض کے لیے ہے اور قبروں کے سامنے قبر نہیں تو اس میں وقتی نمازیں اور جمعہ پڑھا جا سکتا ہے(4)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

---

(1) كما في رد المحتار: تقع فرضاً في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها أسواق ... وفيما ذكرنا إشارة إلى أنه لا تجوز في الصغيرة التي ليس فيها قاض ومنبر وخطيب كما في المضمرات والظاهر أنه أريد به الكراهة لكراهة النفل بالجماعة ألا ترى أن في الجواهر لو صلوا في القرى لزمهم أداء الظهر. (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ١٣٨، ج٢، مكتبه ايچ ايم سعيد كراچی)۔ وكذا في الهندية: (كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ص ١٤٥، ج١، مكتبه رشيديه كوئٹه)۔ وكذا في بدائع الصنائع: (كتاب الصلاة، فصل في بيان شرائط الجمعة، ص ٢٥٩، ج١، مكتبه رشيديه كوئٹه)۔

(2) كذا في الهندية: ومن لا تجب عليهم الجمعة من أهل القرى والبوادي لهم أن يصلوا الظهر بجماعة يوم الجمعة بأذان وإقامة. (كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ص ١٤٥، ج١، مكتبه رشيديه كوئٹه)۔

(3) الهداية: (كتاب الصلاة، باب صلاة العيدين، ص ١٥٠، ج١، [illegible] كوئٹه)
وكذا في البناية شرح الهداية: (كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ٤٤، ج٣، دار الكتب العلمية بيروت)۔ وكذا في فتح القدير: (كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ٣٩، ج٢، مكتبه رشيديه كوئٹه)

(4) كما في رد المحتار: ولا بأس بالصلاة فيها إذا كان فيها موضع أعد للصلاة وليس فيه قبر ولا نجاسة ولا قبلته إلى قبر. (كتاب الصلاة، مطلب في أحكام المقابر، ص ٣٨٠، ج١، مكتبه ايچ ايم سعيد كراچی)۔ وكذا في الجامع الترمذي: (أبواب الصلاة، باب ما جاء أن الأرض كلها مسجد إلا المقبرة والحمام، ص ٧٣، ج١، ايچ ايم سعيد كراچی)۔ وكذا في رد المحتار: (كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ص ٦٥٤، ج١، ايچ ايم سعيد كراچی)

جیل میں جمعہ قائم کرنا

قتل کے جرم میں عمر قید کی سزا پانے والے کا نماز جمعہ میں امام بننا

سوال:

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ جیل میں جمعہ قائم کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور قتل کے جرم میں عمر قید کی سزا پانے والا شخص جمعہ کی نماز پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب:

جیل کا دروازہ بسبب حفاظت کے بند رہتا ہے اور خلوت کی طرف سے جیل کے اندر جانے والوں کو پہ شخص کی اجازت سے وہاں تک قیدی وغیرقیدی سب کی شرکت جائز ہے کہ امام قیدی ہو یا غیرقیدی ہو جیل میں جمعہ جائز ہے، درمختار وشامی میں ہے۔ قال فی شرح التنویر فی شروط صحة الجمعة (و) السابع (الاذن العام) (الی قوله) فلا يضر غلق باب القلعة لعدو او لعادة قديمة لان الاذن العام مقرر لاهله وغلقه لمنع العدو لا المصلي وفي الشامية تحت (قوله او قصره) قلت وينبغي ان يكون محل النزاع ما اذا كانت لا تقام الا في محل واحد اما لو تعددت فلا لانه لا يتحقق التفويت كما افاده التعليل فتامل [1]

دیگر مسائل سے واقف شخص کو امام بنایا جائے اگر ایسا شخص نہ ملے اور قتل کے جرم میں ماخوذ قیدی توبہ تائب ہو جائے اور مسائل جانتا ہو تو اس کی امامت بھی درست ہے [2]۔ فقط اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے آپ کے لیے رہائی کی بہتر صورت پیدا فرمائے۔ آمین۔

---

(۱) الدر المختار مع رد المحتار (کتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۵۱، ۱۵۲، ج ۲، مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی) وکذا فی مجمع الانہر (کتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۲۴۶، ج ۱، المکتبة الغفاریة کوئٹہ)۔ وکذا فی مجمع الفتاوی (کتاب الصلاة، باب صلوة الجمعة والعیدین: ص … ج ۱، مکتبہ دار العلوم کراچی)

(۲) قال الله تعالیٰ: وانی لغفار لمن تاب (سورة طه: آیت ۸۲)

وکذا فی مشکوة المصابیح: عن عائشة رضی الله تعالیٰ عنها قالت، قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان العبد اذا اعترف ثم تاب تاب الله علیه، متفق علیه۔ کتاب الدعوات، باب الاستغفار والتوبة، ص ۲۰۳، ج ۱، قدیمی کتب خانہ کراچی)

وکذا فیه (کتاب الدعوات، باب الاستغفار والتوبة، ص …، قدیمی کتب خانہ کراچی)

سات سو آبادی والی ایسی بستی میں جمعہ کا حکم جس سے ایک میل کے فاصلے پر سات ہزار کی آبادی ہو

﴿سوال﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ یہاں ایک بستی ہے جو پہاڑوں کے دامن میں واقع ہے۔ اس کی چاروں اطراف کے اندر تقریباً پانچ سات سو کی آبادی ہے، البتہ اس کے پاس ایک میل کے فاصلے پر ایک بستی ہے جس کی آبادی تقریباً پانچ سات ہزار کی ہے اور وہاں پر تقریباً پچاس سال سے جمعہ وعیدین کی نماز جاری ہے تو کیا اس چھوٹی بستی میں بھی اس بڑے شہر کی وجہ سے جمعہ پڑھا جا سکتا ہے یا نہیں؟

﴿الجواب﴾

صحت جمعہ وجواز جمعہ کے لئے مصر یا فنائے مصر کا ہونا شرط ہے اور قریہ جو کہ اتنی آبادی والا ہو جہاں ضروریات زندگی تمام میسر ہوں مصر کے حکم میں ہے۔ صورت مسئولہ میں جس بستی کا ذکر ہے جس کی آبادی پانچ سات سو ہے تو یہ چھوٹا گاؤں ہے اور یہاں نماز جمعہ وعیدین جائز نہیں، یہاں کے لوگ نماز ظہر باجماعت ادا کریں۔(۱) اس پاس کی آبادی ایک مستقل نام کے ساتھ معلوم ہے اور درمیان میں فاصلہ ایک میل کا ہے تو یہ شمار نہیں کیا جائے گا تو یہ مستقل الگ بستی ہے اور یہاں کے لوگ جمعہ کے لئے بڑی بستی میں جا سکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ایک شہر میں کئی مقامات پر جمعہ قائم کرنے کا حکم

﴿سوال﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین کہ ایک مسجد جو کہ ملتان شہر کی حدود میں واقع ہے اور جس کے اردگرد کافی آبادی ہے اس میں نماز جمعہ کا اہتمام کیا گیا ہے لیکن بعض حضرات کہتے ہیں کہ اس مسجد میں جمعہ جائز نہیں ہے۔

---

(۱) كما في رد المحتار: تقع فرضاً في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها أسواق ... وفيما ذكرنا إشارة إلى أنه لا تجوز في الصغيرة التي ليس فيها قاض ومنبر وخطيب ... لا تجوز في القرى ولزمهم أداء الظهر. (رد المحتار: كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ١٣٨ ج ٢، مكتبه ايچ ايم سعيد كراچی) وكما في ... (... كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ص ١٤٥ ج ١، مكتبه رشيديه كوئٹه)

(وكذا في البحر الرائق: كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ١٤٨ ج ٢، مكتبه رشيديه كوئٹه)

الجواب

حنفیہ کا صحیح و مفتیٰ بہ مذہب یہ ہے کہ ایک شہر میں چند جگہ جمعہ صحیح ہے۔ کما فی الدر المختار: و تؤدی فی مصر واحد بمواضع کثیرۃ مطلقا علی المذهب و علیه الفتوی[1]۔ پس اگر قریب مسجد کے نمازیوں کو کم کر کے دوسری مسجد کو غیر آباد کرنا مقصود نہ ہو تو اس مسجد میں جمعہ شروع کرنا درست ہے۔ اس کا بھی خیال رکھا جائے کہ جمعہ اول وقت میں پڑھا جائے۔ حنفیہ کا صحیح مذہب یہ ہے کہ جمعہ میں تعجیل مستحب ہے اور احادیث سے بھی جمعہ کی تعجیل ہی ثابت ہوتی ہے۔ پس زوال کے بعد مثلاً ساڑھے بارہ بجے اذان ہو جانی چاہیے پھر دس پندرہ منٹ بعد خطبہ اور اس کے بعد نماز ہونی چاہیے۔ مثلاً ایک بجے تک یہ سب کام ہو جائیں۔ یا کچھ قدر کم و بیش ہو۔ قال فی رد المحتار: لکن جزم فی الاشباہ من فن الاحکام انه لا یسن لها الابراد و قال الجمهور لیس بمشروع لانها تقام بجمع عظیم فتاخیرہ مفض الی الحرج[2]۔

بہرحال جمعہ اس مسجد میں جائز ہے البتہ بہتر یہ ہے کہ جہاں تک ہو سکے ایک مسجد میں جمعہ کا اہتمام کیا جائے اور ہر مسجد میں الگ الگ جمعہ شروع نہ کیا جائے[3]۔ فقط واللہ اعلم

چار سو گھروں کی آبادی والی بستی میں جمعہ قائم کرنے کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک بستی میں تقریباً چار سو گھر ہیں اور ان گھروں سے ملا کر تقریباً … کی آبادی ہو جاتی ہے اور اس بستی میں ضروریات زندگی کی اشیاء موجود ہیں اور دو بڑی بڑی مسجدیں ہیں تو کیا اس بستی میں جمعہ پڑھنا جائز ہے۔

---

(١) الدر المختار: (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ١٤٤، ج٢، مكتبه ايچ ايم سعيد كراچی) وكذا في البحر الرائق: (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ٢٤٩، ج٢، مكتبه رشيديه كوئٹه) وكذا في فتح القدير: (كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ٢٣، ج٢، مكتبه رشيديه كوئٹه)

(٢) رد المحتار: (كتاب الصلاة، مطلب في طلوع الشمس من مغربها، ص ٣٦٧، ج١، مكتبه ايچ ايم سعيد كراچی) وكذا في البحر الرائق: (كتاب الصلاة، ص ٢٤٩، ج١، مكتبه رشيديه كوئٹه) وكذا في بذل المجهود في حل ابي داود: (كتاب الصلاة، باب وقت الجمعة، ص ١٧٦، ج٢، امداديه، ملتان)

(٣) تقدم تخريجه في حاشية نمبر ١ في صفحة هذا.

الجواب

یہ گاؤں قریہ صغیرہ ہے اس میں اقامت جمعہ درست نہیں، اقامت جمعہ کے لیے شہر یا قصبہ کا ہونا ضروری ہے۔ حدیث شریف میں ہے: لا جمعة ولا تشريق إلا في مصر جامع(۱)۔ وفي الشامية: وتقع فرضا في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها أسواق(۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

ایک ہزار کی آبادی والی بستی میں جمعہ کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک بستی ہے اس میں مردم شماری کے مطابق آبادی ایک ہزار سے زائد ہے جس میں چالیس دکانیں ہیں، جن سے روزمرہ کی ضروریات کی اشیاء ملتی ہیں۔ پرائمری اسکول سرکاری تھانہ جس میں سرکاری ملازم رہتے ہیں۔ مسجد میں پانچ وقت نماز باجماعت ہوتی ہے۔ مقتدیوں کی تعداد پچاس یا ساٹھ ہے۔ مذکورہ بستی میں چھوٹی چھوٹی گلیاں بھی ہیں، اس میں رہنے والے تو شہر میں اپنی ضروریات کی چیزیں خریدتے ہیں۔ کیا اس بستی میں جمعہ ادا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ امام اعظم رحمہ اللہ کا مذہب کیا ہے؟ بینوا بالدلائل الواضحة توجروا في الدارين۔

الجواب

یہ گاؤں قریہ صغیرہ ہے اس میں اقامت جمعہ درست نہیں، ظہر کی نماز باجماعت پڑھتے رہیں(۳)۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

---

(۱) الهداية، كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص: ۱۶۸، ج: ۱، مكتبة شركة علمية ملتان)

(۲) رد المحتار، كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ص: ۱۴۵، ج: ۱، مكتبة رشيدية كوئٹہ)

وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص: ۲۴۸، ج: ۲، مكتبة رشيدية كوئٹہ)

(۳) كما في رد المحتار: لا تصح الجمعة في القرى التي ليس فيها قاض ... [illegible] ... كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص: ۱۳۸، ج: ۲، مكتبة سعيد كراچی) (وكذا في الهندية، كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ص: ۱۴۵، ج: ۱، مكتبة رشيدية كوئٹہ)

وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص: ۲۴۸، ج: ۲، مكتبة رشيدية كوئٹہ)

کسی کو پانچوں نمازوں اور جمعہ کے لیے آنے سے روکنا کیا اذنِ عام کے خلاف ہے

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک شخص نے دوسرے کو مسجد میں آنے سے جمعہ اور پانچوں نمازوں کے لیے منع کیا اور یہ شخص کی اجازت کی وجہ ہوا کیا یہ اذنِ عام کے خلاف ہے یا نہ اور اس مسجد میں دوبارہ جمعہ شریف جائز ہے یا نہ۔

جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ اذنِ عام کے منافی نہیں ہے اور اس مسجد میں دوبارہ جمعہ شریف جائز ہوگا اگرچہ کسی شخص کا ذاتی عداوت کی بنا پر مسجد سے روکنا بڑا گناہ ہے۔ لقولہ تعالیٰ وان المساجد للہ[1] الآیۃ۔ وقال تعالیٰ ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیہا[2]۔ الآیۃ۔ ایک آدمی کو مسجد میں آنے سے روکنا اذنِ عام کے منافی نہیں ہے۔ کیونکہ اس صورت میں تو سب لوگوں کو یہاں پڑھنے کی اجازت ہے صرف ایک شخص کو منع کیا ہے تو اس سے اذنِ عام کی شرط مفقود نہیں ہو جاتی ہے[3]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ساٹھ گھروں کی آبادی والی بستی میں جمعہ کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیانِ شرع متین دریں مسئلہ کہ جمعہ کے ہونے کے لیے کیا کیا شرائط ہیں اور کیا ایسی جگہ میں نمازِ جمعہ جائز ہے جس کی آبادی تقریباً ساٹھ گھر ہیں اور وہاں تحصیل و تھانہ وغیرہ کچھ نہیں ہے۔

(نوٹ) نیز بعض دیہاتوں میں جمعہ کے بعد چار رکعت فرض بھی احتیاطی پڑھنا کیسا ہے۔ بینوا توجروا

---

۱) کما قال اللہ تعالیٰ: (سورۃ الجن، آیت نمبر ۱۸)

۲) کما قال اللہ تعالیٰ (سورۃ البقرۃ آیت: ۱۱۴)

۳) کما فی تفسیر مظہری: سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۱۱۴، ص ۲۸۰، ج ۱، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)
وکذا فی امداد الفتاوی، کتاب الوقف احکام المساجد ص ۶۶۹، ج ۲، مکتبہ دار العلوم کراچی)

الجواب

مذہب حنفی کی تمام کتب میں مذکور ہے کہ جمعہ کے ادا ہونے اور واجب ہونے کے لیے مصر شرط ہے اور مصر کہتے ہیں شہر یا ایسے قصبہ اور بڑے قریہ کو جس میں دو چار ہزار آدمی آباد ہوں، بازار ہو، گلیاں ہوں، دکانیں ہوں وہ بھی حکم شہر میں ہے۔ کما قال فی الشامیۃ وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیہا اسواق (الی ان قال) وفیما ذکرنا اشارۃ الی انہ لا تجوز فی الصغیرۃ[1] خلاصہ یہ کہ بڑے قریہ یا قصبہ اور شہر یا متعلقات شہر میں جمعہ پڑھنا چاہیے، چھوٹے قریہ میں جمعہ نہیں ہوتا اور جس میں شک ہو کہ قریہ کبیرہ ہے یا چھوٹا تو صحیح یہ ہے کہ اس میں جمعہ پڑھنا جائز نہیں وہاں ظہر باجماعت پڑھنی چاہیے[2]۔ جمعہ کے بعد چار رکعت فرض احتیاطی درست ہے[3]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ایک وسیع مسجد ہوتے ہوئے دوسری مسجد بنا کر جمعہ ادا کرنے کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شہر یا گاؤں میں ایک جامع مسجد میں عرصہ دراز سے نماز جمعہ ہوتی ہے اب محلہ والوں نے دوسری مسجد بنائی ہے کہ اس میں نماز جمعہ ادا کریں۔ حالانکہ پہلی مسجد وسیع اور کافی ہے تو کیا اس دوسری مسجد میں نماز جمعہ ادا کرنا جائز ہوگا یا نہ؟

---

(۱) رد المحتار: (کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ص ۱۳۸، ج ۲، مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی)

(۲) کما فی رد المحتار: تقع فرضا فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیہا اسواق ... وفیما ذکرنا اشارۃ الی انہ لا تجوز فی الصغیرۃ التی لیس فیہا قاض ومنبر وخطیب ... والاظہر ... لو صلوا فی القری لزمہم اداء الظہر۔ (کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ص ۱۳۸، ج ۲، مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی)

وکذا فی الہندیۃ: (کتاب الصلاۃ، الباب السادس عشر فی صلاۃ الجمعۃ، ص ۱۴۵، ج ۱، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

وکذا فی البحر الرائق: (کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجمعۃ، ص ۲۴۵، ج ۲، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

(۳) کما فی الہندیۃ: ثم فی کل موضع وقع الشک فی جواز الجمعۃ لوقوع الشک فی المصر أو غیرہ وأقام أہلہ الجمعۃ ینبغی أن یصلوا بعد الجمعۃ أربع رکعات وینووا بہا الظہر ... الخ (کتاب الصلاۃ، الباب السادس عشر فی صلاۃ الجمعۃ، ص ۱۴۵، ج ۱، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

وکذا فی الدر المختار: (کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ص ۱۳۷، ج ۲، ایچ ایم سعید کراچی)

وکذا فی البحر الرائق: (کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ص ۲۴۵، ج ۲، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

الجواب

اس گاؤں میں اگر [illegible] ہے تو اس میں [illegible] جمعہ درست ہے [illegible] جمعہ [illegible] ہوگی (1)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

پانچ سو کی آبادی والے قصبہ میں جمعہ کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک قصبہ جس کی آبادی تقریباً پانچ سو ہے [illegible] چھوٹیاں [illegible] دکانیں [illegible] اس قصبہ میں [illegible] ضروریات [illegible] کی تمام چیزیں نہیں ملتی ہیں [illegible] یہاں کے لوگوں کا خیال ہے کہ نماز جمعہ [illegible] اور جمعہ و خطبہ [illegible] صاحب [illegible] کے لیے شرعی [illegible] جمعہ [illegible]

الجواب

پانچ سو کی آبادی کی بستی میں حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جمعہ جائز نہیں ہے اس لیے [illegible] ظہر کی نماز پڑھنی چاہیے (2)۔ تبلیغی [illegible] سے [illegible] جائے [illegible] تبلیغ [illegible] جمعہ [illegible] ہے (3)۔ فقط واللہ اعلم

---

(1) كما في الدر المختار مع رد المحتار: (وتؤدى في مصر واحد بمواضع كثيرة) مطلقا على المذهب وعليه الفتوى (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ١٤٤، ج٢، مكتبه ايچ ايم سعيد كراچی)

وكذا في البحر الرائق: (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ١٤٢، ج٢، مكتبه رشيديه كوئٹه)

وكذا في فتح القدير: (كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ٤٢، ج٢، مكتبه رشيديه كوئٹه)

(2) كما في الدر المختار: [illegible] في قصبة [illegible] فيها [illegible] وخطيب (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ١٣٨، ج٢، مكتبه ايچ ايم سعيد كراچی) وكذا في البحر الرائق: (كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ١٤٢، ج٢، مكتبه رشيديه كوئٹه) وكذا في الهندية: (كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ص ١٤٥، ج١، مكتبه رشيديه كوئٹه)

(3) كما قال الله تعالى: يؤمنون بالله واليوم الآخر ويأمرون بالمعروف وينهون عن المنكر ويسارعون في الخيرات وأولئك من الصالحين (سورة آل عمران، آية: ١١٤) وكذا في مشكوة المصابيح: عن أبي موسى الأشعري قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: [illegible] بالمعروف ولتنهون عن المنكر [illegible] (مشكوة، باب الأمر بالمعروف، ص ٤٣٦، ج٢، قديمی كتب خانه كراچی) [illegible] باب الأذان والأفعال [illegible] ص ١٥٥، ج١، مكتبه قديمی كتب خانه كراچی)

ایک ہزار کی آبادی والی ایسی بستی میں جمعہ کا حکم جس سے فرلانگ دو فرلانگ کے فاصلے پر اور بستیاں ہوں

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک بستی ہے جہاں ... جس کی آبادی تقریباً ایک ہزار ہے اس میں ایک جامع مسجد، ایک مدرسہ ہے جس میں قرآن پاک، حدیث شریف اور دینیات کی تعلیم ہوتی ہے اور دو تین دکانیں ہیں جن میں تقریباً تمام ضروریات زندگی کی اشیاء ملتی ہیں ... بستیاں ہیں فرلانگ دو فرلانگ کے فاصلے پر ہیں سرکاری طور پر ان کے ساتھ ... تو کیا اس میں جمعہ و عیدین جائز ہیں۔

جواب

یہ قریہ صغیرہ ہے، یہاں جمعہ و عیدین جائز نہیں[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جامع مسجد کو ویران کرنے کی غرض سے دوسری چھوٹی مسجد میں جمعہ شروع کرنے کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کہ ایک شہر میں ایک ہی جامع مسجد ہے اس میں عرصہ دراز سے جمعہ پڑھا جاتا ہے کسی قانونی اور شرعی جھگڑے کی بنا پر چند لوگ دوسری چھوٹی مسجد میں جمعہ قائم کر دیتے ہیں اور ان کا ارادہ بھی ساتھ ساتھ یہ ہے کہ جامع مسجد ویران ہو جائے کیا ان لوگوں نے جو دوسری چھوٹی مسجد میں جمعہ ... جمعہ ہو سکتا ہے یا ان کی نماز ظہر ... مسجد میں پڑھ چکے ہیں ... ارشاد فرمائیں بینوا توجروا

---

(۱) کما فی الدر المختار: لا تجوز فی الصغیرة التی لیس فیها قاض و منبر و خطیب (کتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۳۸، ج ۲، ایچ ایم سعید کراچی)

وکذا فی الهندیة: (کتاب الصلاة، الباب السادس عشر فی صلاة الجمعة، ص ۱۴۵، ج ۱، مکتبه رشیدیه کوئٹه)

وکذا فی البحر الرائق: (کتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ۲۴۸، ج ۲، مکتبه رشیدیه کوئٹه)

﴿ج﴾

ایک ہی علاقہ میں متعدد جگہوں پر جمعہ قائم کرنے کے سلسلہ میں خود ائمہ کا اختلاف ہے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام ابویوسف رحمہ اللہ سے اس طرح کے مروی ہے تعدد کو جائز نہیں رکھتے امام محمد رحمہ اللہ تعدد کے جواز کے قائل ہیں۔ اس لیے احتیاط لازم ہے اور جمعہ صرف ایک جگہ پڑھنے پر اکتفا کیا جائے تاہم اس کے باوجود اگر دو جگہ بھی پڑھ لیا جائے تو بنا بر قول امام محمد جمعہ ادا ہو جاتا ہے۔ (ھو المعتمد) لہٰذا صورت مسئولہ میں تو مفتیٰ بہ قول کے مطابق تو جمعہ صحیح ہو جائے گا(۱) اگرچہ احتیاط کے خلاف ہوگا۔ البتہ اگر ان کا مقصد صرف تفریق بین المسلمین ہے اور کوئی شرعی وجہ الگ پڑھنے کی نہیں ہے بلکہ صرف فساد یا ذاتی اختلاف کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں تو ان کا یہ فعل گناہ ہوگا(۲)۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر

چار سو کی آبادی والے چک میں جاری جمعہ کو بند کرنے کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ہمارا چک جس کی آبادی تقریباً چار سو افراد پر مشتمل ہے دیہات

---

(۱) كما في فتح القدير: أن عند أبي حنيفة لا يجوز تعددها في مصر واحد وكما روى أصحاب الإملاء عن أبي يوسف أنه لا يجمع في مسجدين في مصر إلا أن يكون بينهما نهر كبير حتى يكون كمصرين... وعن محمد يجوز تعددها مطلقاً رواه عن أبي حنيفة ولهذا قال السرخسي الصحيح من مذهب أبي حنيفة جواز إقامتها في مصر واحد في مسجدين فأكثر به نأخذ (كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ۲۵، ج۲: مكتبه رشيديه كوئته)۔ وكذا في الدر المختار مع رد: (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۴۴، ۱۴۵، ج۲، مكتبه ايچ ايم سعيد كراچي)

وكذا في البحر الرائق: (كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ۲۴۰، ج۲: مكتبه رشيديه كوئته)

(۲) قال الله تعالى: واعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا (سورة آل عمران: آيت ۱۰۳)

وفي تفسير اللباب في علوم الكتاب: قوله: ولا تفرقوا ... الثاني أنه نهي عن المعاداة والمخاصمة فإنهم كانوا في الجاهلية مواظبين على ذلك فنهوا عنه الثالث: أنه نهي عما يوجب الفرقة ويزيل الألفة ... واعلم أن النهي عن الاختلاف والأمر بالاتفاق ... (ص ۳۲۴، ج۵: سورة آل عمران آيت نمبر ۱۰۳، دار الكتب العلمية بيروت)۔ وكذا في روح المعاني: (ص ۲۲۱، ج۴، سورة آل عمران، آيت نمبر ۱۰۳، طبع دار احياء التراث بيروت)

وكذا في التفسير المنير: (ص ۲۹، ج۴: سورة آل عمران، آيت نمبر ۱۰۳، مكتبه عثمانيه كوئته)

میں واقع ہے۔ جس میں اس دو کی بڑی جگہ ہے کہ ان سے تمام ضروریات پوری ہو سکیں۔ عرصہ پانچ سال سے اس میں جمعہ المبارک شروع ہے۔ اب بند کرنے میں عوام شدید اختلاف کرتے ہیں اور فتنہ کا خطرہ ہے تو کیا اب جمعہ کو باقی رکھنے کے جواز کی کوئی صورت ہے تاکہ فتنہ نہ ہو، اور فقہ کا پہلو نکل آئے یا بند کرنا ضروری ہے اگر ضروری ہے تو سابقہ نمازوں کے بارے میں کیا حکم ہے۔

﴿الجواب﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ دیہات میں جمعہ جائز نہیں ہوتا[1] اس کا بند کرنا موعظت حسنہ کے ساتھ ضروری ہے۔ اور ظہر کی نمازیں جو بجائے جمعہ کے ادا نہیں کی گئیں ان کی قضا کرنا ضروری ہے[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ڈیڑھ سو گھروں کی آبادی والے گاؤں میں جمعہ کا حکم

﴿سوال﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک گاؤں کے اندر تقریباً ڈیڑھ سو گھر ہیں اور جمعہ کے وقت تقریباً چار سو آدمی جمع ہو جاتے ہیں کیا اگر جمعہ نہ پڑھا جائے تو کیا جائز ہے براہِ مہربانی بحوالہ کتب مسئلہ واضح فرمائیں۔

﴿الجواب﴾

نماز جمعہ شہر یا قصبہ میں ہو سکتی ہے[3] اس گاؤں میں احناف کے نزدیک جمعہ پڑھنا جائز نہیں ہے

---

(۱) كما في رد المحتار: (تنبيه) في الصغيرة التي ليس فيها قاض ومنبر وخطيب ... الاظهر انه في ... سقطوا ... في ظهر لا يلزمهم اداء الظهر (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۳۸، ج۲، مكتبه ايچ ايم سعيد كراچي) وكذا في البحر الرائق (كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ۲۴۵، ج۲، مكتبه رشيديه كوئٹه) وكذا في الهنديه (كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلوة الجمعة، ص ۱۴۵، ج۱، مكتبه رشيديه كوئٹه)

(۲) كما في الهداية: من فاتته صلوة قضاها اذا ذكرها (كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، ص ۱۵۱، ج۱، مكتبه رحمانيه لاهور) وكذا في البناية شرح الهداية (كتاب الصلوة، باب قضاء الفوائت، ص ۴۸۲، ج۲، دار الكتب بيروت)

(۳) كما في بدائع الصنائع: وكذا لا يصح اداء الجمعة الا في المصر وتوابعه (كتاب الصلاة، فصل في بيان شرائط الجمعة، ص ۲۵۹، ج۱، مكتبه رشيديه كوئٹه) وكذا في الهنديه (كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلوة الجمعة، ص ۱۴۵، ج۱، مكتبه رشيديه كوئٹه) وكذا في حاشية الطحطاوي (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۵۰۴، قديمي كتب خانه كراچي)

گاؤں قریہ ہے جو بڑی بستی ہے جس میں جمعہ پڑھنے سے جمعہ صحیح ہو جاتا ہے(۲)۔ جواثی نام یہ قریہ بحرین میں واقع ہے اور اس کے بارے میں بعض محدثین نے جو بخاری کی روایت نقل کی ہے تو اس کی بابت یہ بات قابل غور ہے کہ بخاری کی روایت میں قریہ کا لفظ آیا ہے حالانکہ قریہ لغت عرب اور قرآن کے محاورہ میں دونوں پر بولا جاتا ہے اور یہ جواثا ایک شہر تھا جو منڈی ہے قریہ نہیں اس سے بھی زیادہ ہے۔ صاحب فتح القدیر نے یہ لکھا ہے: و اما ما روی عن ابن عباس ان اول جمعة جمعت بعد جمعة في مسجد رسول الله صلى الله عليه وسلم بجواثى قرية بالبحرين فلاينافي المصرية تسمية الصدر الاول اسم القرية اذ القرية تقال عليه في عرفهم وهو لغة القرآن قال الله تعالى و قالوا لولا نزل هذا القرآن على رجل من القريتين عظيم اي مكة والطائف و لاشك ان مكة مصر و في الصحاح ان جواثا حصن بالبحرين فهي مصر - اس کے بعد ہم لکھتے ہیں کہ وفيه قال في المبسوط انها مدينة بالبحرين - صاحب ہدایہ جلد اول باب الصلوة الجمعة میں فرماتے ہیں: لاتصح الجمعة الا في مصر جامع(۳)۔

اور ایک حدیث نقل کی ہے: لا جمعة(۴) و لا تشريق و لا فطر و لا اضحى الا في مصر جامع - گاؤں اور دیہات کے متعلق صاف لکھا ہے: و لا تجوز(۵) في القرى - علامہ عینی(۶) نے بھی جواثا کے متعلق مفصلاً تحریر کیا ہے اور جواثا کو لوگوں کا مرکز ہے اور کثرة السكان تدل على ان جواثا مدينة قطعا - علامہ شامی نے یہ بات لکھی ہے: لا تجوز في الصغيرة التي ليس فيها قاض و منبر و خطيب(۷) جزائری نے بھی یہ لکھا ہے کہ جواثا میں فرض ہونے سے پہلے جمعہ پڑھا گیا ہے: فكان قبل ان تفرض الجمعة او معرعلمه صلى الله عليه وسلم - والله تعالیٰ اعلم

عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

---

۱) كما في رد المحتار: تقع فرضا في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها أسواق ... فيما ذكرنا إشارة إلى أنه لاتجوز في الصغيرة ... وكما أن المصر أو فناءه شرط جواز الجمعة فهو شرط جواز صلاة العيد. (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۳۸-۱۳۹، ج ۲: مكتبه ايچ ايم سعيد كراچي) وكذافي الهنديه (كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلوة الجمعة، ص ۱۴۵، ج ۱: مكتبه رشيديه كوئته) وكذافي البحر الرائق: (كتاب الصلاة، باب صلوة الجمعة، ص ۱۴۸، ج ۲، مكتبه رشيديه كوئته)
۲) كما في فتح القدير: (كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ۲۲، ج ۲: مكتبه رشيديه كوئته)
۳) كما في الهداية: (كتاب الصلاة، باب صلوة الجمعة، ص ۱۶۰-۱۶۱، ج ۱: مكتبه بلوچستان بك ڈپو كوئته)
۴) كما في المصنف لابن ابي شيبة: (كتاب الجمعة، من قال لا جمعة ولاتشريق إلا في مصر جامع، ص ۱۰۱، ج ۲، مكتبه امداديه ملتان)۔
۵) كما في الهداية: (كتاب الصلوة، باب صلوة الجمعة، ص ۱۶۰، ج ۱، بلوچستان بك ڈپو كوئته)
۶) كما في عمدة القاري شرح صحيح البخاري: (كتاب الجمعة، باب الجمعة في القرى والمدن، ص ۱۸۹، ج ۶، دار الفكر بيروت)۔
۷) كما في رد المحتار: (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۳۸، ج ۲: مكتبه ايچ ايم سعيد كراچي)
۸) كما في البناية شرح الهداية: (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۴۱، ج ۳: دار الكتب العلميه بيروت)

جمعہ کی دو رکعتیں فرض ہیں یا واجب

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ نماز جمعہ کی دو رکعت جو کہ باجماعت پڑھی جاتی ہیں یہ فرض ہیں یا واجب۔

﴿ج﴾

جہاں شرائط جمعہ پائی جائیں وہاں جمعہ فرض عین ہے (هي (أي الجمعة) فرض عين يكفر جاحدها) لثبوتها بالدليل القطعي كما حققه الكمال (درمختار) قوله " بالدليل القطعي " وهو قوله تعالى يا ايها الذين امنوا اذا نودي للصلوة من يوم الجمعة فاسعوا[1] — الاية و بالسنة والاجماع۔[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

شہر سے دو میل کے فاصلہ پر ایک سو کی آبادی والی بستی میں جمعہ کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ بستی تگڑا موضع سوہن تحصیل شجاع آباد میں ۱۲ صفر ۹۹ھ مطابق ۱۳ فروری ۷۹ء بروز جمعۃ المبارک نماز جمعہ کا آغاز کیا گیا ہے۔ بستی مذکور میں تقریباً چالیس سال قبل نماز جمعہ کا آغاز کیا گیا تھا۔ عرصہ تین ماہ تک جاری رہا مولانا قاضی غلام حسین مرحوم کو معلوم ہوا تو انھوں نے اس نماز جمعہ کو ناجائز قرار دیا اور نماز جمعہ بند کرا دی گئی۔ بستی مذکور کا فاصلہ شہر شجاع آباد سے تقریباً دو میل ہے جبکہ توسیع حدود شہر سے فاصلہ نصف میل رہ جاتا ہے۔ بستی میں مکانات کی تعداد بھی ہے۔ اور آبادی ایک سو کے قریب ہے۔ ویسے آدمی دیہات کے کافی جمع ہو سکتے ہیں کیا اس بستی میں نماز جمعہ ادا ہو سکتی ہے یا نہیں۔

---

(۱) سورۃ الجمعۃ پارہ ۲۸، آیت نمبر ۹۔

(۲) الدر المختار مع رد: (کتاب الصلاۃ باب الجمعۃ، ص ۱۳۶، ج ۲، مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی)
وکذا في البحر الرائق: (کتاب الصلاۃ باب صلاۃ الجمعۃ، ص ۲۴۵، ج ۲، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)
وکذا في الهندیۃ: (کتاب الصلاۃ، الباب السادس عشر في صلوۃ الجمعۃ، ص ۱۴۴، ج ۱، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

جواب

صورتِ مسئولہ میں جس بستی کا ذکر ہے وہاں کے حالات کی رو سے ایسی بستی شرعاً گاؤں اور دیہات کے حکم میں ہے، جہاں جمعہ ادا کرنے کی شرائط نہیں پائی جاتیں لہٰذا وہاں جمعہ جائز نہیں۔ لما في الشامية: وفيما ذكرنا إشارة إلى أنه لا تجوز في الصغيرة۔(۱) لہٰذا ایسی بستی والوں کو ظہر باجماعت ادا کرنی ہو گی(۲)۔ جہاں جمعہ درست نہیں وہاں کے لوگوں سے جمعہ کا فرض ادا نہیں ہوتا، جب تک ظہر نہ پڑھیں ذمہ سے فرض ساقط نہ ہو گا۔ اگر جمعہ پڑھ لیں تب بھی ظہر کا اعادہ لازم ہے(۳)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کیا جمعہ کی نماز پڑھنے کے بعد ظہر کی نماز ادا کرنا ضروری ہے

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ جن دیہات میں جمعہ کی نماز پڑھنے کے بعد ظہر کی نماز ادا کرنا ضروری ہے، جمعہ کی شرعی حیثیت واضح فرما دیں۔

---

(۱) رد المحتار: (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ١٣٨، ج ٢، مكتبہ ايچ ايم سعيد كراچی)
وكذا في الهندية: (كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ص ١٤٥، ج ١، مكتبہ رشيدية كوئٹہ) وكذا في البحر الرائق: (كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ٢٤٨، ج ١، مكتبہ رشيدية كوئٹہ)

(۲) كما في رد المحتار: لا تجوز في الجواهر ولو صلوا في القرى لزمهم أداء الظهر: (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ١٣٨، ج ٢، مكتبہ ايچ ايم سعيد كراچی) وكذا في الهندية: (كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ص ١٤٥، ج ١، مكتبہ رشيدية كوئٹہ)
وكذا في البحر الرائق: (كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ٢٤٨، ج ٢، مكتبہ رشيدية كوئٹہ)

(۳) كما في البحر الرائق: وأما إذا لم يقع إلا الجمعة فلا يصح ... وقد أفتى ... (كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ٢٤٨، ج ٢، مكتبہ رشيدية كوئٹہ) وكذا في رد المحتار: (كتاب الصلاة، باب الجمعة، مطلب في شروط وجوب الجمعة، ص ١٥٤، ج ١، مكتبہ رشيدية كوئٹہ) وكذا في رد المحتار: (كتاب الصلاة، باب الجمعة، مطلب في شروط وجوب الجمعة، ص ١٥٣، ج ٢، مكتبہ ايچ ايم سعيد كراچی)
وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح: (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ٥٠٥، قديمي كتب خانہ كراچی)

الجواب

جہاں پر جمعہ کی نماز فرض ہو وہاں پر جمعہ کی نماز پڑھنے سے ظہر کی نماز ذمہ سے ساقط ہوجاتی ہے لہٰذا جمعہ کی نماز کے بعد ظہر کی نماز پڑھنا کوئی ضروری نہیں(۱)۔

فرضیت جمعہ کے لیے شہر یا قصبہ کا ہونا ضروری ہے(۲)۔ قصبہ کی تعریف حضرات علماء یہ کرتے ہیں کہ جس میں بازار ہوں اور خرید وفروخت ہو(۳)۔ آبادی مردم شماری کم از کم تین چار ہزار کی ہو(۴)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

شہر کی ایسی مسجد میں جمعہ کا حکم کہ جس میں پانچ وقت کی باجماعت نماز نہ ہوتی ہو

السؤال

کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع متین ان مسائل میں کہ:

---

(۱) كما في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح: وليس الاحتياط في فعلها لأن الاحتياط هو العمل بأقوى الدليلين وأقواهما إطلاق جواز تعدد الجمعة وبفعل الأربع مفسدة اعتقاد الجهلة عدم فرض الجمعة أو تعدد المفروض في وقتها ولا يفتى بالأربع إلا للخواص، ويكون فعلهم إياها في منازلهم. (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ٥٠٦، مكتبه قديمي كتب خانه، كراچی)

وكذا في رد المحتار: (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ١٤٦، ج٢: مكتبه ايچ ايم سعيد كراچی)

وكذا في البحر الرائق: (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ٢٥٠-٢٥١، ج٢: مكتبه رشيديه كوئٹه)

(۲) كما في الدر المختار مع رد: (ويشترط لصحتها) سبعة أشياء: الأول: المصر. قال ابن عابدين: وتقع فرضا في القصبات والقرى الكبيرة. (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ١٣٨، ١٣٧، ج٢: مكتبه ايچ ايم سعيد كراچی)

وكذا في الهداية: (كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ١٤٠، ج١: مكتبه بلوچستان بك ڈپو كوئٹه)۔ وكذا في بدائع الصنائع: (كتاب الصلاة، فصل في بيان شرائط الجمعة، ص ٢٥٩، ج٢، مكتبه رشيديه كوئٹه)

(۳) كما في رد المحتار: تقع فرضا في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها أسواق ... (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ١٣٨، ج٢، مكتبه ايچ ايم سعيد كراچی)

وكذا في البحر الرائق: (كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة: ص ٢٤٨، ج٢، مكتبه رشيديه كوئٹه)

وكذا في الهندية: (كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ص ١٤٥، ج١: مكتبه رشيديه كوئٹه)

(۴) كما في الكوكب الدري: إن شرط المصر مسلم، لكنهم اختلفوا في ما يتحقق به المصرية ... وقيل: ما فيه أربعة آلاف رجال إلى غير ذلك. (أبواب الجمعة، باب ما جاء في ترك الجمعة من غير عذر، ص ١٦٣-١٦٤، ج١، إدارة القرآن، كراچی)

(۱) ایک مسجد جو ... پہاڑ کی چوٹی پر ... واقع ہے جس میں ساٹھ ستر سال سے اوقات اور پنج وقتہ نماز ادا کی جاتی ہے ... ہوئی بلکہ صرف وہاں سے چلا جاتا ہے صرف ظہر کی نماز پڑھی جاتی ہے ... اس میں بات کرتے ہیں کہ ان مساجد میں جمعہ ہونا چاہیے یا نہیں اور بعض شرائط یہ ہیں اور مسجد آباد ہو شرائط ... ہے ... شرائط پوری ہوں ... کیا وہاں جمعہ جائز ہے یا نہیں؟

(۲) دیہاتوں اور دیہاتی گاؤں میں جمعہ ہوتا ہے یا نہیں جہاں ... تقریباً سو دو سو آدمی ہوتے ہیں اور معمولی ... ایک ... آبادی ... ہوتا ہے۔

الجواب

(۱) اس مسجد میں جمعہ جائز نہیں کیونکہ جمعہ کی صحت کے لیے مصر کا ہونا شرط ہے ... اگر اس میں بھی وہی شرائط کے موجود ہونے ... جمعہ کا انتظام ہو جائے تو جمعہ پڑھنا وہاں بھی درست ہے ... مسجد بھی ہے۔ پھر ... یہ بات ہے کہ مسجد ... چونکہ ... ہے۔ وہاں کے محلہ والوں پر لازم ہے کہ اس میں پنج وقتہ نماز باجماعت کا اہتمام کریں ... ظہر ادا کریں(۲) ... جمعہ ... ہے

(۲) دیہاتوں اور دیہاتی گاؤں میں جمعہ جائز نہیں ہے جمعہ کی صحت کے لیے شہر کا ہونا شرط ہے۔ ... مختلف تعریفیں فقہائے کرام سے منقول ہیں ... وہاں قاضی اور ... ہوں ... رکھتے ہیں ... جہاں ... تقریباً سو دو سو آدمیوں کی ... آبادی ... جمعہ پڑھنا ... جائز نہیں ... جہاں ... میں ...

---

(۱) كما في الهداية: والحكم غير مقصور على المصلى بل يجوز في جميع أفنية المصر لأنها بمنزلته في حوائج أهله. (كتاب الصلاة، باب صلوة الجمعة، ص ۱۶۸، ج۱، مكتبه [illegible] كوئٹه)

وكذا في الفتاوى التاتارخانية: (كتاب الصلاة، الفصل الخامس والعشرون في صلاة الجمعة، ... ص ۵۴۹، ج۲، مكتبه إدارة القرآن كراچی)

وكذا في الدر المختار: (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۳۸، ج۲، مكتبه ایچ ایم سعید کراچی)

(۲) كما في الدر المختار: أفضل المساجد مكة ثم المدينة ثم القدس ثم قباء ثم الأعظم ثم الأقرب

(كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ص ۶۵۸، ج۱، مكتبه ایچ ایم سعید کراچی)

وكذا في مشكوة المصابيح: (كتاب الصلاة، باب المساجد ومواضع الصلوة، ص ۶۷، قدیمی کتب خانه کراچی)

وكذا في الهندية: (كتاب الكراهية، الباب الخامس، ص ۳۲۹، ج۵، مكتبه رشیدیه کوئٹه)

پڑھا جائے وہاں کے لوگوں پر ظہر کی نماز جمعہ کی نماز کے بعد پڑھنی فرض ہے اور یہ جمعہ ادا کرنا گویا نفل نماز کی جماعت کی طرف چلا جاتا ہے اور یہ بھی مکروہ ہے۔ قال فی الشامیة: و فیما ذکرنا اشارة الی انه لا یجوز فی الصغیرة التی لیس فیها قاض و منبر و خطیب کما فی المضمرات والظاهر انه اريد به الکراهة لکراهة النفل بالجماعة الاتری ان فی الجواهر لو صلوا فی القری لزمهم اداء الظهر۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

پانچ سو کی آبادی والے چک میں جمعہ کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس صورت مسئلہ میں کہ ایک چک جس کی تمام آبادی تقریبا چار پانچ سو کے قریب ہوگی اس چک میں مدت دراز سے ایک مدرسہ بھی ہے اس چک میں خورد و نوش کی اکثر ضروریات بھی مل جاتی ہیں۔ اس چک میں دیوانی پنچایت بھی ہے۔ افسر پنچایت اسی چک میں رہتا ہے اس کی آبادی چک ھذا کی تحصیل فورٹ عباس کے قریب ہی پڑے گی۔ اس علاقے کے لوگ بالکل ناواقف عن المسئلہ ہیں جنھیں بالکل فرض نماز و کتاب کے پڑھنے کا کوئی مسنون طریقہ نہیں آتا اور مدرسہ والے بھی شوق ہے کہ بچوں کو قرآن و حدیث پڑھائیں اور مسائل سکھیں جو لوگ یہاں پڑھیں گے یا تو وہ مسافر ہوں گے یا قدیمی دیہاتی جو کہ بالکل قلیل ہیں یہاں کے جو اکثر لوگ ہیں وہ مہاجر کہلاتے ہیں انھیں بالکل کسی قسم کا شوق نہیں ہے صرف انھیں ایک خواہش رہتی ہے کہ جمعہ پڑھیں اور وہاں جا کے مسائل سنیں تو آیا عند الشریعت چک مذکورہ اوصاف والے میں جمعہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں اگر کوئی شخص اسی چک میں صرف جمعہ اسی لیے قائم کرنا چاہتا ہے کہ لوگ مسائل دینی سے واقف ہو جائیں تو اس شخص کا یہ فعل جائز ہے یا نہیں۔

چک ھذا میں دو ماہ سے جمعہ کو جب قربان ایک عالم قائم ہوا ہے صرف مسلمین کی خاطر اس مسئلہ کو دریافت کیا گیا ہے کہ چک ھذا میں عند الشریعت جمعہ جائز نہ ہو تو ہم بالکل چھوڑ دیں گے اور اگر جائز ہو تو جس طرح جمعہ جاری ہے جاری رہے گا۔ جمعہ کو جمعہ ادا ہو المستفتی ضیاء الدین پنجاب عالمگیر۔

---

(۱) رد المحتار: (کتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۳۸، ج ۲: مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی)

وکذا فی الهندیة: (کتاب الصلاة، الباب السادس عشر فی صلاة الجمعة، ص ۱۴۵، ج ۱: مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

وکذا فی بدائع الصنائع: (کتاب الصلاة، فصل فی بیان شرائط الجمعة، ص ۲۶۹، ج ۱: مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

الجواب

یہ مذہب حنفی میں صحت جمعہ متفق علیہ ہے کہ مصر شرائط جمعہ میں سے ہے اور اہل فتاویٰ نے قصبات و قریٰ کبیرہ کو بھی مصر کے حکم میں داخل کیا ہے۔ کما فی رد المحتار تقع فرضا فی القصبات والقری الکبیرۃ (1) اور بلدہ کبیرہ کی تعریف خود امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے یوں منقول ہے۔ فیہا سکک و اسواق و فیہا وال یقدر علی انصاف المظلوم من الظالم الی قولہ و ہذا ہو الاصح۔ (2) تعریف مذکور سے معلوم ہوا کہ آبادی اتنی بڑی جس میں مصر کی طرح گلیاں اور بازار ہوں اور اس میں حاکم ہو مختلف دکانوں کا بازار بھی لگایا جاتا ہو جس جگہ کے متعلق استفتاء ہے وہ عرف میں دیہات میں سے ہے نہ وہ مصر ہے نہ قصبہ نہ قریہ کبیرہ لہٰذا اس میں جمعہ کی نماز صحیح نہیں (3)۔ ہفتہ وار تعلیم مسائل کی غرض سے جمعہ کی صحت نہیں ہو سکتی تبلیغ کے لیے اور کوئی صورت کر لی جاوے۔ واللہ اعلم

کیا نص قرآنی کی رو سے ہر جگہ جمعہ جائز ہے

سوال

جناب مفتیان عظام ورثۃ الانبیاء السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ نماز جمعہ گاؤں میں جائز ہے یا نہیں؟ ایک شخص نے جواز یوں کہا ہے (قال (4) اللہ تعالیٰ: یا ایہا الذین آمنوا اذا نودی للصلوۃ الآیۃ۔ کہ آیت شریفہ مطلق جمعہ کو بیان کرتی ہے کوئی بھی کیوں نہ ہو خدا اور اس کے رسول علیہ السلام نے بھی ارشاد فرمایا عن ابن عباس رضی اللہ عنہ (5) قال

---

(1) رد المحتار کتاب الصلاۃ باب الجمعۃ ص ۱۳۸ ج ۱: مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی

(2) رد المحتار کتاب الصلاۃ باب الجمعۃ ص ۱۳۷ ج ۲: مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی
وکذا فی الفتاوی التاتارخانیۃ (کتاب الصلاۃ الفصل الخامس فی صلاۃ الجمعۃ النوع الثانی فی بیان شرائط الجمعۃ، ص ۶۱ ج ۲: مکتبہ ادارۃ القرآن کراچی) وکذا فی البنایۃ شرح الہدایۃ (کتاب الصلاۃ باب صلاۃ الجمعۃ ص ۴۹ ج ۳: مکتبہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

(3) کما فی رد المحتار: تقع فرضا فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیہا اسواق۔ وفیما ذکرنا اشارۃ الی انہ لا تجوز فی الصغیرۃ التی لیس فیہا قاض ومنبر وخطیب (کتاب الصلاۃ باب الجمعۃ ص ۱۳۸ ج ۲: مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی) وکذا فی الہندیۃ (کتاب الصلاۃ الباب السادس عشر فی صلوۃ الجمعۃ ص ۱۴۵ ج ۱: مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)
وکذا فی البحر الرائق (کتاب الصلاۃ باب صلاۃ الجمعۃ ص ۲۴۸ ج ۲: مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

(4) قال اللہ تعالیٰ فی القرآن المجید (سورۃ الجمعۃ آیت نمبر ۹ پارہ ۲۸)

(5) صحیح البخاری (کتاب الجمعۃ باب الجمعۃ فی القری والمدن ص ۱۲۲ ج ۱ قدیمی کتب خانہ کراچی)

ان اول جمعة جمعت بعد جمعة في مسجد رسول الله صلى الله عليه وسلم في مسجد عبد القيس بجواثى رواه البخاري باسناد طويل تحت باب الجمعة في القرى والمدن۔

فریق ثانی کی دلیل [illegible] لا تصح[1] الجمعة الا في مصر جامع او في مصلى المصر ولا تجوز في القرى لقوله عليه السلام لا جمعة ولا تشريق ولا فطر ولا اضحى الا في مصر جامع [illegible] حدیث [illegible] لا جمعة ولا تشريق ولا فطر [illegible] رواه ابن ابي شيبة موقوفا على علي رضي الله عنه

[illegible]

تطبیق

[illegible] [2] [illegible]

[illegible] ولا تشريق [illegible]

---

(۱) الهداية، كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص [illegible] ج ۱، مكتبه رشيديه كوئٹه

(۲) كما في فتح القدير (كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ۲۲، ج ۲، مكتبه رشيديه كوئٹه)

(۳) كما في رد المحتار: لا تجوز في الصغيرة (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۳۸، ج ۲، مكتبه ايچ ايم سعيد كراچى)

(۴) [illegible] في الجمعة [illegible] الشروط الثلاثة [illegible] ص ۲۳۷ ج ۲ [illegible]

(۵) [illegible] الجمعة على مسافر [illegible] كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص [illegible] ج ۲ [illegible] وكذا في رد المحتار (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۳۷ ج ۲ [illegible]) وكذا في الهندية (كتاب الصلاة، باب [illegible] في الجمعة، ص [illegible] ج ۱، مكتبه رشيديه كوئٹه)

آیت میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب جمعہ کی ندا ہو... فاسعوا[1] سے معلوم ہوتا ہے کہ خود جمعہ واجب نہیں اس لیے کہ وہ مامور بہ ہے اور اس کے منافی حرج ہے۔ کما فی حق الساعی فی مناسک الحج[2]۔ وذروا البیع[3] سے معلوم ہوتا ہے کہ ... بیع کا حکم ... العاجز کے حکم میں ... معلوم ہوتا ہے ... مقام ... حدیث۔ لا یقص الا ثلاثة امیر او مامور[4] او محتال ... جائز نہیں اور امیر ... [5] او قاضی ینفذ الاحکام ویقیم الحدود ...

حدیث ... کے متعلق ... ذکر کیا ہے[6] ھی مدینة ... لولا[7] نزل ھذا القرآن علی رجل من القریتین عظیم ... [illegible] ... حدیث[8] لا جمعة[9] ولا تشریق ... ابن ابی شیبہ ... وکفی بہ قدوۃ[10]

---

۱) القرآن المجید: (سورۃ الجمعة آیت نمبر ۹ پارہ ۲۸)
۲) کما فی حاشیة الطحطاوی ... (کتاب الحج ... ص ۲۲۸ ... کراچی)
۳) القرآن المجید: (سورۃ الجمعة آیت نمبر ۹ پارہ ۲۸)
۴) سنن ابی داؤد (اول کتاب العلم باب فی القصص ... ج ۲: مکتبہ رحمانیہ لاہور)
۵) الھدایة: (کتاب الصلاة باب صلاة الجمعة ص ۱۶۸ ج ۱: مکتبہ بلوچستان بک ڈپو کوئٹہ)
۶) البدائع الصنائع فصل فی بیان شرائط الجمعة ص ۲۵۹ ج ۱ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ
۷) القرآن المجید: (سورۃ الزخرف آیت نمبر ۳۱ پارہ ۲۵)
۸) المصنف ابن ابی شیبة (کتاب الجمعة من قال لا جمعة ولا تشریق الا فی مصر جامع ص ۱۰۱ ج ۲ مکتبہ امدادیہ ملتان)
۹) الھدایة (کتاب الصلاة باب صلاة الجمعة ص ۱۶۸ ج ۱ مکتبہ بلوچستان بک ڈپو کوئٹہ)
۱۰) البحر الرائق (کتاب الصلاة باب صلاة الجمعة ص ۱۴۴ ج ۲: مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

بحث بہت طویل الذیل ہے لیکن اس اختصار کے ساتھ بھی منصف حضرات کے لیے باعث اطمینان ہوگا۔
ان شاء اللہ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر

جیل میں نماز جمعہ کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ پاکستان بننے کے بعد جیل خانہ میں کسی کو اجازت نہیں تھی کہ نماز پڑھنے کی حتیٰ کہ اگر کسی نے دوسرے کو چادر دے دی نماز پڑھنے کے لیے تو اس پر سزا اور مار پیٹ ہوتی تھی لیکن اب سرکار کی طرف سے وہاں جمعہ کی نماز ہوتی ہے اور حکومت خود منتظم ہے۔ کوئی شخص بلا عذر نماز نہ پڑھے تو جرمانہ وغیرہ لگایا جاتا ہے اب دریافت اس بات کی ہے کہ وہاں پر نماز ہوتی ہے یا نہ اور ہماری نمازوں کا کیا حال ہے اور کیا حکم ہے شریعت کی جانب سے کیا ہم ان نمازوں کا اعادہ کریں یا نہ۔

﴿ج﴾

جیل خانہ میں جمعہ کی نماز پڑھ سکتا ہے۔ لیکن احتیاطاً ظہر بھی[1] ادا کرے تو بہتر ہے۔ در مختار میں ہے[2]۔
فلا يضر غلق باب القلعة لعدو او لعادة قديمة لان الاذن العام مقرر لاهله و غلقه لمنع العدو لا المصلي ۔ چونکہ جیل خانہ کی بندش نماز کے لیے نہیں بلکہ دوسری وجہ سے ہے اس لیے اجازت دی جا سکتی ہے۔

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر ۳ شعبان ۱۳۷۲ھ

گیارہ سو کی آبادی والے گاؤں میں نماز جمعہ کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک گاؤں جس کی آبادی قریباً گیارہ سو ہے اس میں تین مسجدیں

---

۱) كما في البحر الرائق: وإذا اشتبه على الإنسان ذلك فينبغي أن يصلي أربعاً بعد الجمعة وينوي بها آخر فرض أدركت وقته ولم أؤده بعد، فإن لم تصح الجمعة وقعت ظهره وإن صحت كانت نفلاً. (كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ۲۴۹، ج ۲: مكتبه رشيديه كوئٹه)

۲) كما في الدر المختار: (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۵۲، ج ۲: مكتبه ايچ ايم سعيد كراچي)
وكذا في مجمع الانهر: (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۲۴۶، ج ۱: مكتبه الغفاريه كوئٹه)

ایک پرائمری سکول اور ایک مڈل سکول لڑکیوں کے لیے اور ایک پرائمری سکول لڑکوں کے لیے۔ بی ایچ یو بھی اس میں ہے چونکہ یہاں کی میونسپل کمیٹی یونین کونسل بھی اس کے علاوہ زرعی ترقیاتی بینک کی بھی تین شاخیں ہیں۔ ست دوکانیں بھی ہیں۔ بڑے شہر سے قریباً بالکل ملحق دو فرلانگ کے فاصلے پر ہے اور اس کا داخل سمجھا جاتا ہے۔ کیا مذکورہ بالا گاؤں شہر کا محلہ متصور کیا جا سکتا ہے؟ اور اس میں جمعہ شریف جائز ہو سکتا ہے جبکہ اس میں تین مدرسے بھی جاری رہتے ہیں۔ جن میں سوا قیام جمعہ اظہار خیال ناممکن ہے۔ اگر گاؤں سمجھا جائے تو کیا نزاکت وقت یعنی غفلت دین والے دور میں بغرض اشاعت دین جمعہ شریف قائم کیا جا سکتا ہے۔ جیسے قاضی عبدالحی رحمہ اللہ میں اس کا جواز معلوم ہوتا ہے اور شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ بھی اس کی طرف مائل ہیں۔ اس گاؤں میں پہلے دوسری مسجد میں جمعہ کی نماز پڑھی جاتی ہے لیکن صرف نمازی کرتے ہیں بعض متوسط امام کے اور ہمارے محلے کے امام محلہ ختم ہونے کے جمعہ شریف نہیں پڑھتے۔ بینوا توجروا

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ واضح رہے کہ صورت مسئولہ میں مذکورہ آبادی گاؤں ہی ہے اور اس میں جمعہ جائز نہیں ہوتا، شہر ہونا جمعہ کے جواز کے لیے شرط ہے[1] ویسے اگر یہ بستی شہر کی فنا کہلائے یعنی شہر کے حدود میں شمار کی جائے اور شہر کی ضروریات از قسم قبرستان، میدان گھوڑ دوڑ، عیدگاہ وغیرہ اس میں موجود ہوں تو اس میں شہر کے تابع ہو کر جمعہ جائز ہوگا ورنہ نہیں۔ کما قال فی الدر المختار[2] (او فناؤه) بكسر الفاء (وهو ما) حوله (اتصل به) او لا كما حرره ابن الكمال وغيره (لاجل مصالحه) كدفن الموتى و ركض الخيل - فقط واللہ تعالیٰ اعلم

---

1) كما في الدر المختار: (ويشترط لصحتها) سبعة أشياء: الأول: (المصر ... الخ) (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ١٣٧، ج ٢: ايچ ايم سعيد كراچی)

وكذا في الهندية: (كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة: ص ١٤٥، ج ١: مكتبه رشيديه كوئٹه)

وكذا في البحر الرائق: (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ٢٤٨، ج ٢: مكتبه ايچ ايم سعيد كراچی)

2) الدر المختار: (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ١٣٨-١٣٩، ج ٢: مكتبه ايچ ايم سعيد كراچی)

وكذا في منحة الخالق على البحر الرائق: (كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة: ص ١٤٧، ج ٢: مكتبه رشيديه كوئٹه)

وكذا في مجمع الأنهر: (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ٢٤٧، ج ١: مكتبه الغفاريه كوئٹه)

کنویں پر تین چار گھر والوں کی آبادی میں جمعہ کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک کنویں پر تین چار گھر ہیں ایک نمبردار صاحب اور ایک مولوی صاحب بھی ہیں علاوہ ازیں پرائمری سکول ہے جس کے طلباء کی تعداد تقریباً ایک سو پچاس ہے۔ وہ لوگ اس چیز کے خواہش مند ہیں کہ یہاں گردونواح کے لوگ اکٹھے ہو کر جمعہ کے دن جمعہ کی نماز آ کر پڑھیں دین کی باتیں سنیں اور اس پر عمل پیرا ہوں نیز ان کو اپنے بچوں کی دینی تعلیم دلانے کی رغبت پیدا ہو۔ مذکورہ بالا وجوہ کی بناء پر جمعہ جائز ہو سکتا ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ باتفاق علماء احناف رحمہم اللہ جمعے کے جواز کے لیے شہر کا ہونا شرط ہے۔ دیہاتوں، چکوں، کنووں وغیرہ کم آبادی کی بستیوں میں جمعہ جائز نہیں ہے۔ وہاں کے لوگوں پر جمعے کے روز ظہر کی چار رکعتیں پڑھنی فرض ہیں، دو رکعت پڑھنے سے ان کے ذمہ سے فرض ساقط نہیں ہوگا(۱)۔ لہذا کسی بھی مصلحت کی خاطر ترک فرض کا فتویٰ نہیں دیا جا سکتا ہے۔ كما قال في الهداية (۲) **لا تصح الجمعة الا في مصر جامع او في مصلى المصر و لا تجوز في القرى لقوله عليه السلام لا جمعة ولا تشريق ولا فطر ولا اضحى الا في مصر جامع**۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

جمعہ فی القریٰ کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ قریٰ کے اندر جمعہ کی نماز پڑھنا جائز ہے یا نہ ہمارے ہاں بعض علماء

---

۱) كما في رد المحتار: تقع فرضاً في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها اسواق ... وفيما ذكرنا إشارة إلى أنه لا تجوز في الصغيرة التي ليس فيها قاض ومنبر وخطيب كما في المضمرات والظاهر أنه أريد به الكراهة لكراهة النفل بالجماعة؛ ألا ترى أن في الجواهر لو صلوا في القرى لزمهم أداء الظهر۔ (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۳۸، ج ۲، مكتبة ايچ ايم سعيد، كراچي)
وكذا في الهندية: (كتاب الصلاة، باب السادس عشر في صلاة الجمعة، ص ۱۴۵، ج ۱، مكتبة رشيدية كوئٹه)۔ وكذا في البحر الرائق: (كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ۲۴۸، ج ۲، مكتبة رشيدية كوئٹه)

۲) الهداية: (كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ۱۵۰، ج ۱، مكتبة بلوچستان بک ڈپو كوئٹه)

بڑے بڑے قریوں میں جمعہ پڑھتے ہیں۔ خصوصاً مشائخ حضرات کہ وہ بھی جمعہ پڑھتے تھے۔ جیسے مولانا تاج محمد امروٹ والے اور مرشد حضرت بھیچوی وغیرہ۔ آپ کے نزدیک قریوں میں نماز جمعہ پڑھنے کا کوئی ثبوت ہے۔ خلاصہ احناف قریوں میں نماز جمعہ پڑھتے یا نہ۔ اگر پڑھتے تو ظہر کی نماز ساقط ہوگی یا نہ۔ جماعت کی نماز پھر سے ذمہ ہوگی یا نہ۔ آپ اس مسئلہ کو مذہب احناف کے مطابق دلیلوں کے ساتھ واضح فرمائیں کہ نماز جمعہ قریوں میں جائز ہے یا نہیں۔ ہمارے مشائخ جو پڑھتے تھے وہ کس راہ پر پڑھتے تھے۔ بینوا توجروا

﴿الجواب﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جمعہ کے جواز کے لیے شرط دیگر شرائط کے مصر (شہر) ہونا ہے قریوں میں جمعہ کی نماز باتفاق ائمہ احناف جائز نہیں ہے دوران لوگوں۔ ان لوگوں سے ظہر کی نماز ادائے جمعہ سے ساقط نہیں ہوتی لہذا ان کے ذمہ ظہر کی نماز تعین پڑھنی فرض ہے۔ کما قال فی تنویر الابصار (ویشترط لصحتها) سبعة اشیاء الاول المصر وهو ما لا یسع ۔ الخ[1] باقی مشائخ کے عمل کا کوئی پتہ نہیں ہے۔ یہ مسئلہ مذہب کی کتابوں میں مفصل و مدلل مذکور ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

شہر سے پانچ میل کے فاصلے پر واقع چالیس گھروں کی آبادی میں جمعہ کا حکم

﴿سوال﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کہ ایک گاؤں ہے جس کی کل آبادی چالیس گھروں پر مشتمل ہے اور شہر یعنی مصر سے پورے پانچ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ چند دکانوں کا ایک محلہ ہے جو بازار ہے۔ ضروریات معاش میسر ہوتی ہیں۔ جو کافی ہے۔ مگر یہ چالیس گھر ایسے ہیں کہ بارہ مہینے یہاں موجود نہیں ہوتے بلکہ سردی کے موسم میں چار مہینے تک دس یا پندرہ گھر یہاں سے چلے جاتے ہیں۔ اس شہر کے پاس مدت سے نماز جمعہ ہوتی ہے۔ ایک مقامی عالم صاحب نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ اس شہر میں نماز جمعہ جائز نہیں ہوتی۔ کیونکہ یہ مصر میں داخل نہیں ہے۔ اب گزارش یہ ہے کیا اپنے محلہ میں نماز جمعہ جائز ہو سکتی ہے یا نہیں اور یہ بھی بتائیں کہ فنائے مصر کہاں تک ہوتا ہے۔ جواب کتابوں کے حوالہ سے تحریر فرمائیں۔ بینوا توجروا

﴿الجواب﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ واضح رہے کہ نماز جمعہ کے لیے باتفاق جمیع علماء احناف مصر (شہر) کا ہونا شرط ہے

---

(۱) الدرالمختار کتاب الصلاۃ باب الجمعۃ ص ۱۳۷ ج ۲۔ مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی۔

لقول علی رضی اللہ عنہ لا جمعۃ ولا تشریق ولا فطر ولا اضحی الا فی مصر جامع او کما قال [1] اور ظاہر ہے کہ مذکورہ آبادی کسی طرح بھی شہر نہیں ہے اور شہر کی کوئی تعریف بھی اس پر صادق نہیں آتی۔ اسی طرح یہ بستی ظاہر ہے کہ فنائے مصر بھی نہیں ہے کیونکہ فنائے مصر شہر کے اردگرد ایسے علاقہ اور خطہ زمین کو کہتے ہیں جس کے ساتھ شہر کی ضروریات اور مصالح پوری ہوتی ہوں مثلاً گھوڑ دوڑ کا میدان، فوجی چھاؤنی وغیرہ۔ کیونکہ اس بابت شرعاً کوئی مقدار متعین نہیں ہے۔ لہٰذا شہر کے چھوٹے بڑے ہونے سے اس کی فنا مختلف ہوتی رہتی ہے۔ تمہاری بستی اگر شہر کی ان ضروریات کو پورا کرنے کی جگہ میں واقع نہیں ہے تو یہ فنائے مصر میں سے بھی نہ ہوگی اور یہاں کے لوگوں پر ظہر کی نماز فرض ہوگی جمعہ کے ادا کرنے سے ان کے ذمہ سے ظہر کی نماز ساقط نہ ہوگی [2] کما قال فی الدر المختار (او فناءه) بکسر الفاء (وهو ما) حوله (اتصل به) او لا کما حرره ابن الکمال وغیره (لاجل مصالحه) کدفن الموتی ورکض الخیل والمختار للفتوی تقدیره بفرسخ ذکره الولوالجی [3]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ایک سو ستر گھروں کی آبادی والے گاؤں میں جمعہ کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہم حاجیان گاؤں کے لوگ نماز جمعہ کے متعلق مسئلہ پوچھنا چاہتے ہیں اس معاملے میں ہماری رہنمائی فرما کر مشکور فرمائیں۔ گاؤں ہذا کے گھروں کی تعداد ایک سو ستر (۱۷۰) ہے۔ مردوں کی آبادی ساڑھے تین سو کے لگ بھگ ہے۔ یہاں دو مساجد ہیں۔ یہاں تین مسلک کے لوگ ہیں جن کی نماز جمعہ نہیں پڑھی جاتی۔ گاؤں میں امام مسجد مقرر نہیں ہے جو جمعہ پڑھانے کی اہلیت رکھتا ہے۔ ضروری کاروبار سودا سلف وغیرہ کے لیے چھوٹا کاروبار ہے اور باقی موچی، نائی، لوہار، ترکھان، درزی، پنکچر، جنرل اسٹور اور مسلکی وغیرہ قوم بھی یہاں آباد ہیں۔ مذکورہ آبادی کے ساتھ دو بستیاں ایک فاصلے پر اور بھی بستی کی طرح ہیں۔ بینوا توجروا۔

---

(۱) الهداية، كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ۱۵۱، ج۱: مكتبه يوسفيان، ملك شاه كوئٹه
وكذا في الدر المختار (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۳۷، ج۲: مكتبه ايچ ايم سعيد كراچي)
وكذا في البحر الرائق (كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ۲۴۸، ج۲: مكتبه رشيديه كوئٹه)

(۲) كما في رد المحتار: لا تجوز في الصغيرة التي ليس فيها قاض ومنبر وخطيب ... الا ترى انه في المواضع لو صلوا في مصر لزمهم اداء الظهر. (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۳۸، ج۲: ايچ ايم سعيد كراچي) وكذا في الهندية (كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ص ۱۴۵، ج۱: مكتبه رشيديه كوئٹه) وكذا في البحر الرائق (كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ۲۴۵، ج۲: مكتبه رشيديه كوئٹه)

(۳) كما في الدر المختار (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۳۷-۱۳۸، ج۲: مكتبه ايچ ايم سعيد كراچي)

﴿ج﴾

اس گاؤں میں جمعہ کی نماز ادا نہیں ہو سکتی جمعہ کی نماز کے جواز کے لیے شہر کا ہونا یا قصبہ ہونا شرائط میں سے ہے اور مذکورہ بستی شہر ہرگز نہیں ہو سکتی لہٰذا اس گاؤں کے رہنے والوں پر ظہر کی چار رکعتیں فرض ہیں۔ جمعہ پڑھنے سے ان کے ذمے سے نماز ظہر ساقط نہ ہوگی[1]۔ کما قال فی الهدایة لا تصح الجمعة الا فی مصر جامع او فی مصلی المصر ولا تجوز فی القری لقوله علیه السلام[2] لا جمعة ولا تشریق ولا فطر ولا اضحی الا فی مصر جامع[3]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

اصلی چالیس باشندوں کی بستی میں جمعہ کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک علاقہ ہے۔ رعیت کی حکومت تھی جب سے بھٹو صاحب نے جاگیرداری ختم کرائی ہے وہاں پر صوبائی حکومت کا کنٹرول رہتا ہے۔ ڈی سی رہتا ہے اور تین پولیس والے ہیں۔ ۵۰ سیکورٹی والے ہیں۔ چالیس باشندے اصل مقامی ہیں ان میں جمعہ پڑھا جاتا ہے ایک گاؤں والا تین میل کے فاصلے پر ہے۔ ۲۰۰ کی آبادی ہے ایک گاؤں کا حکم چار ایک میل کے فاصلے پر ہے اور ایک گاؤں پانچ میل کے فاصلے پر ہے ان دونوں میں ۱۲ میل فرق سے تعلق رکھتے ہیں۔ جو پانچ وقت کی نماز کے منکر ہیں۔ اذان اور نماز نہیں ہوتی اور مسجد بھی نہیں ہے ایک گاؤں دو میل کے فاصلے پر [illegible] ہے۔ درمیان میں کوئی بستی بھی نہیں ہے۔ ۱۰۰ کے قریب باشندے ہیں۔ تین گاؤں اور [illegible] ۲ میل کے فاصلے پر ہیں۔ باشندے اکثر پانچوں کے ایک بازار کے قریب ہیں مندرجہ بالا گاؤں میں جواز جمعہ کے قطعی کے دلائل ہیں کیونکہ یہاں پر غیر مسلم رہتے ہیں مسلمانوں کی اقلیت ہے اس طرح وہاں جمعہ ہوگا تو کمزوری کا حکم ہوگا۔

---

(۱) كما في رد المحتار: لا تجوز في الصغيرة التي ليس فيها قاض ومنبر وخطيب [illegible] الجواهر لو صلوا في القرى لزمهم اداء الظهر۔ (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۳۸، ج۲، مكتبه ايچ ايم سعيد كراچی)

(۲) كما في المصنف لابن ابي شيبة: (كتاب الجمعة، من قال لا جمعة ولا تشريق الا في مصر جامع، ص ۱۰، ج۲، مكتبه امداديه ملتان)

وكما في المصنف لعبد الرزاق (كتاب الصلاة، باب شهود الجمعة، ص ۱۶۷، ج۳، مكتبه رشيديه كوئٹه)

(۳) كما في الهداية: (كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ۱۵۰، ج۱، مكتبه بلوچستان بك ڈپو كوئٹه)

مسلمانوں میں دینی جذبہ کا مسلمانوں کو جمعہ پر قائم ہو گا ... بعض ... سے ناراض ہوتے ہیں اگرچہ وہ جمعہ پڑھنے سے روکنے والے تو ادا ہو جاتے ہیں۔ تو جمعہ پڑھنے والوں پر کسی قسم کا گناہ ہو گا یا نہیں، آیا جمعہ ادا ہوگی یا نہ، وہ اپنے طور پر جمعہ سے کوئی تعلق نہیں ... شاید ... کی طرح ... حنفی مسلک کے خلاف ہے اس بارہ میں شرعاً کیا حکم ہے، آیا ان کو منع کیا جائے یا نہیں۔

حامداً ومصلیاً

سوال میں جس بستی کا ذکر ہے اس میں ... بازار ہیں ... اور یہاں جمعہ جائز نہیں۔ یہاں کے لوگ نماز ظہر باجماعت ادا کریں۔ جمعہ پڑھنے سے ان کے ذمہ سے نماز ظہر ساقط نہیں ہوتی اور جہاں جمعہ جائز ہو وہاں کی حکومت نے ہی جمعہ جائز نہیں ہو جاتا، جمعہ کے لیے مصر (شہر یا قریہ کبیرہ) ہونا ضروری ہے۔ محض ... آبادی کا اعتبار نہیں ... میں ان کے جمعہ جائز نہیں (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

شہر سے دو میل کے فاصلہ پر واقع ڈھائی ہزار افراد کی آبادی والی بستی میں جمعہ کا حکم

سوال:

کیا فرماتے ہیں علماء دین ... مسئلہ کہ بستی ... ہے ... ذیل کی روشنی میں کیا اس بستی میں نماز جمعہ پڑھی جاتی ہے ... نماز جمعہ پڑھنا جائز ہے ... اس بستی کی آبادی تقریباً ڈھائی ہزار ... ہے ... شہر ... دو میل کے فاصلہ پر واقع ہے ... شہر کی آبادی جانب بستی ... اب ... آبادی ... تقریباً ... آبادی فاصلہ باقی ہے۔

... شہر سے ... ضرورت ... ہے ... ضرورت کی ... دکانیں ... ہیں ... مسجد ... نماز:

(۱) كما في رد المحتار: تقع فرضاً في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها أسواق ... إلى أنه لا تجوز في الصغيرة التي ليس فيها قاض ومنبر وخطيب ... (رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الجمعة: ۲/۱۳۸، ... مكتبه ايچ ايم سعيد كراچي) وكذا في البحر الرائق (كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة ... مكتبه رشيديه كوئٹه) وكذا في ... (كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة ... ۲۴۵-۲۴۸، ج ۱، مكتبه رشيديه كوئٹه)

مدینہ منورہ شہر نزدیک مسجد ہے اور قریب ۴۰ گھر ہیں۔ یہ جگہ شہر یا قصبہ نہیں ہے البتہ مسجد میں امام صاحبان بچوں کو قرآن کی تعلیم دیتے ہیں۔ لیکن یہ جگہ کوئی عام بستی نہیں ہے۔ لڑکوں اور لڑکیوں کے لیے پرائمری سکول ہیں۔ ڈاکخانہ بھی ہے، ٹیلیفون، حمام اور سڑک بھی ہے۔ تین چھوٹی دکانیں ہیں لیکن ضروریات زندگی کی اشیاء تمام نہیں ملتیں۔ لہذا یہ مسجد، بستی، یہ جگہ شہر میں موجود ہیں۔ ہسپتال، مردم شماری نہیں ہے اور نہ ہی پرائیویٹ ڈاکٹر یا حکیم ہے۔ ویٹرنری ہسپتال بھی نہیں ہے۔ اکثر شہر کی مسجدوں میں جمعہ کی اذان کی آواز بذریعہ لاؤڈ سپیکر صاف سنی جاتی ہے۔ بستی کی اور بھی باتیں ہیں لیکن ان کا ذکر مناسب نہیں لگتا۔ تو کیا اس بستی میں جمعہ قائم کرنا جائز ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

مذکورہ بستی میں اقامت جمعہ درست نہیں۔ اس لیے کہ یہ نہ تو شہر ہے نہ قصبہ کے حکم میں آتا ہے اور نہ ہی فنائے مصر میں آتا ہے۔ اس لیے یہاں کے رہنے والوں پر لازم ہے کہ اپنی اپنی مسجد میں ظہر کی نماز باجماعت پڑھتے رہیں۔ هکذا فی عامة الکتب[1]۔ واللہ تعالیٰ اعلم

چار سو افراد پر مشتمل آبادی والے گاؤں میں جمعہ کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین کہ ایک گاؤں جس کی آبادی چار سو کے قریب ہے۔ بستی میں دو مسجدیں ہیں کافی عرصہ سے وہاں جمعہ پڑھا جاتا تھا۔ ایک مولوی صاحب نے کہا کہ یہاں پر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مذہب پر جمعہ نہیں ہوتا۔ بستی کے معززین نے جمعہ بند کر دیا بغیر جھگڑا اختلاف کے جمعہ بند ہو گیا۔ تقریباً دو سال کے بعد اب ایک مولوی صاحب نے دوبارہ جمعہ پڑھایا اور کہا کہ آس پاس کی آبادی جو ملی ہوئی ہیں اور کچھ فاصلہ پر ہیں ان کو ملا کر شہر کے شرائط پائے جاتے ہیں۔ لہذا جمعہ درست ہے۔ گاؤں میں اب سخت اختلاف پیدا ہو گیا تو کیا اس بستی میں جمعہ پڑھنا جائز ہے یا کیا آس پاس کی بستیاں ملا کر شہر بنا سکتے ہیں۔ تحریر فرما کر ثواب حاصل کریں۔

﴿ج﴾

گاؤں مذکور میں اقامت جمعہ درست نہیں۔ کیونکہ جمعہ کے لیے مصر یا قصبہ کا ہونا شرط ہے۔ لا جمعة

---

(۱) تقدم تخریجہ فی صفحۃ ...

ولا تشریق الا فی مصر جامع[۱]۔ کی بحث درمختار میں ہے۔ وفیہ ذکرنا الشروۃ الی انہ لا تجوز فی الصغیرۃ التی لیس فیہا قاض ومنبر وخطیب وفیہ ایضا ویشترط لصحتہا المصر او فنائہ وھو ما حولہ اتصل بہ اولا لاجل مصالحہ[۲]۔ اور کسی جگہ مصر ہونے کی تعریف منقول ہے۔ کما فی شرح المنیۃ فکل تفسیر لا یصل ------ احدھما فھو غیر معتبر حتی التعریف الذی اختارہ جماعۃ من المتاخرین کصاحب المختار وغیرھما وھو ما لو اجتمع اھلہ فی اکبر مساجدہ لا یسعھم فانہ منقوض بھما اذ مسجد کل منھما یسع اھلہ وزیادۃ الی ان قال فلا یعتبر ھذا التعریف فقط واللہ اعلم۔[۴]

﴿جواب صحیح﴾

واضح رہے کہ صحت جمعہ کے لیے عند الاحناف قریہ کبیرہ یا شہر کا ہونا ضروری ہے۔ فنائے مصر سے مراد وہ جگہ ہے جو مصالح مصر کے لیے ہو۔ اور وہ جگہ مصالح مصر کے لیے نہیں ہے بلکہ جدا گانہ قریہ ہے تو اس کا حکم جمعہ کے بارے میں مستقل ہے کسی اور گاؤں کے تابع نہیں ہوتا ہے۔ اگر خود قریہ کبیرہ ہے جمعہ اس میں واجب الادا ہوگا ورنہ نہیں۔ صورت مسئولہ میں جس بستی کا ذکر ہے جس کی آبادی چار صد کے قریب ہے یہ قریہ صغیرہ ہے اور یہاں احناف کے نزدیک جمعہ جائز نہیں۔ یہاں کے لوگ نماز ظہر باجماعت ادا کریں۔ جمعہ ادا کرنے سے ظہر ان کے ذمہ سے ساقط نہیں ہوگی[۳]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

---

۱) إعلاء السنن (أبواب الجمعة، باب عدم جواز الجمعة في القرى: ص ۴، ج۸: إدارة القرآن کراچی)

۲) کذا فی الدر المختار مع: (کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ص ۱۳۸، ۱۳۷، ج۲: مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی)

۳) الفتاوی دار العلوم دیوبند: (کتاب الصلاۃ، الباب الخامس عشر فی صلاۃ الجمعۃ، مسائل متعلقہ جمعہ، ص ۲۵، ج۵: دار الاشاعت، کراچی)

۴) کذا فی ردالمحتار: تقع فرضا فی القصبات والقرى الكبيرة التي فيها أسواق ... وفيما ذكرنا إشارة إلى أنه لا تجوز في الصغيرة التي ليس فيها قاض ومنبر وخطيب ... ألا ترى أن في الجواهر لو صلوا في القرى لزمهم أداء الظهر ... (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۳۸، ج۲: مكتبه ايچ ايم سعيد كراچی)

وكذا في الهندية: (كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلوة الجمعة، ص ۱۴۵، ج۱: مكتبه رشيديه كوئٹه)

وكذا في البحر الرائق (كتاب الصلاة، الجمعة، ص ۲۴۵، ج۲: مكتبه رشيديه كوئٹه)

کوئی فوجی یونٹ ریگستانی علاقہ میں فوجی مشقوں کے لیے ٹھہر جائے تو وہاں جمعہ کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ فوجی یونٹ ریگستانی علاقہ میں اپنی سالانہ مشق کرنے کے لیے چلے جاتے ہیں جہاں کوئی شہر نہیں، کیا ان حضرات کی نماز ظہر پڑھی جائے یا نماز جمعہ۔

الجواب

روایات فقہیہ سے ثابت ہے کہ دیہات اور جنگل کے علاقے میں اقامت جمعہ صحیح نہیں ہے۔ نماز جمعہ کی صحت و وجوب کے لیے مصر یا شہر یا قصبہ اور قریہ کبیرہ کا ہونا شرط ہے۔ لہٰذا ایسے موقع پر نماز ظہر باجماعت جمعہ کی بجائے پڑھیں۔[1] ہدایہ میں ہے: ولا جمعة بعرفات في قولهم جميعا۔[2]

کیا جمعہ کی نماز کے بعد احتیاطی ظہر ادا کرنا ضروری ہے

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ احتیاطی ظہر کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ نماز جمعہ کے بعد چار رکعت ظہر احتیاطی ادا کی جائے پڑھنی چاہیے۔ اس کے حوالے میں پیش کیا جاتا ہے فتاویٰ شامی، کبیری، صغیری، عمدۃ الرعایہ، مجموعۃ الفتاویٰ، علامہ عبدالحی، مجموعہ برکات اور فتح القدیر وغیرہ کے حوالے کی وجہ سے کہ ... اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جس شہر میں جمعہ میں اختلاف ہو اس جگہ ایک قرعہ کے بعد نماز احتیاطی ظہر کی چار رکعت ضروری ہے۔ یہ قول کہاں تک صحیح ہے؟

اور کہا جاتا ہے کہ جس جگہ جمعہ کی شرائط میں شک ہو وہاں احتیاطاً جمعہ پڑھا جائے ... اور اس کا ثبوت خیر القرون سے نہیں ہے۔ ... احتیاط ... فرماتے ہیں کہ احتیاطی ظہر ... سے ... اور ... نماز احتیاطی کا۔ جو شخص نماز بعد احتیاطی پڑھے گا ... اس کا ... نماز ...

---

(۱) الدر المختار ... وتقع فرضا في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها اسواق ... ولا تجوز في الصغيرة التي ليس فيها قاض ومنبر وخطيب ... الاذن في العمارة ... في القرى ... لاداء الظهر ... (رد المحتار ... ص ١٣٨ ج٢ مكتبه ... سعيد كراچى) وكذا في الهندية (كتاب الصلاة الباب السادس عشر في صلوة الجمعة ص ١٤٥ ج١ مكتبه رشيديه كوئٹه)

(۲) الهداية (كتاب الصلاة باب صلاة الجمعة ص ١٦٨ ج١ مكتبه ... كوئٹه)

بھی فرماتے ہیں جو فقہ حنفی کے مصنفات کے ایک بڑے نامور عالم گزرے ہیں۔ یہ فرماتے ہیں کہ ان میں سے
مالکی، شافعی، حنبلی، حنفی، مذاہب میں بھی اس کا تقاضا ہوتا ہے۔ ان علماء نے ظہر احتیاطی ہر جگہ
جاری کیا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض نے ظہر احتیاطی پڑھی اور پڑھوانی جاری کی، اس وقت جو علماء دیانت
رکھنے والے تھے انہوں نے قبول کیا اور اپنی کتابوں میں بھی درج کر دیے۔ مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب فرماتے
ہیں کہ عوام ظہر احتیاطی پڑھنے سے روکا جائے جو بدعت ہو۔

﴿ترجیح﴾

الجواب وباللہ التوفیق:۔ اس مسئلہ میں بڑا اختلاف ہے۔ ہمارے علماء دیوبند اور علماء احناف کا جو مسلک
ہے کہ جہاں جواز جمعہ کے شرائط میں سے کوئی شرط نہ پائی جاتی ہو خاص طور پر شہر نہ ہو تو وہاں جمعہ کی نماز نہ
پڑھی جائے بلکہ صرف ظہر کی نماز باجماعت پر اکتفاء کیا جائے[1] اور جہاں شرائط جمعہ پائی جاتی ہیں وہاں
صرف جمعہ کی نماز پر اکتفا کر لیا جائے احتیاط ظہر کی ضرورت نہیں کیونکہ ان علماء نے اس کا کوئی ثبوت نہیں دیا ہے۔ نیز
اس میں ایک خرابی یہ بھی ہے کہ عوام میں یہ مفسدہ پیدا ہو سکتا ہے جس سے بچنا ضروری ہے۔

لا یصلی احد من العوام سرا خروجا من الخلاف لئلا یفضی الی المفسدة ولا یواظب
علیه[2] وعلی المرجوح فالجمعة لیس بسبب تحریمة وتفسد بالمنیة والاشتغال فیصلی بعدها
اربع ظهر ولکن ذلک خلاف المذهب فلا یعول علیه کما حرر فی البحر — وقال الشامی
تحته بعد ما حقق والحاصل نحو ان ادی الی مفسدة لا تفعل جهارا والکلام عند عدمها ولذا قال
المقدسی نحن لا نأمر بذلک امثال هذه العوام بل ندل علیه الخواص ولو بالنسبة الیهم واللہ
تعالی اعلم۔

وقال فی البحر الرائق[3] مع ما لزم من فعلها فی زماننا من المفسدة

---

(۱) قال فی رد المحتار: لا تجوز فی الصغیرة التی لیس فیها قاض ومنبر وخطیب ... الاتری ان فی
الجوامع التی فی القری او فیها ... (کتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۳۸، ج ۲، مکتبه
ایچ ایم سعید کراچی) وکذا فی الهندیة (کتاب الصلاة، الباب السادس عشر فی صلاة
الجمعة، ص ۱۴۵، ج ۱، مکتبه رشیدیه کوئٹه)
وکذا فی البحر الرائق (کتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ۱۵۲، ج ۲، مکتبه رشیدیه کوئٹه)
(۲) الدر المختار مع رد المحتار (کتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۴۶، ج ۲، مکتبه ایچ ایم سعید
کراچی)
(۳) البحر الرائق (کتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ۲۵۲، ج ۲، مکتبه رشیدیه کوئٹه)

العظيمة وهو اعتقاد الجهلة ان الجمعة ليست بفرض لما يشاهدون من صلاة الظهر فيظنون انها الفرض وان الجمعة ليست بفرض فيتكاسلون عن اداء الجمعة فكان الاحتياط في تركها وعلى تقدير فعلها ممن لا يخاف عليه مفسدة منها فالاولى ان تكون في بيته خفية خوفا من مفسدة فعلها والله سبحانه الموفق للصواب فقط والله تعالى اعلم۔

پانچ سے زائد آبادی والی بستی میں جمعہ کا حکم

﴿سوال﴾

چہ مے فرمایند علماء دین ومفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ در صوبہ بلوچستان ایران علاقہ است دراں قری کثیرہ کہ آبادی آن قری بر جاہائے دوری جنگلیں واقع است اکثر آبادی قری باہم متصل و بعض از ان فاصلہ کم دارند۔ دو چند قریہ از قری مرباذ کہ از روئے اعتبار عرف ایشان است قریہ کبیرہ شمردہ شدہ اند از زمان قدیم نماز جمعہ در آنہا جاری و ہنوز جاری است چنانچہ یکے از آں قری کبیرہ مسمی بقریہ کوہ مجک است کہ تعداد جمعیت آن از رجال وزن وکبار وصغار و احرار و عبید تخمیناً صد دو صد نفر می باشد و اکثر اہالی صرف زراعت و تجارت و نوکر و آہنگر وغیرہا دراں موجود و نیز چہار پنج دوکان دارند کہ مردم قری دیگر برائے خرید ضروریات خود مدام بآن احتیاج دارند و صندوق ڈاک و دو سہ موٹر (سیارہ) نیز دراں ایاب و ذہاب دارد کہ مالک سیارہا نیز از اہل ہمدیگر است۔

غرض اینکہ قریہ مذکورہ بنسبت قریہ مرکزی حیثیت دارد کہ مردم دیگر قری بہر حیثیت بآن احتیاج دارند و آبادی آن مشتمل بر انواع اشجار و نخیل است و مسجد آن نیز مسجد وسیع است کہ سابق مسجد صغیر و تنگ بود و گنجائش نمازیاں کم داشت بعد ازیں حکومت و عامہ مسلمین آنرا توسیع دادہ مسجد کبیرہ وسیع بنام مسجد جامع تعمیر کردہ اند و خطیب مسجد نیز بنام مقرر است و تمام قری قریب کہ دارند ازاں مسجد جامع بآن قری میرسد کہ جمعہ دراں مسجد جامع جمع میشوند چوں قریہ موصوفہ بصفات مذکورہ از دیگر قری فائق و ممتاز است باعتبار عرف ایشان است آنرا قریہ کبیرہ قرار دادہ نماز جمعہ را جاری کردہ اند کہ عرف عند الفقہاء معتبر است و در قریہ کبیرہ عند الاحناف نماز جمعہ درست و جائز است لہذا سوال اینکہ آیا قریہ متصف بصفات مذکورہ در حقیقت عرف یا نہ جائز و واجب الترک است۔

[illegible]

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ [illegible]

---

(۱) كما في رد المحتار [illegible] وفي [illegible] فرضها في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها أسواق ... الخ (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۳۸، ۱۳۷، ج۲: ايچ ايم سعيد كراچی)

وكذا في البحر الرائق (كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ۱۴۸، ج۲: مكتبه رشيديه كوئٹه)

وكذا في الهندية (كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلوة الجمعة، ص ۱۴۵، ج۱: مكتبه رشيديه كوئٹه)

(۲) كما في جامع الترمذي (شرط لوجوب الجمعة الإقامة في المصر ... الخ (كتاب الصلاة، فصل صلوة الجمعة، ص ۲۵۹، ج۱: مكتبه ايچ ايم سعيد كراچی)

بر قریہ کہ حد مصر صادق آید ادائے جمعہ صحیح است۔ کما قال فی جامع الرموز [۱] و ما یسع ای موضع اکبر مساجده المصلين لصلوٰة الخمس اهله ای اهل ذلك الموضع فما وجب عليه الجمعة مصر و احترز به عن اصحاب الاعذار مثل النساء والصبيان والمسافرين الا انهم قالوا ان هذا الحد غير صحيح عند المحققين والحد الصحيح المعول عليه انه كل مدينة تنفذ فيها الاحكام و يقام الحدود كما في الجواهر و ظاهر المذهب انه ما فيه جماعات الناس و جامع و اسواق و مفت و سلطان او قاض يقيم الحدود و ينفذ الاحكام و قريب منه ما في المضمرات و فيه انه الاصح و قيل انه ما يجتمع فيه مرافق الدين والدنيا او يعيش فيه كل صانع سنة بلا تحول الى الاخرى او يكون سكانه عشرة الآف او سمي مصرا عند العامة ...... او لا يظهر فيه نقصان بموت و زيادة بولادة او يمكنهم دفع عدو بلا استعانة او مصره الامام و ان صغر و قل اهله كما في النظم ناشي او يولد انسان و يموت كل يوم او لا يسع اهله الا بمشقة او يكون فيه الف رجل او عشرة الآف مقاتل على الخلاف كما في المضمرات— فقط والله تعالى اعلم—

شہر سے تین میل کے فاصلہ پر واقع بستی میں جمعہ کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک بستی میں دینی درس گاہ بنائی گئی ہے جس میں اہل علاقہ کے بچوں کو تعلیم قرآن پاک دی جاتی ہے۔ اب اہل علاقہ کا خیال ہے کہ یہاں پہ جمعہ شروع کیا جائے۔ شہر سوجو تقریباً تین میل کے سفر پر ہے۔ آیا جمعہ پڑھایا جا سکتا ہے یا نہیں؟ بستی میں جمعہ ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اصل سبب یہ ہے کہ دلی خواہش ہے کہ ہر آخر ہفتہ ان کو وعظ و نصیحت کی جائے وہ تب ممکن ہے کہ اگر جمعہ شروع کرایا جائے۔ بینوا توجروا۔

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جمعہ کے جواز کے لیے احناف کے نزدیک شہر کا ہونا شرط ہے۔ دیہاتوں اور بستیوں میں جمعہ کی نماز جائز نہیں ہوتی اور جمعہ پڑھنے سے ان کے ذمہ سے ظہر کی نماز ساقط ہوتی ہے۔ دیہاتیوں سے

---

(۱) جامع الرموز، (کتاب الصلوٰۃ، فصل فی صلوٰۃ الجمعۃ، ص ۲۶۲، ج ۱: مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی) وکذا فی الدر المختار مع رد: (کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ص ۱۳۸-۱۳۷، ج ۲: مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی)

وکذا فی البحر الرائق: (کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجمعۃ، ص ۲۴۸، ج ۲: مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

لیے ضروری ہے کہ دیہات میں جمعہ کے روز ظہر کی نماز چار رکعتیں باجماعت ادا کیا کریں[1] باقی اگر آپ کو وعظ کا شوق ہے تو پھر جمعہ کے روز یا کسی دوسرے دن ظہر کی نماز کے بعد یا کسی بھی وقت تہجد یا کریں بلکہ ہر روز وعظ کہہ دیا کریں۔ وعظ وبیان نماز جمعہ کے پڑھنے پر ہرگز موقوف نہیں ہے۔ بلکہ شرعی موقوف موجب تمام تلوث ہی ہے کہ وعظ کیلئے جمعہ ادا ہو اور فرض نماز ظہر کی ہرگز نہ چھوڑے۔ قال في الهداية [2] لا تصح الجمعة إلا في مصر جامع او في مصلى المصر ولا تجوز في القرى- لقوله عليه السلام لا جمعة ولا تشريق ولا فطر ولا أضحى إلا في مصر جامع- الخ- فقط والله تعالى اعلم

متفرق طور سے واقع آبادیوں میں جمعہ کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس بارے میں کہ موضع سوان تحصیل لیہ متفرق آبادی ہے کوئی جگہ یک رقبہ میں میلوں تک آباد ہیں۔ اس کی آبادی چالیس ہزار کے قریب ہوگی۔ اس کی شکل یوں ہے کہ کچھ گھر ایک جگہ میں آباد ہیں اور تھوڑے سے فاصلے پر دو تین یا کچھ زیادہ دوسرے چند گھر آباد ہیں۔ اس طرح متفرق آبادی میلوں تک پھیلی ہوئی ہے۔ بیچ میں کھیتیاں ہیں بازار وغیرہ وہاں سے دو تین میل ہیں۔ کیا ایسی آبادی میں جمعہ جائز ہے یا نہیں۔ وضاحت سے بیان فرمائیں اور کیا ایسی آبادی کو متحد شمار کر کے شہر بنایا جائے گا یا نہیں۔

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ واضح رہے کہ بقول جمیع علماء احناف جمعہ کی صحت کے لیے مصر (شہر) کا ہونا شرط ہے[3]۔ اور عرف میں بڑی آبادی کو کہتے ہیں جو آبادیاں ایسی ہوں کہ ان کے بیچ میں کھیتیاں وغیرہ ہوں اور ان کو

---

(1) كما في ردالمحتار: تقع فرضا في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها أسواق ... وفيما ذكرنا إشارة إلى أنه لا تجوز في الصغيرة التي ليس فيها قاض ومنبر وخطيب ... والأولى أن في الجواهر لو صلوا في القرى لزمهم أداء الظهر (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ١٣٨، ج ٢، مكتبة ايچ ايم سعيد كراچی) وكذا في الهندية (كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ١٤٥، ج ١، مكتبة رشيدية كوئٹہ) وكذا في البحر الرائق (كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ٢٤٥، ج ٢، مكتبة رشيدية كوئٹہ)

(2) الهداية (كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ١٤٦-١٥٠، ج ١، مكتبة علوم اسلامية ...) وكذا في البناية شرح الهداية (كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ٤١٠، ج ٣، مكتبة دار الكتب العلمية بيروت) وكذا في فتح القدير (كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ٢٢-٢٣، ج ٢، مكتبة رشيدية كوئٹہ)

(3) كما تقدم تخريجه في حاشية نمبر ١

[illegible]

[illegible]

قال في العالمگيرية [illegible]

[illegible]

وفي الهندية [illegible]

[illegible]

[illegible] والله تعالى اعلم

[illegible]

قریب قریب کی آبادیوں کو ایک شمار کر کے جمعہ کا حکم

﴿سوال﴾

[illegible]

﴿جواب﴾

[illegible]

ہوگا(۲)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

---

(۱) كما في بدائع الصنائع: لا تجب الجمعة إلا على أهل المصر ومن كان ساكنا في توابعه وكذا لا يصح أداء الجمعة إلا في المصر وتوابعه ... الخ (كتاب الصلاة، فصل في بيان شرائط الجمعة، ص ۲۵۹، ج۱، مكتبه رشيديه كوئته)
وكذا في رد المحتار: (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۳۸، ج۲، مكتبه ايچ ايم سعيد كراچی)
وكذا في الهندية: (كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ص ۱۴۵، ج۱، مكتبه رشيديه كوئته)

(۲) كما في بدائع الصنائع: فلا تجب على أهل القرى التي ليست من توابع المصر ولا يصح أداء الجمعة فيها (كتاب الصلاة، فصل في بيان شرائط الجمعة، ص ۲۵۹، ج۱، مكتبه رشيديه كوئته)
وكذا في رد المحتار: (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۳۸، ج۲، مكتبه ايچ ايم سعيد كراچی)
وكذا في الهندية: (كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ۱۴۵، ج۱، مكتبه رشيديه كوئته)

تین ہزار کی آبادی میں جمعہ کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں کہ

(۱) ایک گاؤں جس کی آبادی تقریباً ہزار کے قریب ہے مردم شماری کے لحاظ سے مرد، عورت، بچے، بوڑھے سب تین ہزار سے زائد ہیں جس میں تقریباً تیس دکانیں ہیں اس کے علاوہ آٹھ دس دکانیں خاص کپڑے کی نیز درزی کپڑے سینے کی مشینیں تقریباً ۱۵ یا ۱۶ دکانوں کی ہیں، تین آٹا پیسنے والی مشینیں ہیں۔ ڈاکخانہ اور ہسپتال بھی ہے، مڈل سکول ہے خاص اس شہر سے آگے بسیں روزانہ نکلتی ہیں اور دونوں میں دیگر دیہات بھی ہیں۔ ان سب دیہات کی ضروری حاجات دینی و دنیاوی اس شہر میں پوری ہو جاتی ہیں نیز اس شہر میں دو مسجدیں ہیں اور جید علمائے کرام سند یافتہ موجود ہیں نیز اس شہر میں ایک عربی مدرسہ ہے جس میں تقریباً ۲۵ طلبہ ہیں اور دو مدرسے ہیں جس میں تقریباً دیگر طلبہ ہوتے ہیں ان سب کے اخراجات کا بھی شہر کفیل ہے نیز اس میں مرکز ہے جو سب سے ثابت ہے نیز تین محلے پر مشتمل بھی ہے اب اس شہر میں نماز جمعہ جائز ہو گا یا احتیاط ظہر ضروری ہے کیا ان دکانوں کے باوجود "سوق" کی تعریف اس پر صادق آتی ہے یا نہیں؟ آیا سوق میں دکانوں کی کثرت ضروری ہے یا کوئی حد مقرر ہو۔

(۲) دیہات میں جمعہ کا حکم کیا ہے اور جمعہ پڑھنے والے کے لئے ظہر کا حکم کیا ہے۔

الجواب

(۱) احناف کے نزدیک [۱] مصر شرط ہے جمعہ کے لئے لیکن علامہ شامی و دیگر فقہاء نے قصبات و قری کبیرہ کو بھی حکم مصر میں شمار کیا ہے، شامی [۲] کی عبارت یہ ہے: "وتقع فرضاً في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها أسواق إلى قوله ولا يجوز في الصغيرة التي ليس فيها قاضٍ ومنبر وخطيب" اس عبارت میں قریہ کبیرہ کے حکم کو بیان کرنا ہے اور اس کے متعلق امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی اپنی رائے یہ

---

(۱) كما في الهداية: لا تصح الجمعة إلا في مصر جامع. (كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ۱۵۰، ج ۱، مكتبه بلوچستان بك ڈپو كوئٹه)

وكذا في الهندية: (كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ص ۱۴۵، ج ۱، مكتبه رشيديه كوئٹه)

وكذا في البحر الرائق: (كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ۲۴۸، ج ۲، مكتبه رشيديه كوئٹه)

(۲) رد المحتار: (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۳۸، ج ۲، مكتبه ايچ ايم سعيد كراچي)

بھی علامہ شامی نے نقل کی ہے۔ عن ابی حنیفۃ انہ بلدۃ کبیرۃ فیھا سکک و اسواق ولھا رساتیق وفیھا وال یقدر علی انصاف المظلوم من الظالم الی قولہ وھذا ھو الاصح [۱] اس کے علاوہ بھی تعریفیں فقہاء نے مصر کی کی ہیں ان سب کا مآل یہی ہے عنوانات مختلف ہیں اور مضمون ایک ہے کیونکہ جہاں پر سکک اسواق اور والی کا تحقق ہو وہاں پر دیگر تعریفیں بھی صادق آ جائیں گی۔ مثلاً بدائع الصنائع کی تعریف مصر میں ہے۔ موضع یندفع حاجۃ الانسان الضروریۃ من الاکل بان یکون ھناک من یبیع طعام والکسوۃ الضروریۃ وان یکون ھناک اھل حرف یحتاج الیھم کثیرا۔ اسی طرح کنز العباد میں یہ تعریف لکھی ہے ان یولد [۲] فیہ کل یوم ولد و یموت فیہ انسان۔ قاضیخان میں ہے لا یکون [۳] الموضع مصرا الا ان یکون فیہ مفت و قاض یقیم الاحکام۔ علامہ شامی نے جو قصبات اور قریٰ کبیرہ میں جواز کا حکم دیا ہے ان قریٰ سے بھی وہ قریٰ مراد ہیں جن میں مثل امصار کے حاجات پوری ہو جاتی ہیں کیونکہ التی فیھا اسواق [۴] اس کے ساتھ متصل ذکر کیا ہے قصبات اور قریٰ کبیرہ سے مراد ایک ہی چیز ہے القصبات جمع قصبۃ [۵] وھی القریۃ فیکون عطف القری علیہ عطف تفسیر۔ (حاشیہ) اگر یہ قریہ جس کے متعلق پوچھا گیا ہے قصبہ ہو تو اس میں جمعہ قائم کرنا جائز ہے کیونکہ حکام وقت کے عرف کا مقتضیٰ بھی یہی ہے کہ چار ہزار سے کم قصبہ نہیں مانتے تو عرف شرعی میں اس سے کم ہرگز نہ ہوگا اور اس قریہ میں جملہ حاجات ضروریہ پوری ہو سکتی ہیں مثلاً ڈاکخانہ میں ہر قسم کی ضروریات پوری ہو سکتی ہیں دکانیں بھی ہیں بعض دکانوں پر جانے پینے کا اتفاق بھی ہو سکتا ہے مستحضر رہے اور حکومت کی طرف سے کوئی پولیس کی چوکی بھی مقرر ہو اور جیسے آبادی کی مثل شہر و قصبے کے ہو جیسے کہ تقیید قری ن بالتي فیھا سکک [۶] و اسواق سے معلوم ہے تو جائز ہے بلکہ جمعہ پڑھنا واجب ہوگا اور اگر یہ اوصاف اس میں نہیں پائے جاتے تو نہ یہ قصبہ ہے نہ قریہ کبیرہ

---

۱) ردالمحتار: (کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ص ۱۳۷، ج۲، مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی)

۲) کنز حاشیہ: (کتاب الصلاۃ، شرائط الجمعۃ، ص ۹۱، ج۲، مکتبہ ادارۃ القرآن، کراچی)

۳) الخانیۃ علی ھامش الھندیۃ: (کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجمعۃ، ص ۱۷۲، ج۱، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

۴) ردالمحتار: (کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ص ۱۳۸، ج۲، مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی)

۵) ردالمحتار: (کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجمعۃ، ص ۱۳۸، ج۲، مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی)

۶) ردالمحتار: (کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ص ۱۳۷، ج۲، مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی)

ہے کیونکہ قریۂ صغیرہ میں متفرق دوکانوں کے تحقق سے جمعہ جائز نہیں ہوجاتا(۱)۔

(۲) دینی استاذ کا حق بدرجہا زیادہ ہے(۲) آج کل کے پیروں سے۔ حدیث شریف میں ہے: تواضعوا لمن تعلمون منہ بیہقی نے اس کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول قرار دے کر اس کے حدیث موقوف ہونے کو ترجیح دی ہے۔ نیز امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے منقول ہے قال سمعت السلف یقولون من لا یعرف لاستاذہ لا یفلح۔ یعنی سلف صالحین کا قول ہے کہ جو اپنے استاذ کی قدر نہیں جانتا ہے وہ کامیاب نہیں ہوسکتا۔ بر آج کل اکثر پیر ایسے ہوتے ہیں کہ محض دنیوی مفاد کی خاطر اپنے مریدین و متعلقین کے ساتھ رابطہ قائم کر کے سب جاہ و حب مال میں سرگرداں رہتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

دو سو گھر کی آبادی والے گاؤں میں جمعہ کا حکم

﴿سوال﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کہ ایک گاؤں جو کہ دو سو گھر کی آبادی پر مشتمل ہے اور اس میں ضروری اشیاء بھی کچھ میسر ہیں اور جامع مسجد جو کہ پچاس گز طولاً عرضاً وسیع مسجد بھی ہے اور ایک مولانا صاحب پانچ وقت نماز پڑھاتے ہیں اور مولانا صاحب فرماتے ہیں کہ یہاں جمعہ وغیرہ نہیں ہو سکتا اور کافی لوگ جمعہ پڑھنے کے لیے دور دور سے آتے ہیں اور مذکورہ بالا گاؤں بڑے شہروں سے چھ سات میل دور ہے۔ اب فرمائیے کہ اس گاؤں میں جمعہ جائز ہے یا نہیں۔

﴿جواب﴾

گاؤں مذکور قریۂ صغیرہ ہے اس میں اقامت جمعہ درست نہیں ہے۔ اقامت جمعہ کے لیے شہر یا قصبہ کا ہونا

---

(۱) کما فی رد المحتار: لا تجوز فی الصغیرۃ التی لیس فیہا قاض و منبر و خطیب۔ (کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ص ۱۳۸، ج ۲، مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی)
وکذا فی الہندیۃ: (کتاب الصلاۃ، باب السادس عشر فی صلاۃ الجمعۃ، ص ۱۴۵، ج ۱، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)
وکذا فی البحر الرائق: (کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجمعۃ، ص ۲۴۸، ج ۲، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

(۲) کما فی الترمذی: عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد۔ (ابواب العلم عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب ما جاء فی فضل الفقہ علی العبادۃ، ص ۹۷، ج ۲، مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی)
وکذا فیہ: عن قیس بن کثیر قال علی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: وفضل العالم علی العابد کفضل القمر علی سائر الکواکب۔ (ابواب العلم عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب ما جاء فی فضل الفقہ علی العبادۃ، ص ۹۷، ج ۲، مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی)۔

شرط ہے۔ حدیث شریف میں ہے لا جمعة ولا تشریق ...... الا فی مصر جامع الحدیث [1]۔ اور شامی میں ہے وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرة التی فیها اسواق [2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ ان گاؤں میں ظہر کی نماز باجماعت پڑھیں [3]

چالیس پچاس گھروں کی آبادی والے دیہات میں جمعہ کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ دیہات جس جگہ بازار نہیں مگر کاروبار تجارت ہوتا ہے ضرورت کی چیزیں موجود ہیں جامع مسجد موجود ہے جس میں دو ڈھائی سو آدمی نماز پڑھ سکتے ہیں گردونواح میں چالیس پچاس گھروں کے مکانات ہیں؟ اگر ڈاکخانہ موجود نہیں البتہ تحصیل کا دفتر موجود ہے بستی میں ۵۰ گھر ہیں کیا حضرات اس مسئلہ میں اجتہاد کر کے دیہات میں نماز جمعہ پڑھنے کی اجازت دے سکتے ہیں؟

﴿ج﴾

فقہ کی معتبر کتابوں مثل ہدایہ [4] شرح [5] وقایہ وغیرہ کی روشنی سے یہ ثابت ہے کہ وجوب جمعہ اور اداء کے جمعہ کے لیے مصر شرط ہے اور شامی میں نقل فرمایا ہے کہ قصبہ اور قریہ کبیرہ میں جمعہ ادا ہوتا ہے کیونکہ وہ بھی شہر اور مصر کے حکم میں ہے۔ مصر کی تعریف میں اختلاف ہے۔ لیکن مدار عرف پر ہے۔ عرفاً جو شہر اور قصبہ ہو اور آبادی اس کی زیادہ ہو اور بازار، دکانیں ہوں اور ضروریات سب ملتی ہوں وہ شہر ہے۔

فی التحفة عن ابی حنیفة انه بلدة کبیرة فیها سکک و اسواق ولها رساتیق و فیها وال یقدر علی انصاف المظلوم من الظالم بحشمته و علمه او علم غیره یرجع الناس الیه فیما یقع من الحوادث و هذا هو الاصح۔ [6] و ایضاً فیه وتقع فرضاً فی القصبات والقری

---

١) مصنف ابن ابی شیبة۔ (کتاب الجمعة، من قال لا جمعة ولا تشریق الا فی مصر جامع، ص ١٠١، ج٢، امدادیه، ملتان)

٢) ردالمحتار: (کتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ١٣٨، ج٢، مکتبه ایچ ایم سعید کراچی)

٣) کما فی الهندیه: ومن لا تجب علیهم الجمعة من اهل القری والبوادی لهم ان یصلوا الظهر بجماعة یوم الجمعة باذان واقامة۔ (کتاب الصلاة، الباب السادس عشر فی صلاة الجمعة، ص ١٤٥، ج١، مکتبه رشیدیه کوئٹه)

٤) الهدایه کتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ١٥٠، ج١، مکتبه بلوچستان، بک ڈپو کوئٹه)

٥) شرح الوقایه کتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ١٤٨، ج١، مکتبه ایچ ایم سعید کراچی)

٦) ردالمحتار کتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ١٣٧، ج٢، مکتبه ایچ ایم سعید کراچی)

الکبیرة التی فیها أسواق (إلی أن قال) وفیما ذکرنا إشارة إلی أنه لا تجوز فی الصغیرة[1] و أیضا فیه وقوله وصلوة العید فی القری تکره تحریما ومثله الجمعة[2]

سوال میں جس دیہات کا ذکر کیا ہے نہ وہ مصر ہے اور نہ قریہ کبیرہ، لہٰذا وہاں جمعہ ادا نہیں ہوگا، جمعہ پڑھا گیا ہے تو نہیں ادا ہوا اور ان لوگوں کے ذمہ سے نماز ظہر ساقط نہیں ہوئی۔ لما فی الشامیة الأخری أن فی الجواهر لو صلوا فی القری (الصغیرة) لزمهم أداء الظهر[3]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

تین صد کی آبادی میں جمعہ کا حکم

سوال نمبر ۸

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ موضع کوٹلی پیرولی جو ضلع میانوالی میں واقع ہے، مندرجہ ذیل اوصاف سے موصوف ہے: آبادی مردم شماری کے مطابق تقریباً پانچ سو گھر تین صد افراد ہیں۔ دو مسجدیں ہیں جن میں سے صرف ایک آباد ہے دوسری میں جماعت بھی نہیں ہوتی اور نہ اس میں کوئی امام مقرر ہے اور تین دوکانیں ہیں جن سے اکثر ضروریات کا تقریباً پوری ہوتی ہیں اور اس موضع کا تعلق ... وغیرہ سے ہیں۔ ساتھ ہی اس کے گرد و نواح میں ... چھوٹی چھوٹی بستیاں تقریباً ایک میل کے اندر واقع ہیں۔ جن کی تمام ضروریات موضع موصوف سے متعلق ہیں۔ کیا ان بستی یا اس بستی میں نماز جمعہ اور نماز عیدین پڑھنی جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

---

(۱) ردالمحتار: (کتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۳۸، ج ۲، مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی)

(۲) الدر المختار مع رد: (کتاب الصلاة، باب العیدین، ص ۱۶۷، ج ۲، مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی)

(۳) ردالمحتار: (کتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۳۸، ج ۲، مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی)

وکذا فی الهندیة: (کتاب الصلاة، الباب السادس عشر فی صلوة الجمعة، ص ۱۴۵، ج ۱، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

وکذا فی البحر الرائق: (کتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ۲۴۵، ج ۱، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

وکذا فی البحر الرائق: (کتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ۲۴۵، ج ۲، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

﴿توضیح﴾

صورت مسئولہ میں یہ بستی نہ مصر ہے اور نہ قریہ کبیرہ، کتب احناف میں جو تعریفات مصر کی منقول ہیں ان میں سے کوئی تعریف بھی اس پر صادق نہیں آتی حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے مصر کی تعریف یہ منقول ہے کل موضع ذات ابنیة فیه سکک و اسواق ووال ینصف المظلوم من الظالم (ای یقدر علی انصافه) و عالم یرجع الیه فی الحوادث [1] - امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے یہ تعریف منقول ہے- هو كل موضع له امیر و قاضی یقدر علی تنفیذ الاحکام واقامة الحدود [2] - نیز ان سے یہ بھی منقول ہے هو كل موضع لایسع اهله اکبر مساجدهم الی غیر ذالک من التعریفات الکثیرة [3] - یہ تمام تعریفات دراصل علامات مصر ہیں علماء وفقہاء نے اپنے زمانے کے عرف کے اعتبار سے علامات ذکر کی ہیں اور درحقیقت اس میں عرف معتبر ہے عرف میں جس کو شہر یا مصر کہا جاتا ہے، وہاں نماز جمعہ وعیدین واجب ہے ورنہ نہیں۔ حنفی مذہب میں اس کی کوئی گنجائش نہیں کہ اس قسم کی بستی میں نماز جمعہ اور عیدین ادا کی

---

۱) بدائع الصنائع کتاب الصلاة فصل فی بیان شرائط الجمعة، ص ۲۶۰، ج۱: مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

وکذا فی ردالمحتار: (کتاب الصلاة باب الجمعة، ص ۱۳۷ ج۲: مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی)

وکذا فی البنایة شرح الهدایة: (کتاب الصلاة باب صلاة الجمعة، ص ۴۵ ج۳: مکتبہ دارالکتب العلمیة، بیروت)۔

۲) کتاب الصلاة باب الجمعة، ص ۱۳۷ ج۲: مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی

وکذا فی بدائع الصنائع: (کتاب الصلاة فصل فی بیان شرائط الجمعة: ص ۲۵۹، ج۱: مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

وکذا فی البنایة شرح الهدایة: (کتاب الصلاة باب صلاة الجمعة: ص ۴۵ ج۳: مکتبہ دارالکتب العلمیة بیروت)

وکذا فی الهدایة کتاب الصلاة باب صلاة الجمعة، ص ۱۵۹، ج۱: مکتبہ بلوچستان بک ڈپو کوئٹہ

۳) الهدایة کتاب الصلاة باب صلاة الجمعة، ص ۱۵۹، ج۱: مکتبہ بلوچستان بک ڈپو، کوئٹہ)

وکذا فی الفتاوی التاتارخانیة کتاب الصلاة شرائط الجمعة، ص ۴۹، ج۲: مکتبہ إدارة القرآن کراچی۔

وکذا فی البنایة شرح الهدایة کتاب الصلاة باب صلاة الجمعة، ص ۴۶، ج۳: مکتبہ دارالکتب العلمیة بیروت

جائے(۱)، البتہ اگر کوئی شخص حنفی مذہب ترک کر کے کسی دوسرے مذہب پر عمل کرے تو اس کا وہ خود ذمہ دار ہے مذہب حنفی کے متبعین کا اس سے کوئی واسطہ نہیں(۲)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

ایسے گاؤں میں جمعہ کا حکم جس کی اپنی اور قرب وجوار کی آبادی ایک ہزار ہو

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک گاؤں جس کی اپنی اور قریب جوار کی آبادی تقریباً ایک ہزار ہے جس میں ۱۵/۱۶ دکانیں ہیں اور ایک مسجد بھی ہے۔ اکثر لوگ جو کوئی فیصلہ کرتے ہیں وہ شہر سے جو تحصیل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ وہ تحصیل سے نزدیک کسی جگہ بھی جمعہ نہیں ہوتا۔ اس گاؤں میں نماز جمعہ جائز ہے یا نہ؟ نیز پچھلے ایک سال کی جو نمازیں یہاں پڑھی گئی ہیں کیا وہ نماز ہو گئی ہیں یا ان کا اعادہ کریں۔

الجواب

یہ گاؤں قریہ صغیرہ ہے اس میں اقامت جمعہ درست نہیں۔ ظہر کی نماز باجماعت ادا کریں اور سال گزشتہ میں جو جمعہ کی نمازیں پڑھی گئی ہیں ان میں صرف ظہر کے چار فرضوں کا اعادہ کریں(۳)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

(۱) كما في رد المحتار: وكما أن المصر أو فناءه شرط جواز الجمعة فهو شرط جواز صلاة العيد. (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۳۸، ج ۲، مكتبه ایچ ایم سعید کراچی) وكذا في الهندية: (كتاب الصلاة، الباب السابع عشر في صلاة العيدين، ص ۱۵۰، ج ۱، مكتبه رشیدیه کوئٹه)
وكذا في الهداية: (كتاب الصلاة، باب العيدين، ص ۱۵۵، ج ۱، مكتبه بلوچستان بک ڈپو کوئٹه)

(۲) عقد الجيد (مترجم اردو): اس کی اصل یہ ہے کہ اتباع ہوا اور تعصب ہے (تاکید الاخذ بمذاهب الاربعة ص ۵۲-۷۳-۱۳۲-۱۳۴: قرآن محل کراچی) (بحواله فتاوی محمودیه ۲/۲۲۶)۔ وكذا في الإنصاف في بيان أسباب الاختلاف (التقليد في المذاهب الأربعة، ص ۹۷-۹۹-۱۱۱، ... (الغزالي) بحواله محمودیه ۲/۲۲۶)

(۳) كما في رد المحتار: لا تصح الجمعة في قرية ليس فيها قاض ومنبر وخطيب ... والأخرى أن في الجواهر لو صلوا في القرى لزمهم أداء الظهر. (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۳۸، ج ۲، مكتبه ایچ ایم سعید کراچی) وكذا في الهندية: (كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ص ۱۴۵، ج ۱، مكتبه رشیدیه کوئٹه) وكذا في البحر الرائق: (كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ۲۴۵-۲۴۸، ج ۲، مكتبه رشیدیه کوئٹه)

۱۹۰۰- سو افراد پر مشتمل آبادی میں جمعہ کا حکم

(س)

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک گاؤں کی آبادی ۱۲۰۰ افراد پر مشتمل ہے وہاں جمعہ جائز ہے جبکہ وہاں تین معروف بازار کی شکل میں دکانیں ہیں [illegible] ضروریات اس گاؤں میں پوری ہوتی ہیں۔ اور آس پاس کی [illegible] سے بڑا ہے [illegible] لوگوں کی ضروریات یہاں سے پوری ہوتی ہیں۔ [illegible] کی تحصیل [illegible] تحصیل ہیڈ کوارٹر [illegible] ہیں۔

(ج)

صورت مسئولہ میں [illegible] جمعہ کے صحیح ہونے کے لیے مصر شرط ہے (۱) (۲) (۳) [illegible] (۴) [illegible] آبادی [illegible] ہے۔

---

(۱) الهداية: (لا تصح الجمعة إلا في مصر جامع أو في مصلى المصر ولا تجوز في القرى. (كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ۱۵۰، ج۱، مكتبه شركت علميه ملتان / كوئٹه)

(۲) شرح الوقاية: (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۹۸، ج۱، مكتبه ايچ ايم سعيد كراچی)

(۳) الدر المختار: (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۳۷، ج۲، مكتبه ايچ ايم سعيد كراچی)

(۴) كما في رد المحتار: تقع فرضا في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها أسواق [illegible] وفيما ذكرنا إشارة إلى أنه لا تجوز في الصغيرة التي ليس فيها قاض ومنبر وخطيب كما في المضمرات والظاهر أنه أريد به الكراهة [illegible] (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۳۸، ج۲، مكتبه ايچ ايم سعيد كراچی)

وكذا في الهندية: (كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ص ۱۴۵، ج۱، مكتبه رشيديه كوئٹه)

وكذا في البحر الرائق: (كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ۱۴۰، ج۲، مكتبه رشيديه كوئٹه)

في التحفة عن ابي حنيفة رحمه الله انه بلدة كبيرة فيها سكك و اسواق و لها رساتيق و فيها وال ينصف المظلوم من الظالم بحشمته و علمه او علم غيره يرجع الناس اليه فيما يقع من الحوادث و هذا هو الاصح۔ [۱]

پس سوال میں جس قریہ کا ذکر کیا گیا ہے اگر اس میں شرائط صحت جمعہ پائے جاتے ہیں یعنی وہ جگہ شہر، قصبہ یا قریہ کبیرہ ہو تو اس میں نماز جمعہ جائز ہے ورنہ نہیں [۲]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کیا جمعہ کی اذانِ ثانی اقامت کی طرح ہے

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین مسئلہ ہذا کہ جمعہ کی اذان ثانی اقامت کی طرح ہے جیسے کہ نور الایضاح میں خطبہ کی چوتھی سنت کی عبارت یہ ہے۔ (و الاذان بین یدیہ کالاقامۃ) یعنی کلمات اس کے جلدی اور پست آواز سے کہے جاتے ہیں تو آج کل اذان ثانی مثل اذان اول خلاف سنت کیوں دی جاتی ہے اور اگر کالاقامۃ کا یہ معنی نہ ہو تو کیا مطلب ہے۔

جواب

اذان ثانی جو کہ خطیب کے سامنے ہوتی ہے [۳] اس میں مستحب دو باتیں ہیں (۱) آواز زیادہ بلند نہ ہو (۲) اور کلمات جلد جلد ادا کیے جائیں۔ کما فی السعایۃ شرح شرح الوقایۃ مدلہ۔ ای اذان لا یستحب

---

(۱) ردالمحتار: (کتاب الصلاة باب الجمعة، ص ۱۳۷ ج ۲: مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی)
وکذا فی بدائع الصنائع: (کتاب الصلاة، فصل فی بیان شرائط الجمعة، ص ۲۶۰، ج ۱: مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)
وکذا فی البنایہ شرح الهدایہ: (کتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ۴۹، ج ۳: مکتبہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

(۲) تقدم تخریجه فی صفحة متقدمة

(۳) الدر المختار: (ویؤذن) ثانیا (بین یدیه) أی الخطیب (کتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۶۱، ج ۲: مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی)
وکذا فی الهدایہ: (کتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ۱۵۱، ج ۱: مکتبہ بلوچستان بک ڈپو کوئٹہ)
وکذا فی شرح الوقایہ: (کتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۲۰۶، ج ۱: مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی)

رفع الصوت فيه قيل هو الاذان الثاني يوم الجمعة الذي يكون بين يدي الخطيب لانه كالاقامة لاعلام الحاضرين منقول من امداد الفتاوى [1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ایک صد کی آبادی والی بستی میں جمعہ کا حکم

﴿سوال﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ودریں مسائل کہ:

(۱) ایک بستی جس کی آبادی تقریباً ایک صد آدمیوں پر مشتمل ہے اور جامع مسجد بھی ہو، نماز باجماعت ادا ہوتی ہو اتنی ہی آبادی کی تین بستیاں اس کے آس پاس ہوں فاصلہ تقریباً ایک فرلانگ کا ہو اس کے علاوہ ایک یا نصف میل پر بھی بستیاں ہوں، کیا اس جگہ پر نماز جمعہ ادا کی جا سکتی ہے یا نہ (۲) دیہات میں نماز جمعہ کی کتنی رکعات ہوتی ہیں؟ بعض علماء کرام فرماتے ہیں بعد نماز جمعہ پڑھنا چاہیے چار رکعات احتیاط ظہر۔ اس کا کیا مطلب ہے۔

﴿الجواب﴾

(۱) مذکورہ بستی میں نماز جمعہ جائز نہیں کیونکہ جمعہ کے لیے مصر کا ہونا یا مصر کی طرح ہو (قصبہ ہو یا قریہ کبیرہ ہو جس میں بازار لگتے ہوں اور جس میں ضروریات زندگی وہاں پوری ہوتی ہوں اور عرف میں بھی قریہ کبیرہ کہلاتا ہو) ضروری ہے۔ رواه البيهقي في المعرفة و عبد الرزاق [2] و ابن ابي شيبة [3] في مصنفيهما عن علي كرم الله وجهه انه لا جمعة و لا تشريق و لا صلوة الفطر ولا اضحى الا في مصر جامع او مدينة عظيمة و لان كان لمدينة النبي صلى الله عليه وسلم قرى كثيرة و لم ينقل عنه عليه الصلوة والسلام انه امر باقامة الجمعة فيها انتهى– و في الشامي [4] عن القهستاني و تقع فرضا في القصبات و القرى الكبيرة التي فيها اسواق الى قوله ولا يجوز في الصغيرة

---

۱) امداد الفتاوى: (كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة والعيدين، ص ٤٧٤، ج١، مكتبہ دار العلوم کراچی)

۲) عبد الرزاق (كتاب الجمعة: باب القرى الصغار: ص ١٧٠، ج٣، مكتبہ دار الكتب العلمية بيروت)

۳) مصنف ابن ابي شيبة: (كتاب الجمعة، من قال لا جمعة ولا تشريق الا في مصر جامع، ص ١٠١، ج٢ مكتبہ امدادیہ ملتان)

۴) رد المحتار: (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ١٣٨، ج٢، مكتبہ ایچ ایم سعید کراچی)

التي ليس فيها قاض ومنبر وخطيب كما في المضمرات ونقل[1] أيضاً عن الحجة عن أبي حنيفة رحمه الله أنه بلدة كبيرة فيها سكك وأسواق وفيها والٍ يقدر على إنصاف المظلوم إلى قوله وهذا هو الأصح - ان عبارات فقہیہ سے یہ واضح ہے کہ ایسی جگہ میں جمعہ جائز نہیں[2]۔

(۲) اب یہ بات کیا گیا کہ دیہات میں نماز جمعہ جائز نہیں ہے، وہاں ظہر کی نماز فرض ہے[3] تو دیہات میں رکعات جمعہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور جہاں جمعہ کے شرائط پائے جاتے ہیں اور جمعہ کی نماز فرض ہے ان تمام جگہوں میں نماز جمعہ کی رکعات بارہ ہیں، وہ بارہ رکعات یہ ہیں چار سنت پہلے درمیان میں دو رکعات نماز جمعہ فرض اور فرض کے بعد چار رکعات سنت اور ان کے بعد دو رکعات سنت ہیں[4]۔ اس کے علاوہ جو نماز جمعہ کی نیت سے سنت پڑھے گا وہ نفل ہوں گی اور جمعہ میں ان رکعات سنتوں کے علاوہ سنت نہیں۔ جن لوگوں نے دیہات میں نماز جمعہ شروع کیا ہے ان پر جمعہ ترک کرنا لازم ہے اور ان پر نماز ظہر ادا کرنا فرض ہے[5]۔ اگر ظہر کی نماز

---

۱) ردالمحتار: (کتاب الصلاۃ، باب الجمعة، ص ۱۳۷، ج ۲، مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی)

۲) کما في ردالمحتار: لا تجوز في الصغيرة (کتاب الصلاۃ، باب الجمعة، ص ۱۳۸، ج ۲: مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی) وکذا في البحر الرائق: (کتاب الصلاۃ، باب الجمعة، ص ۲۴۸، ج ۲: مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ) وکذا في الهندية: (کتاب الصلاۃ، الباب السادس عشر في صلاۃ الجمعة، ص ۱۴۵ ج ۱: مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

۳) کما في ردالمحتار: (لو صلوا في القرى لزمهم أداء الظهر) (کتاب الصلاۃ، باب الجمعة، ص ۱۳۸، ج ۲: مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی) وکذا في الهندية: (کتاب الصلاۃ، الباب السادس عشر في صلاۃ الجمعة، ص ۱۴۵، ج ۱: مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)
وکذا في البحر الرائق: (کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجمعة، ص ۲۴۵، ج ۲: مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)
وکذا في البحر الرائق: (کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجمعة، ص ۲۴۵، ج ۲: مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

۴) کما في حلبي كبير: (والسنة قبل الجمعة أربع وبعدها أربع) ... (وعند أبي يوسف) السنة بعد الجمعة (ست) ركعات وهو مروي عن علي رضي الله عنه والأفضل أن يصلي أربعاً ثم ركعتين للخروج عن الخلاف (کتاب الصلاۃ، فصل في النوافل، ص ۳۸۸، ۳۸۹، مکتبہ سہیل اکیڈمی کتب خانہ کوئٹہ) وکذا في الهداية: (کتاب الصوم باب الاعتكاف: ص ۲۶۲، ج ۱: مکتبہ بلوچستان بک ڈپو کوئٹہ) وکذا في اللباب شرح الهداية: (کتاب الصوم باب الاعتكاف ص ۱۲۸، ج ۲: مکتبہ دار الکتب العلمیة، بیروت)

۵) کما في ردالمحتار: لا تجوز في الصغيرة التي ليس فيها قاض ومنبر وخطيب ... ألا ترى أن في الجواهر لو صلوا في القرى لزمهم أداء الظهر (کتاب الصلاۃ، باب الجمعة، ص ۱۳۸، ج ۲: مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی) وکذا في الهندية: (کتاب الصلاۃ، الباب السادس عشر في صلاۃ الجمعة، ص ۱۴۵، ج ۱: مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)
وکذا في البحر الرائق: (کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجمعة، ص ۲۴۵، ج ۲: مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

[illegible]

[illegible]

سوال

[illegible]

جواب

[illegible]

---

(۱) الجامع الصحيح لمسلم: عن ابي سعيد [illegible] رضي الله تعالى عنه [illegible] (قديمي كتب خانه كراچي) [illegible]

(۲) كما في الدر المختار [illegible] (باب الوتر والنوافل) [illegible] (كتاب الصلاة [illegible] مكتبه ايچ ايم سعيد كراچي) وكذا في حاشية الطحطاوي (كتاب الصلاة [illegible] قديمي كتب خانه كراچي) وكذا في بدائع الصنائع (كتاب الصلاة [illegible] مكتبه رشيديه كوئٹه)

(۳) [illegible] صحيح البخاري: عن ابي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: صلاة الرجل في الجماعة تضعف على صلاته في بيته وفي سوقه خمسا وعشرين ضعفا، وذلك أنه إذا توضأ فأحسن الوضوء ثم خرج إلى المسجد لا يخرجه إلا الصلاة لم يخط خطوة إلا رفعت له بها درجة وحط عنه بها خطيئة، فإذا صلى لم تزل الملائكة تصلي عليه ما دام في مصلاه: اللهم صل عليه اللهم ارحمه، ولا يزال أحدكم في صلاة ما انتظر الصلاة [illegible] (باب فضل صلاة الجماعة [illegible] قديمي كتب خانه كراچي)

وكذا في الصحيح لمسلم (باب فضل صلاة الجماعة [illegible] قديمي كتب خانه كراچي)

جمعے کے خطبے کے دوران ذکر وغیرہ کرنے کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرعِ متین اس مسئلے کے بارے میں کہ جس وقت جمعہ سے قبل تقریر شروع ہوتی ہے بالخصوص لوگ دورانِ تقریر بھی درود شریف جاری رکھتے ہیں۔ کئی تسبیح پڑھتے رہتے ہیں۔ تقریر کی طرف توجہ نہیں رکھتے اور وہ تسبیح درود پڑھنے میں مشغول رہتے ہیں۔ زید نے ان لوگوں کو منع کیا کہ دورانِ تقریر تسبیح درود کا پڑھنا ترک کردیا کرو۔ انھوں نے جواب دیا کہ دورانِ تقریر ہم درود اس لیے پڑھتے ہیں کہ حدیث پیش کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص میرا نام سنے اور مجھ پر درود نہ پڑھے وہ بخیل ہے اور وہ بخیل ہے نیز قرآن میں ہے کہ محمد رسول اللہ (پارہ چھبیس) تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک آیا ہے۔ سب درود پڑھتے ہیں لہٰذا جو علماء کرام ہیں وہ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دیں تاکہ یہ مسئلہ واضح ہو دورانِ تقریر کا تسبیح پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ بادلائل جواب مرحمت فرمائیں۔

جواب

دورانِ تقریر درود شریف کا پڑھنا جائز ہے مگر بہتر یہ ہے کہ تقریر کی طرف توجہ کریں۔ جو کوئی حرج نہیں ہے[1] البتہ خطبے کے دوران زبان سے درود شریف یا تسبیح پڑھنا جائز نہیں۔

دریا میں بہہ جانے والی بستی میں جمعہ کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے کے بارے میں کہ ہماری بستی میں بہت عرصے سے جمعہ ادا ہوتا ہے اور پنج وقتہ نمازیں پڑھی جاتی ہیں۔ وہ بستی اتنی بڑی تھی جہاں جمعہ کی شرائط پائی جاتی تھیں۔ لیکن اب خدا تعالیٰ کے فیصلے سے بستی دریا برد ہو گئی ہے۔ بستی کے لوگ وہاں سے تقریباً دو کلومیٹر کے فاصلہ پر

---

(۱) كما في رد المحتار ... في المسجد خطبة وقرآن والاستماع للخطبة أولى ... وقال في ... فالظاهر أن هذا خاص بحالة الخطبة ... بخلاف ... فإنه يفهم من ... والمواعظ ... كتاب الصلاة باب ... ص ۶۶۲ ج ۱ مكتبة ... سعيد كراچي)

ایک بستی جس کا نام نیچے دیا ہوا ہے تقریباً ۷۰ گھر پر مشتمل آباد ہیں۔ اس بستی کے اردگرد چھوٹی چھوٹی بستیاں ہیں، اگر ان سب بستیوں کے لوگوں کو اکٹھا کیا جائے تو مسجد بھر جاتی ہے۔ بستی کے نیچے ایک مسجد تعمیر کی گئی ہے اور پختہ ہے۔ اس وقت اطلاع ہوئی ہے کہ جمعہ کے لئے نہیں ہو سکتی۔ گاؤں کی آبادی ۷۰ گھر کی ہے اس کی تحقیق کا ذریعہ ہوائے جمعہ کے نہیں ہو سکتا۔ علاوہ اس بستی کا خطیب بستی کے نیچے والا ہے، نماز جمعہ پڑھ رہا ہے۔ اس کو کہا گیا ہے کہ اس بستی میں جمعہ جائز ہے۔ وہ جواب دیتا ہے کہ لوگوں کی آبادی بہت ہے، مگر تحقیق حالات لوگوں کی بہت سی کمزوری ہے، وہ بعد آبادی ہوئی ہے اور دینیات کی طرف راغب ہے۔ ان کی تعلیم کا بندوبست ہوا۔ جمعہ کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ البتہ مسئلہ شرعی سے بحوالہ کر کے جواب سے مطلع فرمائیں۔

الجواب

مذکورہ بستی میں جمعہ پڑھنا جائز نہیں ہے۔ جمعہ کے لئے شہر ہونا شرط ہے یا بڑا قصبہ ہو۔ شہر، قصبہ یا بڑا گاؤں وہ ہے جس میں بازار، گلی کوچے ہوں، اور ضروریات زندگی وہاں پوری ہوتی ہوں(۱)۔ غیر از این میں وقت گزاری جمعہ سے شرعی حکم پورا نہیں ہوتا، مذکورہ بستی میں نماز جمعہ جائز نہیں ہے(۲)۔ وعظ اور تعلیمی ضروریات اس طرح بھی پوری ہو سکتی ہیں کہ خطبہ نہ پڑھا جائے اور ظہر ادا کی جائے اور اس سے پہلے یا بعد میں تقریر کی جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

شرائط جمعہ میں "شہر" سے متعارف شہر مراد ہے

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جمعہ کے جواز کے لیے متعارف شہر ہو اور اس کی آبادی تقریباً کتنی ہونی چاہیے، اور آبادی تھوڑی کم ہو تو کتنی ہونی چاہیے؟ تفصیل سے تحریر فرمائیں۔

---

(۱) كما في الدر المختار مع رد المحتار: (ويشترط لصحتها) سبعة أشياء: (الأول: المصر) الخ. وقال ابن عابدين: تقع فرضا في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها أسواق وفيما ذكرنا إشارة إلى أنه لا تجوز في الصغيرة التي ليس فيها قاض ومنبر وخطيب. (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۳۷-۱۳۸، ج ۲، مكتبه ايچ ايم سعيد كراچی)

وكذا في بدائع الصنائع: (كتاب الصلاة، فصل في بيان شرائط الجمعة، ص ۲۵۹، ج ۱، مكتبه رشيديه كوئٹه)

وكذا في البحر الرائق: (كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ۲۴۵، ج ۲، مكتبه رشيديه كوئٹه)

(۲) تقدم تخريجه في حاشية نمبر ۲

جواب

عن علی رضی اللہ عنہ[1] لا جمعۃ و لا تشریق الا فی مصر جامع[2] الخ قال الشامی فی رد المحتار و تقع فرضا فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیہا اسواق الی ان قال و فیما ذکرنا اشارۃ الی انہ لا تجوز فی الصغیرۃ التی لیس فیہا قاض و منبر و خطیب[3]

ان عبارات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جو مصر، قصبات اور بڑے قریے ہیں (اور بڑا قریہ وہ ہوتا ہے جس میں بازار گلی کوچے ہوں اور وہاں لوگوں کی ضروریات کی چیزیں ملتی ہوں اور عرف میں قریہ بھی کہلاتا ہو) جس قریے میں یہ علامات ہوں وہاں جمعہ فرض ہوگا[4] باقی آبادی کے لحاظ سے اور کچھ لوگوں کے شہر مانتے ہیں اور حال کی تحدید ہے البتہ شکل قصبہ کی ہو جیسا کہ فتاویٰ میں آیا ہے اور قصبہ صغیرہ سے متعلق ہے کہ تین چار ہزار کی آبادی قرار پائی ہے[5]۔ واللہ تعالیٰ اعلم

---

۱) مصنف ابن ابی شیبۃ: (کتاب الجمعۃ، من قال لا جمعۃ ولا تشریق الا فی مصر جامع، ص ۱۰۱، ج۲، مکتبہ امدادیہ، ملتان)

۲) فتح القدیر: (کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجمعۃ، ص ۲۲، ج۲، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)
وکذا فی مصنف عبد الرزاق: (کتاب الجمعۃ، باب القری الصغار، ص ۷۰، ج۳، مکتبہ دار الکتب العلمیۃ بیروت) وکذا فی مصنف لابن ابی شیبۃ: (کتاب الجمعۃ، من قال: لا جمعۃ ولا تشریق إلا فی مصر جامع، ص ۴۶، ج۲، مکتبہ إدارۃ القرآن، کراچی)

۳) رد المحتار: (کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ص ۱۳۸، ج۲، مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی)
وکذا فی الہدایۃ: (کتاب الصلاۃ، الباب السادس عشر فی صلاۃ الجمعۃ، ص ۱۴۰، ج۱، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ) وکذا فی البحر الرائق: (کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجمعۃ، ص ۲۴۸، ج۲، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

۴) تقدم تخریجہ فی حاشیۃ نمبر ۲ فی صفحۃ ہذا

۵) کما فی الکوکب الدری: ان شرط المصر مسلم لکنہم اختلفوا فی ما یتحقق بہ المصریۃ: فقیل: ما فیہ أمیر یقیم الحدود، بل المراد بذلک قدرۃ الأمیر علی ذلک، إذ لو لم یرد ذلک لما صحت الجمعۃ فی شیء من الأمصار فی زماننا، إذ لا یجری الحدود أحد، وقیل: ما فیہ أربعۃ آلاف رجال (الی غیر ذلک) (أبواب الجمعۃ، باب ما جاء فی ترک الجمعۃ من غیر عذر، ص ۴۱۳-۴۱۴، ج۱، إدارۃ القرآن کراچی، بحوالہ الفتاوی محمودیہ)

ایک ہزار کی آبادی والے گاؤں میں جمعہ کا حکم

سوال:

[illegible]

الجواب:

[illegible] البیہقی فی المعرفة و عبد الرزاق فی [1] و ابن ابی شیبة [2] فی مصنفیهما عن علی رضی الله عنه انه قال لا جمعة و لا تشریق و لا صلاة فطر و لا اضحی الا فی مصر جامع او مدینة عظیمة و لانه کان لمدینة النبی قری کثیرة و لم ینقل عنه علیه الصلاة و السلام انه امر باقامة الجمعة فیها انتهی۔ و فی الشامی [3] عن القهستانی تقع فرضا فی القصبات و القری الکبیرة التی فیها اسواق الی قوله و لا یجوز فی الصغیرة التی لیس فیها قاض و منبر و خطیب کما فی المضمرات و نقل عن الشامی [4] ایضا فی التحفة عن ابی حنیفة انه بلدة کبیرة فیها سکک و اسواق و لها رساتیق و فیها وال یقدر علی انصاف المظلوم الی قوله و هذا هو الاصح۔ والله تعالیٰ اعلم۔

[illegible]

مضافاتِ شہر اور قریہ کی آبادی میں جمعہ کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک گاؤں میں جمعہ کی نماز ہوتی رہی ہے کا ارادہ رکھتا ہے—جہاں تقریباً کل چند سو ہیں کہ ہونے سے ... کی کل آبادی (یعنی گھر اور دیہات) ساتھ ملحق ہوتی ہے اور شہر سے دو فرلانگ پر ایک قصبہ ہے جہاں قدیم زمانے سے جمعہ ہوتا ہے اور عید کی نماز پڑھی جاتی ہے اور وہاں سے تقریباً ... کے فاصلہ پر ایک فاصلہ ... ہے اور یہ وہاں جمعہ پڑھانے کا ارادہ رکھتا ہے جو کہ حوالی کی آبادی کے اندر ہے ... ہوتی ہیں ایک آدمی ... مسلمانوں کے اتفاق کا بھی بہت احتمال ہے ... چونکہ قصبہ ... ہے اس لیے وہاں جمعہ پڑھا جائے اور اس کا انتظام ... کیا جائے—اور ... قانون ... جمعہ ہونے کا قانون ... جائے تو ... عالمت میں ... جمعہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں ... عالم ... آبادی ... مسجد ... مخالف بھی ... قصبہ ... جمعہ کا انتظام کیا جائے—یہ قصبہ سے دو فرلانگ کے فاصلہ پر ایک ... کہ اس وقت ... جمعہ ... قصبہ ... ہے—دونوں کے ... جوابات مطلوب ہیں—بینوا توجروا۔

جواب

شہر کا ... جمعہ ... جائز نہیں منقول عن علی: لا جمعة و لا تشريق و لا صلوة فطر و لا اضحى الا في مصر جامع[1]—... اس لیے ... ہے جیسے ... شہر ... آبادی ... ہے—در مختار[2] میں ہے: او فناؤه وهو ما حوله اتصل به او لا كما حرره ...

---

(۱) البناية شرح الهداية (كتاب الصلاة باب صلوة الجمعة ص ... ج ۲، مكتبه دار الكتب العلمية، بيروت) و كذا في الهداية (كتاب الصلاة باب صلوة الجمعة ص ... ج ۱، مكتبه ...) و كذا في مصنف ابن أبي شيبة (كتاب الجمعة، من قال لا جمعة ولا تشريق الا في مصر جامع ص ... ج ۲، مكتبه امدادية ملتان)

(۲) الدر المختار (كتاب الصلاة باب الجمعة ص ۱۳۸، ۱۳۹ ج ۲، مكتبه ايچ ايم سعيد كراچی)

اس کسان وغیرہ لاجل مصالحهم كذا في الشرنبلالي [illegible] وتقع فرضا في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها أسواق[1] [illegible] كما في الشامي[2] وفيما ذكرنا إشارة إلى أنه لا تجوز في الصغيرة- الخ وفي باب العيدين من الدر المختار وفي القنية صلاة العيد في القرى تكره تحريما أي لأنه اشتغال بما لا يصح لأن المصر شرط الصحة- الخ- وفي الشامي[3] (قوله صلوة العيد) ومثله الجمعة [illegible] [illegible] [illegible] [illegible][4] [illegible] [illegible] ہے[5]- واللہ تعالیٰ اعلم

---

۱) رد المحتار (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ١٣٨، ج ٢، مكتبه ايچ ايم سعيد كراچی)

۲) رد المحتار (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ١٣٨، ج ٢، مكتبه ايچ ايم سعيد كراچی)

۳) الدر المختار مع رد (كتاب الصلاة، باب العيدين، ص ١٦٧، ج ٢، مكتبه ايچ ايم سعيد كراچی)

وكذا في الهداية (كتاب الصلاة، باب العيدين، ص ١٥٥، ج ١، مكتبه [illegible] كوئٹه)

وكذا في شرح الوقاية (كتاب الصلاة، باب العيدين، ص ٢٠٢، ج ١، مكتبه ايچ ايم سعيد كراچی)

۴) كما في الدر المختار مع رد [illegible] معللا على المذهب، وعليه الفتوى (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ١٤٤-١٤٥، ج ٢، مكتبه ايچ ايم سعيد كراچی)

وكذا في البحر الرائق (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ٢٤٩، ج ٢، مكتبه رشيديه كوئٹه)

وكذا في فتح القدير (كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ٢٥، ج ٢، مكتبه رشيديه كوئٹه)

۵) كما في رد المحتار [illegible] (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ١٣٨، ج ٢، مكتبه ايچ ايم سعيد كراچی)

وكذا في الهندية (كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ص ١٤٥، ج ١، مكتبه رشيديه كوئٹه)

وكذا في البحر الرائق (كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ٢٤٥، ج ٢، مكتبه رشيديه كوئٹه)

پانچ سو افراد کی آبادی میں جمعہ کا حکم

سوال:

گزارش ہے کہ علاقہ تھر میں [illegible] ایک گاؤں ہے جو مردم شماری کے اعتبار سے چھوٹے بڑے مرد و عورتیں کل پانچ سو افراد ہیں۔ آٹھ ایک دکانیں ہیں ان میں دو دکانیں تو بالکل [illegible] باقی مختلف گاؤں میں ایک ایک [illegible] ہیں۔ کوئی [illegible] بھی ہے۔ جس میں [illegible] تک تعلیم ہوتی ہے۔ [illegible] ہیں۔ ایسے حالات میں دریافت طلب بات یہ ہے کہ جمعہ یا عیدین کی نماز یہاں ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اگر نماز ہو سکتی ہے تو نماز ظہر جمعہ پڑھنے سے ساقط ہو جائے گی۔ نماز جمعہ اور نماز عیدین کے جواز و عدم جواز [illegible] فرق ہے کیونکہ عیدین جائز اور جمعہ ناجائز۔

جواب:

صورت مسئولہ میں جو حالات آپ نے بیان کیے گئے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ چھوٹا گاؤں ہے یہاں جمعہ جائز نہیں ہے جب جمعہ جائز نہ ہوا تو [illegible] ظہر ساقط نہ ہوگی [illegible] کی [illegible] جہاں جمعہ جائز نہیں [illegible] واجب نہیں۔ دونوں [illegible] کے لیے شہر ہونا یا قصبہ [illegible] ضروری ہے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جمعہ کی اذان ثانی کے جواب کا حکم

سوال:

کیا فرماتے ہیں علماء دین [illegible] کہ جمعہ کی اذان ثانی کا جواب دینا چاہیے [illegible] اور اذان کے بعد ہاتھ اٹھا کر اللھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ۔ آخر تک [illegible] پڑھنا [illegible] جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

---

(۱) كما في رد المحتار: (تقع فرضا في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها أسواق [illegible] وفيما ذكرنا إشارة إلى أنه لا تجوز في الصغيرة التي ليس فيها قاض ومنبر وخطيب [illegible] والأثر [illegible] في الجواهر لو صلوا في القرى لزمهم أداء الظهر [illegible] وكذا أن المصر أو فناءه شرط جواز الجمعة فهو شرط جواز صلاة العيد (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۳۸، ۱۳۹ ج ۲، مكتبة ايچ ايم سعيد كراچی)

وكذا في الهندية: (كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ص ۱۴۵ ج ۱، مكتبة رشيدية كوئٹه)

وكذا في البحر الرائق: (كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ۲۴۸ ج ۲، مكتبة رشيدية كوئٹه)

الجواب

صحیح یہ ہے کہ اجابت اذان ثانی بھی مکروہ ہے، اسی طرح دعا کے بارے میں: فالظاهر أن هذه الدعوة السابقة[1] الخ۔ وينبغي أن لا يجيب بلسانه اتفاقاً في الأذان بين يدي الخطيب[2]، وإجابة الأذان حينئذ مكروهة (رد المحتار) وفيه يعلم ذكر من الأعراض إلى الإنصات۔ فقط والله تعالیٰ اعلم

کیا جمعہ کے فرضوں کے بعد کی تمام سنتیں مؤکدہ ہیں

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ان مسائل میں:

(1) نماز جمعہ میں دو فرض کے بعد کی چار سنتیں مؤکدہ ہیں یا غیر مؤکدہ، نیز دو سنتیں مؤکدہ ہیں یا نفل؟ جواب عنایت فرمائیں۔

(2) ایک شخص فرض نماز کی جماعت میں اس وقت شامل ہوتا ہے جب کہ امام دوسری رکعت پڑھ رہا ہے تو مقتدی کو امام کے سلام پھیرنے کے بعد فوت شدہ رکعت کو کس طرح ادا کرنی چاہیے، وہ کس طریقہ سے ادا کرے؟ اگر مقتدی امام کی پہلی رکعت میں اس وقت شامل ہو جب امام قرأت کر رہا ہو تو مقتدی کو ثناء پڑھنی چاہیے؟

الجواب

(1) نماز جمعہ کی دو رکعت فرض کے بعد چار سنتیں مؤکدہ ہیں، حضور اکرم ﷺ سے[3]

---

1. رد المحتار: (كتاب الصلاة، باب الأذان، مطلب في كراهة تكرار الجماعة في المسجد، ص ۳۹۸، ج ۱، ایچ ایم سعید کراچی)

2. الدر المختار: (كتاب الصلاة، باب الأذان، ص ۳۹۹، ج ۱، مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی)
وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح: (كتاب الصلاة، باب الأذان، ص ۲۰۲، مکتبہ قدیمی کتب خانہ، کراچی) وكذا في البحر الرائق: (كتاب الصلاة، باب الأذان، ص ۴۵۲، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

3. كما في سنن النسائي: عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا صلى أحدكم الجمعة فليصل بعدها أربعاً
وأيضاً فيه: عن ابن عمر رضي الله عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان لا يصلي بعد الجمعة حتى ينصرف فيصلي ركعتين. (كتاب الجمعة، عدد الصلاة بعد الجمعة في المسجد، ص ۲۱۰، ج ۱، مکتبہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

چار رکعات۔ دونوں کے قول میں چھ رکعت کا ثبوت ہے۔ احناف کا مشہور قول چار رکعت کا ہے جو کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے دونوں روایتوں کو لیا ہے اور چھ کا قول کیا ہے۔ اسی میں احتیاط ہے(۱)۔ چنانچہ فتاوی رشیدیہ(۲) میں حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے چھ رکعت کا مسنون ہونا کسی سائل کے جواب میں تحریر فرمایا ہے۔ نیز حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ نے بھی امداد الفتاوی جلد اول(۳) میں چھ رکعات سنت تحریر فرمایا ہے۔ لہٰذا چھ رکعت جمعہ سنت پڑھنی چاہئیں اور یہ تمام سنتیں مؤکدہ ہیں۔

(۲) مقتدی فوت شدہ رکعت ثنا سے شروع کرے اور پہلی رکعت میں جبکہ امام قرأت شروع کر چکا ہے اور اس وقت کوئی اقتداء کر لیتا ہے تو اس شخص سے ثناء چھوڑ دیا اور قرأت سننا واجب ہے۔ البتہ بعض فقہاء نے فرمایا ہے کہ جب امام آیت پر وقف کرے تو اس درمیان میں ثناء پوری کرے اور بعض نے لکھا ہے کہ جب امام رکوع میں چلا جائے تو اس وقت اگر ثناء پڑھ کر رکوع پا سکتا ہے تو پڑھ لے۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ جب امام نے قرأت شروع کر دی تو بغور آیت کو سنے اور غور کرے اور ثناء چھوڑ دے اس کا دوبارہ بھی ثناء نہ پڑھے(۴)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

(۱) کما فی حلبی کبیر: (السنۃ قبل الجمعۃ أربع وبعدها أربع)۔ (وعند ابی یوسف) السنۃ بعد الجمعۃ (ست)، (کما ہو مروی عن علی رضی اللہ عنہ والافضل ان یصلی اربعا ثم رکعتین للخروج عن الخلاف۔ (کتاب الصلاۃ، فصل فی النوافل، ص ۳۸۸-۳۸۹: مکتبہ سعیدیہ کتب خانہ کوئٹہ)۔ وکذا فی الہدایہ: (کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ص ۲۰۲، ج ۱: مکتبہ بلوچستان بک ڈپو کوئٹہ)۔ وکذا فی البنایۃ شرح الہدایۃ: (کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ص ۱۹۸، ج ۴: مکتبہ دار الکتب العلمیۃ، بیروت)۔

(۲) تالیفات رشیدیہ مع فتاوی رشیدیہ: (کتاب الصلاۃ، سنتوں اور نفلوں کے بیان، ص ۳۰۶: ادارہ اسلامیات لاہور)

(۳) کما فی امداد الفتاوی: کتاب الصلاۃ، باب صلوۃ الجمعۃ والعیدین، ص ۶۵۹، ج ۱۔ مکتبہ دار العلوم، کراچی)

(۴) کما فی خلاصۃ الفتاوی: المسبوق اذا ادرک الامام فی القرأۃ فی صلاۃ یجہر فیہا لا یأتی بالثناء فاذا قام الی قضاء ما سبق یأتی بالثناء ویتعوذ للقراءۃ وعند ابی یوسف یتعوذ عند الدخول فی الصلوۃ وعند القرأۃ وہذا استحسان اما کونہ سنۃ فقد مر فی فصل الاذان ثم فی الثناء متی کان قریبا من الامام اولا یسمع وفی صلوۃ الجہر یسکت۔ (کتاب الصلوۃ، الفصل السادس عشر فی الاقتداء، مسائل المسبوق، ص ۱۶۵، ج ۱۔ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

وکذا فی الہندیۃ: (کتاب الصلاۃ، الباب الخامس، الفصل السابع فی المسبوق واللاحق، ص ۹۱، ج ۱: مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

وکذا فی الدر المختار مع رد المحتار: (کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، مطلب فیما لو أتی بالرکوع أو السجود ... الخ، ص ۵۹۶، ج ۱: ایچ ایم سعید کراچی)

سات گھروں کی آبادی میں جمعہ کا حکم

﴿سوال﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک بستی جس کے اندر چھ سات گھر ہیں اور اس بستی کی مسجد میں پانچوں وقت نماز جماعت سے ہوتی ہے اور وہ پانچ وقت نماز کی پابندی ہے اور اس بستی کے ارد گرد چار فرلانگ پر اور بستیاں ہیں اس جگہ جمعہ ہو سکتا ہے یا نہیں؟ بالدلائل جواب سے مطلع فرماویں۔ نیز اس مسجد میں جمعہ کے وقت میں پچیس آدمی اکٹھے ہوتے ہیں اور یہ بھی فرماویں کہ آیا عید کی نماز بھی ہو سکتی ہے یا نہیں۔

﴿جواب﴾

مذکورہ بستی میں نماز جمعہ جائز نہیں کیونکہ جمعہ کے لیے شہر کا ہونا یا مصر کی طرح ہونا۔ قصبہ یا قریہ کبیرہ ہونا جس میں بازار گلی کوچے ہوں اور جملہ ضروریات زندگی وہاں پورے ہوتے ہوں اور عرف میں قریہ کبیرہ کہلاتا ہو ضروری ہے۔ **لما روی البیهقی فی المعرفة و عبدالرزاق[1] و ابن ابی[2] شیبة فی مصنفیهما عن علی رضی الله تعالی عنه انه قال لا جمعة ولا تشریق ولا صلوة فطر ولا اضحی الا فی مصر جامع او لمدینة و لان کان لمدینة النبی صلی الله علیه وسلم قری کثیرة و لم ینقل عنه علیه الصلوة والسلام انه امر باقامة الجمعة فیها انتهی وفی الشامی[3] عن القهستانی و تقع فرضا فی القصبات والقری الکبیرة التی فیها اسواق (الی قوله) لا تجوز فی الصغیرة التی لیس فیها قاض و منبر و خطیب کذا فی المضمرات وفی الشامی[4] ایضا فی التحفة عن ابی حنیفة انه بلدة کبیرة فیها سکک و اسواق ولها رساتیق و فیها وال یقدر علی انصاف المظلوم الی قوله و هذا هو الاصح** اور آگے شامی نے مذکورہ بالا عبارت کے بعد یہ نقل کیا ہے۔ **والظاهر انه ارید به الکراهة لکراهة النفل بالجماعة الا تری ان فی الجواهر لو صلوا فی القری لزمهم اداء الظهر**[5]۔ الخ

---

١) مصنف عبدالرزاق: (كتاب الجمعة، باب القرى الصغار: ص ١٧٠، ج٣: مكتبه دار الكتب العلميه، بيروت)

٢) مصنف ابن أبي شيبة: (كتاب الجمعة، من قال لا جمعة ولا تشريق الا في مصر جامع ص ١٠١، ج٢، مكتبه امداديه، ملتان)

٣) ردالمحتار: (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ١٣٨، ج٢: مكتبه ايچ ايم سعيد كراچى)

٤) ردالمحتار: (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ١٣٧، ج٢: مكتبه ايچ ايم سعيد كراچى)

٥) ردالمحتار: (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ١٣٨، ج٢، مكتبه ايچ ايم سعيد كراچى)

[illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] ... کما فی الدر المختار[3] ... تجب صلوتهما على من تجب عليه الجمعة بشرائطها المتقدمة وفي القنية صلوة العيد في القرى تكره تحريما أي لأنه اشتغال بما لا يصح لأن المصر شرط الصحة الى آخره وقال شامي تحت قوله صلوة العيد ومثله الجمعة [illegible] [illegible] [4] ... فقط والله تعالیٰ اعلم۔

---

(۱) كما في رد المحتار: تقع فرضا في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها أسواق ... وفيما ذكرنا إشارة إلى أنه لا تجوز في الصغيرة التي ليس فيها قاض ومنبر وخطيب كما في المضمرات والظاهر أنه أريد به الكراهة لكراهة النفل بالجماعة، ألا ترى أن في الجواهر لو صلوا في القرى لزمهم أداء الظهر. (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۳۸، ج۲، مكتبه ايچ ايم سعيد كراچی)
وكذا في الهندية: (كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلوة الجمعة، ص ۱۴۵، ج۱، مكتبه رشيديه كوئٹہ) وكذا في البحر الرائق: (كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ۱۴۸، ۲۴۵، ج۲: مكتبه رشيديه كوئٹہ)

(۲) كما في حاشية الطحطاوي: ... الاحتياط في فعلها لأن الاحتياط هو العمل بأقوى الدليلين وأقواهما إطلاق جواز تعدد الجمعة ... في الجمعة أو بعد ... في وقته ... ويكون ... (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۳۰۶، قديمی)
وكذا في البحر الرائق: (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۲۴۵، ج۲، مكتبه رشيديه كوئٹہ)
وكذا في رد المحتار: (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۴۶، ج۲، مكتبه ايچ ايم سعيد كراچی)

(۳) الدر المختار مع رد المحتار (كتاب الصلاة، باب العيدين، ص ۱۶۶، ۱۶۷، ج۲: مكتبه ايچ ايم سعيد كراچی) وكذا في الهداية: (كتاب الصلاة، باب العيدين، ص ۱۸۵، ج۱: مكتبه شركت علميه ملتان) وكذا في الهندية: (كتاب الصلاة، الباب السابع عشر في صلاة العيدين، ص ۱۵۰، ج۱، مكتبه رشيديه كوئٹہ)

(۴) ثم تحريمه ... [illegible]

ایسی بستی میں جمعہ کا حکم جس پر مصر کی تعریف صادق نہ آتی ہو

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نماز جمعہ ایسے مقام میں جس پر مصر کی تعریف صادق نہ آتی ہو اور قصبہ ہو جس میں دو ہزار کی آبادی ہو (یعنی قریباً گاؤں ہو) نماز جمعہ پڑھتے ہیں یا نہیں اور بصورت نہ ہونے کے ایسی صورت نماز ادا کی ہو، وہ مرتکب ہوگا یا صحیح ہوگا ظہر ساقط ہوگی یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جس موضع پر مصر کی تعریف صادق نہ آتی ہو وہ عرف میں بڑے شہر یا قصبہ کہا جاتا ہو کہ قریہ ہی ہو تو اس جگہ جمعہ ادا کرنا صحیح نہیں ہے۔ فقہائے احناف کے نزدیک ظہر کی نماز جمعہ پڑھنے سے ساقط نہ ہوگی۔ نیز جمعہ پڑھنے میں چند مفاسد لازم آتے ہیں: (۱) نماز نفل کی جماعت بالتداعی جو مکروہ ہے (۲) نوافل نہار[1] میں جہر (۳) ظہر کا ترک (۴) ترک جماعت فرض ظہر۔ قال ابن عابدين في رد المحتار وفيما ذكرنا اشارة الى انه لا تجوز في الصغيرة التي ليس فيها قاض ومنبر وخطيب كما في المضمرات والظاهر انه اريد به الكراهة لكراهة النفل بالجماعة الا ترى ان في الجواهر لو صلوا في القرى لزمهم اداء الظهر[2] الخ۔

امداد الفتاوی میں ہے[3] اور جمعہ پڑھنے سے بہت سے مکروہات کا ارتکاب بھی لازم آتا ہے اول نفل کی جماعت دوم نوافل نہار میں جہر سوم ظہر کا ترک۔ چہارم ترک جماعت فرض ظہر۔ پنجم ترک فرض ظہر نہ پڑھے تو ترک فریضہ کا حرام اور فسق ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ ظہر تو ادا نہ ہوا جمعہ سے[4] [illegible] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

---

(۱) رد المحتار: (کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ص ۱۳۸، ج ۲، مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی)
وکذا فی الہندیۃ: (کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ص ۱۴۵، ج ۱، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)
وکذا فی البحر الرائق: (کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ص ۲۴۵، ۲۴۸، ج ۲، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

(۲) الدر المختار: (ويسر في غيرها) (كمتنفل بالنهار) فانه يسر (کتاب الصلاۃ، فصل، ص ۵۳۲، ایچ ایم سعید کراچی، ج ۱)

(۳) امداد الفتاوی: (کتاب الصلاۃ، باب صلوۃ الجمعۃ والعیدین، ص ۴۵۳، ج ۱، مکتبہ دار العلوم کراچی)

(۴) الدر المختار: (ويشترط لصحتها سبعة أشياء الأول: المصر) (کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ص ۱۳۷، ج ۲، ایچ ایم سعید کراچی) وکذا فی البحر الرائق (کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ص ۲۴۸، ج ۲، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ) وکذا فی الہندیۃ (کتاب الصلاۃ، الباب السادس عشر فی صلاۃ الجمعۃ، ص ۱۴۵، ج ۱، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

ان سات دیہاتوں کے مرکز میں جمعہ کا حکم جن کی آبادی تین ہزار تک ہو گئی ہو

چه می فرمایند علماء دین و مفتیان شرع متین در مسئله ذیل

مسئله چه حکم دارد اقامه نماز جمعه و عیدین در دهکده مرکز هفت دهات قرار گرفته بعضی اهالی این هفت دهات اتفاق نموده نماز جمعه را در دهکده در وسط این هفت دهات میباشد مدت پنج سال است که ادا می نمایند و از هر طرف مردمان بشوق و ذوق در نماز جمعه و عیدین شرکت می نمایند جمعیت این دهکده که نماز جمعه در آن خوانده میشود تقریباً هشت صد (۸۰۰) نفر از ذکور و اناث میرسد و درین قریه سه دکان یک مدرسه یک جامع مسجد میباشد. قریه هائیکه مربوط بهمین قریه میباشد تعداد نفوس آنها سه (۳۰۰۰) هزار نفر از ذکور و اناث میرسد و در فیصدی مقدار هشت صد نفر شرکت میکنند در نمازهای جمعه این هفت دهات اطراف آن دهکده مرکزی قرار گرفته مقدار یک میل و بعضی مقدار نصف میل و بعضی ازین کمتر فاصله دارند و باید دانست که برای تبلیغ دین درین سرزمین بجز از وسیله ساختن جمعه دیگر هیچ راهی نیست یعنی بدیگر طریقه مردمان بدست نمی آیند و مرحله این پنج سال که نماز جمعه درین جا خوانده شده و تربیت دینی از مردمان این سرزمین جاهل گرده مردمان از اصول دین آگاه شدند و بسیاری از رسومات باطله ترک شده اند و عده زیادی از بی نمازان نماز خوان شده اند و مردمان این سرزمین قبل ازین به حنفی مذهب وارد بودند و دیگر هیچ گونه اطلاع نداشتند. آیا مردمان این دهات میتوانند که نماز جمعه خود را حسب سابق جاری سازند یا ترک کنند آیا اگر نماز جمعه را بدستور سابق ادا نمودند خدا نکرده مجرم و عاصی قرار میگردند یا مطیع و فرمان بردار میشوند بلکه در ترک کردن جمعه خرابیهائی ذیل بمشاهده میرسند (۱) تبلیغ دین ترک میشود (۲) مردمان از دین اسلام متنفر میشوند (۳) باعث اختلاف و افتراق مابین مردم خواهد شد (٤) رجحان به مذاهب مختلفه که درین سرزمین اکثریت دارند از دین مقدس اسلام بیشتر میشوند و بر نقصه میزنند آیا با این ضرورت های شدید میتوانیم که بر مذهب ائمه ثلثه عمل بکنیم - چون در این سرزمین ما خود بکه حنفی المذهب اند الا ان

بالاتفاق فتوی داده اند برائی جوازادائی جمعه در جائی مذکور مگر شاذ و نادر۔ بهوالتوفیق

﴿جواب﴾

بسم الله الرحمن الرحیم۔ واضح باد که بالاتفاق جمیع علمای احناف علیهم الرحمة برائی جواز ادائی جمعه و عیدین مصر یا قریه کبیره شرط است[1] هیچ کس از متقدمین از احناف درین اختلاف نه کرده و در صورت مسئوله چون این ده قریه صغیره معلوم میشود و دیگر قریه هائیکه باین مربوط است اگرچه آبادی این قریه و اینها تخمیناً سه هزار و غیره است و در عقب این قریه ها شمرده میشود مگر جمعه جائز نمی شود۔ اگر در شمار مساوی معرفت رواج میشود چراکه برائی جواز نماز جمعه مصر شرط است یعنی آنقدر آبادی مستقل مردمان که آن را مصر یا قریه کبیره گفته شود و از سوال مذکور ظاهر میشود که این دیهه به شهر است نه قریه کبیره بود لهذا احناف درین نماز جمعه ادا نمیشود بلکه برین مردمان نماز ظهر فرض است از بود نجوب خواندن آن فرض ساقط نمی شود۔ و از ادائی جمعه ... لازم میشود و آن مکروه[2] است و آن مصالح ادائی جمعه که در سوال ذکر کرده دلیل جواز جمعه نمیشوند چراکه تبلیغ دین موقوف برائی جمعه نیست و نه عدم جواز جمعه در قری

---

(١) كما في رد المحتار: تقع في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها أسواق ... وفيما ذكرنا إشارة إلى أنه لا تجوز في الصغيرة التي ليس فيها قاض ومنبر وخطيب ... وكما أن المصر أو فناءه شرط جواز الجمعة فهو شرط جواز صلاة العيد (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ١٣٨ - ١٣٩، ج ٢، مكتبه ايچ ايم سعيد كراچی)

وكذا في الهندية: (كتاب الصلاة، باب السادس عشر في صلاة الجمعة، ص ١٤٥، ج ١، مكتبه رشيديه كوئته)

وكذا في البحر الرائق: (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ١٤٨، ج ٢، مكتبه رشيديه كوئته)

(٢) كما في رد المحتار: والظاهر أنه أريد به الكراهة لكراهة النفل بالجماعة، ألا ترى أن في الجواهر لو صلوا في القرى لزمهم أداء الظهر. (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ١٣٨، ج ٢، مكتبه ايچ ايم سعيد كراچی)

وكذا في الهندية: (كتاب الصلاة، باب السادس عشر في صلوة الجمعة، ص ١٤٥، ج ١، مكتبه رشيديه كوئته)

وكذا في البحر الرائق: (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ٢٤٥، ج ٢، مكتبه رشيديه كوئته)

[illegible]

[illegible]

[illegible] [3] [illegible]

---

1) كذا في معلمها إعلاء السنن قال صاحب جامع الفتاوى في الحنفية يجوز للحنفي أن ينتقل إلى مذهب الشافعي وبالعكس لكن بالكلية أما في مسئلة واحدة فلا يمكن [illegible] (وكذا الشروط الثلاثة بعنوان الانتقال [illegible] ص ٣٢٣ ج٢ إدارة القرآن، كراتشي)

2) كذا في الدر المختار مع رد [illegible] (كتاب الصلاة [illegible] ص [illegible] ج٢ مكتبة [illegible] سعيد، كراتشي)

3) كذا في الدر المختار مع رد [illegible] كتاب الصلاة، باب الجمعة، مطلب في شروط وجوب الجمعة، ص ١٥٣ ج٢ مكتبة [illegible] سعيد، كراتشي)

عوده بلا كلفة (قوله ورجح في البحر الخ) هو ما استحسنه في البدائع وصحح في مواهب الرحمن قول أبي يوسف بوجوبها على من كان داخل حد الإقامة اي الذي من فارقه يصير مسافرا واذا وصل اليه يصير مقيما وعلله في شرحه المسمى بالبرهان بان وجوبها مختص باهل المصر والخارج عن هذا الحد ليس اهله الخ قلت وهو ظاهر المتون وفي المعراج انه اصح ما قيل وفي الخانية المقيم في موضع من اطراف المصر ان كان بينه وبين عمران المصر فرجة من مزارع لا جمعة عليه وان بلغه النداء وتقدير البعد بغلوة او ميل ليس بشيء هكذا رواه ابو جعفر عن الامامين وهو اختيار الحلواني وفي التتارخانية ثم ظاهر رواية اصحابنا لا تجب الا على من يسكن المصر او ما يتصل به فلا تجب على اهل السواد ولو قريبا وهذا اصح ما قيل فيه وبه جزم في التجنيس – الخ – و مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی علیہ الرحمۃ در جواب اینچنیں سوال نوشتہ اسی امداد الفتاوی میں فرماتے ہیں[1]۔ ان روایات سے معلوم ہوا کہ دوسرے مجتہد کے قول پر عمل کرنا اس وقت جائز ہے جب اپنے مذہب کے کسی مکروہ کا ارتکاب لازم نہ آئے اور یا بموقع ضرورت جائز ہے اور ظاہر ہے کہ جمعہ میں نہ کوئی ضرورت ہے اور جو مصلحت کہی جاتی ہے وہ حد ضرورت تک نہیں پہنچی کیونکہ ضرورت کی حقیقت یہ ہے کہ بدون اس کے کوئی ضرر لاحق ہونے لگے اور ضرر سے مراد حرج اور تنگی اور مشقت ہے سو یہاں متحقق نہیں۔ اور جمعہ پڑھنے سے اپنے مذہب کے چند مکروہات کا ارتکاب بھی لازم آتا ہے۔ (۱) اول نفل کی جماعت (۲) دوم نوافل نہار[2] میں جہر (۳) سوم غیر لازم کا التزام (۴) چہارم ترک جماعت فرض ظہر[3] (۵) پنجم اثر رائی

---

۱) كما في امداد الفتاوى: (كتاب الصلاة، باب صلوة الجمعة والعيدين ص ٤٦٤، ج١: مكتبه دار العلوم، كراچی)

۲) كما في الدر المختار: (ويسر في غيرها) ... (كمتنفل بالنهار) فانه يسر۔ (كتاب الصلاة، فصل، ص ٥٣٣، ج١: ایچ ایم سعید کراچی)

۳) كما في رد المحتار: والظاهر انه اريد به الكراهة لكراهة النفل بالجماعة، الا ترى ان في الجواهر لو صلوا في القرى لزمهم اداء الظهر۔ (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ١٣٨، ج٢: مكتبه ایچ ایم سعید، کراچی)۔ وكذا في الهندية: (كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ص ١٤٥، ج١: مكتبه رشيديه كوئٹه)

وكذا في البحر الرائق: (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ٢٤٨، ج٢: مكتبه رشيديه كوئٹه)

ظہر پڑھے تو ترک فریضہ کرنا حرام اور فسق ہے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

چالیس گھروں کی آبادی والی بستی میں جمعہ کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ ایک بستی جس کے گھروں کی تعداد تقریباً چالیس ہے اور اس کے ارد گرد بہت سی بستیاں ہیں اور ان کے اندر ایسی دوکانیں ہیں کہ جن سے ضروریات مہیا ہو سکتی ہیں اور اس میں ایسی مشینیں ہیں جس سے آٹا وغیرہ اور چاول وغیرہ کی صفائی بھی کی جاتی ہے اور اس میں کئی سالوں سے جمعہ کی نماز شروع تھی اور اس کے ارد گرد کے لوگ شریک ہو کر نماز جمعہ ادا کرتے تھے۔ اب ایک مولوی صاحب نے فتاویٰ دار العلوم دیوبند سے جزئیہ پیش کر کے جمعہ بند کر دیا ہے اور ظہر کا قول کیا ہے۔ آیا شرع شریف میں اس جمعہ کو بند کرنا مناسب ہے یا نہیں۔ جیسے کہ پہلے جاری تھا۔ ویسے جاری کیا جائے یا نہیں۔

جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جمعہ کے جواز کے لیے منجملہ شرائط میں سے ایک شرط مصر (شہر) یا قریہ کبیرہ کا ہونا ہے اور اس کی مختلف تعریفیں کی گئی ہیں۔ مناسب تعریفوں کا تقاضا یہ ہے کہ عرف میں لوگ اسے شہر کہتے ہوں یا متعلقہ شہروں کو شمار کرتے وقت اسے بھی ذکر کیا جاتا ہو اور ظاہر ہے کہ چالیس گھروں پر مشتمل بستی کو نہ شہر کہا جاتا ہے اور نہ اس پر شہر کی کوئی تعریف صادق آتی ہے۔ لہٰذا ایسی بستی میں جمعہ کا ادا کرنا مکروہ تحریمی ہوگا کیونکہ جب جمعہ کا ادا کرنا صحیح نہ ہوا تو وہ محض نفل ہوں گی اور نفل کو تداعی کے ساتھ ادا کرنا مکروہ تحریمی ہے نیز ظہر کی نماز بھی ان کے ذمہ سے ساقط نہ ہوگی۔ لہٰذا جب مولوی صاحب نے بند کرا دیا ہے اور بند ہو چکا ہے تو اچھا کیا ہے۔ اسے دوبارہ جاری کرا کر فتنہ برپا نہ کیا جائے۔ قال فی العالمگیریۃ(۲): ولا دائها

---

(۱) کما فی الصحیح لمسلم: عن أبی سفیان قال: سمعت جابراً رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول: سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول: ان بین الرجل وبین الشرک والکفر ترک الصلاۃ۔ (کتاب الایمان، باب بیان إطلاق اسم الکفر علی من ترک الصلاۃ، ص ۶۱، ج ۱: قدیمی کتب خانہ کراچی)
وکذا فی سنن النسائی، (کتاب الصلاۃ، باب الحکم فی تارک الصلوات)، ص ۸۱، ج ۱: قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۲) العالمگیریۃ: (کتاب الصلاۃ، الباب السادس عشر فی صلوۃ الجمعۃ، ص ۱۴۵، ج ۱: مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ) وکذا فی رد المحتار، (کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ص ۱۳۸، ج ۲: مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی)
وکذا فی البحر الرائق: (کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجمعۃ، ص ۱۴۸، ج ۲: مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

شرائط في غير المصلي) منها المصر هكذا في الكافي والمصر في ظاهر الرواية الموضع الذي يكون فيه مفت وقاض يقيم الحدود وينفذ الأحكام وبلغت أبنيته أبنية منى هكذا في الظهيرية وفتاوى قاضيخان وفي الخلاصة وعليه الاعتماد كذا في التاتارخانية ومعنى إقامة الحدود القدرة عليها هكذا في الغياثية — فقط واللہ تعالیٰ اعلم

تین گھروں کی آبادی والے قصبہ میں جمعہ کا حکم

﴿سوال﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے:

(۱) ایک قصبہ ہے جس کی آبادی تقریباً تین گھروں کی ہوگی اور اس کے اردگرد میں تقریباً دس میل تک کوئی شہر نہیں ہے، کیا اس جگہ شرائط کے موجود ہونے پر جمعہ ہوسکتا ہے یا نہیں ہوسکتا۔

(۲) ایک امام یا خطیب مسجد جو ارکان و فرائض صلوٰۃ اور واجبات صلوٰۃ سے واقف نہ ہو اس کا ذریعہ معاش گداگری ہو، کیا اس کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟ اگر کسی آدمی نے پڑھ لی ہو تو پھر اس کا اعادہ واجب ہے یا مستحب ہے؟

﴿الجواب﴾

(۱) تین گھروں پر مشتمل آبادی والی بستی میں جمعہ کی نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ عند الاحناف جمعہ کے جواز و وجوب کے لیے شہر یا قریہ کبیرہ کا ہونا شرط ہے اور ظاہر ہے کہ یہ شرط یہاں مفقود ہے۔ شہر (مصر) کی فقہاء نے متعدد تعریفیں کی ہیں۔ لہٰذا ان تمام کا مرجع یہی ہے کہ ایسے موقع میں جمعہ نہ پڑھا جائے بلکہ ان لوگوں پر ظہر کی نماز پڑھنی فرض ہے اور یہ دو رکعت جو وہ ادا کرتے ہیں جماعت سے نفل ہے مکروہ ہے۔ في الدر المختار[1] (ولا يصلي الوتر ولا التطوع بجماعة خارج رمضان) أي يكره ذلك على سبيل التداعي بأن يقتدي أربعة بواحد كما في الدرر. وفي الشامي[2] وفيما ذكرنا إشارة إلى أنه لا تجوز في الصغيرة التي ليس فيها

---

(۱) الدر المختار (کتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ص ۴۸-۴۹، ج۲، مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی)

(۲) رد المحتار (کتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۳۸، ج۲، مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی)

وکذا في الهندية (کتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ص ۱۴۵، ج۱، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ) وکذا في البحر الرائق (کتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ۲۴۵ و ۲۴۸، ج۲، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

قاطن ومسر وخطب كما في المضمرات والظاهر انه اريد به الكراهة لكراهة النفل بالجماعة الاترى ان في الجواهر لو صلوا في القرى لزمهم اداء الظهر والله تعالى اعلم

(۲) اپنے امام کے پیچھے نماز پڑھ لے کیونکہ جواز امامت کے لیے عالم ہونا شرط نہیں ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہے صلوا خلف کل بر وفاجر (۱) او کما قال۔ مگر ایسا امام جو بدعتی ہو [illegible] یہاں تک جیسا کہ مقتدی ہوں۔ [illegible] امامت کی اجرت یا حلال [illegible] کرتا ہے [illegible] اس کا پیچھے [illegible] ہے تب تو یہ مرتکب حرام ہے اور اس سے فاسق ہوتا ہے اور فاسق کی امامت مکروہ ہے (۲) [illegible] اعادہ واجب نہیں ہے۔ کیونکہ یہ کراہت صلوٰۃ میں نہیں ہے [illegible] امامت کے لیے اہل ہونا [illegible] ہے۔ ھکذا فی فتاوی دارالعلوم (۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

جمعہ کے خطبہ میں آیات قرآنیہ کا ترجمہ کرنے کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ

(۱) اگر خطبہ جمعہ جس میں آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ [illegible] عربی میں پڑھ کر اس کا ترجمہ اردو [illegible] یا کسی اور زبان میں [illegible] رمضان المبارک میں فضائل رمضان [illegible] جمعہ کے دن [illegible] مخصوص سمجھا جائے [illegible] لوگوں کو [illegible] طریقہ [illegible] بیان فرمائیں اور [illegible] صورت میں دلائل [illegible] روشن فرمائیں [illegible] حدیث [illegible]

---

(۱) كما في شرح الفقه الاكبر [illegible] ص ۲۲۷ مكتبه دار البشائر الاسلاميه بيروت

(۲) كما في [illegible] وقال ابن [illegible] والفاسق [illegible] الخروج عن الاستقامة [illegible] الكبائر [illegible] (كتاب الصلوة باب الامامة ص [illegible] ج ۱ مكتبه ايچ ايم سعيد كراچی)

وكذا في حاشية الطحطاوی علی مراقي الفلاح (كتاب الصلاة فصل في بيان الاحق بالامامة ۳۰۲، ۳۰۳ قديمی كراچی)

وكذا في البحر الرائق (كتاب الصلاة باب الامامة ص [illegible] ج ۱ مكتبه رشيديه كوئٹه)

(۳) فتاوی دارالعلوم [illegible] مفتی محمد شفیع (كتاب الصلاة فصل في الامامة الجماعة [illegible] ص ۲۶۹ ج ۳ دار الاشاعت كراچی)

(۴) بعد اذان دعا مانگنے کا وقت بھی نہیں ہے کیونکہ حکم ہے کہ خطبہ کی اذان کے بعد جمعہ تک خاموشی
رہنی چاہئے، دعا کا ثبوت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل سے نہیں ہے، لہٰذا اجتناب فرمائیں۔

تخریج

(۱) خطبہ جمعہ عربی زبان کے علاوہ کسی دوسری زبان میں پڑھنا جائز نہیں، عربی میں پڑھنے کے بعد اس کا ترجمہ اردو پنجابی وغیرہ کسی زبان میں سنانا بھی مکروہ ہے، خطبہ جمعہ عربی ہی میں پڑھا جائے اور کسی بھی دوسری زبان میں پڑھنا سنت متوارثہ مؤکدہ کے خلاف ہے(۱)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام، تابعین اور تمام سلف صالحین نے ہمیشہ عربی میں خطبہ دیا ہے حالانکہ ان کے سامنے عجمی لوگ بھی ہوتے تھے جو عربی نہیں سمجھتے تھے اور خطیب فارسی وغیرہ زبان جانتے تھے اور تفہیم کی ضرورت بھی تھی تب بھی غیر عربی میں خطبہ دینے کا ثبوت نہیں ملتا۔ لہٰذا یہ مکروہ تحریمی ہے، اس کے خلاف کیا جانا جائز نہیں ہے(۲)۔ اس مسئلہ کی تفصیل مطلوب ہو تو امداد الفتاویٰ مصنفہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی(۳) کی طرف رجوع کیا جائے۔

(۲) جمعہ کے دن خطبہ کی اذان کا جواب بھی نہیں دینا چاہئے اور اذان کے بعد دعا بھی نہیں مانگنی چاہئے، ہاتھ اٹھانا جائز نہیں ہے، فی الحدیث اذا خرج(۴) الامام فلا صلوۃ ولا کلام و کما قال وفی الدر المختار(۵) و ینبغی ان لا یجیب بلسانه اتفاقا فی الاذان بین یدی الخطیب و هکذا فی فتاوی دار العلوم(۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

---

۱) کما فی عمدة الرعاية على هامش شرح الوقاية: لا خلاف فی ان الخطبة بغير العربية خلاف السنة المتوارثة (کتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۲۰۰، ج۱، مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی)
وکذا فی مجموعة رسائل اللکنوی (رسالة آکام النفائس، ص ۲۴، ج۴، مکتبہ ادارۃ القرآن کراچی) وکذا فی المصفی شرح موطا: (باب التشدید علی من ترک الجمعة من غیر عذر، ص ۱۵۴، کتب خانہ رحیمیہ ... ص ۲۳۵)
۲) تقدم تخریجه فی حاشیة نمبر (۱) من هذه المسألة.
۳) امداد الفتاوی: (کتاب الصلوۃ، باب الجمعة والعیدین، ص ۶۶۵، ج۱، مکتبہ دار العلوم کراچی)
۴) الهداية: (کتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ۱۷۵، ج۱، مکتبہ شرکت علمیہ ملتان)
۵) الدر المختار: (کتاب الصلاة، باب الاذان، ص ۳۹۹، ج۱، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ) وکذا فی البحر الرائق (کتاب الصلاة، باب الاذان، ص ۲۵۸، ج۱، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ) وکذا فی حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح (کتاب الصلاة، باب الاذان، ص ۲۰۲، قدیمی کتب خانہ کراچی)
۶) فتاوی دار العلوم دیوبند عزیز الفتاوی (کتاب الصلوۃ باب الاذان، ص ۱۹۴، ج۴، مکتبہ امدادیہ ملتان)

کیا عورت جمعہ کی امامت کرا سکتی ہے

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین ان مسائل میں:

(۱) عورت جمعہ کی امامت کرا سکتی ہے یا نہیں؟ بذریعہ قرآن و حدیث ثبوت پیش کیا جائے۔

(۲) کیا مردے کو ثواب پہنچتا ہے یا نہیں؟ بذریعہ دلائل کے ثبوت پیش کریں نوازش ہوگی۔

جواب

(۱) عورت اگر امامت کرے تو اس کے پیچھے مردوں کی اقتداء صحیح نہیں ہے[1] اور عورتوں کی اقتداء صحیح ہے لیکن صف سے آگے نہیں کھڑی ہو بلکہ عورت کی امامت مکروہ ہے خواہ جمعہ میں ہو یا غیر جمعہ میں قال فی البدائع[2]

وكذا المرأة تصلح للإمامة في الجملة حتى لو أمت النساء جاز وينبغي أن تقوم وسطهن لما روي عن عائشة رضي الله عنها أنها أمت نسوة في صلاة العصر وقامت وسطهن وأمت أم سلمة نساء وقامت وسطهن ولأن مبنى حالهن على الستر وهذا أستر لها إلا أن جماعتهن مكروهة عندنا-الخ

(۲) ایصال ثواب جائز ہے قرآن پڑھ کر یا کھانا وغیرہ کا لیکن یوم کا تعین ناجائز اور بدعت ہے۔ فاعل تعیین کو ضروری سمجھتا ہے اور تعین لیے ہوئے اس کو پابندی سے کیا جاتا ہے۔ قال فی البحر الرائق[3] ان

---

[1] كذا في الهداية: ولا يجوز للرجال أن يقتدوا بامرأة أو صبي (كتاب الصلاة، باب الإمامة: ص ۱۲۲، ج۱، بلوچستان بک ڈپو، کوئٹہ)

وكذا في الهندية: (كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثالث: ص ۸۵، ج۱، مكتبه رشيديه كوئٹه)

وكذا في الدر المختار: (كتاب الصلاة، باب الإمامة: ص ۵۷۶، ج۱، مكتبه ايچ ايم سعيد كراچی)

[2] البدائع الصنائع: (كتاب الصلاة، فصل في بيان من يصلح للإمامة في الجملة: ص ۳۸۷، ج۱، مكتبه رشيديه كوئٹه)

وكذا في الدر المختار: (كتاب الصلاة، باب الإمامة: ص ۵۶۵-۵۶۶، ج۱، مكتبه ايچ ايم سعيد كراچی)، وكذا في الهندية: (كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الثالث: ص ۸۵، ج۱، مكتبه رشيديه كوئٹه)

[3] البحر الرائق: (كتاب الصلاة، باب صلاة العيدين: ص ۲۷۴، ج۲، مكتبه رشيديه كوئٹه)

وكذا في رد المحتار: (كتاب الصلاة، باب العيدين: ص ۱۷۰، ج۲، مكتبه ايچ ايم سعيد كراچی)

ذكر الله إذا قصد به التخصيص بوقت دون وقت أو بشيء دون شيء لم يكن مشروعاً ما لم يرد الشرع به. انتهى. هكذا في الفتاوى رشيديه[1]۔ وفتاوى دار العلوم امداد المفتيين[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

دو سو گھروں پر مشتمل آبادی والے گاؤں میں جمعہ کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ہمارا گاؤں تقریباً دو سو گھروں پر مشتمل ہے، آبادی تقریباً ۲۳ سو کے قریب ہے، گاؤں میں مربوط دیہی ترقیاتی پروگرام کا ایک دفتر، ایک پرائمری سکول، ایک بوائز مڈل سکول اور ایک امام حضرت کا لج بھی زیر تعمیر ہے اور سوئی گیس کی پائپ لائن کی تنصیب شروع ہے، گاؤں میں کچھ دس دکانیں ہیں ساتھ ساتھ لوہار، ترکھان اور قریشیوں کی دکانیں بھی ہیں۔ ایک مسجد بھی زیر تعمیر ہے۔ جس سے قریب کے چند گاؤں کو سہولت ملے گی۔ گاؤں میں آٹا پیسنے کی دو مشینیں، ایک چکی اور تیل نکالنے کی مشین بھی ہے۔ ایک سرکاری ڈاکٹر بھی ہے۔ لیکن اس کے پاس سرکاری دوائی کا کوئی خاص انتظام نہیں۔ گاؤں میں ایک اہل خاندان والے آدمی کے پاس ضرورت کے مطابق دوائی ملتی ہے۔

پوچھنے کی دکان اور ساتھ ساتھ مختلف خرید و فروخت کی دو تین دوکانیں بھی ہیں، ان کی خرید و فروخت پر منڈی کا اطلاق ہو سکتا ہے کہ نہیں؟ ایک ہفتہ وار بھی ہے۔ اس گاؤں میں مسافر خانہ وغیرہ کوئی اور خاص انتظام ہے۔ دن کے وقت آمد و رفت جاری ہو سکتی ہے۔ اس گاؤں کے قریب تقریباً دو میل کے فاصلے پر دو چھوٹی بستیاں ہیں۔ جن کے درمیان آبادی اور کاشت شدہ کھیت بھی ہیں۔ یہ تقریباً اس گاؤں میں شمار ہوتے ہیں یا نہیں۔ اس گاؤں کے بالغ مرد اگر سب سے بڑی مسجد میں جمع کر دیے جائیں تو مسجد میں سما نہیں سکتے، اس قریہ کبیرہ ہونے اور مصر کا اطلاق بھی ان گاؤں پر ہو سکتا ہے۔ تفصیل سے جواز یا عدم جواز صلوٰۃ جمعہ ثابت کر کے مشکور فرمائیں۔

---

(۱) تالیفات رشیدیہ مع فتاوی رشیدیہ، کتاب البدعۃ ص ۱۴۷، ج ۱، مکتبہ ادارۂ اسلامیات، لاہور

(۲) فتاوی دار العلوم دیوبند: (کتاب البدعۃ ص ۱۰۸ و ۱۰۹، ج ۱: مکتبہ دار الاشاعت، کراچی)

الجواب

ایسے گاؤں میں موافق مذہب حنفیہ نماز جمعہ و عیدین صحیح نہیں[1] ہے۔ کما فی الشامیۃ[2] و فیما ذکرنا اشارۃ الی انہ لاتجوز فی الصغیرۃ التی لیس فیہا قاض الخ۔ و قال فیہ و تقع فرضا فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیہا اسواق الخ۔ اور اکبر مساجد کی عدم وسعت کی تعریف مختلف و ضعیف ہے۔ کما قال فی شرح المنیۃ[3] فکل تفسیر لا یصدق علی احدھما فہو غیر معتبر حتی التعریف الذی اختارہ جماعۃ من المتاخرین کصاحب المختار والوقایۃ و غیرھما و ھو ما لو اجتمع اھلہ فی اکبر مساجدہ لا یسعھم فانہ منقوض بھا اذ مسجد کل منھما یسع اھلہ وزیادۃ الی ان قال. فلا یعتبر ھذا التعریف۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ فتاوی دار العلوم[4]۔

پچاس گھروں کی آبادی کی مسجد میں جمعہ کا حکم

السوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ہماری بستی میں کافی سالوں سے جمعہ کی نماز جاری ہے اور درمیان میں کچھ عرصہ بند ہو گیا تھا اور دوبارہ جاری ہو گیا ہے اور تقریباً کل گھر چالیس یا پچاس ہیں اور بستی میں بیٹھک کے لیے سائبان یا مثل آرام گاہ موجود رہتے ہیں اور اس بستی میں تین دوکانیں بھی ہیں جن سے بستی والوں کی ہر ضرورت پوری ہو سکتی ہیں سوائے سبزی کے اور تین درزیوں کی دوکانیں بھی ہیں اور پیسنے کے لیے چکی بھی ہیں اور حجام اور ترکھان بھی موجود ہے اور اس بستی سے تقریباً ایک فرلانگ کے فاصلے پر دو آٹے کی مشینیں بھی ہیں اور ایک

---

۱) کما فی الدر المختار مع رد: وفی القنیۃ: صلاۃ العید فی القری تکرہ تحریما ... الخ۔ قال ابن عابدین فی رد: (قولہ صلاۃ العید) ومثلہ الجمعۃ۔ (کتاب الصلاۃ، باب العیدین، ص ۱۶۷، ج۲: مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی)

وکذا فی الھدایہ: (کتاب الصلاۃ، باب العیدین، ص ۱۵۵، ج۱: مکتبہ بلوچستان بک ڈپو کوئٹہ)

وکذا فی البحر الرائق: (کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ العیدین، ص ۲۷۰، ج۲: مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

۲) رد المحتار: (کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ص ۱۳۸، ج۲: مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی)

۳) حلبی کبیر: (فصل فی صلوۃ الجمعۃ، ص ۵۵۰، ج۱: سعیدی کتب خانہ کوئٹہ)

۴) فتاوی دار العلوم دیوبند: (الباب الخامس عشر فی صلاۃ الجمعۃ، ص ۴۴، ج۵: مکتبہ حقانیہ، ملتان، مرتب محمد ظفیر الدین)

فرلانگ کے فاصلہ پر ایک بستی منتقل ہو گئی ہے اور ایک فرلانگ کے فاصلہ پر تالاب ہے۔ جس میں ہر وقت پانی موجود رہتا ہے اور اس بستی کے آس پاس بہت سی بستیاں بھی ہیں اور پہلے یہ تمام ساری بستیوں والوں کے مشورہ سے جمعہ کی نماز ہوتی تھی لیکن اب انہوں نے چھوڑ دیا اب اس میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ جائز ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ناجائز ہے اور لوگوں کا شوق بھی یہی ہے کہ پڑھی جائے اور اس میں ہمارا بھی کیا ہوتا ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

صورت مسئولہ میں مذکورہ بستی کے اندر جمعہ کی نماز نہیں ہو سکتی۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب میں جمعہ کی نماز اس بستی میں ناجائز ہے۔ لا جمعة ولا تشريق إلا في مصر جامع (الحديث)[1] كذا في جميع كتب الفقه- والله تعالى اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر

چھوٹے گاؤں میں جمعہ کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کہ حنفی المذہب ہوتے ہوئے چھوٹے گاؤں میں جمعہ کی نماز ادا کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اگر ادا کریں تو ظہر کی نماز ساقط ہو جاتی ہے یا نہیں۔

---

(1) مصنف ابن أبي شيبة: (كتاب الجمعة، من قال لا جمعة ولا تشريق إلا في مصر جامع، ص ١٠١، ج٢: مكتبه امداديه ملتان)

وكذا في مصنف عبد الرزاق (كتاب الجمعة، باب القرى الصغار، ص ١٧٠، ج٣، مكتبة دار الكتب العلمية بيروت)

وكذا في الهداية: (كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ١٥٠، ج١: مكتبه بلوچستان بك ڈپو كوئٹه)

وكذا في الدر المختار مع رد المحتار (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ١٣٨، ١٣٧، ج٢: مكتبه ايچ ايم سعيد كراچي)

وكذا في الهندية (كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ص ١٤٥، ج١: مكتبه رشيديه كوئٹه)

وكذا في البحر الرائق (كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ٢٤٨، ج٢، مكتبه رشيديه كوئٹه)

تفصیل یہ ہے کہ ان دونوں جگہوں کی آبادی بڑے گاؤں جیسی ہے جو قانونی طور پر باوجود اس سے زیادہ ہے لیکن گاؤں تو ۲۰۰۰ گھر ہیں جن پر مشتمل ہیں اور ان گاؤں میں آبادی میں اضافہ اگر ہو ایک محلہ یا کئی علاقہ تک ہے جس کا اس سے کم یا زیادہ اس قدر مسافت ہے کہ گھروں کا اندازہ لگایا جائے تو ۲۰۰۰ گھر بنتے ہیں۔ لوگ اب سمجھتے ہیں کہ اپنے گاؤں میں جمعہ پڑھتے ہیں۔ وقت پر نماز ادا ہو جاتی ہے جو ایک دو ساحب پڑھاتے ہیں، یہ نماز پڑھتے ہیں کہ شہر میں سے زیادہ ہے اور بعض لوگ اس سے بے بہرہ ہیں لہذا ان لوگوں کا کہنا ہے کہ ہم نماز پڑھ کر جائیں اور جمعہ یہاں ادا کریں جن کے لئے جمعہ پڑھنا کا شوق پیدا ہو جائے۔ ان کے علاوہ دوسرے لوگوں نے بھی کہا کہ جمعہ اور ان علاقہ میں لگنے والے کا حوالہ ہے جس نقل کیا ہے کہ آبادی میں جمعہ پڑھنے کی نسبت بڑا ہے کیا ان کی بیان کی درست ہے یا نہیں اور جو حضرات یہ کہتے ہیں کہ ہم نقل المطلب ہیں اور احناف کے مسلک کے مطابق یہاں جمعہ جائز نہیں ہو سکتا۔ مسلک کی کوئی تحقیقات نہیں، اس وقت جمعہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں اور پڑھنے والے نہ پڑھنے والوں پر تشنیع کرتے ہیں کہ یہ لوگ فرض ترک کرتے ہیں، اس کی جو صورت ہو، آپ فرمائیں کیا ان حضرات کی بات درست ہے۔

الجواب

جمعہ کے قریہ میں درست ہونے کے لئے شہر یا قصبہ ہونا یا بڑا گاؤں ہونا ضروری ہے جس میں گلی کوچے اور بازار ہوں اور ضروریات زندگی ملتی ہوں۔ اگر یہ تمام شرائط پائی جاتی ہیں تو جمعہ جائز ہے ورنہ نہیں بلکہ ظہر کی نماز پڑھی جائے۔ حاصل یہ ہے کہ ان گاؤں میں اقامت جمعہ درست نہیں۔ ظہر کی نماز پڑھتے رہیں۔ جمعہ کی نماز پڑھنے سے ظہر کی نماز ادا نہیں ہوتی۔[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد اسحاق غفرلہ ۲۹ - ۳ - ۹۵ھ

---

(۱) كما في الدر المختار: (ويشترط لصحتها) سبعة أشياء: الأول (المصر وهو ما لا يسع أكبر مساجده أهله المكلفين بها) وفي
القهستاني ... في القرى ... (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ج۲ ص۱۳۸، ط:
ایچ ایم سعید کراچی)

وكذا في الهندية: ... (كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ج۱ ص۱۴۵، مكتبة
رشیدیہ کوئٹہ)

وكذا في البحر الرائق: (كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ج۲ ص۱۴۰، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

عام دیہاتوں میں جمعہ کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ودریں مسائل کہ

(۱) موجودہ وقت میں عام دیہات پاکستان میں احناف کے نزدیک جمعہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

(۲) جو لوگ چھوٹے دیہاتوں میں جمعہ باقاعدگی سے پڑھتے ہیں۔ بعض احتیاطی اور بعض غیر احتیاطی پڑھتے ہیں۔ ان میں حق بجانب ازروئے فقہ حنفی کون ہے اور احتیاطی پڑھنے کا طریقہ کیا ہے۔

(۳) امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال وغیرہ جن کی رو سے دیہات یا قصبہ میں جمعہ واجب یا ناجائز ثابت ہے مفصل تحریر فرماویں۔

(۴) وہ حافظ قرآن جس کی عمر ۱۴ سال ہے بلوغ کے بال اگر نکلے ہیں کی اقتدا فرض یا نفل نماز میں جائز ہے یا نہ۔

بینوا توجروا

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم (۱) دیہات میں جمعہ پڑھنا جائز نہیں ہے اور نہ دیہات میں جمعہ پڑھنے سے ظہر کی نماز ذمہ سے ساقط ہوتی ہے۔ ایسے لوگوں پر ظہر کی چار رکعتیں ادا کرنی فرض ہیں۔ کیونکہ جمعہ کی صحت کے شرائط میں ایک شرط احناف کے نزدیک مصر (شہر) ہے۔ دیہات میں جمعہ ان کے نزدیک ہرگز جائز نہیں ہے[۱]۔

(۲) دونوں غلطی پر ہیں احتیاطی نہ پڑھنے والے بڑی غلطی پر ہیں۔ کیونکہ ان کے ذمہ ظہر کی نماز ابھی تک باقی ہے۔ دیہات میں جمعہ کی دو رکعتیں ادا کرنے سے ظہر کی نماز ساقط نہیں ہو جاتی اور جو لوگ احتیاطی پڑھتے ہیں وہ کم غلطی پر ہیں کیونکہ احتیاطی پڑھنے سے ان کی نماز ظہر ادا ہو جائے گی۔ اگرچہ صحیح طریقہ یہ ہے کہ سرے سے جمعہ کی نماز دیہات میں ادا ہی نہ کی جائے۔ کیونکہ فرض نہ ہونے کی صورت میں یہ دو رکعتیں نفل ہوں گی اور نفل کو تداعی کی صورت میں جماعت کے ساتھ ادا کرنا مکروہ ہے۔ نیز ظہر کی نماز کی جماعت بھی اس سے رہ جاتی ہے[۲]۔ وغیرہ وغیرہ۔

---

۱) تقدم تخريجه في حاشية نمبر ۱ من صفحة هذا

۲) قال في ردالمحتار: لاتجوز في الصغيرة التي ليس فيها قاضٍ ومنبر وخطيب كما في المضمرات والظاهر أنه أريد به الكراهة لكراهة النفل بالجماعة ألا ترى أن في الجواهر لو صلوا في القرى لزمهم أداء الظهر (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۳۸، ج ۲، مكتبه ايچ ايم سعيد كراچي) وكذا في الهندية: (كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلوة الجمعة، ص ۱۴۵، ج ۱، مكتبه رشيديه كوئٹه)

(٣) قال في الهداية: لا تصح الجمعة إلا في مصر جامع أو في مصلى المصر ولا تجوز في القرى. لقوله عليه السلام: لا جمعة ولا تشريق ولا فطر ولا أضحى إلا في مصر جامع. والمصر الجامع كل موضع له أمير وقاض ينفذ الأحكام ويقيم الحدود، وهذا عن أبي يوسف رحمه الله، وعنه أنهم إذا اجتمعوا في أكبر مساجدهم لم يسعهم، والأول اختيار الكرخي وهو الظاهر، والثاني اختيار الثلجي - الخ۔

(٤) [illegible]

---

(١) الهداية [illegible] كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة [illegible]

(٢) كما في الهندية [illegible] كتاب الصلاة [illegible] مكتبه رشيديه كوئٹه۔

وكذا في الدر المختار [illegible] مكتبه ايچ ايم سعيد كراچی۔

(٣) [illegible] مكتبه رشيديه كوئٹه۔

وكذا في الدر المختار [illegible] ايچ ايم سعيد كراچی۔

(٤) [illegible] كوئٹه۔

وكذا في [illegible] كراچی۔

وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الإمامة [illegible] مكتبه رشيديه كوئٹه۔

پانچ سو کی آبادی میں جمعہ کا حکم

سوال:

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ ہمارے گاؤں کی آبادی تقریباً پانچ سو ہے کم و بیش، اس گاؤں میں طویل عرصہ سے نماز جمعہ وعیدین پڑھی جا رہی ہیں [illegible] جمعہ کی ادائیگی [illegible] نہیں پڑھنی چاہیے [illegible] تعالیٰ کے [illegible] [illegible] راہنمائی فرمائیں۔

الجواب

شرعی طور پر جمعہ کے صحیح ہونے کے لیے شہر، قصبہ یا بڑا گاؤں ہونا شرط ہے [illegible] اور اس کے [illegible] کے لیے اس قسم کی [illegible] [illegible] گاؤں میں جمعہ جائز نہیں ہے۔

تقع فرضا في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها أسواق ... الى ان قال - وفيما ذكرنا اشارة الى انه لا تجوز في الصغيرة ... لو صلوا في القرى لزمهم اداء الظهر-(1)

صورت مسئولہ میں جس گاؤں کا ذکر ہے اس کی آبادی پانچ سو [illegible]

---

(1) رد المحتار (كتاب الصلاة، باب الجمعة) ص ١٣٨ ج ٢ [illegible] سعيد كراچى

وكذا في الهندية (كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة) ص ١٤٥ ج ١ مكتبه رشيديه كوئٹه

وكذا في البحر الرائق (كتاب الصلاة، فصل في بيان شروط الجمعة) ص [illegible] ج ٢ [illegible] مكتبه رشيديه كوئٹه

ہوتی ہے جیسے جمعہ وغیرہ میں(۱)۔ یہاں تک کہ اگر نماز ظہر یا نماز جمعہ ادا کی جہاں تک امام اعظم کی تحقیق ہے ان کی نماز سے
جمعہ ادا کرنا درست نہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ ہر جگہ جمعہ قائم کرنے سے جمعہ جائز نہیں ہو جاتا۔ تاہم احتیاط یہ ہے کہ ایک
ہی مقام پر اگر متعدد مساجد ہوں تو جمعہ جامع مسجد میں ادا کیا جائے۔ یہ سوال احناف کے نزدیک اس گاؤں میں بھی ادا کی
جا سکتی ہے(۲)۔ فقط واللہ اعلم

خطبہ میں سلطانِ وقت کا نام لینے کا حکم

﴿سوال﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ قرآن و حدیث و فقہ و فتاویٰ کی روشنی میں آپ کو جو
چند سوالات درپیش ہیں ان کی وضاحت فرمائیں:

(۱) جمعہ کا خطبہ عربی کے علاوہ کسی زبان میں پڑھنا جائز ہے یا نہیں، عوام آنحضرت ﷺ کے زمانے کی زبان میں سن
رہا ہے۔

(۲) اگر خطبہ عربی میں پڑھا جائے تو کیا عوام کو سمجھانے کا خیال رکھنا ضروری ہے اس کا کیا حکم ہے۔

(۳) خطبہ میں سلطانِ وقت کا نام لینا چاہئے یا نہیں۔ بینوا توجروا

﴿جواب﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ (۱) جمعہ کے خطبہ کا پڑھنا عربی زبان میں ہی باقی رکھا جائے۔ عربی زبان کے علاوہ
کسی دوسری زبان میں خطبہ پڑھنا سنتِ متوارثہ کے خلاف و مکروہ ہے۔ کما قال فی الهداية(۳)

---

(۱) كما في رد المحتار: لا تجوز في الصغيرة التي ليس فيها قاض ومنبر وخطيب ... الخ ... فلو صلوا في القرى لزمهم اداء الظهر. (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۳۸، ج ۲، مكتبه ايچ ايم سعيد كراچی) وكذا في الهندية: (كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلوة الجمعة، ص ۱۴۵، ج ۱، مكتبه رشيديه كوئٹه) وكذا في البحر الرائق: (كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ۲۴۸، ج ۲، مكتبه رشيديه كوئٹه)

(۲) رد المحتار: (صلاة العيد في القرى تكره تحريماً ... الخ) قال في الشامي ... وقوله صلاة العيد ومثله الجمعة (كتاب الصلاة، باب العيدين، ص ۱۶۷، ج ۲، مكتبه ايچ ايم سعيد كراچی) وكذا في الهداية: (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۶۸، ج ۱، مكتبه بلوچستان بك ڈپو كوئٹه) وكذا في البحر الرائق: (كتاب الصلاة، باب صلاة العيدين، ص ۲۷۸، ج ۲، مكتبه رشيديه كوئٹه)

(۳) الهداية: (كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ص ۹۹، ج ۱، مكتبه بلوچستان بك ڈپو كوئٹه)

والخطبة والتشهد على هذا الخلاف۔ و قال في فتح القدير [1] (قوله على هذا الخلاف) فعنده يجوز بالفارسية و عندهما لا الا بالعربية۔ و قال في الهداية [2] ايضا قيل هذا مستدلا لابي حنيفة۔ ولابي حنيفة رحمه الله تعالى قوله تعالى و انه لفي زبر الاولين و لم يكن فيها بهذه اللغة و لهذا يجوز عند العجز الا انه يصير مسيئا لمخالفة السنة المتوارثة۔

(۲) دین کامل یہ ہے کہ اگر ضرورت سمجھیں تو خطبہ بعد کا مضمون اذان خطبہ سے قبل یا نماز جمعہ کے بعد مقامی زبان میں سنا دیا جائے تا کہ نہ سمجھنے کا اشکال بھی رفع ہو جائے اور عربی زبان کی عظمت اور اصل کا مسنون [3] طریقہ بھی باقی رہ جائے۔

(۳) خطبہ میں سلطان وقت کا نام لینا درست نہیں ہے بدعت اور محدث امر ہے۔ محض خلفاء راشدین اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو عم بزرگوار حضرت عباس و حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ذکر خیر کو فقہاء کرام نے مستحب لکھا ہے

كما قال في البحر الرائق و ذكر الخلفاء الراشدين مستحسن بذلك جرى التوارث وبذكر العمين و فيه بعد اسطر۔ و اما الدعاء للسلطان في الخطبة فلا يستحب لما روى ان عطاء سئل عن ذلك فقال انه محدث و انما كانت الخطبة تذكيرا [4]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

---

۱) فتح القدير: (كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ص ۲۴۹، ج ۱: مكتبه رشيديه كوئته)

۲) الهداية: (كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ص ۹۵، ج ۱: مكتبه بلوچستان بك ڈپو كوئٹه)

۳) كما في عمدة الرعاية على هامش شرح الوقاية: فانه لا شك في ان الخطبة بغير العربية خلاف السنة المتوارثة (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۲۰۰، ج ۱: مكتبه ايچ ايم سعيد كراچى)

وكذا في مجموعة رسائل لكنوي: (رسالة آكام النفائس: ص ۲۷، ج ۴: مكتبه إدارة القرآن، كراچى)

۴) البحر الرائق: (كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ۲۶۰-۲۵۹، ج ۲: مكتبه رشيديه كوئٹه)

وكذا في الدر المختار: (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۴۹، ج ۲: مكتبه ايچ ايم سعيد كراچى)

وكذا في حاشية الطحطاوي: (كتاب الصلاة، أحكام الجمعة، ص ۵۱۶، قديمي كتب خانه كراچى)

[illegible] والله اعلم

ایک سو گھر کی آبادی میں جمعہ کا حکم

سوال

[illegible]

جواب

[illegible] لا جمعة ولا تشريق إلا في مصر جامع [1] [illegible] القصبات والقرى الكبيرة التي فيها اسواق [2] [illegible]

بڑے گاؤں سے تین کوس چھوٹے گاؤں میں جمعہ کا حکم

سوال

[illegible]

---

[1] [illegible]

[2] [illegible]

آس پاس اور قریب ترین ایک بڑا گاؤں ہے جہاں تین سے زائد مسجدیں ہیں۔ وہاں جمعہ ہوتا ہے چھوٹے اور بڑے گاؤں میں تقریباً ایک فرلانگ کا فاصلہ ہے اور اذان کی آواز چھوٹے گاؤں میں سنی جاتی ہے تو چھوٹے گاؤں والوں کا حکم دیں گے یا مستقل قصبہ کا حکم دیں گے۔ جمعہ پڑھنا چاہیے یا نہیں؟ اگر جمعہ پڑھ لیں تو نماز ظہر ذمہ سے ساقط ہو جائے گی یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب

اگر دونوں مواضع میں فصل یعنی کھیتی باڑی درمیان میں حائل ہے تو دونوں جگہوں کا حکم الگ الگ ہوگا[1]، اور چھوٹے گاؤں میں جمعہ پڑھنا جائز نہ ہوگا، اور جمعہ ادا کرنے سے ظہر ساقط نہ ہوگی[2]۔ نیز بڑے گاؤں میں بھی اگر علامات شہریت کی نہیں پائی جاتیں تو وہاں بھی جمعہ صحیح نہ ہوگا[3]۔ کما ھو مذکور فی جمیع الفتاوی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

جمعہ کے فرضوں کے بعد سنتوں کی تعداد

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ جہاں جمعہ فرض تھا پڑھنا جائز ہے تو نماز جمعہ کے فرضوں کے بعد کتنی رکعتیں سنت پڑھنی چاہیے۔ مفتی صاحب کا کیا ارشاد ہے؟ بینوا توجروا

---

1) كما في الهندية: ومن كان مقيما بموضع بينه وبين المصر فرجة من المزارع والمراعي نحو القلع مختارا لا جمعة على أهل ذلك الموضع. (كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلوة الجمعة، ص ١٤٥، ج١، مكتبة رشيدية كوئٹه) وكذا في الفتاوى الخانية على هامش الهندية: (كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ١٧٢، ج١، مكتبة رشيدية كوئٹه)
وكذا في البحر الرائق: (كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ٢٤٧، ج٢، مكتبة رشيدية كوئٹه)
2) كما في رد المحتار: الأولى ان لا يجوز في القرى لزمهم اداء الظهر. (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ١٣٨، ج٢، مكتبة ايچ ايم سعيد كراچي) وكذا في الهندية: (كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلوة الجمعة، ص ١٤٥، ج١، مكتبة رشيدية كوئٹه)
وكذا في البحر الرائق: (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ٢٤٦، ج٢، مكتبة رشيدية كوئٹه)
3) كما في رد المحتار: وفيما ذكرنا إشارة إلى أنه لا تجوز في الصغيرة التي ليس فيها قاض ومنبر وخطيب. (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ١٣٨، ج٢، مكتبة ايچ ايم سعيد كراچي) وكذا في البحر الرائق: (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ٢٤٨، ج٢، مكتبة رشيدية كوئٹه) وكذا في الهداية: (كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ١٦٠، ج١، مكتبة [illegible] كوئٹه)

[illegible]

[illegible]

والمذهب عندنا أن السنة بعد الجمعة [illegible] في صحيح مسلم: إذا صلى أحدكم الجمعة فليصل بعدها أربعا، وعن أبي يوسف رحمه الله تعالى [illegible] وعن علي رضي الله عنه أنه يصلي ركعتين [illegible] وذكر في البدائع أن رواية الأربع ظاهر الرواية [illegible]

[illegible]

[illegible]

جمعہ کی اذان ثانی مسجد میں دیے جانے کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین ودریں مسئلہ کہ اذان ثانی جمعہ جو کہ خطیب صاحب کے سامنے کہی جاتی ہے۔ اس کا ثبوت کتب احادیث وفقہ اور فقہاء کرام کے اقوال سے ہے یا نہیں۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اذان ثانی مسجد میں دینی درست نہیں اور سنت کے خلاف ہے۔ لہٰذا مہربانی فرما کر اس مسئلہ پر روشنی ڈالیں۔

جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ امداد الفتاوی از مولانا اشرف علی صاحب تھانوی میں ہے[۱] یہ جو امر محقق ہے کہ اذان ثانی یوم جمعہ کی داخل مسجد جائز ہے۔ بلکہ یہی متوارث ہے[۲] الخ۔ مولانا تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اذان ثانی کے مسجد کے اندر جائز بلکہ متوارث ہونے پر ایک مدلل فتوی لکھا ہے۔ مزید تفصیل اس میں دیکھ لیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جس جگہ جمعہ جائز ہو تو کیا ایک موضع کی مختلف مساجد میں جائز ہے یا صرف جامع مسجد میں

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ

(۱) جمعہ وعیدین ہر مقام ہر جگہ جائز ہیں یا ان کے لیے شرائط ہیں۔ نیز بستی میں جمعہ وعیدین جائز ہیں یا نہیں۔

(۲) جہاں جمعہ کی شرائط موجود ہیں کیا ہر مسجد میں جائز ہے یا صرف جامع مسجد میں۔ بینوا توجروا

---

(۱) امداد الفتاوی: (کتاب الصلاۃ، باب صلوۃ الجمعۃ والعیدین، ص ۶۷۸، ج۱: مکتبہ دار العلوم کراچی)

(۲) ویؤذن ثانیاً بین یدیہ أی الخطیب (قولہ ویؤذن ثانیاً) أی علی سبیل السنۃ کما یظہر من کلامہم: الدر المختار مع رد المحتار کتاب الصلوۃ مطلب فی حکم المرقی بین یدی الخطیب ص ۱۶۱ ج ۲: مکتبہ رشیدیہ جدید، وکذا فی البحر الرائق، کتاب الصلوۃ، باب صلوۃ الجمعۃ، ص ۲۷۶ ج ۱ مکتبہ رشیدیہ).

خلاصہ

(۱) [illegible] جمعہ صحیح ہونے کی شرائط [illegible] قصبات میں [illegible] ہیں[1] [illegible]
[illegible][2] [illegible] جائز [illegible] ہے۔

(۲) [illegible] جامع مسجد میں [illegible] ہے[3] [illegible]
[illegible] کے لئے [illegible] مستحب ہے[4] [illegible]

پانچ ہزار کی آبادی میں جمعہ کا حکم

سوال

[illegible]

---

(۱) ويشترط لصحتها سبعة أشياء: الأول: المصر [illegible] (الدر المختار، كتاب الصلوة، باب الجمعة، ص [illegible]، ج ۳، مكتبه رشيديه جديد) وتقع فرضا في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها أسواق (رد المحتار، كتاب الصلوة، باب الجمعة، ص [illegible]، ج ۳، مكتبه رشيديه جديد) وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلوة، باب صلوة الجمعة، ص [illegible]، ج ۲، مكتبه رشيديه) وكذا في التاتارخانية، كتاب الصلوة، النوع الذي في بيان شرائط الجمعة، ص [illegible]، ج ۲، طبع ادارة القرآن والعلوم الاسلامية)

(۲) لا تجوز في الصغيرة التي ليس فيها قاض ومنبر وخطيب (رد المحتار، كتاب الصلوة، باب الجمعة، ص [illegible]، ج ۳، مكتبه رشيديه جديد) وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلوة، باب صلوة الجمعة، ص [illegible]، ج ۲، مكتبه رشيديه) وكذا في التاتارخانية، كتاب الصلوة، ص [illegible]، ج ۲، طبع ادارة القرآن والعلوم الاسلامية)

(۳) وتؤدى في مصر في مواضع [illegible] تصح أداء الجمعة في مصر واحد بمواضع كثيرة (البحر الرائق، كتاب الصلوة، باب الجمعة، ص [illegible]، ج ۲، طبع رشيديه) وكذا في الدر المختار، كتاب الصلوة، باب الجمعة، ص [illegible]، ج ۳، مكتبه رشيديه جديد) وكذا في التاتارخانية، كتاب الصلوة، شرائط الجمعة، ص [illegible]، ج ۲، طبع ادارة القرآن والعلوم الاسلامية)

(۴) والخروج إليها [illegible] (الدر المختار، كتاب الصلوة، باب صلوة العيد، ص [illegible]، ج ۳، مكتبه رشيديه جديد) وكذا في التاتارخانية، كتاب الصلوة، [illegible] صلاة العيد، ص [illegible]، ج ۲، طبع ادارة القرآن والعلوم الاسلامية) وكذا في الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، فصل صلاة العيد، ص [illegible]، ج ۱، مكتبه رشيديه كوئته)

عمارتی آبادی اتنی ہو تو یہ سوال ہی پیدا نہ ہوگا اور چونکہ آپ کا ہوائی اڈہ شہر سے دور ہے اس لئے یہاں جمعہ

جائز ہے یا نہیں۔

الجواب

صورت مسئولہ میں جمعہ صحت وقوع کی شرائط کے تحت یہ موضع قریہ کبیرہ ہے لہٰذا اس میں اقامت جمعہ درست ہے(1)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جیل میں جمعہ قائم کرنے کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ آج کل پاکستان کی سنٹرل جیل خانے میں قیدیوں کی تعداد ہزاروں سے متجاوز ہوتی ہے۔ جہاں حکومت پاکستان نے دیگر سہولتوں کے ساتھ جمعہ و عیدین کی نماز باجماعت کی سہولتیں بھی دی ہیں۔ بلکہ ان مخصوص قیدی خانہ جات خود ان قیدیوں کے انتظام کا اہتمام کرتے ہیں اور جمعہ و عیدین کا انتظام مختلف مذاہب سے ہوتی ہے۔ نیز قیدی حضرات اپنے اپنے بارکوں میں پانچ وقت نماز باجماعت ادا کرتے ہیں۔ اسی طرح جمعہ و عیدین کی بھی پانچ وقتی نمازوں کی جماعت کے لیے قیدیوں میں سے کوئی لکھا پڑھا عالم ہو یا عالم دین ہو موقع پر امام مقرر کر کے ان کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں۔

اب قابل طلب سوال یہ ہے کہ شرع متین کی رو سے جیل میں اس جمعہ و عیدین اور پنج وقتہ نماز باجماعت وغیرہ درست ہوتی ہیں یا نہیں؟ کیونکہ بعض لوگ اس کے بھی قائل ہیں کہ جیل خانوں میں جمعہ و عیدین تو قیدی کے بے اختیار ہونے کے سبب نماز باجماعت بھی نہیں ہوتی۔ کیونکہ قیدی کو امام کی اجازت نہیں ہے۔ تو آپ سے ہمارا مدلل جواب عنایت فرماویں تاکہ اس پر قدرتی تسلی ہو سکے اور نمازوں کے ثواب ہونے سے محفوظ رہیں۔ بینوا توجروا

---

(1) كما في رد المحتار: تقع فرضاً في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها اسواق (كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۳۸، ج ۲، طبع ایچ ایم سعید کراچی)

وكذا في الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ص ۱۴۵، ج ۱، طبع ادارة القرآن والعلوم الاسلامية)

وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ۱۴۰، ج ۲، مكتبه رشيديه)

الجواب

[illegible] (۱) [illegible] (۲) [illegible]
(۳) [illegible] لا جمعة علیه [illegible] الوقت [illegible]

الجواب الثانی

اقول ان الدلائل التی اوردها المجیب لاثبات ما هو المذکور فی السؤال قاصرة عن اثبات جواز الجمعة فی السجن و کان علیه ان یاتی بکلام مثبت لاذن عام فی السجن ایضا لان کثیرا من فقهاء الحنفیة قد صرحوا بان الاذن العام شرط لصحة الجمعة حیث قال صاحب البحر الرائق قوله والاذن العام ای شرط صحتها الاداء علی سبیل الاشتهار حتی لو ان امیرا اغلق ابواب الحصن وصلی فیه باهله و عسکره صلوة الجمعة لا تجوز و قد عد صاحب در المختار(۴) الاذن العام من شروط صحة الاداء حیث قال والسابع الاذن العام و شرحه العلامة الشامی قوله الاذن العام ای ان یاذن

---

(۱) [illegible] المسجون مع دخوله فی المعذور للاختلاف فی اهل السجن (البحر الرائق، کتاب الصلوة، باب صلوة الجمعة، ص ۲٦٦، ج ۲، مکتبه رشیدیه) وکذا فی الدر المختار، کتاب الصلوة، مطلب فی شروط الجمعة، ص ۳۳، ج ۳، مکتبه رشیدیه جدید)
وکذا فی الهندیة، کتاب الصلوة، الباب فی صلوة الجمعة، ص ۱٤٥، ج ۱، طبع مکتبه رشیدیه کوئٹه)

(۲) [illegible] الظهر لان شرط [illegible] (حلبی کبیر، کتاب الصلوة، باب الجمعة، ص ٥٥٤، [illegible])
وکذا فی رد المحتار، کتاب الصلوة، مطلب فی شروط وجوب الجمعة، ص ۳۳، ج ۳، مکتبه رشیدیه جدید)
وکذا فی البحر الرائق، کتاب الصلوة، باب صلوة الجمعة، ص ۲٦٦، ج ۲، مکتبه رشیدیه)

(۳) عالمگیریه، کتاب الصلوة، [illegible] صلوة الجمعة، ص ۱٤٤، ج ۱، مکتبه رشیدیه)

(٤) رد المحتار: کتاب الصلوة، باب الجمعة، ص ۲٤، ج ۳، مکتبه رشیدیه جدید)

للناس اذنا عاما بان لا يمنع احدا ممن يصح منه الجمعة عن دخول الموضع الذي تصلى فيه اى تيسر للعوام الدخول في السجن لمشقة فتح الابواب و انحلال الابواب لهم الا ان يقال ان صلوة الجمعة في السجن جائزة و لكن لا كما قال المجيب لان دليله غير مثبت للاذن العام غاية ما اثبته ان المسافر و المريض والعبد و اضرابهم ان ادوا الجمعة يجزئهم و يسقط عنهم الظهر كما قال صاحب بحر الرائق قوله و من[1] لا جمعة عليه ان اداها جاز عن فرض الوقت لانهم تحملوه و اطال الى قوله و اما من كان اهلا للوجوب كالمريض والمسافر والمرأة والعبد يجزئهم و يسقط عنهم الظهر فعلم ان ما قاله المجيب ناظر بمافي بحر الرائق لا بما كان ينبغي له اثباته هو اثبات الاذن العام و ينبغي ان يستدل على جواز الجمعة في السجن بما في الدر المختار[2] والاذن العام من الامام هو يحصل بفتح ابواب الجامع للواردين و كافي، فلا يضر غلق باب القلعة لعدو او لعادة قديمة لان الاذن العام مقرر لاهله و غلقه لمنع العدو لا المصلي الخ و يماثل شرحه للعلامة الشامي حيث قال و ينبغي ان يكون محل النزاع ما اذا كانت لا تقام الا في محل واحد اما لو تعددت فلا لانه لا يتحقق التفويت كما افاده التعليل تامل هذا ما عندي و علم الصواب عند ربي لعل عند غيري احسن من هذا والسلام—

جس گاؤں میں پانچ ضروریات پوری ہوتی ہوں اس میں جمعہ کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک گاؤں جس کے اندر پانچ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اس سے پہلے جمعہ ادا کیا جاتا تھا جس کی ابتداء [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

---

(۱) بحر الرائق، کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ الجمعۃ، ص ۲۵۲، ج ۲، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

(۲) الدر المختار، کتاب الصلوٰۃ، وشرطها السابع الاذن العام، ص ۲۸، ج ۲، مکتبہ رشیدیہ جدید کوئٹہ)

جس سے نماز درست ہو جاتی ہے

الجواب

[illegible]

[illegible] مصرا في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها اسواق الى قوله لا تجوز في الصغيرة التي ليس فيها قاض و منبر و خطيب (۳) [illegible]
ہے

چھوٹا گاؤں کے بڑا ہو جانے پر جمعہ قائم کرنے کا حکم

سوال

[illegible]

---

(۱) ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجمعۃ، ص ۱۳۸، ج ۲، طبع ایچ ایم سعید

(۲) [illegible] صاحب الہدایہ، کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ الجمعۃ، ص ۷۷، ج ۱، [illegible] مکتبہ رحمانیہ لاہور

(۳) [illegible]

(۴) [illegible] کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجمعۃ والعیدین، ص [illegible]، ج [illegible]، طبع دار [illegible] کراچی

فقط واللہ

آپ کے ہاں اقامت جمعہ کی شرائط نہیں پائی جاتیں، اس لئے وہاں جمعہ کی نماز پڑھنے سے ظہر کی نماز ساقط نہ ہوگی(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بڑے گاؤں سے ملحق آبادی میں جمعہ وعیدین کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک گاؤں جس کی آبادی تقریباً ... کے قریب ہے، اس میں بریلوی حضرات شروع ہی سے جمعہ وعیدین کا التزام کرتے چلے آرہے ہیں اور دیوبندی عقائد کے لوگ اس میں شرکت نہیں کرتے۔ اس گاؤں سے تقریباً ایک فرلانگ کے فاصلہ پر ایک بڑا گاؤں ہے جس کی آبادی اس سے زائد ہے، جہاں عیدین کی نماز ہوتی ہے، لیکن اب اس بڑے گاؤں کی آبادی بڑھ کر اس گاؤں تک پہنچ گئی ہے اور یہ گاؤں اس بڑے گاؤں کا جزء بن گیا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ ہمارے گاؤں کے دیوبندی حضرات کیا کریں؟ کیا ان کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنی مسجد میں جمعہ ادا کریں؟ یا اس گاؤں کے دیوبندی عقائد کے لوگوں کو اس بڑے گاؤں میں جمعہ وعیدین کی نماز کے لئے جانا ضروری ہے؟ جبکہ وہاں جمعہ ادا کرنے میں دشواری ہے۔ جبکہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس بڑے شہر میں نماز جمعہ ادا کر سکتے ہیں، کیونکہ وہ تو بڑے گاؤں کا جزء ہو چکے ہیں۔ براہ کرم اس صورت میں جمعہ وعیدین میں شرکت کے لئے کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

---

(۱) لاتجب الجمعة إلا على أهل الأمصار والمدن ... ولا تصح في القرى ... ولا تجوز في القرى ... الأمصار ... كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص: ۲۲۲، ج: ۱، طبع رشیدیہ ... الهداية ... كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص: ۱۶۸، ج: ۱، طبع ... وكذا في الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص: ۱۳۷/۲، ج: ۲، طبع ایچ ایم سعید کراچی)

(۲) كما في رد المحتار: ... في الفتاوى ... كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص: ۱۳۸، ج: ۲، طبع ایچ ایم سعید

وكذا في جامع الترمذي، فصل صلاة الجمعة، ص: ۱۲۱، ج: ۱، طبع سعید)

وأما القرى فإن أرادوا الصلاة فيها فغير صحيحة على المذهب (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص: ۲۴۸، ج: ۲، طبع رشیدیہ کوئٹہ)

الجواب

یہ مسلم ہے کہ دیہات میں جمعہ وعیدین کی نماز مذہب حنفی میں درست نہیں ہے(1) اور جس مقام کی نسبت سوال ہے یہ مستقل آبادی ہے بڑے گاؤں سے متعلق نہیں اور نہ اس کی فنائے شہر ہے لہٰذا جب اس چھوٹے گاؤں کے اطراف میں کے ذمہ جمعہ وعیدین نہیں ہے تو کیوں خواہ مخواہ تکلیف کرتے ہیں بلکہ ظہر ادا کرنا چاہیے تو جو قرا ابھی سے فاصلہ کو بڑے گاؤں کی حد تک کہنا مراد فناء ہے۔ قریہ کبیرہ کے بارے میں علامہ شامی نے جو اقوال نقل کئے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس بڑے گاؤں کی آبادی میں جمعہ درست ہے۔ در مختار میں قریہ کبیرہ کے بارے میں ہے۔ والمختار(2) للفتوی تقدیرہ بفرسخ ۔ اس پر علامہ شامی نے عبارت و جملہ(3) "اختلف فی تقدیرہ بثمانیۃ اقوال - او تسعۃ غلوۃ، میل، میلان، ثلاثۃ، فرسخ، فرسخان، ثلاثۃ، سماع الصوت، سماع الاذان والتعریف احسن من التحدید لانہ لا یوجد ذلک فی کل مصر وانما ہو بحسب کبر المصر وصغرہ"۔ شامی کے اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ فناء مصر کے متعلق جتنے اقوال ہیں ان کا مدار شہر کی آبادی سے متعلق ہے یعنی اگر شہر بہت بڑا ہو تو اس کی فناء بھی زیادہ یا فرسخ یا دو فرسخ یا دو میل مقرر کرنا چاہیے۔ الغرض حتمی تحدید نہیں کی۔ لیکن سوال میں جس بڑے گاؤں سے متعلق سوال کیا گیا ہے وہ تو شہر بھی نہیں ہے بلکہ قصبہ ہے تو اس کی فناء اتنی دور تک نہیں مانی جا سکتی۔ سوال میں ہی اس کا اعتراف ہے کہ اس بڑے گاؤں کا قبرستان گاؤں کے قریب ہی ہے تو بھی اس قبرستان تک اس بڑے گاؤں کی فناء مانی جانے گی اس سے آگے نہیں(4)۔ لہٰذا چھوٹے گاؤں کے باشندگان اگر چار فرلانگ اپنے گاؤں سے دور جا کر نماز جمعہ پڑھیں تو جائز نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

(1) كما في الهداية: ولا تصح الجمعة إلا في مصر جامع أو في مصلى المصر ولا تجوز في القرى لقوله عليه السلام لا جمعة ولا تشريق ولا فطر ولا أضحى إلا في مصر جامع والمصر الجامع كل موضع له أمير وقاض ينفذ الأحكام ويقيم الحدود. (كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ١٧٢، ج ١، طبع مكتبه رحمانيه لاهور، وكذا في البحر الرائق: كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ٢٤٥، ج ٢: طبع مكتبه رشيديه كوئٹه، وكذا في الدر المختار مع رد المحتار: كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ١٣٨-١٣٧، ج ٢: طبع ايچ ايم سعيد كراچی)

(2) رد المحتار: كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ١٣٩، ج ٢: طبع ايچ ايم سعيد

(3) رد المحتار: كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ١٣٩، ج ٢، طبع ايچ ايم سعيد وكذا في حاشية الهداية: كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ١٧٢، ج ١: حاشيه نمبر ٨، طبع رحمانيه لاهور، وكذا في منحة الخالق على هامش البحر الرائق: كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ٢٤٧، ج ٢: طبع رشيديه كوئٹه)

(4) في منحة الخالق على هامش البحر الرائق: إن الفناء ما أعد لدفن الموتى وحوائج المصر كركض الخيل والدواب (كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ٢٤٧، ج ٢، طبع رشيديه كوئٹه) وكذا في حلبي كبير: كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ٥٥١، طبع مجيدي كتب خانه كانسي روڈ كوئٹه) وكذا في الدر المختار: كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ١٩، ج ٢، طبع مكتبه رشيديه جديد كوئٹه)

جامع مسجد کے ہوتے ہوئے عیدگاہ میں جمعہ پڑھانے کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کہ ایک جامع مسجد کے قریب تقریباً چالیس پچاس گز کے فاصلہ پر ایک قدیمی عیدگاہ ہے۔ اس عیدگاہ میں صرف عیدین کے موقع پر نماز پڑھی جاتی تھی، باقی ایام میں یہاں کوئی نماز باجماعت ادا نہیں کی جاتی۔ اس عیدگاہ کے قریب قدیمی جامع مسجد میں نماز پنجگانہ باجماعت اور جمعہ پڑھایا جاتا ہے۔ اب چند دنوں سے ایک مولوی صاحب نے اس عیدگاہ میں نماز جمعہ پڑھانا شروع کر دیا ہے۔ ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

جواب

مذکورہ عیدگاہ میں نماز جمعہ شرعاً جائز ہے[1]، پڑھانے والے نے اچھی نیت سے شروع کی ہوگی تو ثواب بھی ملے گا۔ نیت فاسد ہوگی تو فساد نیت کا وبال اس پر ہے اور نماز جمعہ جائز ہے[2]۔ البتہ جامع مسجد میں نماز جمعہ ادا کرنا اولیٰ ہے[3]۔ اس لیے اگر دونوں فریق یعنی عیدگاہ والوں اور قدیمی جامع مسجد والوں میں مصالحت ممکن ہے تو آپس میں مصالحت کر کے جامع مسجد میں نماز جمعہ ادا کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

---

(١) كما في الهداية: ولا تصح الجمعة إلا في مصر جامع أو في مصلى المصر، كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ١٧٧، ج ١، طبع مكتبه رحمانيه لاهور. وكذا في العناية، كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ٤٣، ج ٢، مكتبه دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان. وكذا في البحر الرائق: كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ١٤٢، ج ٢، طبع مكتبه رشيديه كوئته)

(٢) بقوله تعالى: من عمل صالحاً فلنفسه ومن أساء فعليها سورة جاثية آيت نمبر ١٥، پاره ٢٥
كذا في مشكوة المصابيح: كتاب العلم الفصل الأول ص ٣٣، ج ١، طبع قديمي كتب خانه كراچي

(٣) كما في الدر المختار: أفضل المساجد مكة ثم المدينة ثم القدس ثم قباء ثم الأقدم ثم الأعظم ثم الأقرب، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ص ٦٥٨، ج ١، مكتبه ايچ ايم سعيد كراچي؛ وكذا في المختار المصابيح: كتاب الصلاة، باب المساجد ومواضع الصلاة ص ٧٢٠، قديمي كتب خانه كراچي)
وكذا في الهندية: كتاب الكراهية، الباب الخامس ص ٣٢١، ج ٥، طبع مكتبه رشيديه كوئته)

كما في مشكوة المصابيح عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إنما الأعمال بالنيات الخ كتاب الإيمان ص ١١، ج ١، طبع قديمي كتب خانه كراچي وكذا في الصحيح للبخاري: باب كيف كان بدء الوحي الخ، ص ٢، ج ١، طبع قديمي كتب خانه كراچي)

تین سو افراد کی آبادی میں عرصہ گیارہ سال سے جمعہ پڑھا جا رہا ہے

س

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس بارے میں کہ ایک گاؤں جس کی آبادی تقریباً تین سو افراد پر مشتمل ہے اس میں عرصہ گیارہ سال سے جمعہ پڑھا جا رہا ہے۔ جمعہ میں شرکت کرنے والوں کی تعداد پچاس سے زیادہ نہیں اور گاؤں سے کچہری یا ہسپتال ہوتی ہے کیا مذکورہ گاؤں میں نماز جمعہ مذہب حنفی کے مطابق ادا ہو جاتی ہے یا ظہر کی نماز ضائع ہو رہی ہے آپ مسئلہ واضح کر کے بمعہ جواب دے کر مطمئن فرمائیں۔

ج

لا جمعۃ[1] ولا تشریق الا فی مصر جامع۔ (الحدیث)

حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مذہب میں اس طرح کے گاؤں میں جمعہ ادا نہیں ہوتا ظہر پڑھنی چاہیے۔ مذہب حنفی میں اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے اور نہ اس مسئلہ میں کسی قسم کا خفا ہے۔ تعجب ہے کہ ایسے مسئلے کے متعلق ان کے پوچھنے کی ضرورت کیوں محسوس ہوتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

نماز جمعہ کے ترک سے منع کرنے والے امیر کا حکم

س

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک حاجی یا گاؤں میں جو امام ہے تارک الصلوٰۃ و الجمعہ ہے مرتکب بیوقوفی وغیرہ عادی ہے ۔۔۔ وہاں کا امیر بحیثیت افسر عوام ان کو ترک سے روک دیتا ہے باقی ان کا معاملہ ۔۔۔ حنفی مسلک کے مطابق ۔۔۔ امام ۔۔۔ ما تعارفه الناس بالخير فيمن في عنده نفس يفعله فهو جائز ۔۔۔ کے مطابق ۔۔۔

---

(۱) كما في الهداية: لقوله عليه السلام لا جمعة ولا تشريق ولا فطر ولا اضحى الا في مصر جامع۔
كتاب الصلاة باب صلاة الجمعة ص ۱۶۷ ج ۱ طبع مكتبه رحمانيه لاهور۔
(و كذا في بدائع الصنائع كتاب الصلاة باب صلاة الجمعة ص ۲۵۹ ج ۱ طبع مكتبه رشيديه كوئٹه) و كذا في حلبي كبير: كتاب الصلاة في صلاة الجمعة ص ۵۴۹ طبع سعيد كتب خانه كانسي روڈ كوئٹه

الجواب

ترکِ صلوٰۃ جمعہ (جہاں جمعہ واجب ہو) گناہِ کبیرہ ہے (۱)، نیز نماز جمعہ ادا کرنا دین میں معروف ہوتی ہے (۲)، نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین سے تواتر اور خیر القرون میں معمول رہا ہے اور تمام فقہاء نے اس کے عدم جواز کی تصریح کی ہے۔ جب ایسے شخص کو ان باتوں سے تو روکنا ہے تو اس کی بات تو ماننی ہے لازم ہے کہ وہ ترک صلوٰۃ جمعہ وغیرہ منکرات سے تو روکے، وہ گناہگار ہوگا (۳) اور ترک کی صورت میں روکنے کی جو شخص طاقت رکھتا ہے اس پر روکنا لازم ہے اور ثواب ہوگا اور جس نے نہیں روکا اس کا گناہ ہوگا، اس کو چاہیے کہ سب سے پہلے خالص نیت اور اقامت دین کی نیت سے نماز پڑھے یا ادائیگی کی نیت کرے (۴)۔ اس طرح کی نیت سے ثواب نہیں ہوگا، لیکن اس کے باوجود اسے اس تعلق سے روکا نہیں جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عطاء اللہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

---

(۱) كما في تنوير الأبصار مع الدر المختار: (وهي) فرض عين (يكفر جاحدها) لثبوتها بالدليل القطعي كما حققه الكمال، وهي فرض مستقل آكد من الظهر. كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ۵، ج ۳، طبع رشیدیہ جدید کوئٹہ. وكذا في حلبي كبير كتاب الصلاة، صلاة الجمعة، ص ۵۴۷، طبع سعيدي كتب خانه كانسي روڈ كوئٹہ. وكذا في بدائع الصنائع: كتاب الصلاة، فصل وأما صلاة الجمعة: ص ۲۵۶، ج ۱، طبع رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ.

(۲) وكما في الفتاوى البزازية على هامش الفتاوى العالمكيرية: ولا يقوم بالدعاء بعد صلاة الجنازة لأنه دعا مرة لأن أكثرها دعاء. كتاب الصلاة، الباب الخامس والعشرون في الجنائز، وفيه شهيد، ص ۸۰، ج ۴، طبع مكتبة العلوم الإسلامية بلوچستان. وكذا في خلاصة الفتاوى: كتاب الصلاة، نوع منه إذا حضرت الجنائز يصلى عليها، ص ۲۲۵، ج ۱، طبع مكتبه رشیدیہ کوئٹہ. وكذا في مرقاة المفاتيح كتاب الجنائز، باب المشي بالجنازة والصلاة عليها، الفصل الثالث، تحت رقم ۱۶۸۷، ص ۱۴۹، ج ۴، طبع دار الكتب العلمية بيروت لبنان.

(۳) وكما في مرقاة المفاتيح: قال النووي رحمه الله في شرح مسلم: قوله فليغيره فهو أمر إيجاب وقد تطابق على وجوبه الكتاب والسنة وإجماع الأمة ... ومن تمكن منه وتركه بلا عذر أثم. ص ۳۲۶، ج ۸، طبع مكتبه رشيديه. وكذا في الصحيح لمسلم: كتاب الإيمان، باب بيان كون النهي عن المنكر من الإيمان وأن الإيمان ... بالمعروف والنهي عن المنكر واجبان، ص ۵۱، ج ۱، طبع قديمي كتب خانه كراچي.

(۴) كما في الصحيح للبخاري: عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إنما الأعمال بالنيات. باب كيف كان بدء الوحي، ص ۲، ج ۱، طبع قديمي كتب خانه كراچي. وكذا في مشكوة المصابيح: أول كتاب الإيمان، ص ۱۱، طبع قديمي كتب خانه كراچي.

[illegible]

[illegible]

سوال

[illegible]

جواب

[illegible]

---

(۱) [illegible]

(۲) [illegible]

(۳) [illegible]

(۴) [illegible]

نماز پڑھتے ہیں۔ پس امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک ڈھائی سو آبادی میں دیہاتوں وغیرہ میں جمعہ جائز نہیں ہوتا[۱]۔ اس لیے ان کے نزدیک باوجود اتنی آبادی ہونے کے شہر کا ہونا بھی ضروری ہے۔ صورت مسئولہ میں اگر آپ کی قیام کی جگہ شہری حدود میں ہو اور اس کے قریب ہے تو جمعہ میں کئی صورتیں ہیں اگر وہاں سے آپ لوگ شہر جا سکیں تو شہر سے جمعہ پڑھ سکتے ہیں اور اگر شہری حدود میں نہ ہو یعنی ڈیڑھ میل تک[۲] وہاں پاک دیہات کے قریب ہو اور وہیں آبادی کی جگہ جمعہ کی نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ لیکن آپ لوگوں کے لئے ظہر کی چار رکعتیں فرض ہیں۔ اور اگر ایسی صورت میں جمعہ پڑھ دیا تو آپ لوگ ظہر کی چار رکعتیں باجماعت ادا کیا کریں[۳]۔ اسی طرح عید کی نماز کا بھی یہی حکم ہے کہ ایسی صورت میں آپ نماز عید نہ پڑھیں اور دوسری جائز خوشیاں تو کر سکتے ہیں وہ منا سکتے ہیں۔

كما قال في البحر الرائق [۳] قوله و شرط ادائها المصر اي شرط صحتها ان تؤدى في مصر حتى لا تصح في قرية ولا مفازة لقول علي رضي الله عنه لا جمعة ولا تشريق ولا صلاة فطر ولا اضحى الا في مصر جامع او مدينة عظيمة – الخ

و في المبسوط [۴] اما المصر فهو شرط عندنا و قال الشافعي رحمه الله تعالى ليس بشرط فكل قرية سكنها اربعون من الرجال لا يظعنون عنها شتاء ولا صيفا – الخ

و في كتاب الفقه في بيان مذهب الحنابلة– ولا تجب الجمعة على سكان الخيام و لا على اهل القرى الصغيرة التي لا يتجاوز عدد سكانها اربعين – الخ – و فيه ايضا في بيان مذهب المالكية ج ۱ ص ۳۸۱ – (الشرط) الاول استيطان قوم ببلد او جهة بحيث يعيشون في هذا البلد و انما امنين على انفسهم من الطوارئ الغالبة – الخ – فقط واللہ تعالیٰ اعلم

---

۱) لا تجوز (الجمعة) في الصغيرة التي ليس فيها قاض و منبر و خطيب – الخ شامي ص ۸، ج ۳، طبع رشيديه جديد، وايضاً في الجوهرة النيرة ص ۱۰۱، ج ۱، طبع قديمي كتب خانه، وايضاً في البحر الرائق، ص ۱۴۰، ج ۲، طبع مكتبة الماجدية، كوئٹه)

۲) من لا تجب عليهم الجمعة لبعد الموضع صلوا الظهر بجماعة، شامي، ص ۳۳، ج ۳، طبع رشيديه جديد وايضاً في فتاوى قاضي خان بهامش في الهندية ص ۱۷۷، ج ۱، طبع بلوچستان بك ڈپو وايضاً في فتاوى البزازية، ص ۱۱۵، طبع مكتبه اسلاميه كوئٹه۔

۳) البحر الرائق: ص ۱۴۰، ج ۲، باب صلوة الجمعة، طبع المكتبة الماجدية كوئٹه۔
وايضاً في الجوهرة النيرة، ص ۱۰۲، ج ۱، طبع قديمي كتب خانه۔
وايضاً في الهداية، ص ۱۷۷، ج ۱، مكتبه رحمانيه لاهور

۴) المبسوط السرخسي: كتاب الصلاة باب صلاة الجمعة ص ۲۳، ج ۲، مكتبه ادارة القرآن، كراچی)

تین گھروں کی آبادی والی بستی میں جمعہ کا حکم

السوال

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام کہ ایک ایسی بستی جہاں نماز فرض بجماعت سے بمشکل ادا کی جاتی ہے اور جس کی آبادی تین سے تیس گھر ہوں تو ایسی بستی میں نماز عیدین اور نماز جمعہ درست ہے یا نہ۔ صحیح جواب دے کر عنداللہ ماجور ہوں۔

الجواب

ایسی بستی میں عید وجمعہ پڑھنا جائز نہیں ہے[1] ظہر کی نماز باجماعت ادا کی جائے[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

کیا جمعہ ظہر کا بدل ہے

السوال

کیا فرماتے ہیں حضرات علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اہل سنت والجماعت کے مسلک کے مطابق۔

(۱) کیا نماز جمعہ نماز ظہر کا بدل ہے یا کہ علیحدہ علیحدہ نمازیں ہیں۔

(۲) اگر نماز جمعہ بدل ہے تو جمعہ کے بعد کتنی رکعت پڑھنی چاہئیں۔ اگر علیحدہ نماز ہے تو پھر جمعہ کے بعد کتنی رکعت پڑھنی چاہئیں۔

(۳) اگر امام سے قرأۃ میں کوئی آیت چھوٹ جائے اور لوٹانے کے بغیر رکعت پوری کر دے تو کیا سجدہ سہو لازم ہے؟ اگر سجدہ سہو بھی یاد نہ رہے تو کیا نماز ادا ہو جائے گی؟ بینوا توجروا

---

(۱) حتى لا تصح في قرية ولا مفازة لقول علي رضي الله عنه لا جمعة ولا تشريق ... إلا في مصر جامع طبع: بحر الرائق: ص ۱٤٠، ج۲: طبع مكتبه ماجديه كوئته، وايضاً في الهداية، ص ۱٦۷، ج۱، طبع رحمانيه، لاهور، وايضاً في جوهرة نيرة، ص ۱۱۰، ج۱: طبع قديمي كتب خانه۔

(۲) ومن لا تجب عليهم الجمعة ... لهم أن يصلوا الظهر بجماعة يوم الجمعة۔ عالمگيريه، ص ۱٤٥، ج۱: طبع بلوچستان بك ڈپو۔

وايضاً في فتاوى النوازل، ص ۱۱۰، طبع مكتبه اسلاميه، كوئته، وايضاً في الدر المختار، ص ۳٦، ج۲، طبع رشيديه جديد۔

﴿الجواب﴾

(۲) جہاں پر جمعہ کی نماز مشتبہ ہو یعنی وہاں جمعہ کے بعد ظہر کی نماز پڑھنی چاہیے[1] اور جہاں پر شک ہو کہ آیا یہاں جمعہ جائز ہوگا یا نہیں تو وہاں چار رکعت ظہر کی نیت سے بعد از جمعہ پڑھنی چاہئیں[2]۔ کیونکہ مسئلہ اختلافی ہے۔

(۳) اس صورت میں جمعہ ہو سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کسی مسجد میں فوج کے علاوہ دیگر لوگوں کو جمعہ کی نماز کے لیے اجازت نہ دینے پر جمعہ کا حکم

﴿السؤال﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین دریں مسئلہ کہ ایک سرائے ہے جس میں پہلے مسافر رہا کرتے تھے۔ لیکن اب اس میں فوجی حضرات نے قبضہ کیا ہے اور اس کے اندر ایک مسجد ہے جس میں پانچ وقتی نماز اور جمعہ کی نماز بھی ہوتی ہے۔ لیکن اب جو ہے ان فوجیوں کے بغیر دوسرا آدمی کو جمعہ کے لیے نہیں چھوڑتے ہیں تو کیا اس حالت میں جمعہ کی نماز میں کوئی نقصان تو نہیں آتا کہ ان فریقین میں مختلف ہے۔ ایک فریق جمعہ صحیح ہونے کا قائل ہے اور ایک فریق عدم صحت جمعہ کا قائل ہے۔ بینوا توجروا

﴿الجواب﴾

قال في الشامية قلت وينبغي ان يكون محل النزاع ما اذا كانت لا تقام الا في محل واحد اما لو تعددت فلا لانه لا يتحقق التفويت كما افاده التعليل تأمل – قوله ثم تعقب – يحمل على ما اذا منع الناس فلا يضره اغلاقه لمنع عدو او لعادة كما مر – قلت ويؤيده قول الكافي والجامع [illegible][3]۔ فقط فاصل۔ فقہاء کی ان جزئیات سے معلوم ہوا کہ عدم جواز

---

(۱) وفي القنية صرح بعدم صلاة الاربع بعد الجمعة بنية اخر ظهر خوف اعتقاد عدم فرضية الجمعة وهو الاحتياط في زماننا. در المختار، ص ۱۰، ج ۳، طبع رشيديه جديد. وايضاً في جوهرة نيرة، ص ۱۰۶، ج ۱، طبع قديمي كتب خانه. وايضاً في الهندية ص ۱۴۶، ج ۱، طبع بلوچستان.

(۲) كل موضع وقع الشك في كونه مصراً ينبغي لهم ان يصلوا بعد الجمعة اربعاً بنية الظهر احتياطاً. شامي ص ۱۹، ج ۳، طبع رشيديه جديد (كتاب الصلوة، باب الجمعة). وايضاً في البحر الرائق: ص ۲۴۹، ج ۲، كتاب الصلوة، باب الجمعة، مكتبه رشيديه. وايضاً في الهندية، كتاب الصلوة الباب السادس عشر في صلوة الجمعة، ص ۱۴۵، ج ۱، مكتبه رشيديه.

(۳) كما في الشامي كتاب الصلوة، مطلب في قول الخطيب، ص ۲۹، ج ۳، طبع مكتبه رشيديه جديد. وايضاً في حاشية الطحطاوي، باب الجمعة، ص [illegible]، ج ۲، طبع دار الكتب العلمية بيروت، لبنان۔

جمعہ کی نفی نہیں ہوتی بلکہ متعدد مقامات میں تعدد جمعہ ہے جمعہ والوں کے لیے ہے اور جب تم فنا سے باہر شہر میں متعدد جگہ جمعہ ہوتا ہے اور فنا کے اندر بھی والوں کو اس جمعہ میں شرکت کی اجازت ہے اور یہ والوں کا جمعہ بھی فوت نہیں ہوتا ہے۔ اس لیے کہ شہر میں متعدد جگہ جمعہ ہونے کی وجہ سے فنا میں جمعہ والوں کو تکلیف تو علت عدم جواز تفویت جمعہ اہل فنا ہے اور یہ نہیں ہو رہی تو اس صورت میں نہیں پائی جاتی اس لیے صورت مسئولہ میں فنائے شہر کے اندر بھی جمعہ جائز ہے۔[1]

اور اس مسئلہ میں چونکہ وقت نظر و تحقیق و فکر و تدبر بہت تھی اس کے قائل کا امر یا امتحان طلب چونکہ حضرت فرماتے ہیں اگر قوت دلیل مرجح[2] ترجیح ہے۔ ہم یہاں بھی جواز جمعہ کی جو رائے ہے روایات تعدد کے تحت ظاہر ہوتا ہے یا اس جمعہ کی تعدد روایات قوانین عام اجازت دیتے ہیں اور ظاہر ہے۔ فصح لو لم يعطل ذلك المكان مسجد الخ لانه ابعد عن الشبهة[3] انتهى والله تعالى اعلم

شہر سے تین میل دور دو سو گھروں کی آبادی والے گاؤں میں جمعہ کا حکم

مسئلہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے گاؤں کی آبادی پانچ سو کے قریب ہے اور دو سو گھر ہیں۔ ہمارے گاؤں کے اندر تین چھوٹی بستیاں ہیں، چار دوکانیں ہیں، جن میں ضروریات کی چیزیں مل جاتی ہیں تو یہاں بھی ہمارے گاؤں میں موجود ہیں۔ یہاں ایک پرائمری سکول اور ایک بہت بڑی مسجد ہے جس میں جمعہ ادا ہوتا ہے۔ علاقہ کے طلبہ یہاں سے دینی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ شہر گاؤں سے بہت دور ہے۔ (تین میل کے فاصلے پر ہے) کوئی لوگ شہر تک پہنچنے کی وجہ سے جمعہ پڑھنے سے رہ جاتے ہیں اور نماز صرف جمعہ سے زیادہ دور ہونے کی وجہ سے کوئی لوگ نماز جمعہ نہیں پڑھتے اور یہاں پڑھنے سے اس تکلیف سے دوچار ہیں۔ پوچھنا یہ ہے کہ ہمارے

---

(۱) كما في الشامي، كتاب الصلوة، باب الجمعة، قلت وينبغي ان يكون محل النزاع ما اذا كانت لا تقام الا في محل واحد اما لو تعددت فلا لانه لا يتحقق التفويت الخ، ص ١٣٩، ج٢، مكتبه رشيديه جديد وايضا في غنية المستملي، فصل في صلاة الجمعة، ص ٥٥٨، ج٢، طبع سعيد كمپني، وايضا في بدائع الصنائع، كتاب الصلوة، فصل في شروط الجمعة، ص ٢٦٠، ج١، مكتبه رشيديه

(۲) وفي المستصفى ... من كان له قوة ادراك لقوة المدارك يفتى بالقول القوي ... ص ٧٧، طبع قديمي كتب خانه

(۳) كما في الدر المختار، كتاب الصلوة، باب الجمعة، "مطلب في قول الخطيب" ص ١٦١، ج٢، طبع رشيديه جديد، وايضا في حاشية الطحطاوي على الدر، الجمعة، ص ٤٤٦، طبع دار الكتب العلمية، بيروت، ج٢، بيروت لبنان.

گاؤں میں نمازِ عید اور جمعہ ادا ہو سکتا ہے یا نہیں؟ آپ یہ مسئلہ تحریر فرما کر شکریہ کا موقع بخشیں اور ہمیں روز کے جھگڑوں سے نجات دلائیں۔

الجواب

فقہ کی معتبر کتابوں مثلاً ہدایہ[1]، شرح وقایہ[2]، درمختار وشامی[3] سے یہ ثابت ہے کہ ادائے جمعہ اور وجوبِ جمعہ کے لیے مصر شرط ہے[4] اور شامی میں نقل فرمایا ہے کہ قریہ کبیرہ میں جمعہ ادا ہو جاتا ہے[5] چونکہ وہ بھی حکم میں شہر اور مصر کے ہے۔ اور شامی میں یہ بھی نقل کیا ہے کہ چھوٹے گاؤں میں جمعہ درست نہیں ہے[6] اور اس میں کراہت تحریمہ ہے۔ سوال میں جس گاؤں کا ذکر ہے اور اس کے جو حالات بھی درج کیے ہیں۔ یہ قریہ کبیرہ نہیں اس گاؤں میں نماز جمعہ وعید پڑھنا جائز نہیں یہاں کے لوگ نماز ظہر باجماعت ادا کریں۔ نیز جمعہ وعید کے لیے شہر میں جانا بھی ان لوگوں پر ضروری نہیں اس لیے کہ ان کے ذمہ جمعہ واجب نہیں۔ اسی طرح اس گاؤں میں نماز جمعہ یا عید پڑھنا جائز نہیں[7]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

---

۱) كما في البحر الرائق: كتاب الصلوة، باب الجمعة، شرط ادائها المصر اي شرط صحتها ان تؤدى في مصر حتى لا تصح في قرية ولا مفازة، ص ۱۴۰، ج۲، طبع مكتبه ماجديه، وايضاً في الجوهرة النيرة، كتاب الصلوة، باب الجمعة، ص ۱۰۶، ج۱، طبع قديمي كتب خانه وايضاً في الهداية، كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۷۷، ج۱، طبع مكتبه رحمانيه۔

۲) كما في الشامي۔ كتاب الصلوة باب الجمعة، وتقع فرضاً في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها اسواق، الخ، ص ۸، ج۳، طبع مكتبه رشيديه جديد۔ وايضاً في التاتارخانية: كتاب الصلوة، باب الجمعة، ص ۹۹، ج۲، طبع ادارة القرآن و العلوم الاسلاميه۔ وايضاً

۳) صلاة العيد في القرى تكره تحريماً (درالمختار، كتاب الصلوة، باب العيدين) صلاة العيد ومثله الجمعة، (شامي) ص ۵۲، ج۳، طبع مكتبه رشيديه جديد۔ وايضاً في البحر الرائق: كتاب الصلوة، باب صلوة الجمعة، ص ۱۴۱، ج۲، طبع مكتبه الماجديه، وايضاً في الهداية باب صلوة الجمعة ص ۱۷۷، ج۱، طبع مكتبه رحمانيه، لاهور۔

۴) الهداية (كتاب الصلاة، باب صلوة الجمعة، ص ۱۵۰، ج۱، مكتبه بلوچستان بك ڈپو كوئٹه)

۵) شرح الوقاية: كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۹۸، ج۱، مكتبه ايچ ايم سعيد كراچی

۶) الدرالمختار مع رد (كتاب الصلاة باب الجمعة، ص ۱۳۸-۱۳۷، ج۲، مكتبه ايچ ايم سعيد كراچی)

۷) كما في الهداية لاتجوز في القرية ص ۱۷۷، ج۱، طبع مكتبه رحمانيه لاهور۔
وايضاً في الشامي ص ۵۲، ج۳ (باب العيدين) طبع رشيديه جديد۔
وايضاً في البحر الرائق: كتاب الصلوة، باب صلوة الجمعة، ص ۱۴۱، ج۲، مكتبه الماجديه۔

۸) كما في الدرالمختار، وظاهر المذهب أنه كل موضع له أمير وقاضي يقدر على إقامة الحدود۔
(كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۳۷، ج۲، مكتبه ايچ ايم سعيد، كراچی)

پانچ سو افراد کی آبادی والے دیہات میں جمعہ کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک دیہات جس کے باشندے تقریباً پانچ سو کے قریب ہیں۔ اور ضرورت کی اشیاء بھی مہیا ہو سکتی ہیں کیا اس دیہات میں جمعہ ہو سکتا ہے یا نہیں اگر ہو سکتا ہے تو کس وجہ کی بنا پر اور اگر نہیں ہو سکتا تو اس کی وجہ بھی بیان فرماویں۔

جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ واضح رہے کہ باتفاق مجتہدین احناف رحمہم اللہ تعالیٰ جواز جمعہ کے لیے مصر یا فناء مصر کا وجود شرط ہے یعنی شرط مصر کی شرط صحت ہے دیہاتوں میں اور گاؤں میں جمعہ کی نماز ادا نہیں[1] ہوتی بلکہ وہاں کے لوگوں پر ظہر کی چار رکعتیں فرض ہیں۔ جمعہ پڑھنے سے ظہر کی نماز ان کے ذمہ سے ساقط نہیں[2] ہوتی اور شہر فقہاء کی اصطلاح میں اسے کہتے ہیں کہ جہاں امیر و قاضی ہو جو احکام کی تنفیذ کرتے ہوں یا وہ آبادی جس میں گلی کوچے اور بازار ہوں۔ واضح رہے کہ مذکورہ بستی کو شہر کی طرح نہیں سمجھا جا سکتا اس لیے اس میں جمعہ کی نماز نہیں ہو سکتی[3]۔

كما قال في الهداية[4] لا تصح الجمعة الا في مصر جامع او في مصلى المصر

---

1) كما في البحر الرائق، كتاب الصلوة، باب الجمعة، شرط ادائها المصر اى شرط صحتها ان تؤدى في مصر حتى لا تصح في قرية ولا مفازة، ص ۱۴۰، ج۲، طبع مكتبة الماجدية۔
وايضاً في الجوهرة النيرة، كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۰۶، ج۱، طبع قديمي كتب خانه۔
وايضاً في الهداية، باب صلوة الجمعة، ص ۱۷۲، ج۱، طبع مكتبه رحمانيه، لاهور

2) كما في الشامي، كتاب الصلوة، باب صلوة الجمعة، لو صلوا (الجمعة) في القرى لزمهم اداء الظهر ص ۸، ج۲، رشيديه جديد۔
وايضاً في التاتارخانية، الفصل الخامس والعشرون في صلاة الجمعة، ص ۴۹، ج۲، طبع مكتبه ادارة القرآن۔ وايضاً في الجوهرة النيرة، باب صلوة الجمعة، ص ۱۰۶، ج۱، طبع قديمي كتب خانه۔

3) كما في الشامي، كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، عن ابي حنيفة انه بلدة كبيرة فيها سكك واسواق ولها رساتيق وفيها وال يقدر على انصاف المظلوم من الظالم، ص ۶، ج۲، طبع مكتبه رشيديه جديد۔ وايضاً في الهداية، باب صلوة الجمعة، ص ۱۷۲، ج۱، طبع رحمانيه كتب خانه لاهور۔ وايضاً في البحر الرائق، باب صلوة الجمعة، ص ۱۴۰، ج۲، طبع مكتبة الماجدية۔

4) في الهداية: باب صلوة الجمعة، ص ۱۷۲، ج۱، طبع مكتبه رحمانيه لاهور۔
وايضاً في البحر الرائق: باب صلوة الجمعة، ص ۱۴۰، ج۲، طبع مكتبة الماجدية۔
وايضاً في الدر المختار: كتاب الصلاة باب الجمعة، ص ۶، ج۲، مكتبه رشيديه جديد۔

ولا تجوز في القرى لقوله عليه السلام لا جمعة ولا تشريق ولا فطر ولا أضحى إلا في مصر جامع والمصر الجامع كل موضع له أمير وقاض ينفذ الأحكام ويقيم الحدود وهذا عن أبي يوسف رحمه الله وعنه أنهم إذا اجتمعوا في أكبر مساجدهم لم يسعهم والأول اختيار الكرخي وهو الظاهر والثاني اختيار الثلجي. انتهى

جمعہ کے روز اذان اول سے قبل "الصلوٰۃ" کے نام سے اذان کہنے کا حکم

سوال:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

(۱) جمعہ کے روز [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] (۲) [illegible]

[illegible]

فوائد

(۱) [illegible]

[illegible]

[illegible]

(۲) [illegible]

[illegible] الدر المختار [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] صلى الله عليه وآله وسلم [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مشكوة المصابيح: كتاب الايمان باب الاعتصام بالكتاب والسنة الفصل الأول [illegible]

قديمي كراچی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اس وقت چونکہ میت سے سوال ہوتا ہے۔ اس لئے اس کے لئے تثبیت فی الجواب کی دعا کی تھی۔ کما فی سنن ابی داؤد۔ کان النبی ﷺ اذا فرغ من دفن المیت وقف علی قبرہ و قال استغفروا لاخیکم واسئلوا اللہ لہ التثبیت فانہ الآن یسئال[1]۔ نیز اول سورۃ بقرہ اور آخر سورۃ بقرہ پڑھنا منقول ہے۔ و کان ابن عمر یستحب ان یقرأ علی القبر بعد الدفن اول سورۃ البقرۃ و خاتمتہا شامی۔[2]

(۳) دعا بعد الجنازہ کی مروجہ صورت میں مانگنا قرونِ مشہود لہا بالخیر میں معمول نہیں تھی۔ بلکہ فقہاء نے صراحۃً اس سے منع فرمایا ہے[3] اس لئے اس کا ترک ضروری ہے[4]۔

(۴) حضور صلی اللہ علیہ وسلم سنت بعد الظہر گھر میں ادا فرمایا کرتے تھے۔ تو سنت کے بعد دعا مقتدیوں کے ساتھ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ مانگی تو اس کا ثبوت نہ ہوا اور اس کے ترک کرنے والے پر ملامت کرنی نعوذ باللہ گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے جہالت ہے یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی اعتراض کرنا ہے[5]۔ ادعیہ ماثورہ فرض کے بعد دعا مانگ سکتے ہیں[6] اس کا ثبوت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

---

۱) (سنن أبي داؤد: كتاب الجنائز، باب الاستغفار عند القبر للميت، حديث نمبر ٣٢٢١، ص ١٠٤، ج٢، رحمانيه لاهور)

۲) (رد المحتار: كتاب الصلوة، باب الجنائز، مطلب في دفن الميت، ص ٢٣٧، ج٢، ايچ ايم سعيد)

۳) وقيد بقوله بعد الثالثة لأنه لا يدعو بعد التسليم كما في الخلاصة (البحر الرائق: كتاب الجنائز، فصل السلطان أحق بصلاته، ص ٣٢١، ج٢، رشيديه) (وكذا في الخلاصة: كتاب الصلوة، الباب الخامس والعشرون في الجنائز، ص ٢٢٥، ج١، رشيديه) وإذا فرغ من الصلوة لا يقوم بالدعاء (المرقاة على هامش قاضي خان: كتاب الجنائز، قبل باب الأمر، ص ١٤١، ج١ ...) (وكذا في النهاية على هامش الهداية: كتاب الصلوة، الفصل الخامس والعشرون في الجنائز، ص ٨٠، ج٤، رشيديه)

۴) عن عبد الله بن شقيق قال سألت عائشة رضي الله عنها عن صلوة رسول الله صلى الله عليه وسلم عن تطوعه فقالت: كان يصلي في بيتي قبل الظهر أربعاً ثم يخرج فيصلي بالناس ثم يدخل فيصلي ركعتين ... الخ الحديث (مشكوة المصابيح، باب السنن وفضائلها، الفصل الأول، ص ١٠٤، ج١، قديمي كراچى)

۵) من أصر على أمر مندوب وجعله عزماً ولم يعمل بالرخصة فقد أصاب منه الشيطان من الإضلال فكيف من أصر على بدعة أو منكر (مرقاة: كتاب الصلوة، باب الدعاء في التشهد، الفصل الأول، حديث ٩٤٦، ص ٢٦، ج٣، دار الكتب علميه بيروت) (وكذا في السعاية على شرح الوقاية: كتاب الصلوة، باب صفة الصلوة، ص ٢٦٤، ج٢، سهيل اكيڈمي لاهور)

۶) كما في المشكوة: عن معاذ بن جبل قال أخذ بيدي رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال إني لأحبك يا معاذ فقلت وأنا أحبك يا رسول الله قال فلا تدع أن تقول في دبر كل صلاة رب أعني على ذكرك وشكرك وحسن عبادتك (ص ٨٨، ج١، قديمي كتب خانه كراچى)

شرائط نہ پائے جانے کے باوجود ادا کیے گئے جمعہ کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین [illegible] اس مسئلہ کے بارے میں کہ [illegible] ایک [illegible] مسجد [illegible] جمعہ [illegible] مسجد میں [illegible] سال [illegible] جمعہ [illegible] مسجد [illegible] ہو [illegible] جمعہ [illegible] پڑھی جاتی [illegible] نماز جمعہ [illegible] پڑھے یا نہیں۔

جواب

[illegible] جمعہ [illegible] شرائط [illegible] نماز جمعہ [illegible] صحیح نہیں [illegible] ظہر [illegible] تمام [illegible] "وفيما ذكرنا إشارة إلى أنه لا تجوز الجمعة في القرى التي ليس فيها قاض ومنبر وخطيب [illegible] الأسرار [illegible] في الحوائج لو صلوا في القرى [illegible] والصغيرة [illegible] منهم إذا [illegible] وفي [illegible] صلوة [illegible] في القرى [illegible] لأنه اشتغال بما لا يصح [illegible] وقوله صلاة نفل [illegible] الجمعة"[1] [illegible]

---

(۱) (البدائع: كتاب الصلوة، باب الجمعة، ص ۲۵۸، ج ۱، ط ایچ ایم سعید کراچی)

(وكذا في جامع الرموز للقهستاني، كتاب الصلوة، فصل صلوة الجمعة، ص ۲۶۳، ج ۱، ط ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

(وكذا في البحر الرائق، كتاب الصلوة، باب صلوة الجمعة، ص ۲۴۵ تا ۲۴۸، ج ۲، ط مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

(۲) (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلوة، باب الجمعة، ص ۱۳۷، ج ۲، ط ایچ ایم سعید کراچی)

(وكذا في جامع الرموز، كتاب الصلوة، فصل صلوة الجمعة، ص ۲۶۲، ج ۱، ایچ ایم سعید)

کیا جمعہ کے فرضوں کے بعد والی چار رکعات سنت مؤکدہ ہیں

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ جمعہ کی نماز کے بعد [illegible] سنت مؤکدہ [illegible] جمعہ کے فرضوں کے بعد کیا سنت مؤکدہ ہیں یا غیر مؤکدہ [illegible] صورت میں [illegible] گناہ ہوگا یا نہیں۔

جواب

جمعہ کی نماز کے بعد چار رکعت سنت مؤکدہ ہیں فرض سے پہلے [illegible] اور دو [illegible]
وسن مؤكدا أربع قبل الظهر و أربع قبل الجمعة و أربع بعدها بتسليمة (۱) و ذكر في الأصل و أربع قبل الجمعة و أربع بعدها الخ، و ذكر الطحاوي عن أبي (۲) يوسف أنه قال يصلي بعدها ستا الخ، و يستحب أن يصلي ركعتين (۳) [illegible] لما كانت السنة المؤكدة قريبة من الواجب في لحوق الإثم كما في البحر و يستوجب تاركها التضليل واللوم كما في التحرير أي على سبيل الإصرار بلا عذر (۴) [illegible] واللہ تعالیٰ اعلم

---

(۱) (الدر المختار، كتاب الصلوٰة، باب الوتر والنوافل، ص ۱۲، ج ۲، ایچ ایم سعید کراچی)

(۲) [illegible]

(۳) (رد المحتار، باب الوتر والنوافل [illegible] ایچ ایم سعید کراچی)
[illegible]

(۴) [illegible]

[illegible]

في التحفة عن أبي حنيفة أنه بلدة كبيرة فيها سكك وأسواق ولها رساتيق وفيها وال يقدر على إنصاف المظلوم من الظالم بحشمته وعلمه أو علم غيره يرجع الناس إليه فيما يقع من الحوادث وهذا هو الأصح [illegible] فرضا في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها أسواق [illegible] وفيما ذكرنا إشارة إلى أنه لا تجوز في الصغيرة [illegible] قوله وصورة [illegible]

[illegible]

و مثله الجمعة (۱)

سوال میں جن دیہات کا ذکر ہے نہ وہ مصر ہے اور نہ قریہ کبیرہ بلکہ ان دیہات میں احناف کے نزدیک نماز جمعہ یا عیدین صحیح نہیں (۲) اور نہ جمعہ ادا کرنے سے ان لوگوں کے ذمہ سے نماز ظہر ساقط ہوگی۔ لما فی الشامیة الاتری ان فی الجواهر لو صلوا فی القری (الصغیرة) لزمهم اداء الظهر (۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جمعہ کے روز وعظ کی صورت میں اذان دوم اور عربی خطبہ کی ترتیب

❁ سوال ❁

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین بیچ اس مسئلہ کے کہ ہمارے مولوی صاحب جمعہ کے دن پہلے اذان ثانی (جو خطیب صاحب کے سامنے پڑھی جاتی ہے) کہلواتے ہیں پھر اردو میں تقریر فرماتے ہیں۔ آدھا یا پون گھنٹہ تقریر کرنے کے بعد مختصر سا عربی خطبہ پڑھ کر جماعت کروا دیتے ہیں چونکہ دیہات ہے اس لیے لوگ نماز ادا کرنے کے لئے آتے رہتے ہیں اور سنتیں پڑھتے رہتے ہیں۔ ان لوگوں کے لئے خطبہ کے آداب کیا ہیں؟ نیز جو لوگ سنتیں پڑھتے ہیں وہ جو تقریر سنتے ہیں یا نہیں؟ نیز مولوی صاحب کا یہ طریقہ درست ہے یا نہیں؟ دلائل سے تحریر فرما کر مسئلہ کی وضاحت کریں۔

❁ جواب ❁

خطبہ جمعہ کے آداب و واجبات بہت ہیں۔ منجملہ ان کے ایک اہم اور ضروری امر یہ ہے کہ جب خطبہ شروع ہو تو بالکل بات چیت نہ کی جائے بلکہ ہمہ تن متوجہ ہو کر خطبہ سنا جائے اور نماز سنت وغیرہ بھی اس وقت میں پڑھنا منع

---

(۱) (الدر المختار: کتاب الصوم، باب العیدین، ص ۱۶۷، ج ۲، ایچ ایم سعید کراچی)
(وکذا فی الهدایة: کتاب الصلوة، باب صلوة الجمعة، ص ۱۷۸، ج ۱، طبع مکتبہ رحمانیہ لاہور)
(وکذا فی شرح الوقایة: کتاب الصلوة، باب الجمعة، ص ۲۴۰، ج ۱، طبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)
(وکذا فی جامع الرموز: کتاب الصلوة، فصل صلوة الجمعة، ص ۲۶۱، ج ۱، ایچ ایم سعید کراچی)

(۲) کما فی رد المحتار: لاتجوز فی الصغیرة التی لیس فیها قاض و منبر و خطیب. وکما فی البحر: وشرط صحة الجمعة فهو شرط جواز صلاة العید (کتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۳۸-۱۳۹، ج ۲، مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی)۔

(۳) (رد المحتار: کتاب الصلوة، باب الجمعة، ص ۱۳۸، ج ۲، ایچ ایم سعید) (وکذا فی جامع الرموز: کتاب الصلوة، فصل صلوة الجمعة، ص ۲۶۱، ج ۱، طبع ایچ ایم سعید کراچی)

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

(۱) [illegible]

(۲) [illegible]

(۳) [illegible]

(۴) [illegible]

[illegible]

[illegible]

---

۱) [illegible]

۲) [illegible]

[illegible]

جہاں یہ علامات موجود ہوں گی وہاں پر جمعہ فرض ہوگا۔ باقی یہ تعریف کہ وہاں کی بڑی مسجد میں اہل قریہ نہ سما سکتے ہوں مدار فرضیت جمعہ بنانا درست نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کیا نماز جمعہ کے بعد نماز احتیاطی ضروری ہے

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ہمارے علاقہ میں ایک مولانا صاحب ہیں جو کہ ہر موقع پر فرماتے ہیں

(۱) کہ بعد از صلوٰۃ جمعہ چار رکعت نماز احتیاطی ضروری ہے کیونکہ یہاں ملک دارالحرب ہے اسلام نہیں۔ بمسلک امام ابوحنیفہ ثابت دلیل قطعی اور ظنی دونوں حوالے سے ذکر فرمائیں۔

(۲) فرماتے ہیں یہاں دیہات میں پہلے تو جمعہ ہو نہیں سکتا کیونکہ جمعہ کی شرائط موجود نہیں اگر ہو تو نماز بالکل نہیں ہوتی۔

(۳) وہ علاقہ میں اس مسئلہ کو عام کر رہے ہیں حالانکہ یہاں گاؤں میں چھوٹا جمعہ ہوتا رہتا ہے آپ پوری وضاحت سے مسئلہ تحریر فرمائیں لوگوں میں شرارت بڑھنے کا امکان ہے اچھے انداز سے مسئلہ سمجھایا جائے۔

بینوا توجروا

الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ واضح رہے کہ احناف کے نزدیک جمعہ شہر یا قریہ کبیرہ میں ادا ہوتا ہے قریہ صغیرہ یعنی چھوٹے گاؤں میں جمعہ کا ادا کرنا جائز نہیں ہے[1] اور وہاں لوگوں کے ذمہ سے جمعہ پڑھنے سے ظہر کی نماز ساقط نہیں ہوتی[2]۔ وہاں پر لازم ہے کہ وہ ظہر کی چار رکعتیں باقاعدہ جماعت کے ساتھ ادا کیا کریں[3] جمعہ کی دو رکعتیں

---

۱) (راجع للحاشية السابقة نمبر ۲، في السؤال السابق، ص ۱۶۵)

۲) الا ترى أن في الجواهر: لو صلوا في القرى لزمهم أداء الظهر. (رد المحتار: كتاب الصلوة، باب الجمعة، ص ۱۳۸، ج۲، سعيد) (وكذا في جامع الرموز، كتاب الصلوة، فصل صلوة الجمعة، ص ۲۶۲، ج۱، ايچ ايم سعيد كراچي)

۳) ومن لا تجب عليهم الجمعة من أهل القرى والبوادي لهم أن يصلوا الظهر بجماعة يوم الجمعة بأذان وإقامة. (الفتاوى قاضي خان على هامش الهندية: كتاب الصلوة، باب صلوة الجمعة، ص ۱۷۷، ج۱، طبع رشيدية كوئٹه) (وكذا في الفتاوى الهندية: كتاب الصلوة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ص ۱۴۹، ج۱، رشيديه كوئٹه) (وكذا في رد المحتار: كتاب الصلوة، باب الجمعة، ص ۱۵۷، ج۲، طبع ايچ ايم سعيد كمپني كراچي)

[illegible]

---

(۱) ولا يصلى الوتر [illegible] بجماعة [illegible] خارج رمضان، أي يكره ذلك على سبيل التداعي.
(الدر المختار [illegible] كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل [illegible] على سبيل التداعي [illegible] ص [illegible] ج ۲ [illegible] سعيد) (وكذا في الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الأول، ص [illegible] ج ۱، رشيدية كوئٹه)
(وكذا في حلبي كبير، كتاب الصلاة، بحث التراويح، ص [illegible] [illegible])

(۲) وأما البلاد التي عليها ولاة [illegible] [illegible] الجمع والأعياد [illegible] [illegible] دار الإسلام [illegible] الخ
([illegible] كتاب الصلاة [illegible] ص ۲۳۸/۲۳۹، ج ۱ [illegible]) (وكذا في [illegible] كتاب [illegible] الفصل [illegible] العيدين والجمعة، ص [illegible] ج ۱، رشيدية كوئٹه)

(۳) (فتاوی رشیدیہ، جمعہ و عیدین کا بیان، ص ۳۴۹، طبع ادارہ اسلامیات، لاہور)
(فتاوی دار العلوم (المعروف بامداد المفتین) لمفتی محمد شفیع، کتاب الصلوٰۃ، فصل فی الجمعۃ، ص ۳۸۹، ج ۲، دار الاشاعت، کراچی)
(فتاوی دار العلوم (المعروف بعزیز الفتاوی) لمولانا عزیز الرحمن صاحب، باب الجمعۃ، ص ۲۶۳، ج ۱، دار الاشاعت، کراچی)
فتاوی دار العلوم دیوبند، کتاب الصلوٰۃ، الباب الخامس عشر فی صلوٰۃ الجمعۃ، ص ۱۳۸، ج ۵، دار الاشاعت، کراچی]

آٹھ سو کی آبادی میں جمعہ کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک گاؤں ہے جس کے بالغ مردوں کی آبادی ۸۰۰ سو ہے تقریباً ہوگی [illegible] [illegible] [illegible] ہے [illegible] [illegible] ان کے درمیان تک ایک فاصلہ [illegible] ہے۔ گاؤں والے [illegible] جمعہ کی [illegible] جواب مدلل عنایت فرمائیں۔ [illegible] کیا [illegible] نماز جمعہ [illegible] گئے [illegible] نماز جمعہ واجب ہوگی۔ بینوا توجروا

جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ صورت مسئولہ میں [illegible] جمعہ [illegible] [illegible] کے لئے مصر یا قریہ کبیرہ [illegible] ہے[1] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] قال فی الھدایۃ[2] والمصر الجامع کل

---

(۱) ویشترط لصحتھا سبعۃ اشیاء: الاول: المصر وھو ما لا یسع اکبر مساجدہ اھلہ المکلفین بھا [illegible] [illegible] لظھور التوانی فی الاحکام [illegible] (الدر المختار مع رد المحتار: کتاب الصلوۃ، باب الجمعۃ، ص ۱۳۷، ج ۲، طبع ایچ ایم سعید کراچی)

(وکذا فی مجمع الانھر [illegible]: باب الجمعۃ، ص ۲۴۸، ج ۱ [illegible])

(وکذا فی البحر الرائق: باب الجمعۃ، ص ۲۴۸، ج ۲، رشیدیہ کوئٹہ)

(۲) (الھدایۃ: کتاب الصلوۃ، باب صلوۃ الجمعۃ، ص ۱۶۷، ج ۱، رحمانیہ لاہور)

يوضع له امير و قاضي ينفذ الاحكام و يقيم الحدود و هذا عند ابي يوسف رحمه الله و عنه انهم اذا اجتمعوا في اكبر مساجدهم لم يسعهم و الاول اختيار الكرخي و هو الظاهر و الثاني اختيار الثلجي – و قال في العناية[1] (وعنه) اي عن ابي يوسف (انهم اذا اجتمعوا) اي اجتمع من تجب عليهم الجمعة لا كل من يكون في ذلك الموضع من الصبيان والنساء والعبيد لان من تجب عليهم مجتمعون فيه عادة قال ابو شجاع احسن ما قيل فيه اذا كان اهلها بحيث لو اجتمعوا في اكبر مساجدهم لم يسعهم ذلك حتى احتاجوا الى بناء مسجد آخر للجمعة و هذا الاحتياج غالب عند اجتماع من عليه الجمعة و الاول اختيار الكرخي و هو ظاهر الرواية و عليه اكثر الفقهاء و الثاني اختيار ابي عبدالله الثلجي و عن ابي يوسف رواية اخرى غير هاتين الروايتين و هو كل موضع يسكنه عشرة آلاف نفر فكان عنه ثلث روايات فقط والله تعالى اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

جوازِ جمعہ کے لیے قریبی بستیوں کو ملانے کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک بستی ہے جس کا طول ۲ میل قریش ہے اگر ان کو دو سے یا دو میل کے فاصلے سے کوئی پوچھے آپ کہاں بیٹھے ہو تو وہ کہتے ہیں کہ بستی قریش میں کیونکہ بستی قریش تین بستیوں میں تقسیم ہے ان کے درمیان آبادی میں اتنا فاصلہ ہے جتنا کہ مدرسہ قاسم العلوم اور انوار العلوم کے درمیان میں فاصلہ ہے ان بستیوں کے درمیان ایک مسجد ہے جس کے قریب کوئی گھر بھی ایک کنویں کے قریب ہے تو اس مسجد میں جمعہ قائم کر سکتے ہیں یا نہیں؟ ان تین بستیوں کو بستی واحد کا حکم دے سکتے ہیں یا نہیں؟ بینوا توجروا

---

(۱) (العناية على هامش فتح القدير: كتاب الصلوة، باب صلوة الجمعة، ص ۲۴، ج ۲، رشيديه كوئٹه)
(وكذا في حلبي كبير فصل في صلوة الجمعة، ص: ۵۴۹/۵۵۰، سعيدي كتب خانه كوئٹه)
(وكذا في رد المحتار: كتاب الصلوة، باب الجمعة، ص ۱۳۷، ۱۳۸، ج ۲، ايچ ايم سعيد كمپنی كراچی)

جواب

[illegible] ... والله اعلم

تین سو بالغ افراد کی آبادی میں جمعہ کا حکم

سوال

[illegible]

[illegible]

---

(۱) لا تصح الجمعة إلا في مصر جامع أو في مصلى المصر ولا تجوز في القرى لقوله عليه السلام لا جمعة ولا تشريق ولا فطر ولا أضحى إلا في مصر جامع والمصر الجامع كل موضع له أمير وقاض ينفذ الأحكام ويقيم الحدود وهذا عند أبي يوسف رحمه الله وعنه أنهم إذا اجتمعوا في أكبر مساجدهم لم يسعهم والأول اختيار الكرخي رحمه الله وهو الظاهر والثاني اختيار الثلجي رحمه الله (الهداية كتاب الصلوة باب صلوة الجمعة ص ۱۷۳ ج ۱ طبع مكتبه رحمانيه لاهور)

وكذا في الدر المختار مع رد المحتار كتاب الصلوة باب الجمعة ص ۱۳۷/۱۳۸ ج ۲ طبع ايج ايم سعيد كمپنی كراچی)

وكذا في الطحطاوي على مراقي الفلاح كتاب الصلوة باب صلوة الجمعة ص ۵۰۴ ج ۱ طبع مكتبه [illegible])

(۲) [illegible]

الجواب

یہ بستی چھوٹی ہے، صحتِ جمعہ کے لیے تمام فقہاء نے مصر ہونے کو شرط لکھا ہے(۱)۔ قصبہ بھی مصر کا حکم رکھتا ہے(۲)۔ پس اس بستی میں نماز جمعہ صحیح نہیں، بجائے نماز جمعہ ظہر باجماعت پڑھنا ضروری ہے ورنہ فرض ظہر ذمہ سے ساقط نہ ہوگا(۳)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کیا جمعہ کے صحیح ہونے کے لیے خطبہ سننا شرط ہے

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کہ ایک شخص خطبہ میں شرکت نہیں کرتا صرف جماعت میں شامل ہو جاتا ہے، نظر شفقت فرماتے ہوئے یہ بیان فرمائیں کہ اس شخص کی نماز جمعہ ادا ہو جاتی ہے یا نہیں؟ اگر ہو جاتی ہے تو کس وجہ سے اور کیا ناقص ہے؟ حدیث کے ساتھ واضح الفاظ میں بیان فرمائیں۔

الجواب

نماز کی صحت کے لیے خطبہ ہونا تو شرط ہے، سننا شرط نہیں ہے(۴)۔ لہٰذا جو کوئی اگر دیر سے آیا ہے اور خطیب خطبہ پڑھ چکا ہے، جمع ہو رہی ہے اور یہ شخص صرف نماز میں شریک ہو جاتا ہے تو اس کی نماز جمعہ ادا ہو جاتی ہے، لیکن ثواب میں پہلے آنے والوں سے جو خطبہ سن چکے ہیں ثواب کم ہے(۵)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

---

(۱) (ويشترط لصحتها) أي صلاة الجمعة (ستة أشياء: الأول: المصر أو فناؤه) (مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح، كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۵۰۳، قديمي كراچي)
(وكذا في الدر المختار، كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۷۷، ج ۱، طبع مكتبه رحمانيه لاهور)

(۲) "تقع فرضاً في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها أسواق ... الخ" (رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۳۸، ج ۲، ايچ ايم سعيد كراچي)
(وكذا في منحة الخالق، كتاب الصلاة، فصل صلاة الجمعة، ص ۲۶۰، ج ۱، ايچ ايم سعيد)

(۳) "في الجواهر: لو صلوا في القرى لزمهم أداء الظهر" (رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۳۸، ج ۲، سعيد) (وكذا في ...)
(البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۲۴۸، ج ۲، رشيديه كوئٹه)

(۴) "(والرابع: الخطبة فيه) ... والخامس كونها قبلها ... بحضرة جماعة تنعقد الجمعة بهم ولو كانوا صما أو نياما" (الدر المختار) (قوله ولو كانوا صما أو نياما) أشار إلى أنه لا يشترط سماعهما لكونها مسموعة" (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلاة، باب الجمعة، ص ۱۴۷، ج ۲، ايچ ايم سعيد كراچي) "... إلى صحتها من الجمعة في الذين لم يشهدوا الخطبة" (البحر الرائق: كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ص ۲۵۷، ج ۲، رشيديه كوئٹه) (وكذا في الفتاوى الهندية: كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ص ۱۴۶، ج ۱، طبع مكتبه رشيديه كوئٹه)

(۵) (راجع للحاشية السابقة، نمبر ۴)

ڈیڑھ درجن مکانات کی آبادی میں جمعہ کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کہ ایک چھوٹی سی بستی ہے جس میں ڈیڑھ درجن مکان ہیں اور اس کے ارد گرد اور بھی بستیاں ہیں جن بستیوں کا فاصلہ ایک میل یا ڈیڑھ میل اور اس سے زیادہ بھی ہے اس طرح اگر ان بستیوں کو جمع کیا جائے تو ایک اچھا خاصا قصبہ بن جاتی ہیں مذکورہ بستی میں ایک دینی مدرسہ ہے۔ اس مدرسہ کی مسجد میں نماز جمعہ شروع کیا ہے۔ شروع اس لیے کیا ہے کہ یہ لوگ آ کر ان سے عقائد دین کا علم سیکھ جائیں تو آیا بستی مذکورہ میں نماز جمعہ ہو سکتا ہے یا کہ نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ واضح رہے کہ صحت ادائے نماز جمعہ کے لیے مصر یا فنائے مصر کا ہونا باتفاق علماء احناف شرط ہے[1]۔ جہاں یہ شرط نہ پائی جائے وہاں کے لوگوں پر ظہر کی چار رکعتیں فرض ہیں جمعہ کے ادا کرنے سے ظہر کی نماز ذمہ سے ساقط نہیں ہوتی[2]۔ نیز ایسی جگہ جمعہ کی نماز کا ادا کرنا ادائے نفل بالجماعت بالتداعی ہوگا اور یہ بھی مکروہ ہے[3]۔ مذکورہ بستی چونکہ قریہ صغیرہ ہے اور آس پاس کی بستیوں کو شرعاً اس کے ساتھ ملحق نہیں کیا جا سکتا۔ لہٰذا جمعہ

---

۱) "ويشترط لصحتها سبعة أشياء: الأول المصر ...أو فناؤه بكسر الفاء وهو ما حوله اتصل به أو لا"
(الدر المختار: كتاب الصلوة، باب الجمعة، ص ١٣٧/١٣٨، ج٢: ايچ ايم سعيد كمپنى كراچى)
(وكذا في الهداية: كتاب الصلوة، باب صلوة الجمعة، ص ١٧٧، ج١: رحمانيه، لاهور)
(وكذا في مراقي الفلاح، كتاب الصلوة، باب الجمعة، ص ٥٠٦، قديمي كراچى)

۲) "في الجواهر لو صلوا في القرى لزمهم أداء الظهر" (الدر المختار: كتاب الصلوة، باب الجمعة، ص ١٣٨، ج٢: سعيد)
"وأما القرى فإن أرادوا الصلوة فيها فغير صحيحة على المذهب" (البحر الرائق: باب الجمعة، ص ٢٤٨، ج٢: رشيديه)

۳) "ولا يصلي الوتر ولا التطوع بجماعة خارج رمضان: أي يكره ذلك على سبيل التداعي بأن يقتدي أربعة بواحد كما في الدرر" (الدر المختار: كتاب الصلوة، باب الوتر والنوافل، مطلب في كراهة الاقتداء في النفل على سبيل التداعي، ص ٤٨/٤٩، ج٢: ايچ ايم سعيد)
(وكذا في حلبي كبير: بحث التراويح، ص ٤٠٨، سعيدي كتب خانه كوئٹه)
(وكذا في الفتاوى الهندية، كتاب الصلوة، الباب الخامس في الإمامة، الفصل الأول، ص ٨٣، ج١، رشيديه كوئٹه)

[illegible] فی ذلک [illegible] هو كل موضع له امير وقاضي ينفذ الاحكام ويقيم الحدود[2] [illegible]

کیا جمعہ کے دن کام کاج کی چھٹی کرنا بدعت ہے

سوال

[illegible]

جواب

[illegible] من احدث في امرنا هذا ما ليس منه فهو رد [illegible] قال عليه السلام[3] [illegible]

---

(۱) [illegible] كتاب الصلوة باب صلوة الجمعة [illegible]

(۲) [illegible] كتاب الصلوة باب صلوة الجمعة [illegible]

(۳) [illegible] مشكوة المصابيح [illegible] كتاب الايمان باب الاعتصام بالكتاب والسنة الفصل الاول ص ۲۷ [illegible] رسول الله صلى الله عليه وسلم [illegible] كتاب الاقضية باب [illegible] الفصل الاول [illegible]

[illegible]

شرعاً عبادت نہیں سمجھا جاتا۔ مثلاً مدارس اور دینی اداروں کا موجودہ نظام صحیح ہے اگرچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد قرون مشہود لہا بالخیر میں اس قسم کے مدارس کا کوئی نام ونشان نہیں ہے۔ کیونکہ اس قسم کے مدارس کو کوئی عبادت کی غرض سے مقصود سمجھ کر نہیں کرتا۔ اسی طرح مدارس عربیہ کا موجودہ نصاب اور طرز اجراء اگرچہ قرون ثلثہ کے بعد کی ایجاد ہے مگر چونکہ مقصود دین کی تعلیم وتبلیغ ہے تو موجودہ زمانہ میں مدارس کا موجودہ طریقہ ہی مقصود کی آسانی کا سبب بنتا ہے اس لئے اس کا اجراء کیا جاتا ہے ہاں اگر ایسے طرز ہی کو مقصود اور عبادت سمجھ کر کیا جاتا ہے تو یہ بھی بدعت بن جائے گا۔

اس تمہید کے بعد سمجھنا چاہئے کہ مسئلہ متنازعہ فیہا میں زید اگر تعطیل یوم جمعہ کو عبادت سمجھ کر قائل ہے تو یہ بدعت اور ناجائز ہے اور اگر زید تعطیل یوم الجمعہ کو عبادت سمجھ کر قائل نہیں ہے بلکہ یوں قول کرتا ہے کہ سلف وخلف علماء کرام کی یہ عادت چلی آرہی ہے اور ان کا یہ عرف چلا آرہا ہے کہ جمعہ کے دن مدارس میں تدریس کی چھٹی ہوتی ہے اور اسباق بند ہوتے ہیں اور اس عادت کو قبیح اور شنیع سمجھتا ہے اور اس کو انگریزوں یا دیگر کافروں اور مشرک قوموں کی تقلید کہتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ انگریزوں کی تقلید اور ان کی لیبر پارٹی کے انتخاب کا یہ جمعہ کی تعطیل اثر ہے۔ علماء سلف میں جمعہ کی تعطیل کا رواج بالکل نہ تھا لہٰذا یہ بدعت اور گناہ ہے۔ اگر زید کا اس نوعیت کا ہے تو زید حق پر ہے اور عمرو باطل پر ہے کیونکہ ہمارے متقدمین اور سلف صالحین جو اس دور کے انقلاب یا برطانیہ کے دور سے پہلے گزر چکے ہیں ان سے جمعہ کی تعطیل مدارس میں ثابت ہے بلکہ بعض کے ہاں تو ہفتہ میں دو دن منگل اور جمعہ کی تعطیل کا عام رواج تھا تو وہ علماء کی جمعہ کی تعطیل کو انگریزوں کی تقلید کہتا ہے حقیقت میں علماء سلف کی عادت کی توہین ہے اور چونکہ اسے عبادت نہیں سمجھا جاتا ہے بلکہ استراحت یا مطالعہ یا دیگر امور ضروریہ کے لئے جمعہ کی تعطیل مناتے ہیں لہٰذا بدعت نہ کہلائے گا۔ چند حوالے پیش کئے جاتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلاف میں جمعہ بلکہ منگل، رمضان اور عیدین کی تعطیل کا عام رواج تھا۔ قال في الدر المختار[1] وهل يأخذ أيام البطالة كعيد ورمضان لم أره وينبغي إلحاقه ببطالة القاضي واختلفوا فيها والأصح أنه يأخذ لأنها للاستراحة أشباه من قاعدة العادة محكمة

---

(۱) (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الوقف، مطلب في استحقاق القاضي والمدرس الوظيفة في يوم البطالة، ص ۴۱۶، ج ۴، رشیدیه کوئٹه)

(وكذا في الأشباه والنظائر، الفن الأول القواعد الكلية، القاعدة السادسة العادة محكمة، حكم البطالة في المدارس، ص ۹۶، طبع قديمي كراچي)

(وكذا في عمدة الفتاوى، كتاب الإجارة، حكم تنخواه أيام تعطيل، ص ۳۴۸، ج ۳، دار العلوم کراچی قدیم)

و[illegible] [illegible] [illegible] وقال [illegible] قوله [illegible] [illegible] الخ) [illegible]
في الاسد [illegible] [illegible] قال) اي [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] بخلاف ما اذا لم يقدر [illegible] [illegible] فانه يحنث [illegible] الاحد وان لم
[illegible] فيعتبر العرف بخلاف [illegible] حيث [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] سواء [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
فيه [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ذكره
في [illegible] على العرف فحيث كانت العادة [illegible] في يوم [illegible] الجمعة وفي
رمضان والعيدين يحنث بالاحد الخ

[illegible]

ایک گاؤں میں جمعہ کا حکم جہاں [illegible] [illegible]

سوال

[illegible]

جواب

[illegible]

---

(۱) [illegible]

[illegible]

[illegible]

(جواب) جمعہ شہر، فنائے شہر، بڑے دیہاتوں اور قصبوں میں نماز جمعہ پڑھنی چاہئے بلکہ چھوٹے قصبوں میں ادا کرنی فرض ہے
اور شہر کی تعریف میں مختلف اقوال ہیں۔ بعض کہتے ہیں وہ بڑی آبادی کہ جس میں بازار اور گلیاں
ہوں اور اس میں ایک ایسا حاکم ہو جو اپنی قوت و طاقت سے مظلوم کا ظالم سے انصاف کر سکے اور مقدمات کا فیصلہ کرنے کی
قدرت رکھتا ہو۔ بعض کا قول ہے وہ آبادی کہ جس میں والی اور قاضی ہو جو حدود اور احکام شرعیہ کو جاری کرتا ہو۔ بعض
فرماتے ہیں اتنی بڑی آبادی کہ اس آبادی کے سب عاقل بالغ مرد اگر جمع ہوں تو بڑی مسجد کے اندر اور باہر نہ
سما سکیں اور ایک روایت امام ابو یوسف صاحب سے ہے کہ وہ آبادی کہ جس میں دس ہزار آدمی بستے ہیں وغیرہ
ہے اسی طرح دیگر اقوال بھی ہیں اور یہ تعریفیں اور علامات ہیں۔ ورنہ اصل تعریف یہ ہے کہ وہ ایسی
آبادی ہو کہ اسے شہر کہا جائے وقت اس کو ان میں رواج ہو۔ کما قال فی البحر الرائق[1]

تحت قول الكنز: شرط ادائها المصر وهو كل موضع له امير وقاض ينفذ الاحكام ويقيم الحدود ومصلاه — وقال: وفي حد المصر اقوال كثيرة اختاروا منها قولين احدهما ما في المختصر ثانيهما ما عزوه لابي حنيفة انه بلدة كبيرة فيها سكك واسواق ولها رساتيق وفيها وال يقدر على انصاف المظلوم من الظالم بحشمته وعلمه او علم غيره والناس يرجعون اليه في الحوادث الخ وقال في الهداية[2] لا تصح الجمعة الا في مصر جامع او في مصلى المصر ولا تجوز في القرى لقوله عليه السلام لا جمعة ولا تشريق ولا فطر ولا اضحى الا في مصر جامع والمصر الجامع كل موضع له امير وقاض ينفذ الاحكام ويقيم الحدود وهذا عند ابي يوسف رحمه الله تعالى وعنه انهم اذا اجتمعوا في اكبر

---

(۱) (البحر الرائق شرح كنز الدقائق، كتاب الصلوة، باب صلوة الجمعة، ص ۱۴۱، ج ۲، طبع مكتبه رشيديه كوئٹه)

(۲) (الهداية: كتاب الصلوة، باب صلوة الجمعة، ص ۱۶۷، ج ۱، طبع مكتبه رحمانيه لاهور)

"ويشترط لصحتها سبعة أشياء. الأول: المصر وهو ما لا يسع أكبر مساجده أهله المكلفين بها ... وظاهر المذهب أنه كل موضع له أمير وقاض يقدر على إقامة الحدود ... (الدر المختار) وفي التحفة عن أبي حنيفة أنه بلدة كبيرة فيها سكك وأسواق ولها رساتيق وفيها وال يقدر على إنصاف المظلوم من الظالم بحشمته وعلمه أو علم غيره يرجع الناس إليه فيما يقع من الحوادث وهذا هو الأصح. الخ"

(رد المحتار، كتاب الصلوة، باب الجمعة، ص ۱۳۷، ج ۲، طبع ايچ ايم سعيد كراچى)

(وكذا في البدائع الصنائع، كتاب الصلوة، فصل في بيان شرائط الجمعة، ص ۲۵۹، ج ۱، مكتبه رشيديه قديم)

[illegible] [1] [illegible]

[illegible]

[illegible] ہے۔ اسی لئے امام

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

---

(۱) [illegible]

(۲) [illegible]

نہیں ہوا، تو بھی ظہر پڑھیں، مستقل جمعہ نہ پڑھیں، جمعہ درست نہیں(۱)۔

جمعہ اور جنازہ اکٹھے ہو جائیں تو پہلے کسے ادا کیا جائے

سوال[۴۹۰]:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جمعہ کے وقت میں جنازہ آجائے تو کس کو پہلے ادا کرنا چاہیے اور جمعہ کی اذان بھی ہو چکی ہے جمعہ پڑھنے سے وقت دیر ہو جائے گی۔ اس لیے پہلے نماز جنازہ پڑھنا کیسا ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نماز جنازہ میں تعجیل مندوب اور مطلوب ہے حدیث شریف میں وارد ہے: "ثلاث لا یؤخرن (ومنهن) الجنازة إذا حضرت" الحدیث(۲)۔ لہذا اگر نماز جنازہ نماز جمعہ سے پہلے ادا ہو سکے تو بہتر ہے، مصلحت کی بنا پر اگر تاخیر ہو جائے (نماز جنازہ فرض جمعہ سے مؤخر کی جائے) تو بھی جائز ہے(۳)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

(۱) "ويشترط لصحتها سبعة أشياء: الأول: المصر ... أو فناؤه (الدر المختار) وعبارة القهستاني. (قوله: لأنها ... أي: رية لا تجب فيها بخلاف ..." (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلوة، باب الجمعة: ۲/ ۱۳۷ ـ ۱۴۴، سعيد)

"لا تصح الجمعة إلا في مصر جامع أو في مصلى المصر، ولا تجوز في القرى ... ولا ... في قولهم جميعاً لأنها ..." (الهداية، كتاب الصلوة، باب صلوة الجمعة: ۱/ ۱۶۷، مكتبه رحمانيه)

(وكذا في حلبي كبير، فصل في صلاة الجمعة، ص: ۵۴۹ ـ ۵۵۰، طبع سهيل اكيڈمي، كوئٹه)

(۲) "عن علي بن أبي طالب رضي الله تعالى عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال له: يا علي ثلاث لا تؤخرها: الصلوة إذا آنت، والجنازة إذا حضرت، والأيم إذا وجدت لها كفواً" (جامع الترمذي، أبواب الجنائز، باب ما جاء في تعجيل الجنازة: ۱/ ۲۰۶، سعيد كراچى)

(۳) "(وكره تأخير صلاته) ودفنه ليصلي عليه جمع عظيم بعد صلاة الجمعة إلا إذا خيف فوتها بسبب دفنه، أي: فيؤخر الدفن" (الدر المختار، كتاب الصلوة، باب صلاة الجنازة، مطلب في حمل الميت: ۲/ ۲۳۲، سعيد) (وكذا في البحر الرائق، كتاب الجنائز، فصل السلطان أحق بصلاته: ۲/ ۳۲۶، رشيديه كوئٹه)

نئی آبادی میں جمعہ کا حکم

سوال

[illegible]

جواب

[illegible]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

ایسا ایک گاؤں کے فاصلہ پر واقع چھ بستیوں میں جن میں ... گھر ہوں تو جمعہ کا حکم

سوال

[illegible]

[illegible]

﴿ج﴾

اس تحصیل میں کسی قابل مقام پر جمع ہو کر جمعہ پڑھنا جائز نہیں(۱) ظہر پڑھنا لازم ہے(۲) بجائے جمعہ کے دن اطلاع کر دیں کریں اور اگر وہ قضا کی ہو جائے تو ان نماز ظہر بغیر خطبہ و سنت مسنون پڑھا کریں، فقط واللہ تعالیٰ اعلم

چالیس گھروں کی آبادی میں جمعہ کا حکم

﴿س﴾

ہماری بستی میں صرف چالیس گھر ہیں وہاں ایک مولوی صاحب جمعہ پڑھاتے تھے وہ چلے گئے تو ایک دوسرا آدمی جمعہ پڑھنے کے بعد احتیاطی چار رکعت ظہر پڑھنے کے واسطے جب کوئی بھی تحقیقی طور پر ساقط ہو جائے تو پہلے جو مولوی بیٹھ کر جمعہ پڑھتا تھا پھر آ گیا اور لوگوں کو کہتا ہے کہ جمعہ کے بعد فرض احتیاطی جو کوئی پڑھے گا اس کا جمعہ نہ ہوا اور نہ ظہر ہوئی ہم سمجھتے ہیں کہ حکم کوئی دیسے ہی کہ جب کہ پاکستان میں ایک جمعہ پڑھی ہوئی ہے کوئی شہر کی ضرورت نہیں۔ تو لوگ پریشان ہوئے اس واسطے مہربانی کر کے جو شریعت کا حکم ہو فرمائیں۔

---

(۱) "لا تصح الجمعة إلا في مصر جامع أو في مصلى المصر ولا تجوز في القرى لقوله عليه السلام لا جمعة ولا تشريق ولا فطر ولا أضحى إلا في مصر جامع والمصر الجامع كل موضع له أمير وقاض ينفذ الأحكام ويقيم الحدود وهذا عند أبي يوسف رحمه الله تعالى وعنه أنهم إذا اجتمعوا في أكبر مساجدهم لم يسعهم" (الهداية: كتاب الصلوة، باب صلوة الجمعة، ص ۱۷۷، ج ۱، طبع مكتبة رحمانيه لاهور)

"ويشترط لصحتها سبعة أشياء الأول: المصر وهو ما لا يسع أكبر مساجده أهله المكلفين بها وظاهر المذهب أنه كل موضع له أمير وقاض يقدر على إقامة الحدود" (الدر المختار) "وعن أبي حنيفة أنه بلدة كبيرة فيها سكك وأسواق ولها رساتيق وفيها وال يقدر على إنصاف المظلوم من ظالمه والعالم وتقع فرضا في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها أسواق ولا تجوز في الصغيرة التي ليس فيها قاض ومنبر وخطيب" (رد المحتار: كتاب الصلوة، باب الجمعة، ص ۱۳۷، ۱۳۸، ج ۲، طبع ايچ ايم سعيد)

(وكذا في البحر الرائق: كتاب الصلوة، باب صلوة الجمعة، ص ۲۴۵، ۲۴۶، ج ۲، رشيديه كوئٹه)

(۲) "لو صلوا في القرى لزمهم أداء الظهر" (رد المحتار: باب الجمعة، ص ۱۳۸، ج ۲، سعيد)

"أما القرى فإن أرادوا الصلوة فيها فغير صحيحة على المذهب" (البحر الرائق: الصلوة، باب صلوة الجمعة، ص ۲۴۸، ج ۲، رشيديه)

"لو صلوا في القرى لزمهم أداء الظهر" (جامع الرموز: كتاب الصلوة، باب صلوة الجمعة، ص ۲۶۴، ج ۱، ايچ ايم سعيد)

﴿جواب﴾

مولوی صاحب کا یہ جواب غلط ہے کہ پاکستان میں ہر جگہ جمعہ پڑھنا جائز ہے اور کوئی شرط نہیں۔ جمعہ کے لیے شہر یا قصبہ ہونا شرط ہے ... کی آبادی تقریباً ... اور تمام ضروریات ملتی ہوں شرط ہے[1] ... [illegible] ... اور اگر وہ ... جمعہ پڑھنا جائز نہیں ... ظہر کی نماز وقت پر ادا کی جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

تین سو گھروں کی آبادی میں جمعہ کا حکم

﴿سوال﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ... ہمارے گاؤں کی آبادی تین سو گھروں پر مشتمل ہے ... [illegible] ... اور ... جامع مسجد ... ایک بازار ... [illegible] ... کافی تعداد ... [illegible] ... اس کے متعلق ... جمعہ ... [illegible] ... تمام ... شریعت میں ... [illegible] ... جائے تو ... [illegible] ... کیا جائے۔

﴿جواب﴾

عبارات فقہاء سے ... [illegible] ... کے لیے شہر ہونا یا مصر کی طرح ہونا شرط ہے ... [illegible] ... گاؤں ... [illegible] ... ضروریات ... ملتی ہوں ... [illegible] ... جمعہ ... جائز نہیں ... [illegible] ... [2] ... روی البیہقی فی المعرفۃ ...

---

(۱) [illegible]

(۲) [illegible] ... کتاب الجمعۃ ... [illegible]

[illegible] ... البخاری کتاب الجمعۃ ... [illegible] (کراچی)

عبدالرزاق و ابن ابی شیبة فی مصنفیهما[1] عن علی رضی اللہ عنه انه قال لا جمعة و لا تشریق و لا صلوة فطر و لا اضحی الا فی مصر جامع او مدینة و کان لمدینة النبی صلی اللہ علیه وسلم قری کثیرة و لم ینقل عنه علیه الصلوة والسلام انه امر باقامة الجمعة فیها انتهی و عن القهستانی تقع فی القصبات والقری الکبیرة التی فیها اسواق الی قوله و لا تجوز فی الصغیرة التی لیس فیها قاض و منبر و خطیب کما فی المضمرات و نقل الشامی ایضا عن التحفة عن ابی حنیفة انه بلدة کبیرة فیها سکک و اسواق و فیها وال یقدر علی انصاف المظلوم الی قوله و هذا هو الاصح[2] [illegible] نماز جمعہ [illegible]
[illegible] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتنے اشخاص و مکانات کی آبادی میں جمعہ کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین [illegible] آبادی [illegible] مکانات [illegible]
[illegible] جمعہ [illegible]
[illegible]
[illegible] جمعہ [illegible]

جواب

اس گاؤں میں جمعہ جائز [illegible] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

---

(۱) (مصنف عبدالرزاق، کتاب الجمعة، باب [illegible]، ص ۱۶۷، ج ۳، طبع دار الکتب العلمیة بیروت) (مصنف ابن ابی شیبة، کتاب الصلوة، کتاب الجمعة، باب من قال لا جمعة ولا تشریق [illegible] ص ۱۰، ج ۲، ادارۃ القرآن ملتان) (وکذا فی اعلاء السنن، کتاب الصلوة، ابواب الجمعة، باب [illegible] لا جمعة ولا تشریق [illegible] ص ۱، ج ۸، ادارۃ القرآن ملتان)
(وکذا فی اعلاء السنن، کتاب الصلوة، ابواب الجمعة، باب عدم جواز الجمعة فی القری، ص ۱، ج ۸، ادارۃ القرآن، کراچی)

(۲) (الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الصلوة، باب الجمعة، ص ۱۳۷، ۱۳۸، ج ۲، ایچ ایم سعید)
(وکذا فی البحر الرائق، کتاب الصلوة، باب صلوة الجمعة، ص ۲۴۵، ۲۴۶، ج ۲، رشیدیہ)
(وکذا فی فتح القدیر، کتاب الصلوة، باب صلوة الجمعة، ص ۲۳، ج ۲، رشیدیہ کوئٹہ)

(۳) (راجع الحاشیة السابقة، تحت هذا السوال السابق)

چھوٹے دو سو افراد کی آبادی میں جمعہ کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان کرام کہ چک نمبر ۸۱ جو تقریباً ۱۵۰ گھروں پر مشتمل ہے۔ جس کی کل آبادی تقریباً دو سو افراد کی ہے، دکانیں وغیرہ بھی نہیں ہیں کیونکہ قریب ہے تو کیا اس چک میں شرعی حکم کے مطابق نماز جمعہ اور عیدین جائز ہیں؟ تفصیل سے مع دلائل کے جواب عنایت فرمائیں تاکہ یہاں کا جھگڑا ختم ہو جائے۔

جواب

جمعہ کی ادائیگی کے لئے احناف کے ہاں مصر شرط ہے[1] اور چھوٹے قریہ کی شرعاً جمعہ کا وجوب نہیں ہے۔ مصر کی تعریف میں اختلاف ہے لیکن فقہاء نے صراحت کی ہے کہ ایسا شہر، قصبہ یا بڑی آبادی جس کی گلیاں کوچے ہوں اور ضروریات سب ملتی ہوں وہ مصر ہے: في التحفة عن ابي حنيفة رحمه الله انه بلدة كبيرة فيها سكك واسواق ولها رساتيق وفيها وال يقدر على انصاف المظلوم من الظالم بحشمته وعلمه او علم غيره يرجع الناس اليه فيما يقع من الحوادث وهذا هو الاصح۔[2]

صورت مسئولہ میں چک کا قریب نہیں ہے صرف چھوٹے دو سو کی آبادی ہے جو مجتمع گاؤں ہے اس میں جمعہ درست نہیں اور جس گاؤں میں جمعہ درست نہیں[3] وہاں عیدین کی بھی درست نہیں ہے جیسا کہ پہلے میں

---

(۱) "لا تصح الجمعة الا في مصر جامع او في مصلى المصر ولا تجوز في القرى" (الهداية: كتاب الصلوة، باب صلوة الجمعة، ص ١٤٨، مكتبة لاهور) (وكذا في تنوير الابصار، كتاب الصلوة، باب الجمعة، ص ١٣٧، ج٢، طبع ايچ ايم سعيد) (وكذا في مراقي الفلاح شرح نور الايضاح، كتاب الصلوة، باب الجمعة، ص ٥٠٥، قديمي كراچي)

(۲) (رد المحتار، كتاب الصلوة، باب الجمعة، ص ١٣٧، ج٢، طبع ايچ ايم سعيد كمپني كراچي) (وكذا في فتح القدير، كتاب الصلوة، باب صلوة الجمعة، ص ٢٤، ج٢، طبع مكتبه رشيديه كوئٹه) (وكذا في حلبي كبير، كتاب الصلوة، فصل في صلوة الجمعة، ص ٥٥٠، سهيل اكيڈمي، كتب خانه كمپني روڈ كوئٹه)

(۳) "تجب صلاتهما في الاصح على من تجب عليه الجمعة بشرائطها المتقدمة ... وفي القنية صلاة العيد في القرى تكره تحريما اي لانه اشتغال بما لا يصح لان المصر شرط الصحة" (الدر المختار، كتاب الصلوة، باب العيدين، ص ١٦٦/١٦٧، ج٢، طبع ايچ ايم سعيد كمپني كراچي)
(وكذا في جامع الرموز: كتاب الصلوة، فصل صلوة العيدين، ص ٢٧٢، ج١، سعيد)

تو جمعہ پڑھنا جائز ہے نہ عید کی نماز پڑھنی جائز ہے[1]، شہر کی مذکورہ بالا علامات پائی جاتی ہیں، یہی حنفیہ کا مذہب ہے [illegible] کتاب الصلاۃ میں مذکور ہے: وفی العلامۃ الشامی ناقلا عن القهستانی تقع فرضا فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیها اسواق [illegible] الی ان قال: وفیما ذکرنا اشارۃ الی انه لا تجوز فی الصغیرۃ[2] فقط۔ واللہ سبحانہ اعلم

چھوٹے شہروں کی آبادی میں جمعہ کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس صورت مسئلہ میں:

(۱) ایک چھوٹی سی بستی [illegible] جہاں نمازیوں کی تعداد [illegible] ہے [illegible] تو کیا اس بستی میں جمعہ پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

(۲) ایک قصبہ [illegible] کیا جمعہ کے لیے [illegible] کا اعتبار ہوگا [illegible]

الجواب

عن علی رضی اللہ عنہ لا جمعۃ ولا تشریق ولا فطر ولا اضحی الا فی مصر جامع او مدینۃ عظیمۃ[3] وکان للمدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قری کثیرۃ ولم ینقل عنہ علیہ الصلاۃ

---

(۱) (وفی) ولا تجب علیهم الجمعۃ من اهل القری والبوادی لانهم [illegible] یوم الجمعۃ [illegible] کتاب الصلاۃ [illegible] الجمعۃ [illegible] (وکذا فی الفتاوی الهندیۃ، کتاب الصلاۃ، الباب السادس عشر فی صلاۃ الجمعۃ [illegible]) (وکذا فی رد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ [illegible] ص: ۱۵۷، ج: ۲، ط: ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

(۲) (رد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ص: ۱۳۸، ج: ۲، ط: ایچ ایم سعید کراچی) (وکذا فی جامع الرموز، کتاب الصلاۃ، فصل صلاۃ الجمعۃ [illegible] ط: ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

(۳) (المصنف لابن ابی شیبۃ، کتاب الجمعۃ، باب من قال لا جمعۃ ولا تشریق [illegible] ط: مکتبہ امدادیہ ملتان) (وکذا فی اعلاء السنن، کتاب الجمعۃ، باب عدم جواز الجمعۃ فی القری، ص: ۲، ج: ۸، ط: ادارۃ القرآن کراچی)

والسلام ... ان فائدة الجمعة تبقى فى النسا [1] ... فى القصبات والقرى الكبيرة التى ... وفيه ... انه لا تجوز فى الصغيرة التى ليس فيها قاض ... [illegible]

[illegible]

(۲) ... [2] فاذا قصد بلدة والى مقصده طريقان احدهما ... والآخر دونها فسلك الطريق الابعد كان مسافرا عندنا ... [illegible] لا قصر ... كذا فى البحر الرائق و فتاوى العالمگيرية [3] ... احد ... الى المقصد مدة السفر لا الآخر فسلك الاقصر ... [illegible]

[illegible]

---

(۱) [illegible]

(۲) [illegible]

(۳) [illegible]

(۴) [illegible]

(۵) [illegible]

باب سجود السهو

مسائل سجدہ سہو

قعدہ اولیٰ بھول کر امام کھڑا ہو گیا لقمہ ملنے پر واپس آ گیا

﴿سوال﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ امام صاحب عشاء کی نماز پڑھا رہے تھے کہ دو رکعت پڑھنے کے بعد قعدہ اولیٰ بھول گئے تھے اور بالکل سیدھے کھڑے ہو گئے تھے۔ تو بعد میں مقتدیوں نے لقمہ دیا جس کے بعد امام صاحب نے قعدہ اولیٰ کیا۔ اور تشہد کے بعد تیسری اور چوتھی رکعت پڑھی اس کے بعد انہوں نے سجدہ سہو بھی کیا۔ کیا نماز ہو گئی ہے یا نہیں۔ شک کی بنا پر دوبارہ فرض پڑھے گئے تو فرض پہلے ٹھیک ادا ہوئے یا دوسرے صحیح ادا ہوئے۔ تفصیل کے ساتھ بیان فرمائیں۔

﴿جواب﴾

مشہور یہی ہے کہ نماز فاسد ہو جاتی ہے اور بہت سے فقہاء نے اسے صحیح بھی کہا ہے۔ مگر حق یہ ہے کہ اس صورت میں نماز فاسد نہیں ہوتی بلکہ صحیح ہو جاتی ہے۔ درمختار میں ہے: (والا ای وان استقام قائما لا یعود) لاشتغاله بفرض القیام (وسجد للسهو) لترک الواجب (فلو عاد) الی القعود (بعد ذلک تفسد صلوته) لرفض الفرض لما لیس بفرض وصححه الزیلعی (وقیل لا) تفسد لکنه یکون مسیئا ویسجد لتاخیر الواجب (وهو الاشبه) کما حققه الکمال وهو الحق بحر وهذا فی غیر المؤتم اما المؤتم فیعود حتما[1] فتح القدیر[2] میں ہے: لیس من التصحیح شیء وذلک لان غایة الامر فی الرجوع الی القعدة الاولی ان یکون زیادة قیام ما فی الصلوة وهو وان کان لا یحل لکنه بالصحة لا یخل لما عرف ان زیادة ما دون الرکعة لا تفسد الا ان یفرق باقتران هذه الزیادة بالرفض لکن قد یقال المتحقق لزوم الاثم ایضا بالرفض اما الفساد فلم یظهر وجه استلزامه ایاه

---

(۱) الدر المختار مع رد المحتار، ص ۵۴۸، ج ۲، باب سجود السہو، سعید کراچی

(۲) فتح القدیر، ص ۵۱۴، ج ۱، باب سجود السہو، کتاب الصلوٰۃ، رشیدیہ

فيترجح بهذا البحث القول المفصل بالصحيح وفي الشامية تحت قوله (وهو الحق بحر) كأن وجهه ما مر عن الفتح وفي البحر من ان القول بالفساد غلط لانه ليس بترك بل تأخير كما لو سها عن السورة فركع فانه يرفض الركوع ويعود الى القيام ويقرأ وكما لو سها عن القنوت فركع فانه لو عاد وقنت لا تفسد على الاصح[1] [illegible][2] [illegible] ثم اذا عاد قيل يرفض القيام والصحيح لا بل يتوجه ولا ينتقض قيامه بعوده بل يؤمر به بحر. وفي عمدة الرعاية في حل شرح الوقاية وهل تفسد صلوته ان عاد في هذه الصورة المشهورة عند اصحابنا هو الفساد (الى قوله) ورجح ابن الهمام عدم الفساد[3] انتهى.

دوسری رکعت پر قعدہ کیا ہے یہ دوسری نماز شروع ہوئی[4] اگر ان مقتدیوں نے امام کے دوسری نماز میں اقتدا کی ہے تو [illegible] نماز نہیں ہوگی [illegible] فرض نماز نفل ہونے کی وجہ سے [illegible] کیونکہ اقتداء فرض کی متنفل کے پیچھے جائز نہیں[5] واللہ اعلم۔

فقط واللہ اعلم

دارالافتاء [illegible]

قراءت میں غلطی کرنے سے سجدۂ سہو کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ قراءت میں غلطی سے سجدہ سہو آتا ہے یا نہیں اور [illegible] بینوا توجروا۔

---

(۱) رد المحتار ص ۸۴ ج ۲ باب سجود السہو سعید کراچی
(۲) ہمارے نسخے میں یہ عبارت نہیں ہے۔
(۳) شرح الوقایہ ص ۱۸۵ ج ۱
(۴) [illegible] القعدة [illegible] العرض [illegible] لا يحكم [illegible] المحطاوي على مراقي الفلاح ص ۲۵۸ [illegible] كتاب الصلوة [illegible] قديمي.
كذا في الدر المختار مع رد المحتار ص ۴۶۷ ج ۱ باب صفة الصلوة سعيد [illegible] مع كراهة التحريم [illegible] سعيد، كذا في البحر الرائق ص ۵۲۲ ج ۱ باب صفة الصلوة [illegible] الدر المختار ص ۴۷ ج ۲ باب الوتر والنوافل سعيد.
(۵) ولا مفترض بمتنفل وبمفترض فرضا آخر لان اتحاد الصلوتين شرط عند [illegible] الدر المختار ص ۵۷۹ ج ۱ باب الامامة سعيد، كذا في الهداية ص ۱۲۹ ج ۱ باب الامامة رحمانية لاهور.
كذا في حاشية الطحطاوي ص ۲۹۰ باب الامامة قديمي كراچي۔

«ج»

عالمگیری[1] ولا یجب السجود الا بترک واجب او تاخیره او تاخیر رکن او تقدیمه او تکراره او تغییر واجب بان یجهر فیما یخافت وفی الحقیقة وجوبه بشیء واحد وهو ترک الواجب کذا فی الکافی اور ہدایہ[2] میں ہے۔ وهذا یدل علی ان سجدة السهو واجبة هو الصحیح لانها تجب لجبر نقصان تمکن فی العبادة فتکون واجبة کالدماء فی الحج واذا کان واجباً لا یجب الا بترک واجب او تاخیره او تاخیر رکن ساهیاً هذا هو الاصل۔ وانما وجبت بالزیادة لانها لا تعری عن تاخیر رکن او ترک واجب۔ الخ اور کنز الدقائق[3] میں ہے۔ یجب بعد السلام سجدتان بتشهد وتسلیم بترک واجب وان تکرر الخ۔ کذا فی غیرها من کتب الفقه باب سجود السهو۔ مثل الدر المختار وشرحه الشامی[4] وفتح القدیر[5] والبحر[6] والنهر[7] وغیرها۔ یہ عبارتیں معتبرات کتب حنفیہ کی ہیں۔ جن سے صاف ظاہر ہے کہ سجدہ سہو نہیں واجب ہوتا مگر واجب کے ترک کرنے پر اور بعض عبارتیں جو متعدد اسباب وجوب پر دال ہیں۔ ان سب کا مآل بھی ترک واجب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بلا تاخیر فرض و بلا ترک واجب سجدہ سہو کا حکم

«س»

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ اگر بغیر تاخیر فرض اور ترک واجب کے نماز میں سجدہ سہو کیا جائے تو کیا نماز ہوگی یا نہیں۔ اگر اس نماز کو دوبارہ لوٹایا جائے تو کیا پہلی نماز افضل ہے یا بعد کی (لوٹائی ہوئی) بینوا توجروا

---

۱) العالمگیریة: ص ۱۲۶ ج ۱: الباب الثانی عشر فی سجود السهو، رشیدیه
۲) الهدایة: ص ۱۶۵، باب سجود السهو، رحمانیه لاهور
۳) بحر الرائق: ص ۱۶۲، ج ۲: باب سجود السهو، رشیدیه
۴) الدر المختار مع رد المحتار: ص ۷۸، ج ۲، باب سجود السهو، سعید)
۵) فتح القدیر، ص ۴۳۴، ج ۱، باب سجود السهو، رشیدیه
۶) البحر الرائق: ص ۱۶۲، ج ۲، باب سجود السهو، رشیدیه
۷) النهر الفائق: ص ۳۲۶-۳۲۵، ج ۱: باب سجود السهو، دار الکتب العلمیه، بیروت

جواب

في الدر المختار واجبات الصلوة (١) (ولفظ السلام) مرتين فالثاني واجب على الاصح وفيه قبيل باب الاستخلاف (٢) ولو ظن الامام السهو فسجد له فتابعه (اي المسبوق) فبان ان لا سهو فالاشبه الفساد لاقتدائه في موضع الانفراد وفي رد المحتار (٣) وفي الفيض وقيل لا تفسد وبه يفتى وفي البحر عن الظهيرية قال الفقيه ابو الليث في زماننا لا تفسد لان الجهل في القراء غالب ـــــ ان جزئیات سے معلوم ہوا کہ نماز ہو جائے گی۔

دوران نماز سوچ میں پڑ کر کسی رکن میں تاخیر کے سبب سجدہ سہو کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کہ ایک انسان خواہ منفرد ہو یا امام کے ساتھ نماز میں کوئی سوچ کرتا ہے جو نماز کے اعمال سے خارج ہے یا منفرد سوچ کرتا ہے کہ آیا میں نے دو رکعت نماز پڑھی ہے یا تین رکعت یا سوچ کسی اور رکن کی ادا یا عدم ادا کی کرتا ہے۔ آیا اس سوچ کے لیے کوئی مقدار متعین کی ہے یا نہیں؟ یعنی کتنی دیر اس کے لیے سوچ کرنی جائز ہے یا طویل سوچ مفسد صلوۃ نہیں۔ یہ مسئلہ ہم اس لیے پوچھتے ہیں کہ ہم نے سنا ہے کہ ایک رکن کی ادا تک سوچ سکتا ہے زیادہ نہیں سوچ سکتا۔ یعنی مثلاً ایک رکوع یا سجدے کے ادا کرنے میں تقریباً ایک منٹ خرچ ہوتا ہے تو یا ایک منٹ کی سوچ تو جائز ہے زیادہ نہیں۔ زیادہ سوچ مفسد صلوۃ ہے۔

جواب

اصل مسئلہ تفکر میں یہ ہے کہ اگر تفکر یعنی سوچ ادائے رکن سے مثلاً ایک آیت یا تین آیت کی قراءت یا رکوع یا سجدے سے روک دے یا ادائے واجب سے مثلاً قعدہ سے روک دے اور ایک رکن یعنی تین بار سبحان اللہ کہہ سکنے کی مقدار تک تاخیر ہو جائے تو اس سے سجدہ سہو لازم ہوگا۔ کیونکہ ان سب صورتوں میں ترک واجب لازم آتا ہے۔ یعنی فرض یا واجب کو جس کے مقام پر ادا کرنا واجب تھا وہ اپنے مقام سے ہٹ گیا۔ مثلاً تفکر

---

(١) الدر المختار: ص ٤٦٩، ج ١، كتاب الصلوة، مطلب واجبات الصلوة، سعيد
(٢) الدر المختار: ص ٥٩٩، ج ١، باب الامامة، قبيل باب الاستخلاف، سعيد
(٣) الرد المحتار: ص ٥٨٨، ج ١، قبيل باب الاستخلاف، سعيد
كذا في التاتارخانية: ص ٧٤٤، ج ١، الفصل السابع عشر في سجود السهو، ادارة القرآن
كذا في الحلبي الكبيري، فصل في سجود السهو، ص ٤٦٥، سهيل

پڑھ کر سوچنے لگا کہ کون سی سورت پڑھوں، اور اس سوچ میں اتنی دیر لگ گئی جتنی دیر میں ایک رکن ادا ہو سکتا تھا۔ یعنی تین بار سبحان اللہ کہنے کی مقدار تو سجدہ سہو واجب ہوگا۔ اسی طرح اگر پڑھتے پڑھتے درمیان میں رک گیا۔ یا جب دوسری یا چوتھی رکعت پر بیٹھا تو سوچنے لگا اور ان سب صورتوں میں تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کی مقدار دیر لگ گئی تو سجدہ سہو واجب ہوگا۔ خلاصہ یہ کہ جب کوئی چیز سوچنے لگے یا سوچ میں کسی رکن کی مقدار دیر لگ جائے تو سجدہ سہو واجب ہوگا[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

دورانِ نماز شکوک و وساوس آنے کا حکم

﴿سوال﴾

کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ میں کہ ایک آدمی پنج وقتہ نماز پڑھتا ہے وضو سے فارغ ہو کر بیٹھ کر وسوسہ ہوتا ہے اور کبھی کبھی نماز میں رکعات کی تعداد میں شک ہوتا ہے۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد وسوسہ نہیں ہوتا، وسوسہ نماز میں ہوتا ہے، اس وسوسہ کی وجہ سے تنگ ہو گئے ہیں۔ آیا اس آدمی کی نماز ہوتی ہے یا نہیں؟ جواب تحریر فرمائیں۔

﴿الجواب﴾

تعدادِ رکعات میں اگر شک ہو تو گمانِ غالب پر بنا کرے، اگر غالب گمان کسی جانب نہ ہو تو قلیل پر بنا کرے اور وضو ٹوٹنے کا شبہ لاحق ہو جائے یا ہوا نکلنے کا وسوسہ ہوتا ہے تو جب تک یقین نہ ہو وضو باقی ہے، وسوسہ کا اعتبار نہ کرے اور ان کی طرف توجہ نہ کرے، بلکہ اگر [illegible] ہو تو لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھے

---

(1) وعبارة [illegible] سجدتان [illegible] لترك واجب بتقديم أو تأخير أو زيادة أو نقص [illegible] ولو [illegible] السورة [illegible] بقدر أداء ركن [illegible] السهو [illegible] حاشية الطحطاوي على [illegible] ص ٤٦٩، باب سجود السهو، قديمي)

وكذا في البحر الرائق: ص ١٢٦، ج٢: باب سجود السهو، دار الكتب العلمية بيروت، تفكر فيه أي في غيره وطال تفكره بحيث شغله عن أداء ركن من [illegible] شرح النقاية: ص ٢٦٥، ج١: فصل في سجود السهو، فصل في موجبات سجود السهو، ايچ ايم سعيد كراچي) واعلم أنه إذا شغله ذلك التفكر قدر أداء الركن [illegible] وجب عليه سجود السهو (رد المحتار) (قوله واعلم [illegible]) [illegible] منعه عن أداء ركن [illegible] أو ركع أو سجد أو [illegible] واجب كالقعود [illegible] لا [illegible] الحلبي [illegible] مع حاشية رد المحتار ص ٩٢، ج٢: باب سجود السهو، سعيد كراچي)

الیقین[۱] (هدایه) ولو علم انه ادى ركنا و شك انه كبر للافتتاح اولا او هل احدث اولا او اصابه نجاسة او هل مسح برأسه اولا ان كان اول مرة استقبل والا مضى[۲]۔

سجدۂ سہو کے لیے سلام ایک جانب پھیرا جائے یا دونوں جانب

﴿سوال﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین کثرہم اللہ تعالیٰ اندریں صورت ذیل کہ سجدۂ سہو کے لیے سلام واحد یا دونوں طرف ہونا چاہیے مدلل ارقام ہو۔ بینوا توجروا

﴿جواب﴾

(اقول وباللہ تعالیٰ التوفیق) اس بارے میں علامہ شامی رحمہ اللہ با تصریح تحریر فرماتے ہیں: ویجب بعد سلام واحد عن يمينه فقط لانه المعهود وبه يحصل التحليل وهو الاصح بحر عن المجتبى وعليه لو اتى بتسليمتين سقط عنه السجود ولو سجد قبل السلام جاز وكره تنزيها الخ[۳] قال الشامي في هذا البحث (قوله واحد) الخ هذا قول الجمهور منهم شيخ الاسلام وفخر الاسلام وقال في الكافي انه الصواب وعليه الجمهور واليه اشار في الاصل الا ان مختار فخر الاسلام كونه تلقاء وجهه من غير انحراف وقيل يأتي بتسليمتين وهو اختيار شمس الائمة وصدر الاسلام اخي فخر الاسلام وصححه في الهداية والظهيرية والمفيد والينابيع كذا في شرح المنية قال في البحر وعزاه في البدائع الى عامتهم فقد تعارض النقل عن الجمهور (قوله عن يمينه) احتراز عما اختاره فخر الاسلام من اصحاب القول الاول كما علمته وفي الحلية اختار الكرخي وفخر الاسلام وشيخ الاسلام وصاحب الايضاح ان يسلم تسليمة واحدة ونص في المحيط على انه الاصوب وفي الكافي على انه الصواب قال فخر الاسلام وينبغي على هذا ان لا ينحرف في هذا السلام يعني فيكون

---

۱) الہدایہ: ص ۱٦۸، ج۱: باب سجود السہو، رحمانیہ لاہور۔

۲) فتح القدیر: ص ٤٥٤، ج۱، باب سجود السہو، رشیدیہ

کذا فی الدر المختار: ص ٩٥، ج۲: باب سجود السہو، سعید

۔، اذا شغله التفكر عن اداء واجب بقدر ركن وهو مقدار ثلاث تسبيحات، حاشية الطحطاوي، ص ٤٧١، باب سجود السهو، قديمي۔

۴) الدر المختار: ص ۷۸، ج۲: باب سجود السہو، سعید

سلامه مرة واحدة تلقاء وجهه وغيره من اهل هذا القول على انه يسلم مرة واحدة عن يمينه خاصة والحاصل ان القائلين بالتسليمة الواحدة قائلون بانها عن اليمين الا فخر الاسلام فهو فانه يقول انها تلقاء وجهه وهو المصرح به في شروح الهداية ايضا كالمعراج والعناية والفتح (قوله لانه المعهود) تعليل لكونه عن يمينه فقط وبه يحصل التحليل تعليل لكونه واحدة ويأتي وجهه قريبا (قوله البحر عن المجتبى) عبارة البحر والذي ينبغي الاعتماد عليه تصحيح المجتبى انه يسلم عن يمينه فقط وقد علمت في البحر وتبعه في النهر وغيره ان هذا القول قول ثالث بناء على ان جميع اصحاب القول الثاني قائلون انه يسلم تلقاء وجهه مع ان القائل منهم بذلك هو فخر الاسلام فقط كما علمته الخ (قوله وعليه لو اتى به) هذا جعله في البحر قولا رابعا واستظهر في النهر انه مفرع على القول بالواحدة وتبعه الشارح ويؤيده ما وجهوا به القول الثاني حيث من ان السلام الاول للتحليل وللتحية والسلام الثاني للتحية فقط الى تحية بقية القوم لان التحليل لا يتكرر وهنا سقط معنى التحية عن السلام لانه يقطع الاحرام فكان صار الثاني آلية عبثا ولو فعله فاعل لقطع الاحرام قال في الحلبة بعد عزوه ذلك الى فخر الاسلام حتى انه لا يأتي بعده بسجود السهو كما نقله في الذخيرة عن شيخ الاسلام ومشى عليه في الكافي وغيره اه وفي المعراج قال شيخ الاسلام لو سلم تسليمتين لا يأتي بسجود السهو بعد ذلك لانه كالكلام او فيه وعليه فيجب ترك التسليمة الثانية[1] ـ نعم تبقى في المقام ـ

علامہ شامی نے تین اقوال بیان کیے اول یہ کہ ایک سلام کے بعد سجدہ [illegible] فرمایا [illegible] میں [illegible] دو سلام [illegible] ایک سلام [illegible] بالا قول [illegible] اور [illegible] ترک التسلیمۃ الثانیۃ[2] [illegible] جہاں پر تین اقوال کی [illegible] اول ہے [illegible][3] [illegible] (اذا ذکر فی مسئلۃ ثلاثۃ اقوال فالارجح الاول او الثالث لا الاوسط) علامہ شامی نے [illegible]

---

(١) رد المحتار: ص ٥٧٨، ج ٢، باب سجود السهو، مطلب [illegible] كذا في فتح القدير ص ٤٣٤ ج ١، باب سجود السهو ونحوه [illegible] كذا في الفقه الاسلامي وادلته ص ١١٢٢ ج ٢، الفصل التاسع النوع الخامس من السجود المسنون [illegible] محل سجود السهو الخ.

(٢) رد المحتار: ص ٥٧٨، ج ٢، باب سجود السهو، مطلب

(٣) رد المحتار: ص ٤٣٥، ج ١، باب شروط الصلوة، مطلب: اذا ذكر في مسئلة ثلاثة اقوال فالارجح الاول او الثالث لا الاوسط، سعيد كراچی)

كذا في شرح عقود رسم المفتي ص ٣٠ [illegible]

علامہ شامی نے ضعیف قول قرار دیا ہے، جو مشعر بالضعف ہے، چنانچہ رد المحتار میں ہے: (نقل[1] ذلك في البحر عن الخلاصة قالوا ونقله في باب صلوٰة العيد بصيغة قيل و كلام المصنف مشعر بالضعف) ۔ غرض طور پر بالاتفاق متاخرین علماء کرام کا صواب یہ ہے کہ اگرچہ سجدہ سہو کو مفتیٰ بہ قول کہا ہے، واللہ اعلم، لیکن سجدہ سہو واجب نہ ہونا ایک سلام کے بعد سجدہ سہو کرنے لوگوں میں قوی ہے اگر ... سجدہ لکھ دیں ... لوگ ... آج کل عام طور پر ... بھی ایک رواج ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

فرضوں کی تیسری چوتھی رکعت یا تشہد کی جگہ تلاوت کرنے سے سجدہ سہو کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین ان مسائل میں کہ

(۱) ایک شخص نے نماز ظہر کی تیسری یا چوتھی رکعت میں سورۃ پڑھی ہے، اس کا کیا حکم ہے؟

(۲) ایک شخص نے التحیات کی حالت میں قرأت پڑھنا شروع کر دیا ہے، تین کلمہ کی مقدار قرأت پڑھ لیا، پھر اسی حالت میں التحیات پڑھنا شروع کر دیا، اب سجدہ سہو لازم ہے یا نہیں؟

جواب

(۱) سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا ہے اگرچہ سورت ملائی ہو، قال في العالمگيرية[2] ولو قرأ في الأخريين الفاتحة والسورة لا يلزمه السهو وهو الأصح۔

(۲) التحیات کی حالت میں قرأت پڑھنے کی تین صورتیں ہیں: (۱) یا صرف قرأت پڑھی ہو، نہ التحیات بعد کو نہ پہلے پڑھی ہو، اس صورت میں سجدہ سہو لازم ہوگا (۲) یا قرأت اور التحیات دونوں پڑھی ہوں اور قرأت پہلے پڑھ چکا ہے بعد میں التحیات تو بھی سجدہ سہو لازم ہے (۳) یا التحیات پہلے پڑھ چکا ہے اور قرأت بعد میں، تو سجدہ سہو لازم نہیں، کما قال في العالمگيرية[3] وإذا فرغ من التشهد وقرأ الفاتحة سهوا فلا سهو عليه وإذا قرأ الفاتحة مكان التشهد فعليه السهو وكذلك إذا قرأ الفاتحة ثم

---

(۱) رد المحتار: ص ۵۴۶، ج ۲، مطلب من ... فرض الکفایۃ ... العصریۃ ...

(۲) العالمگیریۃ: ص ۱۲۶، ج ۱، الباب الثانی عشر في سجود السهو، رشیدیہ۔ كذا في البحر الرائق: ص ۱۶۷، ج ۲، باب سجود السهو، رشیدیہ۔ كذا في تبيين الحقائق: ص ۴۲۶، ج ۱، دار الكتب العلمية بيروت

(۳) العالمگیریۃ: ص ۱۲۷، ج ۱، باب سجود السهو، رشیدیہ۔ كذا في شرح العناية: ص ۴۴۵، ج ۱، فصل في سجود السهو ... سعید کراچی۔ كذا في نهر الفائق: ص ۳۲۴، ج ۱، باب سجود السهو، دار الكتب العلمية بيروت

التشهد كان عليه السهو كذا روي عن ابي حنيفة في الوقفات الناطفية اور اگر تیسری رکعت میں التحیات پڑھے تو پہلی رکعت اور دوسری رکعت میں فاتحہ سے پہلے سجدہ سہو لازم نہیں ہوتا اور فاتحہ کے بعد سورت سے پہلے پڑھے تو سجدہ سہو لازم آتا ہے اور تیسری چوتھی رکعت میں سجدہ سہو لازم نہیں آتا ہے خواہ پہلے پڑھے خواہ بعد میں۔ قال في العالمگيرية (۱) ولو تشهد في قيامه قبل قراءة الفاتحة فلا سهو عليه و بعدها يلزمه سجود السهو وهو الاصح لان بعد الفاتحة محل قراءة السورة فاذا تشهد فيه فقد اخر الواجب وقبلها محل الثناء كذا في التبيين ولو تشهد في الاخريين لا يلزمه السهو كذا في محيط السرخسي ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نماز عید کی تکبیر چھوٹ جانے پر سجدہ سہو کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک امام صاحب نے نماز عید پڑھائی جب دوسری رکعت کے لیے کھڑا ہوا تو سورۃ فاتحہ و دوسری سورۃ پڑھنے کے بعد تکبیریں کہے بغیر رکوع میں چلا گیا اور مقتدی پیچھے سے کسی صاحب نے لقمہ دیا تو امام کھڑا ہوا اور تکبیریں کہنے کے بعد رکوع میں گیا اور دوبارہ رکوع کیا اور بعد میں سلام پھیر دیا اور سجدہ سہو ادا نہیں کیا ۔ کیا نماز ہو گئی ہے؟"

الجواب

نماز ہو گئی ہے ایسا کرنا نہیں چاہیے تھا ۔ شامی میں ہے کہ لو (۲) ركع الامام قبل ان يكبر فان الامام يكبر في الركوع ولا يعود الى القيام ليكبر في ظاهر الرواية فلو عاد ينبغي الفساد ۔ شامی (۳) میں ہے وقد علمت ان العود رواية النوادر فينبغي عليه ما قاله ابن الهمام في ترجيح القول بعدم الفساد فيما لو عاد الى القعود الاول بعد ما استتم قائما لانه

---

(۱) العالمگيرية : ص ۱۲۸ ج ۱ ، الباب الثاني عشر في سجود السهو ، رشيدية

كذا في النهر الفائق : ص ۳۲۴ ج ۱ : باب سجود السهو ، دار الكتب العلمية ، بيروت

كذا في شرح المنية : ص ۴۶۰ ج ۱ ، فصل في سجود السهو ، فصل في موجبات السهو ، سهيل

(۲) الدر المختار : ص ۱۷۴ ج ۲ ، باب العيدين ، سعيد

(۳) رد المحتار : ص ۱۷۴ ج ۲ ، باب العيدين ، مطلب امر الخليفة لا يبقى بعد موته ، سعيد

كذا في النهر الفائق : ص ۳۶۴ ـ ۳۶۵ ، باب سجود السهو ، دار الكتب العلمية ، بيروت

يقضي [illegible] لواحد [illegible] بالصحة لا يخل - فقط واللہ تعالى اعلم

رکعات کی تعداد میں شک ہونے کا حکم

سوال

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] رجل صلى فقوم فلما صلى ركعتين وسجد سجدة ثم شك أنه صلى ركعة أو ركعتين فقام في الثانية بظن أنه أول ركعة [illegible] الثانية ثم علم [illegible] صلى رابعة ثم قعد في الرابعة وسجد للسهو في [illegible] ام لا -

جواب: في القدوري (٢) باب سجود السهو ومن شك في صلاته فلم يدر أثلاثا صلى أم أربعا وذلك أول ما عرض له استأنف الصلاة فإن كان الشك يعرض له كثيرا بنى على غالب ظنه إن كان له ظن فإن لم يكن له ظن بنى على اليقين انتهى وفي

---

(١) العالمگیریہ ص ۱۳۰ ج ۱ الباب الثاني عشر في سجود السهو [illegible]

(٢) قدوري ص [illegible] باب سجود السهو مکتبہ [illegible]

الدرالمختار[1] اذا شك في صلوته من لم يكن ذلك اى الشك عادة له كم صلى استانف وان كثر شكه عمل بغالب ظنه ان كان له ظن للحرج والا اخذ بالاقل لتيقنه وقعد في كل موضع توهمه موضع قعوده ولو واجبا لئلا يصير تاركا فرض القعود او واجبه الخ والله اعلم بالصواب۔

[illegible] محمد اسحاق [illegible] السلام علیکم۔ آپ کا سوال [illegible] کا جواب [illegible] ہے۔ آپ کے سوال کا جواب یہ ہے۔ رجل صلی بقوم الخ۔ پھر غلبۂ ظن [illegible] عالمگیری باب سجود السہو من شک فی صلوٰۃ فلم یدر اثلاثا صلی ام اربعا [illegible] سے متعلق ہے۔

لیکن مقتدی کے حق میں یہ اس طرح کی [illegible] ہے [illegible] کے حق میں [illegible] واذا شک فی صلوته [illegible] پر وارد ہے۔ [illegible] ثم علم رجلان کا [illegible] ہے۔ [illegible] ثم علم رجلان کا [illegible] ہے۔ [illegible] کے بارے میں مقتدی کے [illegible] امام کے بارے میں [illegible] کے بارے میں [illegible] ہے۔ اذا شک الامام فاخبره رجلان باحد [illegible][2] الخ۔ [illegible] کا جواب [illegible] امام کے [illegible] کے حق میں [illegible] امام کے بارے میں [illegible] ہے اور [illegible] اگر [illegible] سے [illegible] واجب ہوئی [illegible] کریں۔

[illegible]

[illegible] امام [illegible] مقتدی [illegible] کے [illegible] کا [illegible] کے لئے [illegible] جاتا ہے [illegible] امام [illegible]

....

(۱) الدر المختار، ص ۵۲۲، ج ۱، باب سجود السہو مطبوعہ [illegible]

(۲) العالمگیریہ، ص ۱۲۹، ج ۱، الباب الثانی عشر فی سجود السہو مطبوعہ رشیدیہ

سے جبر ہو گیا[۱] - واللہ تعالیٰ اعلم۔

سجدہ سہو کرنا بھول گیا، سلام پھیرنے پر کسی نے لقمہ دے دیا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسائل کہ:

(۱) منفرد سے نماز میں سہو ہوا اس نے سلام دونوں طرف پھیر دیا تو اس کی نماز فاسد ہوئی ہے یا نہیں؟ بعض علماء فساد کے قائل ہیں اور بعض فساد کے قائل نہیں۔

(۲) ایک آدمی سے نماز میں سہو ہوا اس نے دونوں طرف سلام پھیر دیا پھر باہر سے ایک آدمی نے لقمہ دیا کہ آپ کے ذمہ سجدۂ سہو کا حصہ باقی ہے اب اس آدمی کی نماز درست ہے یا فاسد؟ بینوا توجروا

﴿ج﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم (۱) واضح رہے کہ اس میں دو مشہور قول ہیں بعض کہتے ہیں کہ سلام دونوں طرف پھیرا جائے اور پھر سجدہ سہو ادا کیا جائے اور یہی قول شمس الائمہ اور صدر الاسلام کا مختار ہے۔ ہدایہ، ظہیریہ، کافی، مفید اور بدائع میں اسے صحیح قرار دیا گیا ہے اور دوسرا قول جو شیخ الاسلام اور فخر الاسلام کا مختار ہے وہ یہ ہے کہ صرف ایک طرف سلام پھیر کر سجدہ سہو ادا کیا جائے اور اسی قول پر جمہور ہیں۔ اسی قول کی بنا پر بعض علماء نے لکھ دیا ہے کہ اگر دونوں جانب سلام پھیرے گا تو سجدہ سہو اس سے ساقط ہو جائے گا۔ اور دوسری طرف سلام پھیرنے سے نماز سے خارج ہو جائے گا۔ بدیں معنی کہ اب سجدہ سہو ادا نہیں ہو سکتا۔ فرض ادا ہو گیا اور سجدہ رہ گیا ہے نہ یہ کہ نماز فوت ہو گئی ہے۔ بلکہ نماز (یعنی فرض) پورا ہوا۔ کما قال فی الدر المختار[۲]

(یجب بعد سلام واحد عن یمینه فقط لانه المعهود و به یحصل التحلیل و هو الاصح

---

۱) ولا یجب السجود الا بترك واجب او تاخیره او تاخیر ركن او تقدیمه او تكراره او تغییر واجب بان یجهر فیما یخافت وفی الحقیقة وجوبه بشیء واحد وهو ترك الواجب. العالمكیریة: ص ۱۲۶، الباب الثانی عشر فی سجود السهو، رشیدیه

كذا فی فتاوی قاضی خان: ص ۱۲۰، ج ۱: فصل فیما یوجب السهو ومالا یوجب السهو، رشیدیه

كذا فی النهر الفائق: ص ۳۲۱، ج ۱: باب سجود السهو، دار الكتب العلمیه، بیروت

۲) الدر المختار مع رد المحتار: ص ۷۸، ج ۲: باب سجود السهو، سعید

كذا فی فتح القدیر: ص ۴۳۵، ج ۱: باب سجود السهو، رشیدیه

كذا فی الفقه الاسلامی وادلته: ص ۱۱۱۳، ج ۲: الفصل التاسع، انواع خاصة من السجود، ثالثا سجود السهو، دار الفكر.

سجد عن المجتبى و عنه لو اتى بتسليمتين سقط عنه السجود – و قال الشامي تحته بعد ما حقق و اطال و في المعراج قال شيخ الاسلام لو سلم تسليمتين لا ياتي بسجود السهو بعد ذلك لانه كالكلام ---- قلت و عليه فيجب ترك التسليمة الثانية –

علامہ شامی کی تقریر سے اس قول کی تائید ہوتی ہے کہ دونوں طرف سلام پھیرنے سے نماز پوری ہو جاتی ہے – اور سجدہ سہو ساقط ہو جاتا ہے –

(۲) قرأت کے یاد دلانے سے اس کو یاد آگیا یا اس کے یاد دلانے سے اس نے عمل کیا یا خود اس کو یاد آگیا تو اگر یاد دلانے سے یاد آگیا تب تو اس کی نماز فاسد ہو گئی اور یہ مانتی نہیں ہو سکتی – بلکہ وہ پوری نماز کا اعادہ کرے گا – اور اگر اس کے یاد دلانے کے وقت اس کو یاد آگیا اس نے یاد دلانے کی وجہ سے نہیں خود یاد آگیا ہے کہ وہ اگر یہ یاد دلاتا تب بھی اس کو اس وقت یاد ہوتا – گویا کہ اس کا تذکر اس کی تذکیر سے نہیں اس کی تذکیر اس کے تذکر کا منشاء نہیں بلکہ اس کا تذکر اس کی تذکیر کے وقت ہوا – تو اس کی نماز فاسد نہیں ہے – نماز پوری کرے سجدہ سہو کرے –

كما قال في البحر[1] و في القنية ارتج على الامام ففتح عليه من ليس في صلاته و تذكر فاذا اخذ في التلاوة قبل تمام الفتح لم تفسد و الا فسد لان تذكره يضاف الى الفتح و قال الشامي في حاشية منحة الخالق – اقول يحتمل ان يكون المراد انه تذكره بسبب الفتح و ان يكون تذكر بنفسه و لكنه صادف تذكره و فتح من ليس في صلوته في وقت واحد و الظاهر الاول لانه لو كان تذكره من نفسه لا يظهر فرق بين اخذه في التلاوة قبل تمام الفتح او بعده و لا يظهر وجه للفساد الخ[2] – فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مقتدی کے سہو کا حکم

سوال

در کتب معتبرہ مذکور است و شرح منیہ مضبوط است مقتدی را کہ سہو شد اعادہ است سجدہ سہو بر وی مقتدا نیست – سہو اور امام بر گیرد و طاقتی او ختم نمی شود –

لیکن علامہ حنفیہ جمع بعض حضرات دیگر عبارت ذیل مندرج نموده افاده صلوٰۃ ست

---

(۱) البحر الرائق: ص ۱۱، ج ۲: باب ما یفسد الصلوۃ وما یکرہ فیہا، رشیدیہ

(۲) منحۃ الخالق علی البحر الرائق: ص ۱۱، ج ۲، باب ما یفسد الصلوۃ وما یکرہ فیہا، رشیدیہ
وکذا فی الدر المختار مع رد المحتار: ص ۶۲۲، ج ۱، باب ما یفسد الصلوۃ وما یکرہ فیہا، سعید
وکذا فی العالمگیریہ: ص ۹۹، ج ۱، الباب السابع فیما یفسد الصلوۃ وما یکرہ فیہا، رشیدیہ

[illegible] قوله لا يجب [illegible] فقال في النهر ثم مقتضى كلامهم أنه يعيدها لثبوت الكراهة مع تعذر الجابر[1] وفي مراقي[2] الفلاح عند [illegible] قال صلى الله عليه وسلم [illegible] يرفع حكم السهو [illegible] وفي الطحطاوي[3] قوله يرفع حكم السهو [illegible] رفع السهو [illegible] كما لا تجب على المؤتم بترك القراءة [illegible] لأنه [illegible] بترك السهو بل هو الواجب عليه [illegible] في النهر مقتضى كلامهم أنه يعيدها لثبوت الكراهة مع تعذر الجابر [illegible] للحديث [illegible] بعض الأفاضل - انتهى [illegible]

الجواب

[illegible]

[illegible] صلى الله عليه وسلم [illegible] [4] [illegible]

[illegible] [5] [illegible]

---

[1] [illegible]

[2] [illegible]

[3] [illegible]

[4] [illegible]

[5] [illegible]

[illegible]

باب في أحكام اللباس

نجاست لگے کپڑوں میں پڑھائی گئی نماز کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ظہر کی جماعت کرانے کے بعد ایک مقتدی نے امام کی چادر پر نجاست لگی دیکھی اور امام صاحب کو بھی بتایا اور چادر دکھائی بھی تاکہ وہ نماز دوبارہ پڑھیں اور مقتدیوں کو بھی دوبارہ پڑھنے کی تلقین کریں۔ امام صاحب نے نہ صرف خود نماز کا اعادہ نہ کیا بلکہ مقتدیوں سے بھی نماز پڑھنے کے لیے نہ کہا۔ بلکہ شرم یا خوف کے مارے امام نے دوسرے جمعہ کی تقریر میں اور قرآن شریف کی بھی غلط تشریح کرتا ہے ... اگلی دفعہ جب ایک مقتدی نے بھی قرآن شریف کی غلط تشریح پر اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ امام کی چادر پر نجاست لگی تھی اور میں نے امام صاحب کو بتایا۔ امام صاحب کا چال چلن پہلے بھی مشکوک ہے، کیا ایسے امام کو مستقل امام رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

اگر واقعی امام کے کپڑے پر نجاست لگی تھی اور اسی حالت میں اس نے نماز پڑھائی ہے تو وہ نماز قابل اعادہ ہے (۱)۔ منی وغیرہ کا کپڑے پر لگ جانا کوئی بڑی بات نہیں۔ جنابت پیش آنا بشری فطری ضرورت ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس طرح کا واقعہ پیش آیا ہے کہ آپ ﷺ نے حضرات صحابہ کو انتظار کرنے کا حکم فرمایا اور خود تشریف لے جا کر غسل فرما کر نماز پڑھائی (۲)۔ البتہ اگر امام صاحب کا چال چلن مشکوک ہے اور جھوٹ بولتا ہے تو تبدیل

---

(۱) وعفى الشارع عن قدر درهم وإن كره تحريما فيجب غسله وما دونه تنزيها فيسن وفوقه مبطل فيفرض. الدر المختار: ص ۳۱۶، ج ۱، باب الأنجاس، سعيد

كذا في العالمگيرية: ص ٤٥، ج ۱، الفصل الثاني في الأعيان النجسة، رشيدية

والصحيح من القول في شيء يرى أثره لا بد من غسله ... وكان إذا جمع كان أكثر من قدر الدرهم أفسد، خلاصة الفتاوى: ص ۳۹، الفصل السابع في النجاسات، طبع ادارة القرآن، كراچی)

(۲) عن أبي هريرة رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم خرج إلى الصلاة فلما كبر انصرف وأومى إليهم أي كما أنتم ثم خرج فاغتسل ثم جاء ورأسه يقطر فصلى بهم فلما صلى قال إني كنت جنبا فنسيت أن أغتسل. مشكوة المصابيح: ص ۹۲، ج ۱، باب ما لا يجوز من العمل في الصلاة وما يباح منه، الفصل الثالث، قديمي.

اس پر لازم ہے کہ اگر شرعاً فعال ہو سے صدق دل سے توبہ تائب ہو جائے اور آئندہ کے لیے پکا وعدہ کرے کہ پھر کبھی ان گناہوں کی طرف نہیں جائے گا اگر امام صاحب صدق دل سے توبہ تائب ہو جائے تو ان کی امامت درست ہے(۱) کیونکہ ... ہے(۲) ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نائب مفتی خیرالمدارس

الجواب صحیح محمد عفا اللہ عنہ

۲۲ جمادی الاخری ۱۳۹۵ھ

نماز پڑھتے یا پڑھاتے وقت کالے کپڑے کے استعمال کی شرعی حیثیت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کس کس رنگ کا کپڑا استعمال فرمایا

(س) کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسائل کہ

(۱) کالی پگڑی یا چادر یا قمیص پہن کر نماز پڑھنا یا پڑھانا مکروہ ہے یا جائز ہے؟

(۲) اس نیت سے سیاہ رنگ کا کپڑا پہننا کہ یہ رنگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مرغوب تھا کوئی ایسا

کپڑا آپ نے پہنا ہو تو اس کی وضاحت فرمائیں نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کون سا رنگ پسند فرمایا؟

---

(۱) قال اللہ تعالیٰ: لعنة الله على الكاذبين ۔ سورة آل عمران آیت نمبر ۶۱۔
والكذب حرام بالاجماع ... الازهر مع مكتب الازهر ص ۲۲۱ ج ۱ كتاب الكراهية ... على ان التوبة من جميع المعاصي واجبة وجوبها على الفور لا يجوز تأخيرها سواء كانت المعصية صغيرة او كبيرة شرح النووي على الصحيح لمسلم ص ۳۵۴ ج ۲ كتاب التوبة ... التائب من الذنب كمن لا ذنب له: مشكوة المصابيح ص ۲۰۶ باب التوبة والاستغفار ۔ قديمي ۔

(۲) ويكره امامة عبد ... الدر المختار ص ۵۵۹ ج ۱ باب الامامة سعيد كذا في البحر الرائق ص ۶۱۰ ج ۱ باب الامامة رشيدية وكذا في الحلبي الكبير ص ۵۱۳ كتاب الصلوة الاولى بالامامة سهيل ۔

تشریح

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ (۱) سیاہ چیز پر ایسا باریک کپڑا جس سے بدن جھلکتا ہو ناجائز ہے[1]۔

(۲) (الف) ذیل روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف رنگ کے کپڑے استعمال فرمائے ہیں۔ ان احادیث کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے "شمائل ترمذی" میں "باب ما جاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" کے تحت ذکر کیا ہے۔ چند احادیث ملاحظہ ہوں۔

(۱) عن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہ ثوب ابیض الخ۔
(ترجمہ) ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سفید کپڑوں میں ملبوس تھے۔ (یہ مکمل حدیث شمائل میں نہیں ہے۔ بخاری ص ۸۶۷ ج ۲ سے نقل کی ہے)[2]

(۲) عن ابی جحیفۃ رضی اللہ عنہ قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہ حلۃ حمراء کأنی انظر الی بریق ساقیہ قال سفیان اراھا حبرۃ[3] (ترجمہ) ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سرخ جوڑا پہنے ہوئے دیکھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پنڈلیوں کی چمک گویا اب میرے سامنے ہے۔ سفیان جو اس حدیث کے راوی ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میرے گمان کے موافق وہ سرخ جوڑا منقش ہوتا تھا۔ (سفیان اس روایت میں منقش ہونا اس لیے بتلاتے ہیں کہ سرخ کپڑے کی ممانعت آئی ہے۔ اس بارے میں علماء کا اس میں اختلاف ہے۔ چنانچہ حنفیہ کے ہاں اس میں مختلف اقوال ہیں۔ حضرت مولانا گنگوہی رحمہ اللہ کے فتاویٰ میں لکھا ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ خالص سرخ مرد کے لیے تحریمی کے درجہ میں ناجائز ہے۔ تحریمی کے درجے میں یا تنزیہی، یہ علماء میں مختلف فیہ ہے[4]۔

---

(۱) (والرابع ستر عورتہ) ووجوبہ لا یعصی لیس یختص بحریر ... (شامی ص ۴۰۵ ج ۱ سعید کراچی) وکذا فی الہندیۃ الباب الثالث فی شروط الصلاۃ الفصل الاول فی الطہارۃ وستر العورۃ ص ۵۸ ج ۱ ط رشیدیہ وکذا فی البحر الرائق کتاب الصلاۃ باب شروط الصلاۃ ص ۲۶۶ ج ۱ مکتبہ رشیدیہ

(۲) مشکوٰۃ المصابیح، کتاب اللباس ص ۳۷۵ ج ۲ قدیمی کتب خانہ

(۳) (شمائل ترمذی باب ما جاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ص ۴ ج ۲ ایچ ایم سعید)

(۴) وکذا فی ... وفی الطحطاوی ... ومجمع الفتاویٰ لبس الاحمر مکروہ ص ۶۹۱ ج ۹ مکتبہ رشیدیہ) وکذا کتاب تالیفات رشیدیہ ... ص ۳۲۵ دار الاشاعت)
(وکذا فی الموسوعۃ الفقہیۃ (البسۃ لون احمر) ص ۱۴۲ ج ۶ مکتبہ حقانیہ)

(۳) عن ابي رمثة رضي الله عنه قال رأيت النبي صلى الله عليه وسلم وعليه بردان اخضران[1] ترجمہ: ابو رمثہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دو سبز چادریں اوڑھے ہوئے دیکھا۔

(۴) عن قيلة بنت مخرمة رضي الله عنها قالت رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم وعليه اسمال مليتين كانتا بزعفران وقد نفضته الخ[2] ترجمہ: قیلہ بنت مخرمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں دیکھا کہ حضور پر دو پرانی لنگیاں تھیں جو زعفران میں رنگی ہوئی تھیں لیکن زعفران کا اثر ان میں نہیں رہا تھا۔

(۵) عن عائشة رضي الله عنها قالت خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات غداة وعليه مرط من شعر اسود[3] ترجمہ: ام المومنین حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ صبح کے وقت مکان سے باہر تشریف لے گئے تو آپ کے بدن پر سیاہ بالوں کی چادر تھی۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف رنگ کے کپڑے زیب تن فرمائے ہیں لہٰذا کسی بھی رنگ کا لباس جائز ہے، اس کا استعمال بھی باعث ثواب ہوگا، لیکن چونکہ تمام رنگوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سفید رنگ زیادہ پسند تھا اس لیے سفید رنگ کا استعمال زیادہ پسندیدہ ہے، چنانچہ احادیث میں سفید کپڑے پہننے کا حکم دیا گیا ہے۔

(۶) عن ابن عباس رضي الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم عليكم بالبياض من الثياب ليلبسها احياؤكم وكفنوا فيها موتاكم فانها من خيار ثيابكم[4] ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ سفید کپڑے کو اختیار کیا کرو کہ یہ بہترین لباس ہے، سفید کپڑا ہی زندگی میں پہننا چاہئے اور سفید ہی میں مردوں کو دفن کرنا چاہئے۔

(۷) عن سمرة بن جندب رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم البسوا البياض فانها اطهر واطيب وكفنوا فيها موتاكم[5] ترجمہ: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے

---

۱) شمائل ترمذی، باب ما جاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ص ۶، ج ۲، ایچ ایم سعید)
۲) عن قيلة بنت مخرمة قالت رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم وعليه اسمال مليتين كانتا بزعفران وقد نفضته وفي الحديث قصة طويلة (شمائل ترمذی، باب ما جاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ص ۶، ج ۲، ایچ ایم سعید)
۳) شمائل ترمذی، باب ما جاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ص ۶، ج ۲، ایچ ایم سعید)
۴) ليس في رواية ابن عباس رضي الله عنه لفظ عليكم ص ۶، ج ۲، ایچ ایم سعید)
۵) شمائل ترمذی، باب ما جاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ایچ ایم سعید)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سفید کپڑے پہنا کرو، اس لیے کہ وہ زیادہ پاک صاف رہتا ہے اور اس میں اپنے مردوں کو دفنایا کرو۔ واللہ اعلم۔

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ
۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۸ھ
الجواب صحیح محمود عفا اللہ عنہ
۲۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۸ھ

کیا بغیر قمیص کے نماز پڑھنا درست ہے

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ

(۱) دیہاتوں میں عام عادت ہے کہ نمازی نماز ادا کرتے وقت صرف چادر اور صافہ بنیان پہن کر نماز ادا کرتے ہیں قمیص یا کرتہ نہیں پہنتے۔

(۲) اگر ان کو کہا جاوے کہ کرتہ یا قمیص کے ساتھ نماز ادا کیا کرو تو وہ نہیں مانتے بلکہ لڑتے ہیں اور امام صاحب کی بے عزتی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جائز ہے۔

(۳) کیا مجبوری کے وقت اس طرح نماز پڑھنی چاہیے یا ہر وقت جائز ہے جیسے سنا گیا ہے کہ صرف مکروہ ہے نماز ہو جاتی ہے۔

(۴) جس شخص کو اس قسم کے مسائل بتائے جاویں اور بتانے والے کو مارنے پر تیار ہو جاوے کہ اپنے مال اور زمینداری کی طاقت پر امام کو یا عالم کو وہاں سے دربدر کرتا ہو کس سزا کے مستحق ہیں۔ ان چار مسائل کا جواب عنایت فرما کر مشکور فرماویں۔

﴿ج﴾

۱، ۲، ۳۔ نماز ادا کرنا مکروہ تحریمی ہے جس سے بچنا لازم ہے[1]۔ البتہ بوقت ضرورت مثلاً شدید گرمی یا کپڑا

---

(۱) کما فی الہندیۃ: ان صلی فی ازار واحد یجوز ویکرہ. (کتاب الصلاۃ، الباب الثالث فی شروط الصلوۃ، الفصل الاول فی الطہارۃ وستر العورۃ، ص ۵۹، ج ۱، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)
(وکذا فی البحر الرائق: کتاب الصلوۃ، باب شروط الصلوۃ، ص ۴۶۸، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)
(وکذا فی جامع الرموز، کتاب الصلوۃ، فصل شروط الصلوۃ، ص ۱۲۹، ج ۱، مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی)

[illegible]

(۲) [illegible]

[illegible] واللہ اعلم

[illegible]

رومال باندھ کر نماز پڑھنے پڑھانے کی شرعی حیثیت

(سوال)

[illegible]

---

(۱) كما في الهندية [illegible]

[illegible]

وكذا في الهداية كتاب الصلاة باب شروط الصلاة ص ۹۳-۹۴ ج ۱ مكتبه رحمانيه لاهور

(۲) [illegible]

[illegible]

وكذا في البحر الرائق كتاب البيوع فصل في الفضولي ص [illegible] ج ۶ مكتبه رشيديه كوئٹه

وكذا في [illegible] ص [illegible] ج [illegible]

(دار الكتب العلمية بيروت)

الجواب

رومال کے ساتھ بلا کراہت نماز درست ہے، تفصیل یہ ہے کہ رومال اتنا بڑا ہو کہ اس کا ایک بل سر پر آجائے تو یہ عمامہ کے حکم میں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چھوٹا عمامہ بھی تھا اور یہ ایسا رومال معمول عمامہ سے چھوٹا کراہت سے خالی ہے(۱)۔

حرام ذرائع سے کمائے ہوئے مال سے حاصل شدہ کپڑوں میں نماز کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کہ ایک شخص کا کھانا پینا اور لباس ناجائز طریقہ سے حاصل کیا ہوا ہے، مثلاً سود، رشوت سے، لیکن وہ نماز پڑھتا ہے، روزے بھی رکھتا ہے، جو فرائض دینی ہیں ظاہری ادا کرتا ہے۔ کیا اس کی نماز قبول ہے یا نہیں۔

الجواب

اگر کپڑا اسی رشوت یا سود کے روپیہ سے حاصل کیا ہوا ہے تو اس میں نماز مکروہ ہے(۲)۔

[illegible]

[illegible]

---

(۱) كما في منهاج السنن: قال قد تتبعت الكتب وتطلبت من الكتب المعتبرة والتواريخ لأقف على قدر عمامته صلى الله عليه وسلم فلم أقف على شيء حتى أخبرني من أثق به أنه وقف على شيء من كلام الشيخ ... (عمامہ باندھنے کا صحیح طریقہ، ص ۵۷-۵۸: مکتبہ ... کراچی)

وكذا في البحر الرائق: كتاب الطهارة، ص ۱۶۸، ج۱: مكتبه رشيديه كوئٹه

وكذا في فريده: عمامہ کے لیے رومال کا استعمال اور مقدار عمامہ، ص ۲۸۸، ج۲: مکتبہ دار العلوم ...

(۲) كما في الفقه الاسلامي: الصلوة في الثوب الحرام تنعقد الصلوة مع الكراهة التحريمية عند الحنفية (الصلوة في الثوب الحرام، ص ۷۴۰، ج۱، مكتبه بيروت)

وكذا في الموسوعة الفقهية: (الأستر المغصوبة، ص ۲۳۸، ج۶، مكتبه حقانيه)

وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح: فصل في المكروهات، ص ۳۵۸، قديمي كتب خانه كراچي)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین ان مسائل میں کہ

(۱) [illegible]

(۲) [illegible]

(۳) [illegible]

(۴) [illegible]

(۵) [illegible]

(۶) [illegible]

الجواب

[illegible]

---

(۱) [illegible]

(۲) [illegible]

واللہ اعلم(۱)۔ کتاب من احسن الفتاوی و فتاوی(۲) دارالعلوم دیوبند

حررہ محمد ۔۔۔ الجامعۃ القرآن والحدیث ۔۔۔ دارالعلوم ملتان

۹ جمادی الثانی ۱۴۱۵ھ

الجواب صحیح محمد عبداللہ

ہندوستانی پاجامہ میں نماز کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ جو پاجامہ عام طور پر دہلی والے اور یوپی کے رہنے والے پہنتے ہیں اور اس کی تقریباً شکل ایسی (∧) ہے۔ اس کا پہننا کیسا ہے۔ کیا اس کے پہننے سے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔ زید کہتا ہے کہ اس کا پہننا سخت گناہ ہے کیونکہ اس میں سجدے کے وقت آدمی کے اعضاء مخصوصہ ایک شکل کی صورت میں نظر آتے ہیں۔ اس لیے نماز کے وقت تو خاص طور پر اور عام طور پر بھی پہننا سخت گناہ ہے۔ لہٰذا مہربانی فرما کر اس مسئلے پر روشنی ڈالیں۔

جواب

جب کہ رنگ بشرہ کا معلوم نہ ہو تو ستر ثابت ہے۔ اور نماز صحیح ہے وعادم ساتر لا یصف ما تحتہ (درمختار) بان لا یری منہ لون البشرۃ احترازا عن الرقیق ونحو الزجاج(۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ محمد انور شاہ غفرلہ

---

(۱) کما فی سنن ابی داؤد: عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال کان یعلم انقضاء صلوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالتکبیر (باب التکبیر بعد الصلوۃ، ص ۱۴۲، ج ۱: طبع مکتبہ رحمانیہ، لاہور) وکذا فی مشکوۃ المصابیح (صحیح، ص ۱۰۲، ج ۱، باب ما جاء علی المأموم طبع قدیمی کتب خانہ) وکذا الآت جدیدہ، نماز میں آلہ مکبر الصوت کے استعمال پر حضرت کی آخری رائے ص ۵۹، طبع ادارۃ المعارف۔

(۲) نہیں ملا لیکن امداد الفتاوی میں ہے (کتاب الصلوۃ، مسائل متفرقہ متعلقہ کتاب الصلوۃ، ص ۵۸۲، ج ۱: مکتبہ دارالعلوم، کراچی)

(۳) کما فی الدرالمختار مع ردالمحتار: کتاب باب شروط الصلوۃ، جلد ۲، ص ۴۰۳، طبع جدید مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ) وکذا فی الھندیہ: والثوب الرقیق الذی یصف ما تحتہ لا تجوز الصلوۃ فیہ کذا فی التبیین (کتاب الصلوۃ باب الثالث فی شروط الصلوۃ الفصل الاول فی طہارتہ أو ستر العورۃ جلد ۱ صفحہ ۵۸، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ) وکذا فی الفقہ الاسلامی: فی شروط ص ۷۳۸، ج ۱: بیروت)

پنڈلی کھلی ہوتے ہوئے نماز کا حکم

﴿سوال﴾

بخدمت جناب حضرت مفتی صاحب سلام مسنون۔

عرض ہے کہ ہمارے علاقے کے عوام چند باتوں سے شک کر رکھا ہے اور چند قرآنی دلائل سے کہ مندرجہ ذیل مسائل کی طرف راغب کرنے کی کوشش کر رہے ہیں مہربانی فرما کر ہمیں عقلی اور نقلی دلائل سے رہنمائی کریں۔

(۱) امام کے پیچھے بلند آواز سے آمین کہنا اور سورۃ فاتحہ پڑھنا۔ (۲) رفع یدین کرنا (۳) مرد کا ستر پیروں کی طرف کہاں سے شروع ہوتا ہے اور اگر نماز میں پنڈلی کھلی رہ جائے تو نماز ہو جائے گی یا نہیں۔

﴿جواب﴾

۱۔۲۔ آمین بالجہر، رفع یدین حنفیہ کے خلاف سنت ہے اور قرأۃ خلف الامام ممنوع اور مکروہ ہے اور دلائل ان مسائل کے حنفیہ کے پاس بہت ہیں احادیث اور روایات اس بارہ میں موجود ہیں۔ جو بہت سی کتابوں اور رسالوں میں شائع ہو چکی ہیں۔ آمین کے بارے میں واخفی بها صوته وارد ہے[۱]۔ ورقرأۃ خلف الامام کی ممانعت میں واذا قرأ فانصتوا[۲] مسلم کی روایت میں موجود ہے اور رفع یدین کے بارے میں حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ ترمذی میں مذکور ہے۔ قال عبد اللہ[۳] ابن مسعود الا اصلی بکم صلوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصلی فلم یرفع یدیہ الا فی اول مرۃ ترمذی الکتب الستہ ص ۱۶۶۳، حدیث نمبر ۲۵۷

(۳) مرد کا ستر گھٹنے سے ناف تک ہے[۴]۔ پنڈلی کھلی رہتے ہوئے بھی نماز درست ہوتی ہے۔ چونکہ

۱) کما فی الترمذی ابواب الصلوۃ باب ما جاء فی التامین ص ۵۸ ج ۱: ایچ ایم سعید کراچی)
۲) کما فی صحیح المسلم کتاب الصلوۃ، باب التشہد فی الصلوۃ، ص ۱۷۴، ج ۱، طبع قدیمی کتب خانہ کراچی)
۳) کما فی الترمذی ابواب الصلوۃ، باب رفع الیدین ص ۵۹، ج ۱: طبع ایچ ایم سعید کراچی)
۴) کما فی صحیح البخاری عن ابی ہریرۃ قال ما اسفل من الکعبین من الازار فی النار۔ کتاب اللباس باب ما اسفل من الکعبین ففی النار، ص ۸۶۱، ج ۲، طبع قدیمی کتب خانہ کراچی)
وایضا فیہ: کتاب اللباس باب من جر ثوبہ من الخیلاء ص ۸۶۱، ج ۲: قدیمی کتب خانہ کراچی)
عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا ینظر اللہ یوم القیامۃ الی من جر ازارہ بطرا)

شلوار کا ٹخنے سے اوپر رکھنا ضروری ہے[۱] یعنی ٹخنے کھلا رکھنا چاہیے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ محمد انور عفی عنہ

الجواب صحیح محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ

۲۳ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۲ھ

جیب میں فوٹو اور ہاتھ میں لوہے کی گھڑی پہنے ہوئے نماز کا حکم

س

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسائل کہ:

(۱) اگر کسی کی جیب میں انسان کا فوٹو ہو تو نماز ہو جاتی ہے یا نہیں، فوٹو خواہ کسی صورت میں ہو، مثلاً پاسپورٹ ویزے کے لئے بھی فوٹو ہوتا ہے یا پیسے جو نوٹ کا فوٹو جیب میں رکھنے پر انسان مجبور ہے۔ جواز کی صورت ہے یا نہیں۔

(۲) جس گھڑی کا چین لوہے کا ہو اس کو پہن کر نماز پڑھنا کیسا ہے اگر ناجائز ہے تو گھڑی بھی لوہے کی ہے گھڑی کا پہننا بھی ناجائز ہونا چاہیے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

(۱) نماز اس صورت میں درست ہے۔ **لا يكره لو كانت تحت قدميه او محل جلوسه لانها مهانة او في يده عبارة الشمني بدنه لانها مستورة بثيابه او على خاتمه بنقش غير مستبين قال في البحر ومفاده كراهة المستبين لا المستتر بكيس او صرة او ثوب آخر بان صلى ومعه صرة او كيس فيه دنانير او دراهم فيها صور صغار فلا تكره لاستتارها** [۲]

---

۱) كما في تنوير الابصار (ستر العورة وهي للرجل ما تحت السرة الى ما تحت الركبتين) كتاب الصلوة باب شروط الصلوة، ص ٤٠٢، طبع جديد مكتبه رشيديه كوئته) وكذا في البحر الرائق: (كتاب الصلوة باب شروط الصلوة، ص ٤٦٢، ٤٦٨، ج١: مكتبه رشيديه كوئته) وكذا في الهنديه: (كتاب الصلوة الباب الثالث في شروط الصلوة، ص ٥٨، ج١: مكتبه رشيديه كوئته)

۲) كما في الدر المختار مع رد: (كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها مطلب اذا تردد الحكم بين سنة وبدعة كان السنة اولى، ص ٦٤٨، ج١: مكتبه ايچ ايم سعيد كراچي)

وكذا في الهنديه: (كتاب الصلاة، الباب السابع، الفصل الثاني فيما يكره في الصلاة وما لا يكره، ص ١٠٧، ج١: مكتبه رشيديه كوئته)

وكذا في الفقه الاسلامي: (خلاصة الرأي في التصوير: ٢٩٧٦، ج٤: بيروت لبنان)

(۳) گھڑی انسانی ضرورت کی چیز ہے اور زنجیر یا پٹی اس کی حفاظت کے لیے ہے جیسا کہ تلوار کے لیے دونوں سروں پر ایک یا دو حلقے ہوتے ہیں فقہاء نے تصریح کی ہے کہ اگر یہ حلقے لوہے یا پیتل کے ہوں تو جائز ہیں اور اس میں کراہت نہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ گھڑی کے پٹے کی اجازت مفہوم ہوتی ہے۔ قال فی الشامية ولا يكره في المنطقة حلقة حديد او نحاس او عظم وايضا تحت قوله (ولا يتختم الا بالفضة) اي بخلاف المنطقة فلا يكره فيها حلقة حديد ونحاس[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

[illegible]

[illegible]

جائے نماز پر غیر ذی روح کی تصویر کا حکم

سوال:

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ جائے نماز پر کسی مسجد وغیرہ کا یا غیر ذی روح چیز کا نقش ہو تو اس سے نماز میں کوئی خرابی تو نہیں آتی۔

جواب:

غیر ذی روح کا فوٹو اگر مصلیٰ پر ہو تو اس سے نماز میں کوئی خرابی نہیں آتی[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

[illegible]

[illegible]

---

(۱) الدر المختار مع رد المحتار (کتاب الحظر والاباحة، فصل فی اللبس، ص ۳۵۹، ج ۶، مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی)

وکذا فی الهندية (کتاب الکراهية، الباب العاشر فی استعمال الذهب والفضة، ص ۳۳۶، ج ۵، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

وکذا فی البحر الرائق (کتاب الکراهية، فصل فی اللبس، ص ۳۷۹، ج ۸، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

(۲) کما فی الهندية: ولا يكره تمثال غير ذي الروح كذا في النهاية (کتاب الصلاة، الباب السابع الفصل الثانی فیما یکره فی الصلاة وما لا یکره، ص ۱۰۷، ج ۱، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

وکذا فی الفقه الاسلامی (خلاصة الرأی فی التصویر، ص ۲۶۷۲، ج ۴، بیروت لبنان)

وکذا فی الموسوعة الفقهية (اقتناء واستعمال صور المصنوعات المشغولة بالحوامد والنباتات، ص ۱۱۶، ج ۱۲، مکتبہ حقانیہ کوئٹہ)

سر پہ بغیر باندھے رومال رکھ کر نماز پڑھنے کی شرعی حیثیت

سوال:

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نماز پڑھتا ہے اور جیسے سردی کا موسم ہو یا گرمی کا موسم، سر پر رومال رکھتا ہے اور رومال کے دونوں طرفوں کو بغیر باندھنے کے چھوڑ دیتا ہے۔ کبھی رومال کے اوپر ٹوپی رکھتا ہے اور کبھی رومال کے نیچے ٹوپی رکھتا ہے اگر اس کو کہا جاتا ہے کہ رومال کے ایسا کرنے کو فقہاء سدل کہتے ہیں اور سدل کا حکم کراہت تحریمی لکھتے ہیں تو وہ جواب دیتا ہے کہ اس کو سدل نہیں کہا جاتا اور اس کا ثواب ہوتا ہے کیونکہ پٹھانوں میں تمام لوگ ایسا کرتے ہیں۔ اب ہم یہ پوچھتے ہیں کہ رومال کو سر پر رکھ کر اس کے دونوں طرفوں کو نیچے لٹکانے کو فقہاء سدل کہتے ہیں یا نہ؟ اگر کہتے ہیں تو اس کا حکم کیا ہے اور اگر رومال کے لٹکانے کو سدل نہیں کہتے تو سدل کا کیا معنی ہے اور ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے۔ بینوا بالکتاب والسنۃ

الجواب:

صورت مسئولہ کو فقہاء سدل کہتے ہیں اور یہ مکروہ ہے۔ قال الشامی[1] وقال في البحر وفسره الكرخي بأن يجعل ثوبه على رأسه أو على كتفيه ويرسل أطرافه من جانبه إذا لم يكن عليه سراويل اهـ فكراهته لاحتمال كشف العورة وإن كان مع السراويل فكراهته للتشبه بأهل الكتاب فهو مكروه مطلقاً سواء كان للخيلاء أو غيره البتہ اگر اوپر ٹوپی رکھے تو جائز ہے[2]۔ مگر مکروہ تنزیہی۔ واللہ اعلم

محمد عطاءاللہ

[illegible] ھ

---

(۱) الشامية: (كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب في الكراهة التحريمية والتنزيهية، ص ٦٣٩، ج١، مكتبه ايچ ايم سعيد كراچی)

وكذا في الهندية: (كتاب الصلوة، الفصل الثاني فيما يكره في الصلاة وما يكره، ص ١٠٦، ج١، مكتبه رشيديه كوئٹه)

وكذا في البحر الرائق: (كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلوة وما يكره فيها، ص ٢١، ج٢، مكتبه رشيديه كوئٹه)

(۲) كما في فتاوى دار العلوم ديوبند، باب مكروهات الصلوة، ص ١٠٩، ج٤، مكتبه دار الاشاعت، كراچی)

جائے نماز پر بنے ہوئے نقوش کے ادب کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین [illegible] مسئلہ کے [illegible] جائے نماز پر [illegible] نقوش [illegible] کیا ہے [illegible]

جواب

[illegible] مقامات [illegible] نقوش [illegible] جاتے ہیں [illegible]
[illegible] نقوش [illegible] [۱] [illegible]
[illegible] [۲] [illegible]
[illegible] [۳] [illegible]
[illegible] واللہ تعالیٰ اعلم

[illegible] ۱۴۲۱ھ

---

(۱) کما فی القرآن المجید [illegible] ومن یعظم شعائر اللہ فانھا من تقوی القلوب (سورۃ الحج [illegible] ۳۲، پارہ ۱۷) [illegible] وکذا فی معارف القرآن [illegible] (سورۃ الحج، فائدہ نمبر ۴ [illegible] ص ۲۰۴ ج ۵ مکتبہ [illegible]) وکذا فی الھندیۃ: (کتاب الصلاۃ، الباب السابع [illegible] ص [illegible] ج ۱ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

(۲) کما فی الھندیۃ [illegible] (کتاب الصلاۃ [illegible] ص ۱۰۹ ج ۱ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

وکذا فی [illegible] ص [illegible] ج ۱ مکتبہ ایچ ایم سعید کراچی [illegible] (کتاب الصلاۃ [illegible] ص ۴۷۶ ج ۱ مکتبہ ادارۃ القرآن کراچی)

(۳) امداد الفتاویٰ: (مسائل شتی، ص ۳۷۹ ج ۱، مکتبہ دار العلوم کراچی)

باب فی احکام المسجد

مسجد کی چھت پر نماز کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں ایک مسجد جو مدینہ مسجد کے نام سے موسوم ہے۔ اس میں گرمی کے پنکھوں کا باقاعدہ انتظام ہے۔ مسجد کے نمازی حضرات مسجد کی چھت پر نماز باجماعت کرانے پر مصر ہیں۔ اور امام مسجد انکار کرتا ہے۔ تو مسجد کی چھت پر نماز پڑھنا از روئے شریعت (جب کہ نیچے جگہ بھی ہے) صحیح ہے یا مکروہ اگر مکروہ ہے تو کس قسم کی۔

الجواب

مسجد کی چھت پر بلا ضرورت (یعنی تنگی مسجد) نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ البتہ اگر مسجد تنگ ہو اور نمازی زیادہ ہوں اور نیچے نہ سما سکتے ہوں تو نیچے کی جگہ پر کرنے کے بعد چھت پر نماز پڑھنا درست و صحیح ہے لیکن صورت مسئولہ میں چونکہ یہ ضرورت متحقق نہیں۔ اس لئے گرمی کی وجہ سے چھت پر نماز پڑھنا مکروہ ہوگا۔ عالمگیری میں ہے۔ الصعود علی سطح كل مسجد مكروه ولهذا اذا اشتد الحر يكره ان يصلوا بالجماعة فوقه الا اذا ضاق المسجد كذا في الغرائب (۱)۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں نمازیوں کا ایسا امر خلاف شریعت پر اصرار کرنا ناجائز گناہ ہوگا۔ بلکہ انہیں چاہیئے کہ شرعی حکم معلوم کریں اور اس پر عامل بنیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

عبد الواحد عفی عنہ

الجواب صحیح محمد عبد اللہ عفی عنہ

مسجد میں سونے کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ بعض امام و مدرس لوگ مسجد کی چھت پر یا نیچے سوتے ہیں جب کہ ان کے اپنے گھر بھی موجود ہیں۔ اس بارے میں مسئلہ بتا دیجئے۔

---

(۱) الهندية كتاب الكراهية باب الخامس في ... ص ۳۲۲ ج ۵ طبع رشيديه كوئٹه)
وكذا في الشامية (كتاب الصلوة باب ما يفسد الصلوة الخ ص ۶۵۶ ج ۱ طبع رشيديه كوئٹه)
وكذا في البحر (كتاب الصلوة باب ما يفسد الصلوة ص ۱۶۱ ج ۲ طبع رشيديه كوئٹه)

الجواب حامداً ومصلیاً

مسجد میں چارپائی بچھا کر سونا(۱) جائز ہے البتہ اولیٰ یہ ہے کہ جب ان کے گھر موجود ہیں تو مسجد میں نہ سوئیں، اگر سونا چاہیں تو اعتکاف کی نیت کرلیں(۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہ

مسجد میں ذکر و مراقبہ کی شرعی حیثیت

سوال

بخدمت جناب مفتی صاحب، السلام علیکم کے بعد عرض ہے کہ ہم عشاء کی نماز پڑھ لینے کے بعد مراقبہ کرتے ہیں، مراقبہ میں ذکر اللہ ہوتا ہے، پہلے آہستہ آہستہ سے پھر زور زور سے اللہ اللہ کرتے ہیں، کیا یہ مراقبہ مسجد میں جائز ہے؟ اس مراقبہ میں جو کہ مسجد کی کوئی بے حرمتی تو نہیں ہے، اگر مراقبہ جائز ہے تو کس جگہ اور کس حالت میں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مسجد میں بیٹھ کر ذکر و مراقبہ کرنا درست ہے، مسجد بنائی ہی اسی لیے جاتی ہیں، مگر اس میں نمازیوں کو

---

(۱) كما في سنن ابن ماجه: عن نافع عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه كان إذا اعتكف طرح له فراشه أو يوضع له سريره وراء أسطوانة التوبة. (أبواب ما جاء في الصيام، باب في المعتكف يلزم مكانا في المسجد، ص ۱۲۷، مكتبه قديمي كتب خانه كراچي)

وكذا في إعلاء السنن: (كتاب الصوم، باب جواز وضع الفراش في المسجد للمعتكف، ص ۲۹۰، ج۹، إدارة القرآن، كراچي)

(۲) كما في الهندية: ويكره النوم والأكل فيه أي المسجد لغير المعتكف وإذا أراد أن يفعل ذلك ينبغي أن ينوي الاعتكاف فيدخل فيه ويذكر الله تعالى بقدر ما نوى أو يصلي ثم يفعل ما شاء. ولا بأس للغريب ولصاحب الدار أن ينام في المسجد في الصحيح من المذهب والأحسن أن يتورع فلا ينام. (كتاب الكراهية، الباب الخامس، ص ۳۲۱، ج ۵، طبع رشيديه، كوئٹه)

وكذا في الدر المختار مع شرحه: (كتاب الصلاة، مطلب في الغرس في المسجد، ص ۶۶۱، طبع سعيد، كراچي) وكذا في حلبي كبير: (كتاب الصلاة، فصل في أحكام المسجد، ص ۶۱۲، طبع سهيل)

جائیں اور اللہ کا ذکر کیا جائے۔ فی بیوت اذن اللہ ان ترفع ویذکر فیہا اسمہ[1]۔ لیکن اس ذکر و مراقبہ میں مندرجہ ذیل امور کا لحاظ رکھنا از حد ضروری ہے، ورنہ مجلس ذکر مجلس بدعت بن جائے گی۔

(۱) مجلس ذکر نماز کے اوقات میں قائم نہ کی جائے۔ ایسا نہ ہو کہ ادھر جماعت کھڑی ہو اور ادھر ذاکرین نے حلقۂ ذکر قائم کیا ہو[2]۔ (۲) ذکر خفی ہو تو بہتر ہے اور اگر ذکر جہری ہو تو ایسا نہ ہو کہ لوگوں کی نمازوں میں خلل واقع ہونے لگے۔ بلکہ جہر اس سے بڑھ کر نہ ہو جیسے شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ[3]۔ (۳) ذاکرین کی آواز مجتمع طور پر نہ ہو۔ جیسا کہ فی الواقع مل کر نعت خوانی کرتے ہیں۔ بلکہ ہر شخص اپنے اپنے ذکر میں مشغول رہے۔ (۴) حلقۂ ذکر میں ہر شخص کو شرکت پر مجبور نہ کیا جائے۔ جس کا جی چاہے چلا جائے[4]۔ (۵) حلقۂ ذکر کی مجلس ایک طرف ہو۔

---

۱) (سورة النور، آیت نمبر ۳۶) کما فی مراقی الفلاح علی حاشیة الطحطاوی "واجمع العلماء سلفا وخلفا علی استحباب ذکر اللہ تعالیٰ جماعة فی المساجد وغیرها من غیر نکیر الا ان یشوش جهرهم بالذکر علی نائم او مصل او قارئ قرآن کما هو مقرر فی کتب الفقه" (کتاب الصلوٰة، فروع بعد فصل فی صفة الاذکار، ص ۱۷۴، طبع قدیمی، کراچی) وکذا فی الشامیة (کتاب الصلوٰة، مطلب فی رفع الصوت بالذکر، ص ۶۶۵، ج۲، طبع رشیدیه جدید) وکذا فی رسائل اللکنوی، الباب الاول، ص ۴۹۰، ج۳، طبع ادارة القرآن)۔

۲) تقدم تخریجه تحت حاشیة نمبر ۱، صفحه هذا، جواب مذکورہ۔

۳) کما فی الدر المختار مع شامیه "قد حرر المسألة فی الخیریة وحمل ما فی فتاوی القاضی علی الجهر المضر وقال ان هناك احادیث اقتضت طلب الجهر، واحادیث طلب الاسرار والجمع بینهما بان ذلك یختلف باختلاف الاشخاص والاحوال فالاسرار افضل حیث خیف الریاء او تأذی المصلین او النیام" (کتاب الحظر والاباحة، فصل فی البیع، ص ۳۹۸، ج۶، طبع سعید)

وکذا فی حاشیة الطحطاوی: (کتاب الصلوٰة، باب الامامة، فصل فی صفة الاذکار، ص ۳۱۸، طبع قدیمی کتب خانه)۔

وکذا فی مجموعة الرسائل اللکنوی: رساله سباحة الفکر فی الجهر بالذکر، ص ۴۶۵، ج۳: طبع ادارة القرآن، کراچی)

۴) کما فی رسائل اللکنوی: "الاصرار علی المندوب یبلغه الی حد الکراهة" (رساله سباحة الفکر ص ۳۱، اللکنوی ص ۴۹۰، ج۳، طبع ادارة القرآن)

وکذا فی السعایة: (باب صفة الصلوٰة، قبیل فصل فی القراءة، ص ۲۶۵، طبع سهیل اکیڈمی)

ان امور کا لحاظ رکھا جائے تو خیر کی امید ہے۔ فقط واللہ اعلم

محمد انور عفا اللہ عنہ

گرمی کے سبب مسجد کی چھت پر نماز پڑھنے کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مسجد کے صحن پر چھت ڈال دی گئی ہے اب نماز اس چھت پر پڑھی جاتی ہے فی الحال گرمی کی وجہ سے صحن مسجد میں نماز نہیں پڑھی جاتی کیا صحن مسجد چھوڑ کر مسجد کی چھت پر نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

عالمگیری میں ہے۔ الصعود علی سطح كل مسجد مكروه ولهذا اذا اشتد الحر يكره ان يصلوا بالجماعة فوقه الا اذا ضاق المسجد الخ[1]۔ یہ عبارت صاف دال ہے اس بات پر کہ گرمی کی وجہ سے مسجد کی چھت پر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

بندہ احمد عفا اللہ عنہ

جماعت کی نماز حاصل کرنے کی غرض سے مسجد میں بھاگنے کی شرعی حیثیت

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسائل ذیل میں کہ:

(۱) اگر مسجد میں سامنے والی دیوار میں گھڑی لگا دی جائے جو کہ نمازیوں کو سجدہ میں دکھائی دے۔ کیا اس گھڑی سے نماز میں کوئی فرق آتا ہے۔

(۲) اگر کوئی وضو کرتے وقت کلمہ نہ پڑھے تو کیا اس کا وضو ہوگا۔

(۳) اگر وضو کرتے وقت داڑھی کو انگلی ڈال کر خلال نہ کیا جائے جب کہ داڑھی خوب گاڑھی ہو اور جلد نظر نہ آتی ہو تو کیا وضو ہو جائے گا۔

---

۱) الهندية (كتاب الكراهية الباب الخامس، ص ۳۲۲، ج۵، طبع رشيديه) وكذا في الشامية: (كتاب الصلوة، باب صفة الصلوة، ص ٦١٥، ج۲، طبع رشيديه)
وكذا في البحر: (كتاب الصلوة، باب ما يفسد الصلوة، ص ٦١، ج۲، طبع رشيديه)

(۳) مسجد میں نماز فرض ہو رہی ہے اور بعد میں مقتدی آتی جلدی جلدی بھاگ کر جماعت میں شریک ہونے کے لیے بھاگتے ہیں آواز ہوتی ہے اور ان کے قدموں کی آواز سے شور ہوتا ہے تو کیا یہ صحیح ہے یا جائز ہے کہ مقتدی اس طرح کرے۔

(۵) اگر امام فرض نماز میں قرأت بھول جائے اور دوبارہ لوٹ کر پڑھے یا دوسری سورت شروع کردے تو کیا سجدہ سہو واجب ہوگا اور کیا مقتدی کی فرض نماز میں فساد ہو جاتا ہے۔

(۶) ایک امام مسجد جس کی تنخواہ کم ہے مسجد میں رہتا ہے اور بہت غریب ہے تو اگر مسجد کے پیسے میں سے کچھ اس کی مدد کی جائے تو کیا یہ جائز ہے۔

الجواب

(۱) اچھا یہ ہے کہ گھڑی یا تو اونچی ہو کہ نمازی کی نظر اس پر نہ پڑے یا کنارے کی دیوار پر لگائی جائے اس پر نظر پڑنے سے اگرچہ نماز فاسد تو نہیں ہوتی لیکن دھیان اس طرف ہو جانے سے نماز میں نقصان ضرور آتا ہے[۱]۔

(۲) وضو ہو جانے کے بعد کلمہ شہادت پڑھنا مستحب ہے[۲]۔

(۳) وضو میں ڈاڑھی کا خلال مسنون ہے[۳]۔

---

۱) كما في البحر الرائق: ومحل الاختلاف في غير نقش المحراب وأما نقشه فهو مكروه لأنه يلهي المصلي كما في فتح القدير وغيره (كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة، الخ، ص ۴۰، ج۲، طبع رشيديه كوئٹه)

وكذا في رد المحتار: (كتاب الصلاة، مطلب كلمة لا بأس الخ، ص ۶۵۸، طبع سعيد كراچی)

وكذا في فتح القدير: (كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة، ص ۳۶۸، ج۱، طبع رشيديه كوئٹه)

۲) كذا في الشامية: ويزاد في المستحب وأن يقول بعد فراغه سبحانك اللهم وبحمدك أشهد أن لا إله إلا أنت أستغفرك وأتوب إليك وأشهد أن محمدا عبده ورسوله ناظرا إلى السماء (كتاب الطهارة، مطلب في بيان ارتقاء الحديث الضعيف الخ، ص ۱۲۸، ج۱، طبع سعيد)

وكذا في حلبي كبير: (كتاب الطهارات، فصل في آدابه، ص ۳۵، طبع سعيدى كتب خانه كوئٹه)

وكذا في تبيين الحقائق: (كتاب الطهارات، فصل في آدابه، ص ۴۴، ج۱، طبع دار الكتب العلمية)

۳) كما في الهداية: ومنها تخليل اللحية ذكر قاضي خان في شرح جامع الصغير تخليل اللحية عندهما سنة (كتاب الطهارات، الباب الأول، الفصل الثاني، ص ۷، ج۱، طبع رشيديه كوئٹه)

وكذا في تبيين الحقائق: (كتاب الطهارة، سنن الوضوء، ص ۳۶، ج۱، طبع دار الكتب العلمية بيروت) وكذا في حاشية الطحطاوي: (كتاب الطهارات، فصل في سنن الوضوء، ص ۴۰، طبع قديمي كتب خانه)

(۴) ایسا کرنے سے چونکہ [illegible] قرأت سے [illegible] نماز میں خلل آتا ہے اس لیے [illegible] موجود ہو تو اس کے بعد ادا کرنے میں [illegible] نہیں چاہیے[۱]۔

(۵) دوسری صورت میں [illegible] سے نماز میں کوئی خلل نہیں آتا[۲]، البتہ بہتر ہے کہ مقتدی لقمہ دینے میں جلدی نہ کرے، اگر لقمہ دے تو نماز فاسد نہیں ہوتی[۳]۔

(۶) اگر وقف کی آمدنی سے امام کا اس پر حق ہے تو جائز ہے[۴]۔ واللہ اعلم۔

[illegible]

---

(۱) كما في الشامية: (ويكره للمصلي ... والهرولة للصلاة) (كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ص ٦٥٦، ج ١، طبع رشيدية جديد)

وكذا في صحيح البخاري: عن أبي قتادة عن أبيه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا أقيمت الصلاة فلا تقوموا حتى تروني وعليكم بالسكينة.

(كتاب الصلاة، باب لا يقوم إلى الصلاة مستعجلا إلخ، ص ٨٨، ج ١، طبع قديمي كتب خانه)

وكذا في صحيح المسلم: (كتاب الصلاة، باب استحباب إتيان الصلاة بوقار وسكينة، ص ٢٢٠، ج ١، طبع قديمي كتب خانه)

(۲) كما في الدر المختار مع شرحه: ولا بأس أن يقرأ سورة ويعيدها في الثانية: "قال الشامي: أفاد أنه يكره تنزيها ..." (كتاب الصلاة، فصل في القراءة، ص ٥٤٦، ج ١، طبع سعيد)

وكذا في تبيين الحقائق: (كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ص ٣٣٦، ج ١، طبع دار الكتب)

وكذا في النهر الفائق: (كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، ص ٢٣٩، ج ١، امداديه ملتان)

(۳) كما في الدر المختار مع شرحه: (بخلاف فتحه على إمامه) فإنه لا يفسد (مطلقا) لفاتح وآخذ بكل حال (قوله بكل حال) أي سواء قرأ الإمام قدر ما تجوز به الصلاة أم لا، انتقل إلى آية أخرى أم لا، تكرر الفتح أم لا، هو الأصح (كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة، ص ٦٢٢، ج ١، طبع سعيد كراچی)

وكذا في الهندية: (كتاب الصلاة، الباب السابع، ص ٩٩، ج ١، طبع رشيديه كوئٹه)

وكذا في البحر: (كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة، ص ١٠، ج ٢، طبع رشيديه)

(٤) كما في الدر المختار: ويبدأ من غلته بعمارته ثم ما هو أقرب لعمارته كإمام مسجد ومدرس مدرسة يعطون بقدر كفايتهم (كتاب الوقف، مطلب يبدأ من غلة الوقف بعمارته، ص ٣٦٦، ٣٦٧، ج ٤، طبع سعيد كراچی)

وكذا في البحر الرائق: (كتاب الوقف، ص ٣٥٩، ج ٥، طبع رشيديه)

وكذا في الهندية: (كتاب الوقف، الباب الحادي عشر، ص ٤٦٣، ج ٢، طبع رشيديه)

نئی جگہ کے سبب ایک مسجد کو چھوڑ کر دوسری مسجد میں نماز پڑھنے کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ پہلے ایک مسجد اس کے زمانہ میں بنی ہوئی ہے۔ جو چوہدری نے زمین سے اجازت دی تھی۔ آبادی کے لحاظ سے وہ مسجد چھوٹی ہے باہر جو زمین مختصر سی ہے وہ آباد ہے وہ ایک شیعہ کا مکان ہے۔ مسجد بام اور بلا ضرورت تھی۔ ایک مسجد اس سے ۸۶ قدم دور بنائی گئی ہے۔ اگر دور سے قدم ماریں تو ۶۶ ہیں۔ اگر مکانوں کے اندر سے قدم ماریں تو ۴۰ ہیں اور جو مسجد نئی بنائی گئی ہے اس کی آبادی بھی بہت ہے اور نمازی بھی بہت ہیں کیا ہم پرانی مسجد کو چھوڑ کر نئی مسجد میں جا سکتے ہیں یا نہیں؟ نئی مسجد بہت اچھی ہے پرانی مسجد میں لوگ نہیں جا سکتے اور [illegible] بینوا توجروا

الجواب

پرانی مسجد کو چھوڑ کر نئی مسجد میں جانا جائز ہے بشرطیکہ پرانی میں بھی باقاعدہ جماعت کا اہتمام ہوتا رہے[۱] اور بہتر تو یہ ہے کہ نئی مسجد میں جانے سے پرانی مسجد کے غیر آباد ہونے کا اندیشہ ہو تو جانا جائز نہیں البتہ یہ ہے کہ پرانی مسجد میں جماعت بھی پہلے ہوتی ہو کہ جو نمازی اس میں نہ جا سکیں وہ نئی مسجد میں جماعت سے نماز ادا کریں تو پرانی کو آباد رکھنے کی وجہ سے جو زیادہ [illegible] قدم چلنا پڑیں گے ان کا پورا پورا ثواب ملے گا[۲]۔ واللہ تعالیٰ اعلم

---

(۱) كما في البحر الرائق: أهل محلة قسموا المسجد وضربوا فيه حائطا ولكل منهم إمام على حدة ومؤذنهم واحد لا بأس به والأولى [illegible] (كتاب الوقف، أحكام المسجد، ص ۲۶۹، ج ۵، طبع رشيدية)

وكذا في الهندية: (كتاب الكراهية، الباب الخامس في المسجد، ص ۳۲۰، ج ۵، طبع رشيدية)

وكذا في الدر المختار: (كتاب الصلوة، باب ما يفسد الصلوة، ص ۶۶۳، ج ۱، طبع سعيد)

(۲) كما في تفسير كبير: [illegible] أقرب إلى [illegible] فإن استويا في القدم فالأقرب [illegible] (كتاب [illegible] في أحكام المساجد، ص ۱۴۳، طبع [illegible])

وفي تفسير [illegible] (سورة التوبة: آية نمبر ۱۰۷، ص ۱۴۰، ج ۲، طبع دار الكتب)

وكذا في تفسير روح المعاني (سورة التوبة آية نمبر ۱۰۷، ص ۲۱، ج ۱۱، طبع دار احياء التراث العربي، بيروت)۔

بلاضرورت مسجد کی چھت پر جماعت ادا کرانے کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مسجد کی چھت پر جماعت کرانا [illegible] مسجد کے چھت پر [illegible] سب [illegible] طرف کی [illegible] نماز کے لئے [illegible] کی وجہ سے [illegible] بینوا توجروا

جواب

مسجد کی چھت پر بلا ضرورت شدید گرمی کے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ [illegible] نماز پڑھنے [illegible] [illegible] اور [illegible] نیچے جگہ [illegible] چھت پر نماز پڑھیں۔ لیکن [illegible] کی وجہ سے [illegible] اگر [illegible] صورت میں چھت پر نماز [illegible] ہے کیونکہ [illegible] عالمگیری[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کیا مسجد کی ہر طرف نماز پڑھنے کا ثواب ایک جیسا ہے

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین درج ذیل مسائل میں:

(۱) آج کل [illegible] سے [illegible] طرف فرش ہے [illegible] جگہ مسجد کے قبضہ میں ہے۔ [illegible] نہیں استعمال ہونے [illegible] میں [illegible] ہے۔ جیسے فرش [illegible] صاف ہوتے ہیں۔ [illegible] جماعت [illegible] کی [illegible] کی طرف [illegible] جماعت [illegible] کی طرف [illegible] فرش پر جماعت [illegible] فضیلت مسجد [illegible] ہے یا [illegible] [illegible] ہے۔ [illegible] ہے؟"

(۲) ایک امام اور ایک ہی مقتدی [illegible] جماعت [illegible] مقتدی [illegible] ہوتے ہیں [illegible] تیسری رکعت [illegible] میں ایک مقتدی اور [illegible] امام [illegible] کے [illegible] کی جگہ میں

---

(۱) کذا فی الهندیة: [illegible] علی سطح کل مسجد مکروه ولهذا اذا اشتد الحر یکره ان یصلوا بالجماعة [illegible] (الفتاوی [illegible] الباب الخامس [illegible] ص ۳۲۲ ج ۵ طبع [illegible])

وكذا في [illegible] ص ۲۹ ج ۲ طبع رشیدیه [illegible] البحر الرائق [illegible] ص ۳۴ ج ۱ طبع [illegible]

جانے یا مقتدی پیچھے سے [illegible] مقتدی کے ساتھ ہو جائے۔ تحریر فرمائیں۔ شکریہ [illegible] آپ کی نماز [illegible] ہوگی۔

الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(۱) اگر یہ حصہ داخل مسجد ہے اور متولی یا بانی نے نماز پڑھنے کے لئے اس کو وقف کر دیا ہے تو اس پر نماز پڑھنے کا ثواب مسجد کے ثواب جیسا ہوگا[1]۔ اور اگر یہ حصہ دالان ہے [illegible] آمدورفت کے متعلق [illegible] فضل [illegible] ہے[2]۔ اور اگر یہ حصہ مسجد سے علیحدہ ہے [illegible] نماز پڑھنے کا ثواب مسجد میں نماز پڑھنے کے ثواب کے برابر نہ ہوگا[3]۔

(۲) [illegible] مقتدی کو پیچھے ہٹ جانا چاہیے اور اگر [illegible] امام کو آگے بڑھ جانا چاہیے اور اگر آگے پیچھے ہونے کی جگہ نہ ہو تو امام کو آگے ہو جانا چاہیے [illegible] آگے ہو جائے یا مقتدی پیچھے ہٹ جائے[4]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۱) كذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح: [illegible] والصلوة [illegible] بلا خلاف [illegible] (كتاب الوقف، فصل في احكام المسجد ص ۳۸۵، ج ۵، طبع رشيديه)۔

وكذا في الشامية (كتاب الوقف، مطلب في احكام المسجد، ص ۳۵۶، طبع سعيد)۔ وكذا في الفتاوى التاتارخانية (كتاب الوقف، مسائل وقف المسجد، ص ۸۳۰، ج ۵، طبع ادارة القرآن)

(۳) كما في الدر المختار: السنة أن يقوم الامام [illegible] وسط الصف [illegible] (كتاب الصلوة، باب الامامة، ص ۵۶۸، ج ۱، طبع سعيد)

وكذا في الهندية (كتاب الصلوة، الباب الخامس، ص ۸۹، ج ۱، طبع رشيديه)

وكذا في [illegible] (كتاب الصلوة، باب الامامة، ص ۲۱۶، ج ۱، طبع دار الكتب العلمية)

(۴) كما في حلبي كبير: [illegible] فضل الجماعة في المسجد [illegible] النوافل ص ۴۰۲، طبع سهيل اكيدمي [illegible] وكذا في حاشية الطحطاوي (كتاب الصلوة، باب الامامة ص ۲۸۶، طبع قديمي)

وكذا في الهندية (كتاب الصلوة، الباب الخامس، ص ۸۸، ج ۱، طبع رشيديه كوئته)

(۵) كما في الشامية: [illegible] اقتدى بامام [illegible] يتقدم الامام [illegible] السوار [illegible] وفي القهستاني عن الجلابي [illegible] واحد [illegible] قبل التكبير [illegible] (كتاب الصلوة، باب الامامة، ص ۵۶۸، ج ۱، طبع سعيد كراتشي)

وكذا في البحر (كتاب الصلوة، باب الامامة، ص ۶۱۷، ج ۱، طبع رشيديه)۔ وكذا في [illegible] (كتاب الصلوة، باب الامامة، ص ۳۶۷، ج ۱، طبع [illegible] مصر)

تکبیر تحریمہ کے بعد ہاتھ نہیں باندھے رکوع میں چلا گیا

سوال:

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی اس وقت پہنچا جب کہ جماعت ہو رہی تھی امام صاحب رکوع میں چلے گئے، وہ بھی تکبیر تحریمہ کہہ کر رکوع میں امام کے ساتھ مل جاتا ہے یعنی تکبیر کہنے کے بعد ہاتھ ناف پر نہیں باندھتا ہے تب تکبیر کہہ کر رکوع میں چلا جاتا ہے کیا اس کی نماز کامل ہوئی یا تکبیر کے بعد ناف پر ہاتھ باندھ کر رکوع میں جانا ضروری تھا، صرف تکبیر تحریمہ کہنا کافی ہوتا ہے یا ناف پر ہاتھ باندھنا بھی ضروری تھا۔

الجواب

ہاتھ باندھنا نماز میں ناف کے نیچے مسنون ہے[1] فرض یا واجب نہیں ہے، اگر تکبیر تحریمہ کھڑے ہو کر کہا ہے اور تکبیر تحریمہ کہہ کر رکوع میں چلا گیا، ہاتھ نہیں باندھے تو نماز صحیح ہو جائے گی، البتہ اگر تکبیر تحریمہ جھکتے ہوئے کہی تو نماز نہیں ہوگی[2]

---

(۱) أخرجه أبو داود في سننه عن ... عن ... رضي الله عنه قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا قام إلى الصلاة ... وضع اليمنى على الشمال (ص ١٥٥ ج ١ طبع سعيد)

كما في الدر المختار: ووضع الرجل يمينه على يساره تحت سرته آخذا رسغها بخنصره وإبهامه هو المختار (كتاب الصلاة، فصل في بيان تأليف الصلاة ص ٤٨٧ ج ١ طبع سعيد)

وكذا في الهندية (كتاب الصلاة، الباب الرابع، الفصل الثالث ص ٧٣ ج ١ طبع رشيدية)

(۲) كما في الدر المختار: فلو قال "الله" مع الإمام و"أكبر" قبله أو أدرك الإمام راكعا فقال "الله" قائما و"أكبر" راكعا لم يصح في الأصح كما لو فرغ من "الله" قبل الإمام ... ولو وجد الإمام راكعا فكبر منحنيا إن كان إلى القيام أقرب صح ولغت نية تكبيرة الركوع (كتاب الصلاة، فصل في بيان تأليف الصلاة ص ٤٥٢ ج ١ طبع سعيد)

وكذا في الهندية (كتاب الصلاة، الباب الرابع ص ٦٨، ٦٩ ج ١ طبع رشيدية)

وكذا في البحر (كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة ص ٥٠٨ ج ١ طبع رشيدية)

نمازِ عشاء کا وقت جواز و استحباب

سوال:

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے متعلق کہ مغرب اور عشاء کے درمیان وقفہ کم از کم مقدار کیا ہے اور آنے والی راتوں میں زیادہ سے زیادہ کتنے وقت پر شروع کرنا جائز و مناسب اور موزوں ہوگا۔ حقیقت پر مطلع فرما کر ممنون فرمائیں۔

جواب:

غروب کے بعد عشاء کا وقت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک تب ہوتا ہے کہ شفق ابیض غائب ہو جائے اور اس کی مقدار عام طور پر تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ ہوتی ہے۔ پس مغرب و عشاء میں ڈیڑھ گھنٹے کا فاصلہ ہونا چاہیے۔ آج کل غروب کا وقت ۷ بج کر ۲۱ منٹ کے قریب ہے۔ اس حساب سے عشاء کا وقت ۸ بج کر ۵۰ منٹ کے بعد شروع ہوگا۔ اس لیے اذان اور نماز اس کے بعد ہو۔ اس سے پہلے درست نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ نماز کا وقت ۹ بجے کے بعد مقرر کیا جائے۔[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

---

(۱) كذا في البحر الرائق: (قوله وعند بعض) أي الشفق هو البياض عند الإمام وهو مذهب أبي بكر الصديق وعمر ومعاذ وعائشة رضي الله تعالى عنهم. وقال في آخره فثبت أن قول الإمام هو الأصح.
(كتاب الصلوة، ص ٢٤٧، ج١، طبع رشيديه)
وكذا في حاشية الطحطاوي: (كتاب الصلوة، ص ١٧٧، تا ١٧٨، طبع قديمى)
وكذا في تبيين الحقائق: (كتاب الصلوة، ص ٢٢٨، ج١، طبع دار الكتب)

باب في التراويح والوتر

تراویح کی رکعات

سوال:

ہمارے ہاں ۸ رکعات تراویح کا شدید اختلاف ہے۔ حتیٰ کہ غیر مقلدین نے یہ دعویٰ کردیا ہے کہ ۲۰ رکعات کا کسی مرفوع حدیث سے ثبوت ہی نہیں۔ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سنت ہے جبکہ احادیث مرفوعہ صحیحہ کے مطابق تہجد میں جو ہوتی ہے کہ ... سے دلائل بحوالہ صفحات کا پتا احناف کے دلائل کتب معتبرہ و معروفہ بحوالہ صفحات بتائیں۔ یہ مسئلہ بہت ... اور ... آٹھ رکعت باجماعت پڑھی جاتی تھیں۔ اور حضرت عمر کے دور میں ... حضرت عثمان ... حضرت علی ... احناف کے علماء نے دلائل کو ضعیف ... احناف کے ... دلائل تحریر فرمائیں۔

جواب:

رمضان شریف کا ماہ مبارک گزر گیا، جواب میں تاخیر ہوئی معاف فرمائیں۔ غیر مقلدوں سے کوئی پوچھے کہ ۲۰ رکعت کا ثبوت کہاں سے ... ہمارے ... تو ... لیکن کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھی نہیں تھا؟ حضرت عمر کون ہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفائے راشدین میں ... مشکوٰۃ کی روایت ان غیر مقلدوں کو یاد نہیں، جس میں آپ ... فرماتے ہیں: علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین۔ الحدیث[1]۔ میری اور میرے خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑو۔ پھر پورے ماہ کی جماعت کے ساتھ تراویح کا اہتمام بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سنت ہے[2]۔ اگر ... ثابت ... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

---

(۱) مشکوٰۃ: کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، ص ۳۰، فصل ثانی، طبع قدیمی کتب خانہ۔ وکذا فی حاشیة الطحطاوی (کتاب الصلوٰة، باب صلاة التراویح، ص ۲۲۱، طبع قدیمی کتب خانہ)

(۲) کما فی الدر المختار مع شرحه: (التراویح سنة مؤکدة لمواظبة الخلفاء الراشدین ای اکثرهم ... المواظبة علیها وقعت فی اثناء خلافة عمر رضی الله عنه ووافقه علی ذلک عامة الصحابة) (کتاب الصلوٰة، مبحث صلاة التراویح، ص ۴۴۳ تا ۴۴۴، ج ۲، طبع رشیدیہ)

وکذا فی حاشیة الطحطاوی: (کتاب الصلوٰة، فصل فی صلاة التراویح، ص ۴۱۱، طبع قدیمی)

وکذا فی حلبی کبیر (کتاب الصلوٰة، فصل فی التراویح، ص ۴۰۰، طبع سعید کتب خانہ کوئٹہ)

نے صرف چار دن سے زائد جماعت کے ساتھ تراویح ادا فرمائی ہیں(۱) پھر یہ غیر مقلد کیوں تمام رمضان المبارک میں تراویح پڑھتے ہیں۔ اگر ان کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے چڑ ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے دشمنی اور عداوت کا ثبوت دیتے ہوئے پورا مہینہ کی نماز تراویح باجماعت ادا نہ کریں۔ صرف تین چار دن جماعت کریں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پورا مہینہ باجماعت نماز تراویح ثابت نہیں ہے۔ پورا مہینہ باجماعت تراویح کا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جمع کر کے اجرا فرمایا تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بھی یہ اہتمام نہ تھا۔ اب ان غیر مقلدوں کے بارے میں کیا کہا جاتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دائرہ اسلام سے خارج کر دینے کے بعد تو عبادتیں ختم ہونے کا غیر مقلدوں کو چاہیے کہ نیا دین مرتب کریں اور حضرت عمر و حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم جیسے کی تمام سنتیں جن جن کو دین سے نکال دیں کیونکہ غیر مقلدین کے قول ان حضرات نے تو بدعتیں ایجاد کی تھیں اور معاذ اللہ یہ حضرات تو تبع سنت تھے ہی نہیں۔ یہ سب تبع سنت تو چودھویں صدی کے غیر مقلد ہیں لہذا ان کو لازم ہے کہ وہ دین مدون فرمائیں اور تمام امت کو گمراہ قرار دیتے ہوئے اپنے نئے دین کا پرچار کریں۔ والی اللہ المشتکی واللہ المستعان تفصیل دلائل کے لیے مجموعہ رسائل حضرت مولانا محمد امین صاحب مرحوم کا مطالعہ فرمائیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عشاء کی نماز تنہا ادا کرنے والے کی وتر کی جماعت میں شرکت کا حکم

سوال

جو شخص نماز عشاء جماعت سے نہ پا سکا ہو یا بیس رکعت تراویح کو ادا نہ کر سکا ہو وہ امام کے ساتھ وتر پڑھ سکتا ہے یا نہیں اور تراویح پوری کرنی ضروری ہے یا نہیں۔

جواب

عشاء کے فرض تنہا پڑھے تراویح سب یا اکثر امام کے ساتھ ادا کرے یا تراویح بالکل نہ پڑھے تینوں صورتوں میں وتر کی جماعت میں شریک ہو سکتا ہے اور باقی تراویح وتر کے بعد پڑھ لے تراویح امام کے ساتھ کل یا

---

(۱) كما في البناية شرح الهداية: عن عروة بن الزبير رضي الله عنهما أن النبي عليه السلام صلى في المسجد فصلى بصلاته ناس، ثم صلى من القابلة فكثر الناس، ثم اجتمعوا من الليلة الثالثة فلم يخرج إليهم النبي عليه السلام، فلما أصبح قال: "قد رأيت الذي صنعتم فلم يمنعني من الخروج إليكم إلا أني خشيت أن تفرض عليكم" (كتاب الصلاة، فصل في قيام شهر رمضان، ص ۳۴۳، ج۲: دار الكتب العلمية، بيروت)

لیکن یہ وتر جماعت کی صورت میں جماعت سے پڑھ لیں ... فقہاء کی عبارت میں لکھا ہے (ولو لم یصلیہا ای التراویح (بالامام) او صلاہا مع غیرہ له ان یصلی الوتر معه) (۱) اور شامی میں جماعت سے نہ پڑھنے کی صورت میں وتر کی جماعت کی ترغیب ... ہے ... علامہ طحطاوی سے معلوم ہوتا ہے، عبارت: قال فی شرح فرع صاحب الدر المختار بقی لو ترکہا الکل هل یصلون الوتر بجماعة فلیراجع ولو ذکر قضیة التعلیل فی المسئلة السابقة بقولهم لانها تبع ان لا یصلی الوتر بجماعة فی هذه الصورة لانه لیس تبع التراویح ولا العشاء عند الامام رحمه الله (الطحطاوی علی الدر المختار مبحث التراویح ج ص ۲۹۷) (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

تراویح میں عورت کی امامت کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ عورت اپنے گھر میں یا اپنے محلہ میں نماز تراویح میں ختم قرآن کرے اور عورتیں اس کے پیچھے کھڑی ہوں، ان کا امام بنے کیا یہ جائز ہے؟ ... ازواج مطہرات ... کی امامت ... بینوا توجروا۔

جواب

عورت کا عورتوں کا امام بننا کسی نماز میں ... مکروہ تحریمی ہے، لیکن اگر عورتیں امامت سے ... جماعت سے نماز پڑھیں تو جو عورت امام ہو وہ درمیان میں کھڑی ہو ... درمیان میں کھڑی ہونے سے بھی کراہت ... نماز فاسد نہیں ہوتی ...

---

(۱) الدر المختار (کتاب الصلوۃ، باب الوتر والنوافل، ص ۴۸، ج ۲، طبع سعید)

(۲) حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار (مبحث ... کتاب الصلوۃ، باب الوتر والنوافل، ص ۲۹۷، طبع دار المعرفۃ بیروت)

وکذا فی حلبی کبیر (کتاب الصلوۃ، فصل فی ... ص ۴۰۸، طبع سہیل اکیڈمی)

وکذا فی الہندیۃ (کتاب الصلوۃ، باب ... ص ۱۱۶، طبع رشیدیہ)

وکذا فی البحر الرائق (کتاب الصلوۃ، باب الوتر والنوافل، ص ۱۲۲، ج ۲، طبع رشیدیہ)

کراہت ہے[1]، عورتوں کو اکیلے علیحدہ نماز پڑھنا ہی افضل ہے[2]۔ کذا فی عمدۃ الفقہ[3]۔ لیکن صورت مسئولہ میں بہتر یہ ہے کہ سنانے والی حافظہ اکیلی پڑھے، اور دوسری عورتیں بغیر نماز کے بیٹھ کر سنیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

چندہ کی خاطر تراویح پڑھانے والے کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے ہاں تراویح پڑھنے والے کے لیے ایک سید حافظ قرآن اچھا پڑھتے ہیں، تقریباً تین سال سے مقرر ہے، لیکن وہ داڑھی سنت کے موافق نہیں رکھتا ہے، صرف شوق ہے۔ اس کے لیے چندہ مقرر ہے۔ جو رمضان شریف کی ۲۷ تاریخ کو قرآن مجید ختم کر کے مسجد میں چندہ ہوتا ہے۔ حافظ صاحب کے لیے اور امام و موذن کے لیے جدا جدا۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر حافظ صاحب چندہ کے لالچ سے قرآن سناتا ہے اس کے پیچھے نماز تراویح پڑھنا کیسا ہے اور اس کی امامت کیسی ہے؟ اگر بلا لالچ پڑھاتا ہے، مگر جو چندہ کی تکمیل تقریباً ۲۷ تاریخ کو ادا کیا جاوے تو پھر مسئلہ کیا ہوگا۔ اگر حافظ بے شک ہے اس کی داڑھی سنت کے مطابق نہیں تو پھر مسئلہ کیا ہوگا؟

اگرچہ فقہ کی شرح میں لکھا ہے کہ ختم نہیں پھر الم ترکیف سے پڑھنا زیادہ بہتر ہوگا یا نہیں۔ امداد الفتاویٰ میں لکھا ہے لینا دینا بھی جائز نہیں۔ اس سے الم ترکیف سے پڑھنا اچھا ہے۔ لہٰذا آپ مفصل جواب تحریر فرماویں تاکہ اختلاف ختم ہو جائے۔

---

۱) كما في الدر المختار مع شرحه: (و) يكره (تحريما جماعة النساء) وفي التوضيح "قال ابن عابدين" فأفاد أن الكراهة في كل ما تشرع فيه جماعة الرجال فرضا أو نفلا (الدر المختار) (ويقف الإمام وسطهن) فلو قدمت أثمت "قال ابن عابدين" فأفاد أن وقوفها وسطهن واجب كما صرح به في الفتح وأن الصلاة صحيحة وأنها إذا توسطت لا تزول الكراهة وإنما أرشدوا إلى التوسط لأنه أقل كراهية من التقدم كما في السراج. (كتاب الصلوة، باب الإمامة، ص ٣٦٥ تا ٣٦٧، طبع رشيديه كوئٹه) وكذا في الهندية. (كتاب الصلوة، الباب الخامس، الفصل الثالث، ص ٨٥، ج١، طبع رشيديه) وكذا في مجمع الأنهر (كتاب الصلوة، فصل في الإمامة، ص ١٦٤، ج١، طبع غفاريه كوئٹه)

۲) كما في الهندية: وصلاتهن فرادى أفضل (كتاب الصلوة، الباب الخامس، الفصل الثالث، ص ٨٥، ج١، طبع رشيديه)

وكذا في خلاصة الفتاوى: (كتاب الصلوة، الفصل الخامس عشر، ص ١٤٥، ج١، طبع رشيديه)

وكذا في مجمع الأنهر: (كتاب الصلوة، فصل في الإمامة، ص ١٦٤، ج١، طبع غفاريه كوئٹه)

۳) عمدة الفقه ص ١٨٦، ج ٢، قسم اول شرائط امامت، [illegible]

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) ڈاڑھی کو سنت کے موافق نہ رکھنے والا شخص فاسق ہے[1] اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے، اس لئے تراویح میں بھی مکروہ ہے۔ اما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه (الى قوله) بل مشى في شرح المنية على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم۔[2] كذا في فتاوى دار العلوم ديوبند[3] اجرت پر قرآن شریف پڑھنا درست نہیں[4]، اور اس میں ثواب نہیں، اور المعروف کالمشروط کی بنا پر نیت لینے دینے کی ہے، وہ بھی اجرت کے حکم میں ہے، اور ناجائز ہے[5]۔ اس حالت میں الم ترکیف سے پڑھنا اجرت کا قرآن شریف پڑھنے سے بہتر ہے۔ اور صرف تراویح ادا کر لینے سے تمام رمضان کی فضیلت حاصل ہو جائے گی[6]۔ وان القراءة لشيء من الدنيا لا تجوز وان الاخذ والمعطي آثمان لان ذلك يشبه الاستئجار على القراءة ونفس الاستئجار

---

(۱) كما في مشكوة المصابيح: عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: خالفوا المشركين اوفروا اللحى واحفوا الشوارب. (كتاب اللباس، باب الترجل، الفصل الاول، ص: ۳۸۰، ج: ۱، طبع قديمي) وفي الدر المختار: واما الاخذ منها وهي دون ذلك (اي دون القبضة) كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه احد، واخذ كلها فعل يهود الهند ومجوس الاعاجم. (كتاب الصوم، مطلب في الاخذ من اللحية، ص: ۴۱۸، ج: ۲، طبع سعيد) وكذا في البحر الرائق: (كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم، ص: ۴۹۰، ج: ۲، طبع رشيديه)

(۲) الدر المختار مع شرحه: (كتاب الصلوة، باب الامامة، ص: ۵۵۹ تا ۵۶۰، طبع سعيد)
وكذا في تبيين الحقائق: (كتاب الصلوة، باب الامامة، ص: ۱۳۴، ج: ۱، امداديه ملتان)
وكذا في البحر: (كتاب الصلوة، باب الامامة، ص: ۶۱۰، ج: ۱، طبع رشيديه)

(۳) فتاوى دار العلوم ديوبند: (كتاب الصلوة، باب الامامة، ص: ۲۰۱، ج: ۱، طبع دار الاشاعت)

(۴) كما في نصب الراية: اقرؤا القرآن ولا تأكلوا به (كتاب الاجارة، باب الاجارة الفاسدة، ص: ۳۳۶، ج: ۴، طبع مكتبه حقانيه) وفي الشامية: ان القرآن بالاجرة لا يستحق الثواب لا للميت ولا للقاري. (كتاب الاجارة، مطلب في الاستئجار على الطاعات، ص: ۵۶، ج: ۶، طبع سعيد)
وكذا في الهداية: (كتاب الاجارة، باب الاجارة الفاسدة، ص: ۳۰۳، ج: ۳، طبع رحمانيه لاهور)

(۵) كما في معين القضاة المفتين: كالمشروط: (المقالة الاولى، ص: ۴، طبع مير محمد كتب خانه)
وكذا في الشامية (كتاب الاجارة، باب الاجارة الفاسدة، ص: ۵۵، ج: ۶، طبع سعيد)
وكذا في شرح عقود رسم المفتي (ص: ۳۶، طبع قديمي كتب خانه كراچي)

(۶) كما في الدر المختار مع شرحه: والجماعة فيها سنة على الكفاية في الاصح ... التراويح سنة عين فلو تركها واحد كره (كتاب الصلوة، باب الوتر والنوافل، ص: ۴۵، ج: ۲، طبع سعيد) وكذا في البحر الرائق: (كتاب الصلوة، باب الوتر والنوافل، ص: ۱۲۰، ج: ۲، طبع رشيديه) وكذا في الفتاوى التاتارخانية: (كتاب الصلوة، نوع آخر في ان الجماعة ... ص: ۶۵۶، ج: ۱، طبع ادارة القرآن)

علیہا لا یجوز[۱] اور اختلاف کی بنا پر ... ہے[۲]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

تراویح میں ایک جگہ قرآن پاک ختم کرکے دوسری جگہ سنانے کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماءِ دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ رمضان المبارک میں تراویح کے اندر ایک دفعہ سنا کر دوسری دفعہ دوسری جگہ سناتا ہے تو کیا سننا اس کا درست ہے اور سنا سکتا ہے یا کہ نہیں۔

جواب

ایک مسجد میں پانچ سات روز میں قرآن شریف ختم کرکے دوسری مسجد میں دوبارہ ختم کرنا درست ہے اور دوسری مسجد والوں کی تراویح صحیح ہیں۔ کیونکہ تراویح کی نماز تمام رمضان شریف میں سنت مؤکدہ ہے۔ پس دوسری مسجد میں جو حافظ نے تراویح پڑھائی وہ بھی سنت مؤکدہ ہے اور مقتدیوں کی تراویح بھی سنت مؤکدہ ہیں لہٰذا دونوں کی نماز متحد ہوئی[۳]۔ علاوہ ازیں نفل پڑھنے والے کے پیچھے سنت بھی ہو جاتی ہیں[۴] اور یہ شبہ کہ ختم قرآن شریف ایک بار سنت مؤکدہ ہے دوسرا اور تیسرا ختم نفل ہے سو فاسد ہے کیونکہ اصل نماز امام کی سنت مؤکدہ ہے[۵]۔ ختم کے سنت نہ ہونے سے وہ نماز سنت ہونے سے خارج نہیں ہوئی اور مقتدیوں کی نماز میں کچھ نقصان نہیں آیا۔ فتاویٰ دارالعلوم[۶]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

---

۱) الدر المختار مع شرحہ (کتاب الصلوٰۃ، باب قضاء الفوائت، ص: ۶۴، ج۲، طبع رشیدیہ جدید)
(کتاب الصلوٰۃ، باب الوتر والنوافل، ص ۴۴، ج۲ طبع سعید)
وکذا فی التاتارخانیہ: (کتاب الصلوٰۃ، نوع آخر فی الجماعۃ، ج، ص ۶۵۶، طبع ادارۃ القرآن)
۲) امداد الفتاویٰ: (کتاب الصلوٰۃ، باب صلاۃ التراویح، ص ۳۲۱، ج۱: طبع مکتبہ دارالعلوم کراچی)
۳) کما فی الہندیۃ: السنۃ فی التراویح انما ھو الختم مرۃ ... والختم مرتین فضیلۃ، والختم ثلاث مرات أفضل (کتاب الصلوٰۃ، الباب العاشر، ص ۱۱۷، ج۱ طبع رشیدیہ) وفی الحلبیۃ: ولو تعجل الختم ... ان یفتتح من اول القرآن فی بقیۃ الشہر (کتاب فصل فی مقدار القراءۃ، ص ۴۱۸، ج۱: طبع رشیدیہ) وکذا فی الدر المختار (کتاب الصلوٰۃ، باب الوتر والنوافل، ص ۴۶، ج۲، طبع سعید)
۴) کما فی الہندیۃ: وفیہ دلالۃ علی صحۃ اقتداء المفترض بالمتنفل ... وبالاجماع لاتمتنع ... صلاۃ النفل ... (کتاب الصلوٰۃ، باب الامامۃ، ص ۵۸۰، ج۱، طبع سعید)
وکذا فی تبیین (کتاب الصلوٰۃ، باب الامامۃ، ص ۳۶۳، ج۱: طبع دار الکتب)
وکذا فی البحر الرائق: (کتاب الصلوٰۃ، باب الامامۃ، ص ۶۳۶، ج۱، طبع رشیدیہ کوئٹہ)
۵) کما فی الدر المختار مع شرحہ والجماعۃ فیہا سنۃ علی الکفایۃ فی الاصح فلا ... علی التراویح سنۃ عین۔
۶) فتاوی دارالعلوم دیوبند: (کتاب الصلوٰۃ، باب صلاۃ التراویح، ص ۲۴۷، ج۴، طبع دارالاشاعت)

باجماعت تہجد کے نوافل میں ختم قرآن کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین ان مسائل میں

(۱) نماز تراویح کی جماعت ختم ہونے کے بعد اجتماعی شکل میں دعا طویل کرنا کیسا ہے

(۲) رات کو تہجد کی نماز میں جو کہ نفل میں حافظ کا قرآن سنانا کیسا ہے؟ مثلاً اس کی صورت یہ ہے کہ زیادہ تر کئی سال سے رمضان المبارک میں ایک ختم تراویح میں سناتا ہے دوسرا تہجد کی نماز کے ساتھ دوسرا ختم کرتا تہجد میں جو سامع ہوتا ہے اس میں پیچھے جماعت کے تین چار مقتدی شریک ہوتے ہیں گویا کہ ایک جماعت کی شکل تصور ہو جاتی ہے اس کے متعلق رہنمائی فرما کر مستحق ثواب دارین ہوں۔ تفصیل از...

﴿ج﴾

(۱) تراویح کے بعد اجتماعی دعا کا التزام بدعت ہے لیکن اگر یہ عقیدہ نہ ہو کہ یہ اجتماعی دعا شرعاً لازم ہے اور عوام نہ سمجھے اور ان پر علماء تحقیق و تنبیہ کیا جاتا ہے تو اس طرح کبھی کبھی جائز ہے(۱)۔

(۲) صورت مذکورہ میں جماعت جائز ہے لیکن چار یا اس سے زائد کی صورت مکروہ ہے(۲)۔ واللہ تعالیٰ اعلم

محمود عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان

---

(۱) كما في رسائل اللكنوي: الإصرار على المندوب يبلغه إلى حد الكراهة (رسالة مباحثة الفكرة في ۲۴، اللكنوي ص ۱۹۰، ج ۳، طبع ادارة القرآن)
وكذا في السعاية: (باب صفة الصلاة، فصل في القراءة، ص ۲۶۳، ج ۲، طبع سهيل اكيڈمي)
وكذا في مرقاة المفاتيح: (كتاب الصلاة، باب الدعاء في التشهد، ص ۳۳، ج ۳، طبع دار الكتب العلمية)

(۲) كما في التاتارخانية: وحكي عن شمس الأئمة السرخسي رحمه الله أن التطوع بالجماعة على سبيل التداعي مكروه، فأما إذا اقتدى واحد بواحد أو اثنان بواحد لا يكره، وإن اقتدى ثلاثة بواحد ذكر شمس الأئمة الحلواني فيه اختلاف المشايخ، قال بعضهم يكره وقال بعضهم لا يكره، وإذا اقتدى أربع بواحد كره بلا خلاف (كتاب الصلاة، النوع الرابع في المتفرقات، ص ۶۷۰، ج ۱، طبع ادارة القرآن)
وكذا في البحر الرائق: (كتاب الصلاة، باب الإمامة، ص ۶۰۴، ج ۱، طبع رشيدية)
وكذا في حلبي كبير: (كتاب الصلاة، تتمات من النوافل، ص ۴۳۲، طبع سعيدي كتب خانه كوئٹه)

تراویح میں ختم قرآن پر ہدیہ لینے کا حکم

﴿سوال﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ تراویح میں ایک حافظ پہلے تو مع رقم کے پورا قرآن سناتا رہا اب وہی حافظ امام بننے کا ارادہ رکھتا ہے کیا اس کو رقم لینا جائز ہے؟ چندہ اس بات سے انکار کرتے ہیں کہ امام ہونے کی حالت میں اس کو رقم لینی درست نہیں ہے ایسا ہو سکتا ہے کہ امام کی حالت میں اس کو رقم دے دیا جائے تو کیا ہے۔

﴿جواب﴾

تراویح میں ختم قرآن پر اجرت مقرر کرنا خواہ صراحۃً ہو یا عرفاً جیسا کہ بعض لوگ کرتے ہیں یا بغیر مقرر کئے خدمت کے طور پر جیسا کہ عام طور پر آج کل رائج ہے دونوں صورتیں ناجائز ہیں[1]۔ البتہ امامت اور تعلیم قرآن وغیرہ اذان جیسی چیزوں سے متعلق متاخرین علماء نے جواز کا فتویٰ دیا ہے کیونکہ یہ چیزیں شعائر اسلام اور ضروریات دین و شریعت سے ہیں ان کے چھوٹ جانے سے دینی نقصان کا قوی اندیشہ ہے کیونکہ اس وقت لوگوں کی دینی امور میں کاہلی و سستی بالکل ظاہر ہو چکی ہے[2] اور تراویح میں ختم قرآن کوئی فرض و واجب نہیں

---

(1) كما في الشامية: وان القراءة لشيء من الدنيا لا تجوز وان الآخذ والمعطي آثمان لأن ذلك يشبه الاستئجار على القراءة ونفس الاستئجار عليها لا يجوز (كتاب الصوم، باب قضاء الفوائت ص ٧٣، ج٢، طبع رشيدية) وفي نصب الراية: اقرؤوا القرآن ولا تأكلوا به (كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة ص ١٣٦، ج٤، طبع حقانية پشاور) وفي الشامية: ان القرآن بالأجرة لا يستحق الثواب لا للميت ولا للقارئ (كتاب الإجارة، مطلب في الاستئجار على الطاعات، ص ٥٦، ج٦، طبع سعيد) وكذا في الهداية (كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة ص ٣٠٥، ٣٠٦، ج٣، طبع رحمانية لاهور) وفي ... لأن المعهود كالمشروط (القاعدة الأولى ص ... طبع مير محمد كتب خانه) وكذا في شرح عقود رسم المفتي (ص ٣٦، طبع قديمي)
وكذا في الشامية (كتاب الإجارة باب الإجارة الفاسدة ص ٥٥، ج٦، طبع سعيد)

(2) وفي الدر المختار: ويفتى اليوم بصحتها لتعليم القرآن والفقه والإمامة والأذان. وفي الشامية: وقد ذكرنا مسئلة تعليم القرآن على الاستحسان (كتاب الإجارة، مطلب في الاستئجار على الطاعات، ص ٥٥، ج٦، طبع سعيد) وكذا في الهداية (كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ص ٣٠٥ تا ٣٠٦، طبع رحمانية) وكذا في تبيين الحقائق (كتاب الإجارة، ص ١٢٧، ج٥، طبع مكتبة پشاور)
وكذا في البحر (كتاب الصلوة، باب الوتر والنوافل، ص ٦٦، ج٢، طبع رشيدية)
وكذا في بدائع الصنائع (كتاب الصلوة، فصل في سننها، ص ٢٧٦، طبع دار الكتب)

بلکہ سنت ہے[1]۔ سنت بھی اس قسم کی کہ اگر لوگوں پر ختم قرآن سے تراویح پڑھنا مشکل ہو اور تقلیل جماعت کی نوبت آتی ہو تو ختم قرآن کی بجائے الم ترکیف سے پڑھی جائیں اور چھوڑ دینا ختم قرآن کا جائز ہے[2] تو ختم قرآن پر اجرت (بوجہ عدم وجوب ختم قرآن مجید کے) لینا جائز نہیں قرار دیا گیا کیونکہ اصل مذہب یہی ہے کہ طاعات پر اجرت لینا جائز نہیں[3]۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں اگر یہ حافظ نماز پنجگانہ فرض کے لیے بھی اس مسجد کا مستقل امام ہے تو اس کے مشاہرہ میں زیادتی پورے سال کے لیے کر دیں۔ لیکن صرف اس لیے لینا دینا کہ رمضان المبارک میں وہ ختم قرآن کر رہا ہے جائز نہیں اور اگر وہ صرف تراویح میں ختم قرآن شریف کرنے کے لیے رکھا گیا ہے تو لینا دینا چاہے باقاعدہ طے ہو یا اس کا عرف ہو جائز نہیں لیکن اگر پڑھنے والے کی کوئی غرض پڑھنے سے لینے کی نہیں اور دینے والے بھی غیر ضروری سمجھتے ہوئے بطور ہدیہ کچھ دیتے ہوں کہ اگر نہ بھی دیا جائے تو بھی کوئی شکایت نہ ہو تو اس صورت میں لینا جائز ہوگا[4]۔ لیکن آج کل چونکہ عرف اس کے خلاف ہے اس لیے یہی کہا جاتا ہے کہ جائز نہیں[5]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بیس رکعات تراویح کا ثبوت حدیث سے

(س)

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ کسی حدیث سے یہ ثبوت بھی ملتا ہے کہ:

---

۱) كما في الهندية: السنة في التراويح انما هو الختم مرة والختم مرتين فضيلة والختم ثلاث مرات افضل۔ (كتاب الصلوٰة، الباب الخامس ص ۱۱۲، طبع رشيديه)
وكذا في حلبي كبير: (كتاب الصلوٰة، فصل في النوافل، ص ۴۰۷، طبع سعيدي كتب خانه كراتشي)
وكذا في الشامية: (كتاب الصلوٰة، باب صلاة التراويح، ص ۶۰۱، ج ۱، طبع رشيديه)

۲) كما في الشامية: واختار بعضهم سورة الإخلاص في كل ركعة وبعضهم سورة الفيل اي البداءة منها ثم يعيدها وهذا أحسن لئلا يشتغل قلبه بعدد الركعات، قال في الحلية وعلى هذا استقر عمل ائمة اكثر المساجد في ديارنا. (كتاب الصلوٰة، باب الوتر، ص ۴۷، ج ۲، طبع سعيد)

۳) (الهبة) سببها ارادة الخير للواهب دنيوي كعوض و محبة و حسن ثناء وأخروي... وقبولها سنة قال النبي صلى الله عليه وسلم: "تهادوا تحابوا" (در مختار: كتاب الهبة، ص ۶۸۷، ج ۵، طبع ايچ ايم سعيد)

۴) وفي المشكوٰة: عن عائشة رضي الله تعالى عنها عن النبي صلى الله عليه وسلم قال تهادوا، فإن الهدية تذهب الضغائن "وأيضاً فيه عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال "تهادوا" فإن الهدية تذهب وحر الصدر، (كتاب البيوع، باب الرجوع في الهبة، الفصل الثاني، ص ۲۶۱، طبع قديمي) وفي اعلاء السنن: عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال، لو دعيت الى كراع لأجبت ولو أهدي الي ذراع لقبلت. (كتاب الهبة، ص ۱۹۷، ج ۱۶، طبع ادارة القرآن)

۵) تقدم تخريجه: انظر حاشية نمبر ۳، جواب مذكوره ايك صفحه ص ۷۸۶)

(۱) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہ رمضان میں آٹھ رکعت تراویح پڑھی ہیں یہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے۔ انہوں نے ہر رمضان میں جب وہ تراویح پڑھتے تھے تو آٹھ رکعت ہی پڑھتے تھے اور ان کے بعد وتر پڑھا کرتے تھے۔

(۲) اگر روزہ دار کسی غیر محرم عورت کا بوسہ لے لے تو کیا اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا؟ روزہ ٹوٹنے کی صورت میں قضا کرنی ہوگی یا کفارہ؟

(۳) بعض حضرات کہتے ہیں کہ ہم اس حدیث کو نہیں مانتے جس کے متعلق ہم کو معلوم ہے کہ حدیث (لا یجوز حدث الصراط الا من کتب له علی الجواز) جو پل صراط پر سے گزرنے کا پروانہ ہوگا۔ کیا وہ حدیث صحیح ہے۔ اگر حدیث ہے تو اس کی تخریج فرمائیں۔

(۴) بعض لوگ حضرات ائمہ (جیسے امام باقر، امام جعفر رحمہما اللہ وغیرہ) کی طرف سے کچھ باتیں منسوب کرتے ہیں، ان کی حقیقت کیا ہے؟

جواب

(۱) آٹھ رکعت پڑھنے کے متعلق حدیث یہ ہے: عن ابی سلمة بن عبد الرحمن انه اخبره انه سال عائشة رضی الله عنها كيف كانت صلوة رسول الله صلی الله علیه وسلم فی رمضان فقالت ما كان رسول الله ﷺ يزيد فی رمضان ولا فی غيره علی احدی عشرة ركعة (الحديث) بخاری کتاب التہجد، حدیث نمبر ۱۱۴۷

---

(۱) صحیح البخاری، کتاب التهجد، باب قيام النبی صلی الله علیه وسلم باللیل فی رمضان وغيره، رقم الحديث نمبر ۱۱۴۷، ص ۱۵۴، ج ۱، طبع قدیمی کتب خانه

وكذا فی جامع الترمذی، کتاب الصلوة، باب ما جاء فی وصف صلاة النبی صلی الله علیه وسلم باللیل، ص ۹۹، ج ۱، رقم الحديث نمبر ۴۳۹، طبع سعید کراچی

وكذا فی صحیح مسلم، کتاب الصلوة، باب صلاة اللیل وعدد ركعات النبی صلی الله علیه وسلم، ص ۲۵۴، طبع قدیمی کتب خانه

ترجمہ — ... حضرت ... سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز رمضان شریف ... [illegible]

... رمضان ... [illegible]

ابن ابی شیبة فی مصنفه والطبرانی وعنه البیهقی من حدیث ابن عباس ان النبی صلی الله علیه وسلم کان یصلی فی رمضان عشرین رکعة سوی الوتر[1]۔

ترجمہ — ... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان شریف میں ... رکعت ... پڑھتے تھے۔

... حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ... [illegible] ... بیس رکعت ... کرتے تھے اور چونکہ ... ارشاد نبوی ہے علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المهدیین من بعدی[2]۔ موطا امام مالک میں روایت ہے: عن یزید بن رومان انه قال کان الناس یقومون فی زمن عمر بن الخطاب فی رمضان بثلاث وعشرین رکعة[3]۔ یعنی ... حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ۲۳ رکعت (بیس تراویح اور تین رکعت وتر) ادا کرتے تھے۔

(۴) ... رمضان شریف میں ... [illegible] ... بخاری شریف میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے: ان رسول الله صلی الله علیه وسلم خرج من جوف اللیل فصلی فی المسجد فصلی رجال بصلاته فاصبح الناس

---

(۱) مصنف ابن ابی شیبة (کتاب صلوۃ التطوع، باب کم یصلی فی رمضان من رکعة ص ۲۸۶ ... طبع مکتبہ ...)

وکذا فی السنن الکبری للبیہقی (کتاب الصلوۃ، باب ما روی فی عدد رکعات قیام شہر رمضان ص ۴۹۶ ج ۲ ...)

... (طبع ...)

(۲) مشکوۃ (کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنة ص ۳۰، فصل ثانی، طبع قدیمی کتب خانہ) وکذا فی ...

... (کتاب الصلوۃ، باب ... ص ... طبع ...)

... (... ص ... طبع ...)

(۳) موطا الامام مالک (کتاب الصلوۃ فی رمضان، باب ما جاء فی قیام رمضان ص ... طبع ...)

... (... ص ... طبع ...)

... (... ص ... طبع ...)

... (... ص ... طبع ...)

ص ... ج ۱، طبع سعید)

يتحدثون بذلك فاجتمع اكثر منهم فخرج رسول الله صلى الله عليه وسلم في الليلة الثانية فصلوا بصلاته فاصبح الناس يذكرون ذلك فكثر اهل المسجد من الليلة الثالثة فخرج فصلوا بصلاته فلما كانت الليلة الرابعة عجز المسجد عن اهله فلم يخرج اليهم رسول الله صلى الله عليه وسلم فطفق رجال منهم يقولون الصلوة فلم يخرج اليهم رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى خرج لصلوة الفجر فلما قضى الفجر اقبل على الناس ثم تشهد فقال اما بعد فانه لم يخف على شانكم الليلة و لكني خشيت ان تفرض عليكم صلوة الليل فتعجزوا عنها۔ [۱]

(۳) صرف گناہ ہوگا، روزہ نہیں ٹوٹے گا اگر انزال نہ ہوگیا ہو ورنہ قضا رکھنی واجب ہوگا۔ کفارہ نہیں ہے۔
قال في الهداية و لو قبل امرأة لا يفسد صومه ولو انزل بقبلة او لمس فعليه القضاء[۲]۔

(۴) صواعق محرقہ نامی کتاب ہمارے پاس نہیں ہے تاکہ دیکھی جاسکے[۳]

(۵) مجھے علم نہیں ہے اور نہ ان کی کتابیں ہمارے پاس ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بیس رکعات تراویح

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ تراویح کی رکعات کتنی ہیں۔ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیس

---

۱) صحيح المسلم (كتاب الصلوة، باب الترغيب في قيام رمضان، ص ۲۵۹، ج۱، طبع قديمی کتب خانه) وكذا في المشكوة المصابيح (كتاب الصلوة، باب قيام شهر رمضان، الفصل الاول، ص ۱۱۴، طبع قديمی) وكذا في اعلاء السنن (كتاب الصلوة، باب التراويح، ص ۵۲ تا ۵۸، ج ۷، طبع ادارة القرآن)

۲) كما في الهداية (كتاب الصوم، باب ما يوجب القضاء والكفارة، ص ۲۲۵، طبع رحمانيه) وكذا في اللباب (كتاب الصوم، باب ما يوجب القضاء والكفارة، ص ۱۴ تا ۱۵، طبع دار الكتب) وكذا في تبيين الحقائق (كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسد، ص ۱۷۱، ج۲، طبع دار الكتب)

۳) کتاب صواعق محرقه

رکعت ثابت ہیں ماخوذ۔ بلکہ وتر حنفی کتابوں میں لکھی ہیں تین رکعت کی ہیں اب جو شخص پڑھتا ہے اور عقیدہ رکھتا ہے اس کی امامت جائز ہے یا نہیں یہ شخص مقلد ہے یا غیر مقلد۔

﴿جواب﴾

تراویح بیس رکعت ہیں اور اس میں علماء کا اختلاف ہے۔ تحقیق یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز تراویح کی تعداد رکعات قولاً یا فعلاً کسی صحیح معتبر حدیث سے ثابت نہیں لیکن حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اجماع سے بیس رکعت تراویح پڑھنا ثابت ہے اسی وجہ سے ائمہ اربعہ نے بیس سے کم تراویح کا اختیار نہیں کیا۔ حضرت عمر فاروق اور عثمان غنی و علی مرتضیٰ اور ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہ صحابہ سے صحیح روایات سے بیس رکعات تراویح منقول ہیں۔ موطا امام مالک میں یہ حدیث موجود ہے۔ حدثنا مالک عن یزید بن رومان انه قال کان الناس یقومون فی زمان عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنه فی رمضان بثلث و عشرین رکعة انتهی [1]۔ قرئنه بثلث و عشرین رکعة قال البیهقی والثلث هو الوتر ولا یخالفه روایة السابقة فانه رکع اولاً ثم استقر الامر علی العشرین فروی البیهقی باسناد صحیح انهم یقومون فی عهد عمر بن الخطاب بعشرین رکعة و فی عهد عثمان [2] و علی اسی طرح شرح بخاری میں ہے۔ روی عبدالرزاق فی المصنف عن داؤد بن قیس و غیره عن محمد بن یوسف عن السائب بن یزید ان عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنه جمع الناس فی رمضان علی ابی بن کعب و علی تمیم الداری علی احدی و عشرین رکعة یقومون بالمئین و ینصرفون فی بزوغ الفجر قلت قال ابن عبدالبر هو محمول علی ان الواحدة للوتر و قال ابن عبدالبر روی الحارث بن عبدالرحمن ابن ابی ذباب عن السائب بن یزید قال کان القیام علی عهد عمر بثلث و عشرین رکعة قال ابن عبدالبر هذا محمول علی ان الثلاث للوتر (الی قوله) و اما اثر علی رضی اللہ تعالیٰ عنه

---

(۱) موطا امام مالک (کتاب الصلوة، باب ما جاء فی قیام رمضان ص ۹۸، ج ۱؛ طبع میر محمد کتب خانه)

(۲) فی السنن الکبری للبیهقی بحواله محمودیه (کتاب الصلوة، باب ما روی فی عدد رکعات القیام فی شهر رمضان ص ۴۹۶، ج ۲؛ رقم الحدیث نمبر ۴۶۱۸، طبع ادارة تالیفات اشرفیه)

وقد ذكر وكيع عن حسن بن صالح عن عمرو بن قيس عن ابي الحسناء عن علي رضي الله تعالى عنه انه امر رجلا يصلي بهم عشرين ركعة وان غيرهما من الصحابة فروي ذلك عبد الله بن مسعود رواه محمد بن نصر المروزي قال اخبرنا يحيى بن يحيى اخبرنا حفص بن غياث عن الاعمش عن زيد بن وهب قال كان عبد الله بن مسعود يصلي لنا في شهر رمضان فينصرف و عليه ليل قال الاعمش كان يصلي عشرين ركعة و يوتر بثلث - الخ[1]-

یہ ترتیب بھی ان سے زیادہ تفصیل سے ہے... حضرت عبداللہ بن مسعود... سے ... حدیث ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمسکوا بعهد ابن مسعود- (الحدیث)[2]

و كان اقرب الناس هديا و دلا و سمتا برسول الله صلى الله عليه وسلم ابن مسعود[3]

الحدیث ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ... حضرت ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ... ہیں- اقتدوا باللذين بعدي ابي بكر و عمر[4] ... حضرت ... فرمایا ... حضرت عمر ... و عثمان ... رضی اللہ تعالیٰ عنہم ... کا امر فرمایا ... حدیث علیکم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدين المهديين[5]- ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ...

---

(۱) عمدة القاری ... کتاب الصوم، ص ... ج ۸، طبع دار الحدیث ملتان

وكذا في المغني: (كتاب الصلوة، صلاة التراويح- (وقيام شهر رمضان عشرون ركعة) ص ۷۹۸، ۷۹۹، طبع دار ... وكذا في ... (كتاب الصلوة، باب الوتر و النوافل، التراويح) ص ۲۰۶، طبع سعيد ... وكذا في الدر المختار مع شرحه: (كتاب الصلوة، باب الوتر و النوافل، ص ... ج ۲، طبع سعيد كراچی)

(۲) كذا في جامع الترمذي: (باب المناقب، مناقب ابن مسعود، ص ۲۲۱، ج ۲، طبع سعيد كراچی)

(۳) كما في جامع الترمذي عن عبد الرحمن بن يزيد قال اتينا حذيفة فقلنا حدثنا باقرب الناس من رسول الله صلى الله عليه وسلم هديا و دلا فنأخذ عنه ونسمع منه قال كان اقرب الناس هديا و دلا و سمتا برسول الله صلى الله عليه وسلم ابن مسعود رضي الله عنه (ابواب المناقب، مناقب ابن مسعود، ص ۲۲۱، ج ۲، طبع سعيد كراچی)

(۴) في جامع الترمذي: (ابواب المناقب، مناقب ابي بكر رضي الله تعالى عنه، ص ۲۰۷، ج ۲، طبع سعيد كراچی)

(۵) مشكوة (كتاب الايمان، باب الاعتصام، ص ۳۰، فصل ثاني، طبع قديمي كتب خانه كراچی)

وكما في حاشية الطحطاوي: (كتاب الصلوة ... صلاة التراويح، ص ۴۱۱، طبع قديمي كتب خانه كراچی) وكذا في الشامية: (كتاب الصلوة، باب الوتر و النوافل، ص ۴۶۷، ج ۱، طبع رشيديه جديد كوئٹه)

اور عمل کیا اور تمام صحابہ موجودین نے حضرت عثمان و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی اس پر مداومت فرمائی اور ہر جگہ تعامل ہو گیا۔ یہ صاف دلیل ہے اس بات کی کہ سب کے نزدیک یہ عدد ثابت ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انہیں تحقیق ہو گیا تھا کسی نے اس پر اعتراض نہ کیا اور نہ انکار کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (جو گیارہ کی روایت اس عدد کو سمجھا اور غیب کا علم ہے بلا تامل قبول فرمایا۔ لہٰذا بیس رکعت سنت مؤکدہ ہونی چاہئے[1]۔ اور طحاوی روایت میں اگرچہ انقطاع ہے مگر حدیث منقطع ثقات کی روایت کی ہو تو امام مالک وغیرہ محدثین کے نزدیک مقبول ہے اور منقطع ثقات کی روایت کی ہوئی ہو اور اس حدیث کے بعض طرق متصلات ثابت ہیں ان کا تسلیم کرنا ضروری ہے۔ بعد یافت کے یہ حدیث پوری ثابت ہے علی رضی اللہ عنہ کا اس پر عمل ثابت ہے اتصال میں داخل بھی ہو جاتی ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ابن ابی شیبہ نے اپنے مصنف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیس رکعت پڑھنا نقل کیا ہے اگرچہ روایت ضعیف ہے مگر آثار صحابہ سے تقویت پا کر امام اور آٹھ رکعات والی حدیث قیام اللیل سے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے اس سے مراد تہجد کی نماز ہے جیسے غیر رمضان کا لفظ اس حدیث میں صاف اس کو بتلاتا ہے کیونکہ غیر رمضان میں تراویح نہیں ہوتی یہ جواب ماخوذ ہے فتاوی رشیدیہ[2]، فتاوی دار العلوم دیوبند[3]، فتاوی[4] امداد المفتین سے[5]۔ اور اس میں تفصیل مطلوب ہو تو رسالہ تراویح مولانا فتاوی رشیدیہ کامل میں[6] درج ہے آٹھ رکعات تراویح پڑھنا یہ مسلک غیر مقلدوں کا ہے لیکن ان لوگوں کے حالات کی تحقیق معلوم نہیں اس لئے ان کی اقتداء کے متعلق کچھ نہیں لکھ سکتے اور یہ معلوم نہیں کہ یہ مسئلہ میں کس طرح پر آپ کا تعلق ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

---

(۱) کما فی تنویر الابصار مع شرحہ (التراویح سنۃ مؤکدۃ ... وھی عشرون رکعۃ ...) (کتاب الصلوٰۃ، باب الوتر والنوافل، ص ۴۹۵، ۴۹۹، طبع رشیدیہ)
وکذا فی الھندیۃ، (کتاب الصلوٰۃ، فصل فی التراویح، ص ۱۱۶، ج ۱، طبع رحمانیہ لاہور)
وکذا فی البحر الرائق: (کتاب الصلوٰۃ، باب الوتر والنوافل، ص ۱۲۰، ج ۲، طبع رشیدیہ کوئٹہ)
(۲) تالیفات رشیدیہ (باب التراویح، رسالہ تراویح کی تعداد میں مفصل بحث (یعنی رسالہ تراویح) ص ۳۶۲، ۳۴۳، طبع ادارہ اسلامیات)
(۳) فتاوی دار العلوم، (کتاب الصلوٰۃ، صلوٰۃ التراویح، ص ۲۴۵، ج ۴، طبع دار الاشاعت کراچی)
(۴) عزیز الفتاوی (کتاب الصلوٰۃ، تراویح کی تفصیل، ص ۲۴۲ تا ۲۵۶، طبع دار العلوم سعید)
(۵) امداد المفتین (کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ التراویح، ص ۳۰۲، طبع دار الاشاعت)
(۶) تالیفات رشیدیہ: (باب التراویح، رسالہ تراویح، ص ۳۲۰ تا ۳۴۴، طبع ادارہ اسلامیات)

گھر میں تراویح باجماعت کا اہتمام اور اس میں خواتین کی شرکت کا حکم

﴿س﴾

(۱) کیا تراویح باجماعت گھر میں پڑھنا جائز ہے کہ عارضی طور پر ایک کمرہ منتخب کر لیا جائے اور عشاء کی نماز اور تراویح باجماعت اس میں پڑھی جائے۔

(۲) اگر پردے کا انتظام ہو تو عورتیں بھی شمولیت باجماعت کر سکتی ہیں یا نہیں۔

﴿ج﴾

(۱) عشاء کی نماز مسجد ہی میں ادا کرنا ضروری ہے البتہ اگر مسجد میں جماعت سے رہ جائیں اور یا یقین معلوم ہو جائے کہ مسجد میں جماعت ہو گئی ہے تو پھر گھر میں عشاء کی فرض نماز جماعت سے ادا کر سکتے ہیں ورنہ بلا شرعی عذر کے نہیں (۱)۔

(۲) عورتیں باجماعت تراویح ادا کر سکتی ہیں اگر پردے کا انتظام ہو (۲) لیکن بغیر جماعت ادا کرنا ان کے لیے اولیٰ بہتر ہے کیونکہ ان پر جماعت کی نماز نہیں (۳)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

---

١) كما في الهندية: وإن صلى بجماعة في البيت اختلف فيه المشايخ والصحيح أن للجماعة في البيت فضيلة وللجماعة في المسجد فضيلة أخرى فإذا صلى في البيت بجماعة فقد حاز فضيلة أدائها بالجماعة وترك الفضيلة الأخرى، كذا قاله القاضي الإمام أبو علي النسفي والصحيح أن أداءها بالجماعة في المسجد أفضل وكذلك في المكتوبات (كتاب الصلوة، الباب التاسع، فصل في التراويح ص ١١٦، ج ١، طبع رشيديه)

وكذا في حاشية الطحطاوي: (كتاب الصلوة، باب الإمامة، ص ٢٨٧، طبع قديمي)

وكذا في حلبي كبير: (كتاب الصلوة، التراويح، ص ٤٠٢، طبع سعيدي كتب خانه كوئته)

٢) كما في الدر المختار مع شرحه: (و) يكره تحريما (جماعة النساء) ولو في التراويح ... فإن فعلن تقف الإمام وسطهن. (كتاب الصلوة، باب الإمامة، ص ٣٦٥ تا ٣٦٧، ج ٢، طبع رشيديه)

وكذا في الهندية: (كتاب الصلوة، الباب الخامس، الفصل الثالث، ص ٨٥، ج ١، طبع رشيديه)

وكذا في مجمع الأنهر: (كتاب الصلوة، فصل في الإمامة، ص ١٦١، ج ١، طبع غفاريه كوئته)

٣) في الهندية: وصلاتهن فرادى أفضل: (كتاب الصلوة، الباب الخامس، الفصل الثالث، ص ٨٥، طبع رشيديه)

وكذا في خلاصة الفتاوى: (كتاب الصلوة، الفصل الخامس عشر، ص ١٤٧، ج ١، طبع رشيديه)

وكذا في مجمع الأنهر: (كتاب الصلوة، فصل في الإمامة، ص ١٦١، ج ١، طبع غفاريه كوئته)

تراویح کو غیر ضروری کہنے والے کا حکم

﴿سوال﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے کہا ہے کہ رمضان شریف میں تراویح پڑھنا قرآن شریف سننا یا سنانا میرے نزدیک غیر ضروری ہے یہ عبادت مذہب کا جزو نہیں محض نفل عبادت ہے جس کا حکم خدا اور رسول نے نہیں دیا۔ اس کا رواج حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ہوا ہے جسے قوم نے ضروری عبادت قرار دے دیا آخر ایک ان پڑھ مسلمان کو جو اپنی کمائی عبادت سمجھتا ہے یہ مطالبہ رکھتا ہے جب کہ وہ نماز میں اونگھتا رہتا ہے دن بھر کا تھکا ہوا دیگر روزہ کی وجہ سے رات کو اتنی طویل غیر ضروری عبادت میں یہ بوجھ گزرتا ہے۔ یہ ایک حافظ صاحب کا قول ہے ایسے حافظ کے بارے میں کیا فتویٰ ہے۔ اس کے متعلق شرعی حکم سے آگاہ فرما کر شکریہ کا موقع بخشیں۔

مستفتی: شیخ عبدالکریم محبوب بخاری ملتان

﴿جواب﴾

نفس تراویح سنت مؤکدہ ہے[1] حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تراویح کا پڑھنا ثابت ہے[2] اور خلفاء نے

---

۱) کما فی تنویر الابصار مع شرحہ: (والتراویح سنۃ مؤکدۃ ..... وھی عشرون رکعۃ (کتاب الصلوٰۃ، باب الوتر والنوافل، ص ۴۹۵ تا ۴۹۹، طبع رشیدیہ)

وکذا فی الھندیۃ: (کتاب الصلوٰۃ، فصل فی التراویح، ص ۱۱۵، ج ۱، طبع رحمانیہ)

وکذا فی البحر (کتاب الصلوٰۃ، باب الوتر والنوافل، ص ۱۲۰، ج ۲، طبع رشیدیہ کوئٹہ)

کما فی صحیح المسلم: ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خرج من جوف اللیل فصلی فی المسجد فصلی رجال بصلاتہ فاصبح الناس یتحدثون بذالک فاجتمع اکثر منھم فخرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی اللیلۃ الثانیۃ فصلوا بصلاتہ فاصبح الناس یذکرون ذالک فکثر اھل المسجد من اللیلۃ الثالثۃ فخرج فصلوا بصلاتہ فلما کانت اللیلۃ الرابعۃ عجز المسجد عن اھلہ فلم یخرج الیھم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فطفق رجال منھم یقولون الصلوٰۃ، فلم یخرج الیھم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی خرج لصلاۃ الفجر فلما قضی الفجر اقبل علی الناس ثم تشھد فقال اما بعد فانہ لم یخف علی شانکم اللیلۃ ولکنی خشیت ان تفرض علیکم صلاۃ اللیل فتعجزوا عنھا. (کتاب الصلوٰۃ، باب الترغیب فی قیام رمضان، ص ۲۵۹، ج ۱، طبع قدیمی)

وکذا فی المشکوٰۃ: المصابیح (کتاب الصلوٰۃ، باب قیام شھر رمضان، ص ۱۱۴، طبع قدیمی کتب خانہ) وکذا فی اعلاء السنن: (کتاب الصلوٰۃ، باب التراویح، ص ۵۷ تا ۵۸، طبع ادارۃ القرآن)

۲) کما فی الدر المختار: (التراویح سنۃ مؤکدۃ لمواظبۃ الخلفاء الراشدین (کتاب الصلوٰۃ، باب الوتر والنوافل، ص ۵۹۷، ج ۲، طبع رشیدیہ جدید) وکذا فی الفتح القدیر: (کتاب الصلوٰۃ، فصل فی قیام شھر رمضان، ص ۴۰۷، طبع رشیدیہ)۔ وکذا فی الموطا امام مالک (کتاب الصلوٰۃ، باب ما جاء فی قیام رمضان، ص ۹۸، طبع میر محمد کتب خانہ)

راشدین رضی اللہ عنہم کی سنت بھی اس پر صراحتاً ثابت فرمائی ہے۔ باقاعدہ جماعت سے ادا کرنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے سے شروع ہوا ہے جیسے کہ فتح القدیر میں اس کی تصریح موجود ہے(۱)۔ کسی چیز کے ثابت کرنے کے لیے یہی قوی دلیل کافی ہے کہ آپ کی یہی چاہت کرائی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ فتح القدیر میں ہے: قال صلی اللہ علیہ وسلم علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین(۲)۔ باقی ختم قرآن پاک تراویح میں تو یہ سنت ہے، مطلق سنت ہونا یا سنت مؤکدہ ہونا اس میں علمائے احناف کے اقوال مختلف ہیں، آخر کا قول تو تاکید کا ہے، بعض کا قول عدم تاکید ہے اور قرآن کا ختم کرنا تراویح میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے: "ونیز ختم قرآن در لیالی رمضان سنت مؤکدہ است زیرا کہ در حدیث آمدہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در ہر رمضان با جبرئیل علیہ السلام یک بار قرآن را دور می کرد و در رمضان اخیر دو بار دور کرد از ینجا سنت ختم قرآن ثابت می شود لیلاً ونہاراً خارج صلوۃ" ص ۱۰۹ مجموعہ الفتاوی عزیزی مطبوعہ مجتبائی(۳)۔ اور باقی قوم کی سستی کی وجہ سے ختم ترک نہیں کرنا چاہیے۔ یعنی ختم قرآن صرف ایک دفعہ رمضان میں کافی ہے۔ متعدد بار ضروری نہیں ہے۔ یعنی کہ ایک دفعہ ختم قرآن کے لیے کوئی قوم تیار نہ ہو تو بعض افراد ختم قرآن نہیں چاہتے جبکہ قرآن کی بات مسموع نہ ہو؟ كما في الهداية واكثر المشائخ على ان السنة فيها الختم مرة فلا يترك لكسل القوم اس پر صاحب فتح القدیر نے لکھا ہے: تاكيد في مطلوبية الختم

---

۱) كما في فتح القدير: ظاهر المنقول ان مبدأها من زمن عمر رضي الله عنه وهو ما عن عبدالرحمن بن القاري قال خرجت مع عمر بن الخطاب رضي الله عنه ليلة في رمضان الى المسجد فاذا الناس اوزاع متفرقون يصلي الرجل الخ (كتاب الصلوة، فصل في قيام شهر رمضان، ص ۴۰۷، ج۱، طبع رشيديه)
وفي الشامية: لأن المواظبة عليها وقعت في اثناء خلافة عمر رضي الله عنه (كتاب الصلوة، باب الوتر والنوافل، ص ۴۹۷، ج۲، طبع رشيديه جديد)

۲) وفي الفتح القدير: (كتاب الصلوة، فصل في قيام شهر رمضان، ص ۴۰۷، ج۱، طبع رشيديه)
وكذا في المشكوة: (كتاب الايمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الثاني، ص ۳۰، طبع قديمي) وكذا في حاشية الطحطاوي: (كتاب الصلوة، باب صلاة التراويح، ص ۴۱۲، طبع قديمي كتب خانه)

۳) مجموعه الفتاوى عزيزي، دستياب نهيں۔

۱) فتح القدير: (كتاب الصلوة، باب صلاة التراويح، ص ۴۰۹، طبع رشيديه كوئٹه)
وكذا في الدر المختار مع شرحه: (مرة سنة ومرتين فضيلة وثلاثا افضل) (ولا يترك) الختم (لكسل القوم) لكن في الاختيار الأفضل في زماننا قدر ما لا يثقل عليهم۔ قال ابن عابدين: ان قراءة الختم في صلاة التراويح سنة وصححه في الخانية وغيرها وعزاه في الهداية الى اكثر المشائخ وفي الكافي الى الجمهور" (كتاب الصلوة، باب الوتر والنوافل، ص ۴۶، ج۲، طبع رشيديه)
وكذا في الهداية: (كتاب الصلوة، باب صلاة التراويح، ص ۱۵۸، ج۱، طبع رحمانيه لاهور)

وانه تخفيف على الناس لا تعطيل(1) نیز مذکورہ انسان حافظ قرآن ہو، تمام تراویح یا ختم قرآن کے بعد بھی گستاخی سے خالی نہیں اس کو چاہیے کہ اس گناہ سے توبہ کرے کیونکہ توبہ کرنے کے بعد اللہ معاف کرتا ہے(2)
واللہ اعلم

کیا عورتوں کو تراویح کی نیت سے آٹھ رکعات کا پڑھنا جائز ہے

سوال

لوگ کہتے ہیں کہ عورت کے لیے آٹھ رکعت تراویح پڑھنا جائز ہے تو کیا یہ ٹھیک ہے اور اگر کوئی نماز تراویح چھوڑ دے یا کم پڑھے تو کیا جائز ہے۔

الجواب

تراویح بیس رکعات ہیں مرد اور عورت کے لیے آٹھ رکعات تراویح کی بات غلط اور باطل ہے(3) اور نماز تراویح چھوڑنا جائز نہیں ہے(4)۔ فقط واللہ اعلم۔

---

(1) كما قال الله تعالى: يا أيها الذين آمنوا توبوا إلى الله توبة نصوحا (سورة التحريم، آيت نمبر ۸)
وفي المشكوة عن الأغر المزني قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم توبوا إلى الله فإني أتوب إليه في اليوم مائة مرة (باب الاستغفار، ص ۲۰۴، طبع قديمي) وفي شرح النووي: واتفقوا على أن التوبة من جميع المعاصي واجبة (كتاب التوبة، باب الاستغفار، ص ۳۵۴، ج۲، طبع قديمي كتب خانه)

(2) كما في الدر المختار مع شرحه: التراويح سنة مؤكدة للرجال والنساء إجماعا قال ابن عابدين: السنة تكون على الكفاية والنساء الى انه لا اختلاف يقوى الرطلق انها سنة للرجال فقط على ما في الدرر ذكره في (وهي عشرون ركعة) (كتاب الصلوة، باب الوتر، ص ۴۹۶ تا ۴۹۹، ج۲، طبع رشيديه) وكذا في الهندية: (كتاب الصلوة، فصل في قيام شهر رمضان، ص ۱۱۶، ج۱، طبع رشيديه كوئٹه)
وكذا في حلبي كبير (كتاب الصلوة، التراويح، ص ۴۰۶، طبع سعيدي كتب خانه كوئٹه)

(3) وفي فتح القدير: وفي النوازل ترك سنة الصلوات الخمس إن لم ير حقا كفر وإن رآه حقا وترك قيل لا يأثم والصحيح أنه يأثم لأنه جاء الوعيد بالترك (كتاب الصلوة، باب النوافل، ص ۳۸۳، ج۱، طبع رشيديه) وفي الشامية: ولهذا كانت السنة المؤكدة قريبة من الواجب في لحوق الإثم كما في البحر ويستوجب تاركها التضليل واللوم (كتاب الصلوة، باب الوتر والنوافل، ص ۵۴۵، ج۲ طبع رشيديه جديد) وكذا في البحر الرائق (كتاب الصلوة، باب الوتر والنوافل، ص ۸۶، ج۲، طبع رشيديه كوئٹه)

(4) ايضاً

رمضان المبارک کی ستائیسویں شب میں خاص خاص سورتوں کے پڑھنے اور عید کے روز مصافحہ، معانقہ کا حکم

سوال:

کیا فرماتے ہیں علماءِ دین درج ذیل مسائل کے:

(۱) ہمارے علاقے میں رمضان کی ۲۷ ویں رات کو تراویح میں قرآن پاک ختم کرنے کے بعد امام صاحب سورۂ عنکبوت یا سورۂ روم وغیرہ مقتدیوں کے سامنے پڑھتے ہیں اور کارِ ثواب سمجھتے ہیں اور بعض لوگ امام صاحب کو گھر لے جاتے ہیں، وہاں بچوں، بڑوں کو سناتے ہیں۔ کیا یہ فعل بدعت ہے یا کارِ ثواب ہے؟ کسی حدیث سے ثابت ہے یا کسی امام نے یہ فعل کیا ہے یا کہ منع فرمایا ہے؟ آپ صحیح حوالہ جات با تفصیل جواب عنایت فرمائیں۔

(۲) دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے ہاں عید کے دن جب امام دو رکعت ادا کرکے فارغ ہو جاتا ہے تو مقتدی امام کے اور ایک دوسرے کے ساتھ مصافحہ اور بغل گیری کرتے ہیں، دونوں عیدوں میں یہ معمول کرتے۔ اگر کوئی شخص اس فعل کو منع کرے تو لوگ کہتے ہیں کہ پہلے سے ہمارے باپ دادا نے یہ کام کیا ہے، کیا یہ درست ہے یا نہیں؟ مفصل جواب سے مطلع فرمائیں۔

جواب:

(۱) قرآن مجید کی تلاوت کرنا اور سننا بے شک کارِ ثواب اور باعثِ خیر و برکت ہے،(۱) لیکن اوقات کی تعیین کرنا اور معین سورتوں کا التزام کرنا اور نہ پڑھنے والوں پر نکیر کرنا زیادۃ فی الدین اور بدعت ہے، لہٰذا اس سے اجتناب کیا جائے۔(۲)

---

(۱) کما فی جامع الترمذی: من قرأ حرفا من کتاب الله فله به حسنة والحسنة بعشر أمثالها لا أقول "الم" حرف ولکن الف حرف ولام حرف وميم حرف (باب ما جاء من قرأ حرفا من القرآن ما له من الأجر، ص: ۱۱۹، ج۲، طبع سعید کراچی)، وکذا فی مصنف ابن ابی شیبة (ص: ۴۶۱، ج۱۰، طبع دار الفکر بیروت) وفی بذل المجهود: فله أجران أی أجر القراءة وأجر تحمله وهذا تحريض على تحصيل القراءة (الجزء التاسع، باب ثواب قراءة القرآن، ص: ۳۲۸، ج۲، طبع مکتبہ قاسمیہ ملتان)

(۲) کما فی رسائل اللکنوی: الإصرار على المندوب يبلغه إلى حد الكراهة (رسالة سباحة الفكر فی ...، للکنوی، ص: ۷۹، ج۳، طبع ادارۃ القرآن)۔

وکذا فی الهداية (باب صفة الصلاة، ص: ۱۲۰، ج۱، طبع سهیل اکیڈمی)

وکذا فی الموسوعة (کتاب ...، باب الدعاء فی التشهد، ص: ۲۶، ج۳، طبع دار الکتب العلمية)

(۲) مطلق مصافحہ تو مستحب ہے(۱)، لیکن ہر وقت کی تخصیص کرنا اور مصافحہ نہ کرنے والے کو برا سمجھنا زیادتی فی الدین ہے، لہذا اس کو ضروری نہ سمجھا جائے(۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مروجہ شبینہ کا حکم

سوال:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ آج کل شبینہ کرنے کا رواج عام ہوگیا ہے۔ یہ بدعت ہے یا ضروریات دین میں سے ہے، جبکہ صحابہ کرام کے عہد میں ۔۔۔ خیر القرون میں بھی اس کا رواج تھا۔

اس کو خاص طور پر اہتمام کرنا، مختلف لوگوں سے چندہ وصول کرنا اور ناواقف حضرات کے خورد ونوش کا انتظام کرنا کیسا ہے؟

ایک عالم دین نے بعض حالات کی بنا پر مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمہ اللہ کے فتویٰ کے پیش نظر (جو کہ اصلاح الرسوم کے آخری صفحہ پر مرقوم ہے) شبینہ کرنے سے منع کر دیا ہے، لیکن بعض حفاظ کے اس اقدام یا التزام کے سبب ایسے وقت شبینہ کرنا کیا ہے۔

الجواب:

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شبینہ کے متعلق حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب قدس سرہ دار العلوم میں رقم طراز ہیں(۳): "شبینہ میں جو حرج نہیں ہے، مگر یہ ضروری ہے کہ حفاظ جلدی نہ پڑھیں اتنی جلدی کرنا کہ جس میں حروف کٹ

---

(۱) کما فی صحیح البخاری: قال ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنه: علمنی النبی صلی اللہ علیه وسلم التشهد وکفی بین کفیه. (کتاب الاستئذان، باب المصافحة، ص: ۹۲۶، ج: ۲، طبع قدیمی کتب خانہ) کما فی الدر المختار: تجوز المصافحة لأنها سنة قديمة متواترة (کتاب الحظر والإباحة، باب الاستبراء، ص: ۳۸۱، ج: ۶، طبع سعید)

وفی مشکوٰۃ المصابیح: عن البراء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنه قال: قال النبی صلی اللہ علیه وسلم: ما من مسلمین یلتقیان فیتصافحان إلا غفر لهما قبل أن یتفرقا. (کتاب الآداب، باب المصافحة، الفصل الثاني، ص: ۴۰۱، ج: ۲، طبع قدیمی کتب خانہ)

(۲) تقدم تخریجہ (تحت حاشیہ نمبر ۱، جواب مذکورۃ، صفحہ نمبر ۴۹۳)

(۳) فتاویٰ دار العلوم دیوبند (کتاب الصلوۃ، باب صلوۃ التراویح، ص: ۲۴۶، ج: ۴، طبع دار الاشاعت کراچی)

میں شامل نہیں ہے بلکہ بجائے ثواب کے الٹا گناہ ہوتا ہے۔ باقی اس مسئلہ کے متعلق حضرت مفتی محمود صاحب مدظلہ جو تحریر فرما چکے ہیں وہ کافی ہے۔ لیکن وہ اس کے متعلق مرحلہ کا حکم تحریر فرما چکے ہیں[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(حررہ عبد اللطیف غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ قاسم العلوم ملتان)

تراویح میں ''الم ترکیف'' اور مکمل قرآن پاک ختم کرنے میں فرق

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین درج ذیل مسائل کے بارے میں کہ:

(۱) ایک امام مسجد ماہ رمضان المبارک میں حافظ قرآن سنانے نہیں دیتا اپنی جہالت کے سبب روک رہا ہے۔

(۲) اور یہ بھی کہتا ہے کہ مکمل قرآن اور الم ترکیف کا ایک ہی ثواب حاصل ہوتا ہے۔

(۳) تراویح میں قرآن معروف و مجہول پڑھتا ہے اگر منع کیا جائے تو جہالت سے پیش آتا ہے۔

(۴) دیگر نمازیں بھی صحیح نہیں پڑھاتا ہے یہی نہیں جماعت تک نہیں کرا سکتا زبان درست کسی طرح نہیں بول سکتا۔

(۵) جاہل اس کی امامت میں کیسے رہ سکتے ہیں کہ ایسا امام ہو جو حافظ قرآن بھی ہو اور قرآن صحیح پڑھتا ہو

جناب ان سب باتوں کا از روئے شریعت جواب تحریر فرمائیں۔

السائل حافظ محمد شفیع مسجد لبانہ والی محلہ ملت آباد ضلع مظفر گڑھ

---

(۱) (نوٹ) شبینہ میں کئی مفاسد پائے جاتے ہیں: (۱) تداعی و اہتمام (۲) بعض کا قرأت تیز پڑھنا (۳) بعض لوگوں کا لیٹے بیٹھے رہنا وغیرہ مفاسد پائے جاتے ہیں۔

کما فی حاشیة الطحطاوی: ان التداعی به ثلاثة لا یکره اتفاقا وان اقتدی اربعة بواحد کره فی الاصح الکراهة. (کتاب الصلوة، باب الامامة، ص ۲۸۶، طبع قدیمی) وکذا فی الدر المختار: (کتاب الصلوة، باب الوتر والنوافل، ص ۴۹، ج ۲، طبع سعید) ویقرأ فیه، ویجتنب المنکرات هذرمة القراءة وترک تعوذ وتسمیة وطمأنینة وتسبیح واستراحة (کتاب الصلوة، باب الوتر والنوافل، ص ۴۷، ج ۲، طبع سعید) وکذا فی مراقی الفلاح: (کتاب الصلوة، فصل فی التراویح، ص ۴۱۶، طبع قدیمی) وفی حاشیة الطحطاوی: ویکره للمقتدی ان یقعد فی التراویح فاذا اراد الامام ان یرکع یقوم (کتاب الصلوة، فصل فی التراویح، ص ۴۱۶، طبع قدیمی) وکذا فی البحر: (کتاب الصلوة، باب الوتر والنوافل، ص ۱۲۲، ج ۲، طبع رشیدیه)

(جواب)

(۱) قرآن کریم کا ختم کرنا تراویح میں سنت ہے اسے ترک نہیں کرنا چاہیے(۱) لیکن اگر حافظ نہ ملے تو الم ترکیف سے پڑھا جاسکتا ہے(۲)

(۲) یہ صحیح نہیں ہے کہ الم ترکیف اور پورے قرآن کے ختم کے ثواب میں فرق نہیں ہے پورا ختم سنت ہے(۳)۔

(۳،۴،۵) یہ وہ امور نہیں ہیں جن کی وجہ سے کوئی شخص امامت سے معزول ہونے کا مستحق ہو جائے۔ دیکھنا یہ ہے کہ امام کی دینی حالت یعنی استقامت کیسی ہے اگر اس میں فاسق ہونے کی کمزوری ہے کہ جس کی وجہ سے اکثر لوگ اس سے بدظن ہوں تو اسے الگ کیا جاسکتا ہے ورنہ نہیں(۴) واللہ تعالیٰ اعلم

نماز میں بسم اللہ پڑھنے کا حکم

(سوال)

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کہ قرآن مجید جو تراویح میں پڑھا جاتا ہے اس میں بسم اللہ آواز سے

---

۱) كما في الدر المختار: والختم مرة سنة ومرتين فضيلة وثلاثا أفضل ولا يترك (كتاب الصلوة، باب صلاة التراويح، ص ۴۶، ج ۲، طبع ...) وكذا في الهندية (كتاب الصلوة، باب صلاة التراويح، ص ۱۱۸، ج ۱، طبع رحمانيه)

۲) كما في الهندية: والمتأخرون كانوا يفتون في زماننا بثلاث آيات قصار أو آية طويلة حتى لا يمل القوم ولا يلزم تعطيل المساجد وهذا حسن. (كتاب الصلوة، الباب التاسع، ص ۱۱۸، ج ۱، طبع رشيديه) وكذا في الحلبي (كتاب الصوم، فصل في مقدار القراءة الخ، ص ۲۳۹، ج ۱، طبع رشيديه)

۳) كما في الدر المختار: (والختم) في صلاة التراويح (سنة) مرة ... (كتاب الصلوة، باب الوتر والنوافل، ص ۶۰۱، ج ۱، طبع رشيديه)
وكذا في الهداية: (كتاب الصلوة، فصل في التراويح، ص ۱۵۷، ج ۱، طبع رحمانيه) وكذا في البحر الرائق (كتاب الصلوة، باب الوتر والنوافل، ص ۱۹۰، ج ۲، طبع رشيديه)

۴) كما في الدر المختار مع شرحه: ولو أم قوما وهم له كارهون إن الكراهة لفساد فيه ... كره له ذلك تحريما (كتاب الصلوة، باب الإمامة، ص ۵۵۹، ج ۱، طبع سعيد) وكذا في حاشية الطحطاوي (كتاب الصلوة، باب الإمامة، ص ۳۰۰، طبع دار الكتب) وكذا في البحر الرائق: (كتاب الصلوة، باب الإمامة، ص ۶۰۹، ج ۱، طبع رشيديه كوئٹه)

پڑھنا درست ہے یا نہیں چاہیے – کیونکہ ہم ہر سورۃ کے ساتھ بسم اللہ آواز سے پڑھتے ہیں اس میں ایک آدمی نے اعتراض کیا کہ بسم اللہ آواز سے پڑھنا درست نہیں – اس مسئلہ پر آپ پورے حوالہ جات اندراج فرمادیں تاکہ ہم اس پر مطمئن ہو سکیں۔

الجواب

حنفیہ کے نزدیک نماز میں بسم اللہ کا جہر نہیں بلکہ اخفا سنت ہے – تراویح اور غیر تراویح کا اس میں کوئی فرق نہیں دونوں میں سر مستحب ہے[1] لیکن تراویح پڑھتے ہوئے کسی ایک سورۃ کے شروع میں چونکہ بلند آواز سے پڑھنا ضروری ہے تاکہ قرآن کی ایک آیت مقتدیوں کے سننے سے نہ رہ جائے[2]۔ البتہ خارج من الصلوۃ جہر اور اخفاء میں اتباع اپنے امام کا لازم ہے کہ – شامی میں ہے – والثالث انه لا يجهر به في الصلوة عندنا خلافا للشافعي وفي خارج الصلوة اختلاف الروايات والمشائخ في التعوذ والتسمية قيل يخفي التعوذ دون التسمية والصحيح انه يتخير فيهما ولكن يتبع امامه من القراء وهم يجهرون بها الا حمزة فانه يخفيهما[3]۔ باقی اگر کوئی شخص امام حفص کی اتباع میں ہر سورۃ کے شروع سے بسم اللہ پڑھے تو گنجائش ہے اس پر طعن نہ کرنا چاہیے – حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ فتاوی رشیدیہ[4] میں لکھتے ہیں – مذہب حنفیہ میں بسم اللہ کا آہستہ پڑھنا سنت ہے اور جہر سے پڑھنا اس کا ترک اولیٰ

---

(۱) كما في الشامية: (وسمى) غير المؤتم (سرا في) أول (كل ركعة) ولو جهرية، قال الشامي: وقوله سرا في كل ركعة) والثالث أنه لا يجهر بها في الصلوة عندنا (كتاب الصلوة، ص ٤٩٠، ج ١، طبع سعيد) وكذا في البحر الرائق: (كتاب الصلوة، باب صفة الصلوة، ص ٥٤٤، ج ١، طبع رشيدية) وكذا في الهندية (كتاب الصلوة، الفصل الثالث، ص ٧٤، ج ١، طبع رشيدية)

(۲) كما في رسائل اللكنوي: لو قرأ تمام القرآن في التراويح ولم يقرأ البسملة في ابتداء سورة من السور سوى ما في النملة لم يخرج عن عهدة الختمة ولو قرأها سرا خرج عن العهدة لكن لم يخرج المقتدون عن العهدة (الكلمات الشطرة في احكام البسملة ص ١٢، ج ٢، طبع ادارة القرآن) وفي حاشية الطحطاوي وتسن التسمية أول كل ركعة قبل الفاتحة ... وهي آية واحدة من القرآن أنزلت للفصل بين السور وليست من الفاتحة ولا من كل سورة (كتاب الصلوة، فصل في بيان سننها، ص ٢٦٠، طبع قديمي كتب خانه) وكذا في الدر المختار مع شرحه: (كتاب الصلوة، مطلب قراءة البسملة بين الفاتحة والسورة، ص ٤٩١، ج ١، طبع سعيد كراچی)۔

(۳) الشامية: (كتاب الصلوة، باب صفة الصلوة، ص ٤٩٠، ج ١: طبع سعيد) وكذا في البحر (كتاب الصلوة، باب صفة الصلوة، ص ٥٤٥، ج ١، طبع رشيدية، كوئٹه)

(۴) تالیفات رشیدیہ: کتاب الصلوة، قرأة و تجوید کا بیان، ص ٢٧٦، ٢٧٧، طبع ادارہ اسلامیات)

ہے اور تراویح میں جو ختم ہوتا ہے اس میں مذہب حنفی کے مطابق یہی حکم ہے۔ مگر فقہ کی کوئی جزئی نہیں ملی تو آداب ہم
لوگوں میں شائع ہے ان کے نزدیک کہ الحمد تو دوسری رکعت کا بھی اور پھر قاری مناسب سمجھے ہے۔ جیسے آخر میں جو اختتام
ان کے کوئی جو سورۃ پڑھی ہے الحمد پڑھے تو مناسب نہیں۔ (ان اہل قال) دونوں طرح درست ہے ایسے امور
میں خلاف ورزی نامناسب نہیں کہ سب مذاہب حق ہیں۔ اھ

مولانا گنگوہی قدس سرہ کے فتویٰ سے امور ذیل مستفاد ہوئے

۱۔ احناف کے نزدیک اصل سنت صرف ختم ہے

۲۔ ختم تراویح میں اس کے بعد کوئی قرأت نہیں دونوں میں مسنون ہے[1]۔

۳۔ امام غیر مقلد اگر کوئی سورۃ پڑھتا ہے تو الحمد پڑھے تو گنجائش ہے[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

تراویح پر اجرت کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین درین مسائل کہ

(۱) ایک شخص ہے جو داڑھی منڈاتا ہے یا کتراتا ہے اور رمضان المبارک میں تراویح پڑھاتا ہے تو اس شخص کے پیچھے نماز تراویح پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔

(۲) ایک حافظ رمضان المبارک میں تراویح میں قرآن شریف سناتا ہے تو اس کے لیے اجرت لینا جائز ہے یا نہیں۔ آپ قرآن و حدیث سے ثابت کرتے ہوئے مدلل جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب

(۱) ایسا شخص فاسق اور سخت گنہگار ہے اس کو امام بنانا جائز نہیں ہے کیونکہ اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے[3]

---

(۱) تقدم تخریجہ (تحت حاشیہ نمبر ۱ عنوان مذکورہ صفحہ ...)

(۲) تقدم تخریجہ (تحت حاشیہ نمبر ۳ عنوان مذکورہ صفحہ ...)

(۳) كما في الدر المختار: ويكره إمامة عبد وفاسق ... ولعل المراد به من يرتكب الكبائر ... الخ
أما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لأمر دينه وبأن في تقديمه للإمامة تعظيمه وقد وجب عليهم إهانته شرعاً (كتاب الصلوة، باب الإمامة، ص ۵۵۹ تا ۵۶۰، طبع سعيد كراچی)
وكذا في حلبي الكبيري: (كتاب الصلوة، باب الإمامة، ص ۵۱۳، ج ۱، امداديه ملتان) وكذا في البحر (كتاب الصلوة، باب الإمامة، ص ۳۷۰، ج ۱، طبع رشيدية)

اور وہ واجب الاعادہ ہے(۱)، اور جماعت میں شرکت کی تفصیل ہے کہ ایسے شخص کو امام بنانا جائز نہیں۔ ففی الشامیة وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لا يهتم لأمر دينه وبأن في تقديمه تعظيمه وقد وجب عليهم إهانته شرعا۔(۲)

(۳) رمضان شریف میں قرآن پاک سنانے کی اجرت لینا جائز نہیں ہے(۳)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

تراویح سے قبل مروجہ صلاۃ پڑھنے کی شرعی حیثیت

سوال:

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک مولانا صاحب رمضان شریف میں تراویح پڑھنے کے وقت مصلیٰ پر کھڑے ہو کر تراویح سے پہلے صلاۃ پڑھ کر تراویح شروع کرتے ہیں، اور داڑھی کٹاتا ہے، داڑھی ہے، ان کے پیچھے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے۔

جواب:

یہ طریقہ بدعت ہے(۴) اس طرح داڑھی کٹانے والا شرعاً فاسق ہے(۵) فاسق اور بدعتی کے پیچھے نماز

---

۱) كما في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح: كل صلاة أديت مع كراهة التحريم تجب إعادتها والوجوب ... (كتاب الصلوة، باب قضاء الفوائت، ص: ۲۴۷، طبع قديمي كتب خانه)
وكذا في البحر الرائق (كتاب الصلوة، باب صفة الصلاة، ص: ۱۲۱، ج: ۱، طبع رشيديه)
وكذا في الشامية (كتاب الصلوة، باب قضاء الفوائت، ص: ۶۴، ج: ۲، طبع سعيد كراچي)

۲) الدر المختار مع شرحه (كتاب الصلوة، باب الإمامة، ص: ۵۶۰، ج: ۱، طبع سعيد)

۳) كما في ... الأجرة على قراءة القرآن ... (كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ص: ۲۳۶، ج: ۴، طبع ...) وفي الشامية: إن القرآن بالأجرة لا يستحق الثواب (كتاب الإجارة، مطلب في الاستئجار على الطاعات، ص: ۵۶، ج: ۶، طبع سعيد كراچي) وكذا في الهداية (كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ص: ۳۰۵، ج: ۳، طبع رحمانيه لاهور)

۴) كما في الدر المختار (ومبتدع) أي صاحب بدعة وهي اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول صلى الله عليه وسلم (كتاب الصلوة، باب الإمامة، ص: ۵۶۰، طبع سعيد) وكذا في البحر (كتاب الصلوة، باب الإمامة، ص: ۶۱۱، ج: ۱، طبع رشيديه) وفي المشكوة: قال عليه السلام من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد (كتاب الاعتصام، باب الاعتصام، ص: ۲۷، طبع قديمي)

۵) كما في مختصر الفقه على مذاهب الأربعة: فإن ... حلق اللحية ... قص الشارب (... الشعر ص: ۴۹، ج: ۱، طبع دار القلم) وكذا في الدر المختار مع شرحه (كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم، ص: ۴۱۸، ج: ۲، طبع سعيد) وكذا في البحر الرائق (كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم، ص: ۴۹۰، ج: ۲، طبع رشيديه)

مکروہ ہے، بہتر ہے کہ امام صاحب کو نرمی سے سمجھایا جائے اگر سمجھ جائیں تو ٹھیک ہے ورنہ [illegible]
صورت [illegible] کی اور نیک امام کے پیچھے نماز پڑھے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۱) كما في الدر المختار مع شرحه: ويكره امامة عبد واعرابي وفاسق واعمى۔ (كتاب الصلوة، باب الامامة، ص ۵۵۹، ج ۱، طبع سعيد) وكما في البحر الرائق: (كتاب الصلوة، باب الامامة، ص ۶۱۰، ج ۱، طبع رشيديه) وكما في تبيين الحقائق: (كتاب الصلوة، باب الامامة، ص ۱۳۴، ج ۱، طبع دار الكتب) وفي الشامية: [illegible] (كتاب الصلوة، باب الامامة، ص ۵۵۹، ج ۱، طبع سعيد كراچى)

باب في أحكام السفر

کنارے پر لگی کشتی میں بیٹھ کر نماز پڑھنے کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء اس مسئلہ میں کہ دریا پر کشتی ہو اور کنارے پر بندھی ہو تو کشتی یا جہاز پر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہ۔

جواب

کنارے پر باندھی ہوئی کشتی میں بیٹھ کر نماز پڑھنا بالاتفاق ناجائز ہے۔ البتہ اگر سمندر کی موجوں میں بندھی ہوئی ہو اور اس میں حرکت زیادہ ہو تو عذر ہے (یعنی قدرۃ علی القیام مفقود ہو) بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے اور کنارے پر ہو لیکن تو کشتی میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنا واجب ہے اور اگر بندھی ہوئی میں کھڑے ہونا ممکن نہ ہو تو اس وقت عذر جائز ہے۔ کشتی کا استقرار زمین پر ہو اور نکلنا کشتی سے ممکن ہو تو کشتی سے نکل کر بھی کشتی میں نماز پڑھنا جائز نہیں۔ معلوم ہوا کہ چلتی ہوئی کشتی میں امام صاحب اور صاحبین رحمہم اللہ کا جو اختلاف ہے وہ یہ ہے کہ امام صاحب کے نزدیک باوجود قیام پر قادر ہونے کے بھی کشتی میں بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے مع الکراہت اور بیٹھ کر پڑھنے سے گناہگار ہوگا اور صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک قیام پر قادر ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔ اس میں صاحبین کا مذہب قوی ہے درایۃ اور روایت سے بھی مطابق ہے اور مفتی بہ بھی صاحبین کا قول ہے کیونکہ جائز ہونا خلاف فرض رہ جاتا ہے۔ بخلاف اس کے کہ قیام پر قدرت رکھے اور بیٹھ کر نماز پڑھے۔ اس میں شبہ ہے اس لیے کہ قیام فرض ہے اور فرض قیام کو باوجود قدرت کے چھوڑنا جائز نہیں اور امام صاحب سے بھی جواز مع الاساءۃ کے قائل ہیں۔[1] واللہ اعلم۔

بندہ ... عفی عنہ

الجواب صحیح عبد اللہ ... عنہ

---

(۱) قال في الهندية: أما الصلاة في السفينة فالصحيح أن يخرج من السفينة للفريضة إذا قدر على القيام. وإذا صلى قاعدا في السفينة وهي تجري مع القدرة على القيام تجوز مع الكراهة عند أبي حنيفة رحمه الله تعالى وعندهما لا تجوز ولو كانت السفينة مشدودة لا تجري لا تجوز إجماعا كذا في التهذيب ولو صلى فيها وهي مشدودة على الجد مستقرة على الأرض صحت وإن لم يمكن مستقرة يمكنه الخروج عنها لا تجز الصلاة فيها كذا في محيط السرخسي وإن كانت موثقة في لجة البحر وهي تضطرب فالأصح أنه إن كانت الريح تحركها تحريكا شديدا فهي كالسائرة وإن حركتها قليلا فهي كالواقفة ... أنه لو كان بحال يدور رأسه لو قام تجوز الصلاة فيها قاعدا كذا في الخلاصة. (كتاب الصلاة، الباب الخامس، ج ۱، ص ۱۴۳ تا ۱۴۴، طبع رشيديه) (وكذا في المحيط البرهاني، كتاب الصلاة، الفصل الرابع والعشرون، ص ... طبع غفاريه كوئٹه) (وكذا في الموسوعة الفقهية، ... ص ۲۷۷ تا ۲۷۷، ج ... طبع ... پشاور پاکستان)

چلتی گاڑی میں نماز کا حکم

سوال:

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ چلتی گاڑی میں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ نماز پڑھنا ضروری ہے یا گاڑی سے اتر کر پڑھنا ضروری ہے؟ اور اگر گاڑی میں پانی نہ ملے اور اترنے کی صورت میں گاڑی چھوٹنے سے نماز قضا ہونے کا خوف ہو تو کیا تیمم کرنا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

جواب:

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ گاڑی میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنا ضروری ہے(۱) جس طرح ممکن ہو کھڑے ہو کر گاڑی میں نماز پڑھ لے اور اگر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی کوئی صورت نہ ہو تو ایسی صورت میں بیٹھ کر نماز پڑھنا درست ہوگا(۲)۔ اگر گاڑی میں پانی نہ ہو تو تیمم کر کے نماز پڑھنا جائز ہے(۳) اور اگر گاڑی سے اتر کر پانی ملتا ہو لیکن نماز کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو تیمم کر کے نماز پڑھ لے اور بعد میں اس کا اعادہ کر لے(۴)

---

(۱) كما في الدر المختار (قوله والمربوطة في الشط كالشط) فلا تجوز الصلاة فيها قاعدا اتفاقا وظاهر ما في الهداية وغيرها الجواز قائما مطلقا اي استقر على الأرض أو لا (كتاب الصلاة، باب صلاة المريض، ص ١٠١، ج ٢، طبع سعيد) وكذا في البحر (كتاب الصلاة، باب صلاة المريض، ص ٢٠٧، ج ٢، طبع رشيديه)

(۲) كما في الدر المختار (ومن تعذر عليه القيام) اي كله (صلى قاعدا كيف شاء) (كتاب الصلاة، باب صلاة المريض، ص ٦٥١، طبع رشيديه) وكذا في مجمع الأنهر (كتاب الصلاة، باب صلاة المريض، ص ٢٢٧، ج ١، طبع عماريه) وكذا في الهندية (كتاب الصلاة، الباب الرابع، ص ١٣٦، ج ١، طبع رشيديه)

(۳) كما في الهندية: يجوز التيمم لمن كان بعيدا من الماء ميلا هو المختار في المقدار (كتاب الطهارة، الباب الرابع، الفصل الأول، ص ٢٦، ج ١، طبع رشيديه) وكذا في مجمع الأنهر (كتاب الطهارة، باب التيمم، ص ٤٨ تا ٤٩، طبع عماريه) وكذا في البناية (كتاب الطهارة، التيمم، ص ٥٠٤، ج ١، طبع رشيديه كوئٹه)

(۴) كما في الدر المختار مع شرحه [illegible] جاز له التيمم ويعيد الصلاة [illegible] المانع من قبل العباد (كتاب الطهارة، باب التيمم، ج ١، ص ٤٤١، طبع رشيديه كوئٹه) وكذا في مجمع الأنهر (كتاب الطهارة، باب التيمم، ص ٤٥، ج ١، طبع عماريه كوئٹه) وكذا في الهندية (كتاب الطهارة، الباب الرابع، ص ٢٨، ج ١، طبع رشيديه كوئٹه)

ڈرائیور کتنے میل کا سفر کرے تو مسافر ہوگا

سوال:

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص پیشہ کے لحاظ سے ڈرائیور ہے اور [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]۔

الجواب:

[illegible] (۴۸ میل) [illegible] قصر کرنا چاہیے جب تک اپنے شہر میں [illegible] [illegible] قصر کرے گا۔ اقل مسافة تتغير فيها الاحكام مسيرة ثلاثة ايام ... والقصر واجب[1] من خرج من عمارة موضع اقامته ... قاصدا ... مسيرة ثلاثة ايام ولياليها ... صلى الفرض الرباعي ركعتين وجوبا ... فيقصر ان نوى الاقامة في اقل منه اي من نصف شهر[2]

---

(۱) الهندية (كتاب الصلوة، الباب الخامس عشر، ص ۱۳۹، ج۱ طبع رشيديه) وكذا في تبيين الحقائق (كتاب الصلوة، باب صلاة المسافر ص ۲۰۷، ج۱ طبع دار الكتب) وكذا في تنوير مع شرحه (كتاب الصلوة باب صلاة المسافر ص ۱۲۱، ج۲ طبع سعيد كراچی)

(۲) الدر المختار مع شرحه (كتاب الصلوة باب صلاة المسافر ص ۱۲۱ تا ۱۲۳، ج۲ طبع سعيد) وكذا في الهندية (كتاب الصلوة الباب الخامس عشر ص ۱۳۹، ج۱ طبع رشيديه) وكذا في تبيين الحقائق (كتاب الصلوة باب صلاة المسافر ص ۲۰۷، ج۱ طبع دار الكتب العلمية بيروت)

جنگ بندی کے بعد مورچوں میں فوج کے لیے نماز کا حکم

سوال

(۱) معروض خدمت اینکہ جنگ بندی کے بعد سے ہم لوگ محاذ کی حالت میں رہ رہے ہیں فاصلے کے لحاظ سے ہمیں نماز قصر ادا کرنی ہے۔ جنگ بندی کے بعد کوئی معلوم نہیں کہ کب تک رہنا ہے۔ پندرہ دن سے زیادہ کا عرصہ گزر چکا ہے۔ اگر ہمیں چھٹی افسر سے اجازت مل جائے کہ پندرہ دن سے زیادہ رہنا ہے تو کیا ہم نماز پوری پڑھیں یا جب تک کہ ہم کو افسر سے معلوم نہ ہو جائے تو آپ وضاحت کیا فرماتے ہیں۔

(۲) اگر نماز قصر ہو تو نماز سنت کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں پڑھنا ضروری ہے یا قابل معافی ہے

(۳) کیا کوئی مولوی صاحب پیش امام ہو تو بعد ظہر کے دعا میں جماعت قصر نماز پڑھا سکتا ہے۔

الجواب

(۱) آپ کا پورا عرصہ افسر کے ماتحت ہے ان سے معلوم کیا جائے اگر یہ معلوم ہو جائے کہ پندرہ دن سے زیادہ ایک ہی جگہ رہنا ہے تو پوری نماز پڑھا کریں اور اگر پندرہ دن سے کم رہنا معلوم ہو جائے تو قصر کریں لیکن نماز قصر پڑھا کریں لیکن اگر حقیقت امر معلوم نہ ہو سکے تو پھر آپ جس حالت میں ہیں اس کا حکم یہ ہوگا یعنی اگر سفر میں ہیں تو قصر کریں اور اگر اقامت ہو تو پوری پڑھا کریں۔ اسی طرح اگر قرائن سے یہ یقین ہو جائے کہ کم از کم پندرہ دن ایک ہی جگہ رہنا ہے تو پوری نماز پڑھا کریں۔

والعسكرية تتبع لانه الاصل (لانه تبع كامراة) الخ وعبد الخ (وجندي) اذا كان يرتزق من الامير اوبيت المال او اجير او اسير وغيره (١)

---

(١) الدر المختار مع رد المحتار (كتاب الصلوٰة، باب صلاة المسافر، ص ١٣٢، ١٣٤، ج ٢، طبع سعيد كراچی) وفی الهندية: وكل من كان تبعا لغيره يلزمه طاعته يصير مقيما باقامته ومسافرا بنيته وخروجه الى السفر كذا في محيط السرخسي [illegible] (كتاب الصلوٰة، الباب الخامس عشر، ص ١٤١، ج ١، طبع رشيديه) وكذا في مجمع الأنهر (كتاب الصلوٰة، باب صلاة المسافر، ص ١٦٤، طبع غفاريه كوئٹه)

(۲) سفر میں نماز عید مسافر پر نہیں ہے اگر کسی شہر میں مسافر نے عید یا جمعہ کی نماز ادا کی تو صحیح ہے۔ لیکن جمعہ یا عید کی نماز اس پر واجب نہیں (۱)۔

(۳) ایک شخص ایک دن میں عید کی دو جماعتوں کی امامت نہیں کر سکتا (۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

دشمن کے ہاتھوں قید ہو جانے والے مسلمان مسافروں کے لیے قصر یا اتمام کا حکم

﴿س﴾

بخدمت جناب وزیر اعلیٰ صوبہ سرحد مغربی پاکستان مولانا مفتی محمود صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ معروض یہ التماس ہے کہ ہم قیدی نماز کے مسئلہ پر کچھ دشواری کا سامنا کر رہے ہیں اگرچہ ہمیں ادائیگی نماز کی سہولتیں میسر ہیں تاہم اس بارے میں تمام قیدیوں کو ذہنی سکون کا فقدان ہے۔ کیونکہ نماز قصر کا مسئلہ درپیش ہے کم علمی کے باعث ہم دو گروہوں میں بٹ گئے ہیں۔ یعنی کچھ نماز قصر ادا کرتے ہیں تو کچھ مکمل نماز۔ اس سلسلے میں اولاً ہمیں فتویٰ فاضل معہ مسئلہ و حوالہ مرحمت فرمایا جائے تاکیداً عرض ہے کہ فتویٰ مذکورہ آپ کے اپنے دستخط اور مہر کا حامل بھی ہو۔ اگر اس کی ترسیل ممکن ہو تو گورنمنٹ آف انڈیا کی وساطت سے تمام قیدی کیمپ اس سے مستفید ہو سکتے ہیں اور یہ تمام مسلمان قیدیوں پر آپ کا احسان عظیم ہوگا۔

ثانیاً فتویٰ کی تکمیل تفہیم کے لیے ہمارے مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات بالتفصیل مرحمت فرمائیے۔ کیونکہ یہی سوالات قبول ہونے کے باوجود ہمارے اتحاد میں رکاوٹ ہیں۔ مثلاً اس سے قبل

---

(۱) كذا في مجمع الأنهر: (وشرائطها كشرائط الجمعة) وجوبا وأداء (كتاب الصلوة، باب صلاة العيد، ص ۲۵۴، ج ۱) وفي الشامية: وشرط لافتراضها اقامة بمصر قال الشامي (قوله اقامة) خرج به المسافر (كتاب الصلوة، باب صلاة المسافر، ص ۱۵۳، طبع سعيد) وكذا في البحر الرائق: (كتاب الصلوة، باب صلاة الجمعة، ص ۱۴۵، ج ۲، طبع رشيديه) وكذا في الهندية: (كتاب الصلوة، الباب السادس عشر ص ۱۴۵، ج ۱، طبع رشيديه) كما في الدر المختار مع شرحه: ويصلح للامامة فيها (الجمعة) من صلح لغيرها فجازت لمسافر (كتاب الصلوة، باب الجمعة، ص ۱۴۳، ج ۲، طبع رشيديه كوئته)

(۲) كما في الدر المختار مع شرحه لا (مفترض بمتنفل) لأن اتحاد الصلاتين شرط عندنا (كتاب الصلوة، باب الإمامة، ج ۲، ص ۲۹۱ تا ۲۹۲، طبع رشيديه) كما في الفتاوى التاتارخانية: وإن كان حال الإمام دون حال المقتدي صحت صلاة الإمام ولا يصح صلاة المقتدي (كتاب الصلوة، باب الإمامة، ص ۴۴۰، ج ۱، طبع ادارة القرآن) وكذا في مجمع الأنهر (كتاب الصلوة، الفصل ص ۱۶۷ تا ۱۶۸، ج ۱، طبع غفاريه كوئته)

مولانا ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کا نماز قصر کے حق میں تفصیلی مضمون ہم پڑھ چکے ہیں جو نہایت جامع ہے لیکن اس کے باوجود کچھ تشنگی رہ گئی ہے۔ اس لیے کہ وہ مفصل نہیں تھا۔ اور مجمل بھی ہے۔ لہٰذا چند سوالات کا جواب ارشاد فرماتے ہوئے ممنون فرمائیں تاکہ اُلجھن دور ہو۔ سوالات حسب ذیل ہیں۔

۱۔ کیا سرکاری ملازم کے معاملات میں ملازمت ختم ہونے کے بعد گھر پر قیام مقصود ہوتا ہے وہ مسافر ہے؟

۲۔ نیز کسی صوبہ کے اندر بھی نقل و حرکت اور رہائش کی آزادی نہیں۔ حتیٰ کہ بوقت ضرورت برملا نماز پڑھنے کی اجازت سے وہ محروم ہیں جس کی حفاظت اور وضو کے لیے پانی مہیا ہونا بات خواہ مخواہ اجتناب سے اس کے باوجود قیام و قرار کا فرق نہیں آتا ہو تو ہے۔ تو یہ حالت قرنا بھی ان کی نماز کا حکم ہوتا ہے۔

۳۔ جیسا کہ ظاہر ہے ہم لوگ ہندوستان آئے اور ہمارا قیام مجبوراً ہے مزید برآں ہندوستان میں رہتے ہوئے ہمارا قیام غیر یقینی ہے کیونکہ ایک جگہ سے دوسری جگہ نقل مکانی کسی وقت بھی متوقع ہے (ہماری نیت کے بغیر) اور سب سے بڑھ کر ہماری وطن واپسی کی تاریخ بھی متعین نہیں تو ان تمام کیفیات کے باعث ہم اپنی نیت متعین کرنے سے قاصر ہیں نیت کی عدم موجودگی میں ہم نماز قصر ادا کریں کہ کامل۔

۴۔ دورانِ قیام (جو غیر معین ہے) ان کا کیا حکم ہے۔

الجواب

واضح رہے کہ جو مسلمان قیدی افواج کی تحویل میں ہیں ان کے بارے میں ایک تمہیدی قاعدہ ذکر کرنا ضروری ہے۔ وہ یہ ہے کہ سفر کرنے والے لوگ گروہ دو قسم کے ہوتے ہیں متبوع اور تابع۔ متبوع اسے کہتے ہیں جو سفر کرنے اور ٹھہرنے میں خود مختار ہو دوسرے کا تابع نہ ہو جیسے کہ ایک عاقل بالغ آزاد مرد۔ شریعت مقدسہ میں اسی کی نیت کا اعتبار ہوتا ہے اور اس کی نیت ہی پر قصر (نماز دوگانہ ادا کرنے) اور اتمام (نماز پوری ادا کرنے) کا حکم لگایا جاتا ہے۔ دوسرا شخص تابع ہوتا ہے جو اقامت و سفر وغیرہ امور میں دوسرے کا تابع ہوتا ہے اس کا حکم یہ ہے کہ وہ اپنے متبوع کی نیت کا لازمی طور پر پابند ہوتا ہے چاہے اس کا متبوع کافر کیوں نہ ہو اسے نماز کے پورا پڑھنے اور قصر کرنے میں متبوع کی نیت کی طرف مراجعت کرنے اور اس کے مسافر و مقیم ہونے کے تحت قصر و اتمام ضروری ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے بیوی خاوند کے تابع ہوتی ہے، غلام ہے جو آقا کے تابع ہوتا ہے اور فوجی جو اپنے امیر عسکر کے تحت ہوتا ہے اور مسلم قیدی جو دشمن کی قید میں پکڑا چلا جاتا ہے یہ سب لوگ تابع ہیں

[illegible] والمعتبر نية المتبوع لانه الاصل لا التابع كامرأة [illegible] [1] [illegible]

[illegible] وحكم الاسير في دار الحرب كحكم العبد لا تعتبر نيته [2] [illegible]

[illegible]

(۱) [illegible] [3]

(۲) [illegible] ذكر في المنتقى ان المسلم اذا اسره العدو ان كان مقصده ثلاثة ايام قصر [illegible] [4]

(۳) [illegible]

(۴) [illegible] وكذا ينبغي ان يكون

---

۱) [illegible] (والمعتبر نية المتبوع لانه الاصل لا التابع كامرأة [illegible]) (كتاب الصلوة، باب صلاة المسافر [illegible]) وكذا في الهندية (كتاب الصلوة، الباب الخامس عشر [illegible]) وكذا في مجمع الأنهر (كتاب الصلوة، باب صلاة المسافر [illegible])

۲) الهداية (كتاب الصلوة، باب صلاة المسافر [illegible])

۳) [illegible]

۴) [illegible] ذكر في المنتقى ان المسلم اذا اسره العدو ان كان مقصده ثلاثة [illegible] (كتاب الصلوة، باب صلاة المسافر [illegible]) [illegible] البحر (كتاب الصلوة، باب المسافر [illegible])

حکم کل تابع یسأل متبوعه فإن أخبره عمل بخبره والا عمل بالأصل الذی کان علیه من اقامة أو سفر حتی یتحقق خلافه اھ (۲)

(۵) جہاں قیدیوں کو دفتر ان جیل سے سوال کرنا محذور ہو اور ان کی رسائی وہاں تک نہ ہو سکتی ہو تو ایسی صورت میں بھی اپنے اصل حال پر جس پر وہ تھے یعنی قصر و اتمام کریں۔ وتعذر السؤال بمنزلة السؤال مع عدم الاخبار (۲) اس وقت جیل قیدی جہاں ہیں وہ اپنے متبوعین کے تابع کی بنا پر مقیم ہوں گے اور ان کو نماز پوری ادا کرنا ہوگی (۳)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بارڈر پر ٹھہرے ہوئے فوجیوں کے لیے قصر و اتمام اور جمعہ وعیدین کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ہندو پاک آرمی میں جنگ کا ماحول ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ فوج آج کل یہاں کافی دوری تک جمع ہوتی ہے ورنہ اول ہم بارڈر پر ٹھہرے ہوئے ہیں۔ ہم جس جگہ خیمہ لگاتے ہیں کوئی پتہ نہیں ہوتا کہ کتنے دنوں تک ہم یہاں رہیں گے تو اسی دوران میں جمعہ بھی آتا ہے اور شاید عید الاضحیٰ بھی آ جائے گی۔ اور ہماری فوری تقرری یا یہاں دوبارہ تعیناتی ہو سکتی ہے تو آپ ہمارے مہربانی ہمیں ایسا تسلی بخش فتویٰ تحریر فرما دیں کہ ہمارے افسران و سپاہی سب کو معلوم ہو جائے۔

(۱) نماز پنجگانہ ایسے حالات میں کیسے پڑھیں گے (۲) نماز جمعہ ایسی حالت میں ادا ہوتی ہے یا نہیں (۳) اور نماز عید بھی ادا ہوتی ہے یا نہیں۔ بندہ حقیر کو ان حالات کا سامنا ہے۔ بندہ کی پوری تسلی کریں۔ ایسے حالات میں ہمارے بعض فوجی نماز جمعہ یا عید پڑھتے ہیں یہ ٹھیک ہے یا غلط ہے۔

---

(۱) الدر المختار مع شرحه: (کتاب الصلوة، باب صلاة المسافر، ص ۱۳۱، ج ۲، طبع سعید) وکذا فی البحر الرائق: (کتاب الصلوة، باب المسافر، ص ۲۴۴، ج ۲، طبع رشیدیه) وکذا فی حاشیة الطحطاوی: (کتاب الصلوة، باب صلاة المسافر، ص ۴۲۴، طبع قدیمی)

(۲) کما فی الشامیة: وکذا ینبغی أن یکون حکم کل تابع یسأل متبوعه فإن أخبره عمل بخبره والا عمل بالأصل الذی کان علیه من اقامة سفر حتی یتحقق خلافه۔ (کتاب الصلوة، باب صلاة المسافر، ص ۱۳۱، ج ۲، طبع سعید) وکذا فی البحر الرائق: (کتاب الصلوة، باب المسافر، ص ۲۴۴، طبع رشیدیه) وکذا فی حاشیة الطحطاوی: (کتاب الصلوة، باب صلاة المسافر، ص ۴۲۴، طبع قدیمی کتب خانه)

(۳) تقدم تخریجه: تحت حاشیة نمبر ۱، ۲، حوالہ مذکورہ بالا صفحہ

الجواب

موافق روایات کتب فقہ کے ایسے موقع پر نماز جمعہ ادا کرنا صحیح نہیں ہے نماز جمعہ ادا ہونے کی صحت اور وجوب کے لیے مصر یعنی شہر یا قصبہ یا قریہ کبیرہ یعنی بڑا گاؤں شرط ہے۔ پس ایسے موقع پر نماز ظہر با جماعت بجائے جمعہ کے پڑھا کریں **ولا جمعۃ بعرفات فی قولهم جمیعا لانها فضاء**۔(۱) اور کسی جگہ میں مسلسل پندرہ دن قیام کا ارادہ ہو تو نماز پوری پڑھا کریں۔ ایسی حالت میں جبکہ آپ کو کوئی پتہ نہیں ہوتا کہ کتنے دن ہوں گے آپ قصر کریں(۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

اقامت کے لیے کسی جگہ پندرہ دن کی اقامت کی نیت کی تب درست ہوگی جبکہ اقامت کے لیے مکانات قریہ یعنی قصبہ موجود ہو ورنہ یا جنگل میں پندرہ دن کی اقامت کی نیت بھی معتبر نہیں قصر لازم ہوگا(۳)۔

دوران جنگ افواج کے لیے قصر یا اتمام کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ دوران جنگ میں قصر کرنی چاہیے یا پوری نماز پڑھنی چاہیے

---

(۱) الهداية: (كتاب الصلوة، باب الجمعة، ص ۱۶۷، ج ۱، طبع رحمانيه لاهور) وكذا في البحر: شرط صحتها أن تؤدى في مصر حتى لا تصح في قرية ولا مفازة (كتاب الصلوة، باب الجمعة، ص ۱۴۰، ج ۲، طبع رشيديه) وفي الهندية: ومن لا تجب عليهم الجمعة من أهل القرى والبوادي لهم أن يصلوا الظهر بجماعة يوم الجمعة (كتاب الصلوة، الباب السادس عشر، ص ۱۴۵، طبع رشيديه) وكذا في حاشية الطحطاوي: (كتاب الصلوة، باب الجمعة، ص ۵۰۴، طبع قديمي كتب خانه)

(۲) كما في الهندية: ولا يزال على حكم السفر حتى ينوي الإقامة في بلدة أو قرية خمسة عشر يوما أو أكثر كذا في الهداية: (كتاب الصلوة الباب الخامس عشر، ص ۱۳۹، طبع رشيديه) وكذا في الدر المختار: (كتاب الصلوة، باب صلاة المسافر، ص ۱۲۵، ج ۱، طبع سعيد) وكذا في الهداية: (كتاب الصلوة، باب صلاة المسافر، ص ۱۷۴، طبع رحمانيه لاهور)

(۳) كما في الدر المختار مع شرحه: (حتى يدخل موضع مقامه أو ينوي إقامة نصف شهر ... بموضع صالح لها) من مصر أو قرية أو صحراء دارنا" قال ابن عابدين: (قوله أو صحراء دارنا) احتراز عن صحراء أهل الحرب فحكمه حكم العسكر الداخل في أرضهم (كتاب الصلوة، باب صلاة المسافر، ص ۱۲۴ و ۱۲۵، ج ۲، طبع سعيد) وكذا في البحر (كتاب الصلوة، باب المسافر، ص ۲۴۲، ج ۲، طبع رشيديه) وكذا في الهندية: (كتاب الصلوة، الباب الخامس عشر، ص ۱۳۹، ج ۱، طبع رشيديه)

جواب

[illegible] ۴۸ میل [illegible]

روزانہ گھر سے چوبیس میل دور آنے جانے والے کے لیے نماز کا حکم

سوال

[illegible]

جواب

[illegible] ۲۴ میل [illegible] ولا يزال على حكم السفر حتى ينوي الإقامة في بلدة أو قرية خمسة عشر يوما أو أكثر وإن نوى أقل من ذلك قصر الخ [illegible]

---

(۱) كما في الهداية: [illegible] ولا يزال على حكم السفر حتى ينوي الإقامة في بلدة أو قرية خمسة عشر يوما أو أكثر وإن نوى أقل من ذلك قصر [illegible] كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر [illegible]

[illegible]

دوسرے شخص کی ملازمت والے شخص کی قسم کا حکم

سوال

[illegible]

(۱) [illegible]

(۲) [illegible]

(۳) [illegible]

الجواب

(۱) [illegible] (۲) [illegible]

(۳) [illegible]

[illegible]

سردی گرمی کے لیے الگ الگ جگہوں پر مکان بنا کر رہنے والے کے لیے نماز کا حکم

﴿سوال﴾

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ان مسائل کے بارے میں کہ

(۱) اگر ایک شخص کے دو وطن ہوں- مثلاً اس کی سرمائی و گرمائی مکان علیحدہ علیحدہ ہوں- موسم سرما میں ایک علاقے میں رہتا ہے اور موسم گرما میں دوسرے علاقے میں رہائش پذیر ہوتا ہے اور یہ نقل مکانی بمعہ اہل خانہ و سامان ہمیشہ ہوا رہتا ہے- ایسی صورت میں اگر شخص موصوف ایک علاقے سے اپنے دوسرے علاقے کو ایک رات کے لیے بقصد سفر چلا جاتا ہے تو کیا اس کو نماز قصر کے ساتھ پڑھنی چاہیے یا پوری؟ نیز مسئلہ بالا میں شخص موصوف اپنے دونوں علاقوں میں یعنی سرمائی و گرمائی میں زمین وغیرہ اعمال بھی رکھتا ہے دونوں کے قبرستان، کاروبار اور پیداوار بھی دونوں علاقوں میں موجود ہے

(۲) خانہ بدوش لوگ جو کہ ہمیشہ اپنی زندگی سفر میں گزارتے ہیں کیا ان کو نماز قصر پڑھنی چاہیے یا نہ۔

﴿جواب﴾

(۱) قال فی الشامية: ولو كان له اهل ببلدتين فايتهما دخلها صار مقيما- روایت بالا سے معلوم ہوا کہ شخص مذکور دونوں جگہوں میں پوری نماز پڑھے گا(۱)- (۲) قصر کریں گے- كما فی الشامية: ولا يزال على حكم السفر حتى ينوى الاقامة(۲)- البتہ جتنے دن اپنے گھر میں رہتے ہیں اس وقت پوری نماز پڑھیں گے(۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

---

۱) الدر المختار مع شرحه: (كتاب الصلوة، باب صلاة المسافر، ص ۱۳۱، ج۲، طبع سعيد) وكذا في البحر الرائق: (كتاب الصلوة، باب المسافر، ص ۲۳۹، ج۲، طبع رشيديه كوئٹه) وكذا في حاشية الطحطاوي: (كتاب الصلوة، باب صلاة المسافر، ص ۴۲۹، طبع قديمي)

۲) الدر المختار مع شرحه: (كتاب الصلوة، باب صلاة المسافر، ص ۱۲۵، طبع سعيد) وكذا في الهندية: (كتاب الصلوة، الباب الخامس عشر، ص ۱۳۹، ج۱، طبع رشيديه) وكذا في الهداية: (كتاب الصلوة، باب صلاة المسافر، ص ۱۷۴، ج۱، طبع رحمانيه لاهور)

۳) كما في الدر المختار: (من خرج من عمارة موضع اقامته ... قاصدا ... مسيرة ثلاثة ايام ولياليها صلى الفرض الرباعي ركعتين ... حتى يدخل مقامه) (كتاب الصلوة، باب صلاة المسافر، ص ۱۲۲ تا ۱۲۵، طبع سعيد) وكذا في البحر: (كتاب الصلوة، باب المسافر، ص ۲۲۶ تا ۲۳۳، ج۲، طبع رشيديه) وكذا في الهندية: (كتاب الصلوة، الباب الخامس عشر، ص ۱۳۹، ج۱، طبع رشيديه)

چلتی ریل میں نماز اور تیمم کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین دریں مسائل کہ:

(۱) اس زمانہ میں جب کہ اکثر سفر بذریعہ ریل گاڑی کیا جاتا ہے اور بعض اوقات ریل گاڑی ہی میں نماز کا وقت آجاتا ہے۔ پھر اس میں نماز ادا کی جاتی ہے۔ اکثر بیٹھ کر نماز ادا کرتے ہیں اور دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ ریل گاڑی میں حرکت زیادہ ہوتی ہے کھڑے ہونے میں خطرہ ہوتا ہے کہ کہیں گر نہ جائیں۔ لیکن گاڑیوں کی حرکتیں آپ کے مدنظر ہیں کیا اس عذر کو مدنظر رکھ کر بیٹھ کر نماز پڑھ سکتے ہیں نیز اگر کسی نے بیٹھ کر پڑھ لی تو کیا کسی وجہ میں فرض ادا ہو گیا۔ جب کہ بعد میں نماز کا وقت بھی ختم ہے۔

(۲) ریل چل رہی ہے اور نماز کا وقت تنگ ہے اور اب ریل میں پانی نہیں ملا کیا تیمم کر سکتا ہے نیز تیمم کس سے کرے جبکہ ریل کی دیواریں لکڑی کی ہیں اور صاف ہیں اور نیچے والی مٹی صاف ہے اور کہیں گرد وغبار نہیں ہے۔ بینوا بالکتاب توجروا بالثواب۔

﴿ج﴾

(۱) ریل گاڑی میں نماز فرائض ونوافل دونوں جائز ہیں۔ ریل گاڑی بحولہ سریر موضوع علی الارض کے ہے۔ کذا حققہ علامہ تھانوی رحمۃ اللہ فی مجلد الاول من امداد الفتاوی[1] فی اجوبۃ مسائل مختلفہ۔ استقبال قبلہ بھی ضروری ہے[2]۔ نیز قیام بھی لازم ہے۔ ترک قیام بغیر عذر کے جائز نہیں ہے[3] اگر بیمار ہو یا

---

۱) امداد الفتاوی: (کتاب الصلوۃ، باب صلاۃ المسافر، ص ۲۷۸، ج۱: طبع مکتبہ دار العلوم، کراچی) وفی الدر المختار: (وان لم یمکن طرف المحمل علی الدابۃ جاز) لو واقفۃ لتعلیلهم بانہا) کالسریر۔ (کتاب الصلوۃ، باب الوتر والنوافل، ص ۴۹، ج۲، طبع رشیدیہ) وکذا فی حاشیۃ الطحطاوی: (کتاب الصلوۃ، ص ۴۰۸، فصل فی صلاۃ الفرض والواجب علی الدابۃ، طبع قدیمی) وکذا فی البحر: (کتاب الصلوۃ، باب الوتر والنوافل، ص ۱۱۰، ج۲: طبع رشیدیہ)

۲) کما فی الدر المختار: (ثم الشرط (هی) ستۃ ... والسادس استقبال القبلۃ (باب شروط الصلوۃ، ص ۴۲۷، ج۱: طبع سعید) وکذا فی حاشیۃ الطحطاوی (باب شروط الصلوۃ، ص ۲۱۰، طبع قدیمی) وکذا فی تبیین الحقائق: (کتاب الصلوۃ، باب شروط الصلوۃ، ص ۲۶۵، ج۱: طبع دار الکتب العلمیہ)

۳) کما فی تنویر الأبصار مع شرحہ: (ومنها القیام فی فرض لقادر علیہ) وعلی السجود (باب صفۃ الصلوۃ ص ۴۴۵، ج۱: طبع سعید) وکذا فی البحر: (کتاب الصلوۃ، باب شروط الصلوۃ، ص ۴۹۳، طبع رشیدیہ) وکذا فی تبیین الحقائق: (کتاب الصلوۃ، باب شروط الصلوۃ، ص ۲۶۴، ج۱: طبع دار الکتب)

[illegible] [1]

(۲) [illegible]

[illegible] هذا قول متوسط بين القولين وفيه الخروج عن العهدة بيقين [2] [illegible]

[illegible] [3] [illegible]

المحبوس و فاقد الطهورين يؤخرها عنده و قالا يتشبه بالمصلين وجوبا فيركع و يسجد ان وجد مكانا يابسا – والا يومي قائما ثم يعيد كالصوم [4] [illegible]

[illegible]

---

(۱) كذا في الدر المختار [illegible] (كتاب الصلاة [illegible] طبع رشيدية جديد) وكذا في مجمع الأنهر (كتاب الصلاة [illegible] طبع غفاريه) وكذا في الهندية (كتاب الصلاة [illegible] طبع رشيديه)

(۲) التنبيه

(۳) كذا في [illegible] الأرض [illegible] (كتاب الطهارة باب التيمم [illegible] طبع دار الكتب [illegible]) وكذا في [illegible] (كتاب الطهارة باب التيمم [illegible] طبع دار الكتب) وكذا في الهندية (كتاب الطهارة الباب الرابع [illegible] طبع رشيديه)

(۴) الدر المختار (كتاب الطهارة باب التيمم [illegible] طبع سعيد) وكذا في [illegible] (كتاب الطهارة باب التيمم [illegible] طبع دار الكتب العلمية) وكذا في البحر الرائق (كتاب الطهارة باب التيمم [illegible] طبع رشيديه) [illegible] الدر المختار مع شرحه [illegible] في الصلاة [illegible] هذا الاختلاف [illegible] (كتاب الطهارة باب التيمم [illegible] طبع سعيد) وكذا في [illegible] (كتاب الطهارة باب التيمم [illegible] طبع رشيديه) وكذا في [illegible] (كتاب الطهارة باب التيمم [illegible] طبع دار الكتب)

مسافر امام کی اقتداء میں مقیم مسبوق کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک مقیم نے مسافر کی اقتداء کی اور دوسری رکعت میں امام کے ساتھ شریک ہوا، اب مقیم جب نماز پوری کرے گا تو آخری دو رکعت میں قراءۃ فاتحہ پڑھے گا یا نہیں؟ حکم بیان فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

جواب

یہ شخص مسبوق لاحق ہے جس کا حکم یہ ہے کہ پہلے دو رکعت بغیر قراءت کے پڑھے پھر ایک رکعت قراءت کے ساتھ، اس لیے کہ پہلی دو رکعت میں لاحق ہے اور تیسری رکعت میں مسبوق ہے، اصل یہ ہے کہ لاحق گویا کہ خلف الامام ہی ہے اس لیے اس کو گویا خلف الامام ہی نماز پڑھنی ہوگی اور مسبوق تو قضا بعد فراغ الامام کرتا ہے۔ درمختار کی اس عبارت اور شامی کی تشریح سے حکم مذکور معلوم ہوتا ہے۔ ثم صلی ما لاحق فیه بلا قراءة ثم ما سبق به بها إن كان مسبوقا أيضا[1] مزید تشریح کرنے کی فرصت نہیں ہے۔

ریل گاڑی پر متعین ملازمین کے لیے نماز کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے جو حضرات ریلوے میں ملازم ہیں اور ریل گاڑی پر ڈیوٹی دیتے ہیں۔ یہاں سے لاہور جاتے ہیں ایک رات لاہور میں گزارتے ہیں اور ایک رات گاڑی میں۔ تو کیا یہ لوگ قصر نماز پڑھیں یا پوری نماز پڑھیں۔

---

(١) الدر المختار مع شرحه (كتاب الصلاة، ص ٤١١، ج ٢، طبع رشيدية كوئٹه) وأيضاً فيه: اللاحق يصلي على ترتيب صلاة الإمام والمسبوق يقضي ما سبق به بعد فراغ الإمام (كتاب الصلاة، مطلب لو أتى بالركوع أو السجود مع الإمام، ص ٥٩٦، ج ١، طبع سعيد) وكذا في الهندية (كتاب الصلاة، الفصل السابع في المسبوق واللاحق، ص ٩٢، ج ١، طبع رشيدية) وكذا في خلاصة الفتاوى (كتاب الصلاة، الفصل الخامس عشر، ص ١٦٦، ج ١، طبع رشيدية)

(الجواب)

یقین کرکے جو سوال لکھا ہے کہ ملازمین ڈیوٹی کے دوران جب کسی جگہ پندرہ دن سے کم رہیں گے تو وہ مسافر ہوں گے اور شہر میں جو نمازیں آئیں گی ان میں قصر لازم ہے۔ البتہ جو نمازیں بستی میں رہتے ہوئے آئیں گی ان میں قصر نہیں ہے اسی طرح کویت کے رہنے والے جو کسی مدت گزاریں تو وہ مکمل نماز پڑھیں گے اور کویت شہر میں قصر نہیں کریں گے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کسی جگہ غیر قانونی طور پر رہنے والے کے لیے قصر یا اتمام کا حکم

(سوال)

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کہ ایک آدمی سعودی عرب میں ہے اور حکومت کی طرف سے قانونی طور پر اس کو چھ ماہ قیام کی اجازت ہے۔ لیکن وہ اب غیر قانونی طور پر رہتے ہوئے چھ ماہ سے زیادہ عرصہ وہاں قیام کرچکا ہے۔ اب وہ اپنی نماز قصر پڑھے یا مکمل ادا کرے اور قصر کی اجازت ہوگی۔ واضح رہے کہ اب اس کا یہ قیام جدید اپنے اختیار میں نہیں ہے اور گرفتار ہونے کی وجہ سے کسی وقت بھی ملک سے نکالا جا سکتا ہے۔ اب وہ نماز کس طرح سے ادا کرے اور اس کی اقامت وہاں پر قائم بھی جائے گی۔

(الجواب)

شخص مذکور اگر کسی شہر یا قصبے میں پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کی نیت کر چکا ہے تو وہ اس شہر کا مقیم ہو گیا ہے۔ اب جب تک اس جگہ سے سفر نہیں کرے گا اس کی اقامت ختم نہیں ہوگی اس لیے وہ اس شہر میں رہتے ہوئے پوری نماز پڑھے گا۔ خواہ غیر قانونی طور پر وہاں پر رہ رہا ہو(۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

---

(۱) كما في تنوير الأبصار مع شرحه: (من خرج من عمارة موضع إقامته قاصدا مسيرة ثلاثة أيام ولياليها) ... صلى الفرض الرباعي ركعتين) حتى يدخل موضع مقامه (كتاب الصلوة، باب صلاة المسافر، ص ۱۲۱ تا ۱۲۳، ج ۲، طبع سعيد) وكذا في البحر الرائق: (كتاب الصلوة، باب المسافر، ص ۲۲٦، ج ۲، طبع رشيديه) وكذا في حلبي كبير: (كتاب الصلوة، فصل في صلاة المسافر، ص ۵۳۰، طبع سعيد)

(۲) كما في الدر المختار: (من خرج من عمارة موضع إقامته ... قاصدا ... مسيرة ثلاثة أيام ولياليها ... صلى الفرض الرباعي ركعتين ... حتى يدخل موضع مقامه ... أو ينوي إقامة نصف شهر بموضع واحد (صالح لها) الخ (كتاب الصلوة، باب صلاة المسافر، ص ۱۲۳ تا ۱۲۵، طبع سعيد) وكذا في البحر الرائق: (كتاب الصلوة، باب صلاة المسافر، ص ۲۲٦ تا ۲۳۳، طبع رشيديه) وكذا في الهندية: (كتاب الصلوة، الباب الخامس عشر في صلاة المسافر، ص ۱۳۹، ج ۱، طبع رشيديه)

دوران سفر ریل میں نماز ادا کرنے کے احکام

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ اس کاروباری دنیا کے اندر انسان کو سفر کے مواقع حاصل ہوتے ہیں اور عموماً ریل گاڑی اور لاری کا سفر درپیش ہوتا ہے اور اثناء سفر میں نماز کا وقت ہو جاتا ہے اور بسا اوقات گاڑی یا لاری سے اتر کر نماز ادا کرنے کا موقع نہیں ملتا۔ اگر تاخیر کی جائے تو وقت کے نکل جانے کا خطرہ ہوتا ہے تو صورت مذکورہ میں نماز ادا کرنے کا کیا طریقہ ہے۔

(۱) گاڑی میں بسا اوقات ہجوم کی وجہ یا کسی اور وجہ سے کھڑے ہونے کی جگہ نہیں ملتی تو فریضہ قیام کو ترک کر کے بیٹھ کر نماز ادا کرے یا نہیں۔

(۲) کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بیٹھنے کی جگہ نہیں ملتی۔ مگر انسان باہر لٹکا ہوا ہوتا ہے یا اندر تنگی کے ساتھ کھڑے ہو کر وقت گزارتا ہے تو اس حالت میں نماز کس طرح ادا کرے۔ جبکہ رکوع و سجود پر بھی قادر نہیں تو آیا کھڑے ہو کر اشارے سے نماز ادا کرے یا نہیں۔

(۳) ریل گاڑی میں نماز ادا کرتے ہوئے بعض دفعہ جہت قبلہ منحرف ہو جاتی ہے تو نمازی نماز کے اندر قبلہ کی طرف پھر جائے یا ابتدائی قبلہ رخ کافی ہوگا۔

(۴) لاری میں کھڑے ہونے کا احتمال نہیں البتہ بیٹھنے کی جگہ مل جاتی ہے تو بیٹھ کر نماز اشارے سے پڑھے یا نہیں۔

(۵) لاری میں اکثر اوقات پانی نہیں ملتا اور نماز کا وقت بالکل قریب ہو جاتا ہے تاخیر سے قضاء کا خطرہ ہے تو تیمم سے نماز ادا کرے یا نہیں۔ اگر تیمم کرے تو کون سی چیز پر کرے جبکہ وہاں مٹی وغیرہ کا ملنا دشوار ہے۔

(۶) اگر کوئی شخص صورت مذکورہ بالا میں نماز کو اپنے وقت میں ادا نہ کرے بلکہ ترک کر کے پھر قضاء کرے تو کیا قضاء کرنے کے بعد گنہگار بھی ہوگا یا نہیں؟

(۷) گاڑی یا لاری کو کشتی کی حالت پر قیاس کیا جا سکتا ہے یا کہ نہیں۔ یہ مذکورہ صورتیں اس وقت پر محمول ہوں گی جب کہ ان کے سوا کوئی چارہ کار نہ ہو۔ ورنہ پہلے تو صحیح طریقہ پر ادا کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ جوابات بالتفصیل مع الدلائل حوالہ کتب تحریر فرما دیں۔

السائل نظام الدین شاہ عید گاہ مظفر گڑھ

مسئلہ

(۱۰) [illegible] کما قال فی الدر المختار صلی الفرض فی فلک جار قاعدا بلا عذر صح لغلبة العجز واساء وقالا لا یصح الا بعذر وهو الاظهر برهانا – قال الشامی وهو الاظهر برهانا وفی الحلیة معتمدا فی الادلة والاظهر من قولهما اھ فلا جرم ان فی الحاوی القدسی وبه ناخذ[1] [illegible]

[illegible]

(۱۱) [illegible] مختار للفتوی [illegible] خروج فی الجمعة [illegible] والعدة [illegible] بالعد لان عدم العد لا [illegible] الوقت فی [illegible] المختار ان الاحوط [illegible] علی هذا الاحتمال[2]

---

(۱) الدر المختار مع شرحه (کتاب الصلوة، باب صلاة المریض، ص [illegible]، ج۲، طبع [illegible]) وکذا فی [illegible] (کتاب الصلوة، باب صلاة المریض، ص [illegible]، طبع دار الکتب العلمیة)

(۲) کذا فی البحر الرائق [illegible] الوضوء والصلوة [illegible] (کتاب الطهارة، باب [illegible]، ص [illegible]، ج۱، طبع [illegible]) وکذا فی [illegible] (کتاب الطهارة، باب [illegible]، ص [illegible]، ج۱، طبع [illegible]) وکذا فی الهندیة (کتاب الطهارات، الباب الرابع، الفصل الاول، ص [illegible]، ج۱، طبع [illegible])

ما لو ازدحم جمع على بئر لا يمكن الاستقاء منها إلا بالمناوبة أو كانوا عراة ليس معهم إلا ثوب يتناوبونه وعلم أن النوبة لا تصل إليه إلا بعد الوقت فإنه لا يتيمم ولا يصلي عاريا بل يصبر عندنا وكذا لو في مكان ضيق ليس فيه إلا موضع يسع أن يصلي قائما فقط يصبر ويصلي قائما بعد الوقت الخ(۱)۔

خلاصہ یہ کہ اس مسئلہ میں بھی امام زفر رحمہ اللہ کا خلاف ہے اور یہاں فتوی احتیاطاً یہ ہے کہ امام زفر رحمہ اللہ کے مذہب پر عمل کرکے مطابق مذہب امام ابی حنیفہ رحمہ اللہ اعادہ کیا جائے۔ اس لیے کہ امام زفر رحمہ اللہ کے قول کو بھی اکثر مشائخ نے اختیار کیا ہے۔ كما قال الشامي ثم قال ما حاصله ولعل هذا من هؤلاء المشائخ اختيار لقول زفر لقوة دليله(۲)۔

(۳) اگر استقبال قبلہ پر قادر نہیں ہے تو اگر وقت کے اندر استقبال قبلہ کی قدرت متصور ہے تو نماز ادا نہ کرے اور اگر وقت کے اندر استقبال کی قدرت کی امید نہیں ہے تو حسب قدرت نماز ادا کرے۔ كما قال الشامي وإن عجز عنه (أي عن استقبال القبلة) يمسك عن الصلوة امداد عن مجمع الروايات ولعله يمسك ما لم يخف خروج الوقت لما تقرر من أن قبلة العاجز جهة قدرته -الخ(۳)۔ اور اگر استقبال قبلہ پر قادر ہے تو استقبال فرض ہے ابتداءً استقبال کرنا ضروری ہے ورنہ نماز نہ ہوگی(۴) اور اگر ابتداءً استقبال کے بعد گاڑی پھر جاوے اب اگر اس کے لیے پھر جانا ممکن ہے تو پھر جانا فرض،

---

۱) الدر المختار مع شرحه: (كتاب الطهارة، باب التيمم ص ۲٤٤، طبع رشيديه) وكذا في تبيين: (كتاب الطهارة، باب التيمم، ص ۱۱۸، ج۱: طبع دار الكتب العلميه)

۲) الدر المختار مع شرحه: (كتاب الطهارة، باب التيمم، ص ۲٤٩، ج۱: طبع سعيد) وكذا في البحر الرائق: (كتاب الطهارة، باب التيمم، ص ۲۷۷، طبع رشيديه) وكذا في تبيين (كتاب الطهارة، باب التيمم، ص ۱۲۳، ج۱، طبع دار الكتب)

۳) الدر المختار مع شرحه: (كتاب الصلوة مطلب في الصلوة في السفينة، ص ۲۹٦، ج۲: طبع رشيديه جديد) أيضاً فيه: ستقبال عاجز عنها لمرض أو خوف عدو أو شبهه لجهة قدرته أو تحريه قبلة له حكماً (كتاب الصلوة، باب شروط الصلوة، ص ۱۲۳، ج۲: طبع رشيديه) وفي التبيين: والخائف يصلي إلى أي جهة قدر لتحقق العجز ويستوي فيه الخوف من العدو أو سبع (كتاب الصلوة، باب شروط الصلوة، ص ۲٦۵، ج۱: طبع دار الكتب) وكذا في النهر الفائق: (كتاب الصلوة، باب شروط الصلوة، ص ۱۹۲، ج۱: طبع دار الكتب)

٤) كما في الدر المختار: (والسادس من شروط الصلوة) استقبال القبلة (كتاب الصلوة، باب شروط الصلوة، ص ۱۳۳، ج۲: طبع رشيديه) وكذا في التبيين الحقائق: (كتاب الصلوة، باب شروط الصلوة، ص ۲٦٤، ج۱: طبع دار الكتب) وكذا في النهر الفائق: (كتاب الصلوة، باب شروط الصلوة، ص ۱۹۱، ج۱: طبع دار الكتب)

...معاف، ويلزمه التوجه الى القبلة عند افتتاح الصلوة كذا في الكافي في باب صلوة المريض وكلما دارت السفينة يحول وجهه اليها فلو ترك تحويل وجهه الى القبلة وهو قادر عليه لا يجزيه[1]۔

(۴) بارش کی صورت میں تیمم جائز نہیں ہے اس لیے کہ ... وضو اور تیمم ایک ساتھ ادا کر دے تیمم ہو سکتا ہے اگر وقت کے اندر کسی وقت ... اگر وقت کے اندر پانی مل جائے تو اعادہ کرے۔ کذا فی تیمم البحر[2]

(۵) جیسا کہ تیمم اور نماز ... وقت کے اندر ... ہے اب اگر ... امید ہے تو ... ضروری ہے ... کے مطابق ... نماز پڑھ لے ... واجب ہے[3]۔ البتہ اگر ... وضو اور تیمم ... کے ... پڑھ لے[4]۔

(۶) ... کے ساتھ ... واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

1) الهندية: (كتاب الصلوة، الباب الخامس عشر، ص ۱۴۳، ج ۱، طبع رشيديه) وكذا في الدر المختار مع شرحه (كتاب الصلوة، باب صلاة المريض، ص ۱۰۱، ج ۲، طبع رشيديه) وكذا في البحر (كتاب الصلوة، باب صلاة المريض، ص ۲۰۶، ج ۲، طبع رشيديه كوئٹه)

2) ... (تحت حاشيه نمبر ۳ ... مذكوره صفحه نمبر ۵۰۸)

3) ... (تحت حاشيه نمبر ۳ ... مذكوره صفحه ۵۰۸)

4) كما في الدر المختار ... وقالا ... وجوبا ... الطهارة، باب التيمم، ص ۲۵۶ ... ج ۱، طبع سعيد) وكذا في ... (كتاب الطهارة، باب التيمم، ص ... ج ۱، طبع دار الكتب) وكذا في البحر (كتاب الطهارة، باب التيمم، ص ۲۵۶، ج ۱، طبع رشيديه)

5) كما في الدر المختار ... (كتاب الصلوة، باب قضاء الفوائت، ص ... ج ۲، طبع رشيديه جديد) ... كذا في ... الله تعالى ... عن صلاتهم ساهون (سورة ... آيت نمبر ۵)

ریل کے سفر سے متعلق احکامات

سوال نمبر

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ فی زمانہ گاڑی میں نماز کا کیا حکم ہے۔ گاڑی کی نماز سے متعلق مندرجہ ذیل مسائل پیدا ہوتے ہیں از راہ مہربانی سب کا جواب دیا جائے۔ تحریر فرمائیے۔

(۱) موجودہ کتنے میلوں کے لیے نماز کی قصر کی جائے گی۔ (۲) شہر کی حدود کہاں تک شمار ہوں گی۔ اسٹیشن تک شہر کی حدود ختم ہوتی ہیں یا نہیں۔ (۳) گاڑی کے اندر نماز ادا ہو سکتی ہے یا نہیں؟ (۴) عموماً لوگ گاڑی کے اندر تختے پر بیٹھ کر جس طرف ممکن ہو قبلہ رخ کا اہتمام کیے بغیر نماز پڑھ لیتے ہیں کیا ایسا کرنا درست ہے (۵) قبلہ کا اہتمام لازمی ہے یا بغیر اہتمام افضل (گاڑی کے اندر) (۶) اگر اہتمام ضروری ہے تو گاڑی کے اندر تو قبلہ رخ کا اہتمام مشکل ہوتا ہے کیا نماز ترک کر کے منزل پر پہنچ کر قضا کرے یا گاڑی کے اندر تحری کر کے نماز پڑھے۔ (۷) تحری نماز کی ابتداء میں ضروری ہے یا پوری نماز میں (۸) پہلے تحری کر کے شروع ہوا اور درمیان میں کوئی دوسرا شخص قبلہ کا صحیح رخ معلوم کر کے نمازی کا رخ بدلتا رہے تو کیا درست ہے یا نہیں (۹) گاڑی کے اندر نماز کا وقت ہو جائے اور پانی موجود نہ ہو تو کیا تیمم کر سکتا ہے یا نہیں (۱۰) گاڑی کے طہارت خانے میں جو پانی استنجاء کے لیے ہوتا ہے آیا اس سے اسی طہارت خانے میں وضو کرنا جائز ہے یا نہیں کیونکہ وہ جگہ ناپاک ہوتی ہے اور چھینٹیں پڑنے کا احتمال ہے اس طرح بجائے طہارت کے نجاست حاصل ہوگی۔ (۱۱-الف) گاڑی کے اندر پانی نہ ملے تو کیا تیمم کر سکتا ہے یا نہیں (ب) تیمم کے لیے گاڑی میں [illegible] کا لگا ہوا ہے تو کیا کپڑے پر تیمم کیا جا سکتا ہے۔ (۱۲) اگر نماز کا وقت گاڑی میں آ جائے اور منزل پر پہنچ کر وقت کے ملنے کا یقین ہو تو (الف) گاڑی میں نماز قضا کر کے پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ (ب) کسی اسٹیشن پر اتر کر نماز قضا پڑھ سکتا ہے یا نہیں۔ (ج) یا وہ اپنی منزل پر نماز ادا کرے۔ (۱۳) اگر نماز کا وقت گاڑی میں آ جائے اور وہ وقت منزل تک پہنچنے سے پہلے جاتا ہو تو کیا نماز قضا کرے یا اسی وقت گاڑی میں پڑھے۔ (۱۴) کیا سفر میں کسی ضروری کام کی وجہ سے یا تھکاوٹ کی وجہ سے صرف فرض و واجبات پر اکتفا کر سکتا ہے یا سنن مؤکدہ کا ادا کرنا بھی ضروری ہے (۱۵) اگر سفر لمبا ہو اور نماز کے وقت گاڑی کسی اسٹیشن پر آتی ہو ٹھہرے کہ جس میں صرف فرائض ادا ہو سکتے ہیں تو کیا صرف فرض پر اکتفا کر سکتا اس وقت سنن بھی ضروری ہیں۔ (۱۶) اگر سنتیں ضروری ہیں تو کیا وہ بیٹھ کر پڑھنا لازم ہے یا منزل پر پہنچ کر قضا یا ادا کی صورت میں پڑھے (۱۷) اگر کوئی شخص قصر کرنا بھول جائے تو کیا اس کی نماز ہو جائے گی یا نہیں۔ آیا [illegible] ہوگا اور نماز لوٹانا واجب الاعادہ ہوگی۔

﴿ حل ﴾

(۱) مرجوحہ: جس شخص کی نماز قصر کی جائے گی(۱)۔ (۲) جہاں تک شہر کے مکانات متصل ہیں جیسے ہوئے ہوں وہاں تک شہر کی حدود شمار ہوں گی جہاں شہر ختم ہوگا اس کے بعد قبرستان، عیدگاہ جو شہر سے متصل ہو تو بھی فقہاء نے مصر سے تعبیر کرتے ہیں(۲)۔ (۳) کشتی کے اندر نماز ادا ہو سکتی ہے (۴،۵) جسے قدرت علی القیام حاصل ہو اس کو کھڑے ہو کر نماز پڑھنا فرض ہے(۳)۔ نیز استقبال قبلہ کا ان کو بھی لحاظ رکھنا فرض ہے(۴)۔ لوگوں کا ایسا کرنا درست نہیں۔ قدرت علی القیام رکھتے ہوئے کوئی بیٹھ کر نماز پڑھے اور استقبال قبلہ پر قادر ہونے کے باوجود استقبال نہ کرے تو ہر دو صورتوں میں نماز نہیں ہوگی (۶،۷)۔ کشتی اگر ابتداء سے آخر تک واجب ہے لہٰذا کشتی پھرنے کے ساتھ ساتھ اس کا قبلہ بدلے گا اور اسی پر ساتھ ساتھ چلنا واجب ہوگا(۵)۔ (۸،۹،۱۰)

---

۱) في تنوير الأبصار: من خرج من عمارة موضع إقامته قاصداً مسيرة ثلاثة أيام ... صلى الفرض الرباعي ركعتين (كتاب الصلوة، باب صلاة المسافر، ص ۱۲۱ تا ۱۲۳، ج۲، طبع سعيد) وكذا في تبيين الحقائق (كتاب الصلوة، باب صلاة المسافر، ص ۵۰۷، طبع دار الكتب) وكذا في الهندية (كتاب الصلوة، الباب الخامس عشر، ص ۱۳۹، ج۱، طبع رشيدية)

۲) كما في تبيين الحقائق: أما الأول فإنه يقصر إذا فارق بيوت المصر لما روي أنه عليه الصلوة والسلام ... قصر بذي الحليفة ... ثم المعتبر المجاوزة من الجانب الذي خرج منه حتى لو جاوز عمران المصر قصر ... (كتاب الصلوة، باب صلاة المسافر، ص ۵۰۷، ج۱، طبع دار الكتب) وكذا في النهر الفائق (كتاب الصلوة، باب صلاة المسافر، ص ۳۴۱، ج۱، طبع دار الكتب) وكذا في الهندية (كتاب الصلوة، الباب الخامس عشر، ص ۱۳۹، ج۱، طبع رشيدية)

۳) كما في النهر الفائق: ومن فرضها التحريمة والقيام (كتاب الصلوة، باب صفة الصلوة، ص ۱۹۲، ج۱، طبع دار الكتب) وكذا في تبيين (كتاب الصلوة، باب صفة الصلوة، ص ۲۷۶، ج۱، طبع دار الكتب) وكذا في الهندية (كتاب الصلوة، الباب الرابع في صفة الصلوة، الفصل الأول، ص ۶۹، ج۱، طبع رشيدية)

۴) كما في تبيين: (ومنها) أي من شروطها ... استقبال القبلة (كتاب الصلوة، باب شروط الصلوة، ص ۲۶۴، طبع دار الكتب) وكذا في النهر (كتاب الصلوة، باب شروط الصلوة، ص ۱۹۱، ج۱، طبع دار الكتب) وكذا في الهندية (كتاب الصلوة، الباب الثالث، الفصل الثالث، ص ۶۳، ج۱، طبع رشيدية)

۵) كما في الدر المختار: (ويتحرى) عاجز عن معرفة القبلة ... (فإن ظهر خطؤه لم يعد) وإن علم به في صلاته استدار ... ولو في سجدة سهو ... (كتاب الصلوة، باب شروط الصلوة، ص ۱۴۳، ج۲، طبع رشيدية جديد) وكذا في النهر (كتاب الصلوة، باب شروط الصلوة، ص ۱۹۲، ۱۴۳، ج۱، طبع دار الكتب) وكذا في الهندية (كتاب الصلوة، الباب الثالث، الفصل الثالث، ص ۶۴، ج۱، طبع رشيدية)

حقیقت یہ ہے کہ [illegible] سے پہلے [illegible]
[illegible]
ہیں۔ ان میں پانی کا انتظام ہوتا ہے۔ اس پانی سے [illegible]
بجائے طہارت کے نجاست [illegible]
وضو کرنے کے لیے [illegible]
[illegible]
[illegible] مسلمان [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

(۳۰۱) [illegible]
[illegible]
[illegible] پانی [illegible]

---

(۱) [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] كتاب الفقه على المذاهب الأربعة [illegible]
[illegible]
[illegible]

(۲) [illegible] أجمع أصحابنا على أنه يجوز [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

گاڑی چھوٹ جانے کا خوف ہو جائے تو گاڑی میں نماز ادا کرے، پھر اس نماز کو دوبارہ وقت میں لوٹائے(۱)۔ اور بہتر یہ ہے کہ ظہر میں آپ اصلاً بھی ساتھ رکھیں کہ بوقت ضرورت اس سے استنجاء کرے اور تیمم کے جواز کی صورت میں اس سے تیمم بھی کر لے۔ اگر ڈھیلا ساتھ نہ ہو تو گاڑی کے تختوں پر گرد ہو یا کھڑکی پر گرد ہو تو اس سے تیمم کرے اور سیٹ کے تختوں کو کپڑے سے پونچھا جاتا ہے ان پر تیمم نہیں، نہ کوئی چیز ملی ہوئی ہو اور نہ ان تختوں پر گرد ہو تو اس سے تیمم جائز نہیں(۲)۔ (۳۱۳ ب ج) جو بھی صورت اختیار کرے یہ دیکھے کہ جس صورت میں اطمینان و سکون، خشوع و خضوع سے نماز پڑھ سکے اور منزل مقصود پر پہنچ کر وقت نماز بھی باقی رہے تو وہ صورت اختیار کرنا بہتر ہے، مکروہ وقت سے پہلے ادا کرے(۳)۔ (۱۴، ۱۵، ۱۶) سامان کی وجہ سے اطمینان و سکون نہ ہو اور گاڑی کا وقت نہ ملے تو سنتیں ادا کر لیا کریں۔ جیسے کہ سفر میں نوافل کی اجازت ہیں اور فرض و واجب کے علاوہ سنتیں اور نوافل مؤکدہ نوافل سفر میں ہیں۔ سفر میں بیٹھ کر بھی پڑھنے کی شرعاً رخصت ہے۔ اگر اطمینان و سکون ہو اور گاڑی وغیرہ کی فکر نہ ہو تو پڑھ لے(۴)۔ ( ) اگر کوئی قصر کرنا بھول جائے اور اتمام سے پڑھ لے تو نماز ہو جائے گی اور گناہ بھی نہیں ہوگا(۵)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

(۱) (وقيل: يتيمم لفوات الوقت، قال الحلبي: فالأحوط أن يتيمم ويصلي ثم يعيد ... ينبغي أن يقال: يتيمم ويصلي ثم يعيد بالوضوء) (الدر المختار، كتاب الطهارة، باب التيمم: ص ۲۴۶، ج ۱، سعيد)
(وكذا في حلبي كبير، فصل في التيمم ص ۷۱، سهيل اكيدمي لاهور)

(۲) (يطهر من جنس الأرض وإن لم يكن عليه نقع" أي غبار" (الدر المختار، ص ۲۳۸) إذا كان حجرا لكن وكان عليهما غبار يجوز التيمم بالغبار الذي عليهما كما في الظهيرية: أي إن كان يظهر أثره بمسحه عليه كما هو، ولكن لو ينظر فيه ... (رد المحتار، كتاب الطهارة، باب التيمم ص ۲۴۹، ج ۱، سعيد) وكذا في حلبي كبير، فصل في التيمم ص ۷۱، سهيل اكيدمي) وكذا في الهندية: كتاب الطهارة، ص ۲۶، ۲۷، ج ۱)

(۳) (ولا تفريط في التأخير حتى لا تقع صلاته في وقت مكروه) (رد المحتار: كتاب الطهارة، باب التيمم ص ۲۴۹، ج ۱، سعيد) وكذا في البدائع: كتاب الصلوة، فصل وأما بيان وقت التيمم ص ۱۵۴ تا ۱۵۵، ج ۱، رشيدية)

(۴) (ويأتي المسافر بالسنن إن كان في حال أمن وقرار وإلا بأن كان في خوف وفرار لا يأتي بها هو المختار ... قبل الأفضل الترك ترخيصاً وقيل الفعل تقرباً) (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلوة، باب صلاة المسافر، ص ۱۳۱، ج ۲، سعيد) وكذا في الهندية: كتاب الصلوة، الباب الخامس عشر في السفر، ص ۱۳۹، ج ۱، رشيدية)
(وكذا في البحر الرائق: كتاب الصلوة، باب صلوة المسافر، ص ۲۶۹، ج ۲، رشيدية)

(۵) (فلو أتم مسافر إن قعد في القعدة الأولى تم فرضه ولكنه أساء لو عامداً لتأخير السلام وترك واجب القصر) (الدر المختار: كتاب الصلوة، باب صلوة المسافر ص ۱۲۸، ج ۲، سعيد) وكذا في تبيين الحقائق: كتاب الصلوة، باب صلوة المسافر، ص ۵۰۱، ج ۱، دار الكتب العلمية)
(وكذا في الهندية: كتاب الصلوة، الباب الخامس عشر في صلاة المسافر ص ۱۳۶، ج ۱، رشيدية)

باب في احكام العيدين

ایک مسجد میں دوبار نماز عید کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اندریں مسئلہ کہ ایک مسجد میں تقریباً ۲۵ سال سے از فرقہ اہلسنت والجماعت امام مقرر ہے۔ پانچ وقت نماز اور جمعہ پڑھاتا ہے۔ امام مسجد کی تنخواہ اور خورد ونوش و رہائش کا انتظام اہلسنت والجماعت کی طرف سے ہے۔ گذشتہ عید الفطر کے موقع پر غیر مقلدین نے تقاضا کیا کہ ہمیں عید کی نماز پڑھنے کے واسطے اجازت دی جائے۔ مصالحت کی بنا پر جبکہ مسئلہ نہ پوچھنے کے سبب انچارج نے حکم صادر فرمایا کہ ساڑھے سات بجے غیر مقلدین نماز عید پڑھیں اور آٹھ بجے اہل سنت والجماعت عید کی نماز ادا کریں اور اسی طرح کیا گیا۔ ایک جگہ دوبار عید کی نماز ادا کی گئی۔ عوام لوگوں نے اعتراض کیا کہ ایک جگہ دو دفعہ عید کی نماز پڑھنا منع ہے۔ اب قابل دریافت امر یہ ہے کہ ایک جگہ مسجد میں دوبارہ دو امام علیحدہ علیحدہ عید کی نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں۔

جواب

چونکہ ایک جگہ (یعنی جہاں امام مقرر ہو اور قوم بھی معلوم ہو) ایک نماز کی جماعت ہو جانے کے بعد دوبارہ اسی جگہ اسی ہیئت اجتماعیہ کے ساتھ جماعت کرنا مکروہ ہے(1)۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں مذکورہ جگہ پر ایک کی

---

(1) ویکرہ تکرار الجماعۃ بأذان وإقامۃ فی مسجد محلۃ لا فی مسجد طریق أو مسجد لا إمام لہ ولا مؤذن۔ (الدر المختار: کتاب الصلوۃ، باب الإمامۃ، ص ۵۵۲، ج ۱: سعید)
وکذا فی الہندیۃ: کتاب الصلوۃ، الباب الخامس فی الإمامۃ، ص ۸۳، ج ۱: رشیدیہ)
وکذا فی الفقہ الإسلامی وأدلتہ: الفصل العاشر أنواع الصلوۃ، تاسعاً: تکرار الجماعۃ فی المسجد ص ۱۱۸۲، ج ۲، دار الفکر)
عن أبی یوسف رحمہ اللہ: أنہ إن لم تکن الجماعۃ علی الہیئۃ الأولی لا تکرہ وإلا تکرہ وہو الصحیح، وبالعدول عن المحراب تختلف الہیئۃ ... وبہ نأخذ۔ (رد المحتار: کتاب الصلوۃ، باب الإمامۃ، ص ۵۵۳، ج ۱، سعید)
وکذا فی البزازیۃ علی ہامش الہندیۃ: کتاب الصلوۃ، الخامس عشر فی الإمامۃ، ص ۵۶، ج ۴: رشیدیہ) وکذا فی حلبی کبیر: المسائل المتفرقۃ، ص ۶۱۵، ج ۱، سعید کتب خانہ)

[illegible] (۱) [illegible]

[illegible]

[illegible] (۲) واللہ تعالیٰ اعلم

نمازِ عید کے بعد مصافحہ کا حکم

سوال

[illegible] کہ نماز عید کے بعد مصافحہ اور معانقہ [illegible]

[illegible] ہے۔

(۱) [illegible]

(۲) [illegible] ہے۔

الجواب

(۱) [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] علی کل تقدیر [illegible] ہے۔

[illegible]

---

(۱) وعن ابن مسعود رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ... ولا يؤم الرجل الرجل في سلطانه ولا يقعد في بيته على تكرمته إلا بإذنه (الصحيح لمسلم، كتاب المساجد، باب من أحق بالإمامة، ص ٢٣٦، قديمي) [illegible]

(۲) واعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا (سورة آل عمران، آيت ١٠٣)

أمرهم بالجماعة ونهاهم عن التفرقة ... عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال إن الله يرضى لكم ثلاثا ... وأن تعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا وأن تناصحوا من ولاه الله أمركم (تفسير ابن كثير، سورة آل عمران، الآية ١٠٣، ص ٨٠٤، ج ١، قديمي)

۔۔۔ کا لائحہ عمل بھی ترتیب دیا جاسکتا ہے۔ اب ۔۔۔ تقریب ضروری ہے اور اگر عوام دین کا ایک ضروری کام سمجھ کر کرتے ہوں اور اس کو مسنون جان کر کرتے ہوں یا ایسے خوشی کے دن عزم مسرت اور ذہنی الفت و محبت پیدا کرنے کی خاطر کرتے ہوں۔ تب بھی اس سے ۔۔۔ جائز ہو ۔۔۔ امید ہے کہ تب مواخذہ نہ ہوگا کیونکہ یہ مستحب کی تعریف میں ہی داخل ہے۔

جیسا کہ علامہ شامی اور صاحب در مختار نے عید مبارک دینے کو مستحب قرار دیا ہے ہیں۔ کما قال فی الدر المختار [1] باب العیدین: والتهنئة بتقبل الله منا ومنكم لا تنكر وقوله لا تنكر خبر قوله والتهنئة وإنما قال كذلك لأنه لم يحفظ فيها شيء عن أبي حنيفة وأصحابه وذكر في القنية أنه لم ينقل عن أصحابنا كراهة وعن مالك أنه كرهها وعن الأوزاعي أنها بدعة وقال المحقق ابن أمير حاج بل الأشبه أنها جائزة مستحبة في الجملة ثم ساق آثارا بأسانيد صحيحة عن الصحابة في فعل ذلك ثم قال والمتعامل في البلاد الشامية والمصرية عيد مبارك عليك ونحوه وقال يمكن أن يلحق بذلك في المشروعية والاستحباب لما بينهما من التلازم فإن من قبلت طاعته في زمان كان ذلك الزمان عليه مباركا على أنه قد ورد الدعاء بالبركة في أمور شتى فيؤخذ منه استحباب الدعاء بها هنا أيضا اهـ

وقال في الدر المختار [2] وكذا المصافحة أي كما تجوز المصافحة لأنها سنة

---

۱) الدر المختار مع رده: كتاب الصلوة، باب العيدين، ص ۱۶۹، ج ۳، ایچ ایم سعید)

۲) الدر المختار مع رد المحتار: كتاب الحظر والاباحة، باب الاستبراء، ص ۳۸۱، ج ۶، ایچ ایم سعید)

عن البراء بن عازب رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا التقى المسلمان فتصافحا ۔۔۔ لم يبق بينهما ذنب إلا سقط (المشكوة: كتاب الآداب، باب المصافحة والمعانقة، ص ۴۰۱، قديمي) وعن البراء بن عازب رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من مسلمين يلتقيان فيتصافحان إلا غفر لهما قبل أن يتفرقا (الجامع للترمذي، أبواب الاستئذان، باب ما جاء في المصافحة، ص ۱۰۲، ج ۲، سعيد)

اعلم أن المصافحة سنة ومستحبة عند كل لقاء وما اعتاده الناس بعد صلاة الصبح والعصر لا أصل له في الشرع على هذا الوجه ولكن لا بأس به فإن أصل المصافحة سنة وكونهم محافظين عليها في بعض الأحوال لا يخرج ذلك البعض عن كونه من المصافحة التي ورد الشرع بأصلها وهي من البدع المباحة وقد شرحنا أنواع البدع في أول كتاب الاعتصام ۔۔۔ أن محل المصافحة المشروعة أول الملاقاة وقد يكون جماعة يتلاقون من غير مصافحة ويتصاحبون بالكلام ومذاكرة العلم وغيره مدة مديدة ثم إذا صلوا يتصافحون فأين هذا من السنة المشروعة ولهذا صرح بعض علمائنا بأنها مكروهة وحينئذ من البدع المذمومة (مرقاة المفاتيح، كتاب الآداب، باب المصافحة والمعانقة، ص ۶۹۴، ج ۸، دار الكتب العلمية)۔

أي مباحة متواترة لقوله عليه الصلاة والسلام من صافح أخاه المسلم وحرك يده تناثرت ذنوبه وإطلاق المصنف تبعا للدرر والكنز والوقاية والنقاية والمجمع والملتقى وغيرها يفيد جوازها مطلقا ولو بعد العصر وقولهم إنه بدعة أي مباحة حسنة كما أفاده النووي في أذكاره وغيره -- الخ وقال الشامي تحته لكن قد يقال إن المواظبة عليها بعد الصلوات خاصة قد يؤدي الجهلة إلى اعتقاد سنيتها في خصوص هذه المواضع وأن لها خصوصية زائدة على غيرها مع أن ظاهر كلامهم أنه لم يفعلها أحد من السلف في هذه المواضع ثم قال في ذلك فراجعه

(۴) مطلب یہ ہے کہ [illegible] ائمہ کے پیچھے نماز درست ہے[۱]۔ [illegible] کے سبب [illegible] مسلمانوں کے اتحاد [illegible] [illegible] مسلمانوں کو چاہئے [illegible] مسلمانوں میں افتراق پیدا کرنے [illegible] سے بچیں[۲]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عیسائیوں کی نماز مسجد میں ادا کرنے کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] سے [illegible]۔ بینوا توجروا

---

(۱) [illegible] ص ۳۰۵ [illegible] كتب خانه) وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، كتاب الصلوة، باب الامامة، ص ۳۰۳، دار الكتب العلمية بيروت) وكذا في شرح فقه الأكبر، ص ۲۲۷، دار البشائر الإسلامية)

(۲) واعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا. سورة آل عمران، آیت نمبر ۱۰۳

أمرهم بالجماعة ونهاهم عن التفرقة وقد وردت الأحاديث المتعددة بالنهي عن التفرق والأمر بالاجتماع والائتلاف كما في صحيح مسلم من حديث سهيل بن أبي صالح عن أبيه عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال إن الله يرضى لكم ثلاثا ويسخط لكم ثلاثا يرضى لكم أن تعبدوه ولا تشركوا به شيئا وأن تعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا وأن تناصحوا من ولاه الله أمركم الخ. تفسير ابن كثير، سورة آل عمران، الآية نمبر ۱۰۳، ص [illegible]، ج۲، قديمي كتب خانه)

الجواب

عیدین کی نماز عیدگاہ میں ادا کرنا سنت ہے لیکن فضل حرم کی وجہ سے مسجد میں ادا کرنا ہے۔ مسجد حرام اس عام حکم سے مستثنیٰ ہے، اس میں عید کی نماز بلا کراہت درست ہے۔ والخروج الیها ای الجبانة لصلوٰة العید سنة وان وسعهم المسجد الجامع هو الصحیح۔ (۱)

وحکی الطحطاوی عن شرح الموطا للقاری ینبغی ان لایکون خلاف فی المسجد الحرام فانه موضع للجماعات والجمعة والعیدین والکسوفین والاستسقاء وصلوٰة الجنازة قال وهذا احد وجوه اطلاق المساجد علیه فی قوله تعالیٰ انما یعمر مساجد الله - الآیة - قلت فالمسجد فی حکمه المسجد النبوی فلا اشکال فی الصلوٰة علی ابنی بیضاء۔ (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نماز عید میں تین زائد تکبیریں سہواً چھوٹ گئیں

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ عید کی دوسری رکعت میں تین زائد تکبیریں امام سے سہواً چھوٹ گئیں پھر امام نے سجدۂ سہو کر لیا۔ اب نماز ہوئی یا نہیں۔ بینوا

الجواب

نماز ہو گئی ہے۔ والسهو فی صلوٰة العید والجمعة والمکتوبة والتطوع سواء والمختار عند المتأخرین عدمه فی الاولیین لدفع الفتنة کما فی جمعة البحر واقره المصنف وبه جزم فی الدرر قال الشامی لکنه قید محشیها الوانی بما اذا حضر جمع کثیر والا فلا

---

(۱) الدر المختار: کتاب الصلوٰة، باب العیدین، ص ۱۶۹، ج ۲، سعید

وکذا فی حاشیة الطحطاوی کتاب الصلوٰة، باب احکام العیدین، ص ۵۳۱، قدیمی کتب خانہ)

عن ابی سعید الخدری رضی الله عنه قال: کان النبی صلی الله علیه وسلم یخرج یوم الفطر والاضحیٰ الی المصلی فاول شیء یبدأ به الصلوٰة ... (صحیح البخاری، کتاب العیدین، باب الخروج الی المصلی، ص ۱۳۱، ج ۱، قدیمی کتب خانہ)

(۲) رد المحتار: کتاب الصلوٰة، باب الصلوٰة علی الجنائز فی المسجد، ص ۲۴۲، ج ۳، دار الکتب العلمیه)

وعلی الثانی الترک⁽¹⁾ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

فناءِ مصر کی تحدید

سوال [۵]

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس بارے میں کہ فناءِ مصر یعنی شہر کی حدود اربعہ کتنے میل تک ہوتی ہیں۔ ایک شہر اپنی تحصیل سے ... میل دور ہے اور اس میں قریب قریب تیس سال تک جمعہ کی نماز ہوتی رہی ہے اس میں نماز جمعہ اور عیدین صحیح ہے یا نہیں۔ حوالہ مع عبارت کتب فقہ سے روشنی ڈالیں۔

الجواب

تحدید بالفراسخ مطلق صحیح نہیں⁽²⁾ بلکہ فناءِ مصر میں اس کا دیکھنا ہے کہ وہ جگہ مصالحِ مصر کے لئے متعین ہوتی ہے یا نہیں، جو جگہ ان مصالح کے لئے مہیا ہو وہ فناء ہے، اس کا حکم وہی ہے جو شہر کا ہے یعنی اگر وہ قریب ہے تو جمعہ وعیدین واجب الاداء ہوں گے ورنہ نہیں۔ قال فی الشامی: والتعریف احسن من التحدید لانه لا یوجد ذلک فی کل مصر وانما هو بحسب کبر المصر وصغره الخ۔ فالقول بالتحدید بمسافة یخالف التعریف المتفق علی ما صدق علیه بانه المعد لمصالح المصر۔ الخ⁽³⁾ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

---

(۱) الدر المختار مع رد المحتار: كتاب الصلوة، باب سجود السهو، ص ٩٢، ج ٢، سعيد؛ وكذا في حاشية الطحطاوي، كتاب الصلوة، باب احكام سجود السهو، ص ٤٦٥، ٤٦٦، ج ١: قديمي؛ وكذا في الهندية، كتاب الصلوة، الباب الثاني عشر في سجود السهو، ص ١٢٨، ج ١، مكتبه رشيديه)

(۲) ولا معتبر بالفراسخ هو الصحيح، الهندية: كتاب الصلوة، الباب الخامس عشر في صلاة المسافر، ص ١٣٨، ج ١: رشيديه)

وكذا في الهداية، كتاب الصلوة، باب صلوة المسافر، ص ١٧٣، ج ١: مكتبه رحمانيه)

(۳) والتعريف احسن من التحديد لانه لا يوجد ذلك في كل مصر وانما هو بحسب كبر المصر وصغره ... فالقول بالتحديد بمسافة يخالف التعريف المتفق على ما صدق عليه بانه المعد لمصالح المصر فقد نص الائمة على ان الفناء ما اعد لدفن الموتى وحوائج المصر كركض الخيل والدواب وجمع العساكر والخروج للرمي وغير ذلك واي موضع يحد بمسافة يسع عساكر مصر ويصلح ميدانا للخيل والفرسان ورمي النبل والبندق البارود واختبار المدافع. (رد المحتار، كتاب الصلوة، باب الجمعة، ص ١٣٩، ج ٢: سعيد)

وكذا في الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلوة، باب صلوة المسافر، ص ١٢١، ج ٢، سعيد)

وكذا في الهندية، كتاب الصلوة، الباب الخامس عشر، ص ١٣٩، ج ١: مكتبه رشيديه)

ضرورت کے سبب عیدگاہ کے بجائے مسجد میں نماز عید ادا کرنا

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین مندرجہ ذیل مسائل کے متعلق -

(۱) ایک شہر میں ایک عیدگاہ جس میں چالیس ہزار سے زائد صفیں بنتی ہیں - ہر صف میں ڈیڑھ سو کے قریب آدمیوں کی تعداد ہوتی ہے - اس کے علاوہ عیدگاہ کے اندر دالان وغیرہ میں بھی کافی لوگ جمع ہو جاتے ہیں اور ان کی کئی صفیں بن جاتی ہیں - شہری آبادی کے علاوہ دور دراز دیہات کے لوگ بھی کافی جمع ہو جاتے ہیں۔ بہت اونچی آواز کے باوجود کافی مکبرین سے تکبیرات کہی جاتی ہیں اگرچہ عیدگاہ کے امام کے سامنے لاؤڈ اسپیکر بھی ہوتا ہے - تب بھی بڑی دور کی تعداد کے سبب اکثر دور والے پیچھے کی صفوں کے لوگوں کو وقت پر تکبیرات کا صحیح پتہ نہیں لگ سکتا جس کے سبب اول نماز میں کافی دقت ہو جاتی ہے - اکثر یا چند روز لوگوں کے اجتماع کی مختلف جگہ کے سبب بھی اکثر لوگوں کو وضو کی ضرورت پیش آ جائے تو اس عیدگاہ میں نہ طہارت خانے موجود ہیں نہ نلکے - صرف ایک دو نلکے موجود ہیں جن پر کافی بھیڑ ہوتی ہے ... ہیں - عیدگاہ میں آنے والے لوگ ... وضو کر کے آتے ہیں جب عالی وقت نماز کے انتظار میں ... ضرورت ... بہت مشکل ہو جاتا ہے - اس سبب ایسے لوگ شدت کے ساتھ ... پر مجبور ہو جاتے ہیں - ان حالات کے پیش نظر ایسے شہر میں ایک وسیع قدیم شاہی مسجد ہے جو شہر کی آبادی کے ایک طرف واقع ہے اور ... کی حدود میں داخل ہے اس میں پانی وضو اور غسل کا بھی ... انتظام ہے - اس مسجد میں ... کے انتظامات بھی ہوتے ہیں - کیا مسجد میں اگر نماز عید پڑھنے کا انتظام کیا جائے جس میں شہریوں اور دیہاتیوں کی نماز آسانی کے ساتھ ادا ہو جائے تو مسجد میں نماز عید جائز ہو گی یا نہیں ... عیدگاہ میں نماز پڑھنے کا ثواب بھی ملے گا یا نہیں؟

(۲) قصبات اور دیہات کی ... کی مشابہت ... میں نماز عید پڑھی جاتی ہیں یہاں ... جمعہ ... کی ... شہری ... کے اندر ... میں نماز عید پڑھی جاتی ہیں ... کیا ...

(۳) عرف عام میں ... کی حدود کا ... کی طرف سے ... قائم ہو چکا ہے ... کی حدود ... میں ... ہو جائے گی

[illegible]

(۳) [illegible]

[illegible]

[illegible]

مسئلہ: اگر کسی عذر (مثلاً بارش) کی وجہ سے مسجد میں عید کی نماز ادا کرنا جائز ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عید کی نماز عید گاہ میں پڑھا کرتے تھے(۱) سوائے ایک دفعہ کے جس میں بارش کے عذر کی وجہ سے آپ نے مسجد میں عید پڑھائی(۲)۔ [illegible] مسجد نبوی میں نماز پڑھنا [illegible] ثواب ہے(۳)۔

(۱) عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرج یوم الفطر والاضحی الی المصلی فاول شیء یبدأ به الصلاة [illegible] (صحیح البخاری، کتاب العیدین، باب الخروج الی المصلی [illegible] ج١، قدیمی) وکذا فی السنن ابی داود، ابواب العیدین، [illegible] وکذا فی المشکوٰۃ، کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ العیدین، [illegible] ج١، قدیمی)

(۲) عن ابی هریرة رضی اللہ عنه انه اصابهم مطر فی یوم عید فصلی بهم النبی صلی اللہ علیه وسلم صلاة العید فی المسجد (مشکوٰة، کتاب الصلوٰة، باب صلوٰة العیدین، ص ١٢٦، ج١، قدیمی)
وکذا فی ابوداود، ابواب العیدین، [illegible] ج١، مکتبہ حقانیہ)

(۳) عن ابی هریرة رضی اللہ عنه ان النبی صلی اللہ علیه وسلم قال صلاة فی مسجدی هذا خیر من الف صلاة فیما سواه الا المسجد الحرام (مسلم، کتاب الحج، باب فضل الصلوٰة بمسجدی مکة والمدینة، ص ٤٤٦، ج١، قدیمی کتب خانه)

بجائے عیدگاہ میں نماز عید پڑھنا مستحسن ہوگا۔ باقی عیدگاہ میں طہارت خانوں اور وضو کی جگہ کا انتظام کیا جا سکتا ہے۔ اگر یہ انتظام موجود بھی ہو تب بھی عیدگاہ کی طرف نکلنا سنت ہوگا[۱] اگر جامع مسجد میں نماز عید بلا عذر ادا کی گئی تو نماز عید ادا ہو جائے گی اگرچہ ایک سنت مؤکدہ فوت ہو جائے گی[۲]۔ کما قال فی الدر المختار[۳] (والخروج الیہا) ای الجبانۃ لصلاۃ العید (سنۃ وان وسعہم المسجد الجامع) ہو الصحیح۔ اسی طرح امداد الفتاوی میں[۴] بھی مسئلہ موجود ہے۔

(۲) ایک شہر میں متعدد مقامات پر عید کی نماز بلا کراہت ہو جاتی ہے۔ اگرچہ حتی الوسع کم سے کم جگہوں میں نماز عید پڑھنے کا انتظام ہونا اولی ہے۔ کما قال فی التنویر[۵]۔ (وتؤدی فی مصر واحد بمواضع کثیرۃ مطلقاً

(۳) شہری حدود میں عیدگاہ کے داخل ہو جانے کے بعد دوسری عیدگاہ بنانے کی ضرورت نہیں ہے[۶] اس پہلی عیدگاہ میں ہی پورا ثواب ملے گا ان شاء اللہ تعالی

شریعت میں تو شہر کے حدود وہ مقامات ہیں کہ جن کے ساتھ شہری ضروریات متعلق ہوں۔ مثلاً گھوڑ دوڑ کا میدان، چھاؤنی، قبرستان وغیرہ، نیز شہر سے متصل وہ مقامات ہیں کہ جن کے ساتھ شہری ضروریات کا تعلق ہے

---

۱) والخروج الی الجبانۃ فی صلاۃ العید سنۃ الخ (الہندیۃ: کتاب الصلوۃ، الباب السابع عشر فی العیدین، ص ۱۵۰، ج۱، مکتبہ رشیدیہ) وکذا فی البحر الرائق: کتاب الصلوۃ، باب العیدین، ص ۲۷۸، ج۲، مکتبہ رشیدیہ)

۲) (ولو صلی العید فی الجامع ولم یتوجہ الی المصلی فقد ترک السنۃ (البحر الرائق: کتاب الصلوۃ، باب صلوۃ العیدین، ص ۲۷۸، ج۲، رشیدیہ) والسنۃ ان یخرج الامام الی الجبانۃ (التاتارخانیۃ علی ہامش الہندیۃ: کتاب الصلوۃ، باب صلوۃ العیدین، ص ۲۸۳، ج۱، مکتبہ رشیدیہ)

۳) الدر المختار: کتاب الصلوۃ، باب العیدین، ص ۱۶۹، ج۲، سعید)

۴) امداد الفتاوی: باب صلوۃ الجمعۃ والعیدین، ص ۴۲۰، ج۱، مکتبہ دار العلوم کراچی)

۵) الدر المختار: کتاب الصلوۃ، باب العیدین، ص ۱۷۶، ج۲، سعید) وتجوز اقامۃ صلاۃ العید فی موضعین (الہندیۃ: کتاب الصلوۃ، الباب السابع عشر فی صلاۃ العیدین، ص ۱۵۰، ج۱، مکتبہ رشیدیہ) وکذا فی البحر الرائق: کتاب الصلوۃ، باب العیدین، ص ۲۸۳، ج۲، مکتبہ رشیدیہ)

۶) وان نظرنا انہ لم یثبت منع صریح من التعدد فلا شبہ فی الجواز مطلقاً والعید فیہ سواء الا انہ یستحب ان تؤدی بغیر حاجۃ الا فی موضع واحد خروجاً من الخلاف (اعلاء السنن، ابواب الجمعۃ، ص ۷۲ تا ۹۱، ج۸، ادارۃ القرآن)

ہو - وہ شہر کی حدود سے خارج شمار ہوتے ہیں[1] - شہر کی حدود سے زیادہ کا مجھے تفصیلی علم نہیں ہے۔

(۴) ویسے یہ مسئلے تو ہمارے زمانے کے ہیں جیسا کہ جواب نمبر ۱ میں تذکرہ کیا گیا ہے - جو شخص مولانا تھانوی صاحب کے رجوع کرنے کا مدعی ہے وہ اس کا ثبوت پیش کرے لیکن اس کے رجوع کا کوئی علم نہیں ہے اور یہ مسئلہ بہشتی زیور کی جدید ایڈیشن میں بھی موجود ہے - فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

فتنہ سے بچنے کے لیے عیدگاہ کے بجائے درگاہ میں نماز عید ادا کرنے کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ہمارے ہاں ایک قصبہ میں چند مودودی المسلک لوگ آباد ہیں انھوں نے ایک مسجد تعمیر کرائی ہے - اور دوسرے محلہ میں دیوبندیوں کی جامع مسجد موجود ہے اور یہ مودودی کسی حد تک دیوبندی عوام کو مشتعل کرنے کے لیے اپنی مسجد میں رہتے بھی ہیں - ایک چھوٹا سا پیالہ بھی رکھتے ہیں جو کہ ان چند آدمیوں کو نماز جمعہ پڑھاتا ہے اور ان کی بات بھی پوری ہے کہ اپنے ساتھ وغیرہ کتابی لٹریچر کے ذریعہ اپنے مسلک کی اشاعت کرتے رہتے ہیں اور کبھی کبھی تو یہ مودودی مسلک کے لیڈروں کو مدعو کر کے عوام کو دعوت دے کر تقریر کرا دیتے ہیں اور عوام سے مودودیت کے فارم پر کرا لیتے ہیں اور کبھی کبھی تو عوام کو پھنسانے کے لیے یوں بھی کرتے ہیں کہ دیوبندی مولویوں کو بلا کر اپنی مسجد میں تقریر کروا دیتے ہیں تا کہ دیوبندی عوام یہاں آنے جانے کے عادی ہو جائیں اور مودودی حضرات اپنے موقع پر دو تین جملے بھی کہہ دیتے ہیں اور دیوبندی حضرات چپ اور خاموشی کی ادائیگی میں وہاں چلے جاتے ہیں اور کبھی کبھی غیر مقلدوں کی تقریریں بھی کرا دیتے ہیں اور اس کے علاوہ ان حضرات مودودیوں کے قادم پر کرا دیتے ہیں ان کا بڑا مقصد یہ ہے کہ وہ مودودی سے - اور ان کا یہ اثر ہے

---

(۱) [illegible] وفناء المصر [illegible] ولیس بینھما مزرعۃ بشرط مجاوزتہ والا فلا قال ابن عابدین واشار الی انہ یشترط مفارقۃ ما کان من توابع موضع الاقامۃ کربض المصر وھو ما حول المدینۃ من بیوت ومساکن فانہ فی حکم المصر وکذا القری المتصلۃ بالربض فی الصحیح بخلاف البساتین [illegible] واما الفناء وھو المکان المعد لمصالح البلد کرکض الدواب ودفن الموتی والقاء التراب فان اتصل بالمصر اعتبر مجاوزتہ وان انفصل بغلوۃ او مزرعۃ فلا [illegible] الدر المختار مع رد المحتار: کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ المسافر ج۲ ص۱۲۱ [illegible] وکذا فی الھندیۃ: کتاب الصلوٰۃ الباب الخامس عشر فی صلوٰۃ المسافر، ص۱۳۹ ج۱ رشیدیہ

(۱) اب اس صورت حال میں دیوبندیوں کی جامع مسجد کے عالم و خطیب کے لیے یہ ضروری ہے کہ مودودیوں کے مسلک کے نقائص بیان کرے اور ان کے مسلک کی تردید کرے یا بلکہ خاموش رہے۔ اگر خاموش رہے تو گنہگار تو نہیں ہوگا۔

(۲) ایسے مودودیوں کی دعوت پر جانا اور ان کی مسجد میں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہ۔

(۳) عیدگاہ ان مودودی زمینداروں نے قرضہ سو تین سال سے تعمیر کرائی ہے اور ان کی تولیت و قبضہ میں ہے اور عید کی نماز عیدگاہ میں ہمیشہ دیوبندیوں کی جامع مسجد کا خطیب پڑھاتا رہتا ہے۔ مگر چونکہ وہ مودودیوں کا مخالف ہے اور مودودی اس کے مخالف ہیں اس لیے وہ مودودی زمیندار چاہتے ہیں کہ اس کو امامت سے ہٹا کر کوئی دوسرا اپنی منشاء کے مطابق عید کے لیے امام رکھا جائے اس لیے عید کے موقع پر فتنہ ہوتا ہے چنانچہ امسال عید کے موقع پر عیدگاہ میں غیر مقلدوں اور مودودیوں نے مسلک دیوبندیوں کے امام کی توہین کرائی اور اپنا دوسرا علیحدہ سپیکر منگا کر اس میں گالی گلوچ نکالی۔ جس کی وجہ سے جامع مسجد والی دیوبندی جماعت کو صدمہ پہنچا اور آئندہ کے لیے عزم کیا کہ ہم عید کی نماز جامع مسجد کی درسگاہ کے میدان میں جو کہ ایک کافی وسیع صحن ہے پڑھیں گے کیا اس فتنہ سے اعراض کرتے ہوئے مودودیوں کی عیدگاہ کو چھوڑ کر ہم جامع مسجد درسگاہ کے میدان میں عید کی نماز ادا کر سکتے ہیں شہری و دیہاتی سب دیوبندی صاحبان اس بات میں متفق ہیں۔ بینوا توجروا اجرکم اللہ۔

الجواب

مودودی صاحب کے خیالات اور ان کے مسائل شرعیہ میں مخصوص اجتہادات گمراہ کن ہیں جن کی تفصیل علماء حق کے متعدد رسائل میں موجود ہے۔ اگر مودودی صاحب کے پیروکار ان مخصوص اجتہادات کی تبلیغ میں مصروف ہیں تو حکمت عملی اور تحمل کے ساتھ مودودی صاحب کے ان مخصوص خیالات و اجتہادات سے لوگوں کو آگاہ کیا کریں اور ان کے ساتھ ایسی مجالس اور دعوتوں میں شریک نہ ہونا چاہیے۔ جن میں وہ ان گمراہ کن خیالات کا پروپیگنڈہ کرتے رہتے ہوں۔ عیدگاہ کے لیے کسی دیندار امام پر متفق کرانے کی کوشش کریں۔ جامع مسجد درسگاہ کے میدان میں عید کی نماز ادا کرنا جائز ہے[1]۔ بشرطیکہ صحت اور وجوب عید کے دیگر شرائط

---

(۱) ثم خروجه ... أي مشيه الى الجبانة وهي المصلى العام والخروج اليها اي الى الجبانة لصلاة العيد سنة وان وسعهم (الدر المختار كتاب الصلوة، باب العيدين، ص ۱۷۶، ج ۲، سعيد) وكذا في البحر الرائق: كتاب الصلوة، باب العيدين، ص ۲۸۳، ج ۲، رشيديه) وكذا في الهندية، كتاب الصلوة، الباب السابع عشر في العيدين، ص ۱۵۰، ج ۱، رشيديه)

پڑھے جائیں(1)- فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عید کی نماز سے رہ جانے والوں کے لیے دوبارہ عید کرانے کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ جو لوگ عید کی نماز میں جماعت سے رہ جاتے ہیں ان کے لیے دوسری جماعت کرنے کی اجازت ہے یا نہیں اور جو لوگ عید کی نماز میں خطبے کے بعد آتے ہیں ان کے لیے دوسری جماعت اور خطبہ پڑھنا چاہیے یا نہیں یا خود پڑھ سکتے ہیں یا ان کو دوسرا امام پڑھا سکتا ہے یا نہیں۔

﴿ج﴾

جو لوگ نماز عید سے رہ جائیں تو اگر ایسی صورت ہے کہ عیدگاہ میں امام نے اس مقام کو نماز پڑھائی اور فارغ ہوگیا۔ اور پانچ دس بیس یا سو دو سو رہ گئے تو ان کو الگ جماعت کرنے کی اجازت نہیں امام کا خطبہ سن لیں اور اگر خطبہ بھی ہو چکا ہو تو گھر جا کر یا بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر اور استغفار کریں تسبیحات و تکبیرات پڑھتے رہیں۔ پھر دعا مانگ کر چلے جائیں اور یہ کام انفرادی طور پر انجام دیں اجتماعی طور پر کرنے کی تخصیص نہ ہوگی۔ وانظر دلیل عدم قضاء فی العنایة(2) علی فتح القدیر والهدایة(3) من المجلد الاول- فقط واللہ تعالیٰ اعلم

متعدد جگہوں پر نماز عید کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کہ ایک قصبہ ہے جس کی مردم شماری تقریباً ۱۲۰۰۰ افراد پر مشتمل ہے۔ جس میں ایک بڑے عرصے سے یہ دستور چلا آ رہا ہے کہ لوگ عید کی نماز کے لیے عیدگاہ میں چلے جاتے ہیں تو سارے قصبہ کی عورتیں سنگھار کے بعد بازار میں آ جاتی ہیں۔ جو لوگوں کے واپس ہونے کے بعد بھی بازار سے نہیں

---

(1) تجب صلوتهما في الأصح على من تجب عليه الجمعة بشرائطها المتقدمة سوى الخطبة فانها سنة بعدها. (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصلوة، باب العيدين، ص ١٦٦، ج٢، سعيد) وكذا في الهندية، كتاب الصلوة، الباب السابع عشر في العيدين، ص ١٥٠، ج١، رشيدية)

(2) قوله ولا يصلي، فاتته صلاة العيد مع الامام (أي صلى الامام وهو لم يدرك وفاتته عنه لم يقضها) العناية على فتح القدير، كتاب الصلوة، باب العيدين، ص ٧٦، ج٢، مكتبه رشيدية)

(3) وكذا في الهندية، كتاب الصلوة، باب العيدين، ص ١٥٦، ج١، (لوجستين مكتبين) والامام لو صلاها مع الجماعة وفاتت بعض الناس لا يقضيها من فاتته (الهندية: كتاب الصلوة، الباب السابع عشر في صلاة العيدين، ص ١٥١ تا ١٥٢، ج١: مكتبه رشيدية)

نکلتیں۔ اس رسم کو بند کرنے کے لیے چند سال کوشش کی گئی لیکن ناکامی کے سوا کچھ بھی حاصل نہیں ہوا۔ اب گذشتہ عید الاضحی پر ایک مولوی صاحب نے عید کی رات لوگوں کو جمع کیا کہ اس رسم کو بند کرنے کے لیے کوئی قدم اٹھانا چاہیے۔ لیکن کسی نے توجہ نہیں دی۔ تو مولوی صاحب نے ناظم جمعیۃ کی اجازت سے قصبہ کی جامع مسجد میں دوسری عید کی نماز پڑھائی جس میں ایک سو سے زیادہ لوگوں نے شرکت کی اور اس رسم کو بند کیا۔ اب عرض یہ ہے کہ یہ مولوی صاحب نے جو قدم اٹھایا ہے یہ از روئے شریعت جائز ہے یا نہیں اور یہ مولوی صاحب ثواب کے مستحق ہو گئے یا نہیں۔

واضح رہے کہ اس وقت یہ دو خلفشار پیدا ہوا ہے کہ یہ مولوی صاحب نے عید کی دوسری جماعت بنا کر ایک نیا فتنہ برپا کیا ہے اور لوگوں میں انتشار پیدا کر دیا ہے۔ لہٰذا آپ ان دونوں پہلوؤں کو مد نظر رکھ کر صحیح حکم سے مطلع فرمادیں۔

الجواب

عید کی نماز میں اگرچہ اولیٰ یہ ہے کہ تعدد نہ ہو، نیز یہ بھی اولیٰ ہے کہ شہر سے باہر ہو۔ شہر کے اندر مسجد میں نہ ہو۔ لیکن اس کے باوجود شہر کی مسجد میں دوسری مرتبہ بھی پڑھی جا سکتی ہے[1]۔ اگر ایک ہی طریق پر عمل کرنے سے آپس میں برائی رونما ہو جائے تو اسے ترک کیا جائے۔ البتہ ایک دوسرے کے بعد جب پہلی ختم ہو جائے تو پھر سے نماز تکبیر کے پڑھی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

ریڈیو کی خبر پر ہلال عید و رمضان کی اطلاع کا حکم

سوال

جناب محترم مفتی محمود صاحب مدرسہ قاسم العلوم ملتان

---

(۱) وإن نظرنا إلى أنه لم يرد نص صريح من الشارع في التعدد فلا يظهر القول بمنعه مطلقاً ولا بصحته سواء، إلا أنه استحب أن لا تؤدى بغير حاجة إلا في موضع واحد خروجاً من خلاف العلماء. (البحر الرائق، كتاب الصلوة، باب صلاة الجمعة، ص ۱۴۰-۱۴۲، ج ۲، ادارة القرآن) يجوز تعددها في مصر واحد في موضعين وأكثر اتفاقاً. (البحر الرائق، كتاب الصلوة، باب العيدين، ص ۲۸۲، ج ۲، مكتبه رشيديه)

وكذا في الهندية، كتاب الصلوة، الباب السابع عشر في العيدين، ص ۱۵۰، ج ۱، رشيديه) وكذا في الدر المختار: كتاب الصلوة، باب العيدين، ص ۱۷۶، ج ۲، سعيد) الخروج إلى الجبانة لصلاة العيد سنة وإن وسعهم المسجد الجامع. (الدر المختار، كتاب الصلوة، باب العيدين، ص ۱۶۹، ج ۲، سعيد)

(وكذا في حاشية الطحطاوي، كتاب الصلوة، باب أحكام العيدين، ص ۵۳۰، قديمي كتب خانه)

[illegible]

الجواب

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] نماز عید کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اندریں مسائل کہ:

(۱) [illegible] ایک مسجد ہے [illegible] جماعت [illegible] نماز جمعہ [illegible] جماعت کا بھی [illegible] اگر [illegible] وہی [illegible] جماعت عید [illegible] کی جماعت عید [illegible] یا [illegible] تو اس کو یہاں سے اٹھا دیا جائے گا۔

(۲) اگر اس [illegible] مقام پر [illegible] نماز [illegible] کیا حکم ہے [illegible] جو نماز پڑھی [illegible] کیا حکم ہے بینوا توجروا

الجواب

(۱) گاؤں میں نماز عید جائز نہیں [illegible] لفقدان [illegible] جميع شرائط الجمعة وجوبا وصحة شرط للعيد الا الخطبة

(۲) جو نماز عید [illegible] مکروہ ہے [illegible] کی [illegible] ہے[2] علی [illegible] للعيد والاظهر نفل مكروه لانه بالجماعة - واللہ تعالیٰ اعلم

تکبیرات تشریق کس پر واجب ہیں

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ تکبیرات تشریق [illegible] واجب ہیں [illegible] شہر والوں پر

---

(۱) [illegible] كتاب الصلاة باب العيدين، ص ۱۶۷ ج ۲ مكتبہ [illegible] وكذا في الهداية كتاب الصلاة [illegible] في العيدين ص [illegible] ج ۱ مكتبہ [illegible] وكذا في الدر المختار كتاب الصلاة باب العيدين ص ۱۶۶ ج ۲ [illegible] [illegible] واللہ تعالیٰ اعلم [illegible]
[illegible] ص [illegible] ج ۲ طبع مکتبہ دار العلوم کراچی)

(۲) رد المحتار، كتاب الصلاة باب العيدين، ص ۱۶۷ ج ۲ [illegible])

واجب ہیں مدلل بیان فرمائیں۔

﴿جواب﴾

تکبیرات تشریق نماز بعد عیدین کی طرح شہر والوں، قصبات اور قریٔ کبیرہ والوں جہاں نماز جمعہ، عیدین فرض و واجب ہوں ان مقیموں والوں پر واجب ہے کہ فرض نماز جماعت سے ادا کریں تو سلام پھیرنے پر ایک دفعہ جہر سے پڑھنا واجب ہے۔ الحاصل جو شرطیں نماز جمعہ کے لیے ہیں انہیں شرطوں سے یہ تکبیرات واجب ہیں اور جن لوگوں پر نماز جمعہ فرض ہے ان پر واجب ہیں۔ لما روی البیھقی فی المعرفة وعبدالرزاق [1] و ابوبکر بن ابی شیبة [2] فی مصنفیھما موقوفا عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لا جمعة و لا تشریق و لا صلوة فطر و لا صلوة اضحی الا فی مصر جامع۔ الحدیث بدائع الصنائع میں ہے: [3] واما بیان من یجب علیہ فقد قال ابو حنیفة انہ لا یجب الا علی الرجال العاقلین المقیمین الاحرار من اھل الامصار المصلین المکتوبة بجماعة مستحبة فلا یجب علی النساء والصبیان والمجانین والمسافرین و اھل القری و من یصلی التطوع و الفرض وحدہ۔ الخ۔ عالمگیری [4] و اما شروطہ فالاقامة و مصر و مکتوبة و جماعة مستحبة ھکذا فی التبیین۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نماز عید مساجد محلہ میں منعقد کرنے کا حکم

﴿سوال﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ نماز عید محلہ کی مساجد میں (کہ جن میں سو دو سو آدمیوں کا اجتماع ہوتا ہے) بلا کراہت درست ہے یا اس اجتماع عید کے بارہ میں شرعاً عظیم اجتماع مطلوب ہے اور اس اجتماع کے لیے کیا حد ہے نیز کیا عیدگاہ کا حدود شہر سے باہر ہونا مطلوب شرعی ہے اگر مطلوب شرعی ہے تو پھر موجودہ صورت میں ملتان شہر کی غالباً کوئی سی بھی عیدگاہ حدود شہر سے باہر نہیں کیونکہ اضافہ آبادی کی وجہ سے شہر ہر طرف چار و پانچ پانچ میل سے زیادہ پھیل چکا ہے براہ کرم اس مسئلہ کی تفصیل دلائل و براہین سے تحریر فرما کر عامۃ المسلمین کی صحیح رہنمائی فرمائی جائے۔ بینوا توجروا

---

۱) مصنف عبدالرزاق: کتاب الجمعة، باب القری الصغار، ص ۱۷۰، ج ۳، دار الکتب العلمیه، بیروت)

مصنف ابن ابی شیبه: کتاب الجمعة، ص ۱۰۱، ج ۲، مکتبه امدادیه، ملتان)

۳) بدائع الصنائع: کتاب الصلوٰة، فصل و أما بیان ... الخ ص ۱۹۷، ج ۱، مکتبه رشیدیه)

۳) الهندیة: کتاب الصلوٰة، الباب السابع عشر فی العیدین، ۱۵۲، ج ۱، مکتبه رشیدیه)

الجواب حامداً ومصلیاً

معلوم ہوا کہ آبادی سے باہر عیدگاہ میں نمازِ عید افضل ہے۔ احسن الفتاویٰ[1] میں تقریباً چار صفحات پر مشتمل تفصیلی بحث کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے۔ (۱) کہ ایک شہر میں کئی جگہ متعدد عیدین ہونے میں کچھ حرج نہیں ہے۔ وتؤدی فی مصر واحد بمواضع کثیرة اتفاقاً[2]

(۲) حضرت گنگوہی کے ... شہر سے باہر نمازِ عید پڑھنا ... افضل ہے اور اس میں فضیلت ہے ... میں ذکر ہے کہ: ثم خروجه - الخ - ای ماشیا الی الجبانة وهی المصلی العام والخروج الیها ای الی الجبانة لصلاة العید سنة ...[3] ای طرح فتاویٰ دارالعلوم[4] میں ہے

وفيه وقع النزاع بين العلماء في عصرنا في أن الخروج إلى المصلى سنة أم مستحب فالذي أكثرهم بأنه سنة مؤكدة وهذا هو القول المعقول الموافق لكتب الأصول والفروع المطابق لما عليه الجمهور، وقيل إنه مستحب وهو قول باطل لا وجه له وأفرط بعضهم فقال إنه واجب وهو قول مردود لا عبرة به وللتفصيل مقام آخر انتهى - فقط والله تعالى أعلم

عید کے روز گلے ملنے کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ عید کے دن مصافحہ اور معانقہ کرنا یعنی ایک دوسرے کے پاس جانا جائز ہے یا بدعت ہے

---

(۱) احسن الفتاویٰ، کتاب الصلوٰۃ، باب الجمعة والعیدین، ص ۱۴۹، ج ۴، طبع ایچ ایم سعید

(۲) الدر المختار، کتاب الصلوٰۃ، باب العیدین، ص ۱۷۶، ج ۲، سعید، وکذا فی البحر الرائق، کتاب الصلوٰۃ، باب العیدین، ص ۲۸۳، ج ۲، مکتبہ رشیدیہ، وکذا فی الهندیة، کتاب الصلوٰۃ، الباب السابع عشر فی العیدین، ص ۱۵۰، ج ۱، رشیدیہ

(۳) الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الصلوٰۃ، باب العیدین، ص ۱۶۸، ۱۶۹، ج ۲، سعید، وکذا فی حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح، کتاب الصلوٰۃ، باب احکام العیدین، ص ۵۳۱، قدیمی، وکذا فی الهندیة، کتاب الصلوٰۃ، الباب السابع عشر فی العیدین، ص ۱۵۰، ج ۱، رشیدیہ

(۴) فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، کتاب الصلوٰۃ، ... دار الاشاعت کراچی

﴿ج﴾

یہ عید کے روز نماز کے بعد معانقے اور مصافحے اور معانقہ کیا جانا سلف صالحین کے زمانہ میں نہیں تھے۔ اس لیے اس کا ترک ہی مناسب ہے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نماز عید کے بعد ایک خطبہ پڑھنے کا حکم

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں مفتیان عظام دریں مسئلہ کہ اگر عید کی نماز میں صرف ایک خطبہ پڑھا جائے تو نماز عید ادا ہو جائے گی یا نہیں۔

﴿ج﴾

نماز عید ادا ہوگئی ہے(۲)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نماز عید کا ایک خطبہ بھولے سے رہ گیا

﴿س﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ نماز عید الاضحیٰ میں چھ تکبیرات زوائد صحیح پڑھی گئیں۔ خطبہ ثانیہ امام صاحب بھول گئے سامعین میں سے کسی نے یاد نہیں دلایا۔ دوسرے دن یاد دلایا اور امام صاحب کو بھی یاد آ گیا تو کیا خطبہ ثانیہ نہ پڑھنے کی وجہ سے نماز صحیح ہوئی یا نہ اور اس کا گناہ کس پر ہے اور اس غلطی کا تدارک کیا ہے۔

﴿ج﴾

صورت مسئولہ میں نماز عید درست ہے خطبہ رہ جانے سے نماز میں کوئی خلل نہیں آتا(۳) چونکہ خطبہ نماز عید کے بعد ایسی حالت میں خطبہ کا تدارک نہیں ہو سکتا سہو کی بنا پر کوئی گناہ نہیں(۴) اللہ تعالیٰ معاف فرمائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

---

۱) وقد تقدم تفصيله و تخريجه على صفحه ۵۱۳ـ

۲) في رواية بعضهم ... حتى لو خطب خطبة واحدة صح وأساء لترك السنة (البحر الرائق: كتاب الصلوة، باب العيدين، ص ۲۷۶، ج ۲، مكتبه رشيديه) وكذا في النهر الفائق: كتاب الصلوة، باب العيدين، ص ۳۷۰، ج ۱، طبع دار الكتب العلمية) وكذا في الدر المختار مع رد المحتار: كتاب الصلوة، باب العيدين، ص ۱۷۵، ج ۲، سعيد)

۳) تقدم تخريجه صفحه هذا حاشيه نمبر ۱

۴) إن الله تعالىٰ وضع عن أمتي الخطاء والنسيان وما استكرهوا عليه (جمع الجوامع، حرف الهمزة، ص ۲۶۸، ج ۲، دار الكتب العلمية)

ایک مسجد میں دو مرتبہ عید کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین محمدی و عارف باللہ احکامی مسئلہ مذکورہ ذیل میں کہ جس مسجد میں ایک بار نماز عید پڑھائی جائے تو پھر اسی ہی وقت میں کوئی دوسرا مولوی بعض لوگوں کو دوبارہ عید پڑھائے کیا یہ نماز جائز ہے یا نہیں مع حوالہ جات کتب مستفیض فرمائیں۔

جواب

اگر کوئی شخص یا متعدد افراد نماز عید سے رہ جائیں تو کوشش کریں کہ کسی دوسری جگہ جو مع مسجد یا عیدگاہ جہاں جماعت ملنے کا امکان ہو پہنچیں کیونکہ نماز عید ایک شہر میں متعدد جگہ ہو سکتی ہے اور اگر دوسری جگہ بھی نماز عید ملنے کا امکان نہ ہو تو اب نماز عید تنہا یا چند آدمیوں کا مل کر ادا کرنا جائز نہیں۔ یعنی اسی عیدگاہ میں جہاں ایک مرتبہ نماز عید ہو چکی ہو۔ بلکہ مستحب ہوگا کہ چار رکعت مثل صلوۃ ضحیٰ کے بغیر تکبیرات زوائد کے پڑھ لیں اور یہ صلوۃ ضحیٰ ہوگی۔ والدلیل علی جمیع ذالک قول صاحب الدرر [1] (و لا یصلیھا وحدہ ان فاتت مع الامام) الی قولہ۔ (و) لو امکنہ الذھاب الی امام اخر فعل لانھا (تودی بمصر) واحد (بمواضع) کثیرۃ (اتفاقا) فان عجز صلی اربعا کالضحی قال فی الرد۔ ای استحبابا کما فی القھستانی ولیس ھذا قضاء۔ الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

عیدین میں نماز سے قبل خطبہ پڑھنے کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ نماز عید سے پہلے خطبہ پڑھنا مشروع ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

جواب

نماز جمعہ میں خطبہ قبل از نماز اور عیدین میں بعد از نماز پڑھنا چاہیے عیدین میں خطبہ قبل از نماز بدعت

---

(۱) الدر المختار مع رد المحتار: کتاب الصلوۃ، باب العیدین، ص ۱۷۵ تا ۱۷۶، ج ۲، سعید)
وکذا فی البحر الرائق: کتاب الصلوۃ، باب العیدین، ص ۲۸۳ تا ۲۸۴، ج ۲، مکتبہ رشیدیہ) ومثلہ فی النھر الفائق: کتاب الصلوۃ، باب العیدین، ص ۳۷۰، ج ۱: دار الکتب العلمیۃ)

ہے[1]۔ فقط واللہ اعلم

بھولے سے نماز عید کی زائد تکبیرات رہ گئیں

﴿سوال﴾

نماز عید کی پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ لینے کے بعد قبل از قراءت تکبیرات زوائد امام کو بھول گئیں یا تشہد میں ان کو یاد آ گئیں امام نے سجدہ سہو نہیں کیا تو کیا نماز صحیح ہے یا نہیں نماز عید میں ہزاروں کا اجتماع تھا۔

﴿جواب﴾

صورت مسئولہ میں جبکہ ہزاروں کا اجتماع تھا تو امام نے بہتر کیا ہے کہ سجدہ سہو نہیں کیا۔ شرعاً یہ نماز صحیح ہے کیونکہ مجمع کثیر ہو اور اس زمانے میں عام لوگوں کو پوری طرح احکامات و مسائل معلوم نہیں ہوتے تو لوگوں کے فتنہ و فساد میں پڑ جانے کا قوی امکان ہے۔ مندرجہ ذیل عبارات اس پر دال ہیں۔

(والسهو في صلوة العيد والجمعة والمكتوبة والتطوع سواء) والمختار عند المتأخرين عدمه في الاوليين لدفع الفتنة كما في جمعة البحر واقره المصنف وبه جزم في الدر[2] شامی میں ہے: (قوله عدمه في الاوليين) الظاهر ان الجمع الكثير فيما سواهما كذلك كما بحثه بعضهم وكذا بحثه الرحمتي وقال خصوصا في زماننا وفي جمعة حاشية ابي السعود عن العزمية انه ليس المراد عدم جوازه بل الاولى تركه لئلا يقع الناس في فتنة[4] عالمگیری[3] میں ہے۔ السهو في الجمعة والعيدين والمكتوبة والتطوع واحد الا ان مشائخنا قالوا لا يسجد للسهو في العيدين والجمعة لئلا يقع الناس في فتنة كذا في المضمرات۔ اھ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

---

۱) ويخطب بعدها خطبتين "وهما سنة" فلو خطب قبلها صح وأساء لترك السنة، وما يسن في الجمعة ويكره يسن فيها ويكره. الدر المختار فانهما سنة لا في خطبة الجمعة (الدر المختار مع رد المحتار: كتاب الصلوة، باب العيدين، ص ۱۷۵، ج۲، سعيد) وكذا في تبيين الحقائق: كتاب الصلوة، باب العيدين، ص ۵۴۳، ج۱، دار الكتب العلمية)

۲) الدر المختار مع رد المحتار: كتاب الصلوة، باب سجود السهو، ص ۹۲، ج۲، سعيد)

۳) الهندية: كتاب الصلوة، الباب الثاني عشر في سجود السهو، ص ۱۲۸، ج۱، رشيدية) وكذا في حاشية الطحطاوي: كتاب الصلوة، باب في احكام سجود السهو، ص ۴۶۵ تا ۴۶۶، ج۱، قديمي كتب خانه)

تکبیراتِ عیدین کی حیثیت

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ نماز عید کی زائد تکبیرات واجب ہیں یا سنت یا مستحب اگر کوئی تکبیر چھوٹ جائے تو نماز عید ہو جاتی ہے یا نہیں اور سجدہ سہو کرے یا نہ؟ بینوا توجروا۔

جواب

تکبیرات زوائد عیدین باتفاق احناف واجب ہیں۔ قال فی العالمگیری [1] فی الاصح تکبیرة الرکوع فی صلوة العیدین من الواجبات لانها من تکبیرات العید وتکبیرات العید واجبة الخ وقال فی الدر المختار [2] ولها واجبات الی ان قال وتکبیرات العیدین- وکذا احدها وتکبیر رکوع رکعة الثانیة کلفظ التکبیر فی افتتاحه الخ ان تکبیروں میں سے اگر کوئی ایک تکبیر رہ جائے تو سجدہ سہو واجب ہوتا ہے۔ عمداً ترک کرنے والا گناہ گار ہوگا[3] لیکن کثرت ازدحام کی وجہ سے ترک جائز ہے۔ قال فی العالمگیریه [4] السہو فی الجمعة والعیدین والمکتوبة والتطوع واحد الا ان مشائخنا قالوا لا یسجد للسہو فی العیدین والجمعة لئلا یقع الناس فی فتنة کذا فی المضمرات ناقلا عن المحیط وقال فی الشامیة [5] تحت قول صاحب الدر (والسہو فی صلوة العید والجمعة والمکتوبة والتطوع سواء) والمختار عند المتاخرین عدمه فی الاولین لدفع الفتنة کما فی جمعة البحر واقره المصنف وبه جزم فی الدرر قوله عدمه فی الاولین)

---

۱) الهندية: كتاب الصلوة، الباب السابع عشر في صلاة العيدين: ص ۱۵۱، ج۱، مكتبه رشيديه)

۲) الدر المختار مع رد المحتار: كتاب الصلوة، باب شروط الصلوة، ص ۴۵۶ تا ۴۶۹، ج۱، ایچ ایم سعید) ومثله في تبيين الحقائق، باب صفة الصلوة، ص ۲۷۸، ج۱، دار الكتب العلمية)

۳) ولها واجبات، لا تفسد بتركها وتعاد وجوباً في العمد والسهو إن لم يسجد له وإن لم يعدها يكون فاسقاً آثماً. (الدر المختار: كتاب الصلوة، باب صفة الصلوة، ص ۴۵۶، ج۱، سعيد)

۴) الهندية: كتاب الصلوة، الباب الثاني عشر في سجود السهو، ص ۱۲۸، ج۱، رشيديه)

۵) كذا في [illegible] الصلوة، باب سجود السهو، ص ۹۲، ج۲، سعيد، وكذا في حاشية الطحطاوي، كتاب الصلوة، باب [illegible] في احكام سجود السهو، ص ۴۶۵ تا ۴۶۶، قديمي)

الظاهر أن الجمع الكثير فيما سواهما كذلك كما بحثه بعضهم وكذا بحثه الرحمتي وقال خصوصا في زماننا وفي جمعة حاشية أبي السعود عن العزمية أنه ليس المراد عدم جوازها بل الأولى تركه لئلا يقع الناس في فتنة اهـ قوله جزم في الدرر لكنه قيده محشيها الواني بما إذا حضر جمع كثير وإلا فلا داعي إلى الترك والله تعالى أعلم۔

شہر سے تین میل دور گاؤں میں نماز عید کا حکم

﴿سوال﴾

کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک گاؤں جو کہ شہر سے تقریباً تین میل دور واقع ہے کیا اس میں عید کی نماز ادا ہو سکتی ہے یا نہیں۔ اگر ہو سکتی ہے تو پہلے بھی ایک آدمی جو کہ ظاہری طور پر سنت کا تارک ہے وہ نماز پڑھاتا ہے اب ایک دوسرا آدمی جو کہ علم شریعت سے واقف ہے وہ از سر نو شروع کرانا چاہتا ہے کیا اس کو شریعت اجازت دیتی ہے یا نہیں مفصل جواب سے مطلع فرمائیں۔

﴿الجواب﴾

جمعہ اور عیدین کے لیے مصر ہونا یا مصر کی طرح بڑا قصبہ ہونا یا قریہ کبیرہ ضروری ہے۔ اسی طرح جو جگہ شہر کے مصالح کے لیے ہو یا آبادی تو الگ ہے لیکن اس میں اتصال ہو یعنی اور شہر کے مکانات میں اتصال ہو تو ان جگہوں میں بھی نماز جمعہ فرض ہے اور نماز عیدین واجب ہے۔ جو جگہیں شہر کے مصالح ہیں وہ متعدد ہو سکتی ہیں جیسے چھاؤنی، گھوڑ دوڑ کا میدان، قبرستان۔ چونکہ ان جگہوں کو فقہاء فناء مصر سے تعبیر کرتے ہیں اور یہ جگہ نہ تو مصالح مصر سے ہے اور نہ اس کے مکانات شہر سے متصل ہیں۔ اس لیے اس میں نماز عیدین واجب نہیں اور فناء مصر کی تعریف مسافت سے کرنا محققین کے نزدیک صحیح نہیں ہے۔ علامہ شامی[1] تحریر فرماتے ہیں۔ اعلم أن بعض المحققين أهل الترجيح أطلق الفناء عن تقديره بمسافة وكذا قال فالقول بالتحديد بمسافة يخالف التعريف المتفق على ما صدق عليه بأنه المعد لمصالح

---

(١) رد المحتار، (كتاب الصلوة، باب الجمعة، ص ١٣٩، ج ٢، ايچ ايم سعيد) وكذا في الدر المختار مع رد المحتار: كتاب الصلوة، باب صلوة المسافر، ص ١٢١، ج ٢، سعيد) وكذا في الهندية، كتاب الصلوة، الباب الخامس، ص ١٣٩، ج ١، رشيدية)

المسجد فقد نص الائمة على ان الفناء ما اعد لدفن الموتى و حوائج المصر كركض الخيل والدواب و جمع العساكر و الخروج للرمي و غير ذلك۔

لہٰذا صورتِ مسئولہ میں [illegible] عید گاہ فنائے شہر میں ہے تو عید کی نماز پڑھیں گے تو افضل کی جماعت خلاف افضل ہوگی تاہم اگر پڑھیں گے تو جائز ہو جائے گی۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

(۱) [illegible] رد المحتار، کتاب الصلوٰۃ، باب العیدین: ص ۱۶۸، ج ۳ [illegible]